بقیہ طلسم ہوش رُبا

جلد دوم

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ

بقیہ

طِلسمِ ہوشربا

۲

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ

پیشگفتار

داستان امیر حمزہ صاحبقران،
جس کے آٹھ دفتر ہیں۔ دفتر پنجم
طلسم ہوشربا
جو کہ داستان امیر حمزہ کی جان ہے
اور جس کی سات جلدیں ہیں
ان کی اوّل چار جلدوں کا ترجمہ منشی محمد حسین جاہ مرحوم نے
اور آخری تین جلدوں کا ترجمہ منشی احمد حسین قمر نے فرمایا
——— طلسم ہوشربا (طبع دوم)، ۱۸۹۰، مطبع نولکشور، ۱۹۶۲

آٹھ دفتروں کی چھیالیس جلدوں پر مشتمل تقریباً پچاس ہزار صفحات پر پھیلی داستان امیر حمزہ کا یہ پانچواں دفتر 'طلسم ہوشربا' جو قریب دس ہزار صفحات پر پھیلا ہوا اردو زبان کا طویل ترین نثری شاہکار ہے جسے اردو کی اپنی چیز اور خالص تصنیف ہونے کے باوجود اس کے لکھنے والے (کبھی کبھی جھک جانے کی بات اور ہے!) خاکساری اور انکساری سے ترجمہ ہی کہتے رہے!! اور جو ۱۹ ویں صدی میں اس طویل داستانی سلسلے کی شائع ہو کر منظر عام پر آنے والی پہلی کتاب ہے، پیش خدمت ہے۔

طلسم ہوشربا جس کا محض نام ہی ہمیں ایک ایک طلسمی دنیا میں لے جاتا ہے، اس معنی میں اردو نثر کا شاہکار ہے کہ اردو میں اتنے وسیع اور متنوع پیمانہ پر نثر کا استعمال کسی دوسری جگہ نہیں تھا ——— اور نہ اتنے بڑے پیمانے پر رزم (= حمزہ وغیرہ)، بزم (= عاشقی وغیرہ) اور عیاریاں (= عمرو وغیرہ) کہیں اور مل سکیں گی۔

آٹھ دفتری داستان امیر حمزہ کے اس پانچویں دفتر یعنی 'طلسم ہوشربا' کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ داستان کے بقیہ سات دفتروں کی تو تھوڑی بہت فارسی بنیادیں مل جاتی ہیں ——— لیکن دفتر پنجم یعنی طلسم ہوشربا خالص ہندستانی تخلیق ٹھہرتی ہے اور اس لحاظ سے ہندستان کو اردو زبان کا ایک نادر تحفہ جس کا پہلا ڈھانچہ سن ستاون سے قبل رام پور میں میر احمد علی نے تیار کیا، اور جسے ان کے بعد اگلی پیڑھی کے انبا پرشاد (شاگرد میر احمد علی) نے اس سماعی روایت کو اور مضبوط کیا اور پھر ان کے بیٹے غلام رضا نے 'سمع' کو 'بصر' میں ڈھال کے سنی جانے والی داستان کو پڑھی جانے والی کتاب میں ڈھال دیا جو چودہ جلدوں میں 'غیر مطبوعہ' رضا لائبریری رام پور میں موجود ہے۔

طلسم ہوشربا اصلاً سات بلکہ آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے (کہ جلد ۵ کے ۲ حصے ہیں) اور ۲ جلدیں مزید 'بقیہ طلسم ہوشربا

کی گئیں، اس طرح اس کی کُل دس جلدیں ہوتی ہیں۔ گویا پوری ۴۶ جلدی داستان حمزہ کے تقریباً ایک چوتھائی سے کچھ ہی کم حصّے پر ہوش ربا حاوی ہے۔ یہ دو داستان گویوں کا کارنامہ ہے: محمد حسین جاہ نے اولین چار جلدیں لکھیں، احمد حسین قمر نے بقیہ ساری جلدیں تمام کیں۔
یہ داستانیں لکھی بعد میں گئیں، سنائی پہلے! اس لیے لکھت میں آنے سے قبل ہی مشہور ہو جاتیں، اور لکھ جانے کے بعد بھی سنا جانے میں زیادہ فرق نہیں آیا۔ داستان امیر حمزہ، اور اس داستانی سلسلے کی اہم ترین کڑی طلسم ہوش ربا کو، اردو میں جتنا پڑھا گیا، اور جتنا سنا گیا، اردو کی کوئی اور تخیل تخلیق، اس اعتبار سے، اس کے نصف قد کو بھی نہیں پہنچی۔ عوام الناس سے لیکر نوابوں اور بادشاہوں تک، غرباء سے امرا تک، شعراء و ادبا تک (مرزا غالب بھی!)، سب اس کی زلف کے اسیر تھے! پہلی جنگ، اور پھر دوسری جنگ عظیم تک یہ محفل کی روایت کسی نہ کسی طور جاری رہی اگرچہ پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے درمیانی عرصے میں گھٹیا درجہ پر ندیم صہبائی فیروزپوری، ادنیٰ درجے پر ظفر عمر (بہرام کی گرفتاری، نیلی چھتری وغیرہ) اور خالص ترجمے کے درجہ پر تیرتھ رام فیروزپوری خاموشی سے طلسم کی جگہ لیتے چلے گئے! فرصت اور مہلت کے اوقات سکڑ رہے تھے، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سننے سنانے سے زیادہ اب پڑھنے کا دور حاوی آ چکا تھا۔
تاہم وہ کرشمہ زائیاں اور سحر طرازیاں، وہ تخیل کی آزاد اڑان، وہ نیکی اور بدی سے ملی جلی زندگی کا تنوع اور اس میں ہیرو کی حیرت ناک غیر معمولی بہادری اور ذہانت اور ان کے بل پر اعلیٰ ترین کامرانی ——— اس سب کو دیکھنے کی خواہش تھی؛ وہ داستان امیر حمزہ نہ سہی تیرتھ رام فیروزپوری کے اسرار دربار لندن اور گردش آفاق کا ترجمہ سلسلہ ہی ابہام کے کارنامے ہی سہی! وقت سکڑ رہا تھا اس کے ساتھ حجم بھی سکڑتا رہا۔ یہاں تک کہ آزادی کے بعد وہ سیل بیکراں 'جاسوسی دنیا' اور 'طلسمی دنیا' جیسی جوئے کم آب میں سمٹ آیا۔ 'طلسمی دنیا' مقبول نہ ہو سکا کہ وقت جو بدل چکا تھا اس کا اندازہ اس کے سنچالکوں کو نہ ہو سکا۔ 'جاسوسی دنیا' البتہ اتنا ہی مقبول رہا جیسا اپنے زمانے میں طلسم ہوش ربا تھا، اور یہ مقبولیت اس درجہ پر رہی کہ ابن صفی کے انتقال کو کئی سال گزر گئے لیکن پھر بھی 'جاسوسی دنیا' ابھی ایک دو سال قبل تک اسی پابندی کے ساتھ ماہنامے کی شکل میں پرانے شماروں کو چھاپتا اور دھوم دھام سے فروخت ہوتا رہا ہے —— اور سرحد پار متعدد مقبول ڈائجسٹ جاسوسی دنیا کی پوری پوری کہانیاں اپنے یہاں تمام و کمال یا قسط وار دیتے رہتے ہیں۔ کسی نہ کسی طور تحیر زائی اور اس میں انسانی دلچسپی اسی طرح نئے نئے نقش بناتی رہی ہے!

ہند ایرانی کلچر کی جو باقیات بیسویں صدی کے اوائل تک جتنی اور جس حد تک محفوظ رہ گئی تھیں، ہوش ربا میں اس کلچر کے تقریباً ہر پہلو کی جھلکیاں مل جاتی ہیں۔ یہ کلچر جو ہند آریائی تہذیب کے دو دھاروں مل تھا۔ عیسیٰ سے گیارہ بارہ سو سال پہلے کا دھارا اور عیسیٰ سے گیارہ بارہ سو سال بعد کا دھارا؛ جس میں دونوں نے اپنی اپنی حسین ترین روایتوں کو ہم آمیز کر کے دنیا کے ایک شکیل ترین تہذیبی آمیزے کو جنم دیا۔ ہوش ربا میں عالمی تاریخ تہذیب کی اس خوبصورت یادگار کو بڑی تفصیل سے دیکھا جا سکتا ہے۔ اس دور کی تہذیب، سماج، اور زبان، ان تینوں کے مطالعے کے لیے ہوش ربا ایک قیمتی خزانہ ہے۔

طلسم ہوشربا کا رشتہ اردو داستان کے رشتے سے فارسی داستان امیر حمزہ صاحبقراں (۱ قصۂ امیر حمزہ = حمزہ نامہ = رموز حمزہ = اسمار الحمزہ) سے جوڑا جاتا ہے جو روایۃً فیضی کی طرف منسوب کی جاتی رہی ہے لیکن جو واقعتہً فیضی سے قبل ہمایوں (م ۹۶۳ھ) کے عہد میں بھی موجود تھی اور اس دھوم دھام سے موجود تھی کہ ہمایوں نے اس عہد کے بہترین ایرانی فنکاروں کو اسے مصور کرنے پر مقرر کیا، اور پھر اکبر کے عہد میں یہ کام انجام کو پہنچا۔ (اس مصور حمزہ نامے کے منتشر اوراق چند سال قبل آسٹریا سے طبع ہو چکے ہیں۔ یہ اشاعت صرف تصاویر پر مشتمل ہے اور متن سے عاری ہے) مصوری پر جو مواد سامنے آیا ہے اس میں آسانی سے یہ تذکرہ مل جاتا ہے۔ اکبر کے عہد میں مغل مصوری اپنے عروج کو پہنچی ہوئی تھی ہندستانی اور ایرانی مصوروں کی فوج مصوری نے جو شاہکار تخلیق کیے ہیں ان میں حمزہ نامہ بھی شامل ہے۔ اور ان میں خدا بخش لائبریری کا تاریخ خاندان تیموریہ کا مصور نسخہ بھی شامل ہے جو مصوری کی دنیا کا تاج محل کہلاتا ہے ——— یعنی قدیم زمانے کے حمزہ نامہ کو اکبر کے عہد میں بس مصور کیا گیا! اور یہ جو فیضی کا نام بار بار اس کے مصنف کی حیثیت سے آتا رہا ہے تو عین ممکن ہے کہ جس طرح تاریخ خاندان تیموریہ میں قدیم تر تاریخوں سے مدد لیکر تاریخی متن بھی شامل رکھا گیا، اسی طرح حمزہ نامہ کو دوبارہ لکھا گیا ہو اور لکھنے میں فیضی شامل رہے ہوں۔ ہاں اتنی اہمیت جس داستان کو عہد ہمایوں میں حاصل ہو جائے، تو وہ جو ایک دوسری روایت کے مطابق اسے عہد تغلق کی چیز کہا گیا ہے اور ایک تیسری روایت کے مطابق عہد غزنوی کی چیز ——— تو کوئی عجب نہیں کہ یہ چیز اتنی ہی قدیم رہی ہو۔ فی الحال تو بس اتنا ہی کہا جا سکتا ہے کہ خدا بخش لائبریری میں ایک داستان فارسی میں زبدۃ الرموز کے نام سے موجود ہے جس کے مولف حاجی قصہ خواں ہمدانی نے ۱۰۲۲ھ/۱۶۱۳ء میں ——— حیدرآباد پہنچ کر سلطان عبداللہ قطب شاہ کے لیے لکھا ——— لکھتے وقت ہمدانی کے پاس داستان حمزہ کے کئی نسخے تھے جن میں ابو المعالی نیشاپوری، جلال بلخی اور سلطان حسین خسانی کے فارسی ورژن قابل ذکر ہیں۔ یعنی داستان کے متعدد نسخے ۱۶۱۳ء سے قبل بھی موجود تھے۔

داستان امیر حمزہ فارسی میں جو بھی تھی ہے ایک جلد میں یا چھوٹی چھوٹی دو جلدوں میں دستیاب ہے۔ اردو میں بھی یہ داستان فورٹ ولیم کالج کے توسط سے خلیل علی خاں اشک کے قلم سے (۱۸۰۱ء) ایک ہی حصہ میں آگئی۔ نصف صدی بعد امان علی خاں غالب لکھنوی نے (۱۸۵۵ء میں) اپنا ورژن اردو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اسی آخر الذکر کو یا دونوں ورژنوں کو سامنے رکھ کر مطبع نولکشور نے عبداللہ بلگرامی کے قلم سے تیسرا ورژن (۱۸۷۱ء) پیش کیا جو معمولی ترمیموں کے ساتھ پہلے سید تصدق حسین

۱۔ رموز حمزہ تہران سے بھی شائع ہوئی اور نولکشور سے بھی۔ حال ہی میں تہران سے "قصۂ حمزہ یا حمزہ نامہ" بھی امیر حمزہ جعفر شعار [illegible] معمولی ضخامت کی دو جلدوں میں شائع ہوا ہے۔ جو ایک قول کے مطابق [illegible] سات جلدوں میں تھا۔ خدا بخش کیٹالاگ ۸/۱۸۱، خدا بخش کیٹالاگ کو غلط نہیں ہوئی یہ سات جلدیں نہیں سات تحفے تھے جو دو جلدوں میں سما گئے ہیں۔

رضوی ایڈیشن (۱۸۸۷ء) کی شکل میں، اور پھر آخری بار عبدالباری آسی (م ۱۹۴۵ء) ایڈیشن کی صورت میں سامنے آیا۔

پنچ تنتر (کلیلہ و دمنہ / انوار سہیلی) اور الف لیلیٰ کے نمونے سامنے تھے ہی، کہانی میں کہانی سننے کے لیے داستان طرازی کا مزاج کافی تھا۔ محلوں کے تھکے ہارے مکینوں کو اپنی آنکھیں تھکانے اور اپنا ذہن خرچ کرنے کی کیا ضرورت، جب وہ کسی دوسرے کی زبان اور ذہن کچھ دیر کے لیے خرید کے ایک داستان سن کے خواب خرگوش میں چلے جاتے تھے۔ محلوں سے ہوتی یہ داستانیں شدہ شدہ گلیوں اور گھروں تک پہنچ گئیں، اور داستان گو اعلیٰ اور ادنیٰ دونوں طبقوں کے مذاق کا خیال رکھتا ہوا کلی پھندنے لگاتا چلا گیا۔ تاہم یہ کہنے اور سننے کی حد تک محدود داستان سننے سنانے میں ایک محلے یا ایک شہر تک محدود رہتی۔ مطبع والوں نے اندازہ لگایا کہ انھیں چھاپ دیا جائے تو اس میں دلچسپی لینے والوں کا جو وسیع تر متنوع حلقہ موجود ہے اُسے اس کی من چاہی چیز ملے گی تو وہ اس کا بہتر بدل دے گا (جس پر دنیا چل رہی ہے یعنی مالی منفعت!)۔ چنانچہ داستان گویوں کو داستان نویسوں میں تبدیل کر دیا گیا اور داستان امیر حمزہ کی مختصر سی ایک جلد ۴۶ ضخیم جلدوں میں ڈھلتی چلی گئی۔ داستان گو (جو اب داستان نویس تھے) اُسے ترجمہ بھی کہتے رہے (کہ رشتہ ماضی سے رکھنا اس عہد کا شیوہ تھا)، تصنیف بھی (کہ واقعۃً تو تصنیف ہی تھی!)۔

○

طلسم ہوش ربا تصنیف ہے ترجمہ نہیں۔ طلسم ہوش ربا داستان امیر حمزہ کا ایک حصہ بتایا جاتا ہے۔ اور خود داستان ــــ ایک قدیم تر فارسی قصہ داستان امیر حمزہ سے ماخوذ بتائی جاتی رہی جبکہ ــــ کوئی ایسی قدیم فارسی داستان امیر حمزہ دستیاب نہیں موجودہ ضخیم داستان امیر حمزہ اردو جس کا ترجمہ قرار دی جا سکے ــــ اور کوئی فارسی یا اردو داستان امیر حمزہ ایسی موجود نہیں کہ طلسم ہوش ربا جس کا ترجمہ کہی جا سکے بجز اس کے کہ داستان امیر حمزہ اردو اس نام کی قدیم فارسی داستان کا چربہ ہے یا اسے اپنا سرچشمہ بنایا ہے ــــ اور طلسم ہوش ربا قدیم داستانی یا اردو داستان سے مستفاد ہے تو محض اس حد تک کہ ناموں میں خاصا اشتراک ہے اور کارناموں میں بھی جا بجا اشتراک ہے۔

دراصل اردو والوں نے عظیم تر ادبیات فارسی سے ناتا جوڑنے کی کوشش میں یہ کہنے میں فخر محسوس کیا کہ وہ طلسم خود تصنیف نہیں کر رہے، بلکہ داستان کے ایک اسی نام کے حصے کا ترجمہ پیش کر رہے ہیں۔ تاہم چونکہ یہ امر خلاف واقع تھا اس لیے ایک ہی سانس میں اسے ترجمے کے ساتھ تصنیف بھی قرار دیتے رہے۔ اس میں ان طلسم کاروں کے ساتھ مطبع کے کارپردازوں اور مالکوں کو بھی برابر کا یا کچھ زیادہ ہی دخل رہا جنھوں نے اسے کبھی اپنی بزنس یا تجارتی گر کا حصہ جانا کہ فارسی والوں سے رشتہ ظاہر کیا جاتا رہے کہ انیسویں صدی کے اواخر تک ہندوستان میں وہ عظمت نہیں تھی جو فارسی کے نام سے وابستگی میں پیدا ہو جاتی تھی۔ ورنہ یہ سب کیا تھا کہ تسلسل

پانچ

کے ساتھ، بلکہ فنی اصطلاح میں تواتر کے ساتھ، یہ روایت لکھنؤ اور دہلی دونوں میں عام ہے کہ جیسے داستان گو کہتے نہیں تھے سناتے تھے ـــــ لکھنے والے 'کاتب' اسے سن کے لکھتے جاتے تھے ۔ اور پھر، جب بھی کچھ چھپ کر آتا تھا تو مصنف پوری خاکساری سے اور طابع پوری تاجرانہ دانشوری کے ساتھ اس کارنامے کو تصنیف کے ساتھ ساتھ 'ترجمہ' بھی لکھ دیتا تھا ۔

تصنیف کو ترجمہ کہہ کر پچھلوں سے رشتہ جوڑنے کی کوشش دراصل اس وقت کی ایک اہم قدر کا شریفانہ اظہار تھی کہ کسی سے کچھ لو تو احسان کا تقاضا ہے اس سے زیادہ بتاؤ جتنا اس کا حق ہے ۔ اگر پچھلوں نے کوئی طلسم ہوشربا لکھی تھی تو وہ اگلوں کے لیے انسپریشن تو بہر حال تھی : اس سے کردار لیے، اس کے عیار لیے، اور بھی کچھ باتیں آٹے میں نمک کے طور سے لے لیں ۔ اب اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ وہ اصل ۲۵ صفحے کی داستان ترجمے میں نو دس ہزار صفحوں پر پھیل گئی ۔ اگر خیال اصلاً پیشرو کا ہے تو اس پر چاہے ایک پوری عمارت کی تعمیر ہو جائے، عمارت کا نام اس خیال آفریں کے نام پر ہی رہے : ایسی قدریں، اب اس عہد میں، جب پیشرووں کے پورے پورے افکار لیں رو اپنے ناموں میں ٹانک لیتے ہیں، سمجھ میں آ بھی تو نہیں سکتیں !

جن پیشرو داستان نویسوں کے نام طلسم ہوشربا کے 'مترجم مصنفوں' نے لکھے ہیں وہ پرانے زمانے کے فیضی اور نئے عہد کے انبہ پرشاد، غلام رضا اور میر احمد علی ہیں ۔ یہ بھی صحیح ہے کہ میر احمد علی اور انبہ پرشاد کی روایت سے 'انبہ پرشاد کے بیٹے غلام رضا کی تصنیف کردہ طلسم ہوشربا چودہ جلدوں میں 'طلسم باطن ہوشربا' اور 'طلسم ہوشربا سے باطن' کے نام سے رام پور میں **مخطوطہ** کی صورت میں محفوظ ہے ۔ **یعنی** اردو میں یہ داستان ایسی ہی ضخامت کے ساتھ قبلاً وجود میں آ چکی تھی ۔ لیکن جس طرح ان لوگوں نے بھی 'اصل فارسی' کو اپنا سرچشمہ بنایا تھا، مطبوعہ طلسم ہوشربا کے مصنفوں نے بھی 'اصل فارسی' کو اپنا ماخذ قرار دیا، یہ اور بات ہے کہ دونوں کا سرچشمہ یا ماخذ محض ایک خیالی وجود ہے ۔ 'اقلیدس کا ایک فرضی نقطہ' جو زیادہ سے زیادہ پھیل سکا تو نیشنل لائبریری کے بوہار کلکشن کے 'قصہ فیلسوف' تک، جسے فہرست نگار (عبدالمقتدر) نے ہوشربا والا قصہ ٹھہرایا، جو صحیح بات نہیں !

داستان امیر حمزہ، رموز حمزہ، قصہ امیر حمزہ، اسمار الحمزہ، حمزہ نامہ، زبدۃ الرموز کہیں بھی طلسم ہوشربا کا نشان نہیں ملتا۔ دراصل یہ فارسی میں تھی ہی نہیں ۔ اسے تو میر احمد علی اور میر قاسم علی اور ان کے شاگردوں نے اردو ہی میں لکھا ۔ یہ اس کا پہلا نقش تھا اور رام پور میں یہ داستانیں ۱۸۴۰ء - ۱۸۶۵ء کے درمیان لکھی گئیں جو نولکشور سے قبل کی بات ہے ۔ خود احمد حسین قمر نے اس کا اعتراف کیا ہے (ہوشربا ۵: ۲/ ۶۲۷) کہ مصنف اول احمد علی ہیں ۔

○

وہ مشہور روسی حکایت آپ تک بھی پہنچی ہوگی جس میں ہیرو جب ساری منزلیں سر کر کے اس چٹان تک پہنچ جاتا ہے جہاں

اب وہ بسہولت اپنا نام لکھ کر بقائے دوام کی ضمانت حاصل کر سکتا ہے تو اُسے وہاں یہ لکھا ہوا نظر آتا ہے کہ ناموں کے لیے مخصوص ساری جگہ بھر چکی ہے اب مزید گنجائش نہیں۔ لکھنا چاہو تو بیشک لکھ سکتے ہو لیکن بس آخری نام کھرچ کے!! اس ہدایت نامہ میں یہ بات محذوف تھی کہ یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا کہ تمہارے بعد آنیوالا بالکل اسی طرح تمہارا نام کھرچ کے اپنا نام لکھا جائے گا اور اس کے بعد اس کا نام کوئی اور کھرچے گا اور اس کے بعد... ۔

ہماری قدار ایک ایک کر کے ریزہ ریزہ بکھر رہی ہیں ۔ ایک اعلیٰ قدر کبھی یہ بھی رہی تھی کہ گزرے ہوؤں کے نیک نام کو ضائع نہ کرو (نام نیک رفتگاں ضائع مکن) شعر کے دوسرے حصہ میں ایک لالچ بھی دیا گیا ہے (کاش نہ دیا گیا ہوتا!) کہ جانے والوں کا نام قائم رکھو گے تو آنے والے تمہارا نام بھی بچالیں گے (تا بماند نام نیکت برقرار) اقوام متحدہ کے سربراہ اور عظیم صوفی ہیمرشیلڈ کی وہ دلدوز چیخ آج بھی کانوں میں گونج رہی ہے کہ آخر نام میں کیا رکھا ہے! آخر ہم سب کی یہ کوشش کیا ہے، کہ جب ہم دنیا سے گزر جائیں تو زندوں کے خیالات بار بار ہمارے نام کے گرد گھومتے رہیں! ہمارا نام اپنے نام ابدیت سے تو ہم بچ بھی نہیں سکتے۔ ہماری زندگی اور ہمارے اعمال کے نتائج کھرچے تو نہیں جا سکتے! نہ انھیں امتیاز یا نشانات ملنے سے روکا جا سکتا ہے!! وہ عزت کا باعث ہوں یا شرمندگی کا!!!

کسی گزرے ہوئے کا نام ضائع مت کرو، کوئی پچھلا نام کھرچو مت، مت کھرچو، کہ تمہارا نام وہاں آجائے! بالآخر تم بھی کھرچ دیے جاؤ گے!!

کتنے ہی معاملوں میں ہمارے پیشرو ہم سے بہت بڑے تھے زیادہ خوش نصیب تھے، مثلاً یہی کہ ان کے پاس وقت بہت تھا، طلسم ہوشربا کا خصوصاً اور داستان امیر حمزہ، بوستان خیال وغیرہ کا عموماً جیسا تفصیلی مطالعہ ان لوگوں نے کیا اور اپنے مطالعہ کے جو نتائج قلمبند کیے وہ آج بھی اہمیت رکھتے ہیں۔

ان داستانوں کا دور بظاہر گزر چکا۔ ہمارے معاصروں میں بس شاید دس پندرہ لکھنے والوں نے یہ داستانیں الف سے یے تک پڑھی ہوں! اتنا ہی بہت ہے ہمارے لیے کہ کسی نے بھی 'ادب دوستی' میں اتنی فرصت تو نکالی! اور شکر گزار ہونا چاہیے ہمیں ان نفسوں کا، جنھوں نے ہم پر روشن کیا کہ چالیس پچاس ہزار صفحات پر پھیلے ہوئے ان 'خاکساران جہاں' فنکاروں کو حقارت سے نہ دیکھیں، کون جانے کب اس گرد میں سے کسی سوار کسی شہسوار کا چہرہ چمک اٹھے!

قبلاً کوئی کسی موضوع پر اچھا کام کر چکا ہو تو اس سے بہتر خراج تحسین اور کوئی ہے بھی نہیں جس کی طرح ہم نے ڈالی ہے؛ اسطور پر کہ پیشرووں نے فن داستان گوئی پر، داستان امیر حمزہ پر اور خصوصاً طلسم ہوشربا پر جو کچھ لکھا ہے اس کا متعلقہ حصہ طلسم ہوشربا کے اس خدابخش ایڈیشن کے ساتھ اقتباساً یکجا کر دیا جائے: پہلے تنقیدی اور تحسینی تحریریں ہوں جس سے

قاری موضوع سے قریب ہوتا چلا جائے ؛ درمیان میں 'برزخی' تحریریں ہوں ' جن میں تحسین کے ساتھ تحقیق بھی جڑی ہوئی ہے اور آخر میں خالص تحقیقی تحریریں!

سو، یہ تحسینی ' تنقیدی اور تحقیقی تحریریں مصنفوں کیلیے شکر گزاری کے ساتھ مقدمۂ طلسم ہوشربا کے طور سے پیش کی جا رہی ہیں۔

○

تہذیب سماج اور زبان ـــــ تینوں کے مطالعہ کے لیے طلسم ہوشربا ایک اہم ماخذ ہے۔ تہذیب اور سماج کو کچھ آپ خود تلاش کرلیں ' کچھ ہم مدد کرتے ہیں!

زبان ایک سماجی عمل بھی ہے تہذیبی وسیلۂ اظہار بھی۔ اس کے پیش نظر لغطیات کی شکل میں بازیافت کی ایک کوشش کی گئی ہے ؛ یہ فرہنگ نہیں ؛ یہ فرہنگ کا بدل بھی نہیں ہے ۔ یہ صرف جاتے ہوئے زمانے کو لفظوں کے واسطے سے اسیر کرنے کی ایک آرزو ہے جسے صفحہ صفحہ اور سطر سطر تلاش کرکے یکجا کر دیا گیا ہے کہ ان لفظوں ' محاوروں ' اصطلاحوں اور استعمالوں کے آئینہ میں بیسویں صدی کے اوائل تک کا رواج عام اور اس کے توسط سے ' لکھنؤ ' وہ تہذیب اور سماج سامنے آجائے جسے تاریخ سے زیادہ معتبر اور بے بدل صورت میں ادب محفوظ رکھا جاتا ہے! لغطیات طلسم ہوشربا کو مقدمۂ طلسم ہوشربا کی مانند مستقل بالذات الگ جلد کی صورت میں شائع کیا جارہا ہے اس امید کے ساتھ کہ یہ دونوں ساتھی جلدیں اپنی حقیر جسامت کے باوجود متن کی دیو قامت جلدوں کے مطالعہ کی راہیں روشن کرنے میں معاون ہوں گی ۔

ـــــــ • عابد رضا بیدار

بقیہ طلسم ہوشربا

۲

ان من البیان لسحرا

خالق ارض و سما کے حسن توفیق سے ان ایام فرخندہ فرجام مین قصہ فرحت خیز
بہجت انگیز دو سحر بابل نشتر رگ دل اندھیرے گھر کا اجالا آرزو کی نیند کھونیوالا و تمثیل نما

یعنی داستان

بقیہ طلسم ہوشربا

جلد دوم

مصنفہ سرخیل داستان گویان نثار سحر بیان بذلہ سنجی مین مشہور ترجمانون
سید رسول نشین منشی احمد حسین صاحب قمر بسعی جمیلہ منشی دکادر زان

مطبع منشی نولکشور کانپور مین باہتمام بعجلت ادائی چھپا

بقیہ

جلد دوم طلسم ہوشربا

منجملہ دفاتر

داستان امیر حمزہ صاحبقران

جسکو

عندلیب خوش الحان ہزار داستان انی طوطی شکر فشان شکرستان جادو بیانی

سند جناب منشی احمد حسین صاحب قمر

نے

بکمال خوبی و لطف بیانی بعبارت رنگین وطرز ہمرنگ فسانہ عجائب

بترتیب سبع تصنیف و تالیف کیا

مطبع منشی نولکشور کارخانہ میں باہتمام جگنو لال ایت چھپی

اور اشاعت پائی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بیحد و تعریف لا تعداد پروردگار کو زیبندہ اور سزاوار ہے جسکا لقب پاک ستار و مختار و غفار ہی
بانی بنائے دو جہان چارہ ساز رب بے نیاز جسنے ایک کلمہ کن کے کہنے مین زمین و زمان ثوابت
و سیارگان خلق فرمائے زبان انسان ضعیف البنیان کی کیا حقیقت ہے کہ صفت ایسے حکیم کریم
کی بیان برلائے زہے جہالت کہ باوجود نہ شان اوصاف خدا دل لطف اٹھاتا ہی لکھنے والیکا
قلب مزا پاتا ہے کیا کیا عنایت فرمائی معرفت پیغمبران سلف راہ نیک بتائی ماندگان بے نیاز راہ گم
سے برگشتہ ہوئے ہدایت پائین جفائے عدم نہ اٹھائین انس و جن دیو پری ہو دیار کار رزاق مطلق
سے وقت سختی مین چارہ ساز ہوتے ہے ادنی عنایت یہ ہے کہ ہمکو امت مین اس اپنے حبیب کی
پیدا کیا کہ مثل و نظیر نہین ہے روز حشر عجب دن ہوگا حضرت یعقوب فراق یوسف مین اسقدر
روئے کہ نابینا ہوگئے مگر اسدن قہر و جلال پروردگار دیکھکر عرض کرینگے کہ اے رب اکبر و اے بانی
شمس و قمر مجھکو بخش دے مقدمہ یوسف مین مجکو اختیار نہ تھا ہے کل پیغمبر یہی عرض کرینگے کاش اے خدا
حبیب خدا کی ہوتی تن قہر و غضب پروردگار سے بچیے مگر ہمارے حضرت اسوقت بھی امتی امتی فرمائینگے

نعت سرور کائنات باعث بنائے موجودات اشرف انبیا حبیب خدا

پروردگار نے اپنے حبیب مطلق کو اپنی خدائی کا اختیار دیا بر وقت مرض الموت جبرئیل امین بحکم رب العالمین
حاضر خدمت ہوئے عرض کی ارشاد رب اکبر ہے کہ اے حبیب میرے فردوس اعلی مین حوران جنان کو

تمہارا اشتیاق ہے دریاے جنان میں جو حوض تسنیم و کوثر کو تمہاری نسبت کا جوش ہے بہشت عنبر سرشت
نہایت آراستہ و پیراستہ ہے اگر تمہاری خواہش ہو تو صندوق بہشت میں تمکو بلا لیں حضرت نے عرض
کی اے جبرئیل رب اکبر سے عرض کر دو کہ میں اپنی امت سے جدا ہونا نہیں چاہتا میری قبر کی زیارت سے
مشرف ہوں شرف کونین حاصل کریں کیوں اے جبرئیل ابقدمہ گنہگاران امت کیا ارشاد ہوا جبرئیل
نے سر جھکایا عرض کی کہ کیا گذارش کروں انکو ان طبقہ جہنم کا خاص رب نے گنہگاران امت کے واسطے
ہر ایا ہے حضرت اسقدر روے کہ ریش اطہر تر ہوگئی حکم رب اکبر ہوا اے حبیب میرے کیوں اسقدر
ملول ہو ایسی عنایت ہوگی کہ راضی ہو گے لفظ فترضی رب اکبر نے ارشاد فرمایا عجب کلمہ جامع ہے مراد
رب اکبر یہ تھی کہ تمہارے دشمن اور تمہاری آل کے دشمن جہنم میں جائیں دوست لذات بہشت
عنبر سرشت کھائیں اسوقت سر جناب حبیب خدا آغوش میں جناب سیدہ کی تھا باپ کا حال زار دیکھکر
بیقرار ہو کر روتی تھیں کہ دیکھیے والد نامدار کو کیونکر صحت حاصل ہو کسی عرب نے دروازے پر سے
آواز دی کہ میں مسافر غریب راہ دور دراز طے کر کے آیا ہوں چاہتا ہوں کہ زیارت رسول مختار
سے مشرف ہوں جناب سیدہ روتی ہوئی دروازے پر گئیں کہا اے بھائی رسول مختار شدت بخار سے
بیہوش ہیں یہ وقت ملاقات نہیں ہے یہ فرما کر جناب سیدہ واپس آئیں کہ پھر اس عرب نے
آواز دی جناب سیدہ نے پھر وہی جواب دیا تیسری مرتبہ اسطرح کی آواز ہیبت ناک دی کہ رنگ
روے جناب سیدہ کا متغیر ہوگیا جناب رسول خدا نے گھبرا کر آنکھ کھولی پوچھا اے نور نظر کیوں اسقدر
بیقرار ہو جناب سیدہ نے کل کیفیت بیان کی جناب رسول خدا نے فرمایا اے سیدہ دوسرا ادا کی کنیز
خاص کبریا یہ مرتبہ پروردگار نے تیرے ہی گھر کو دیا ہے کہ ملک الموت بدون حکم کے گھر میں نہیں
آسکتا کسی نبی و ولی سے یہ نہیں ڈرتا حکم خالق زمین و زمان لیکر آتا ہے یہ مرتبہ تجھکو حاصل ہے کہ بغیر
تیرے حکم کے اندر نہیں آتا ہے یا مرتبہ پروردگار نے رسول مختار کو دے دیا ہے قلم عاجز ہے جسطرح
تعالی ناممکن ہے اسی طرح بیان اوصاف رسول مختار بھی غیر ممکن ہے بس یہی لفظ کافی ہے کہ
حبیب خدا باعث دو سرا اشرف انبیا ہیں

منقبت جناب حیدر کرار صاحب ذوالفقار وصی احمد مختار کرار غیر فرار

دو کلمہ داستان شوکت بیان صاحبقران زمان اسقلان لوہی پارہ زادہ سلیمان عنبرین موی کوہی کا براے مدد لقا آنا و مقابلہ صاحبقران و آمد غنچہ آتش بار جادو بر وقت جنگ و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

کدھر ہے تو اے ساقیِ شوخ و شنگ
تجھے یار ناز و ادا کی قسم
یہ ہے التجا تجھ سے اے سرو ناز
کہ جنگ و جدل کا تماشا دکھا
کہ اس رنگ میں جنگ تحریر ہو
کہ مستی میں بھی رنگ کی فکر ہو
مرا بلبلِ فکر ہے نغمہ زن
تو ہے غنچۂ دل شگفتہ ہوا
سریلی صدائیں جو آنے لگیں
صدائیں لگے دینے خوش ہو کے
ہوا عندلیبِ گلشن کو جوش
صبا نے کہا گل سے یہ گوش میں
کہ عیش و عشرت کے ساماں ہیں
کہ مشتاق ہیں آج پھر سامعین
لکھوں داستان جلالت نشان

اگر دیکھ ہے بند شربت جنگ
کیا صحبتِ غیر نے دل کو تنگ
کہ ہو رزم اور بزم میں امتیاز
سبھی ناظرانِ خجستہ خصال
تو دیکھا ہوا طرز تقریر پر
امیر جہانگیر والا حشم
دکھاتا ہے ناظر کو سیر چمن
مرا صوفیِ کلک ہے حال میں
ترانے کا مضمون سنا زمین
نہالان گلزار ہیں وجد میں
اڑاتے ہیں گل عندلیبوں کے ہوش
بہارِ گلستان کی آمد ہوئی
کہ رنگ طبیعت سے لعلان ہیں
چلا ہے تو سن کلک جادو طراز
کہ ہو طبعِ روشن کا پھر امتحان

تجھے اپنے جور و جفا کی قسم
لڑائی کی دھن میں بھری ہے امنگ
قلم سے دم نظم ہے کچھ عجب
ہیں مستفیر ناظم با کمال
مے و جام و ساقی کا بھی ذکر ہو
رہیں جنگ میں آج ثابت قدم
اگر بلبل و گل کا ذکر آگیا
کہ ہو حال کا لطف اس قال میں
ہوا بزم گلشن میں ہو حق کا شور
خبر مل گئی قیس کو نجد میں
اگر غنچۂ گل ہنسا جوش میں
تو زاہد کو میخوار سے کد ہوئی
کروں داستان شگفتہ بیان
دکھا دے جہان کا نشیب و فراز
چہرہ نمازیان دیندار و مجاہدان

ہو شعار اس داستان خجستہ اطوار کو یوں تحریر فرماتے ہیں شعر تصنیف مصنف دیدہ و ہنرمند و شیریں مقال ؛ چنین مے نگارد کلک خیال ؛ لشکر صاحب قران زمان مع جملہ سردار شاہ باختری میں بر سر کوہ عقیق گلزار سلیمانی ؛ دو کش ہے صاحبقران بارگاہ میں جلوہ

ہین سرداران نامی وپہلوانان گرامی اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچہ
دربار جلالت شعار مین موجود ہی کہ لشکر لقا سے نوبت نقارے کی آواز آئی صاحبقران نے جواہر بن
عمرو سے فرمایا جاکر لشکر لقا مین دریافت تو کرو یہ کیسا نوبت نقارہ بج رہا ہی جواہر چلا چند پیک
بچے بھی صورتین تبدیل کر کے چلے کنارے سے اپنے لشکر کے دیکھا بختیارک و یاقوت شاہ طرف
صحرا کے جاتے ہین جواہر نے بڑھکر دریافت کیا معلوم ہوا استقلان کوہی بھتیجا سلیمان کا برائے
مدد لقا آتا ہی جواہر بھی بہ تبدیل صورت بختیارک کے ساتھ ہو لیا اور پیک بچے بھی بصورت مبدل
شکل پیادل چلے جاتے ہین صحرا مین ایک مقام پر جاکر ٹھہرے کہ صحرا سے گرد اوڑی چند شتر سوار سامنے
سے نکل گئے اونکے بعد ساٹھ علم ساٹھ ہزار سوار کے نشان نمایان ہوے علمہاے زنگاری پر
تعریف لقا مرقوم آمد کوہیون کی دہوم ان سبکے گذر جانے کے بعد دیکھا ایک پہلوان دیو خصال
گینڈے پر سوار مست مے نخوت ابروے خمدار خنجر ظلم و بدعت چوڑا تیغہ کمر سے لگا ہوا ہاتھون سے خون
ٹپکتا ہوا پشت پر ساٹھ ہزار جوان غرق دریا آہن اس شد ومد سے استقلان کوہی آیا کہ جواہر
کانپ گیا جاہ و جلال اس بھتیا کا دیکھکر حیران تھا کہ ای پروردگار خیر کرنا اس دیو سے کون مقابلہ کریگا
بختیارک نے بڑھکر سلام کیا اس مغرور نے نظر بھی اوٹھادی بختیارک حیران کہ یہ تو بڑا مغرور
بے عقل و فراست سے دور ہے لیکن بختیارک ساتھ ہو گیا بڑھکر اسنے عرض کی آپ کا
خداوند نے مزاج پوچھا ہے اسپر بھی استقلان نے کچھ جواب نہ دیا یاقوت شاہ کو سلام بھی
نہ کیا بختیارک نے بڑھکر کہا بھی کہ اے پہلوان دوران جبرئیل قدرت آپکے استقبال کو آئے
ہین اس مغرور نے اسپر بھی کچھ جواب دیا بختیارک حیران ہی کہ اس بھید سے کیونکر بات کرون
یہی سوچتا ہوا داخل لشکر ہوا ایک مقام پر سلیمان نے بہت معقول بارگاہ استادہ کرائی لشکر بھی
اسکا وہی مقام پر اوترا پھر بارگاہ لقا مین آیا لقا کو تخت یاقوت نگار پر پایا دیکھا ہر دو سے ریش تین
مروارید بے بہا آویزان ہین استقلان بھی حیران ہو گیا کہ یہ کیسے خداوند ہین دل مین یہ کہکر
لقا کی طرف دیکھا لقا نے کہا ای بندۂ قدرت آ دیکھا دنگل بیٹھ جاؤ رہا جب دو چار جام
شراب کے پیے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا اور زیادہ مست ہوا ہاتھ باندھکر عرض کی یا خداوند
بندے آپ کے کون ہین جو آپ سے لڑتے ہین آپ جس وقت چاہین غارت کر دین

لقا نے کہا میرا سپہ سالار قدرت ہی جسنے اوسکو ہمیشہ ضلالت مین پرورش کیا دیوان قاف کو او[سکے]
ہاتھہ سے قتل کرایا خود قدرت اوسکے سامنے سے بھاگے کہ جاہ وجلال اوسکا بڑھے بختیارک
کی طرف دیکھکر اشارہ کیا کہ ای شیطان درگاہ حال مسلمان کا سامنے ہمارے قدرت کے بیان
کرو بختیارک تو خواہان تھا کہ ذرا مجھسے بات کرے تو اسکو مکر وحیلہ تعلیم کرون حقیقت مین ایسا
زبردست کوئی کوہی نہین آیا یہ ضرور حمزہ کو قتل کریگا یہ سوچکر سامنے کرسی بڑھائی اول یہی بیان
کیا کہ نبیرہ حمزہ دختر قدرت کو نکال کر لیگیا مگر قدرت نے دم نہ مارا اسیتک جاہ وجلال بڑھاتی ہی استقلان
نے کہا اگر حکم ہو تو بارگاہ مین گھسکر سر کاٹ لاؤن جب میرے پاس نامہ حمیا جان کا پہونچا مین شکارگاہ
مین شکار کھیل رہا تھا پھر فرصت مین اپنے نہ گیا اسی طرف حاضر ہوا غلام کو جلدی ہر قلعے مین میرے لیے
سے میزبان کوہی حکومت کرتا ہی ایسا تو کوئی خرابی پڑے فقط مینے اتنا لکھہ بھیجا تھا کہ برائے
مدد خداوند جاؤنگا سلطنت سے ہوشیار رہنا اب آپ طبل جنگی بجوائیے اوسی وقت بختیارک نے
طبل جنگی بجوایا ہرکارے لشکر اسلام کے موجود تھے خبرین لیکر بھاگے سامنے صاحب قران
کے آئے بعد دعا وثنا کے عرض کی استقلان کوہی ساٹھہ ہزار فوج سے برائے مدد لقا آیا ہے
اوسی نے طبل جنگی بجوایا ہی کہ بندگان عالی سے مقابلہ کریگا چند کوہی جو یہان موجود ہین اونہون
نے ڈرکر عرض کی حضور یہ بڑا زبردست ہی اسکے شر سے خدا مسلمانون کو بچائے یہان بھی طبل جنگی
بجا تیاریان ہونے لگین مگر ہر سردار ہوشیار تعریفین اسکی کررہے ہین سب کو اشتیاق ہی کہ صبح کو
استقلان کوہی سے مقابلہ کرین جبکہ رستم میدان چرخ چہارم میدان سپہر زبرجدی مین آکر جلوہ فرما
ہوا دونون لشکر بہ ترک عدہ قدیم میدان کارزار مین پہونچے صفین جمین نقیبون نے نقابت کی
ترکیت کرو کا کہکر ہٹے استقلان کوہی نے گیندا بڑھایا لقا سے اجازت لی طرف میدان کارزار
کے چلا اتنا بڑا ہیکل ان ہی کہ جب گیندا بڑھاتا ہی زمین تھراتی ہی چند ٹھیکون مین گیندا اسکا میدان
کارزار مین پہونچا سمند کوہی عیار اسکا ساتھ ہے استقلان کوہی نے سراپا میدان کا جولا کیا
پکارکر آواز دی اے فرزندان اسلام جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے مین آئے مگر کوئی ایسا
ہو کہ مجھکو مزا سپاہگری کا ملے سات سے ملک کوہستان کے میرے نام سے تھراتے ہین اس طرح
کے کلمات لاف وگزاف اسنے کہے بائین پرے لشکر اسلام کے طنبور گرجا پلٹنین گورون کی بڑھین

دیکھا سب نے کہ رستم پیلتن علمشاہ تیغ زن فرزند دلبند حمزہ صف شکن اپنی صف سے نکلے
سامنے سریر بن قباد کے آئے دست بستہ عرض کی اجازت میدان بادشاہ نے سن کے ہیں ہاتھ
ڈال دیئے کہا اے عم نامدار آپ تکلیف نہ فرمایئے عرض کی آپ نے اوسکا لاف و گزاف ابھی سنا اپنے
تن و توش پر اسکو بڑا غرور ہے آپ ضرور اجازت دیں بادشاہ نے مجبوری حکم دیا رستم گھوڑے پر
سوار ہوئے استر مالا کیو فرنگی کو آواز کے چلے اسقلان کی جو نگاہ پڑی ایک جوان حسین و
جمیل تیغہ کپتان فرنگی پہلو میں سپر فولادی پشت پر گھوڑا اطارے ابھرتا ہوا آتا ہے اسقلان
حیران جمال محو دیدار ہوا علمشاہ آکے تگاور زن ہوئے تین قدم گھوڑا علم شاہ کا پانچ قدم گینڈا
اسقلان کا ہٹا گویا پہاڑ نے اپنے مقام سے جنبش کی اسقلان نے کہا اے جوان تیرا نام نامی
اسم گرامی کیا ہے علم شاہ نے کہا ہم رستم پیلتن علم شاہ نوجوان فرزند صاحب قران اسقلان
نے کہا آپ لوگوں نے اپنے گھر میں رستم نام رکھ لیے میرے سامنے کسی رستمی نہیں چلتی منم
رستم کو بہتان علمشاہ نے کہا ومعذور کیا [illegible] زبان تیغ سے بات کرنا چاہیے اسقلان
نے کہا اپنا حربہ لو کر لیجیے کہ حوصلہ نہ باقی رہے علم شاہ نے کہا ہمارا دستور نہیں جب تیرے حربے
سے پروردگار بچا لیگا تب ہم بھی حربہ کر لینگے اسقلان نے نیزہ مارا نیزہ آپس میں چلنے لگا دونوں
لشکر [illegible] دیکھ رہے ہیں دو گھڑی کامل نیزہ چلا علمشاہ نے ایک مقام پر نیزہ
اسقلان کا کاٹ دیا اسقلان کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا غصے میں آواز دی اے جوان
غضب کیا دو دریائے لشکر دیکھ رہے ہیں اور تو نے نیزہ میرا کاٹا یہ تیغہ بیدریغ اگر پہاڑ پر مارو
تا ہیچ کاٹوں یہ کہکر اوس دیو خصال نے تیغہ مارا رستم نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا جب تیغہ
قریب سر کے پہونچا سپر کو گردش دی دستانہ مارا کہ تیغہ اسکا پھٹ پڑا کلائی پر ہاتھ ڈال دیا چاہا
ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لوں اوسنے گریبان میں ہاتھ ڈالا آخر دونوں جوان گھوڑے دگینہ سے
لود کے کشتی ہونے لگی دونوں لشکر جمع ہوئے کھڑے ہیں تماشے سے جنگ دیکھ رہے ہیں
کہ رستم اس دیو پیکر سے لڑ رہے ہیں کسی مقام پر کمی نہیں کرتے اگر اسقلان چار قدم لے
لیگیا تو علم شاہ دس قدم لیجاتے ہیں بڑے زور و شور سے کشتی ہو رہی ہے تین پہر تک ایک طور
پر کشتی ہوئی اسقلان کے ہوش اوڑے ہوئے [illegible] کہ مجھ سے دیو سے برابر لڑ رہا ہے حقیقت میں تہا

صاحب شوکت و جرات ہی پھر دن رات کشاکش کے زور ہونے لگے یک مقام پر استقلان ریل کر کے چلا
علمشاہ چند قدم ہٹکر پلٹے قدم جو بڑھا کر گیا وہاں بیہوش خانہ تھا علمشاہ کا گولا و تب استقلان
نے خیال بھی نہ کیا اوسی حال میں علمشاہ کی مشکیں باندھ لیں صاحبقران کو انتہا کا قلق ہوا
جواہر بن عمرو کو واسطے خبر کے بھیجا یہ جو علمشاہ کو لیکر آیا کہا اس جوان کا گولا بچاو با آرام خیمے میں بھیجو
جب یہ جوان صحت پائیگا میں اسکو لات پرست کر کے اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا یہ خبر جواہر بن عمرو نے
صاحبقران کو پہونچائی امیر کو اطمینان ہوا کہ جب دربار سجیگا ہمکو خبر ہوگی لشکر کشی کر کے علمشاہ
کو چھوڑا لا وینگے یہاں استقلان دربار میں خوش بیٹھا ہی کہ میں نے فرزند حمزہ کو زیر کیا نہایت خوش ہی
یہ رات آ چکی کہ خمار نے اسکے کچھ کان میں کہا سمند کوہی اوسکا نام ہی سنتے ہی استقلان ہنسا
کہا تو نے خوب یاد دلایا اوسی وقت حکم دیا کاؤس کوہی کو بلاؤ کاؤس کوہی دس ہزار سوار
فسر ہی اوسے کہا رات ہی رات فرزند حمزہ کو طرف قلعہ استقلانیہ کے لیجا کاؤس نے اوسی وقت علمشاہ
کو اپنے پیدال لیا دس ہزار سوار دنکو ساتھ لیکر طرف قلعہ استقلانیہ کے روانہ ہوگیا رات ہی رات
نکلگیا صاحبقران کو اس بات کی خبر نہوئی جب کاؤس کوہی قریب قلعہ استقلانیہ پہونچا ایک نامہ
مہربان کوہی کو لکھا کہ میں قید پسر حمزہ لیکر آتا ہوں شہر کو آراستہ و پیراستہ کرو تمام شہر میں
ڈھنڈورا پٹے کہ استقلان کوہی نے پسر حمزہ کو زیر کر کے بھیجا ہی مہربان کو یہ نامہ پہونچا اسنے
تمام شہر میں مشہور کیا کہ قید پسر حمزہ کی آتی ہی سب لوگ تماشا دیکھنے آئیں قضا ہی کار استقلان کوہی
کی بیٹی ملکہ الماس پریچہرہ نہایت حسین و جمیل اپنے محل میں بیٹھی تھی کہ ایک کنیز نے آکر خبر دی کہ
آپکے والد نے پسر حمزہ کو گرفتار کر کے بھیجا ہی کاؤس کوہی قید لیکر آئیگا تمام شہر تماشے کو جاتا ہی
مشہور یہ وہ جوان ہی جسنے فرنگستان میں مرزوق شاہ فرنگی کو مارا کپتان فرنگی ایسے دلاور تھے
مار ڈالا نہیں معلوم کس طرح گرفتار کیا ہی ملکہ الماس پریچہرہ یہ سنکر بہت مشتاق ہوئیں کہا چوک
میں جو [illegible] کا ری مکان ہو اوسکو آراستہ کرو ہم بھی قیدی کو دیکھنے جائینگے کنیزوں نے جا کر مکان کو
آراستہ کیا فرش عمدہ بچھ گیا ملکہ سوار ہوتے ہی اوس قصر میں داخل ہوئیں شہر میں دیکھا اژدحام عام ہے
دکانوں میں تماشائیوں کی بھیڑ ہی ایک ایک دکان کا نین صد تماشائی بھرے ہوے دکانیں سجی ہیں تمام
[illegible] ملکہ الماس پریچہرہ بھی اوس مکان میں بیٹھی ہیں

کہ شہر مین غلغلہ ہوا ہر ایک کی زبان پر یہی جاری ہی کہ پسر حمزہ کی قید آتی ہی کاؤس کوہی قید رستم لیے ہی
جو چلا راہ مین بمشکل قید لایا ہی جہان اسنے دیکھا کہ شاہزادے کو غصہ آیا منت و خوشامد سے کام نکالا
اسطرح یہانتک قید لایا ہی گھوڑا ارابے کے برابر جیسے کوئی شیر کو بہلا کر لیجاتا ہی ارابہ کڑکڑاتا ہوا آیا
جب چوک مین ارابہ پہونچا علمشاہ نے کہا بھئی کاؤس تھوڑی دیر ارابہ ٹھہرالو ہم بھی تمھارے چوک
کا تماشا دیکھہ لین کاؤس نے منہ پھیر لیا کہا حضور چلیے تھوڑی دور رستہ اور باقی ہی علمشاہ کو غصہ آیا
ہر چند کہ ہاتھہ مین ہتھکڑیان ہین مگر دونون ہاتھہ ارابے پر جما کر لنگر مارا کہ پہیے ارابے کے دھنس گئے
ہر چند گاڑیبان ہلہ کرتے ہین ہٹ ہٹ کی صدا بلند ہی لیکن ارابہ ایک قدم آگے نہین بڑھتا ہلہ ہو
ملکہ الماس پریچہرہ نے جھک کر دیکھا نگاہ جمال جہان آرا ے رستم پر پڑی ایک جوان رعنا غضنفر
گردن بلند بالا قوی تن درشت چنگال شیر صولت رستم ہیبت سہراب جلال نریمان جمال حسین و
جمیل پہلوانان عالم کا کفیل چہرہ آفتاب عالمتاب ابرو غدار پر قہر و عتاب صاف ظاہر ہے کہ تیغہ ہاے
اصفہانی نیام انتقام سے نکل رہے ہین آنکھین نرگس شہلا ابرو رشک ہلال جبین بدر آسمان کمالی پولاد
آہن جسم پر مضطر و ششدر ملکہ کی جو نگاہ پڑی تیر مژگان جو کمان خانہ ابرو مین نہین تھے تو وہ دل پر پڑے
مہرہ پشت کو توڑ کر نکلے ملکہ تڑپے بے اختیار ہو کر آہ کی یہ اشعار عاشقانہ زبان سے نکل گئے نظم

کس تیر کا اون پیاری نظرون مین اثر ہی ۔ اونکو مرے ارمان بھرے دل کی خبر ہی
آخر جو شب وصل ہی صد چاک جگر ہے ۔ مطلوب مجھے مہر کا نور سحر ہے
مرتے بھی رہے اور گئی جان بھی کسی پر ۔ جسکو نہ کبھی تھی نہ ادسے آج خبر ہے
ہر بار وہان دوسرے ہو جاتے ہین تیور ۔ شاید کہ مری آہ مین اک تازہ اثر ہے
چھپتی ہی نہین لاکھہ چھپانے اسے کوئی ۔ بہونت عجب چیز محبت کی نظر ہے
چھپکر جو چلا ہون در دلدار کی جانب ۔ ہر ایک قدم راہ مین سو طرح کا ڈر ہی
جا نکلے لیے جوتے اوٹھتے ہین یہ کہکر ۔ اس نیند کے ہاتھون مجھے رسوائی کا ڈر ہے
وان نیند جوانی کی یہان شوق بلا کا ۔ غافل وہ پڑے سوتے ہین یان بالون پہ سر ہے
یا شوق کی ہو جائین اشارون ہی مین باتین ۔ وان شرم کچھ ایسی ہے کہ نیچی ہی نظر ہے
تقدیر نہ سمجھکر وہی سوچ کے دل مین ۔ جسکی کہ ہمین کھاتے قسم تھے وہ سر ہے

ہر دم میں ہو جاتی ہے یہاں دوسری حالت	سو طرح کا ایک دل کی ہم صوتی میں آرا ہے
دن ڈھلنے سے تا بہ سحر کیا آئی شب ہجر	وہ دن میں ہون جسے موت کے آنیکی خبر ہے
ہو جاؤن فنا دل ہی جو اوس بت نے ہے نکالا	پتھر مین مین بستا ہون مرا نام شرر ہے

یہ اشعار پڑھکر ہر چند ضبط کیا نہو سکا غش کھا کر گری بیہوش ہو گئی کنیزون نے جو غل مچایا اعلمشاہ کی بھی نگاہ اودھر گئی دیکھا ایک نازنین مہ جبین کو چند کنیزین گود مین لیے ہوے غل مچا رہی ہین بیہان کاؤس نے ہاتھ باندھے کہ ای شہریار مجسے خطا ہوئی رستم نے ہاتھ ہٹا لیے اراب غل گیا کنیزین ملکہ کو لیکر باغ مین آئین باغ شہلا اوس باغ کا نام ہے ملکہ کو بارہ دری مین پہونچایا گلاب کیوڑہ عرق بید مشک چھڑک کر ملکہ کو ہشیار کیا ملکہ نے آنکھ کھول کر ادھر ادھر دیکھا یا خیال تھا کہ وہ صورت زیبا و طلعت جہان آرا سامنے ہوگی اب جو صورت رستم کو نہ دیکھا آنکھون مین آنسو بھر آئے ہر چند کنیزون نے پوچھا ملکہ نے کچھ نہ بتایا آنکھون مین آنسو بھرے ہوے سرنگون غم سے کلیجہ خون گھبرا کر یہ جواب دیا کہ تم سب ہمارے پاس سے ہٹ جاؤ کیا مجھکو قیدی مقرر کیا ہے ہر وقت گھیرے بیٹھی رہتی ہو کنیزین باہر گئین ملکہ نے پردے چھوڑ دیے تنہا پلنگ پر بیٹھین آنکھون سے آنسو جاری دل مین سوچ رہی ہین کہ کیا ہوگا وہان رستم کی قید دربار مین میزبان کوہی کے پہونچی میزبان سے سخت کلامی ہوئی میزبان نے چاہا قتل کرون کاؤس نے کہا اے پہلوان دوران اے گرد جہان بادشاہ کا یہ حکم نہین ہے ابھی اس جوان کو قید کرو جب وہان سے حکم آئیگا قتل کیا جائیگا میزبان نے بہلا کر تعلمشاہ کو قید خانہ مین بھیجا نگہبان مقرر کیے یہان ملکہ الماس پریچہرہ کو تنہائی مین بیٹھے جب عرصہ ہوا تو وزیرزادی رنگین ادا گھبرا کے قریب پردے کے آئی رونیکی آواز جو اوسنے سنی پردہ اوٹھا کر اندر آئی دیکھا ملکہ کی آنکھیں سرخ ہو رہی ہین آنکھون سے آنسو جاری وزیرزادی کو جو دیکھا دیکھا دلائی سے منہ چھپا لیا رنگین ادا نے آگے بلائین لین عرض کی واری یہ کیا حال ہے لونڈیان گھبرائی ہین کیا معرکہ گذرا کہ حضور اسقدر ملول و محزون ہین مجسے ارشاد فرمایئے جو حکم ہو بجا لاؤن تماہرا تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ سرکار کی طبیعت کسی پر آئی ہے اگر ایسا ہو تو لونڈی آپکے معشوق کو تلاش کرے اگر سرکار کا معشوق آسمان پر ہو تو مثل دعاے مظلومان پہونچین اگر تحت الثریٰ مین ہو مثل قطرہ آب جذب ہو جاؤن آپ کے معشوق کو آپسے ملاؤن اسطرح جو دلجوئی کرکے رنگین ادا نے کہا

ملکہ الماس پریچہرہ نے آہ کی کہا اے رنگین ادا کس زبان سے کہون اوس ظالم کی کیا تعریف کرون اے رنگین ادا سنو ~~نظم~~

واہ کیا حسن کیسا جوبن ہے	کیسے ابرو ہین کیسی چتون ہے	جسکو دیکھا وہ نور کا بقعہ ہے
یہ پرستان ہے کہ لندن ہے	عبث اونکو مسیح کہتے ہین	مار رکھنے کا اوسین پھبن ہے
حسن دکھلا رہا ہے جلوۂ حق	روے تابان سے صاف روشن ہے	رسم اولٹی ہے خوبرویون مین
دوست جسکے ہنو وہ دشمن ہے	بائے عشاق کو بتاتے ہین	اور ابھی خیر ہے لڑکپن ہے
دل رعنا نکل نہ جائے کہین	زلف خمدار کو یہ قدغن ہے	رنگین ادا نے کہا کنیز کو سمجھا کر

زمانے مین اس مسے کو نہین سمجھی ملکہ نے کہا اے رنگین ادا کیا کہون یہ قیدی جو آیا ہے اونسے متاع صبر و شکیبائی کو لوٹ لیا اے رنگین ادا کیا کہون اوسکی غربت پر دل پستا ہے ہر چند ضبط کرتی ہون مگر نہین ہو سکتا رنگین ادا نے کہا واری یہ کیا مشکل ہے کنیز قید خانے سے لے آئیگی ملکہ نے کہا اے رنگین ادا اگر یہ کام کیا تو میرے بڑا احسان ہوگا رنگین ادا نے کہا کنیز تدبیر کرتی ہے یہ کہکر اسنے بہت سا کھانا پکوایا اوس مین بیہوشی ملائی آپ قفس مین سوار ہوئی چند کنیزون کے سر پر خوان کھانے کے رکھے طرف قید خانے کے روانہ ہوئی جب سامنے قید خانے کے پہونچی نگہبانون نے آواز دی کون آتا ہے اسنے کہا مین وزیرزادی ملکہ عالم کی ہون سب نگہبان کھڑے ہوگئے رنگین ادا نے خوان کھانے کے اوتروائے کہا کہ ملکہ عالم کے سر مین درد تھا اب صحت ہوئی ہے نذر کا کھانا لائی ہون قیدیون کو دیدو اون سب نے کہا رات کا وقت ہے بند خانہ نہ کھلیگا رنگین ادا نے کہا تم سب ملکر کھالو مین دنگی کہ قیدیونکو تقسیم کر دیا سب نگہبان مع اوس کھانے کو کھانے سے تھوڑے ہی عرصے مین غش بیہوش ہوے رنگین ادا نے سب سر کاٹ ڈالے قید خانے مین آکر علمشاہ کو لیکر باغ مین آکر ہوشیار کیا ملکہ کا سامنا ہوا ناگاہ رستم کی جو تمال بےمثال ملکہ پر پڑی دیکھا ایک معشوقہ کمسن پری پیکر رشک قمر ماہ وش آفتاب طلعت بیٹھی ہے ملکہ رستم کو دیکھکر شرمائین رنگین ادا نے شراب و کباب پیش کیے کہا اے ملکۂ عالم مہمان نوازی ضرور ہے ملکہ نے جام بھر کر سامنے کیا علمشاہ نے مقدمہ مذہب پیش کیا ملکہ کلمہ پڑھکر تصدیق دل سے مسلمان ہوئین جام آپس مین چلنے لگا جب دونونکو نشہ ہوا راز و نیاز عاشق و معشوق ہوئے تین دن رستم کو اس مقام پر گذرے میزبان کو بھی کو بعد جانے

اسقلان کے میزبان کو بڑا خیال ہو کہ مبدا بادشاہ کو کوئی انقلاب نہو قریب دو صبحکو خبر ہوئی کہ قیدی
کو کوئی قید خانے سے لیگیا۔ یہ سنکر میزبان بدحواس ہو گیا عیار اسکا سہراب شگرد تھا اسکو بلا کر
کہا ای سہراب تو نے سنا کیسی بدنامی کی بات ہے قیدی کا غائب ہونا بادشاہ ہمارا پہلوان زبردست آنے
زیر کرکے بھیجا تھا شکایت کرینگے کہ تم نے قیدی کی حفاظت نہ کی ای سہراب تلاش کرو یہ کہنے پائی
کی اگر تلاش کرکے لائیگا دولت دینے سے نہال کردونگا سہراب شگرد بہر تلاش چلا راہ مین جاتا
تھا کہ دیکھی ایک ڈولی آتی ہے کہار دست بستہ لئے پوچھا یہ ڈولی کہان سے آتی ہے کہارونے کہا ملکہ کی خواص
خاص باغ سے ملکہ کے آتی ہین اپنے جانیکا قصد ہے سہراب نے کہا ڈولی روک لو کہارون نے ڈولی
رکھدی سہراب نے پوچھا کیون بی شمشاد کیا باغ سے آتی ہو آج کل باغ مین ملکہ کے کیا
ہو رہا ہے صاف صاف بتا دو ورنہ بری طرح پیش آؤنگا شمشاد ڈری کہ ایسا نہو یہ بذلت پیش
آئے کہا اے سہراب اصل یہ ہے کہ ملکہ الماس پریچہرہ رستم پسر حمزہ پر عاشق ہوئی ہین بی
رنگین ادا جو قید خانے سے لائین سب نگہبان قتل کئے ہین تم نے جو سمجھایا تو مجھکو باتین سنائین
مین تو آج رخصت لیکے اپنے گھر جاتی ہون اب دو چار دن نہ آؤنگی سہراب یہ سنتے ہی بھاگا خدمت
مین میزبان کوہی کے پہونچے میزبان کو تو اس فکر مین خفا ہو رہا تھا کہ سہراب آکر پہونچا عرض کی
حضور کسی پر غصہ نہ کرین ذرا علیحدہ اوٹھئے تو مین عرض کرون میزبان کوہی اوٹھکر الگ آیا
سہراب نے منھ پیٹ کر کہا کیا عرض کرون عجب معرکہ درپیش ہوا کہ جسکو عرض نہین کرسکتا میزبان کوہی
نے گھبرا کر پوچھا ارے کیا ہوا سہراب نے کہا اے شہریار ملکہ الماس پریچہرہ نے نگہبانون کو قتل
کرایا علمشاہ کو چھڑا منگایا اب کئی دن سے مزے ہو رہے ہین ادھر بچانے والون پر آفت ہے یہ
سنتے ہی میزبان کوہی غصے مین کانپنے لگا کہا جلد لشکر کو تیار کرو دس ہزار جوانون کو ساتھ لیکر بقہر
غضب تمام مین خود گینڈے پر سوار ہوا دس ہزار جوان پشت پر کہا مین اسکے بھروسے پر نہین جاتا ہون
ایسا نہو وہ جوان سنکر بھاگ جائے تم لوگ بڑھکر باغ کو گھیر لو دس ہزار جوان گھوڑے بڑھا کر چلے یہان رستم
پہلو مین ملکہ کے بیٹھے ہین کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی ای شہریار باغ چار جانب سے گھر
گیا سنتے ہین کہ میزبان کوہی کو خبر پہونچ گئی یہ سنکر رستم نے حکم دیا گھوڑا تیار کرو ملکہ الماس
کہنے لگین کہ صاحب یہ میرے باپ کا نوکر ہے مین سمجھا دونگی کہ تیرے باپ کا کیا اجارہ ہے تو جاکے بیٹھ

ہمارے باپ کو لکھ بھیج جیسا وہ حکم دینگے ویسا کرنا ہم خود سر کاٹ کے بھیجدینگے رستم ذکہ صاحب مجبوریہ
حرف سے تمھارے باپ کے حکم ہے ان عذرات کو ہرگز نہ سنینگے۔ موس مین تمہارا آنا اچھا نہین ملکہ
نے کہا صاحب دس ہزار سوار ہین علمشاہ نے کہا سب خلعت شمشیر آبدار ہین ایک وار مین بھاگ جاتے
بھاگے پھرینگے یہ کہکر علمشاہ نے اپنے ہاتھ سے مرکب تیار کیا پشت مرکب پر سوار ہوے نیزہ جان ستان
لیے ہوے باہر چلے باہر آکے مرکب کو مہمیز کی چند قدم باغ سے آگے بڑھکر کھڑے ہوے نیزہ گاڑ دیا اوسپر
تکیہ کرکے کھڑے ہوے کہ دیکھ سوار نے دیکھا کہ ایک جوان نہایت حسین شعشعہ نور جمال سے تمام میدان
نورانی ہو رہا ہے سوار نے جاکر میزبان کوہی سے اطلاع کی کہ وہ جوان بیرون باغ کھڑا ہے میزبان
نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہے کہیں چھپتا پھرتا ہوگا یہ کہکر گینڈا بڑھایا سامنے آکے دیکھا کہ وہ جوان آفتاب
تمثال گھوڑے پر سوار کھڑا انتظار کر رہا ہے میزبان نے گینڈا بڑھایا پاس آکر کہا اے جوان تجھکو کچھ
خوف نہین میزبان کوہی کہ نہایت پہلوان زبردست ہے دس ہزار فوج ساتھ ہے نکل جاو
ہم تمکو پناہ دیتے ہین علمشاہ نے کہا اے شخص تو نکل جا ہم میزبان سے نہ چھینینگے اے جوان تو مرد
سپاہی معلوم ہوتا ہے یہ مناسب ہے کہ ناموس کو مجمع دشمنان مین چھوڑ دین اور اپنی جان بچا مین صاحب رتبہ
جرات یہ ہے کہ اپنی جان دین اور ناموس کو بچا مین یہ سنکر میزبان کانپنے لگا کہا اے پہلوانی وان
مجھے تیری بات سے شرم آگئی لے مین یہ بھی قبول کرتا ہون کہ معشوق کا محافہ بھی ساتھ لے لے اور یہان
نکل جا علمشاہ نے کہا اب تو مردان عالم کا قدم آیا شیر کا بیشے مین آنا اور بدون شکار کے جانا شیوہ
نہین ہے اب انشاء اللہ میزبان کوہی کو بھی مسلمان کرینگے بظاہر شادی کرکے لیجاینگے میزبان
کوہی نے کہا اے جوان تو بڑا اجل رسیدہ معلوم ہوتا ہے مین ہی میزبان کوہی ہون صورت تیری دیکھکر
مجھکو رحم آیا اگر ایک وار تجھ پر ستم کیا تو کیا بڑا کمال ہوا علمشاہ نے کہا اے میزبان اسکا کچھ خیال
نہ کر بسم اللہ جنگ شروع ہو اس عرصے مین فوج بھی آپہونچی اب میزبان نے گینڈا مہمیز
کیا کہا اے شہریار آئیے مجھ سے دو بدو ہم کرینگے علمشاہ نے کہا کوئی کہنے والا نہین میزبان
نے سینہ بچا کر نیزہ مارا علمشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی
دس ہزار جوان اسکے دیکھ رہے ہین ملکہ بھی کوٹھے پر سے ملاحظہ فرما رہی ہین مگر عالم بیقراری ہے
ایک کنیز نے آکے سب کیفیت بیان کی کہ واری میزبان کوہی پناہ دیتا تھا مگر عجب طرح کا

نہین معلوم وہان استقلان کوہی سے کیا گذری اگر ہمارے جانے تک وہ ہاتھ سے بھائی تیجون کے
بچ گیا تو انشاء اللہ ہم زیر کرینگے میزبان نے دست بستہ عرض کی حضور جس وقت فرمائینگے اوسی وقت
سامان ہوگا غلام بھی ہمراہ چلیگا علمشاہ نے کہا کل سوار ہونگے میزبان کوہی نے لشکر تیار کیا
ملکہ کے واسطے محافہ زرین درست ہوا کنیزون کے لیے اسکے تانگے گاڑیان تیار ہوئین بڑی
شان وشوکت سے بیرون قلعہ آئے کسی شے کی ضرورت تھی اسوجہ سے اوس شب کو رہنا ہوا
بوقت سحر رستم گھوڑے پر سوار ہوے پہلو مین میزبان کوہی کھڑا ہے زنانی سواریان ہورہی
ہین کہ ہوا سے گرد اوڑی سب دیکھنے لگے دامن گرد کا شگافتہ ہوا ایک جوان کوہی وضع پچیس ہزار آدمی
پشت پر علمشاہ کو دیکھتے ہی اوسنے گینڈے کو روکا شاطر سے کہا دریافت تو کرو یہ جوان کون ہے
لشکر بیرون قلعہ کیون نکلا ہے استقلان کہان ہے مین تو اوسکی ملاقات کو گھر سے آیا تھا یہان یہ کیا
معرکہ ہے ہرکارے گئے بعد تھوڑی دیر کے خبر لیکر آئے عرض کی اے شہنشاہ استقلان کوہی برائے
مقابلہ مسلمانان گیا تھا پسر حمزہ کو قید کرکے بھیجا تھا وہ یہان آکر اونکی صاحبزادی پر عاشق ہوگیا
میزبان کوہی جو اونکی طرف سے یہان منتظم تھا وہ مسلمان ہوگیا اب ملکہ الماس پری چہرہ
کو لیکر پسر حمزہ اپنے لشکر مین جاتا ہے یہ سنکر وہ کوہی قہرمان نامی ہنسنے لگا کہا قدرت لات و منات
کہ ہماری منسوبہ کو پسر حمزہ لیجائے جاکر میزبان سے اطلاع کرو کہ پسر حمزہ کی مشکین باندھکر ہمارے
پاس بھیجدے اور آپ رومال سے ہاتھ باندھکر حاضر خدمت ہو سب خطائین معاف کرونگا
اگر اسکے خلاف کیا تو بہت سخت معتوب دونگا کہ لوگ عبرت کرینگے میزبان نے جس وقت سے
آمد قہرمان کوہی کی دیکھی اوسوقت سے تھرا رہا ہے دمبدم عرض کرتا ہے اے شہریار ملکہ عالم
قہرمان کوہی سے منسوب ہین اب دیکھیے یہ کیا فساد برپا کرتا ہے علمشاہ فرماتے ہین تم کیون
متردد ہو پروردگار مالک ہے اگر نسبت بھی ہوگی اب کیا نسبت ہے اب وہ ہمارا ناموس ہے یہ ذکر تھا کہ
عرض ہوئی در دولت پر ایک سوار نامہ قہرمان کوہی کا لیکر آیا ہے میزبان نے کہا بلالو اوس سوار نے
آکر نامہ ہاتھ مین میزبان کے دیا نامے کو پڑھکر میزبان کے ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا میزبان
نے وہ نامہ علمشاہ کو دیا کہا جو مناسب ہو وہ جواب دیا جاے علمشاہ نے نامے کو پڑھکر
پھاڑ ڈالا سوار سے کہا جاکر کہدینا کہ کہا ہے مین اب کچھ اختیار نہین جو آپسے ہوسکے وہ

درست ہو کر پھر لپٹ پڑا اب کشتی ہونے لگی مگر جب اسکو وحشت زور کرتی ہے تو نعرہ کرتا ہے منہ
گردان کوہی یہ کہکر شانے پر رستم ہے ایک چکت ماری ہوئی دیوانے کے منہ مین آگئی علمشاہ
نے ایک پتھر مار کر بوٹی منہ سے نکل پڑی دیوانہ کانپ گیا جب دیوانہ کاٹنے کا ارادہ کرتا علمشاہ
طمانچہ دکھاتے وہین دیوانہ رک جاتا ہے پہر پہر کال کشتی ہوئی علمشاہ نے دیوانے کو ایک مقام پر دے مار کر
چت کرکے چھاتی پر چڑھ بیٹھے کہا شناخت مین پروردگار کی کیا گت ہے دیوانے نے کہا اپنا خود سر
ہٹا لیجیے جب علمشاہ نے خود سر سے ہٹایا زلفین نہیں دیکھکر وہ دیوانہ گڑگڑایا عرض کی آپ ہی بزرگ
خواب مین آئے تھے فرما گئے تھے کہ کل آقا تیرا آئیگا اسکی اطاعت کرنا مین غلامی مین
حاضر ہون اس صحرا مین مدت سے ملازم ہی آپ ہی کے اشتیاق مین اس صحرائے ہولخیز
مین رہتا ہون دس ہزار دیوانے میرے ساتھ مین لیکن آقا مجھے یقین نہین آتا کہ تو نے مجھکو زیر کیا
چھوٹا سا آدمی مجھپر کیونکر غالب آیا میرا پانون پھسل گیا تھا مین گرا اب پھر لڑونگا یہ کہکر لپٹ
گیا علمشاہ نے دوسرے پیچ پر پھر اوپر دے مارا جب دونون شانے چت گرا علمشاہ چھاتی پر
سوار ہوے تلوار نیام انتقام سے نکالی برق شمشیر چمکی دیوانہ رونے لگا کہا اے شہریار مین آپسے
بہت ڈرتا ہون ایسا نہو کہ تو مجھکو حلال کر ڈالے اب مین آپسے زیر ہوا علمشاہ نے چھوڑ دیا
دیوانہ جھاڑ پونچھکر اوٹھا پھر اوسی طرح جھلانے لگا علمشاہ نے پھر زیر کیا تین چار مرتبہ سیطرح
ہوا علمشاہ نے زیر کیا آخر اپنے ساتھ لیکر چلا کہا مین آگے بڑھکر اہتمام کرونگا علمشاہ جانتے تھے
کہ یہ کیا اہتمام کریگا مگر گردان کوہی دیوانہ بڑھا جس گھر مین اسکے ماں باپ رہتے تھے دوڑا ہوا
آیا کہا اے کرگی گرگا میرا آقا سے سرخ آیا ہے چلکے استقبال کرو بڑھیا نے کہا بیٹا آقا کہان ہے
دیوانے نے ایک چوبدست ماری بڑھیا پھیا ہو کر رہ گئی بڈھا غل مچاتا ہوا بھاگا علمشاہ
نے دیکھا ایک بڈھا بھاگا ہوا آتا ہے پیچھے پیچھے دیوانہ چوبدست ہلاتا ہوا غل مچاتا ہو کہ او خرد
کہان بھاگا ہے [illegible] نے غل مچایا کہ [illegible] مجھے بچائیے مان کو
[illegible] علمشاہ نے [illegible] دیوانہ [illegible]
[illegible] دیوانے نے کہا آقا [illegible] میرا [illegible]
[illegible] علمشاہ نے [illegible]

دیوانے نے صحرا مین ایک چیخ ماری دس ہزار دیوانے جمع ہوگئے ہر سطح کے دیوانہ مزاج جوہر تمکین
ہلاتے ہوئے علمشاہ کے قدمون پر گرے علمشاہ سب کو لیے مکان پر گردان کوہی کے آئے
اسی صحرا مین بنگلہ بنا ہوا تھا بڑے دہوم سے علمشاہ کی دعوت کی رنڈیان بھی ایک مکان مین
بند تھین وہ جو نکلین چہرے زرد کپڑے میلے سب رو رو دینے لگین کہا آقا ہمکو کوٹھری مین بند کر رکھا ہے
رستم نے کہا کیون دیو نے یہ کیا کہا "قید یہ ہمارے بس سے نہین آتین جب گانے مین جاتا ہون بھاگ
جاتی ہین اسواسطے مینے قید کر رکھا ہے آپ تو مجھکو دیوانہ جانتے ہین علمشاہ نے کہا انکو رہا کرو
خبردار اب بدعت نہ کرنا دیوانے نے کہا آقا تمہاری کبھی شامتین آئی ہین ایک چوبدست مار دونگا
پرانٹ ہوجاؤگے علمشاہ نے کہا پھر تمہاری وحشت نے زور کیا دیوانے نے چوبدست ماری
علمشاہ پھر لپٹ پڑے چوبدست پھینک پھینک دی اور بھاگ کے دے مارا چھاتی پر چڑھ کے
خنجر ہی تھا مار ڈالونگا یہ کہکر علمشاہ نے خنجر نکالا دیوانہ رونے لگا کہا آقا اب معاف فرمایئے
اب کبھی نہ لڑونگا شب کو بڑی دہوم سے دعوت ہوئی دیوانے تین خوب ناچین علمشاہ نے
سبکو انعام دیا قید سے دیوانے کی رہا کرایا صبح کو فرمایا اب ہم جائینگے نہین معلوم قلعہ اسقلانیہ
پر کیا گذری قہرمان کوہی نے قلعے کو گھیرا ہوگا دیوانے نے کہا آقا مین بھی ساتھ چلونگا
علمشاہ نے گردان دیوانے کو ساتھ لیا طرف قلعہ اسقلانیہ کے چلے یہان قہرمان
کوہی نے قلعے کو چہار طرف سے گھیرا ہے روز میزبان کوہی کو پیغام بھیجتا ہے کہ میری معشوقہ
کو حوالے کرو میزبان کوہی نے مرتبہ دردولت پر ملکہ الماس کی آ کر عرض کی حضور دشمن
بھی ہر روز آپ کو طلب کرتا ہے دشمن ہیں ہزار آدمیون کی جان آفت مین ہے ملکہ الماس نے کہا
بھتیا یہ تو کبھی نہ ہوگا مین اپنی جان دونگی لیکن اس ملعون کا کہنا نہ مانونگی دس کہو آ کر قتل کر
ڈالے لیکن یہ نہ ہوگا زندہ کیا یا نہ [illegible] اب تقدیر کیا دکھائے نظم

[illegible]	دل مرغ [illegible] کشت افسوس ہے
[illegible]	[illegible] دل شہید [illegible] ہے
[illegible]	[illegible] دل [illegible]
[illegible]	[illegible] پردہ فانوس ہے

ہمسفر ہستی مین رہنا چاہیے پا در رکاب — آمد و رفت نفس گویا صداے کوس ہے
کر دیا کافر ہی آخر اوس صنم کے عشق نے — دل مرا بتخانہ ہے نالہ انا قوس ہے
ہمدمو کیا پوچھتے ہو عشق کا رعناے حال — دشمن ننگ و حیا و عزت و ناموس ہے

ملکہ نے کہا بھیا تم کچھ خوف نہ کرو میرا سر کاٹکر اوسکے حوالے کردو میزبان کوہی بالاے قلعہ آیا
پکارکر جواب دیا او قہرمان جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر ہم آمادہ مرگ و مہیا قضا ہین یہ سنکر قہرمان کوہی
نے طبل جنگی بجوایا تین لاکھ کا لشکر خود جوان زبردست لشکر مین بڑے کل قلعے مین داخل کرینگے مال
خوب لوٹینگے میزبان کو خبر پہونچی پریشان خاطر بالاے قلعہ آکر بیٹھا گولا اندازون نے توپون کو درست
کیا سبھون نے کفن سر سے لپیٹے آمادہ ہوکر بیٹھے بوقت سحر قہرمان کوہی سب لشکر کو ساتھ لیکر چلا
سامنے آکے ٹھہرا دیکھا قلعہ خوب آراستہ ہے توپین درست گولا انداز چالاک چیت بالاے قلعہ ٹہل
رہے ہین قہرمان کوہی نے بیٹے کی طرف فوج کے دیکھ کہا یارو کیا ارادہ ہے سب نے کہا حکم کی دیر ہے
اگر حکم ہو ابھی قلعہ لے لین قہرمان کوہی نے اشارہ کیا تین لاکھ کوہی لینا لینا کہکر چلے میزبان
نے یہان سے ہوائی داغی سب گولا انداز آمادہ ہوگئے توپون کو جھکا کر سیدھ باندھی گولہ چلا
تیراندازون نے تیر مارے سنگ اندازون کے پتھر چلے سات ہزار کوہی مارا گیا کچھ گولون مین
اڑ گئے بعض پر پتھر پڑے بعضون پر تیر برسے سات آٹھ ہزار کوہی جب مرا اور سب شکست
کھاکے بھاگے غلغلا کرتے ہوے کہ ہمارا حربہ نہین پہونچتا قہرمان کوہی نے کہا کیا مین تمہارے
بھروسے پر آیا تھا مین ابھی جاکر قلعہ لیتا ہون یہ کہکر زنجیرون سے کمر باندھی دوسرے گینڈے پر سوار
ہوا طرف قلعے کے چلا قلعے پر سے پھر گولے ٹوٹنے لگے دیدبان نے میزبان کوہی سے عرض کی حضور
قہرمان کوہی اکیلا آتا ہی میزبان نے کہا آنے دو گولے مارو مگر قہرمان کوہی گینڈے کو
مہمیز کرتا ہوا بیچ مین میدان کے آیا پکار کے آواز دی ای میزبان اب بھی کچھ نہین گیا دروازہ کھول
کے چلا آ جو لوگ میرے مارے گئے اونکا بھی خون معاف کیا میزبان نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہے تیرے
بکنے سے کیا ہوتا ہے اب تو قہرمان کوہی اور جھنجلایا گینڈے کو مہمیز کرکے چلا گولا انداز گھبرا کر قلعے
سے اوتر آئے کوئی چاہتا ہے کھڑکی کھولکر نکلجاوین عورتون کے ہاتھ پکڑے پکڑے پھر رہے ہین
رستہ نکلنے کا نہین ملتا کیسے گھبراتے ہین بیقرار و بیتاب ہین آپ بند و نخواسہ حیران ہین ۔

کدھر جائیں بیقرار ہوکر غل مچاتے ہیں کہ اے پروردگار واے ستار و غفار ہمکو بچالے عجب بلا میں مبتلا ہیں کیسے کیسے گناہ کیے حکم پروردگار نہ بجا لائے ادمی کا یہ انجام ہے اودل خانہ خراب یہ تونے کیا کیا انجام کا خیال نہ ہوا

قطعہ

برائے حاصل دنیائے دون مکرو دغا کردی ۔ نہ از خالق بترسیدی نہ از خلقت حیا کردی
نہ از آئینہ خاطر غبار تیرگی شستی ۔ نہ از بغض و تعصب سینہ خود را صفا کردی
برائے حق نہ شد سرزور دست ہمت کاری ۔ ہر آن کاسیکہ کردی از پی حرص و ہوا کردی
پے لقمہ بہ پیش ہر کس و ناکس شدی سایل ۔ بہر کوچہ بگردیدی بہر خانہ صدا کردی
فزون کردی تعلق بر تعلق اندرین دنیا ۔ بہ آفت دیدہ و دانستہ خود را مبتلا کردی
بہر دشمن نمودی ربط و ضبط دوستی قایم ۔ بغیر از حق محبت بر خلاف دلربا کردی
گنہگار خدائے کہ یا گشتی معاذ اللہ ۔ چرا کردی چنین کاری چرا کردی چرا کردی
جزائے خیر اندر دین و دنیا حق ترا بخشد ۔ بدان محنت کہ در تحریر دیوان ہند یا کردی

ہر طرف دست دعا بلند ہیں سب عاجز و درماندہ ہیں میزبان کو بھی گھبرایا ہوا ہے قہرمان قریب خندق کے پہونچا آواز دی او میزبان دروازہ کھول کیون سبکو خراب کرتا ہے اگر میں قلعے میں آونگا ایک ذی حیات کو زندہ نہ چھوڑونگا جب قہرمان قریب خندق کے آیا کنیزون نے جاکر ملکہ الماس پریچہرہ کو خبر پہونچائی کہ واری غضب ہوا قلعہ فتح ہوا چاہتا ہے قہرمان کوہ قریب خندق کے آگیا اب قلعہ بچتا معلوم نہیں ہوتا یہ سنکر ملکہ نے سر زمین پر دے مارا پکار کر آواز دی صاحب ہمکو آکر بچاؤ کس سے فریاد کریں کیون صاحب کس سے کہوں کہ تمہاری صورت ہمکو دکھادے اگر سامنے ہوتے تو دست بستہ عرض کرتے

نظم

جفا چھوڑو کرو عادت وفا کی
مری عادت ہے تسلیم و رضا کی
نہ آئی صورت جانان شب ہجر
ہزاروں میں سنگدل سے التجا کی
مرے کھنچے ہوئے راتیں [illegible]

تم آخر خدائی ہے خدا کی
لکھے شوخ نہیں کیا کیا دعا کی
بہت کین منتیں ہے قضا کی
نہیں ہوجہ کا فرادل اسلام
ابھی منتظر جانے [illegible] ہما کی

نہ شکوہ جور کا نے رحم کا شکر
ہماری بھی طبیعت ہے بلا کی
نہ آنا تھا نہ آیا ہے وہ آخر
تمہارا ک شان ہے تم میں خدا کی
بہار گل مبارک ہو عنادل

چمن میں آمد آمد ہی صبا کی
پھنسایا طائر روح رواں کو
حقیقت ایک ہی شاہ و گدا کی
اڑائی خاک تک میری پس مرگ
میں مر کر بھی . دیکھا قدرت خدا کی
کھلے بند دن وہ سوتے ہیں شب وصل
مقدر آج رعنا نے قضا کی

نشاں ملتا نہیں دیر و حرم میں
رسائی دیکھنا زلف رسا کی
خدا را ہو چکی آخر شب وصل
خدا ترسی نہ کافر نے ذرا کی
مسلماں رام ہو جائیں بتوں کے
اثر کی دل میں جذب دل نہ جا کی

تلاش یار نے ہمنے جا بجا کی
کلاہ و تاج میں ہے نام کا فرق
کہا مانو بہت التجا کی
ترے آنے سے جان آئی مسیحا
خدائی بت کریں قدرت خدا کی
حسینوں میں ہے گھر گھر شور کہرام

قہرمان کوہی نے پکار کر آواز دی ای میزبان کوہی آفت پڑا ہے سب قلعے والے رو رہے ہیں پھاٹک کھول دے کیوں اپنی جان دیتا ہی اپنا خون اپنی گردن پر لیتا ہے بہتر یہ ہے کہ دروازہ کھول دے میزبان نے کہا جو تجھ سے ہو سکے قصور نہ کر ہمارے آقا کا یہی قول ہے کہ قضا و رضا اوسکے اختیار میں ہے اگر ہماری موت آ گئی ہے تو بسم اللہ فرد سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب ؛ ہر چہ آید بہ سر من یا نصیب ؛ اور اگر ہماری موت نہیں ہے تو تو ہمکو قتل نہیں کر سکتا شعر اگر تیغ عالم بجنبد ز جای ؛ نبرد رگی تا نخواہد خدای ؛ جواب خلاف مزاج سنکر قہرمان بہت جھلایا دریا سے فوج کو بھی جنبش ہوئی اسلئے آمادہ ہوئے سب فوج والے بھی درست ہو کر آئے میزبان نے بیتاب ہو کر دست دعا بدرگاہ برآرندۂ حاجات اوٹھا دیے پکارا وتھا ای کریم کارساز و اے رب بے نیاز اس کافر کے سامنے سرخرو کر دے دامن دعا گوہر ہائے آرزو سے بھر دے میزبان نے جو دعا کی سب قلعے والوں نے آمین کہی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچی تب جانب دامن صحرا سے گرد اڑی زنجیروں کی جھنکار کی آواز آئی سب باشتیاق دیکھنے لگے جب ابر گرد شگافتہ ہوا آگے آگے رستم پیلتن مرکب باد رفتار پر سوار گردان کوہی دیوانہ رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے دس ہزار دیوانے پشت پر چوبدستیں کاندھوں پر رکھے ہوئے آپس میں لڑتے بھڑتے چلے آتے ہیں علمشاہ نے جو دیکھی قہرمان نشے میں جا بجا جاتا ہے تب نعرہ کیا بشدتیکہ کان بہرا ہوا نابکاران بد دین نعرۂ علمشاہ تصنیف صنعت ارشاد داہیہ عرب ؛ بیت علمشاہ بہ ستم اتب ؛ منم رومی شہ نیزہ ور کہ بر تخت مروق ؛ نگیند شور علمشاہ و نعرہ کرکے زخمت دیوانہ نے چوبدستیں سنبھال لیں شکفتہ رو بڑے گردان کوہی دیوانہ نے علمشاہ سے کہا

آقا میرا کہنا مانیے ورنہ یکدن آپکو مار دیگا اس بیچارے تو مین مقابلہ کرون اور آپ تماشا دیکھیے علمشاہ
رُکے طرف لشکر کفار کے جیسے گردان دیوانہ قہرمان کوہی جا پڑا قہرمان کوہی سمجھا تھا کہ مثل
پہلوانون کے رد و قدح ہوگی دیوانے نے جاتے ہی چرخ دیکر چوبدست ماری کہ قہرمان کوہی
مع گینڈے کے برابر ہو کر رہگیا ایک مرکب جدا نہو سکتے تھے آپس مین محبت مل گئے میزبان کوہی
نے جو دیکھا کہ آقا دیوانون کو ساتھ لیکر آئے افسر دیوانگان نے قہرمان کوہی کا خاتمہ کیا پھاٹک کھول کر
مع دس ہزار کوہیون کے قلعے سے نکل آیا یہ بھی آکر شریک جنگ ہوا دیوانون کی جنگ کوہی اپنی جان سے
تنگ جب دیوانے چوبدست ہلاتے ہین چار چار کے سر پھٹ جاتے ہین جہان چوبدست لگائی کا قیمہ کر گرا اسکی
لاش پر آکر پکارتے ہین بھائی اٹھو تم بھی حربہ کرو تم تو ایسے خفا ہوے کہ منہ سے بھی نہین بولتے جب آواز
نہ آئی ایک چوبدست اور ماردی بڑی دہوم دھام سے لڑتے ہین ہزارون کوہی مار ڈالے کوہی
بھاگتے پھرتے ہین علمشاہ تاک تاک کر افسرونکو مارتے ہین میزبان کوہی کے ساتھ والون نے
زمین الٹ دی جلے ہوئے تھے جسکو ہاتھ مارا اوسکے دو ٹکڑے ہوے آخر قہرمان کے ساتھ والون نے
کہا کہ افسر تو ہمارا مارا گیا اب فتح جنگ کی امید نہین بھاگ چلو بمشکل لاش قہرمان کوہی کا اوٹھایا روتے
پیٹتے طرف صحرا کے چلے دیوانون نے دور تک پیچھا کیا کئی ہزار آدمی مارے علمشاہ پیچھا چھوڑتے تھے
میزبان کوہی نے بڑھکر قدمونکو بوسہ دیا عرض کی حضور پھر واپس ہو جیے علمشاہ آکے بیٹھے بارگاہ مین
خیمے لوٹ لیے خزانہ قبضے مین کیا نقارۂ فتح و فیروزی داخل قلعہ استقلالیہ ہوے میزبان کوہی نے عرض کی اے
شہریار ملکہ کا عجب حال ہے حضور اندر تشریف لیجائیں علمشاہ اوٹھکر اندر تشریف لیگئے ملکہ الماس نے
جو سنا کہ شہریار آتے ہین دوڑین استقبال کرکے لیگئین ملکہ نے کیفیت پوچھی علمشاہ نے سب حال
اپنا بیان کیا گردان کوہی اپنے دیوانون مین تھا اٹھا اکڑتا ہوا بارگاہ مین آیا پوچھا آقا کہان
ہین دیوانے کو دیکھکر سب گھبرا جاتے ہین میزبان کوہی نے کہا آقا محل مین تشریف لیگئے ہین دیوانے
نے کہا محل کیسا کیا تزک کے پاس گئے ہین ہم آقا کی تزک کو دیکھینگے یہ کہکر طرف محل کے چلا علمشاہ پاس
ملکہ الماس کے بیٹھے ہین کہ دروازے پر بلڑ ہوا علمشاہ نے کہا یہ کیسا ہنگامہ ہے محلدار چوبدارنیان
دوڑی ہوئی آتی ہین کوئی تو منہ کے بل گری کوئی درخت کے پیچھے چھپ کھڑی ہے علمشاہ گھبرا کر
بارہ دری سے نکل آئے ملکہ بھی ساتھ ہین کہ دیکھا دیوانے نے ایک کنیز کو اوٹھا کر کاندھے پر سوار کیا ہے

وہ عمل مجازی ہی کہ اے شہریار کنیز کو بجایئے دیوانے نے جو علمشاہ کو دیکھا پکار کر آواز دی کیا تیری قضا
میرے ہاتھ سے ہے فرزک کے پاس چلا آیا اور مجھسے نہ پوچھا یہ فرزک میرے پسند کی میرے کاندھے
سوار کردے ملکہ تو کا بینے لگین کہتی ہین اے شہریار دیوانے کے سامنے نچایئے اوسکے منہ مین آگ لگے
پکار پکار کر کہتا ہی کہ مار ڈالونگا علمشاہ جھپٹ کر قریب آئے دیوانہ لپٹنے چلا علمشاہ نے کلائی پکڑ کے
ایک طمانچہ مارا کہا کنیز کو اوتار دے دیوانے نے کہا مین تو نہ دونگا کیون آقا تو فرزک کے پاس بیٹھے اور مین
اکیلا رہون علمشاہ نے کان پکڑ کے کہا بیٹھ جا اب دیوانے کو ڈر ہوا کہ کان اوکھڑ نہ جائے بیٹھ
گیا علمشاہ نے کنیز کو اوسکے کاندھے سے اوتارا کنیز کا ہٹنا ہی تھا علمشاہ نے دیوانے
سے کہا یا ہر ہو تو دیوانہ رونے لگا کہا مجھے تو یہی مقام اچھا معلوم ہوتا ہی علمشاہ نے ایک صحنچی مین
بیٹھنے کا حکم دیا دیوانے نے کہا آقا مین کپڑے بھی پہنونگا علمشاہ نے اوسکو کپڑے پہنائے کنیزونکو جو زیور
گل مین لدا ہوا دیکھا کہا مین بھی پھول پہنونگا پھولون کا زیور بھی ملگیا پھولونکا زیور پہنکر میان دیوانے
صاحب اکڑ کے بیٹھے دور سے دیکھا کہ آقا کے گرد کنیزین جمع ہین سامنے ڈومنیان گا رہی ہین بیخبر
ہو آیا علمشاہ کھڑے ہوگئے دیوانہ آستینین پھاڑے ڈالتا ہی گریبان چاک کر ڈالا کہا آقا یہ تو بیدے
خیر جو کچھ ہے بہتر ہے مگر آقا تمھارے گرد اسقدر فرزکین ہین اور مین اکیلا بیٹھون علمشاہ نے کہا
مین کنیزین بھیجدون مگر تم ستاؤگے دیوانہ ہاتھ جوڑنے لگا کہا آقا مین کسیکو نہ ستاؤنگا چند فرزکین
مجھے بھی دیجیے علمشاہ نے کنیزون کو حکم دیا کنیزین کہتی ہین حضور یہ نوچ ڈالیگا علمشاہ نے کہا اے
گردان خبردار کنیزون کو نہ ستانا دیوانے نے کہا آقا انکو بھی منع کر دیجیے کہ یہ بھی مجکو نہ ستائین ایک
ڈومنی اور چند کنیزین علمشاہ نے بھیجدین میان دیوانے صاحب بیچ مین سب کے بیٹھے گانا ہونے لگا میان
دیوانے بھی ناچ رہے ہین سب دیوانون نے جو سنا کہ آقا ہمارا باغ مین ہی جو بستین لیکر چلے در باغ پر بلوہ
کیا علمشاہ باہر آئے بڑھکر کسیکو طمانچہ مارا کسیکی جو بدست چھین لی کسیکے بال پکڑ کر جھٹکا مارا اب تو
سب بھاگ گئے دہائی دیتے ہوئے کہ ہمارے افسر کو آقا نے چھین لیا علمشاہ نے آکر میان گردان
سے کہا کہ تمھاری فوج والے چیخ رہے ہین اب تم باہر جاؤ دیوانے نے کہا آقا مین تو نہ جاؤنگا بمشکل
کان پکڑ کر علمشاہ نے باہر نکالا دیوانون نے جو گردان کو دیکھا کپڑے پہنے ہوئے زیور گل مین
لدے ہوئے مگر آستینین گریبان ندارد سب کہنے لگے کہ ہم آقا سے کہینگے یہ سب چیزین ہمین بھی دیجیے افسر تما

ساتھ ہیں دو منزلہ سہ منزلہ کرتے ہوے جاتی ہیں مگر وہان اسقلان کوہی نے پھر طبل جنگی بجوایا کئی پہلوان
جان سے مارے قاسم وایرج زخمی ہوے سات دن اسقلان نے میدانداری کی بارہ چودہ
پہلوان ہاتھ سے اسقلان کے سیاہ گلشن جہان ہوے بارہ چودہ سردار زخمدار ہوئے آٹھوین
دن جو میدان مین آیا خوب بلبلایا زورون پر چڑھا ہوا سات دن کی میدانداری کی ہی پکار کر آواز
دی اے فرقۂ خداپرستان سب مسلمانون کو دیکھ لیا مین حمزۂ عرب کا مشتاق ہون امیر نے
جواب عمرو سے فرمایا میدان قرق کرو معلوم ہو سبکو کہ ہم خود میدان مین جائینگے جواہر بن عمرو
نے زرین بجائی سبکو معلوم ہوا کہ خود صاحبقران میدان مین نکلینگے سب سردار پیدل ہوکے
حاضر ہوے ہر ایک کا قول تھا کہ آقا غلامون کو رخصت دیجیے صاحبقران نے فرمایا ای برادران
مین سب صاحبون کو اپنے سے بہتر جانتا ہون اوسنے میرا نام لیکر پکارا مجھے جانا ضرور چاہیے یہ کہکر اشقر
کو بڑھایا بادشاہ سعد بن قباد سے اجازت لیکر میدان کیطرف چلے اسقلان کوہی دیکھتا ہے
کہ ایک جوان ماہ آسمان کمال صاحب سطوت وجلال مرکب سے حبشی زیر ران گھوڑا اطرارے بھرتا
ہوا آتا ہے صورت زیبا وطلعت جہان آرا دیکھکر حیران ہوگیا صاحب قران زمان آگے کا دو زن
ہوے پانچ قدم گینڈا اسقلان کوہی کا چار قدم اشقر دیوزاد ہٹا بعد گفتگو سے بسیار نیزہ
چلنے لگا صاحبقران نے بعد تھوڑی ہی دیر کے نیزہ ہاتھ سے اسقلان کوہی کے نکالا
اسقلان نے جھلا کر قبضے پر ہاتھ ڈالا تلوار کا وار کیا صاحبقران نے بآسانی بارہ بہا کر کمر
پر ہاتھ ڈالدیا وہ گریبان گیر ہوا دونون جوان لپٹے ہوے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی دو دریے
لشکر تماشاے جنگ دیکھ رہے ہین صداے احسنت وآفرین بلند ہے بختیارک برابر لقا کے کھڑا ہی
کہ رہا ہے یا خداوند آج اسقلان کوہی کی خیر نہین معلوم ہوتی حمزہ عرب سے مقابلہ ہے حمزہ
کا زیر ہونا غیر ممکن ہی حیران ہون کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی دن بھر ایک طور پر کشتی ہوئی اتنے صاحبقران
زباندانیان کرنے لگے اسقلان کوہی گھبرا گھبرا کے لڑ رہا ہے چاہتا ہی کہ کسی طرح حمزہ
سے چھوٹون کشاکش کے زور ہو رہے ہین ہر مقام پر صاحبقران چاہتے ہین کہ کوئی موقع
ملے تو اوسکو لے دوڑون کہ آسمان پر لکہ ابر سرخ نمایان ہوا وہ ابر قریب آکے شق ہو کے نیچے
آتشبار ہوا اور کہا کہ افراسیاب جادو نے روانہ کیا تھا وہ اسوقت آکے پہونچا زمین پر اترا

لقا کو سجدہ کیا حال پوچھا بختیارک نے سب کیفیت بیان کی غنچہ آتشبار آگے بڑھکر کھڑا ہوا بہان
استقلان کوہی صاحبقران کو ریل کرکے دوڑا سات قدم تک ریلا گیا دوبارہ پھر آکے ہکہ مارا پایان
گھٹنے صاحبقران کا تکا غصے مین تنرہا رانو تک غرق زمین ہوگئے استقلان دوڑ کر چھایا زنجیر کمر
مین ہاتھ ڈال کر زور کیا صاحبقران کے تنگ کو حرکت بھی نہ ہوئی تین زور دیے کہ اگر پہاڑ پر کرتا اکھیڑ
لیتا مگر اوس کوہ وقار کے تنگ مین حرکت بھی نہ پائی تھک کر ہاتھ ہٹا لیا صاحبقران اپنے مقام پر دھمکے
استقلان کو ریل کرکے دوڑے گیارہ قدم ریل کر لائے دوبارہ پھر آکر ہکہ مارا استقلان کوہی کے دونون گھٹنے
آشنائے زمین ہوئے اوٹھ نہ سکا چاہا تڑپ کر لنگر قایم کرے امیر نے دونون ہاتھون کو ستون کیا کمر زنجیر مین ہاتھ
ڈالا نعرہ تکبیر کہکر اوٹھا لیا غنچہ آتشبار نے جو دیکھا کہ صاحبقران نے استقلان کو اوٹھا لیا کوہ پیکر
سے اوسنے کہا یارو تم کیسے نامرد ہو تمھارے افسر کو حمزہ نے اوٹھا لیا حمزہ کو مار لو تین لاکھ کوہی
لینا لینا کہکر دوڑ پڑے چہار جانب سے حملے ہو گئے صاحبقران کو سنبھلنا مشکل ہوگیا استقلان
کوہی ہاتھ سے چھوٹا یہ تو چھوٹتے ہی بھاگا کوہیون نے اسکو گینڈے پر سوار کیا جب دونون لشکر
ملگئے اور جنگ ہونے لگی غنچہ آتشبار سحر کرتا ہوا بڑھا اسکے ساتھ ہزار ساحر بھی سحر کرنے
لگے ہزارہا اہل اسلام سحر مین مبتلا ہوکر گرے پلٹنین رسالے آفت مین پھنسے لندھور و مالک یل تو تیغ
جنگ کر رہے تھے اب جو غنچہ آتشبار نے سحر کیا حیران ہو کر رک گئے تلوار اوٹھاتے ہین ہاتھ دستگیری
نہین کرتا پانو سے شیوہ ثابت قدمی دور ملازمان لقا نے ہزارہا بندگان خدا کو مجبور و ناچار پاکر
قتل کیا صاحبقران نے جو لشکر کا حال دیکھا اسم اعظم باواز بلند پڑھتے ہوے بڑھے لندھور اور
مالک کے جو کان مین آواز اسم اعظم کی پہنچی سحر اوترا پھر مصروف جنگ ہوے ملازمان استقلان
کوہی جان دے رہے ہین جسطرف غنچہ آتشبار کا سحر غالب ہوتا ہے مسلمان رکتے لڑتے تھے
ہین کوہی نعرہ کرکے جا پڑتے ہین بے بسی مین اہل اسلام کو قتل کرتے ہین اس طرح ہزارہا بندگان
خدا بے بسی و بیکسی مین قتل ہوے صاحبقران داد دوش کر رہے ہین اسی آمد و رفت مین
صاحبقران زخمی بھی ہوے مصنف عرض کرتا ہے کہ رات بھر اسی طرح سے تلوار چلی ہزارہا بندگان خدا
ت غنچہ آتشبار کے پامال ہوے جب ستارہ سحری آسمان پر چمکا شہنشاہ زرین پوش بصد جوش
و خروش فوج ضیا و شعاع لیکر میدان زبرجدی مین آیا تمام عالم کو پرنور کیا

صاحبقران زمان نے دیکھا کہ لشکر میرا پامال ہو رہا ہے سردار ونکا عجیب حال ہے ساحر بڑھتے ہوئے چلے آتے ہیں لشکر لقا نے زور ڈالا ہے صاحبقران نہایت حیران و پریشان ہیں یکایک نگاہ آسمان پر کی اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز اپنے بندوں کو اس آفت سے بچا اپنا فضل شریک حال کر تیرے نزدیک کیا بات ہے ہر جگہ رحمت تیری ساتھ ہے

نظم

خدا ہست ہمدم و دمساز و یار و دوست [illegible] — خدا ہست صاحب و حاجت روا انیس و شفیق
خدا چو نور ہمیشہ بچشم حق بین داد — بکن میان بد و نیک و خیر و شر تفریق
کمر برائے اطاعت بصبح و شام ببند — رسد چو وقت عبادت دران مکن تعویق
طریق بندگی آموخت بندہ را مولے — نمود راہ طریقت بسالکان طریق
ز قعر لجۂ آفت نکرد سر بیرون — ہر آنکہ گشت بہ بحر ہوا و حرص غریق
بغیر خضر ہدایت کہ آردش بیرون — کہ ہست عالم دنیا غریق چاہ عمیق
بخلق کار کن اے یار در جہان شب و روز — کہ گویدت ہمہ خلق جہان ادیب و خلیق
نوشت ناظم ہندی بپارسی دیوان — بپاس خاطر اہل تصوف و تحقیق

صاحبقران نے لو میرا یہ کہکر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا دیکھا صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی [illegible] کی آواز آئی جب دامن گرد کا شگفتہ ہوا سب دیکھنے لگے دیکھا رستم پیلتن علمشاہ نوجوان پشت مرکب پر سوار ایک طرف میزبان کوہی دس ہزار دیوانے چوبدستیں ہلاتے ہوئے غل مچاتے ہوئے آگے پہونچے اسقلان نے جو میزبان کوہی کو علمشاہ کے ساتھ دیکھا عیار نے اپنے کہا اسے دریافت تو کر میزبان کوہی مسلمان کے ساتھ کیوں ہوا عیار گیا روتا ہوا سامنے آیا کہا اے شہریار غضب ہوا قلعہ اسقلانیہ اسلام آباد ہوا ایک خبر تو ایسی واہیات سنی ہے کہ ادا کر سکوں عرض نہیں کر سکتا اسقلان کوہی نے کہا بیان تو کر کیا معرکہ ہے عیار نے عرض کی حضور آپ کی صاحبزادی علمشاہ پر مائل ہوئیں انھیں کے عشق نے یہ سب آفتیں برپا کیں میزبان کوہی بھی مسلمان ہوا قہرمان کوہی جو واسطے شادی کے آیا تھا وہ بھی اسی شیر کے ہاتھ سے مارا گیا اور گردان دیوانے جسنے اسکی سرزمین دبائی تھی آپنے تامل فرمایا اوسکو اسی جوان نے اپنا رفیق بنایا یہ حالات سنکر اسقلان کوہی بہت بگڑا کہا میں اس جوان کو ابھی قتل کرونگا یہ کہکر کمند ہی کو بڑھایا

اس فکر مین چلا کہ علمشاہ سے مقابلہ کرون غنچہ آتشبار بڑے زور شور سے سحر کر رہا ہے سحر سے اسکے جل
رہی ہے رات کو لشکر اندھیرے مین بہت لوگ مارے اب روشنی مین صاحبقران اسم اعظم پڑھ
رہے ہین جس سردار کو مبتلائے سحر دیکھا اوسکے قریب آکر اسم اعظم پڑھا سحر اوتارا صاحبقران
لڑتے جاتے ہین علمشاہ نے جو استقلان کوہی کو دیکھا اوس کیجانب چلے منظور ہے کہ اسی سے
مقابلہ کرون گردان دیوانے نے آتے ہی تہلکہ ڈالدیا دس ہزار دیو اپنے جو سنگین ہاتھون مین لیے
ہوئے جس غول مین پہونچے اوس غول کو تہ وبالا کردیا فوجونکو پامال کر ڈالا جس طرف جاتے سب پیدلونکو
شکست دی دیوانون سے کوئی نہین لڑسکا ہر طرف بھاگو بھاگو کا غل ہے فقط غنچہ آتشبار سحر سے
روکے ہوئے ہے ورنہ ابتک فوج کفار کو شکست حاصل ہوئی ہوتی مگر رستم لڑتے ہوئے سامنے استقلان کے
پہونچے استقلان نے جو رستم کو آتے ہوئے دیکھا گھوڑا بڑھاکر جا پڑا للکار کر آواز دی او پسر حمزہ کہان
جاتا ہے تو نے میرے شہر مین جاکر بڑا غدر ڈالدیا اوس کینہ پرور کا دیکھو کیا حال کردونگا علمشاہ نے
کہا تمھین زندہ یہان سے جانا نصیب ہوگا استقلان نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا کوہی جو بڑھے
گردان دیوانہ للکار کر جا پڑا آواز دی او نامرد میرے آقا کے نزدیک جاتا ہے ابھی سر
دیدونگا اور کوئی میرے آقا پر ہاتھ نڈالے دیوانے نے بڑھکر جو چوبدست ہلائی دس بیس دیون کو
واصل جہنم کیا مجمع کو درہم برہم کردیا استقلان کوہی علمشاہ سے بخوبی مقابلہ کر رہا ہے استقلان
کوہی جانتے ہین بس بڑا کلی ہاتھ تلوار کے مارے علمشاہ وار اوسکے روک رہے ہین کبھی خالی
دیتے ہین کبھی ہٹ جاتے ہین تیغ کیتیان فرنگی انکے ہاتھ مین ہے ایک شمشیر پر خبردار خبردار کہکر علمشاہ
نے ہاتھ مارا استقلان کوہی نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغ کیتیان جو تڑپ کر گرا برق تیغ نے
سپر کے دو ٹکڑے کیے خود کو کاٹ گیند سے چار ٹکڑے کیے تمام کوہی بھاگے اب تو یہ خبر سب نے
سن لی کہ علمشاہ قلعہ استقلان فتح کرکے آئے ہین میان میزبان مجیب کامل ہین نہین معلوم
قلعے مین کیا گذری ہوگی ملازمان استقلان لاش بھی استقلان کی نہ اوٹھا سکے اپنی جان
بچاکر بھاگے یہان صاحبقران لڑتے بھڑتے ہین بسبب ساحرون کے اسم اعظم ورد زبان ہے
شکست لشکر کی ویران و دشمن ہو جاتی دو گھنٹے مین غنچہ آتشبار نکلسکین پہونچے جواہر
شش ... اجمہ سے ... صاحبقران کے منہ سے

نکل گیا رستم نے آکر شکست کو روکا لیکن آتشبار کے سحر نے آفت برپا کر دی ہر ہاے خواجہ عمرو ہوتے
کسی نہ کسی طور سے ابتک اس ساحر کو قتل کیا ہوتا جواہر بن عمرو رکاب کو چھوڑ کر بھاگا اودہر سے
ابوالفتح اصفہانی ایک ساحر کی شکل بنے ہوے آتے تھے جواہر کو جو دیکھا کہ گھبرائے ہوے
جاتے ہین ابوالفتح نے بڑھکر پوچھا کیون خلیفہ صاحب خیر تو ہی جواہر نے کہا اے برادر کیا کہین
ہزارہا جگہ گھس گھسکر عیاریان کین مگر آج تک صاحبقران کو عمرو ہی کی یاد ہی فرماتے تھے کہ ابتک کب کا
عمرو نے غنچۂ آتشبار کو مار لیا ہوتا کیا اب ہم چھوڑ دینگے ابوالفتح نے کہا بھائی مین بھی چلون جواہر
نے کہا تمھاری کیا ضرورت ہی ابوالفتح نے کہا مین لگا لاؤنگا اب ابوالفتح و جواہر چلے ساحرون
کی صورت بنے ہوے بیچ مین سے گھوڑون ہاتھیون کے نکلتے ہوے قریب غنچۂ آتشبار کے پہونچے اول
ابوالفتح گیا جاکر جھککر سلام کیا کہا حضور آپنے بڑی جانبازی کی لیکن اسم اعظم حمزہ کا بند کیجیے ابھی تو
سب لشکر تباہ ہوتا ہی مینے سحر کیا گھوڑا حمزہ کا رکا دوسرا جادوگر میرے ساتھ ہوتا اسم اعظم حمزہ کا بند
کر لیتا ایک سحر مین کل لشکر کا خاتمہ تھا غنچۂ آتشبار نے کہا کہ جو تو کہے وہ قبول کر دون ابوالفتح نے
کہا حضور ابھی میرے ساتھ چلین اسم اعظم بند کرا دون مین سحر کرون حمزہ کا گھوڑا رکے آپ سحر کر کے
حمزہ کو بیکار کیجیے بعد اسکے اسم اعظم بند کیجیے غنچۂ آتشبار ساتھ چلا ابوالفتح لگا کر لیے جاتا ہی جب
سامنے صاحبقران کے پہونچے غنچۂ آتشبار نے گولہ مارا صاحبقران پر آگ برسنے لگی اب
ابوالفتح نے کہا ایک سحر اور ایسا کیجیے کہ حمزہ کا گھوڑا رکے جواہر خنجر زن دور سے یہ معرکہ دیکھ رہا ہی
غنچۂ آتشبار گولہ لیکر بڑھا ابوالفتح نے کہا دیکھیے حضور ایک ابر بڑے زور و شور سے اوٹھا ہی کوئی س
برائے مدد آتا ہی جیسے ہی غنچۂ آتشبار پلٹا جواہر بھی اتنی دیر مین برابر پہونچگیا تھا لپٹ کر خنجر مارا غنچہ
آتشبار کا شکم چاک قصہ پاک مرنا اسکا کہ جواہر خنجر زن نے صاحبقران سے آکے عرض کی کہ
غنچۂ آتشبار کو مارا جملہ سرداران نامی و پہلوانان گرامی یا تو سحر ساحرون سے سست ہو رہے تھے
یا فوجین لیکر بڑھے ساحرون نے جو اپنے مالک کے مرنے کی آواز سنی بھاگے ادہر برق شمشیر مسلمانان چمکی کسی کے
منہ سے نکلا کہ بھائیو بھاگنا ہو تو بھاگو اب قدم نہ رکیگا دیکھو خداوند بھی بھاگے جاتے ہین میان
سلیمان عنبر بن موسے کوہی کو بڑھکر لندھور نے زخمی کیا علمشاہ نے بڑھکر علم فوج قمر کیا
لشکر کفار پر شکست فاش ہوئی لقا کو بھاگنے کی تلاش ہوئی لقا نے فوراً طبل بازگشت بجوا دیا لشکر چلا

صاحبقران نے رستم سے ملاقات کی رستم کو گلے سے لگا لیا فرمایا اے فرزند تمہارے آنے سے لڑائی
فتح ہوئی رستم نے عرض کی آپکا اقبال صاحبقران سبکو ساتھ لیکر باجے داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے
تھا خستہ و شکستہ اپنی بارگاہ مین آیا افراسیاب جادو کو یہ نامہ لکھا کہ اے مغرور غنچہ آتشبار آپ ہی
مارا گیا ایسے مغرور کو نہ بھیجکر قدرت جلدی قتل کرا دیتے ہین اب وہ بہشت مین سیر کر رہا ہے نامہ تو سفر
کیا لیکن ملازمان غنچہ آتشبار جو لاش غنچہ آتشبار کا لیکر چلے تھے پندرہ کوس راستہ طے کیا تھا
ایک صحرا مین ملکہ ابر ماہ سیما شکار کھیل رہی تھی یہان سے قریب ایک قلعہ ہے وہان رہتی ہے اسنے
رونیکی جو آواز سنی کہا ارے دیکھو تو کون روتا ہے کنیزون نے دریافت کرکے عرض کیا کہ حضور غنچہ
آتشبار برائے مقابلہ مسلمانان گیا تھا وہانسے تو واری کوئی زندہ نہین پلٹتا یہ بھی مارا گیا یہ سنکر ابر ماہ سیما
کو سناٹا آگیا کہا وہ تو ہمارا عزیزدار تھا ہوشربا سے رشتہ قطع ہوا مین جا کے مسلمانون کو ستاؤنگی انہون
نے تو غضب کیا یہ کہکر لاش اپنے سامنے منگوائی ارتھی بنوا کے اوسیوقت لاش کو جلایا غصے مین حکم
دیا تمام لشکر تیار کرو ساٹھ ستر ہزار کنیزین تیار ہوئین ابر ماہ سیما مع فوج روانہ ہوئی راہ مین سب سے
صلاح کی جاتی ہے کہ عیارون کا وہان بڑا زور ہے اس سے بچنا چاہیے مین تنہا جاتی ہون تم اسی
مقام پر ٹھہرو ایسا سحر کرکے چلی آؤن کہ مسلمان تڑپ تڑپ کر مرین یہ کہکر طاؤس کو اوڑایا کوہ
عقیق گلزار سلیمانی پر آکے ٹھہری نگاہ اوٹھا کر دیکھا لشکر صاحبقران اترا ہوا ہے ابر ماہ سیما
نے سحر کرنا شروع کیا لکہ ہاے ابر آسمان پر آئے گرد لشکر صاحبقران شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے عیار جو باہر
پھر رہے تھے ان سبھون نے جو یہ دیکھا کہ آسمان پر لکہ ہاے ابر آنے لگے گرد لشکر کے چنگاریان آگ کی نکل
رہی ہین جواہر خنجر زن وغیرہ نکلکر بھاگے سمجھ گئے کسی ساحر نے سحر کیا عیار تو جا کر درہ کوہ مین چھپ رہے
وہانسے دیکھ رہے ہین یہان ابر بڑھا آگ کے شعلے بلند ہوئے تمام لشکر کو شعلہ آتش نے گھیر لیا ہلڑ جو
لشکر مین ہوا صاحبقران بارگاہ سلیمانی سے باہر نکل آئے ایک ایک سے پوچھتے ہین یہ کیسا ہنگامہ ہے
ہرکارون نے بڑھکر عرض کی سب لشکر پر ابر تیرہ و تار چھاتے جاتے ہین گرد لشکر اول تو چنگاریان آگ کی
تھیں اب شعلہ آتش بلند ہوگئے کوئی نکل نہین سکتا اسی وجہ سے یہ ہنگامہ ہے صاحبقران نے اسم اعظم
پڑھنا شروع کیا کچھ پانی پر اسم اعظم پڑھا آسمان کیطرف اوچھالا لکہ ہاے ابر سے بارش ہو آگ پر پانی
پھینکا شعلے بھی ناپید ہونے لگے ابر ماہ سیما نے پہاڑ پر سے جو یہ دیکھا کہ پھر تردد مین آتا ہو لکہ ہاے

ابر تھرا رہے ہین شق ہو کر الگ ہو ذہین پر پرواز پیدا کیے اڑ کر طبق ہوئی زمین پر اتر کر بصورت مرد لشکر اسلام مین آئی پھرنے لگی ایک شخص سے پوچھا کیون صاحبو ابھی کیسا ابر تھا لوگون نے کہا کسی نے سحر کیا تھا اب صاحبقران دروازے پر کھڑے ہوئے اسم اعظم پڑھ رہے ہین اسوجہ سے وہ سحر کم ہوا لکہا ہی نابود ہو کے ابر ماہ سیما کو جو یہ معلوم ہوا کہ اسم اعظم کی وجہ سے سحر نہین تاثیر کرتا یہ حال دریافت کر کے بالائے کوہ آئی اپنا خون جسم سے نکالا اوس کے آٹے مین ملا کر ایک طائر بنایا اور سحر کیا وہ طائر اوڑتا ہوا چلا جہان صاحبقران کھڑے تھے وہان آیا گرد سر صاحبقران چیخ مارا امیر کی زبان بند ہوئی وہ طائر چیخ مار کر روانہ ہو گیا پاس ابر ماہ سیما کے آیا ابر ماہ سیما نے اوس طائر کو ایک شیشے مین بند کیا اون صاحب قران خاموش ہو کے پٹ آئے اب خاموش ہو کے بارگاہ میں بیٹھے سحر کی ترقی ہوئی ابر بھی گھر کر آیا شعلہ ہائے آتش کو بھی رو رہا ہوا بھڑک کر بلند ہونے لگے پہر بھر کے عرصے مین سارا لشکر مبتلائے سحر ہوا عیارون نے درہ کوہ سے جو یہ معرکہ دیکھا کہ لشکر اسلام پر ابر چھا گیا شعلہ ہائے آتش نے تمام لشکر گھیر لیا خطورہ باز بھی لگا کر تلاش مین سحر کرنے والے کے نکلے کوئی مشرق گیا کوئی جانب مغرب روانہ ہوا ابر ماہ سیما نے خوب سحر کیا جب اسنے دیکھا کہ ابر اور شعلون نے لشکر اسلام کو گھیر لیا شیشہ اسم اعظم کا لیے ہوئے پہاڑ سے اوتری پر پرواز پیدا کر کے اوڑی اپنے لشکر مین آئی کنیزون نے پوچھا واری کیا ہوا ابر ماہ سیما نے کہا مینے کل لشکر کا خاتمہ کر دیا ایک تہنیت نامہ شہنشاہ ہوشربا کو روانہ کرو گی یقین ہے شہنشاہ بہت خوش ہونگے سب نے کہا بہت مناسب ہے اوسی وقت اسنے کاغذ کو اوٹھا کے ایک عرضی لکھی مضمون یہ تھا کہ اے شہنشاہ غنچہ آتشبار کا لاشہ کنیز نے دیکھا میرا بھائی تھا کنیز کو بہت ناگوار ہوا کنیز نے جا کر سحر کیا سب مسلمانون کو آتش و آب مین پھنسایا حضور اس سحر سے آگاہ ہونگے یہ سحر آب آتش ساختہ سامری ہے اندر ایک ہفتے کے سب کا خاتمہ ہو گا ایک کنیز نسترن نام سے حاضر تھی کہا یہ نامہ طلسم ہوشربا مین لیجا ہاتھہ مین ملکہ حیرت کے دینا وہ شہنشاہ کو پہونچا دینگی نسترن اوسی وقت نامہ لیکر روانہ ہو گئی صحرا دنکو طے کرتی ہوئی جاتی ہے کوئی دو دن کا رستہ پشت رنگین حصار رکھیا تھا خواجہ عمرو پھرتے ہوئے صحرا مین آئے دور سے دیکھا ساحرہ کھڑی ہوئی چہار جانب سر اوٹھا کر دیکھہ رہی ہے خواجہ عمرو نے رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک ساحر کی شکل بنکر سامنے اوس کوہ کے آئے پکار کر آواز دی اے ملکہ عالم کسکی تلاش ہے مین اس صحرا کا طرف افراسیاب کے

ملک ہون ہم تم ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہین لشترن بہارت اور تراق کے میان … حضور صاحب
مین خدمت مین ملکہ حیرت کے جادوگنی خواجہ نے کہا مین پہونچی دوگی تم نے گھبرا کر … نون تین
کرتے ہوے چلے راہ مین تھوڑی دور جا کر لشترن نے کہا کہ اب جیتہ حتی دو … خواجہ نے جواب دیا
دیکھو وہ سامنے ملکہ آتی ہین جیسے ہی لشترن نے منہ پھیرا خواجہ نے تتی کمند کے گلے مین ڈالدی
جھٹکا مارا وہ … رہے کہکر ہتی خواجہ نے حباب مارکر بیہوش کیا اور شکم چاک کر رہے اپنے تدشی جو
لی جھولی مین سے نامہ نکلا وہ … خواجہ عمرو … ہوے طرف
لشکر کے چلے دل سے باتین کرتے ہوے کہ اے خواجہ یہ کیا غضب ہوا نہین معلوم عیار کیا بحث کیا
کرتے ہین ایک جادوگرنی نے اتنا بڑا جبر کیا کہ اسم اعظم بھی بند کرلیا … لشکر کو مبتلاے سحر کیا
یہ تو دل سے باتین کرتے ہوے جاتے ہین قضاے کار ملکہ بران شمشیر زن قصر مین اپنے بیٹھے
بیٹھے گھبرائین معشوق پر جو رنج پہونچا انکے بھی قلب مضطر کو صدمہ گذرا بقول شاعر شعر دل ربا
ہیبت درین گنبد سپہر … از سوے کینہ کبند واز سوے مہر نہ … گھبرا کر اوٹھین اپنے باغ کے
چمنستان مین جو ٹھہرین شمیم گل دماغ مین پہونچی باغ مین ٹہلنے لگین سرو کی سرکشی دیکھکر قد معشوق
یاد آیا رنگ گل پر جو نگاہ پڑی عارض لونے تصور مین مثل عندلیب بنوا گریان و نالان یہ اشعار
بصد سوز وگداز وردزبان کیے

نظم

ہو گیا وصل کی حسرت مین وصال بلبل
غل جا پہونچی ہے … رسے کمال بلبل

موسم گل ہے اگرچہ کمال بلبل
باغبان فصل خزان مین ہے زوال بلبل

گل ہے ساغر تو سبو غنچہ ہے مے ہے شبنم
آج کیا گل سے ہے سامان وصال بلبل

وصل ہوتا ہے میسر جو کبھی اس گل سے
ہمصفیرو مجھے آتا ہے خیال بلبل

باغبان ہی نہین … ہوا گلچین ہو
سب یہ پڑ جائیگا گلشن [illegible] بلبل

پھول پھولون نے کیے بادصبا نے ماتم
ہوا کسکو نہیں مرگ ملال بلبل

مانع وصل رہا گل کو مگر حسن غرور
مرگئے پر نہ ہوا گل سے وصال بلبل

دخل صیاد ہو جنت مین نہ گلچین کا لله
ہوگا محشر مین یہ رضوان سوال بلبل

نکلا … سب کی برس قید بنام صیاد
دیکھی گلچین نے گلستان مین جو … بلبل

باغ مین اسکے مزاحم نہو گلچین سے کہو | دخل بے حکم کرے کیا یہ مجال بلبل
گفتگو آج ہے کچھ وصل کی شاید گلچین | کان مین گل کے صبا کہتی ہے حال بلبل
کیسی ناکام گئی باغ جہان سے ہیہات | مجھکو رہ رہ کے یہ آتا ہے خیال بلبل
چتر گل سر پہ ہے اور تخت ہے گلشن پہ جلوس | چشم بد دور ہے کیا جاہ و جلال بلبل
داغ دل کو ہمیشہ سمجھی ہے سنگ اسود | کعبۂ گلشن ہے یہ ہے خام خیال بلبل
در بدر خاک بسر دونون ہین گلچین صبا | باغبان پڑتا ہے یون دیکھ کے حال بلبل
گلشن دہر مین رعنا شعرا دیتے ہین | گل کو معشوق سے عاشق کی مثال بلبل

چمن مین جاکر وحشت ملکہ بران شمشیر زن کی زیادہ بڑھی تصور معشوق مین بیقرار ہوا شکبار شگوفہ وزیر زادی نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ ملکہ چمن مین اکیلی ٹہل رہی ہین قریب آکر بلائین لین عرض کی واری خیر تو ہے مین عجب حال مین آپکو پاتی ہون درحقیقت آپکا رنج و ملال بجا ہے مگر انشاء اللہ وہ بھی دن ہوگا کہ پردۂ فراق درمیان سے اوٹھ جائیگا دل متردد آرام پائیگا ملکہ بران اور زیادہ رونے لگین کہا اے شگوفہ آج مین نے عجب خواب پریشان دیکھا اوس خواب کے خیال مین عرصہ دراز تک رویا کی اب اسوقت اور بیقراری زیادہ ہوئی یہ سنا تھا کہ افراسیاب جادو نے بہت ساحر روانہ کیے ہین نہین معلوم وہان کیا گذری بڑا افسوس تو یہ ہے کہ جو ساحران نامی طیعان اسلام ہین انکو صاحبقران و لشکر مین نہین رہنے دیتے اکیلے صاحبقران صاحب اسم اعظم ہین اور سب فرزندان عالی وقار اس امر سے محروم ہین اگر کسی ساحر نے جاکر کچھ آفت برپا کی تو کون دفع کرے صاحبقران اکیلے کس کس سے لڑینگے سب صاحبزادے آتش خو شعلہ مزاج کیسا ہی ساحر ہو اوسپر جا پڑتے ہین اسکا خیال نہین کہ یہ ساحر ہے علم سحر سے آگاہ نہین مگر سب صاحبان اقبال ہین ایسے اسباب پیدا ہوتے ہین کہ ساحرون پر غالب آجاتے ہین مگر جفائے بسیار کے بعد جانین بچتی ہین ہر روز سامنا موت کا ہے خدا اونکو مکارون سے بچائے شگوفہ اگر شاید کوئی نامہ و پیام والد نامدار کا آئے تو کہدینا کہ طرف ہزار درے کے تشریف لیگئی ہین مین اس فکر مین جاتی ہون کہ تا بکوہ عقیق تو جانا بہت دشوار ہے شاید کوئی آیندہ روندہ راہ مین ملے تو کلی آرزو کی کھلے اوسکا حال پوچھکر چلی آؤنگی شگوفہ نے کہا بسم اللہ لیکن واری جو کام کیجیے گا سمجھ بوجھکر کیجیے ایسا نہو کسیطرح یہ خبر آپکے والد کو معلوم ہو جائے تو باعث

خرابی ہو ملکہ بران نے کہا ارے شگوفہ خدا مالک ہے یہ کہکر ملکہ بران طاؤس پر سوار ہوئین ساتھ
اپنے پاس رکھ لیا طاؤس کو اڑا کر چلین ہر طرف پہاڑون جنگلون کو دیکھتی بھالتی ایک صحرا مین پہونچین
دیکھا خواجہ عمرو یک مسافر کے کپڑے اتارتے ہین ہر چند کہ تصور مین محبوب کے بیقرار مگر پکار کر آواز دی
اے عمر نامدار یہ کیا معرکہ ہے عمرو نے جو بران کو دیکھا کپڑے تو مسافر کے اوتار لیے ٹانگ پکڑ کے
اوسکو ایک غار مین ڈال دیا ملکہ بران زمین پر آئین خواجہ نے کہا بی عجب معرکہ ہے ابرماہ سیما کو جو کوئی
ہزار دشمن ساحر اسلام پہ چڑھ گیا اوسکی کنیز نامہ لیے ہوے جاتی تھی مینے اوسکو گرفتار کیا نامہ میرے پاس ہے
مین خیال مین دل اوداس ہے ملکہ بران نے کہا خواجہ مین نے بھی خواب پریشان دیکھا جسکا ظہور
یہ ہوا کہ آپکی زبانی تمام حال معلوم ہوگیا اب جو فرمایئے وہ کیا جائے عمرو نے کہا استاد دریافت کیجیے
کہ کیا تدبیر کرین بران نے کہا آپ کے سامنے مین کیا عرض کر سکتی ہون عمرو نے کہا نامہ تو میرے
پاس ہے مین کسی طرح وہان تک پہونچ جاؤن تب حال سحر کھلے مگر یہ ہم جانتے ہین کہ ملنا وہان
لازم ہے خواجہ و بران سے عرصہ دراز تک یہی باتین رہین آخر کو یہ امر طے ہوا کہ وہان چلیے چلکر
دیکھا جائیگا ملکہ بران نے خواجہ کو بھی طاؤس پر سوار کر لیا طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے
چلین تمام جنگلون کو طے کر کے قریب کوہ عقیق کے پہونچین دور سے دیکھا ایک لشکر اوترا ہوا ہے
بارگاہ کلان استادہ ہے بران نے خواجہ عمرو سے کہا شاید کسی ساحر کا لشکر اوترا ہوا ہے مگر لشکر مین عجب
چہل پہل ہے خواجہ نے کہا مجھے اوتار دو تم پہاڑ پر جا کر ٹھہرو مین دریافت کر کے ابھی آتا ہون ملکہ بران نے
ایک پہاڑ پر جا کے ٹھہرین خواجہ کو اوتار دیا خواجہ ایک ساحر کی شکل بنکر اوس لشکر مین آئے دیکھا ہزارہا جادو
زرکش ہین ہر مقام پر ناچ ورنگ ہو رہا ہے خواجہ دیکھتے بھالتے ایک مقام پر آکے ٹھہرے پرندہ و درندہ
ان سے پوچھنے لگے کہ کیون صاحب یہ کسکا لشکر ہے کہان سے آتا ہے کہان جائیگا ایک نے بیان کیا یہ لشکر
ابرماہ سیما خراجگزار افراسیاب کا ہے ہماری مالک نے جا کر لشکر اسلام کو آفت مین پھنسایا ہے اب اپنے
قلعے کیطرف جاتی ہین افراسیاب کو ایک نامہ لکھا تھا یقین ہے وہان سے کچھ جواب آتا ہو آدمی شوخ دیدہ
حسن پسندیدہ اسی مقام پر اوترے ہین خواجہ یہ حال سنکر بہت گھبرائے جی مین کہا کہ آپ کچھ تدبیر کرنا
چاہیے وہان ابرماہ سیما جسوقت سے سحر کر کے آئی ہے اور اسم اعظم بند کر کے لائی ہے شیشہ اسم اعظم کا
سامنے رکھ رہتی ہے علم سحر مین ایسی کامل و اکمل ہے کہ نقش جات ہر وقت تیار رہتے ہین وسکو دیکھا کرتی ہے

اسوقت جو نقشہ اوٹھا کر دیکھا معلوم ہوا کہ عمرو عیار میرے لشکر مین آیا ہی عیاری کریگا اوسیوقت ایک جوان سحر سے بنایا اور کہا کہ فلان مقام پر جو فلان صورت پر عمرو عیار کھڑا ہی اوسکو بلالاوہ جوان سحر کا پتلا چلا مثل انسانون کے چھپتا ہوا جاتا ہی خواجہ دریافت کر کے چاہتے ہین کہ عیاری کیواسطے چلین کہ ایک شخص نے آکر سلام کیا کہا خواجہ عمرو صاحب چلیے آپکو ملکۂ عالم نے بلایا ہی خواجہ یہ سنتے ہی گھبرا گئے اپنے پیچھے دیکھنے لگے کہا عمرو عیار کہان ہی میرا تو کوئی یار دوست نہین ہی اوس جوان نے ہاتھ پکڑ لیا کہا خواجہ میرے ساتھ مکر و حیلہ نہ کرو مین ملونہ سحر سامری ہون یہ کہکر منہ پر بھی خواجہ کے ہاتھ پھیر دیا رنگ و روغن عیاری کا اوڑ گیا بصورت اصلی ہو گئے ہاتھ پکڑ کر کھینچتا ہوا وہ جوان لیچلا خواجہ ہر چند راہ مین اوسے دم دلاسا دیتے ہین وہ جواب نہین دیتا جب خواجہ بہت عذر کرتے ہین تو وہ ہنسکر کہتا ہی او مکار کیون باتین بناتا ہی مین ساختہ سامری و جمشید ہون مین سامنے ملکہ کے تجھکو ضرور لیچلونگا ابر ماہ سیما بیرون بارگاہ آکر بیٹھی ہی مصاحبون سے کہہ رہی ہی کہ صاحبو یہ کمال تو دیکھو نگوڑا ساہنزادہ طلسم ہوشربا یہان کیونکر آگیا اہل اسلام پر مصیبت ہوئی اور یہ پہونچا اب گرفتار ہو کر آتے ہین کہ سب نے سامنے سے دیکھا وہ پتلا عمرو کا ہاتھ پکڑے ہوے کشان کشان لیے آتا ہی پکارکر ابر ماہ سیما نے آواز دی تو ہوشربا سے یہان کیونکر پہونچا ہمکو بھی معلوم ہو گیا تیری عیاری یہان نہ چلیگی وہ ساحر نادان تھے جو تیرے ہاتھ سے مارے گئے غیر ساحر کے ہاتھ سے ساحر مارا جائے بڑے تعجب کی بات ہی سب ساحر کمال پر ملکہ ابر ماہ سیما کے تعریفین کر رہے تھے کہ ملکۂ عالم جب آپ ایسا بیدار مغز ہو تو ان عیارون سے جان بچانے یہ سب بلاے روزگار ہین ابر ماہ سیما نے کہا کیون خواجہ تمھارے ہاتھ سے صدہا جادوگر مارے گئے اب تمھارے واسطے وہ جگہ ہی کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تمھارے حال پر گریہ و زاری کرین اور ہمکو ترس نہ آئے عمرو نے کہا اے ابر ماہ سیما سنو یا تمھاری قضا ہی یا میری دونون مین سے ایک ضرور قتل ہو گا ملکہ نے حکم دیا جلاد کو بلاؤ جلادان خرس طینت میمون خصلت خرسہا بادیۂ ضلالت شلنگین لگاتے ہوے سامنے آئے پکار کر آواز دی اے ملکۂ عالم کیا حکم ہوتا ہی ابر ماہ سیما نے کہا آج قاتل نامہ مشتمس تیغ ہو کر آیا ہی روح سامری کو اسکے قتل کرنے سے راحت ہو گی طلسم ہوشربا مین آفتین برپا ہین آٹھ نو سے سرداران شہنشاہ باغی ہو گئے روز لڑائی پڑتی ہی یہ لوگ غالب آتے ہین میٹنے تو نامہ روانہ کیا ہے جواب آتا ہو گا یقین ہی کہ خلعت ملے

عمدہ بھی حاصل ہوا ایک جلاد نے عمرو کو تختہ پر لا کر بٹھایا عمرو کی اوس وقت حیرانی و پریشانی خواجہ سے کہتے ہیں یہاں موت لیکر آئی تھی بیقرار ہو کر دعا کی پروردگار یہ تیرے وعدہ ہو چکا ہے کہ جبتک میں اوس بڑی چیز کو نہ مانگونگا میرے قریب آبیکی تب تو کب اوس موت کا سامنا ہے تجھے سب طرح کا اختیار ہے بندہ مجبور و ناچار ہے

نظم

لطف کن بر من ای خدای رحیم	کن کرم ای جناب رب کریم	دار بر خاک آستانۂ خویش
روز و شب نگون سر تسلیم	بر در حضرت دایما منعم	سر تسلیم و گردن تعظیم
چونکہ این بندہ وعدہ آفت تیش	دست پا بند بند نفس لئیم	مخلصی کن عطا ازین زندان
از رہ لطف فرض نفس [illegible]	گنج خوبی مرا عطا فرما	پاک کن دل ز خواہش زر و سیم
لطف من سے خدا [illegible]	بہر من عاجز غریب و یتیم	در فقیران و خاکساران بخش
دوست و دشمن و خرت [illegible]	حب دنیا ببر ز جان من	دور کن از من این عذاب الیم
سینہ [illegible]	از غضب تعصب کینہ	خواجہ عمرو تو زیر تیغ نیچے ہیں

جب خبر عمرو و شعبان خنجر گزار تین چار روز کو ساتھ لیکر جو برائے تلاش نکلے تھے پھرتے پھراتے میدان تک پہنچے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ لشکر ابر ماہ سیما ہے اسی نے لشکر اسلام پر حملہ کیا ہے اب اس اشتیاق میں یہاں روانگی ہوئی ہر خبر برباد کی سلمان سن لون تو یہاں سے لشکر کو کرون یہی خیال بصورت میدان اس لشکر میں آئے یہی دریافت ہوا کہ خواجہ عمرو تم نے تھے وہ گرفتار ہو گئے اب عیار حیران ہوے کہ خواجہ عمرو یہاں کیونکر آئے یہ عیار جواہر وغیرہ بھی اوسی مجمع میں آکر کھڑے ہوے دیکھ رہے ہیں کہ خواجہ عمرو زیر تیغ بیٹھے ہیں گھبرا رہے ہیں جواہر نے کہا ہمارے قبلہ و کعبہ یہاں کیونکر آئے اور گرفتار ہوے بدحواس پھر رہے ہیں ابوالفتح کہتا ہے تلوار کھینچکر اسپر جا پڑون اپنے ماموں جان کو رہا کرون شعبان خنجر گزار کہ فرزند دلبند ملکہ یاقوت ملک سے نہایت بے قرار ہے بارہ ہزار یک بچے لیکر آیا تھا ان نے اسکو تمام فنون تعلیم کیے ہیں دفتر صندلی نامہ میں یہ داستانین تحریر ہین کہ جب دودک آدمخوار نے لشکر اسلام پر آفتین برپا کین در خواجہ پریشان تھے اوس وقت میں شعبان خنجر گزار آکے پہونچا تھا اور دودک کو پکڑ لیا یہ عیار بہت روزگار رہے ایک گوشہ میں بیکار کھڑا ہے جیسے ہی جلاد نے ہاتھ تلوار کا سر خواجہ

مارا شعبان نے ایک پتھر کلان کلہ گوپھن مین رکھکر مارا کہ جلاد کا سر اڑگیا غل ہوا کہ جلاد دیوانہ تھا اسنے
ہاتھ سے اپنے خنجر مار لیا آواز دی ابر ماہ سیما نے کہا کہ دوسرے جلاد کو بلاؤ شعبان جلاد بنکر دوڑا
حاضر حاضر کہتا ہوا سامنے آیا کہا حضور ساربان زادے کا سر کاٹ لون ابر ماہ سیما نے حکم دیا شعبان
نے بڑھکر تیغچہ مارا عمرو نے ہاتھ اوٹھا دیا ہتھکڑی کٹی خواجہ تڑپ کے اوٹھے پانچون عیارون نے
تیغچے کھینچے حقہ ہاے آتشبازی چلنے لگے ساحران غدار مثل ہیزم خشک جلنے لگے عمرو کو سب عیارون نے
بیچ مین لیا چاہتے ہین کہ عمرو کو نکال لیجائین آدھے لشکر تک لڑتے ہوے آئے ابر ماہ سیما کہتی ہے
ارے سحر کرو عمرو کو نکالے لیے جاتے ہین جب جادوگر بڑھتے ہین عیار حقہ ہاے آتشبازی مارکر گرا دیتے
ہین کئی ہزار جادوگر مارے گئے جب کوئی جادوگر مرتا ہے اندھیرا ہوجاتا ہے ساحرون کا قلب تھرایا ہے
جب وسط لشکر مین اسطرح لڑتے بھڑتے پہونچے ابر ماہ سیما نے دور سے دیکھا پانچ عیار عمرو کو گھیرے
قبلہ و کعبہ کہتے ہوے لیے جاتے ہین ابر ماہ سیما نے ایک گولہ پھینکا وہ گولہ جو جاکر پھٹا چھوون
عیار لڑکھڑا کر گرے ابر ماہ سیما تیغچہ کھینچکر دوڑی ان عیارون نے جو اسے تیغچہ کھینچکر آتی ہوے
دیکھا بے قرار ہوکر دعائین مانگنے لگے پکارتے تھے اے معبود حقیقی واے رب تحقیقی کیا تیری
صنعت کرین تو ہم سبھون کی جان بچاتے تیرے نزدیک سب آسان ہے

نظم

ابتدا را ابتدا غیر از تو نیست
صاحب صدق و صفا غیر از تو نیست
وقت حاجت بندہ محتاج را
چارہ ساز لا دوا غیر از تو نیست
درزمان حاکم بجز تو نیست کس
درخدائی ایخدا غیر از تو نیست
ہست این ناچیز عاجز خاکسار

انتہا را انتہا غیر از تو نیست
حل مشکل از کہ گردد یا الہ
مالک حاجت روا غیر از تو نیست
از کہ جوید مدعا اہل سوال
درجہان فرمانروا غیر از تو نیست
نیست غیر از تو بغربت آشنا
برکمال فضل تو امیدوار

دوستان ہنگام طلب بست اند
درجہان مشکلکشا غیر از تو نیست
نیست جز تو رافع درد جگر
حاجت جو دو سخا غیر از تو نیست
خالق و رزاق و رب العلمین
دوست ہنگام بلا غیر از تو نیست
ای معبود حقیقی ہمکو اس آفت سے

بچاے یہ تو سب بابک بلک کے دعائین مانگ رہے ہین ابر ماہ سیما تلوار کھینچے ہوے آتی ہے مگر ملکہ
برّان شمشیرزن جو پہاڑ پر ٹھہری تھین جب خواجہ عمرو کو گئے ہوے عرصہ ہوا تو یہ حیران ہوئین
کہ نہین معلوم خواجہ پر کیا گذری یہ سوچکر اپنے مقام سے اوٹھین دلمین کہتی ہین اب تو خواجہ

گرفتار ہوگئی ہون جلد دیکھ آؤن تو بہتر ہے بلند ہوکر آسمان پر آئین خواجہ عمرو و دیگر پنج عیار زمین
پر پڑے تڑپ رہے ہین ابر ماہ سیما تلوار کھینچے ہوی جاتی ہے تمام جادوگرون نے بلوہ کیا ہے کہ عیارون
کو جلد قتل کرو عیار تڑپ رہے ہین بھڑک رہے ہین ہاک ہاک کر دعائین مانگ رہے ہین **ملکہ برّان**
کی آنکھون مین اندھیرا آگیا غصے مین آکر ہاتھ جھکایا برق گری کئی سے کے سر اوڑ گئے کسی کا ہاتھ ٹوٹا
کسیکا سر پھٹ گیا کوئی منہ کے بھل زمین پر گرا ایک ہنگامہ برپا ہوگیا ہر طرف یہی غلغلہ ہے کہ آسمان سے
برق چمک رہی ہے آفت آسمانی آئی **ابر ماہ سیما** نے سر اٹھایا دیکھا صفدر وصف شکن **ملکہ برّان**
شمشیر زن آسمان پر سے سحر کر رہی ہین **ابر ماہ سیما** نے جو یہ معرکہ دیکھا پکار کر آواز دی او **برّان**
مین نے پہچانا **برّان** نے زمین پر اترتے اترتے چند سپے پھینکے کہ وہ سنہری پنجے بنکر عیارون پر گرے
سب کو اوٹھا کر لیگئے **خواجہ عمرو** ہر چند غل مچاتے ہین چیختے ہین پیٹتے ہین کہ مجھکو اسی مقام پر پہنچے دو
دو چار کوڑی کا روزگار کرونگا پنجے کب سنتے ہین دستگیری کرکے لیگئے **ملکہ برّان** سحر کرتی ہوئی زمین پر
ایسا سحر کیا کہ سارا لشکر گھبرا گیا بعض ٹکراتے ہین بعض غل مچاتے ہین کہ حضور یک نظر ہے خوش گندی **نظم**

گر دم قتل بھی دیدار میسر ہوتا — آب حیوان سے مجھے آب دم خنجر ہوتا
لاکھ معراج سے حق مین مرے بہتر ہوتا — کھبے قاتل مین جو نیزے پہ مرا سر ہوتا
کوئی عاشق بھی نہ اس عشق سے جانبر ہوتا — تجھسا بیرحم زمانے مین جو دلبر ہوتا
دم گریہ ترے دانتو نکا جو کرتا مین خیال — اشک گر کر صدف چشم سے گوہر ہوتا
اے بت پردہ نشین شہرۂ آفاق ہے تو — کیون ترے حسن کا مذکور نہ گھر گھر ہوتا
ہجر محبوب مین کیا کیا نہ اذیت کھینچی — موت آجاتی تو اس زیست سے بہتر ہوتا
دیکھتا صورت آئینہ جو اوسکا نہ جمال — ششجہت مین نہ کبھی آکے مین ششدر ہوتا
رحم آیا نہ اوسے ورنہ مرے نالون سے — پانی ہوجاتا وہین کیسا ہی پتھر ہوتا
چھوڑکر وصل ترا لون نہ کبھی باغ بہشت — نقد سے دام بدلنا نہین بہتر ہوتا
قامت یار کہان اور کہان سرو چمن — کہین ہمسر نہین طوبی سے صنوبر ہوتا
موتیو نکا ہے جبین پر ترے جھبکا اس طرح — جسطرح ماہ ہے پروین کے برابر ہوتا
کچھ بسر اور بھی ارمانون مین کرلیتے نظام — عمر بھر مین بھی اگر وصل میسر ہوتا

جان نے سارے لشکر میں قیامت برپا کر دی ہے ابر ماہ سیما نے کہا نہ بران نے تو غضب کر رکھا
ہے سارا امیر کا لشکر تباہ ہو گیا بران نے پکار کر آواز دی تو مقابلے میں نہیں آتی تیل ماش بھیجی ہے یہ سنکر
ابر ماہ سیما جھلا گئی سحر کرتی ہوئی بڑھی کئی گولے مارے ملکہ بران نے اشارہ کر دیا گولے پھٹ کر گر
ابر ماہ سیما نے بڑے بڑے سحر کیے بھلا ملکہ بران اوسکے سحر کو کب دبتی ہیں جب اشارہ کر دیا سحر دفع ہو گیا
جب ابر ماہ سیما سحر کرتی ہوئی قریب پہونچی ملکہ بران شمشیر زن نے [illegible]ت کارد سحر نکالی وار دی
اور ابر ماہ سیما نے اوسی غصے میں کارد کھینچ ماری سینہ پر سینہ ابر ماہ سیما پر کارد سحر بڑی مہرہ پشت کو
توڑ کر پار گذری ابر ماہ سیما کا مرنا کہ آندھی سیاہ اوٹھی سنگباری و برفباری ہونے لگی بعد عرصہ دراز
آواز آئی کشتم مرا من ابر ماہ سیما بود نام یہاں تو کل ساحروں کو ملکہ بران نے گھیر کر مارا کوئی ساحر
زندہ بچا وہاں لشکر صاحبقران میں یہ وقت تھا کہ تین دن اس سحر کو گذر چکے تھے صاحبقران
بسبب حرز ہیکل کے بیہوش تو نہیں ہوئے مگر اسم اعظم بند دل دردمند سارے لشکر کو دیکھا مبتلائے آفت
گرد لشکر آگ بھڑک رہی ہے آسمان سے برف برس رہی ہے سب سردار بیہوش پڑے ہیں صاحبقران بیقرار
و اشکبار چار جانب دوڑتے پھرتے ہیں جدھر جاتے ہیں سرداروں کو بیہوش پاتے ہیں کوئی دعائیں
مانگ رہا ہے کوئی رو رہا ہے اشکوں سے منہ دھو رہا ہے باپ چاہتا ہے کہ بیٹے کو اوٹھائے خود بھی اوسی
آفت میں پھنستا ہے برف کا برسنا اہل اسلام کا قطرہ آب کو ترسنا صاحبقران حیران اس حال
مصیبت آل کو دیکھ رہے ہیں اور دعائیں مانگتے ہیں کہ اے پروردگار و اے ستار و غفار یہ کیا معرکہ ہے
یہ آفت آسمانی کیسی آئی کہ کل اہل اسلام تباہ ہوے جاتے ہیں گلزار ابراہیمی پر خزان آئی بارے
جو صاحبقران ماہ نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یکایک ایک دھماکا ہوا کہ دل سب کا ہلگیا
ابر شق ہو کر غائب ہوا آگ بجھ گئی ہر طرف سے صدائے تکبیر بلند ہوئی خوشیاں کرتے ہوئے
سب سردار اوٹھے صاحبقران نے فرمایا کسی ساحر نے سحر کیا تھا معلوم ہوتا ہے کسی ہمارے
دوست نے اوسکو مار ڈالا بادشاہ نے فرمایا عجب ہے ہم کیسے گئے تھے یہ فرزند عمرو ہی میں کوئی انکو
عیاری کرکے ساحر کو مار [illegible] لشکر لقا میں یہ خبر پہونچی کہ اہل اسلام اس آفت میں مبتلا تھے اب آفت
برطرف [illegible] اس وقت بڑی خوشیاں ہو رہی ہیں لقا نے کہا یہی تقدیر ہے تو ہے ہزار برس مشتری کی
تھی کہ مسلمان آفت میں پھنسینگے اور پھر بچ جاینگے یہان تو یہ باتیں ہو رہی ہیں صاحبقران کا سلیمانی میں

اکر بیٹھے ناچ گانا ہونے لگا مگر خیال ہو کہ عیار واپس آئین تو حال مفصل معلوم ہو کہ ساحر کو کسنے مارا
نہین معلوم یہ کون ساحر تھا صاحبقران زمان تو اسی انتظار مین ہین مگر وہان ملکہ بران لڑائی منع
کرکے پلٹین بارگاہین خیمے سب وہین چھوڑ دیے بُران اوس پہاڑ پر آئین کہ جہان سب عیارون کو
پنجون کے ہاتھ روانہ کیا تھا سب عیار بیہوش ہوگئے تھے آکر ہوشیار کیا جیسے ہی خواجہ عمرو
کی آنکھ کھلی گھبرا کر اوٹھے پوچھا کیون ملکہ بران وہان کیا گذری بُران نے کہا آپکا اقبال اور رحمت
پروردگار سے اوس بچیا کو اس کنیز نے واصل جہنم کیا یہ سنکر خواجہ اپنے مقام سے اوٹھے کہا مین خیمے
وغیرہ جاکر قبضے مین تو کر لون ملکہ بُران ہان ہان کرتی ہین مگر خواجہ کب سنتے ہین پہاڑ سے کود کر
بھاگے جاتے ہی سب بارگاہین خیمے نذر زنبیل کیے جادوگرون کے مردے بھی خواجہ نے لوٹ لیے
جابجا مُردون کی کمرین ٹٹولتے پھرتے ہین جسکی کمر مین ہمیانی پائی نکال لی اگر ہمیانی دستیاب
نہوئی ایک لات ماردی کہ اوس نے عمر بھر خوب پیدا کیا اور کچھ ہمارے واسطے نہ رکھا کوئی مردہ باقی
نہ رہا سب کو لوٹ کے بالاے کوہ آئے ملکہ بران شمشیر زن نے کہا اب تو لشکر قریب ہے خواجہ اگر
تمھاری خوشی ہو تو لشکر صاحبقران مین ہوتے چلیے عمرو نے کہا میرا جانا مناسب نہین صاحبقران
مجھکو روکینگے یہ سنکر ملکہ بُران نے کہا خواجہ اگر وہان جانا مناسب نہین یہ عیار تو لشکر اسلام مین جائینگے
اگر آپ کی خوشی ہو تو ایک نامہ بنام ایرج نوجوان لکھدون خواجہ نے کہا بسم اللہ لکھدو ابوالفتح
بھی پہنچا دیگا ملکہ بران کے دل مین نہایت اشتیاق بھرا ہوا تھا کاغذ و قلم و دوات جھولی سے نکالا
نامہ لکھنا شروع کیا نامہ غزال صحراے بے اعتنائی و پروردہ مہد کج ادائی زاد اللہ عشقکم بعد آرزوے
ملاقات اشتیاق آیات واضح ضمیر مہر منیر شہریار جلالت آثار ہو کہ یہ فراق دیدہ ہجران کشیدہ اس
کوہ تک آئی بڑی سختی اوٹھائی آپ کی ملاقات کا دل کو نہایت اشتیاق تھا مگر آپ تک آنا
مناسب نہوا یہان ایرماہ سیما کو مارا جسنے آپکے لشکر ظفر اثر کو قبل سے سحر کیا مگر دل کی بیقراری کا
کیا حال لکھین اکثر سمجھانے والے سمجھاتے ہین ہم ہیں ہوش مین نہین ہوتے اپنے ہجر کا حال
لکھین تو برسون تک نہ لکھ سکین کس کس کا ذکر کرین دل بیقرار آنکھین اشکبار ہاتھون کو خواہش
چاک گریبانی دل کو پریشانی ہے پانون کو کوچہ گردی کے شوق قلب کو دیدار فرحت آثار کا
اشتیاق کیا کہین عجیب کیفیت ہے بقول [illegible] کلام

نظم

نہ ہو سکے [illegible] فارغ
نہ آنکھیں [illegible] سے نہ خواب سے فارغ

کیا فلک نے ہو [illegible] شراب سے فارغ
رہے نہ [illegible] احتساب سے فارغ

کسی کی یاد نے کچھ ایسے وقت مرگ کیا
سوال و جزا کے جواب سے فارغ

گناہ جسنے کیے بے حساب خوب رہا
کہ جلد حشر مین ہوگا حساب سے فارغ

نہ سونے دیگی تپش دل کی ہمین پس مرگ
جو ہم ہوے بھی [illegible] حساب سے فارغ

ملا ہی دیدہ بیدار بخت خفتہ ہمین
یہ فکر خواب مین وہ فکر خواب سے فارغ

تسلیان مجھے دیتا ہی اسلیے وہ شوخ
کہ تا کبھی نہ رہون اضطراب سے فارغ

ستمی ہی چرخ کی ایام ہجر مین گردش
یہ دن وہ ہین کہ ہی دہر انقلاب سے فارغ

بہشت مین بھی ہین رند اور بادہ طہور
کہین نہین ہین وہ شغل شراب سے فارغ

خوشا طبیعت آزاد کر دیا جسنے
تعلقات جہان خراب سے فارغ

جلال رہے کتابی کی یاد مین شب و روز
رہی نگاہ نہ سیر کتاب سے فارغ

دل نہین مانتا اگر ہو سکے کسی طرح اس نیاز نامے کا جواب ضرور لکھیے گا اگر جواب نامہ ہم تک پہونچا تو دل کو تسکین روح کو راحت قلب کو قوت آنکھون مین بصارت ہوگی زیادہ کیا لکھون آفتاب حسن وکمال از افق جاہ وجلال تابان ودرخشان رہے یہ لکھکر لفافے پر اپنی مہر کی نامہ ابوالفتح کو دیا کہا بھیا یہ نامہ مخفی انکو پہونچانا ابوالفتح نے نامے کو لیا خواجہ نے ایک عرضی بنام صاحبقران لکھی کہ غلام نے آکر ابر ماہ سیما کو قتل کیا جسکی وجہ سے آپکے لشکر پر آفت تھی غلام کا حاضر ہونا مناسب تھا ورنہ قدمبوسی کرتا اب تو قتل افراسیاب کی فکر ہے آئندہ پھر رہائی اسد کا ذکر ہے چند فقرات لکھکر یہ عرضی شعبان کو دی کہا اے فرزند یہ عرضی آقاے نامدار کو دینا زبانی بھی عرض کرنا کہ غلام نہایت مشتاق دیدار فرحت آثار ہے آپکے اقبال سے غلام نے افراسیاب کو بھی چھیڑ دیا ہے انشاءاللہ بہت جلد اسد غازی کو بھی رہا کرتا ہون بہت کچھ عمرو نے کہا شعبان نے عرض کی اسی طرح عرض کر دونگا یہ تینون عیار رخصت ہو کر خواجہ عمرو سے طرف لشکر صاحبقران کے روانہ ہوے ملکہ حیران خواجہ کو لیکر طرف طلسم نور افشان کے چلین عجائب غرائب دیکھتی ہوئی جاتی ہین گذر ملکہ حیران کا طرف سے قلعہ مینوشان کے ہوا مینوش جادو بیان کی حاکم ہی اس قلعہ کا دستور ہے کہ ہر وقت

شراب خواری ہوتی ہے نشے مین یہان کے رہنے والے جیلاتے پھرتے ہین مستورات مین کسیکی شناخت
نہین نشے مین چور مزاج کے مغرور عقل و فراست سے دور حماقت سے معمور جو جسکے یہان گیا نام اوسکا
لیکر پکارا صاحب خانہ جو گھر سے نکلا گھڑا شراب کا لیے ہوے ایک ہاتھ مین کابلی مٹر چبائیان سمجھ گئین جو
آیا منھ کیا شراب چلنے لگی اوسی نشے مین دختر کو دیکھا کہ آتی ہے پکار کر کہا بیٹا کہان سے آتی ہو اوسنے بھی
نشے مین جواب دیا ایک کام کو گئی تھی وہ بھی آکے شریک ہوئی شراب خواری مین سب مصروف ہوگئے
کوئی جوان اپنے ساتھی کو لیے بیٹھا ہے ہنگامہ شرابخواری بلند ہے شار جادو کوتوال عامہ ہے آج اوسکی
شادی کا دن ہے اوسکے مکان پر سب ساکنان شہر جمع ہین مٹکے شراب کے رکھے ہین چار ہزار آدمی جمع
ہین برات کے سامان درست دولہا مسند پر بیٹھا ہے نشے مین ڈوبا ہوا کبھی کپڑے اوتارتا ہے کبھی خود
ناچتا ہے کسی طرح چین نہین گانیوالی بھی اسی حال مین ہے گانیوالی پر ساحرون کے ہجوم ہین حوض
شراب بھرا ہے گئے اور غوطہ مارا ویسے حماقت کے یار ہوے اور زیادہ بیقرار ہے خواجہ عمرو نے جو آسمان
سے یہ معرکہ دیکھا کہ دولہا لباس فاخرہ پہنے ہوے چاندی سونے کے زیور مین لدا بیٹھا ہے خواجہ
کے منہ سے رال ٹپک پڑی کہا اے برّان کیا تماشہ ہے مجھے میرا ابھی دو بار کوڑی کا روزگار ہو جائے ذرا
مجھکو وتار دو ملکہ برّان نے خواجہ کو ایک طرف وتار دیا آپ نخل پر عقاب بنکر بیٹھین پتون مین
چھپی ہوئی ہین یہان سب محفل مین بیٹھے ہین کہ ست دیکھو ایک بڈھا گویّا طنبورہ کاندھے پر رکھے
چہرہ باندھے ہوے شرع کا پابند چکن کا گنگناتے ہوے محفل مین آئے پکار کر آواز دی
اے علی طالب رہتے ہین محبت آباد دولہا دولہن شاد ہم گانے والے ہین دولہا کی
بیاہ کے دولہا کی نانی کو گود مین کھلایا بہتون نے کہا بڑے میان صاحب آئے ہین
آپ کا نام کہا حضور استاد میرا نام راضی سکو کا صاحب مجھکو بھیا
مین ملکہ مہوش کو گود مین کھلایا اوسکے باپ چھوٹے سے تھے اونکو گود مین سکھ لی ہین
جا کے کا شوق ساحب نے کہا میان یہ کمال صاحب اچھی طرح کچھ گانا سنائیے ہم لوگ
آپ کا بڑا اشتیاق ہے خواجہ نے بیچ مین بیٹھکر طنبورہ ملایا سب جانتے تھے کہ بڈھا گویّا
کرے گا لیکن خواجہ نے بالیان یہ غزل گانا شروع کی غزل

تی ایذائیں راحت روز دکھ بہت ملے مسنے کو | مزا دینے لگا غم سکے غم کھانے والے کو

معلوم ہوتا ہے مینوش کہتی ہے ارے کمبخت یہی عمرو عیار ہے صورت بدل لیتا ہے ساحروں کو دھوکا دیتا ہے
یہ کہکر عمرو کو سامنے ڈالدیا کہا جلاد کو جلد بلاؤ خواجہ حیران ہیں کہ میں اس آفت میں مبتلا ہوں ملکہ بران
پر کیا گذری معلوم ہوتا ہے چل بسیں اب میں یہاں کیونکر بچونگا اگر کسی تدبیر سے جان بچی تو تا بلشکر مجھے کون
پہونچائیگا تڑپ رہے ہیں پھڑک رہے ہیں جب دیکھا کہ مینوش نے جلاد کو بلوایا سوچے کہ خواجہ اب تو
کچھ عیاری کرنا چاہیے مینوش نے کہا سب اسباب مجمل کیا ہوا خواجہ یہ سنکر خوب ہنسے کہا اے ملکۂ عالم
ایک دن افراسیاب نے آپ کا ذکر کیا تھا میں آپ کا عاشق ہوں ادھر جو گذر ہوا برات
میں آپکو نہ پایا سوچا کہ اگر ان سبکو قتل کرونگا آپ ضرور آئینگی میں نے صورت زیبا کو دیکھ تو پایا
آرزوے دلی پوری ہوئی دیکھیے یہ خواجہ میرے پاس ہے اسی میں سب اسباب رکھا ہے الگ مجھکو لیچلیے
میں سب آپ کو پورا پورا اسباب دکھا دوں اور بھی بہت کچھ ہے جو آپ پسند کیجیے میں حاضر کروں
میں تو آپکے نام پر قربان ہوں افراسیاب کو قتل کروں آپکو تخت پر بٹھاؤں مینوش نے کہا
خواجہ یہ نکہو اگر شہنشاہ سن پائینگے بڑی آفت برپا ہوگی عمرو نے کہا وہ معذور ہے عقل و فراست سے
دور ہے مینوش نے کہا خواجہ بس اب کہا نیے زیادہ باتیں نہ بنایے عمرو نے کہا کنارے چلیے
مینوش جادوگر نہایت مشتاق تھا عمرو کو لیکر تنہائی میں آئی سحر بھی خواجہ پر سے اوتار لیا اپنے خیال
سے کہ میرے سامنے سے بھاگ کر کہاں جائیگا عمرو نے کنارے آکر زنبیل کا منہ کھولا کہا آئیے ملاحظہ فرمائیے
مینوش نے سر ڈالکر دیکھا ہزارہا باغات دروازے اونکے مثل آغوش عاشق کھلے ہوے ٹھنڈی ٹھنڈی
ہوا چل رہی ہے نوجوانان چمن اکڑ رہے ہیں گلچین و صیاد لڑ رہے ہیں اس عرصے میں دیکھا ایکطرف ایک لشکر
میں ہمارا بھی مال رکھا ہے حیران ہے دل سے کہتی ہے اے مینوش یہ کیا معرکہ ہے کبھی سر باہر نکال لیا اپنے کو اوسی
مقام پر پایا پھر تماشا دیکھنے میں مصروف ہوئی ہے جب اسکا نصف جسم زنبیل میں پہونچا خواجہ نے چوتڑ دون
میں ہاتھ دیکر زنبیل میں ڈالدیا جیسے ہی مینوش زنبیل میں گری پانچ چار جادوگرنیاں گرد آئیں ایک نے
چوٹی پکڑی ایک نے کان تھامے کہا کپڑے اوتار دے ہمیں حساب دینا پڑیگا اسنے چاہا کہ سحر کرے
اب جو یاد کرتی ہے سحر یاد نہیں آتا ایک غرقی بند ہوا دی ٹوکری سر پر رکھی مینوش نے تامل کیا
میٹ نے ایک سونٹا مارا کہا چلتی ہے کہ نہیں سرکار شاہ عمرو کا یہ مقام ہے یہاں کسی کی
سرکشی نہیں چلتی ناچار مجبور مینوش ٹوکری ڈھونے لگی یہاں ملکہ بران شمشیر زن جو بے محل سو گئی تھیں

ہوا زور سے چلی آنکھ کھل گئی نگاہ اوٹھا کر دیکھا اوس مقام پر عمرو کو نہ پایا بہت گھبرائیں تخت سے اوتریں
دیکھا ہزارہا لاشے پڑے تڑپ رہے ہیں مگر خواجہ عمرو وزیر ملکہ حیران تو اوس طرف سے ڈھونڈھتی ہوئی
چلیں اودھر خواجہ عمرو نے جب مینوش کو گرفتار کیا اوسی کی شکل بنکر باہر آئے پکار کر آواز دی صاحبو
عمرو کو تو میں نے غرق زمین کر دیا اب تم سب صاحب بیٹھو آج تم سب کی ہمارے یہان دعوت ہے کنیزین دوڑ کر
شراب لائیں گزک وغیرہ بھی لا کر رکھی کہا دیکھو صاحبو ساربان زادہ اسی طرح گاتا تھا دیکھو میں بھی گاتی
ہوں یہ کہکر اس غزل کو گانا شروع کیا

غزل

مائل جور و جفا جب وہ بت طناز تھا | عاشقو صبر و تحمل پہ مجھے بھی ناز تھا
قتل ابرو کے اشارے سے ہر اک جانباز تھا | قتل گہ میں کل عجب اوس ترک کا انداز تھا
میکدے میں کیوں نہ ملتی میکشو چوکھی شراب | ربط تھا ساقی سے مجھکو مغبچون سے ساز تھا
دیکھنے معشوق آتے تھے مجھے عاشق تو کیا | جبتلک سبزہ نہ عارض پر ترے آغاز تھا
چھینکر دل لیلئے وہ کس سے میں باتیں کروں | ہجر میں ہمدم وہ تھا یہ اور ہی ہمراز تھا
قتل مجھے ہو گئی جب غیرت بگڑا وہ یار | کھل گیا آخر یہی اک مفسدہ پرداز تھا
میرے مرقد پر وہ پڑھکر فاتحہ کہنے لگے | یہ غضب ہلکو نہ تھی تو عاشق جانباز تھا
کیا ضرر میرا ہوا اگر چاک کر ڈالا یہ دل | اسمین تھی یاد آپ ہی کی آپ ہی کا راز تھا
کیون نہ توبہ کر لی اے غافل یہ تو نے کیا کیا | بند تھے جب تک نہ آنکھیں باب توبہ باز تھا
تھا قفس میں شوق محو صحن نا قابل ہے کہ | ہائے سب بال و پری میں مائل پرواز تھا
تنگ کو لیا میرے جیتے جی نہ آیا تھا کوئی | کل تو نا صاحب بت کرنے کا نیا انداز تھا
کیا ہوا جو میں ہوں آئینے میں دیکھو اپنی شکل | تمکو اسپر اس دور وزہ پر نہایت ناز تھا
وقت مشکل ساتھ چھوڑا ہی اونھیں احباب نے | ہائے سطوت دوستی جنکی نگہ کا ناز تھا

یہ غزل جو خواجہ نے گائی سب ساحر شہر کے بلک گئے کہا ای ملکہ عالم حقیقت میں یہی عمرو کی آواز تھی اسوقت تو
حضور نے ایسی نقل کی کہ نقل کو ہم سے ملا دیا کیا حضور نے کمال کمایا خواجہ عمرو نے کہا صاحبو تم نے ابھی
کیا کمال دیکھا اسی طرح ساقیگری بھی کرون جسطرح کہ وہ بیٹھا تھا شراب بھی پلاؤں وہی رنگ دکھاؤں
یہ کہکر ساغر شراب پلانا گانا بھی سنانا گھنگرو بھی پاؤں میں باندھے صحبت میں رنگ جما ندیم سب

سب قتل کرکے لوٹ بھی لیا جادوگرون کو قتل بھی کیا اور ڈھونڈھتی ہوئی ملکہ بران شمشیرزن
کی تھین جادوگرون کے مرنے کی آواز جو کان مین آئی ملکہ بران سمجھ گئین کہ کہین خواجہ نے رنگ
جمایا اوسی طرف چلین تو دیکھا خواجہ عمرو جادوگرونکو قتل کر رہے ہین پکار کر آواز دی خواجہ ہم بھی
آ پہونچی عمرو نے کہا واہ بی بران خوب تمنے خبر لی ہم قتل بھی ہو گئے ہوتے بران نے کہا خواجہ مین تخت
پر بیٹھے بیٹھے سو گئی تھی اب جو آنکھ کھلی آپکو نہ پایا اتنے بڑے باغ رستے مین ڈھونڈھتی ہوئی چلی راہ مین
جادوگرون کی چیخین آواز سنی اسطرف چلی آئی اب جلدی کیجیے یہانسے نکل چلیے ایسا نہو خدانخواستہ افراسیاب
کو خبر ہوجائے تو پھر غضب ہو یہ کہکر ایک تخت سحر تیار کیا اوسی پر خواجہ عمرو کو بھی سوار کر لیا بڑے زور و شور
سے تخت کو اوڑا لے چلی یہان افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا ہی اکثر عرض کر چکا ہون کہ
اٹھارہ سو ملک کی تصویرین باغ سیب مین نصب ہین افراسیاب مست بیٹھا ہی کنیزان زہرہ جمال
مہ جبینان حور تمثال گرد بیٹھی ہین کہ افراسیاب نے نگاہ اوٹھا کر طرف تصویرون کے دیکھا قلعہ مینوشان
برباد پڑا ہی دیکھا اب قلعہ کا تو نشان نہین رہا کا بھی پتہ نہین معلوم ہوتا قلعے مین سناٹا معلوم ہوتا
ہی یہ جو افراسیاب نے دیکھا منہ پیٹ لیا کہا یارو غضب ہوا قلعہ مینوشان پر بھی کچھ زوال آیا سارے شہر
مین سناٹا معلوم ہوتا ہی پکار کر آواز دی امر سامری کہان ہو ایک کمرے سے ایک زہری پتلی
نکلی سونے کے گلے مین پڑی ہوئی تھین تیور پر بل افراسیاب نے کہا اے امر سامری
قلعہ مینوشان کی کیا خبر ہی امر سامری کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا اے شہنشاہ کیا عرض
کرون جلدی نہین عرض کر سکتی عیش طلب کا نام نہین لے سکتی ایسا نہو کوئی اسی مقام پر آجائے قلعہ
مینوشان مین عمرو کا گذر ہوا سارے قلعے کو لوٹ لیا اب بران شمشیرزن کے ساتھ تخت پر
سوار آتا ہی طلسم کے بہار خزان کے گذر ہوگا افراسیاب نے کہا تم جاؤ مین ابھی
دس فتنہ انگیز کو لاتا ہون یہ کہکر افراسیاب بلند ہوا یہ کہتا ہوا چلا کہ آج بران کو مار ڈالونگا یہان
تخت پر بران خواجہ سوار اوڑے ہوئے چلے آتے ہین یکایک جو نگاہ ہوے سبزہ کا آیا نہایت فرحت
حاصل ہوئی پھر ایک طرف جو نگاہ ہوئی گرم کا جیسے اگر منہ جھنک گیا بران نے کہا خواجہ خدا خیر کرے
جھک کر دیکھا ایکطرف صحرائے سبزہ زار دلکشا تخت خود رو سرسبز و شاداب پھولون سے بھرے
غنچے پھول رنگ رنگ کے مین بوٹا بوٹا

ہر گھر میں کہے کہتے ہیں کہرام بپا ہے	از نعش ہماری سر بازار نکالی
آخر مری تربت سے اوگا ہے گل نرگس	کیا بعد فنا حسرت دیدار نکالی
میں وصل کا سامان ہوتے وعدہ کا طلبگار	باتوں میں عبث آپ نے تکرار نکالی
جل جائیگا یہ خرمن ہستی ابھی اے دل	سینے سے اگر آہ شرربار نکالی
دل لیکے بھی رعنا کا یہ پاس افسوس	کچھ حسرت دل تونے نہ عیار نکالی

دیوانوں کی وحشت دمبدم بڑھتی جاتی ہے کوئی پانوں سے کانٹے نکالتا ہے آپ ہی پھوٹ پھوٹ کے رو رہا ہے ہواے گرم کے جھونکے چل رہے ہیں زرد پتے درختوں کے مثل چہرہ معشوق نرگس بیمار کی آنکھیں جھکی ہوئیں سرنگوں دکھاتی ہیں جب سموم لگا ہوا سے گرم کا چلا تکلھا سے سرسبز و شاداب کا مرجھانا آفتاب میں مدت صحرا کی عجیب کیفیت پائی تمام چشمے خشک پڑے ہیں سواے چشمہ آفتاب دوسرا چشمہ نایاب ملکہ بُرّان نے بہار و خزاں کا یہ رنگ دیکھا کہا خواجہ ذکر سنا کرتے تھے کہ طلسم ہوشربا میں صحراے بہار و خزاں ہے وہ آج آنکھوں سے دیکھا یا حقیقت میں کوئی عجائب غرایب ایسا نہیں ہے جو اس طلسم میں ہو خزاں کیطرف رخ نہ کیجیے صحراے بہار میں چند ساعت ٹھہر جائیے خواجہ عمرو نے کہا اے ملکہ بڑا مجھکو خوف ہے کہ ایسا نہو افراسیاب کو خبر ہو جائے ملکہ بران نے کہا خواجہ افراسیاب جادو یہاں کہاں آئیگا اسکو اپنے عیش و نشاط سے فرصت نہیں غرض بُرّان و خواجہ ایک جھیل پر آکر ٹھہرے تماشا گل و بلبل کا دیکھنے لگے خواجہ رہ رہ کر فرماتے ہیں اے ملکہ عالم میرا دل گھبراتا ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے بران ہر مرتبہ یہی کہتی ہیں اے خواجہ تھوڑی دیر یہاں کا تماشا دیکھیے پھر چلتے ہیں گھبرائیے نہیں یہاں کون آسکتا ہے بران و خواجہ یہ باتیں کر رہے تھے کہ آسمان پر سے آواز آئی باش او گیسو بریدہ تیری ذات سے وہ وہ صدمے اوٹھائے کہ جسکی حد نہیں او ساربان زادے تیری بھی فکر میں تھا بران و خواجہ نے اوٹھا کر افراسیاب کو دیکھا کہ چلا آتا ہے خواجہ نے بُرّان سے کہا غضب ہوا جو میں کہتا تھا وہی پیش آیا نعرہ کرتا ہوا افراسیاب زمین پر آیا آتے ہی سحر کیا بران نے بھی سحر کیا آپس میں سحر چلنے لگے ملکہ بران پے در پے ترنج بھی پھینک ماری بادیان کھینچ ماریں افراسیاب پر آفت برپا کردی افراسیاب ہر طرف مڑ مڑ کے دیکھتا ہے کہ ساربان زادہ کہاں گیا ملکہ بران کے سحر اشارہ سے دفع کر رہا ہے مگر خواجہ نے گلیم اوڑھا لی ہے کنارے کھڑے ہوے تماشا دیکھ رہے ہیں کھڑے کھڑے سوچے کہ اب کچھ عیاری کریں

یہ سوچکر کنارے آئے رنگ و روغن عیاری کا نکالا صرصر کی صورت بنکر تیار ہوے اور دور سے پکارتے
ہوے چلے اے شہنشاہ میں بھی آپہونچی اب بی بُران کہاں جائینگی افراسیاب نے پلٹ کر دیکھا کہ صرصر
چلی آتی ہے صرصر کو دیکھکر کہنے لگا بران کے سحر تو اشاروں میں دفع کر رہا ہوں تم اسپر ہاتھ رکھو کر دیکھا
معلوم ہوا کہ عمرو عیار بشکل صرصر آتا ہے افراسیاب نے پکار کر آواز دی اے صرصر جلد بران کو آکر گرفتار کر لے
خواجہ عمرو جیسے ہی قریب بران کے آئے چاہا حلقہ ہاے کمند ماروں دل میں یہ ہے کہ بران کو
بیہوش کر کے افراسیاب پر اپنا اعتبار جماؤں یہ سوچکر قریب بران کے پہونچے بائیں آنکھ کا تل
بھی بران کو دکھا دیا بران نے تامل کیا خواجہ نے حلقہ ہاے کمند ماردیے حباب مارکر بیہوش کیا اب
پکارتے ہوے چلے اے شہنشاہ جلد آکر اسکا سر کاٹ لیجیے افراسیاب نے جو دیکھا کہ اب بران بیہوش
ہو چکی ہے جھلا کر آواز دی او ساربان زادے میں نے پہچانا یہ کہکر اشارہ جو کیا خواجہ کے پاؤں زمین نے تھام لیے
دم سے گرے افراسیاب تیغ کھینچکر چلا عمرو نے دیکھا کہ آج افراسیاب کو بہت غصہ ہے
مار ہی ڈالیگا زندہ نہ چھوڑیگا خیال کیا کہ کیا تدبیر کروں کہ اب جان بچے یاد آگیا کہ موے سر شعلہ خوار
میرے پاس ہیں فوراً کمر سے نکالے اونکو پیچ و تاب شروع کیا اور پکار کے آواز بھی دی اے شعلہ خوار
جلد آ یہ وقت مدد ہے جیسے ہی افراسیاب جھپٹ کر چلا پہلوے ایک شعلہ پیدا ہوا افراسیاب کے ایک
لات پڑی کہ افراسیاب دم سے زمین پر گرا وہ شعلہ گرد خواجہ و بران کے پھرا اور پکار کر آواز دی
خواجہ اٹھکر بھاگو خواجہ و بران اوٹھے افراسیاب جب اوٹھتا ہے کوئی دھکا دیکر گرا دیتا ہے
افراسیاب کے منہ پر ایک ہاتھ بھی آگیا جب افراسیاب سحر کرنیکا ارادہ کرتا ہے وہ ہاتھ منہ کو افراسیاب
کے دبا دیتا ہے افراسیاب سحر نہیں کرنے پاتا جب بران و خواجہ اوٹھے آواز آئی ارے بھاگ کر
نکل جاؤ میں اسکو روکے ہوے ہوں افراسیاب اوٹھ نہیں سکتا جب اوٹھتا پھر کوئی گرا دیتا ہے
خواجہ و بران بیقرار ہو کر بھاگے افراسیاب پڑا ہوا دیکھ رہا ہے اس ڈر کے مارے نہیں اوٹھتا کہ پھر
کوئی لات مارکے گرا دیگا حیران ہے کہ میرا منہ کسنے بند کر دیا ایک شعلہ گرد پھر رہا ہے افراسیاب آنکھیں پھاڑ
پھاڑ کے چار جانب دیکھتا ہے یہ کیا بلا مجھپر نازل ہوئی جب عمرو و بران دور نکل گئے تب وہ شعلہ غائب
ہوا افراسیاب جھاڑ پونچھکر اوٹھا انگشتر جمشید کو اچھالا اور آواز دی یا خداوند سامری و جمشید
یہ آج کیا آفت تھی کہ میں گر پڑا اپنے مقام سے نہ ہلسکا کسینے منہ پر بھی ہاتھ رکھدیا سحر نہ کرسکا یہ کیا معرکہ تھا

انگشتری سے ایک شعلہ نکلا آواز آئی ای افراسیاب خود کردہ را علاج نیست عمرو کو تو نے لیجا کر شعلے
مین قید کیا شعلہ خوار آتش خو کو اوسے تسخیر کر لیا اوس شیطان بچے نے موے سر اپنے عمرو کو
دیدیے تھے اوسوقت عمرو نے اون بالون کو پیچ و تاب دیا فوراً شعلہ خوار آیا اون دونونکو بھی یہ
تمکو لات مار کر گرا دیا ایک ہاتھ منہ پر بھی رکھدیا کہ سحر نہ کرسکو یہ مضمون سنکر افراسیاب
کانپنے لگا انگشتری جمشید کو ہاتھ مین پہن لیا بقہر و غضب تھر تھراتا ہوا افراسیاب تو ادہر جاتا ہے
جاتا ہے خواجہ عمرو اپنے لشکر مین پہونچے ملکہ بران شمشیر زن بہ فتح و فیروزی مثل دو روزی
بیٹے رنج کارین مین آگے ہوئے ہین ان سب کا حال وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان شعلہ خوار آتش خو پہونچنا افراسیاب جادو
کا پاس ملکہ سنجاب کے کل راز کے سنجاب کا بخاطر افراسیاب بہار و مخمور کو گرفتار
کرکے لانا وکنیزان آیہ بارگاہ دونون پر عاشق ہونا رہائی بہار و مخمور کی سنجاب
کا کل دراز کے سحر سے پہونچنا خواجہ عمرو کا نیمہ تخت پر و ذکر بدعت
شعلہ خوار آتش خو و فکر کرنا افراسیاب جادو کا بمقدمہ گرفتاری شعلہ خوار
آتش خو باقی حالات متعلقہ داستان ساقی نامہ تصنیف مصنف

چل اے منشی کلک شعلہ جواب
طلسمات پر آگیا اب زوال
عنان وروتکبر کا پایا کمال
سخاوت شجاعت مین تھا بیحساب
گل آرزو اوسکا مرجھا گیا
موافق جو تھے وہ فدا ہوگئے
ابھر کا ... گیا زنگ ہین

کہ ہر بربر جنگ ذراب ... ب
جو تھے دوست اوس کے دشمن ہوئے
ز اسلطنت کا ... جب گرا
اوسے ... عزت نہ پایا
طلسمات پر ... بلا ہوا
لکھا منشی فکر نے بیدرنگ
کرطا یہ بھی گذارے ... تھین

اگر دو مین ہی عالم ملک و مال
جو رہبر تھے وہ رہزن ہوے
تمتشہ والا جبین والا جناب
نہ شاخ تمنا ہوئی باردر
وزیران ذیشان جدا ہوگئے
اکہ ... ہر سمت سامان جنگ
... کے ہوش

لی دو چار گھس گیا گل کے گوش
…نخ گل کا ہونے لگا امتحان
…پھینکا ہے لانے زگیوں سر کا تاج
…زان کا ہوا دخل گلزار میں
…آیا شہنشاہ دور خزان
…شیاطین کا بلوہ ہوا فوج پر
…نے ظلم و بدعت بڑی نکر ہی

یہ کہتی پھری صحن میں برملا
گل زعفران ہے کہ یہ زعفران
جو دیکھا تو گلچین بھی ہے باغ باغ
لگی آگ لالے سے کہسار میں
سخن ہے قمر آپ کا لاجواب
ہوا ظلم و بدعت کا آخر گذر
عمل ہے خزان کا جو گلزار میں

خزان کی اب آمد کا سامان ہو
ہر اک نخل گلشن کو کہتا ہے آج
جلاتے ہیں مینا دکھی کے چراغ
سر نخل بلبل ہے نوحہ خوان
پھنسا اب تو آفت میں افراسیاب
شیاطین میں ہر دم یہی ذکر ہے
تو زنجیر کا قفل ہے کہسار میں

…سواران عرصۂ جانبازی و ہمیز کنندگان مراکب حیلہ سازی میں داستان سحر عنوان کو یوں تحریر
…کرتے ہیں **شعر** سخن سازیِ کہ معنی ساز کردہ ÷ سخن را چنین آغاز کردہ **افراسیاب** جانے خواب بعد
…ان و خواجہ کے نکل جنگل حیران و پریشان جاتا ہے نہایت رنج ہے **افراسیاب** یہ کیا معرکہ
…ما مدولت سے کچھ نہ ہو سکا سب شیطان بچے تو حصہ ہوا ہر جنگ میں آکر شریک ہوا کرتا ہوں
…یہ سوچا کہ بڑی مشکل ہوگی اسی فکر میں افراسیاب ڈرا ہوا جاتا ہے ایسا غضب ہے لشکر مسلمانان
…صورت نمود بہار آنکھوں کے نیچے پھرتی ہے کلیجہ پر ہاتھ رکھتا ہے کہ ہائے یہ معشوقان پریچہرہ
…ان سب سے ہوگئے بی **بہار گلعذار** نے جا کر یہ خبر دیا کہ اپنے کو گل گلزار **صاحبقران** کا عاشق
…مشہور کیا **مخمور سرخ چشم** نے اپنے کو مرتے نورالدہر کے بدنام کیا ان دونوں نے زیح کو صدمہ
…یا اب آ مرنا پڑے گا مگر اس **شیطان** بے ایمان کی کچھ تدبیر کرنا چاہیے ورنہ یہ شیطان بچہ بری آفتیں
…کرے گا کہ دور سے دیکھا ایک **لشکر** سمت فروکش ہے نشان مہتمین جابجا پھر رہی ہیں بیچ میں ایک
…بارگاہ کلان استادہ ہے قبہ بارگاہ قبۂ فلک سے ہمسری کر رہا ہے **افراسیاب** سمجھا کہ ملکہ **سنجاب**
…**کاکل دراز** کا یہ لشکر ہے اپنے کو خوب آراستہ کرکے چلا **سنجاب** بارگاہ میں بیٹھی ہے کہ ایک کنیز
…نے جھک کر عرض کی واری شہنشاہ **افراسیاب** تشریف لائے ہیں **سنجاب** برائے استقبال اٹھی
…دروازہ بارگاہ آکے کھڑی ہوئی کئی ہزار کنیزیں ساتھ ہیں کہ **افراسیاب** سامنے آپہنچے **سنجاب** نے
…جھک کر سلام کیا عرض کی واری شہنشاہ تشریف لائیے **افراسیاب** اوتر کے مسند صدر پر آکے بیٹھا
…**سنجاب** جمال جہان آرا کو دیکھ کر بہار و **مخمور** کی یہ دونوں بیقرار ہو کر ٹھنڈی سانس لیتے ہیں کلیجہ پر ہاتھ رکھ لیا

کہا اے سنجاب کیا کہون کیونکر خاموش رہون دل نہین مانتا ہاے کیا کرون **نظم**

ہاتھ دوڑاؤن نہ کیون اپنے گریبان کیطرف — پانون بھی دوڑتے ہین دشت کے دامان کیطرف
دل تو کہتا ہے کہ چل کوچۂ جانان کی طرف — حکم وحشت یہ ہے کر عزم بیابان کی طرف
ایسی نفرت ہے اگر خاک بھی ہو جاؤن مین — اوڑ کے جاؤن نہ کبھی کوچۂ جانان کیطرف
گلعذارون سے ہوئی ہے مجھے بیزاری — آنکھ اوٹھا کر نہ کبھی دیکھون گلستان کیطرف
خشک ہو جائے خدایا وہین شانے کی طرح — ہاتھ جائے جو مرا کاکل پیچان کی طرف
کور ہو جاؤن نظر پھر نہ کوئی شے آئے — جائے گر میری نگہ عارض تابان کیطرف
آنجائے کہین اوس روے کتابی کا خیال — خواب مین بھی کبھی دیکھونگا نہ قرآن کیطرف
لعل و گوہر ہین مرے لخت دل و اشک مجھے — کیون نظر جائے کسی کے لب و دندان کیطرف
ہٹ گیا ہے یہ کسی گیسو و رخسار سے دل — کہ کبھی رخ نہ کرون گبر و مسلمان کی طرف
ہر مژہ خار مری آنکھون مین ہو جائے وہین — گر مین دیکھون کسی محبوب کی مژگان کیطرف
قبض ہو جائے مری روح بھی یوسف کی طرح — دھیان آئے جو ترے سیب زنخدان کیطرف
ضعف سے طاقت رفتار نہین ہے ناسخ — دیکھون حسرت سے نہ کیون خار بیابان کیطرف

اس زاری و بیقراری سے **افراسیاب** نے یہ اشعار پڑھے کہ ملکہ **سنجاب** نے کہا اے شہنشاہ نصیب دشمنان آپکو کس بات کا ملال ہے **افراسیاب** نے کہا کیا کہون **مخمور** کا نکل جانا آجتک ستاتا ہے اب فراغت کا جاتا رہا بہار کے چلے جانے سے باغ **سیب** مین خزان آگئی **سنجاب** نے کہا اگر حکم سرکار ہو ملکہ بہار و مخمور سے مری ملاقات ہے جسوقت سمجھاؤنگی دونون راہ پہ آجائینگی میرے کہنے سے انکار نہ کرینگی **افراسیاب** نے کہا اے **سنجاب** اگر تو نے **مخمور** و بہار کو راضی کر دیا عمر بھر احسان مانونگا تجھکو بادشاہ طلسم ہوشربا کرونگا **سنجاب** نے کہا حضور تشریف رکھین کنیز جاکر لاتی ہے **سنجاب** نے **افراسیاب** کو بارگاہ مین لاکر بٹھایا کنیزون سے کہدیا سرکار کی خدمت کرنا شہنشاہ کو کوئی تکلیف نہونے پائے یہ کہکر **سنجاب** چلی لشکر سلیمانی مین اپنی صورت بدلکر پھرنے لگی قریب بارگاہ **مخمور** و بہار پہونچی اسوقت **مخمور** و بہار بارگاہ سے نکلی ہین بیرون بارگاہ کرسیون پر بیٹھین آپس مین باتین کر رہی ہین **مخمور** کہتی ہین اے بہار اگر ہو سکے تو کوہ **عقیق** پر چلو شہر یار کو دیکھین لیکن حسرتین بھری ہین کہ مکر چلے آئین بہار کہتی ہین اے **مخمور**

ہمارا تمھارا جانا دشوار ہے ایسا نہو راہ میں افراسیاب پا جائے تو قیامت برپا ہو زندگی کا کیا اعتبار ہے ہر شخص مجبور و ناچار ہے

نظم

سے لے تباقی ہر نہایت حسن بے ناموس کو — یا بیماری ہوئی ہے کم شمع بے فانوس کو

ہے گرید اوس زلف کو میرے تن پر داغ سے — بھاگتے ہیں سانپ جیسے دیکھ کر طاؤس کو

جیسے میں نالان لگا رہنے بتوں کے عشق میں — توڑ ڈالا کافرون نے دیر میں ناقوس کو

اشک بہتے ہی دل پر داغ جلانے لگا — نالے یاد آئیں نہ کیوں برسات میں طاؤس کو

اسلیے معشوق بھی وعدہ وصل کا کرتا نہیں — یاد تسکین ہو کبھی میرے دل مایوس کو

عشق کامل اسکو کہتے ہیں کہ قاتل سے مرا — تن سے ہوتے ہی جدا دوڑا تری پابوس کو

فرقت زندان تن ہے روح کو بس شاق — یون رہائی ہے وبال اس زلف سے محبوس کو

کیوں جدا اوس صحبت سے دل پر داغ ہے — رکھتے ہیں اکثر مصاحف میں پر طاؤس کو

دل اگر فارغ نہیں ناساز ہے ساز نشاط — عیب کے رن رنج ہوتا ہے دل محبوس کو

وہ نہیں میرا جنون ناسخ جو ہو درمان پذیر — نبض اگر دیکھے مرض سودا ہو جالینوس کو

دونوں صلاحیں کرکے اپنے مقام سے اوٹھیں باتیں کرتی ہوئی طرف صحرا کے چلیں سنجاب کاکل دراز نے پیچھا کیا یہ دونوں صحرا میں آکر ایک نخل کے سایہ میں ٹھہریں سنجاب نے ایک نخل کی آڑ پکڑ کے سحر کرنا شروع کیا ایک جھونکا ہوا کا سرد کا چلا مخمور و بہار نے آپس میں کہا ہوا دیکھو کیا ٹھنڈی سرد چلی ہی ہر دوبارہ بوے خوش دماغ میں آئی دونوں جھومنے لگیں جھومتے جھومتے لڑکھڑائیں یہ نہ سمجھیں کہ کسی نے ہمپر سحر کیا آخر دونوں گر کے بیہوش ہوگئیں سنجاب نے ایک تخت سحر بنایا تخت پر دونوں کو سوار کر لیا زبان میں دونوں کی سوزن کو بھی دیدیا تخت کو سحر کرکے بلند کیا اوڑاتی ہوئی چلی راہ میں جاکر اونکو ہوشیار کیا اب جو بہار و مخمور کی آنکھ کھلی اپنے کو آفت میں مبتلا پایا حیران ہوئیں یہ کیا ہوگیا ہوا سنجاب نے کہا اے مخمور و بہار گھبراؤ نہیں ہم تمکو تمھارے آقا کے پاس لیے چلتے شہنشاہ تمھارے بہت مشتاق ہیں تمھارے واسطے آٹھ پہر بیقرار رہتے ہیں جو تمکو خوف ہے وہ بات نہوگی تمکو یہ ڈر ہے کہ وہ کیا سزا دینگے وہ ہرگز سزا نہ دینگے وہی عہدے ملینگے وہی جاہ وہی پیار ملکہ حیرت کو تمھارے معاملے میں کچھ دخل نہ ہوگا تمھارے واسطے وہ مرتے ہیں اگے کا عالم رشک کرے وہ شہنشاہ تمپر مہربان ہیں

تمھارے واسطے کوئی کیا کر سکتا ہے مخمور نے اشارے سے کہا ہو انجاب ہم سمجھے تھے ہمکو غفلت مین
گرفتار کر لیا اگر آگاہ ہو جاتی تمھاری کیا مجال تھی کہ ہمکو گرفتار کر سکتیں ابھی تمھارا جی چاہے سوزن ہو لگا
دیکھ لو حال کھل جائیگا خدا ہمارے وارثون کو سلامت رکھے انشاء اللہ وہ ہمارے رہا کرنیکو ضرور آئینگے
افراسیاب سے ہمارا واسطہ ہونا بہت دشوار ہے ہمارے اوسکے دشمنی ہے جبکہ سنجاب نے بہت بہت
سمجھایا ان دونون نے جواب سخت دیے یہی کہا افراسیاب سے ملنا نہایت دشوار ہے جب
زیادہ تو یہ مشکل ہے کہ اوسکے ہونے دو سو خداوند ہین ہمارا ایک پروردگار کیونکر ہمارے اور دوست
گذریگی اعتقاد ہمارے پختہ ہو چکے سنجاب نے راہ مین سر پیٹ لیا یہی سمجھاتی جاتی تھی کہ ہمارے ایسے
بادشاہ عادل کو چھوڑ کر یہ مذہب اختیار کیا ہے خیر سمجھا جائیگا یہی کہتی ہوئی سنجاب لے جاتی تھی یہان
افراسیاب کئی دن سے بیٹھے بیٹھے گھبرا گیا بیرون بارگاہ ٹہل رہا ہے کہ دور سے دیکھا سنجاب مخمور بہار
کو لیے ہوئے آتی ہے افراسیاب نے سر جھکا لیا یہان دونون مہر منیر غرت جلال ماہ آسمان کمال سے جھکائے
ہوئے رو رہی ہین معشوقون کی تصویرین آنکھون کے نیچے پھر رہی ہین اپنے فعل پر منفعل ہین کہ ہم لشکر
سے نکلکر کیون صحرا مین آئے تقدیر نے کس بلا مین پھنسایا یہ کیا سامان ہوا یہ تو اس سوچ مین تھین
سنجاب دونون کو سامنے افراسیاب کے لائی کہا اے شہنشاہ لیجیے یہ دونون حاضر ہین افراسیاب
نے بھی بہت بہت سمجھایا ڈرایا دھمکایا تسلی و دلاسا دیا لیکن یہ کب مانتی ہین یہی کہے گئین کہ یہ خیال خام
و تصور ناتمام ہے کبھی اسکا خیال دلمین نہ رکھنا ہمکو جو تو نے گرفتار کر کے منگا لیا اگر قضا آگئی تو خیر ورنہ
انشاء اللہ رہائی پائینگے جاکر ملکہ مہرخ سے ملینگے افراسیاب نے دونون کو قید کا حکم دیا اور سنجاب
نے بھی یہی کہا کہ ابھی طایران نو گرفتار ہین جب دو چار دن تکلیف اوٹھائینگی اطاعت سرکار کی کرینگی
افراسیاب جادو کہین گیا نہین اسی لشکر مین ٹھہرا ہوا ہے وہان خواجہ عمرو اپنے لشکر مین گئین بیکس
اس بات کی خبر نہین شام کا دربار جو ہوا مخمور و بہار کو دربار مین نہ دیکھا باغبان سے فرمایا آج
بہار و مخمور دربار مین نہین آئین ذرا دریافت تو کرو یہ دونون کہان ہین شاید طبیعت ناساز ہے
باغبان نے کنیزون سے پوچھا کہ بہار و مخمور کہان ہین کنیزون نے سکوت کیا باغبان نے تیور
بل ڈالکر کہا بادشاہ لشکر پوچھتے ہین مفصل بتاؤ اگر اسکے خلاف ہوا تم لوگون پر بہت خفگی ہوگی یہ سنکر
کنیزون نے کہا کہ بہار و مخمور کچھ صلاحین کر کے طرف صحرا کے گئی ہین پھر پلٹ کر نہین آئین خواجہ

سے غصہ اگر کہا اسے کہین پتا بچیان نہ آگئی ہون برق سے کہا ذرا لشکر حیرت مین جاکر دریافت تو
برق و چالاک بصورت مبدّل گئے لشکر حیرت مین پھرے یک ایک سے دریافت کیا کہین پتہ
نہین ملا ناچار پلٹ کے یہی بیان کیا کہ وہان لشکر مین تو ایسا تھا ذکر بھی نہین کوئی نام بھی مخمور و بہار
کا نہین لیتا نہین معلوم یہ کیا معرکہ ہے اب تو ملکہ مہرخ گھبرائین کہا خواجہ دیپر کوئی افتاد پڑی اونکا
نام لیتے سب ہمارا دل دھڑکتا ہے باغبان قدرت اپنے مقام سے اوٹھا کہا غلام جاکر ڈھونڈھتا ہے
بہار کا ہونا ظاہر ہو کیونکہ جہین تیرے سے مقام پر تلاش کرینگے ایسا نہو کوئی دشمن گرفتار کرکے لیگیا
ہو خواجہ نے کہا مین ابھی دریافت کرتا ہون تنہائی کے خیمے مین آ ز باغبان سے تھا ہی خواجہ نے
موت سے شعلہ خوار آتش خونکانے جیسے ہی اونکو پیچ و تاب دیا ایک شعلہ چمکا شعلہ خوار بصورت
ہیولی سامنے خواجہ کے آیا قدمون سے لپٹ گیا کہا کیون شہنشاہ نیا ان غلام کو کیون طلب کیا کیا
مشیت ہے جو بیان کیجے دلگیر ہو رہی خواجہ عمرو نے کہا ملکہ بہار و مخمور غائب ہوگئی ہین سبکا اونکے ہونیکا
نہایت غم ہے ذرا دریافت تو کرو یہ کیا معرکہ ہے شعلہ خوار نے کہا غلام ابھی جاتا ہے یہ کہکر شعلہ خوار
نظر سے غائب ہوا تھوڑی ہی دیر مین پلٹ کر آیا کہا حضور سنجاب کاکل دراز یہان آئی تھی یہان سے
گرفتار کرکے دونون کو لیگئی افراسیاب بھی وہان موجود ہے آپ پہلے لشکرکشی کرین مین دونونکو
قید سے رہا کر دونگا باغبان اوٹھا کہا ای شعلہ خوار مین مقابلہ مین چلتا ہون باغبان قدرت
کاچین ملکہ مہرخ موی کاکل کشا و بلال سحرافگن وغیرہ چند سردار تین لاکھ کا لشکر لیکر
بمہر سنجاب چلے خواجہ عمرو بھی لشکر کے ساتھ ہوے ہرچند کہ افراسیاب یہان بہت گھبرایا مگر
ایک شب یہان اور رہا اس امید پر کہ شاید مخمور و بہار مان جائین اور مجھکو قبول کرین صبح جو ہوئی گھبراکر
کہا مین تو طرف پردہ ظلمات کے جاتا ہون تم یہان رہو اور سمجھاؤ مین یہان کا خیال رکھونگا یہ کہکر
افراسیاب چلا گیا سنجاب کاکل دراز بیرون بارگاہ آکر بیٹھی دمبدم اونکا اوس خیمے مین جاتی
ہے جہان مخمور و بہار قید مین شہنشاہ کی منت خوشامد کرتی ہے جب نہین پھرتی تو آتی ہے بیرون سے
بیرون بارگاہ آکر بیٹھی ہے سیاہی سے کہتی ہے صاحب مین کیا کرون میرے شہنشاہ سے وعدہ کیا ہے کہ
بہار و مخمور کو راضی کرونگی شہنشاہ آئینگے تو مین کیا جواب دونگی فرمائینگے تب تک راضی نہین کیا
ان ظالمون نے جو اول سے کہا ہے وہی کہے جاتی ہین راہ پر نہین آتین یہ باتین سنجاب کر رہی ہے کہ

صحرا سے گرد اوڑی نوبت نقارے کی آواز آئی بلکہ ہاے ابر آسمان پر کڑکتے ہوے جب دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا سب نے دیکھا باغبان قدرت چند سردار چار جانب سے گھیرے ہوے تین لاکھ فوج پشت پر علمہاے سبز و سفید کے پھریرے کھلے ہوے اوسپر تعریف خدا و نعت جناب اشرف انبیا نہایت لطف سے مرقوم آمد فوج کی دھوم سنجاب کاکل دراز باغبان کو دیکھکر گھبرائی مصاحبون سے کہا تو جسم شاید مسلمانون کو خبر ملگئی مگر مین اس بات کو چھپاؤنگی محمور و بہار میرے یہان نہین قید ہین اودھر باغبان مقابلے مین آکے اوترا ایک ساحر کو بہجا کہ جاکر سنجاب سے کہو کہ ملکہ بہار و محمور کو ہمارے حوالے کر دو ورنہ ہمسے آمادہ حرب و پیکار ہو وہ ساحر پاس سنجاب کاکل دراز کے آیا باغبان کا پیغام بیان کیا سنجاب نے کہا بیٹا بہار محمور میرے لشکر مین نہین ہین مقابلہ کا اونھین اختیار ہے جادوگر پلٹا باغبان سے آکر کہا وہ کہتی ہے کہ میرے یہان بہار و محمور نہین ہین باغبان نے ناچار ہو کر طبل جنگ بجوا دیا شام کو خواجہ بھی آے پہونچے معلوم ہوا کہ دونون لشکر مین طبل جنگی بج گئے پہر رات رہے شعلہ خوار کو خواجہ نے طلب کیا اوسنے آتے ہی سلام کیا عمرو نے کہا اے فرزند ہم سب آمادہ ہین طبل جنگی بج چکا تیاریان ہو رہی ہین صبح کو آراستہ صلح کرینگے کہ دشمنون کے دانت کھٹے ہو جائین سنجاب کاکل دراز باغبان کو دیکھکر گھبرائی اوٹھکر اپنی بارگاہ مین آئی سر جھکا کر بیٹھی سب افسران فوج جمع ہین یہان خواجہ عمرو نے شعلہ خوار کو حکم دیا کہ جاکر بہار و محمور کو رہا کر لاؤ یہ فورا غرق زمین ہو کر چلا راہ مین دو اژدر ہے کے شعلہ خوار نے اون اژدہون کو مارا قیدخانے مین پہونچا بہار گلعذار نے شعلہ خوار کو دیکھکر پہچانا کہا اے شعلہ خوار تم کہان آئے شعلہ خوار نے کہا تمھین رہا کرنیکو آیا ہون چاہتا ہون کہ تمکو رہا کرون یہ کہکر دونون کی زبانون سے سوزن کو نکالا سوزن کا نکلنا تھا کہ یہ دو فونکی دونون تڑپین بلند ہو کر سحر کرنے لگین شعلہ خوار غرق زمین ہو کر چلا خواجہ باغبان سے آکر اطلاع کی کہ مینے دونون کو رہا کر دیا باغبان لشکر لیکر چلا یہان سنجاب بارگاہ مین اپنی بیٹھی تھی کہ آسمان سے آگ برسنے لگی ہزارون جلے کچھ ساحر دیوانے ہوے سحر بہار کی بھی تاثیر ہوئی کہ ساحر اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے

نظم

ایک خلقت ہے اسیر ایمان تیری چال کی	نقش پا ضعفے ہین جادہ مین ہے صورت جال کی
جسم اگر ہے ناتوان تو جان ہے اسی چلی	کچھ تو ہو تدبیر اوس قاتل کے استقبال کی

ناتوان ہین اور تو کچھ ہمسے ہوسکتا نہین / کرتے ہین تعریف بس تیری کمر کی بال کی
پھلی وحشت جنون سی جانب دشت عدم / ہی زیادہ ہر برس سی وحشت اِس سال کی
یار آیا ساتھ غیرونکی گلے لگنا کہان / کیا خوشی ہلو بھلا ہو غرۂ شوال کی
عشق لیلیٰ مین ہوا تا قیس کو حاصل کمال / ہی یقین زنجیر سے نکلے صدا اطفال کی
شوخیان ہر ناخن پا مین ہین چشم حور کی / تیری ملو مین صفائی ہی پری کی گال کی
ہر گھڑی دیدار لگتی ہی ہمارے دلکو چوٹ / ہجر مین قسمت ملی ہی کیا ہین گھڑیال کی
نامۂ محبوب کا رہتا ہی دن رات اشتیاق / فکر مجھکو کچھ نہین ہی نامۂ اعمال کی
دیکھتا ہی قاصد آتا نہ سنتا ہی پیام / کسطرح ہو اطلاع اوسکو ہماری حال کی
جسطرح ابر برپا ہوگیا طوفان نوح / حاجت اپنی چشم گریان کو نہین ہی مال کی
نقش ہستی محو ہوتی ہین برنگ نقش پا / کچھ خبر ہی راہ چلنے مین کسی پامال کی
غافلو کرتے ہو کیا اپنی سواری کا غرور / ایکدن ہوگی جنازے سے بدل یہ پالکی
روز محشر بیگمان ناسخ وہ بخشا جائیگا / ہی محبت جسکو محبوب خدا کی آل کی

ایک طرف مخمور نے سحر کیا وہ بھی ساحر دیوانہ وار پیچ پھرتے ہین کبھی پتھر کے بھل گرتی ہین سنجاب گھبرا کر اوٹھی باہر آئی دیکھا ایک جانب سی باغبان قدرت کا نعرہ ہوا جسقدر آکے گرا خیمون مین آگ لگادی خرابی لگے ہزارون جادوگرون کے لاشے پھڑک رہے ہین سنجاب بھی مصروف جنگ ہوئی لاکھ لاکھ کوشش کرتی ہی لیکن کچھ نہین ہوسکتا باغبان و پیا مخمور کے سحر نے زمین ہلادی آسمان سے آگ برسنے لگی زلزلہ بار بار ہی سرخ و سبز و زرد آکر جاتی ہین اوسمین سی تلوارین گرتی ہین جسپر تلوار گری اوسکے دو ٹکڑے ہوے اس ہجوم و ازدہام سی باغبان رو رہا ہی سنجاب کو ڈھونڈھ رہا ہی مگر بات کو معلوم نہین ہوتا کہ سنجاب کدھر ہی باغبان نے جب دیکھا کہ اندھیری مین کچھ معلوم نہین ہوتا مخمور سی کہا روشنی کرو مخمور نے بڑھکر ایک سنگ دیکی بجلی کا نشان وتار کر پھینکی چند شہری نخچے پیدا ہوکر ہاتھون مین مشعلین بخشا کر لیے ہوے پھرا رہی ہین اسطرح کی روشنی ہوئی کہ دن معلوم ہوتا تھا برقعہ میں بھی چھپ رہی ہین سنجاب وجود دیکھ کر روشنی ہوئی اب باغبان نے للکارا کہ او مکارہ کہان جاتی ہی سنجاب کا کل دراز ہی جاہا کہ ڈوب کر نکل جاؤن پشت سے مخمور کا نعرہ ہوا کہ اولکا تا کہان جاتی ہی سنجاب نے کی سحر کرنا شروع کیا بھولی سی گولا نکالا مخمور نے

وہ پھینک مارا مخمور نے گورد کا کر چھوڑی ہے کار دو خنجر نکالی سینہ پر کینہ سنجاب کہتہ کا کار دکو کھینچ مارا سنجاب
کی پشت کو توڑ کر پار گذری مرنا اسکا کہ سب جادوگر بھاگنے لگے باغبان و مخمور و بہار نے گھیر ڈالا
جدھر سے جو بھاگا اوسی طرف قتل ہوا افراسیاب خانہ خراب باغ ظلمات مین بیابان
ن بیٹھا ہے شراب پی رہا ہے سامنے نخل پر نگاہ پڑی دیکھا ایک طائر رو رہا ہے افراسیاب نے پوچھا کیون
اے طائر کیون روتا ہے ہر چند کہ طائر کے ہوش اڑے ہوے تھے لیکن پکارا کہ اے شہنشاہ آپکی خدمتگزار سنجاب
کاکل دلدار کو مخمور نے مار ڈالا اور سب کا قتل ہو رہا ہے یہ سنتے ہی افراسیاب غصے مین اپنے مقام سے
اوٹھا پھینک ہوتی ہی راستہ کاٹ گئی ماہیان نے دامن پکڑ لیا کہا اے افراسیاب اسوقت نہ جانا
افراسیاب نے کہا ان لونڈی غلامون کے مقابلہ مین ساعت نیک و بد کیا ہے یہ کہکر چلا ہر چند ماہیان نے
کہا افراسیاب نے نہ مانا بڑے زور و شور سے آیا آتے ہی نعرہ کیا باش او باغبان کہان جاتا ہے مخمور و
بہار تو نعرہ افراسیاب سنتے ہی غرق زمین ہو کر بھاگیں خواجہ عمرو نے کہ سب کو لوٹتے پھرتے تھے
نعرہ سنکر گلیم اوڑھ لی مگر باغبان مرد مردانہ سامنے افراسیاب کے آیا افراسیاب باغبان کو
دیکھکر چلایا ایک دو ہتھڑ مارا کہ او نمک حرام مجھسے مقابلہ کریگا باغبان نے ہر چند چاہا کہ سنبھلون ممکن
نہوا لڑکھڑا کے زمین پر گرا ہاتھ پانون مین قوت کم مزاج برہم افراسیاب تیغ کھینچکر چلا کہ سر کاٹ لون
خواجہ عمرو نے جو دیکھا کہ باغبان مارا جاتا ہے آنکھون مین آنسو بھر آئے فوراً سوانگ شعلہ خوار کا کر کے
مکان سے پیچ و تاب دیکر آواز دی کہ اے شعلہ خوار آتش خو لینا جیسے ہی افراسیاب پھرا پہلو سے ایک شعلہ
ہاتھ کا ہاتھ پر بجلی پڑی تیغ ہاتھ سے افراسیاب کے نکل گیا کسی نے زور سے ایک دھکا بھی مار دیا افراسیاب
زمین پر گرا اوس زور سے گرا یقین ہوا کہ ہڈیان ٹوٹ جاینگی اب افراسیاب نے چاہا اوٹھون پھر ایک
دھکا پڑا اوس شعلہ آتش نے اسقدر دھکے افراسیاب کو دیے کہ یہ کنارے پر لشکر کے پہونچ گیا کوئی منہ پر
بھی ہاتھ رکھدیتا ہے سر پریشانی مین سحر فراموش منہ زرد دل دردمند حیران و پریشان لباس پارہ پارہ ایک
نخل کے نیچے جھکر دو زانو ہو کر آواز دی اے کوئی حاضر ہو سب مر گئے جدھ حملہ کیا ہوا کہ آسمان سے آفات جبار دو
سیاہ ہوئی ہر طرف گڑ گڑی گونج لیکر افراسیاب کو زمین سے بلند ہو گئی باغبان تو دھکر بھاگا شعلہ بھڑک کر
بلند ہوا آفات کو بھی مع جادوگران [illegible] شعلہ پلٹ آیا باغبان کے ساتھ وارد
بارگاہ مین خیمہ پیکر طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوئی ملازمان سنجاب بدست شکستہ جنگلون مین بھاگ کر کوئی جھیل مین ڈوب گیا

ترتب کرے اول اوسمی شنشین چاہیے نہ سنین ہم تو سمجھا دین کوہ ریگستان پر جائین وہان جاکر اسم تسخیر جو پڑھین
کوہ ریگستان شق ہوگا ایک دیو پیدا ہوگا اوسکو بعوت شاہی مارین تب قبر سامری نمایاں ہوگی
یا ابلیس قبر پر بیٹھکر پڑھین ایک دن و ایک رات جب گذر جائے اور آب و دانہ ترک رہے صبح ہوتے
قبر سامری شق ہوگی اول ایک جوان سیہ فام بدانجام بصورت عجیب و غریب پیدا ہوگا چار ہاتھ
دو سر ہر سر مین دس دس دہن ہر دہن مین دس دس زبانین ہر زبان سے نئے لغت مین کلام کریگا اور
پکارکے کہیگا کہ مین بیلوفشین سامری و جمشید ہون خداوند باطل پرستان نے ہمکو بھیجا ہے جب وہ
جوان اسطرح کہے تو شہنشاہ فرمائین کہ اپنی فوج کو بھی بلاؤ اوسی قبر سے خنگار زبان نکلینگی ہر خنگار سے
ایک ایک شیطان بچہ پیدا ہوگا اوس جوان عجیب و غریب کا نام ابلیس شیا ابلیس ہے یہ سب
شیطانون سے زبردست تھوڑی عرصے مین وہ خنگار زبان زمین پر گرینگی کچھ دھوان نکلیگا بارہ ہزار
شیطان بچہ درہ کوہ کے اندر سے ظاہر ہوگا سب ننگے ہونگے جیسیان سرو ہزار ای شہنشاہ فوج شعلہ خوار
مین اور ان مین اتنا فرق ہے کہ وہ سب کمسن کے معلوم ہوتے ہین یہ سب جوان [illegible] اس فوج کو لیکر کوہ
آتش رنگ کو گھیرے اوسکی ساتھ صرف دو ہزار ہین آپ جب بارہ ہزار سے بھیجیگا دو دو
ہزار کو زیر کیجیگا مگر آپ الگ ہی رہیگا ورنہ ڈر ہے کہ جس جوانکو لپٹ جائینگے بوٹیان کاٹ کر پھینکدینگے
سبکو ابلیس شیطان پرست ترغیب دیگا آپ لینا لینا کہیگا جنگ کی حاجت نہ ہوگی جو کچھ کہ نزول
غرض کی یہی تدبیر کیجئے ورنہ ہر مقام پر شعلہ خوار آئیگا اپنا رنگ جمائیگا آفات چار دستہ کر
اب بغور دیکھا کہ تیلیان یہ باتین کرکے خاموش ہوئین اور معروف عیش و نشاط ہوئین ایک نے ہیلے
کھینچا ایک نے سارنگی اٹھائی ایک نہایت شوخ و شنگ لباس کاشہرنگ یہ غزل عاشقانہ افزا نیا
سے آنکھین ملاکر ناز و انداز سے گانے لگی (غزل)

بے سبب آپکا جانا ہی نہ تھا مدفن مین ۔ کیون لگا لاتے نہ خاک شہدا دامن مین
کسی عاشق کا ہے یہ دل روشن یقین ۔ ایک دانہ نظر آتا ہے تری سمرن مین
کم نہین باد صبا سے تری ٹھنڈی سانسین ۔ پھول ہاتھ لگ کھلے جاتے ہین خود گردن مین
دلمین میرے تو اسی طرح چلا آتا ہے تب ۔ یاد حق آتی ہے جیسا کہ دل روشن مین
بے تکلف تو سبب آپ ہو ترے ہین نہ مجھسے ۔ اپنا لینا نہین دل اسی الفت مین

دھلکہ جکی مین جو پڑا ہی لب جان بخش کا عکس　　ہو گئین پھولون کی لڑیان رگ جان گوہن مین
جان عاشق ہو جو معشوق ہو عاشق غیر　　بے بضاعت کی جو بجلی نہ گری خرمن مین
کبھی پانی کا برسنا کبھی منہ کا کھلنا　　ہے گل اندامون کی ملنے کا مزا ساون مین
مین حاضر ہون اگر آپ کی مرضی ہی یہی　　تیغ دیجئے مجھے سُنکر کف دشمن مین
دل ہی جس پیچ مین لکنت تری کتنی ہی صفیر　　عشق کاکل کی نشانی ہی تری الجھن مین
ابھی بیٹھا تھا بغل مین مری جو شوخ صفیر　　لیگیا دل کو سمیٹے ہوی وہ دامن مین
پوچھتا کون ہی اسوقت سخنگو کو صفیر　　ہمنے حاصل کیا بکار کمال اس فن مین

بڑی دھوم دھام سے تالیان بجین افراسیاب نے آنکھین ملا ملا کر کہا کہ یہ ہی ہین جو مسخرہ پن کرتی ہین کوئی بولی بہتی ہی اس ظالم کو ظلم نے بندگان سامری کو ستایا اب وقت انقلاب قریب ہی افراسیاب کہتا ہی حیدہ سنتی ہو یہ حرامزادیان تیرے سامنے ایسی ایسی باتین کرتی ہین مجھکو ناگوار ہوتا ہی مہرخ کی ظلم ایک تو یہی تالیان بجا کر بولی وہی ہی شہنشاہ فلک جاہ اپنے دل کی لعنت کو تو کیا انکو نیابت مین کیا برائی تھی اپنے سر عذاب لیا زن و شوہر کو قید کیا افراسیاب نے کہا تمہارے باپ کا کیا اجارہ ہی جو دل چاہا وہ کیا ایک نے کہا ہماری تمہاری دونون کی جان کی خیر نہین ہی افراسیاب نے منہ پھیر لیا کہا حیدہ مین جاتا ہون یہ بڑی گستاخ ہین جو جاہتی ہین کہتی ہین آفات نے بیار دست سے گلے سے لگا لیا کہا اے فرزند انکی باتین علم سامری و جمشید ہین انکی باتون مین بیٹھے ہین افراسیاب خاموش رہا آفات نے کہا خبردار کوہ جوالہ پر ضرور جانا جبتک شیطان بچہ مطیع ہوگا بڑی خرابی ہوگی افراسیاب نے کہا مین ابھی جاتا ہون سب عیش و آرام ترک کیا یہ کہکر افراسیاب اور لباس درست کیا کہا حیدہ اب مین طرف کوہ ریگستان کے جاتا ہون جا کر یہان شعلہ خوار کی فکر کرونگا افراسیاب اپنے کو آراستہ کر کے طرف کوہ ریگستان کے چلا آفات نے کہا مین بھی خیال رکھونگی افراسیاب جادو ایسی ساحر نے کبھی کوہ ریگستان کا نام بھی نہین سنا تھا چار جانب اڑا اڑا کر جاتا ہی خبر ان کو چھان رہا ہی کبھی بلند ہوتا ہی لیکن کہین پتہ نہین ملتا کبھی زانو پر ہاتھ مارتا ہی کہ حرامزادی کنیز ساحرہ تھی نے عجب نام بتایا نہین معلوم ہے طلسم نے زبانین اسکان مین گانے کی آواز آئی اسکے افراسیاب کو کھینچا معلوم ہوا رشتہ باتون مین بندھ لیا اوسی جانب اوڑتا ہوا بادور سے دیکھا ایک صحرا

سبزہ زار عمدہ کچھار طائران زمزمہ سرا کی پکار صبا بادۂ بہار سے سرشار ایک نخل کلان نہایت سرسبز و شاداب پھل اوسمین ہزارون پھول بھی ہزار رنگ کے صاف ظاہر ہی کہ نخل کلان ہی یا نمونہ جنت ہی ریشم کی رسن کا اوس مین جھولا پڑا ہوا بڑہ اوسکا گلنار ہارہ نازنینان حسین مہر تمکین گلنار جوڑے پہنے ہوے مہندی ہاتھون مین لگی ہوئی بناز و کرشمہ اس غزل کو گا رہی ہین غزل،

کندن کو کیا بلاتے ہو تم دست و پا کیسا — بوٹی بھی کیمیا کی پسی ہے حنا کے ساتھ

رو رو کے تمکو دفن کیا اونے آ کے ساتھ — جاگ مری نصیب تو خواب فنا کے ساتھ

صبر و قرار جاتے ہین تیری ادا کے ساتھ — پھر دیکھ کیا ہا ہے تری تیلا کے ساتھ

میلے کو دیکھنے تو چلے ہو ادا کے ساتھ — دیکھو ذرا ہجوم مین رہیو حیا کے ساتھ

یارب اثر دہ دست کے تصور کیطرح سے — وہ آ کھڑی ہوں سامنے میری دعا کے ساتھ

بھیجون حواس کو کدہ مدعا تباسے — اپنا بھی کوئی چاہیے پیک صبا کے ساتھ

دل رہگیا ہے مہندی بھری مٹھی مین حضور — ہے ضبط اپنا مال بھی دزد حنا کی ساتھ

چارو طرف سے غیرون نے گھیرا ہمارا گھر — کیسی بلا مین پڑ گئی ہم تمکو لا کی ساتھ

مہندی لگاؤ میرے لہو کی ابھی ابھی — اک شاخ پیپنے کی لگی ہے حنا کی ساتھ

منہ مین زبان نکو دبانا وہ دانتون سے — شوخی سے دیکھنا مری جانب حیا کی ساتھ

رنگ کا سنگار جو منظور ہو تمہین — بس جاؤ سیر باغ تمہاری حنا کی ساتھ

اک ٹوٹکا نیا ہمین سوجھا ہی ہجر مین — بھیجینگے خون دل کو ملا کر حنا کی ساتھ

آمادہ شام سے تو وہ آنے کو تھی صفیر — لے آئے آدھی رات کو آخر حیا کی ساتھ

افراسیاب یہ صدائین سنکر ستفراہ ہو گیا جی مین کہتا ہے میرے طلسم مین ہزارون عجائب و غرائب ہین لیکن مین نے نہین دیکھی مین اس مقام پر آجتک نہین آیا یہ کہتا ہوا آسمان سے اترکر زمین پر آیا اون سب نے جو افراسیاب کو آتے ہوئے دیکھا پکار اوٹھین شہنشاہ آئے ایک نے کہا یہ شہنشاہ افراسیاب ہین دوسری نے کہا ساحر لاجواب ہین تیسری نے کہا مین تو مدت سے مشتاق تھی چوتھی نے کہا مجھے خیال رہا پانچوین نے کہا مین سب حال سے آگاہ ہون چھٹی نے کہا بی حیرت کے شوہر ہین ساتوین نے کہا دریائے شرافت کے گوہر ہین بارھون نے اسی طرح بارہ باتین کہین جب افراسیاب بیچ مین پہنچا ایک نے کہا

کسی ضرورت مین ہین ایک نے کہا ہمین سے غرض نکلیگی ورنہ ماری ماری پھرینگے افراسیاب جب
قریب آیا رعون جھوڑے سے کودین افراسیاب کو جھک جھک کر سلام کرنے لگین پوچھا اے
شہنشاہ آپ کہان سے تشریف لائے ہین کس شی کی جستجو ہے افراسیاب نے بیقرار ہوکر کہا کوہ ریگستان
کس مقام پر ہے ایک دونین نے خوب قہقہہ مار کر ہنسی ایک نے کہا جب یہ نوبت ہم پہونچی شاہ شیطان بحر نے
پریشان کیا اب سرکار کو مشکل پڑی کہ کوہ ریگستان کو ڈھونڈھتے پھرتے ہین اس صحرا کے بعد ایک
خارجنگل ملیگا اوس جنگل مین صرف ببول کے درخت ہین کانٹے سے جنگل بھرا ہے کیا مجال جو اوس صحرا مین انسان
راستہ چل سکے اوس صحرا کے بعد کوہ ریگستان ملیگا ریت جم جم کر کوہ کلان بنگیا ہے انتہا کا بلند اور
مرتفع ہے کہ بیک خیال نہین پہونچ سکتا بہت جلد ملجائیگا یہان سے قریب ہے لونڈیان بھی آپ کے
ملین افراسیاب نے کہا مین آج تین دن سے تباہ و برباد پھر رہا ہون تمامی عالم مین مارا مارا پھرا
کہین پتہ کوہ ریگستان کا نہ ملا وہ سب کنیزین افراسیاب کے ساتھ ہوئین افراسیاب کو راستہ
بتاتی ہوئی چلین اور یہی کہتی جاتی ہین کہ ہم آپ کی نوکر ہین عمر بھر آپکا نمک کھایا آپکے کام مین اگر
سختی پڑے تو بھی ہمکو گوارا ہے اس صحرای پر آشوب کے ہم مالک ہین یہان کی حکومت ہمارے سپرد ہے اور
یہان کا خراج و باج ہم پہونچاتے ہین حضور نہ گھبرائین کسی بات کا تردد دلمین نہ لائین اس کانٹے کے
جنگل کو ابھی طے کرتے ہین خارستان کو طے کرتی ہوئی افراسیاب کو دو کنیزین بہلاتی ہوئی لیے جاتی
ہین جب صحرای خارستان مین پہونچین افراسیاب نے کنیزون سے غرض کی حضور پیچھے کنیزین
آتی ہین افراسیاب دو چار قدم بڑھا تھا کہ پلٹ کے دیکھا اونھین کانٹون مین وہ بارھون
کنیزین غائب ایک آواز آئی کہ اے شہنشاہ آپکی رہبری کر کے شرف ملا کہ کانٹون مین پھنسے افراسیاب
نے دیکھا کنیزین تو غائب ہوگئین اب کانٹون کی زبانین دراز زبانون سے شعلے نکل رہے ہین کانٹے
مثل شعلۂ جوالہ جلنے لگے افراسیاب یہ ماجرۂ حیرت افزا دیکھکر متحیر ہوگیا کہ کیا معاملہ ہے عجب عجب
طرح کے شعبدے نظر آتے ہین اور یہ کنیزین بادشاہ طلسم ہون مگر یہ جھگڑے درپیش ہوتے ہین کنیزان
سامری جو بیان کرتی ہین کہ طلسم کشا طلسم شکست کریگا مگر ان شعبدون سے کیونکر بچیگا اگر سامری
و جمشید بھی قصد کرین تو اس طلسم کو شکست نہین کر سکتے غیر ساحر کی کیا مجال ہے اون حرامزادون
کو ناحق کا خیال ہے یہ دل مین باتین کرتا ہوا جاتا ہے کانٹون سے بہت تکلیف پہونچاتی ہے ببول کے درخت خاردار

وسخت ایک مقام سے بہ مشکل نکلا دو منزل زد عداور معلوم ہوا جاتا ہی اوسکو طی کرکے بڑھون کہ ایک طرف سے آواز آئی او نمک حرام کہان جاتا ہی اب آگے بڑھنا راستہ تبانے والیون کو تو ہمنے گرفتار کرلیا اب بیان سے کیونکر جائیگا افراسیاب نے پلٹ کر دیکھا ایک زنگی سیہ رو نہایت قوی جسیم سامری وجمشید کا ندیم تیغ کھینچی ہوئی چلا آتا ہی افراسیاب نے پشت پر اپنی گروہ سپر کا لیا اوس زنگی نے آتے ہی تلوار کے ہاتھ مارنا شروع کیے افراسیاب روک رہا ہی اتنی مہلت نہین ملتی کہ اپنا وار کرے جب چہ سات ہاتھ اوسنے مارے اور افراسیاب سپر پہ گا تھی یکایک آسمانسے آواز آئی ای افراسیاب القاب سامری پڑھ افراسیاب نے سر اوٹھا کر آفات جہاردست کو دیکھا کہ پکار رہی ہی ای افراسیاب وقت جرأت ہی سپہ گری دکھادی اس کلموہی کو ہزادی افراسیاب نے اوسی وقت القاب سامری پکار کر پڑھا ادھر تو افراسیاب نے پکار کر القاب سامری پڑھا اودھر وہ زنگی صدائے القاب سنکر مضطر ہونے لگا تلوار ہاتھ سے چھوٹی مثل قطرۂ آب زمین مین غائب ہوا ایک سناٹا ہوا کہ اندھیرا ہوگیا افراسیاب حیران تھا کہ یہ کیا کیفیت گزری تھوڑی دیر کے بعد روشنی ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من خار جادو ہو دا ب جو روشنی ہوئی افراسیاب جادو نے دیکھا وہ صحرائے خارستان غائب ہوگیا مین سامنے ایک کوہ فلک شکوہ کے کھڑا ہون اوس کوہ کی اسقدر بلندی ہی کہ کمند وہم وخیال بھی نہین پہونچ سکتی ورنہ ہوائے گرم چل رہی ہی اور دو مختلف آ ... ہی مین افراسیاب چلا جاتا ہی لیکن مجبور کیا کرے نہایت غصہ سے تلوار پکڑ کر تیر تھا ٹیک کے تلوار کو بالائے کوہ پہونچا لطور ند کور جھکر اسم پڑھا کو دشق ہوا دیکھا قبر سامری نبی ہی فوراً افراسیاب پھاند کر اقبر کے قریب بیٹھکر جسطرح کنیزون نے کہا تھا اوسیطرح یا ابلیس کا اسم پڑھا دفعتاً روز افراسیاب کو اوسی مقام پر گذری تو آب و دانہ غصہ مین ہوا ہی کہتا ہی شعلہ خوار کی نافرنے مجکو پریشان کردیا اور ابھی تک مطلب بھی نہین حل ہوا وہ اسم کامل پڑھکر قبر سامری پر ایک دوہتر مارا اور آواز دی یا سامری میری مدد کیجئے جیسی ہی سنے کہا اور دوہتر مارا زمین تھرائی رونیکی آواز آئی دیکھا قبر سے دھوان نکلا قبر کے پہلو سے ایک جوان سیہ فام نکلا بالکل برہنہ تیغ وسپر ہاتھ مین لیے ہو آ ذہی اوسنے نعرہ کیا سنم پہلونشین سامری افراسیاب نے کہا ای پہلونشین سامری علاج شعلہ خوار جاہتا ہون اوس جوان نے زمین پر بیٹھکر منھ کھولدیا منھ سے دھوان نکلا وہ جوان اندھا ہوگیا

زمین ٹٹولنے لگا بیقرار ہوکر کہا ای **افراسیاب** تیری دوستی ہی یہ ثمر ملا کہ آنکھوں سے نابینا ہوگئی لیکن **سامری**
وجمشید میری مددگار ہیں تو علاج ہو جائیگا یہ کہتا ہوا اوٹھا قبر پر ایک لات ماری آواز دی ای خداوند
باطل پرستان میں جانتا ہوں تو سیلو فشین شیاطین کو جلد حاضر ہو چہار جانب سے دھوان نکلنے لگا
وہ پہاڑ مثل کرۂ آتش جلنے لگا چنگاریاں ہر طرف سے چمکیں جوانے کو سیلو فشین **سامری** کہتا تھا کہ
شعلہ کلان اسکے گرد اگرد پھرا ایک پنجہ سیاہ ظاہر ہوا وہ ہاتھ اسکی آنکھوں تک پہونچا اوس جوان کی آنکھیں
روشن ہوگئیں کھڑا ہوگیا کہا اے شہنشاہ آپ نے بڑے صدمے اوٹھائے فوج میری سب حاضر ہی پہلے
خاصہ نوش فرمایئے یہ کہکر ایک چیخ ماری کہ **افراسیاب** کی آنکھیں بند ہوگئیں بعد تھوڑی دیر کے آنکھ کھولکر
دیکھا کہ ایک باغ میں بیٹھا ہوں دسترخوان سامنے بچھا ہے وہ بارھوں کنیزیں سلفچی آفتابے لیے
حاضر ہیں دسترخوان پر کھانا چنا ہوا ہی **افراسیاب** بیقرار ہو رہا تھا اون کنیزوں نے ہاتھ منھ دھلایا کنیزیں
مسکراتی جاتی ہیں کہتی ہیں ای شہنشاہ اب آپ شیطان کامل ہوئے خاصہ نوش فرمایئے **افراسیاب**
بھوکا تھا ہاتھ دھو کے بیٹھ گیا کھانا کھانے لگا مگر ایک بوی بد دماغ میں آتی ہی کہ **افراسیاب** گھبرا
کے چہار جانب دیکھتا ہی کنیزیں کہتی ہیں آپ خاصہ نوش فرمایئے بوی بد کا خیال نکیجیے یہ مقام فوج شیاطین
ہے آپ خاصہ نوش فرمالیں تو وہ سب شیطان بھی حاضر ہوں **افراسیاب** نے کھانا کھا کے دو جام
شراب کے بھی پیے اب وہ بارھوں کنیزیں مگس رانی کرنے لگیں کہتی ہیں آپ کی خدمتگزاری ہی بہت
تکلیفیں اوٹھائیں تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ ایک گوشے سے باغ کے ہزار ہا شعلہ ہای آتش پیدا ہوکے کچھ
آوازیں مختلف آئیں **افراسیاب** نے دیکھا وہی جوان آگے آگے غرق بازے ہوئے چٹیا سر کی
ہوا میں اوڑتی ہوئی تلوار برہنہ ہاتھ میں پشت پر بارہ ہزار جوان وہ بھی اسی نقطع کے تیغ چمکاتے ہوئے
آکے صفیں جما کر سامنے **افراسیاب** کے کھڑے ہوئے بجائے نقارے کے اکثروں نے گوز دیئے اور زندگی
کی سب شیطان بھی اسیطرح اپنے اپنے کام میں مصروف ہوئے ایک تخت کاٹھ کا ٹوٹا ہوا پیری بوسیدہ
افراسیاب کے سامنے لاکر رکھا کہا ای شہنشاہ سوار ہو جیے **افراسیاب** کو بہت ناگوار ہوا
کنیزوں نے کہا ای شہنشاہ دیر نکیجیے فوج سیلو فشین **سامری** بڑے جوش و خروش میں ہی ان سب کو ساتھ
لیکر کوہ جوالہ کو جاکر گھیریے وہین **شعلہ خوار** سے ملاقات ہوگی **افراسیاب** ناچار اوسی تخت پر
سوار ہوا چار شیطان بجون نے تخت کو اوٹھایا اس جاہ و حشم سے **افراسیاب** کو شیطان بھی لیکر چلے **افراسیاب** اودھر روانہ

ان سب شیطان بچونکو ساتھ لیکر کوہ جوال سے چند قدم آگے بڑھا ہی کہ طرف سے صحرا کے شعلہ کلان
بھڑکتا ہوا آتا ہی افراسیاب نے غور کرکے دیکھا معلوم ہوا شعلہ خوار آتش خو آتا ہی شعلہ خوار
نے جو اس فوج شیاطین کو دیکھا گھبرایا چاہتا تھا کہ بھاگ کر نکلجاؤن کہ افسر نے آواز دی ای بھائیو اسکو لینا
اسی نے شہنشاہ کو بڑی بڑی صدمات پہونچائے ہین چار جانب سے شیطان ٹوٹ پڑے ہرچند شعلہ خوار نے
منہ سے شعلہ آتش چھوڑی کئی سو کو جلا دیا دھوان منہ سے چھوڑا کئی سو اندھے ہوئے لیکن ہزارون شیطان
تھے لپٹ پڑے منہ سے لگے جو شعلہ آتش نکل رہی تھی افسر نے بڑھکر منہ بند کردیا اب ناک سے دھوان نکلنے
لگا لیکن چار طرف سے جو سب گرے ہاتھون ہاتھ پکڑلیا افراسیاب جادو کے سامنے کشان کشان
لائے افراسیاب نے بعتاب خطاب کیا او شیطان بچے تو دعوی خدائی کرکے بیٹھا تھا جسنے عمرو کو بھی اسواسطے
دیا تھا کہ کیا کھا جائیگا کھانا کیسا اور ہلاک کرنا کیسا تو اوسکا دوست بنا مایہ دولت کو ڈھکیل دیا
ہر جگہ اوسکی مدد کو آیا کچھ خوف نہ کیا یہ شرط کہ آتش قہر و غضب مین بھونکدون شعلہ خوار آتش خو
نے کہا او افراسیاب مین خود آتشی ہون مجھکو تو کیا جلا سکتا ہی لیکن تجھ سے کہتا ہون کہ زمانہ انقلاب
قریب آگیا او افراسیاب کتاب سامری مین صاف صاف مرقوم ہی اب تو سارے طلسم مین یہی دھوم
ہی کہ عمر طلسم تمام ہوئی طلسم کشا چھوٹیگا طلسم کو لوٹیگا مرحلہ جات شکست ہونگے سامری کے بھاگنے کے
بند و بست ہونگے آج صبر اگر خبر رہو تو کتاب مین دیکھ لیجئے گا سب حال آپ پر کھلجائیگا میرا نام ضرور مرقوم
ہی تمکین بھی سب لکھی ہین اتنے عرصے مین جو مدعت چاہیے وہ کرلیجئے مجھکو آپ قتل نہین کرسکتے میلوفشین
سامری نے کہا ای شہنشاہ مین اسکو لیجا کر کوہ ریگستان مین قید کرتا ہون کیا مجال جو کوئی وہان آسکے
سحر و ساحری مین زبون ہو جائے افراسیاب نے کہا اچھا اسے تمھین لیتے جاؤ افسر نے شیطان بچے
کی مشکین باندھ لین طرف کوہ ریگستان کے لیکر روانہ ہوگیا کوہ ریگستان مین یون قید کیا جاتا
ہی کہ کل فوج والے میلوفشین سامری کے چلے گئے یہ اکیلا شعلہ خوار کو کوہ ریگستان مین لیکر آیا زنجیر
ہای آہنی پاؤن مین باندھکر اوندھا لٹکادیا خود بعہدہ نگہبانی موجود رہتا ہی ظاہر مین کوئی اوسکو دیکھ نہین
سکتا اگر کوئی اس کوہ مین آئے تو یہ دیکھے کہ ایک طفل حسین زنجیرون مین بندھا ہوا الٹا لٹکا ہوا ہی یہان
شعلہ خوار تو اسطرح قید ہوا لیکن خواجہ عمرو حسب وعدہ شعلہ خوار طرف کوہ جوال کے چلے جب پہاڑ
پر آکے پہونچے دیکھا وہان سناٹا پڑا ہی خواجہ حیران ہوئے کہ یہ کیا ماجرا ہی پہاڑ سے ناچار اترے

صحرای ریگستان مین دیکھا ہزارہا چنگاریان چمک رہی ہین لیکن ضو و نمین نہین ہی خواجہ نے پکار کر آواز دی
شعلہ خوار نے یہان جلسہ کیا تھا لازم اوسکے سب جمع تھے کیون سناٹا پڑا ہی ایک چنگاری سے آواز آئی
کہ صدای دردناک تھی کہ ای خواجہ عمرو تمھاری محبت مین ہم سب تباہ ہوئے افراسیاب کوہ ریگستان
پر گیا پیلو نشین سامری شیاطین ابلیس پرست کی بارہ ہزار فوج لیکر آیا ہم سب کو آکے گھیرا ہم دو ہزار نے
چار ہزار کو مارا مگر دو ہزار کس سے لڑتے آخر مارے گئے لیکن ہم قوم شیاطین ہین زندگی دنیا خدا ہمکو دیگا
ہی جسدن ہمارا افسر رہا ہوگا ہم پھر زندہ ہو جاینگے افسر کا اپنی ساتھ دینگے اب آپ بھی یہان نہ ٹھہرئیے چلے جائیے
خواجہ پریشان ہوے یہ بھی سنا کہ شعلہ خوار گرفتار ہو گیا کوہ ریگستان مین قید ہی خواجہ کو بڑا قلق
ہوا سر جھکائے ہوئے چلے مگر افسوس کرتے ہوے کہ ہاے ہمارا دوست یون قید ہو گیا اوس سے
بڑے بڑے کام نکلتے تھے کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی خواجہ نے پلٹ کر دیکھا ایک ضعیفہ
سر جھکائے رو رہی ہی خواجہ عمرو کو اوسکے حال پر رحم آیا قریب اوسکے گئے اور کہا کیون ای مادر مہربان کس
حال پر ملال مین ہو اوس ضعیفہ نے سر اوٹھایا کہا ای شخص تیرا کیا نام ہی خواجہ عمرو نے کہا کوئی مصیبت زدہ
ہون نام اصلی بتا دیا یہ سنکر وہ ضعیفہ قہقہہ مار کر ہنسی اور کہا او ساربان زادے مین ہیران جادو ہی مین تیری
تلاش مین نکلی تھی ملکہ شعلہ آتشبار کہ پردہ ظلمات سے کوچ کر کے آئی ہین مجھکو حکم دیا تھا کہ ساربان
زادہ صحرای پرخار مین ملیگا اوسکو پکڑ لاؤ مین صبح سے تجھکو ڈھونڈھتی پھرتی تھی اب پایا عمرو نے جانا بھاگون
ہیران نے اشارہ کیا عمرو کے پانون زمین نے تھام لیے ہیران جادو نے عمرو کی مشکین باندھین لیکر
چلی یہان شعلہ آتشبار کہ ملکہ ہی یہان سے وعدہ کر کے چلی ہی کہ پہلے عیارون کا خاتمہ کرونگی ہیران کو تو
اسطرف روانہ کیا طیران اسکی بہن کو برای گرفتاری برق بھیجا ہیران تو عمرو کو لیے جاتی ہی طیران
جادو برای تلاش برق گئی ہی برق فرنگی لشکر مین بیٹھا تھا سب کو خیال ہی کہ خواجہ عمرو جلسے مین شعلہ
خوار کے گئے ہین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ابھی ملکہ حیرت کے پاس ایک طائر نے آکر بحکم افراسیاب خبر دی
کہ ملکہ شعلہ آتشبار بادشاہ ممالک پردہ ظلمات سات لاکھ جادوگرون کی جمعیت سے صحرای نیلوفر مین آ کے
اتری ہی ایک ساحرہ مصاحب شعلہ آتشبار خواجہ عمرو کی فکر مین گئی ہی اور ایک ساحرہ برق کی تلاش
مین گئی ہی یہ سنکر ملکہ [illegible] نے برق سے کہا اب تم لشکر سے کہین نہ جانا ایسا نہو گرفتار ہو جاو خدا خواجہ کو
[illegible] دیکھو امن الماعدون یہ کہکر برق [illegible]

بھاگا جنگل مین آیا ہر طرف دوڑا دوڑا پھرتا ہی کہ اوستادملین تو اونکو ہوشیار کرودون کہ دور سے اسنے دیکھا
ایک جادوگرنی خواجہ عمرو کو گرفتار کیے ہوے لیے جاتی ہی یہ معرکہ دیکھکر برق فرنگی تڑپ گیا بتعجیل تمام
رنگ و روغن عیاری کا نکالا بصورت صرصر تیار ہوا پکار کے آواز دی ای ملکہ عالم یہ نگوڑا اسا ربان
زادہ تمہارے دام مکر مین کیونکر پھنسا ملکہ حیرت نے مجکو بھیجا ہی کچھ فرمایا ہی دو تین باتین سنلو پیران نے
جو صرصر کو آتے ہوے دیکھا ٹھہر گئی برق فرنگی بصورت صرصر قریب آیا کہا ملکہ حیرت نے فرمایا
ہی کہ عمرو کو ہمارے پاس لاؤ پھر اپنے لشکر مین لیجانا اب باتون مین برق رنگ جما رہا ہی کہ باتون
مین مصروف ہو تو اوسکو بیہوش کرون خواجہ عمرو بھی سمجھ گئے ہین کہ ہمارا بھورا آگیا دلمین کہتے ہین حقیقت
مین یہ مجما تیز ہی باتون مین رنگ جما رہا ہی قضای کار طیران جادو جو تلاش مین برق کی چلی تھی لشکر
مہرخ مین آئی چار جانب پھری مگر کہین برق کو نہ پایا لشکر اسلام سے نکلی کہ صرصر اصلی سے ملاقات
ہوئی طیران نے کہا بوا صرصر برق کا نشان نہین ملتا برق کہان ہی صرصر نے کہا مین ابھی
طرف سے صحرا کے آتی تھی برق میری صورت بنکر طرف صحرا کے گیا ہی یہ سنکر طیران بر پرواز
پیدا کرکے اڑی جھپٹی ہوئی جاتی ہی کہ دور سے اسنے دیکھا پیران جادو نے عمرو کو گرفتار کیا ہی صرصر
کھڑی ہوئی باتین کر رہی ہی طیران سمجھ گئی کہ یہ برق فرنگی ہی وہین سے نعرہ کیا باش اومکار مین نے
تجھے پہچانا اور یہ بھی پکار کر کہا ای پیران یہ جانے نہ پائے یہ صرصر نہین برق عیار ہی برق نے چاہا
تڑپ کر بھاگون پیران نے اشارہ کیا برق کے پاؤن زمین نے تھام لیے طیران بھی زمین پر آئی
برق کو گرفتار کر لیا برق و عمرو کو لیکر دونون چلین اب برق و عمرو کی بیقراری دونون
دعائین مانگ رہے ہین کہ ای پروردگار اس بلا سے نجات دے یہ ظالم زندہ نہ چھوڑیگی شعلہ آتشبار
وعدہ کرکے آئی ہی کہ عیارون پر آفت برپا کرونگی ای کریم کارساز تو ہی اس آفت سے نجات
دے تیری کریمی سے بڑی امید ہے یہ بندہ کس لایق ہے کہ تعریف کرے نظم

نیست انسان گر ندارد آدمیت آدمی ۔۔۔ تودہ خاک است درمعنی بصورت آدمی
آدمی باشد اگر دارد شرافت آدمی ۔۔۔ بے تمیز انسان نیست انسان نی بحقیقت آدمی
بندہ آن باشد کہ باشد مستعد در بندگی ۔۔۔ عبد باشد گر کند کار عبادت آدمی
مہربان باشد بجا آش حضرت پروردگار ۔۔۔ گر بود ہر وقت حاضر در اطاعت آدمی

سر نہد شام و سحر بسجدۂ عجز و نیاز / خواستہ از سرفرازان تاج عزت آدمی
چون مکانش لامکان آخر شود ناحق چرا / می کند بر گنبد گردون عمارت آدمی
چون نہ باشد حسن تدبیر دارد دنیا برقرار / خوش چرا باشد نہ اندر رنج و راحت آدمی
می برد باخود چہ از دنیای دون وقت سفر / غیر درد و حسرت و رنج و ندامت آدمی
یکدم از یاد خدا غافل نباشد در جہان / جز زمان و لذدم خود را غنیمت آدمی
خامہ بردارد از منظوم مسدس ہی بیان / چونکہ باشد محرم از اسرار وحدت آدمی

دونون بلک بلک کر دعا مین مانگ رہے ہین برق اشارے کرتا ہے استاد کچھ عیاری کیجئے خواجہ عمرو کہتے ہین میان کیا عیاری کرون اس ملعونہ نے مجکو بڑے مکر سے گرفتار کیا بڑھیا ابھی رو رہی تھی مین اسکے دام مکر مین پھنس گیا کہ ایک طرف سے آواز آئی اے پیران و طیران ٹھہرو بادشاہ شہنشاہ نے حکم دیا ہے کہ ان دونون کو سامری و جمشید جہنم مین پھینکینگے اب یہ زندہ نہ بچینگے پیران و طیران نے بلند کر دیا ہے ... برف انداز آیا ہے وزیر اعظم افراسیاب ہے پیران و طیران دونون چلین سر بازی قریب آئے کہا ان دونون نے ملعون شہنشاہ پر بڑی بری پڑتی ہین کہین شہنشاہ قہر سامری کی بیبا باعث ہے کہ عمرو و برق کو گرفتار کرنا چاہتا ہون حکم ہوا کہ پیران و طیران گرفتار رہینگی دونون کے پیچ پاچ کا نون دیجائین یہ سامنے جو ٹیلہ ہے بہیر سامری و جمشید بیٹھے ہین فرشتگان عذاب بھی سامنے ہین آپ چلکر دونون کو سامری و جمشید کے سامنے کر دین وہ دیکھا لیجائینگے یہ سنکر پیران و طیران دونون طرف اوسی بلندی کے چلین جب قریب بلندی کے پہنچین دیکھا وہان پر سناٹا ہے پیران و طیران نے کہا اے سرمایان تو کوئی معلوم نہین ہوتا سرمائی کہتین لون نہ سو جھیگا آنکھین بند کرکے بیٹھو ہاتھ باندھکر عرض کرو کہ یہ گنہگار حاضر ہین تب ہم دیکھو گی یہ کیا سامنے خلاوندے بیٹھے ہین پیران و طیران نے عمرو و برق کو ایک طرف ڈالدیا اب دونون اپنی آنکھین بند کرکے بیٹھین مصرع تعلی نے صنم کشید کہ دونون کے گلے مین ڈالدے اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ چالاک بن عمرو تصنیف مصنف

بہ عیاری منم آنکہ جست چالاک / بچشم دشمن اندازم کلف خاک
اندام بادلی تمسنہ گانامسم / خلیفہ اولم چالاک نامسم

خنجر سے دونون کے سر کاٹے خواجہ عمرو و برق نے رہائی پائی خواجہ اوٹھتے ہی کپڑے اوتارنے لگے

برق نے انگوٹھیان اوتارلین عمرو نے ایک لات ماری کہ اے بھاگ جادوگر آگئے ہین برق کب مانتا ہے لپٹا ہی جاتا ہے تینون عیار لوٹ مار کے بھاگے وہان شعلہ آتشبار اپنی بارگاہ مین بیٹھی تھی کہ ایک طائر پیدا ہو پکارکر آواز دی اے ملکہ عالم دونون مصاحبین پران و طیران قتل ہوگئین جو برائے گرفتاری عمرو و برق گئی تھین یہ سنتے ہی شعلہ آتشبار رونے لگی کہا صاحب غضب ہوا ایسی مصاحبین قتل ہوئین کہ جنکا مثل و نظیر نہ تھا میرا بازو ٹوٹ گیا جلد لشکر تیار کرو مین جاکر مسلمانون سے مقابلہ کرونگی تین لاکھ کا لشکر اسکے ساتھ ہے سب ساحران غدار زبردستان روزگار لشکر کو تیار کرکے حاضر ہوے شعلہ آتشبار نے کوچ کیا طرف لشکر حیرت کے چلی خواجہ عمرو و برق چالاک جوان دونون جادوگرنیون کو قتل کرکے چلے تھے ایک نخل کے سایے مین آکر ٹھہرے ہین کہ سامنے سے گرد اوڑی دیکھا شعلہ آتشبار تخت پر سوار تین لاکھ کا لشکر پشت پر بعد گرد مرا آتا ہے بھرہرے علمہای سیہ کے کھلے ہوے خواجہ نے کہا اے برق یہ بڑا مقابلہ لشکر پہنچ جاتی ہے راہ مین اسکو روکنا چاہیے برق نے کہا استاد غلام جاتا ہے ابھی اسے روکے لیتا ہے یہ کہا اور تڑپکر چلا خواجہ عمرو نے کہا اب سن تو صلاح کرلے کہ کیونکر روکیگا کسکی صورت بنکر جائیگا برق چاہتا ہے کہ کچھ عرض کرے کہ دوسری گرد اوڑی جب دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا ایک جادوگر گینڈے پر سوار ساٹھ ہزار ساحر پست پر جیسے ہی ملکہ شعلہ آتشبار نے اس جادوگر کو آتے ہوے دیکھا پکار کے آواز دی اے محیط کوہ نشین کہان سے آئے ہو محیط کوہ نشین نے نگاہ اوٹھا کر دیکھا شعلہ آتشبار کو نوجوان ساحرہ بھولے بھولے گال سینے پر ابھار مسکرا کے جو پوچھا محیط کوہ نشین شہید تیغ تبسم ہو غرق حواس گم حیران حیران دیکھنے لگا گینڈا بڑھا کر قریب آیا زانو پر ہاتھ رکھکر کہا اے ملکہ عالم تم کہان سے آتی ہو اور اب کہان جاؤگی شعلہ آتشبار نے یہ سنکر کہا صاحب تمھین کیا جبتجو پکارا تو چبا چبا کے باتین کرنے لگے تمھے کیا کہین اپنی تو یہ کیفیت ہے

خود بخود دلکو پریشانی آئینہ قلب پر حیرانی نظم

تھی وصل مین بھی فکر جدائی تمام شب
وہ آئے تو بھی نیند نہ آئی تمام شب

وان [illegible] تیر یار بیان شکوہ زخم زیر
باہم تھی کس مزے کی لڑائی تمام شب

رنگین ہے خون سر سے وہ ہاتھ آجکل ہے
جس ہاتھ میں رہی وہ دست حنائی تمام شب

[illegible] زبان سحر تک سنین لگی
تھا کسکو شغل نغمہ سرائی تمام شب

باب گانا ہو رہا ہے صحبت عیش و نشاط مہیا ہے مگر شعلہ آتشبار پریشان پریشان بیٹھی ہے چاہتی ہے یہ کسیطرح اوٹھ جائے تو مین محیط کو بلاؤن جب ساونت نے جام بھر کر شعلہ آتشبار کو دیا اسنے منہ پھیر لیا کے کہا اسوقت میرا جی نہین چاہتا ہر چند ساونت نے کہا ملکہ شعلہ آتشبار نے شراب نہ پی ساونت بہت رنجیدہ ہوا کنیزون نے جو کہا جھلا کر شعلہ آتشبار نے کہا میرا دل نہین چاہتا کیونکر پیون کیا زبردستی پی لون دن بھر تو پی شراب کا چرچا رہا رات کو بھی جلسہ برخاست ہوا شب کو بھی سب نے شراب پی ساونت نے منت کرکے کہا اے ملکہ عالم دن کو تو شراب پی رات کو تو شراب پیو ہر چند سب نے اور ساونت نے کہا مگر شعلہ آتشبار نے شراب نہ پی اسی تصور مین ہے کہ اپنے چاہنے والے سے ملاقات کرون وہ میرے واسطے کیسا پریشان ہوگا اگر مجکو جلسے سے معلوم ہوتا مین اس صحبت مین نہ آتی ساونت نے پھر پوچھا اے ملکہ عالم آج تو آپ نے دن بھر پریشان کیا اسوقت بھی عرض کرتا ہون اور آپ انکار کرتی ہین آخر مزاج کیسا ہے شعلہ آتشبار نے کہا سر مین درد ہے دیکھو نیند اچھی کا ہے اب جلسہ برخاست کرو ساونت حیران ہے کہ یہ کیا معرکہ ہے اور خواجہ عمرو و برق و چالاک یہ سب بصورت مبدل داخل لشکر ہین یہی انکو فکر ہے کہ کچھ عیاری کرین یہان ساونت جلسہ برخاست کرکے اوٹھا شعلہ آتشبار کا ہاتھ پکڑ کر چلا جب بارگاہ مین آکے پھر کھٹ پر سویا شعلہ آتشبار جاگا کی رات کو بھی سے دو جام ساونت کو پلا دیے لیکن ساونت جب آیا تو اسکو خیال ہے کہ زوجہ میری کسی رنج مین ہے سو رہا مین ظاہر مین تو اپنے کو سوتے مین ڈالدیا باطن مین جاگتا رہا شعلہ آتشبار نے جب دیکھا کہ ساونت کو کہین اب سوگیا پلنگ سے اوٹھی سحر کرکے بلند ہوئی طرف بارگاہ محیط لوہ نشین کے چلی وہان محیط کو بھی نیند نہ آئی تڑپ رہا ہے اسلیے کہ شعلہ آتشبار کا خیال ہے بہمن بارگاہ مین ٹہل رہا ہے یاد مین معشوق کی یہ نظم عاشقانہ زبان پر ہے بیقرار و مضطر ہے ~~نظم~~

نظم

کیا شب فرقت مین صدمہ ہین سلاہ حباب پر | [illegible] رتی ہو ٹتا ہون جیادر مہتاب پر
ہجر مین سو جاؤن کیا مین فرش کمخواب پر | بیٹھے ہین بال پلکون کے برائے خواب پر
شل ہاں رات مدت سے ہوتی ہے مہتاب پر | خط مشکین ہین رخسار عالمتاب پر
آگیا یاد آہ محبوب نمازی کا رکوع | آنکھ میری جا پڑی مسجد کی جو محراب پر

پیچھے پیچھے یہان جنگل مین ساونت نے جو دو چار گرے مارے کئی کنیزین شعلہ آتشبار کی جلکر خاک ہوئین چار طرف سے فوج ساونت نے گھیر لیا ساونت پکار رہا ہے کہ اے صاحبو اس گیسو بریدہ کو پکڑ لو مین اسکو ابھی قتل کرونگا اسنے بڑا صدمہ دیا اور سکے پاس چلی گئی خوف نکیا تھا اکو تو مین نے مارا اب اسکو بھی زندہ نہ چھوڑونگا شعلہ آتشبار آٹھ سات سے کنیزون کو ہمراہ لیے ہوئے سحر کری ہے مگر کنیزین بھی عاجز ہین آخر شعلہ آتشبار گھبرا کر پکار اوٹھی اے آسمان کے خدای نادیدہ مجھکو اس آفت سے بچالے مین نے تیرا اعتقاد کیا کنیزین بھی پکار رہی ہین کہ ہمنے تو نے دو سو خداوندون کو چھوڑا اے خدای نادیدہ تیرا ایمان لائے شعلہ آتشبار نے طرف آسمان کے ہاتھ اوٹھائے اور پکار کر کہا

خدای نادیدہ ہم تو اچھی طرح تیرے نام سے بھی آگاہ نہین ہماری مدد کر نظم

نکرد بندگی این بندہ خدا افسوس	نہ قرب وصل خدا ماند خود جدا افسوس
رہا ز دام تعلق نگشت این بندی	بہ بند حرص و ہوا ماند مبتلا افسوس
برای بندگی آمد درین جہان لیکن	نگشت حق عبادت ازو ادا افسوس
نکرد قابل تحسین بہ ابتدا کارے	ندید از رہ غفلت بہ انتہا افسوس
بماند دور ترا از منزل مقاصد خویش	قدم نہاد کج از راہ مدعا افسوس
نکرد گردن تسلیم مثل گردون خم	بر آستان خداوند کبریا افسوس
بہ پیچ درد و الم ماند در جہان تا ماند	چو رفت رفت ز دور زمانہ با افسوس
رسد بکوچہ و بازار در بدر گردد	چو سگ بحاصل یک لقمہ این گدا افسوس
بجستجوی زر و سیم روز و شب گردد	بکوہ و دشت بیابان برہنہ پا افسوس
بکن براہ خدا خرج مال زر بندی	بدل بگرہ بماند این ترا افسوس

شعلہ آتشبار نے جو ملک سے دعا کی در اجابت وا تھا تیر دعا ہدف مراد پہ پہونچا آسمان پر برق سی چمکی اور نعرہ ہوا منم باغبان قدرت باغبان بارہ ہزار جوانون کے اگر گرا دشمن گوی مارا کئی ہزار جوان مر گرگئے ہر طرف بلہ ہوا باغبان قدرت آگیا باغبان فوج کو پامال کرتا ہوا قریب ساونت کے پہونچا ساونت حیران تھا کہ باغبان کو کسنے خبر کر دی جب دیکھا کہ باغبان قریب آگیا بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا سحر بھی کرتا جاتا ہے باغبان نے کچھ اشارہ کیا ہاتھ

حضور مبارک ہو باغبان قدرت نے بصد صولت و شوکت جا کر ساونت سے لڑے ساری فوج کو
وسکی شکست دی ساونت زخمی ہو کر بھاگا شعلہ آتشبار کو لیے ہوئے آتی ہیں ملکہ گلچین سنگ
خوش ہوئیں سب سردار منتظر ہیں کہ باغبان شعلہ آتشبار کو لیے ہوئے سامنے ملکہ مہرخ
کے آئے شعلہ آتشبار نے جھک کر سلام کیا ملکہ مہرخ نے خلعت دیا پہلو میں جگہ دی سب حال پوچھا
شعلہ آتشبار نے کل کیفیت بیان کی مگر ساونت جو شکست کھا کے بھاگا ملکہ حیرت کو یہ سب
خبر پہنچی کہا یاقوت زمرد سے کیوں دیکھو ماجرا کس طور سے سرداران نامی و ساحران گرامی
کم ہوتے جاتے ہیں یہ کیا انقلاب ہوا اب زوال کا دن ہونا مشکل ہے وزیرزادیاں عرض
کرتی ہیں بعد ... غلاموں کا مار لینا کیا مشکل ہے جس دن شہنشاہ قصد کرینگے سب
کو مار لینگے حیرت نے کہا یہی کہتے کہتے سالہا سال گذر گئے اور روز بروز زور مسلمانوں کا بڑھتا جاتا ہے
یہ ذکر تھا کہ خبر پہنچی ساونت شکست خوردہ آتا ہے ملکہ حیرت نے یاقوت و زمرد کو اشارہ کیا
کہ اوسکا استقبال کر کے لاؤ اگرچہ اسوقت تباہ ہے مگر اپنے ملک کا بادشاہ ہے سردار گئے ساونت کو
لیکر سامنے آئے اسنے کہا حضور یہ میری لشکر مسلمان میں جلی گئی محیط کا حال بھی بیان کیا ملکہ حیرت نے
کہا یہ خبر تو ابھی شہنشاہ کو عرض نہیں کرتی ہوں اسکا انتظام اچھی طرح ہوگا ذرا جو تمہاری لشکر میں مسلمانوں
کے ... پائیں گرفتار ہو کر آئینگی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ہرکارہ آکر سربسجود عرض کی حضور شہنشاہ تشریف
لاتے ہیں ابر بہشت رنگ نمایاں ہوا حیرت جادو اٹھ کھڑی ہوئی بیرون بارگاہ آ کے ٹھہری
دیکھا ابر ہفت رنگ قریب آکر پھٹا شہنشاہ تخت پر سوار ایک ساحرہ مہیب صورت پائے تخت کی
ہاتھ ڈالے ہوئے پشت پر بارہ چودہ ہزار جادوگر حیرت حیران ہوگئی کہ یہ ساحرہ سیہ فام کون
ہے افراسیاب کا تخت آکر زمین پر اوترا اوس ساحرہ نے جھک کر ملکہ حیرت کو سلام کیا افراسیاب
نے کہا اے ملکہ عالم تمنے انکو پہچانا ملکہ جادو سب کا ہوش انکا نام ہے قہر سامری یہ ہمیشہ جادو
دیتی ہیں ... کو آئی تھیں حال مسلمانوں کا جو سنا انکو بہت ناگوار ہوا فرمایا کہ میں ایک ہی دن میں
سب کو مار ڈالونگی جانے دو پھر دونگی ملکہ حیرت نے اشارے سے کہا چپ رہیے ایسا تو کوئی
دنیا میں ... نہ ہوا ... افراسیاب نے کہا عیار انکا کیا کرینگے یہ ایک دن میں سبکو
مار ڈالینگی حیرت نے کہا اور بھی حال آپ نے سنا کیا آفت برپا ہوئی کہ شعلہ آتشبار نکل گئیں

کاندھے پر ڈال لیا گمند اصفہا باصفا کے لیے بازو دون پر پہنے اس سج دھج سے اندر تشریف لائی دیکھا
جاروب کا ہکش بیٹھی ہے روپیہ بیشمار رکھا ہے میان برق اوسی مقام پر پڑے ہین جاروب
غربا کو روپیہ بانٹ رہی ہے عمرو نے آکر سلام کیا جاروب نے کہا کون عمرو نے کہا سائل اور یہ بھی
کہا کہ یہ کون شخص بندھا پڑا ہے جاروب نے کہا یہ برق فرنگی عیار ہے عمرو نے کہا اے ملکہ عالم
آپ نے کیونکر پہچانا جاروب نے کہا میرے پاس نقشہ بنا ہوا رکھا ہے اوسکو دیکھکر پہچان لیا عمرو نے کہا
اب تو نقشہ دیکھیے کہ مین کون ہون کسیوقت مین غفلت نہ کیجیے جاروب کا ہکش کھلی کہ نقشہ
دیکھون عمرو نے جال الیاسی مارا وہ بچاس توڑ کے اور برق کو جال مارکر کھینچ لیا ایک حقہ آتشبازی کا
مار دیا اندھیرا ہو گیا جبتک جاروب اوٹھے خواجہ عمرو نکل گئے جاروب گھبرا کر اوٹھی دیکھا وہ لوگ
اور برق فرنگی کو عمرو لیگیا چلانے لگی کہ سارہان زادے نے غضب کیا میرے سامنے سے مال لیا اور
اور اپنے شاگرد کو بھی لیا اور دیکر نکل گیا مگر اب کہان جائیگا مین دم بھر مین گرفتار کرونگی لیکن ساونت
حسب نمائش جاروب کا ہکش لشکر اسلام مین بصورت مبدل آیا جا بجا پھرنے لگا ملکہ شعلہ
آتشبار دربار سے ملکہ مہرخ کے اوٹھی ہین لشکر مین اپنے انتظام کر رہی ہین ساونت نے
جو دور سے دیکھا جل گیا غصے مین قریب آیا اول تو اسنے ایک گولہ مارا ملکہ شعلہ آتشبار جب ہو کر
کھڑی ہو گئین عقل مین خلل آیا بجز فراموش ہوا ساونت تڑپ کے گرا نیچہ گر مین دیکر بھاگا
آسمان پر جا کے نعرہ کیا سنم ساونت جادو اب لشکر مین ہلڑ ہوا عیار وغیرہ بارگاہ سے باہر نکل
آئین سنا کہ ساونت آیا تھا اپنی زوجہ کو اوٹھا کر لیگیا سب مہر و پریشان تھے کہ خواجہ عمرو تشریف
لائے مگر گھبرائے ہوئے ملکہ مہرخ نے پوچھا کیون خواجہ خیر تو ہے عمرو نے سب کیفیت بیان کی عیار نے
کہا برق کو نکالیے اوسپر سے سحر کو اوتاریں عمرو نے برق کو نکالا عیار و باغبان نے ملکر برق پر
سے سحر اوتارا برق تڑپ کر اوٹھا خواجہ نے کہا آپ نہ جائیے گا اب مین جاتا ہون برق رکا
خواجہ عمرو چلے یہان جاروب غصے مین بیٹھی ہے ارادہ تھا کہ پھر آگے گرفتاری عیاران جاؤن کہ آسمان
پر برق چمکی دیکھا ساونت اپنی زوجہ کو لیے ہوئے لا کر سامنے ڈالدیا کہا یہ مین اس گیسو بریدہ کو ڈھانکا
جاروب تو غصے مین بیٹھی ہوئی تھی کوڑا لیکر اوٹھی کہا کیون بی شعلہ آتشبار اپنے شوہر کو چھوڑ کر
بھاگ کے مسلمانونکی شریک ہوئین اور کچھ خوف آیا ہے شرط کیا ہے کوڑونکے کھال کرا دون ساونت

رونے لگا کہا اے ملکہ عالم میرا عجیب حال ہے مین کیونکر گوارا کرون کہ اسیر کو چھوڑ دون اور
نہ دیکھون انکے لیے آٹھ پہر تڑپتا ہون نظم

بری جوانی باغ مین خوش ادا کے ساتھ
کیفیت اور آنکھوں مین چھائی گھٹا کے ساتھ

کشتہ ترا دہان مین جو پہونچا قضا کے ساتھ
حورین بلائین لینے لگین کس ادا کے ساتھ

میری گلی سے شب کو چلے ہین نما کے ساتھ
کسکو یہ آپ ہین لیے جاتے چھپا کے ساتھ

دشمن ہو میری جان کے تم عشق غیر مین
کچھ اور تو مجھے نہ کھلا دو دوا کے ساتھ

اپنے مریض کی یہ خبر لی مسیح نے
حل کرکے زہر بھیدیا ہے دوا کے ساتھ

خوبون سے بھی زیادہ ہے بیداد گر یہ دل
افسوس مجھکو بھیدیا کس بلا کے ساتھ

بس اک نگاہ دیکھتے ہی سینے جان دی
الفت کی انتہا بھی ہوئی ابتدا کے ساتھ

غیرون کی بزم مین تجھے دیکھا نہ جائیگا
بے دیدے تو چل نہ مجھے آنکھیں دکھا کے ساتھ

تو بھی نہان ہے آنکھون سے تیرا خیال بھی
بہلاؤن اپنے دلکو مین کس آشنا کے ساتھ

بوے عروس بات ہے او نو بہار حسن
خوشبو ملی جلی ہے بدن کی حنا کے ساتھ

کیا کیا نہ زندگی کا مزا ہو تمام عمر
کھانا جو کھائین روز کسی خوش ادا کے ساتھ

اپنے سخن کے لطف کا دیوانہ ہے صفیر
غنچے ہین کہتے چاک گریبان ہمدا کے ساتھ

اے ملکہ عالم اس ظالم نے میرا بالکل خیال نہ کیا میرے دل سے اسکا خیال نہین جاتا جاروب کاہکش نے کہا ہم تمھاری شادی بڑی دھوم سے کرینگے ایسی شہزادی بیاہ کے لائین کہ شاہان جہان رشک کرین ساونت نے کہا اے ملکہ جاروب کاہکش میرا دل نہین مانتا کیا کہون کہ دل کی کیا حالت ہے آپ اسکو اسطرح سے سمجھائیے کہ راضی ہو جاے جاروب نے کہا اے شعلہ آتشبار اپنے شوہر کے حال زار پر رحم کرو جو گذرا سو گذرا خطا معاف ہو جائیگی اب دونون زن و شوہر خوشی سے رہو یہ سنکر شعلہ آتشبار نے جھڑک کر جواب دیا اے ملکہ جاروب میری تو اب آنکھین کھلین مذہب اہل اسلام اختیار کیا جس وقت دعا کی اوسی وقت باغبان مدد کو آیا فوراً مشکل آسان ہوئی اب مجھسے لات و منات کو سجدہ نہ کیا جائیگا سامری و جمشید پر لعنت کر چکی یہ کلمات جو اوسنے کہے جاروب کو بہت ناگوار معلوم ہوا تلوار تو جاروب کے ہاتھ سے وقت ذبح کے پہلے ہی زمین پر گر پڑی لیکن

بڑھی چاہ کچھ منزادوں کر دروازہ پر کھڑا ہوا خادموں نے عرض کی حضور شہنشاہ افراسیاب تشریف
لائے ہیں جاروب بڑھی دروازہ پر آ کے دیکھا تخت افراسیاب کا آسمان سے اوترتا ہوا چلا آتا ہے
جب تخت زمین پر آ کے پہونچا ساونت نے جھک کر افراسیاب کو سلام کیا افراسیاب نے
گلے سے لگا لیا اور جاروب کی پشت پر ہاتھ رکھکر کہا اے جاروب تم اسقدر نہ پریشان ہو
سامری سے حکم ہوا ہے کہ شعلۂ آتشبار نے ہلچل برپا کیا اوسکا خون لاؤ ہماری صورتوں پر چھڑکو میں اب
اس مکارہ کو لیے جاتا ہوں یہ سنکر ساونت بیقرار ہو گیا ہاتھ باندھکر افراسیاب سے قدموں
پر گر پڑا کہا اے شہنشاہ اسکے حال زار پر رونا آتا ہے وہ باتیں کہتی ہے کہ سنتے ہی سامری و جمشید اسکو
جہنم میں پھینکدینگے آپ اتنی تکلیف کیجیے کہ مجھکو بھی اپنے ساتھ لیتے چلیے میں قدموں پر عجز و انکسار
عرض کرونگا شاید اسکی خطا معاف کر دیں اسکی جان بچ جائے اور یہ راہ راست پر آئے افراسیاب
نے کہا ہم کسیکو اپنے ساتھ نہ لیجائینگے صرف اسی کے واسطے ہمیں حکم ہوا ہے ساونت تو یہ چھوڑ کر لیکن
افراسیاب نے نہ مانا شعلۂ آتشبار کا ہاتھ پکڑ کر اپنے تخت پر سوار کر لیا تخت کو اوڑا کے روانہ ہو گیا
یہاں جاروب وحشی خوشی بیٹھی ہے کہ شہنشاہ آکے گنہگار کو لیگئے اور ساونت بہ ملال ہو حیران
و پریشان بیقرار و مضطر خیال میں اپنی زوجہ کے بیٹھا ہے کہ ملکہ حیرت جادو تشریف لائیں صرصر
بھی ساتھ تھی اوسنے کہا کون تشریف لائے تھے جاروب کاہش نے سب کیفیت بیان کی یہ سنکر
صرصر شمشیرزن نے کہا اے ملکہ جاروب وہ شہنشاہ نہ تھی شاید ساربان زادہ بصورت شہنشاہ
آیا شعلۂ آتشبار کو لیگیا ملکہ جاروب کاہش نے کہا ارے یہ بات کیا سچ ہے حیرت نے
کہا ایسے معاملات صدہا مرتبہ گذر چکے ساونت نے جو یہ سنا بیقرار ہو کر رونے لگا کہا اے
ملکہ عالم میں عشوق ہی چھوٹا فلک مجرئی آزار دل تردو منزل انتہا کا بے قرار ہے

نظم

وہ بیزار دل ہے کہ جسکو کبھی قرار نہو ۔۔۔ وہ وعدہ آپ کا جسکا کہ اعتبار نہو
خدنگ آہ سے کیونکر وہ دل فگار نہو ۔۔۔ کبھی جو تودۂ تیر نگاہ یار نہو
نہیں وہ چشم ترا جس میں انتظار نہو ۔۔۔ نہیں وہ دل کہ جو الفت میں بیقرار نہو
کدورت اوسکی طبیعت سے کیا کبھی گرد جا ۔۔۔ ہر لطف سے جو دل میں ترے غبار نہو
چمک دکھا کے کبھی دل کے داغ سے جو نہیں ۔۔۔ بہو کبھی تو تصل نہ لعنت تابدار نہو

کے چلا للکارا اور گیسو بریدہ تو دشمنان شہنشاہ سے آ کے ملی مجھے خوف نہ کیا مگر اب میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگی
شعلۂ آتشبار تھرائی بے اختیار منہ سے نکلگیا ملکہ بہار مجھکو بچا تیرے ساونت کی پشت پر پانچ
سات ہزار جادوگر لڑتا بھڑتا چلا آتا ہے خیموں میں آگ لگادی کئی سو جادوگر بھی مارے جاتے ہیں کہ
شعلۂ آتشبار پر جا پڑوں بہار کا غدار ہے للکارا ارے کہاں جاتا ہے او ساونت خبردار ابکی
نہ بڑھنا ساونت نے پلٹ کے دیکھا ایک نازنین مہ جبین سرو قد خورشید خد غنچہ دہن سنبل گیسو
آنکھیں نرگس شہلا رعنا و زیبا دریا میں پھولوں کے غوطہ زن پشت پر کئی ہزار کنیزیں ایک ایک پری پیکر
قمر منظر حور طلعت پاک طینت رنگ کی پچکاریاں سبھوں کے ہاتھ میں ناز و کرشمہ بات بات میں صورت زیبا
بہار کو دیکھکر مثل آئینہ حیران و بشکل زلف پریشان ملکہ بہار نے گلدستہ مارا وہ گلدستہ جا کر پھٹا
پھول برسنے لگے نخل سرسبز و شاداب ہو کے عندلیبان خوشنوا پکار اٹھیں اے ساونت ذرا ادھر تو
دیکھ کونسی فصل ہے دیکھ تو بہاری کیا اصل ہے زعفران زار کھلا ہے زرد زرد پھولوں میں کیا کیفیت
ہے غور تو کر عجب صورت ہے **نظم**

گھر گھر ہے اب جہان میں نسانا بسنت کا
آیا بہت قریب زمانا بسنت کا

تیری ہنسی سے بزم ہوئی کشت زعفران
یاد آگیا جہان کو قسانا بسنت کا

ہوں مرے پانوں تک میں تمھاری بغیر زرد
رنج فراق میں ہے سیانا بسنت کا

سیر چمن کو آؤ تو ہم عندلیب سے
سہرا تمھیں سنائیں سہانا بسنت کا

گلہ دو ہوا ہوں موسم گل میں تری بغیر
گلدستہ میری قبر پہ لانا بسنت کا

آجاؤ اب بھی ہے کوئی دن موسم بہار
شکوہ اگر ہے تمکو مٹانا بسنت کا

باد خزاں چلی نہ رہی اب بہار گل
پھر دیکھیے کب آئے زمانا بسنت کا

بزم چمن میں جدھر غنچوں گل کو حال
بلبل سنا رہی ہے ترانا بسنت کا

ملک چمن میں فصل بہاری کا ہے عروج
ہے گلشن جہان میں زمانا بسنت کا

شبنم شراب ناب ہے ساقی نسیم ہے
ابل کا قصہ ہے ترانا بسنت کا

دلکش ہے سنبل اور ہے شبنم بھی دلربا
وہ مرغ دل کو دام ہے دانا بسنت کا

دوپن کی گئی جن کی محرم سے ہے بہار
معمور حسن سے ہے خزانا بسنت کا

گلگشت نوبہار ہو ساتھ اسکے گرنصیب	رعنا کو کیون نہ بھائے پھرانا بسنت کا

پھول بسے زبانی عندلیبان خوشنوا کے اشعار بہاریہ سنے ساونت جھومنے لگا ہاتھ باندھنا کھلا کبھی پکارتا تھا ای گل بوستان خوبی وای رنگ و بوے گل گلدستۂ محبوبی میری تو جان جاتی ہے مین ہاتھ ہون گلچینی گلشن جمال کی کرون اس بوستان بیخزان مین حاضر رہون مین گلچین ہون صیاد ہے ڈرتا ہون مثل عندلیبان خوشنوا گل رخسار کی یاد مین ٹھنڈی سانسین بھرتا ہون کبھی دوڑتا ہے کبھی حیران حیران روے زیباے بہار گلعذار کو دیکھتا ہے ٹھنڈی سانسین بھرتا ہے کبھی جان جہان کیطرف گرد پھرتا ہے جوش خروش سے وجد مین ہے کبھی پکارتا ہے صاحب میری بات تو سنو میری جان جاتی ہے ادنا لم اونا [illegible] عالم اب تو صبر نہین ہو سکتا دل کو نہایت پریشانی ہے مثل آئینہ حیرانی ہے تو معشوقہ [illegible] ہے جی چاہتا ہے نثار ہون نظم

جلوہ ہر رنگ مین دیکھا ترا گلرو پیدا
ہر گل باغ جہان سے ہے تری بو پیدا

جب ہوا زلف کا اوسکی سے وہ ابرو پیدا
مین یہ سمجھا کہ ہوا مار سے بچھو پیدا

تمکو دیوانہ اگر ہے ہزارون مین خبر
ہم بھی کرینگے کوئی تم سا پریرو پیدا

تمنے آئینے کو گلزار بنایا دم زیب
عکس عارض سے ہے گل زلف سے شبو پیدا

دام مین مرغ دل اپنا کبھی آتا نہ اگر
دانۂ خال نہوتا تہ گیسو پیدا

جلوۂ برق کے ہمراہ برستا ہے سحاب
درد دل ہی سے ہوا کرتے ہین آنسو پیدا

قطع کب تک نہ کرون دلسے امید وصلت
حیلہ کرتا ہے نیا روز جفاجو پیدا

رشک چشم کا پانی ہے [illegible] بھی اثر
ہین مری قبر پہ نقش سم آہو پیدا

حق و باطل مین دیا اوس نے سما کا ہے زہ
کیا کرے مرتبہ اعجاز کا جادو پیدا

کتنی ابرو کے تلے شوخ ہین آنکھین تیری
[illegible] کیا حق نے حرم مین کیسے آہو پیدا

بات کچھ ہو کی شگفتہ کردا ہے غنچہ دہن
گل کے کھلنے سے ہوا کرتی ہے خوشبو پیدا

پھینکدی مے دہن ساقی نے سمجھکر کٹ بار
جام مے مین جو ہوا سایۂ گیسو پیدا

ای خدا تنگ ہے جینے سے نہایت رعنا
اس سے بہتر تھا کہ کرتا نہ ادسے تو پیدا

پانچ سات ہزار جادوگر جو ساونت کے ساتھ تھی ون سب مین ہنگامہ پڑگیا کوئی رخ زیبا کی

ہٹ کر ساونت نے دیکھا فوج والے سب قتل ہوئے سر پیٹ لیا کہا کہ ہائے سب عاشقان بہار مارے
گئے زمین غم ادوٹھانے کو رہ گیا مگر جاروب پر کچھ نہیں قالبِ تہی بقبول شخصے جب جھاڑو کا بندھن
کھل گیا تنکا تنکا الگ ہوا وہ رعنائی نہ رہی ساونت تلوار پکڑ کے جاروب پر جا پڑا جاروب
و ساونت سے مقابلہ پڑا سرداران اسلام نے جو اتنی مہلت پائی علم فوج قتل کیا اکثر انکو
چن چن کے مارا باغبان و بہار نے سحر کا رنگ جما رعد و برق نے ہزار ونکو مارا جب رعد
گرجا کانون پر ہاتھ رکھکر چیخ ماری سو دو سو چیخ مار کر زمین پر گرے ناک سے خون جاری سر پھٹ گئے
برق آئی ترچھی لڑ رہی ہے برق لامع نے زلفین کھولین شعلے چمک رہے ہین اندھیرا ہو جاتا ہے
اوس اندھیرے مین سو دو سو کو قتل کیا پھر آسمان پر برق جا کے چمکی ایک طرف ہلال چمک
رہا ہے سنج موی کا کل کشائی کا کل کھلی ہوئی سب سرداروں نے ملکر زمین ہلا دی ساونت
و جاروب سے مقابلہ پڑ گیا ساونت نے کئی گولے مارے جاروب نے جب اشارہ کیا گولے پھٹ کر
الگ گرا قریب جا کر ساونت نے ہاتھ مارا جاروب نے کلائی تھام کر ایک طمانچہ مار دیا کہ سر جنبش گردن سے
اڑ گیا ساونت کا مارے جانا اسکے ساتھ والے جو باقی رہ گئے تھے وہ بھی بھاگے جاروب نے
ہٹ کر دیکھا کہ فوج اب کم رہ گئی سرداران مسلمانان نے بڑے بڑے سحر کیے ہین زمین تھرا رہی ہے
ملکہ بہار کا گلدستہ چل رہا ہے جب گلدستہ مارا ہزار دو ہزار بہلانے اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوئے
کوہ و دشت و بیابان کیطرف بھاگ گئے جاروب اب گھبرائی کہ کیا کرون کسی طرح لڑائی نہین
جمتی اب شکست نہین تھمتی جاروب نے بہار کو تاکا بہار سحر کر رہی ہین کہ اسنے ایک گولہ
پھینکا اندھیرا ہو گیا ملکہ بہار نے چاہا پلٹون کہ جاروب نے بڑھکر ایک دستک دی آسمان سے
ایک پنجہ گرا بہار کو اوٹھا کر لیگیا باغبان نے جو دیکھا کہ بہار کو اس خار صحرائے ذلت و
رسوائی نے غائب کر دیا باغبان چھپ کر جا کر اس بھا کو قتل کر دون تو بہار ظاہر ہو باغبان
کا بڑھنا کہ جاروب نے اپنے ہاتھ پر نشتر مارا خون ہتھیلی پر رکھکر آواز دی ای عقاب
سامری مجھے بچا فوراً آسمان سے عقاب پیدا ہوا ہتھیلی پر آ کے بیٹھا خون پیا جاروب
کی کمر مین منقار دی طرف آسمان کے لیکر اڑ گیا جب جاروب چلی گئی لشکر والون نے
پناہ مانگی فریاد کی طلب امان کی ہوا یا لشکر والے تو پلٹ گئے اہل اسلام بھی واپس ہوئے لیکن

سب ساتھ والے جاروب کے حیران تھے کہ جاروب کہان چلی گئی لشکر مین جو آتے دیکھا جاروب
اپنی بارگاہ مین بیٹھی سحر کر رہی ہے کہتی ہے دیکھون اب عیار میرے ساتھ کیا عیاری کرتے ہین اور بہار کو
کیونکر رہا کرتے ہین بہار کا پتہ بھی نہ ملیگا یہ باتین کر رہی ہے کنیزون نے عرض کی حضور نے اپنے کو خوب بچایا
جاروب نے پلٹ کر کہا صاحبو آج مین نے امتحان سحر مسلمانان کر لیا اب مین سمجھ کر انسے نہ ڈرونگی یہ بھی
جان گئی کہ لشکر مسلمانان مین بڑے بڑے کامل و اکمل جمع ہین جنکا سحر دفع کرنا دشوار ہے ایک ایک کامل
بلائے روزگار ہے بہار کو تو گرفتار کر لیا اب میان باغبان کی بھی فکر ہو جائیگی یہان تو یہ باتین ہو
رہی ہین مگر اہل اسلام جو واپس آئے بارگاہ مین آکے سب جمع ہوے اور ملکہ مہرخ کو معلوم ہوا کہ
بہار لڑتے لڑتے غائب ہوگئین نہایت صدمہ ہوا ہرکارون نے آکے خبر پہنچائی کہ اپنے مقام پر
جاروب کہہ رہی ہے کہ ملکہ بہار کو مین نے ایسے مقام پر قید کیا ہے کہ وہان کوئی جا نہ سکے گا
ملکہ مہرخ نے خواجہ سے کہا کچھ تدبیر رہائی بہار کیجئے بہار کے حال پر دل ٹکڑے ہوتا ہے خواجہ یہ سنکر
باہر نکلے خواجہ کو بھی بڑا قلق ہے کہ برق سامنے سے آیا خواجہ نے کہا بیٹا برق تم نے سنا کہ
بہار کو جاروب پکڑ لیگئی اور اپنے مقام پر یہ کہتی ہے کہ جس جگہ بہار قید ہے وہان کوئی جا نہین سکتا
دریافت تو کرو برق نے کہا اوستاد مین ابھی جاتا ہون جاکر دریافت کرتا ہون خواجہ نے کہا ابے
تیرے مزاج سے جلدی نہین جاتی برق نے بھاگ کر بولا حضور ہر کام مین مین ہی کام آتا ہون خواجہ
نے ایک تھپڑ مارا کہا خبردار اب تو نہ جانا ہم خود دریافت کرلینگے برق ایک طرف بھاگا کب رکتا ہے
خواجہ بھی ایک جانب سوچتے ہوے چلے برق جو وہان سے بھاگا دوڑا ہوا لشکر جاروب مین آیا پھرتے
پھرتے دروازے پر بارگاہ جاروب کے پہونچا دیکھا کنیزین دروازے پر کھڑی ہین برق کنارے آیا
ایک نوجوان خدمتگار کی صورت بنکر آیا کنیز کو بلایا کنارے لیجا کر بیہوش کیا اوسی کنیز کی شکل بنکر سامنے
جاروب کے آیا کہا واری لشکر مسلمانان بڑا ہلڑ ہے جاروب نے کہا اری شعلہ رو تجھکو کیونکر
معلوم ہوا کہا حضور ہرکارون کی زبانی خبر سنی لیکن حضور عیار تلاش مین نکلے ہین کوئی آپ سے
بھی پوچھنے آئیگا آخر آپ نے بہار کو کہان قید کیا ہے اپنے خیمے مین منگا رکھیے ہم لوگ حفاظت کرین
جاروب نے کہا مینے صحرائے نرگس مین اوسے قید کیا نرگس جادو وہان کی حاکم و ناظم ہے
کیا مجال جو کوئی وہان جا سکے برق کے منہ سے نکلا کہ یہی مطلب تھا یہ کہکر اوٹھا اور چھپتے ہی کہا

کہا لونڈی سمجھ گئی جارُوب کشتی کر شاید یہ کوئی عیار ہی پکار کر کہا او شعلہ روشن تو برق نے کہا مین
حاضر ہوتی ہون یہ کہکر چاہا باہر نکل جاؤن جارُوب نے گھبرا کے آواز گیر کی دی برق کے پاؤن
زمین نے تھام لیے اب جو جارُوب نے اشارہ کیا رنگ و روغن عیاری کا بھی چہرے سے اڑگیا ہلڑ ہوا
برق فرنگی عیار ہے عیاری آیا تھا گرفتار ہوا وزیرزادی اسکی سہ منشا لشکر ملکہ لالہ زار جادو
دوڑی ہوئی آئی کہا واری جب آپ نے شعلہ رو کو بیہوش کیا تو مجھکو خبر معلوم ہوئی تھی مین شعلہ رو
کو بیدار کرکے لائی ہون لیکن آپ نے خوب پہچانا اب اس نگوڑی کو قتل کیجیے جارُوب نے کہا یہی تو
بڑی خرابی کی بات ہے کہ ہم عیارونکو قتل نہین کر سکتے حکم شہنشاہ ہے کہ بغیر حکم بادولت کے عیار کو
قتل نکرو وزیرزادی نے کہا حضور اسنے آپ سے کیا پوچھا اور آپ نے کیا کہا جارُوب نے کہا
اسنے مجھسے حال بہار کی قید کا پوچھا مجھکو کھٹکا گذرا اور عجب کا اسنے کہا کہ مین بھی جانتی تھی اسی
سبب کان کھڑے ہوے مین نے سحر کیا تب یہ گرفتار ہوا مگر نگوڑی بلا روزگار ہے مین نے جب اسکو روکا اور
رنگ و روغن عیاری کا اڑادیا تب معلوم ہوا کہ یہ برق فرنگی عیار ہے لالہ زار نے عرض کی
آخر حضور نے بہار کو کہان قید کیا مجھے بھی شک آپکو ہوگا سحر کرکے دریافت کر لیجیے کہ مین کوئی عیار
تو نہین ہون جارُوب نے کہا اے لالہ زار تو ایسی بات کہتی ہے مین نے بہار کو صحرائے نرگس مین
قید کیا ہے لالہ زار نے کہا حضور مین برق کو پاس ملکہ حیرت کے لیجاؤن اور اونسے حکم قتل
لون اور وہین اسکو قتل کرون جارُوب نے کہا اچھا لیجاؤ لالہ زار نے مُردہ کے مشکین باندھ
کہا اپنا سحر اوتار لیجیے جارُوب نے سحر اتارا لالہ زار نے پشتارہ دوش پر لگایا لیکر بھاگی جب
اسکو لالہ زار لیکر نکل گئی اوسی وقت لالہ زار اصلی بھی آئی جارُوب نے کہا کیون اے
لالہ زار تم اتنی جلدی کیون واپس آئین حیرت نے کیا حکم دیا برق پر کیا گذری لالہ زار نے
کہا واری مین کیا جانون مین تو صبح سے حاضر بھی نہین ہوئی اب تو جارُوب گھبرائی کہا اے
لالہ زار ابھی تجھے صحرائے نرگس کا بھی پتہ بتایا تو کہتی ہے مین آئی نہین اور مین نے سب کچھ کہدیا بڑا غضب
ہوا جا کر ملکہ حیرت سے دریافت کر یہ سنکر لالہ زار روانہ ہوئی پاس ملکہ حیرت کے پہونچی
ملکہ حیرت نے پوچھا تم پھر کیون آئی تھی لالہ زار نے جو سب حال بیان کیا ملکہ حیرت نے کہا بی بی انہیں
انکے شعبدے سیکڑون گذرتے ہین عمرو عیار بگا آکے اپنے شاگرد کو لیگیا اور ملکہ جارُوب کی

مقام قید بہار بھی پوچھ گیا اب بی نرگس کی خیر ہو لالہ زار دہان سے پلٹی آکے جارروب کہا جارروب
نے کہا مین ابھی رستہ بند کرتی ہون یہ کہکر جارروب نے ایک دستک دی آواز دی ای ملکہ جادو
جادو بمقام نرگس راستہ دنیا کوئی عیار سردار جانے نہ پائے یہان جب خواجہ برق فرنگی کو
لشکر مین لیکر آئے مشاہین اسکی کھولین کہا کیون بیٹا دریافت کر آئے برق نے کہا غلام نے
دریافت تو کیا لیکن گرفتار ہو گیا خواجہ نے کہا اب نہ تکلیف فرمائیے گا مین طرف صحرای نرگس
کے جاتا ہون یہ کہکر خواجہ یکہ و تنہا چلے جو پتے نشان جارروب سے پوچھے تھے اون نشانون
کو دیکھتے ہوئے جاتے ہین جب پانچ کوس راستہ طے کیا دیکھا ایک مقام پر ایک کوہ نہایت بلند در
اوسکے سب بند کسیطرح سے راستہ جانے کا نہین خواجہ وہان سے پلٹ آئے قضای کار یہان
کنارے پر لشکر کے باغبان کھڑا تھا خواجہ کو جو آتے ہوئے دیکھا بڑھکر پوچھا کیون اوستاد خیر تو
ہے خواجہ عمرو نے کہا ای باغبان عجب طرح کا معرکہ ہے مینے خود جارروب سے پوچھا اوسنے بالتصریح
بتایا کہ نرگس جادو نگہبان ہے وہین ملکہ بہار قید ہین اب جو مین گیا راہ مین ایک پہاڑ ملا اوسکا
کوئی درہ نہین کھلا تھا صحرای نرگس تک نہ پہونچنے پایا باغبان نے کہا معلوم ہوتا ہی آپکے
تشریف لیجانے کے بعد اوسکو ثابت ہوا کہ خواجہ عمرو عیاری کرکے برق کو لیگئے اور مقام
قید بہار بھی دریافت کر گئے ہین اب اوسنے آپ پر راستہ روکا ہے سحر کرکے پہاڑ بنا دیا
غلام آپکے ساتھ چلتا ہے میرا بہار کے واسطے دل بیقرار ہے اگر بہار لشکر مین نہین تو زندگی
باغبان کی بیکار ہے اور بہار سے ہمیشہ میل رہا لشکر افراسیاب سے بہار نکلین اونہین کیوجہ
سے ہم بھی گلچین گلشن اسلام ہوے یہ کہکر باغبان رونے لگا خواجہ نے سمجھایا ہے کہ ای باغبان اسقدر
بیتاب نہ کرو انشاء اللہ بہار بہت جلد رہا ہونگی اب خواجہ و باغبان چلے راہ مین برق بھی ملا
چالاک ہی سے ملاقات ہوئی خواجہ نے کسی سے کچھ نہ کہا باغبان کو ساتھ لیے ہوئے قریب اوس کوہ
کے پہونچے باغبان نے کہا خواجہ آپ ہٹجائیے مین جاکر سحر کرون خواجہ تو ایک گوشے مین آئے
باغبان قدرت ٹہلتا ہوا چلا آگے بڑھکر دیکھا پہاڑ نہ معلوم ہوا اب باغبان حیران کہ یا الٰہی
ابھی پہاڑ تک نہین پہونچے اس سوچ مین تھا کہ ایک باغ معلوم ہوا دروازہ اوسکا بند باہر سے
قفل لگا ہوا ہے باغبان نے قفل توڑا اندر باغ کے آیا دیکھا باغ نہایت معقول پھول کھلے ہوے

چہچہانے طولانی خدمای لاثانی عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہی ہین بعض طائران خوشنوا زمزمہ سرائی ہین یہ اشعار گا رہے ہین

اشعار

گل جہری یا بینگے جتنے ہین اسیران قفس / ذت کو مہمان قضا سمجھو ہین مہمان قفس

دے گئین رخصت فریاد انھین ہی صیاد / تنگ آئے ہین بہت ضبط سے مرغان قفس

مژدہ اے قسمت بد دام بلا مین آکر / میہمان چمنستان ہوے مہمان قفس

پنبہ در گوش نہ رہ بہر خدا اے صیاد / سن ذرا زمزمۂ نالۂ مرغان قفس

مژدہ جاک قفس کیا ہی اسیرون سے یہی / آنکھ کھولے ہوے بیٹھے ہین نگہبان قفس

برگ گل فرش قفس چاہیے کرتا صیاد / جی کو بہلا مین یہ ہین کاش اسیران قفس

تذکرہ گل آئی ہے مرغان چمن مین انشا / کہدو صیاد سے تیار رہے سامان قفس

مخمصی ذہمین پھر شوق اسیری بخشا / یاد آنے لگی وہ صحبت یاران قفس

بیچدرد توڑکے بازو کہین جا ہی صیاد / تنگ آتا ہے اوٹھاتا ہمین احسان قفس

چھٹ گئے ہم سکن ذرا سی بھی رنجیدہ رہے / آرزو دل مین رہی حسرت ہجران قفس

اشک خون کے ہین قطرے مرے بتصویر گل / دیکھ صیاد ذرا لطف گلستان قفس

ہوگئی ایک ہی پرواز مین خالی آغوش / کیا غضب ہے نہ برآیا کوئی ارمان قفس

رنج عشرت سے نہین کم جو ہوا جاب ہم / مغتنم جان تو یہ صحبت یاران قفس

ہر طرف سے صدا زمزمہ سرائی آرہی ہے باغبان سیر باغ دیکھتا ہوا قریب بارہ دری کے پہونچا یکایک بارہ دری سے رونے کی آواز آئی اور صدائے دردناک اسطرح کی تھی کہ باغبان کا دل ہلگیا گھبرا کے چار جانب دیکھتا تھا کہ کہان سے یہ صدائے دردناک آئی آخر بارہ دری کے اندر گیا جاکے دیکھا ایک نازنین رشک جبین نہایت حسین و جمیل ہاتھون مین ہتھکڑیان پانون مین بیڑیان پہنے بیٹھی ہے سر جھکا ہوا آنکھون سے آنسو جاری بلک بلک کے رو رہی ہے صدائے دردناک دیتی ہے کہ اے فلک یہ کیا ستمگری ساتھ کجروی ہے جو تونے کی اب تو میرے ساتھ کجرفتاری سے توقف کر اب یہ صدمات نہین اوٹھتے اے فلک تونے وہ صدمے دیے کہ جو لایق اس تن ضعیف کے اوٹھانے کے تھی مین تو سہہ جاتی ہون یہ عجائب صدمے مین تقدیر سے مجھ کو گذر ہے اب صدمات نہین اوٹھ سکتے

باغبان ان کلمات حسرت آیات کو سنکر بیتاب ہوگیا قریب جاکر پوچھا اے گل بوستان حسن و جمال و اے
سرو حدیقہ جاہ و جلال کس حال مین تمکو دیکھتا ہون یہ کیا حال ہے کس ظالم نے تمھاری یہ کیفیت کی
یہ کہنا تھا کہ اوس نازنین کی آنکھون سے اور زیادہ آنسو جاری ہوے کہا اے شخص تو کیون ہمارا حال
پوچھتا ہے کوئی غمزدہ دست پوچھنے نہ آیا کسی نے حال زار نہ دریافت کیا سبب نے ہماری محبت سے ہاتھ
کھینچا ایک دل اور ہزار مصیبتین ایک سر اور ہزار آفتین ظالم جلاد کا سامنا وہ ظالم یہ نہین کرتا
کہ سر کاٹ لے روز کی کشاکش سے مہلت پائین کونسی تدبیر کرین کہ اس جفا سے چھوٹین مگر اے
شخص تو یہان سے چلا جا ایسا نہو وہ ظالم جلاد آجائے تو تجھکو کچھ ضرر ہو گئی باغبان نے کہا وہ کون شخص
ہے میرے نزدیک کسی طاقت دار کی حقیقت نہین مین سو دو سو کو اکیلا قتل کر سکتا ہون اوس نازنین
نے کہا آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے باغبان نے کہا طلسم ہوشربا کے سنگریزے تک مجھکو
پہچانتے ہین باغبان قدرت منتظم ریاست افراسیاب اب اعانت پروردگار سے شرمایہ
مسلمان ہوا افراسیاب کا ہنر دکھاتا ہون اکثر مقابلے پڑے ہین کتب پارینہ سے یہ ثابت
ہے کہ افراسیاب پر زوال آئیگا طلسم فتح ہوجائیگا باعث لکھ کا سر لشکر ہے اسوقت مین تلاش میں
جادہ جادو کی آیا ہون اب تم بھی حال اپنا مفصل بیان کرو یہ سنتا تھا کہ اوس نازنین نے کہا
ایک آہ سرد اپنے دل پر درد سے کھینچی اور بصد حیرت و افسوس یہ کہنے لگی کہ اے افسر لشکر
عمرو میری حقیقت قابل بیان کرنے کے نہین ہے اس سرزمین کا حاکم جادہ جادو ہے اوسکا ملازم
رہنمای جادو ہے مین ایک بادشاہ کی بیٹی ہون رہنمای جادو مجھپر عاشق ہوا اسوقت مین اوٹھا کر
لے آیا سوال وصل کیا مین نے اوس ظالم سے انکار کیا اوس ظالم کو غصہ آیا دن بھر مجھکو قید رکھتا ہے جب
اوٹھتا ہے تو کہتا ہے کہ میان جلسہ جماتا ہے پھر وہی سوال میرا انکار اوسکو غصہ وہ شراب پیکر بڑے بڑے
عذاب دیتا ہے لیکن تم صاحب اختیار ہو خواجہ عمرو کے لشکر کے افسر نامدار سو ہمکو قید سے
چھڑا لو وہ بھی بڑا ساحر زبردست ہے لیکن تمھارے نام سے اطمینان ہوا کہ شاید اوس کے
ہاتھ سے نجات ملے باغبان نے کہا اوس بھیا کو تنگ جینے کے مارونگا میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا یہ کہکے
باغبان نے اوس نازنین کے ہاتھ سے ہتھکڑیان نکالین مسند پر بٹھایا اوسنے کہا صاحب اس
باغ مین دو چار کنیزین بھی ہین وہی خدمتگزاری کرتی ہین اگر حکم ہو تو اون کنیزون کو بلا لون

ہو رہی تھی کہ جام بے اندیشہ انجام پی گئی وہ جام اوس نازنین نے باغبان قدرت کو دی تھی کہ بیہوش باغ کے
نعرہ ہوا کہ باش او باغبان اب کہان جاتا ہی ہم جادۂ رہنما ملکہ جاروب نے اسیواسطے ہمکو مقرر کیا تھا
وہ کام ہمنے کیا اب جو پلٹے باغبان دیکھا وہ نازنین تو غائب ہو گئی کنیزین ہیبت ناک
بیباک اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوے سامنے کھڑی ہین اور سامنے سے جادۂ جادو نعرہ کرتا ہوا
چلا آتا ہی باغبان نے چاہا اب اوٹھ کر سحر کرون سحر فراموش دریای حیرت کا جوش زن تھا لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہوا
جادۂ جادو ہنستا ہوا قریب آیا کہا صاحبو یہ باغبان لشکر مسلمانان کا سرگروہ ہی اب اسکے
برابر لشکر مین مسلمانون کے کوئی ساحر نہین ہی ملکہ جاروب اب سب کو گرفتار کرینگی یہ کہکر
باغبان کی زبان مین سوزن دیا شکنجہ بھی اسکی باندھین سب کنیزونکو جمع کیا کہا صاحبو
صحراے نرگس تک تو جانا بہت دشوار ہے اول تو مین سے گذرنا مشکل ہے مین نے یہان سب انتظام
کرلیا پہلے ہی سے یہ نازنین سحر کی بنا کے بٹھادی تھی کہ یہ سب انتظام کریگی بڑے لطف سے اوسنے
اسکو گرفتار کیا انکو اپنے سحر پر بڑا ناز تھا اب صحن باغ مین آ کے بیٹھا چالیس جادوگرنیان جمع
ہین جادۂ جادو کے سحر کی تعریفین ہو رہی ہین ایک ایک کا یہی قول ہی کہ اے افسر تو نے
خوب انتظام کیا اب جادۂ جادو کا قصد ہے کہ تخت سحر تیار کرے باغبان کو اوسپر سوار کرکے
طرف صحراے نرگس کے لیجاے کہتا ہی مہار کے پاس سے بھی قید کرونگا سب کنیزین کہتی ہین حضور جلد
آپ تشریف لیجلیے جادۂ جادو پھولا ہوا ہی کہتا ہی اب شہنشاہ طلسم ہوشربا ہماری ملکہ جاروب
کاہکش کو منتظم کل طلسم کا کرینگے خوب انتظام طلسم ہو جائیگا کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا سب نے
ملکہ جاروب کاہکش تخت پر سوار تشریف لائین وہین سی آواز دی اے جادۂ جادو کیا کہنا ا
فرزند تم نے بڑا کام کیا مگر ہمنے بھی خوب فکر کی تجھ ایسے ساحر کامل و اکمل کو مقرر کیا تو میرا نائب ہے اب مجھے
اطمینان ہو گیا لیکن اب طرف سے لشکر اسلام کے چڑھائیان ہونگی رعد و برق و برق لامع
و ذی ممنور یہ سب صاحب آوینگے مگر جب تو نے باغبان ایسے ساحر کو گرفتار کرلیا تو اور کسی کی
تیرے آگے کیا حقیقت ہے مین بھی وہ چیز تیرے واسطے لائی ہون کہ آج تک شہنشاہ کو ممکن نہو ئی
جادۂ جادو جاروب کاہکش کو دیکھکر مع سب کنیزون کے براے استقبال کھڑا
ہو گیا کہا اسوقت آپ کے آنے سے دل کو قوت ہوئی ایسے قدردان کے سامنے کام کرے

غلام نے کس لطف سے انتقام کیا جاروب نے کہا میں نقشہ دیکھ رہی تھی اے جاذہ جادو میں نے
ایک نقشہ بنایا ہے اوسکو آئینہ پھر دیکھا کرتی ہوں بڑے لوگوں سے مقابلہ ہے وہ سب کامل ہیں اوس میں
افراسیاب نے میری واسطے یہ پڑیا خاک قبر جمشید کی بھیجی مراد اس سے یہ ہے کہ یہ نعمت کبھی کسیکو نہیں ملی
میں تو بیان ہوں قبر سامری پر جاروب کشی نہیں ہوتی خاک جمع ہو گی قبر سامری سے آ و انا
آئی آج کل ہمارے بندہ و نیز آفت ہے یہ شراب میں ملا کر پلائی جاے سو برس عمر بڑھے افراسیاب نے
بلا کر مجھسے کہا میں نے اس پڑیا کو لیلیا کہ میں جا کر اپنے فرزندونکو پلاؤں کہ جو میری جان کا نگہبان ہے
جلد شراب منگاؤ کنیزیں شراب لائیں ملکہ جاروب نے شراب میں اوس خاک کو ملایا جاروب نے جام
بھر کر کہا میری جان کا نگہبان تو ہی ہے تو پی جا کنیزیں حسرت سے دیکھنے لگیں ارے نگوڑیو تم کیا کھڑی
دیکھتی ہو اپنے فرزند کے تصدق میں تمکو بھی ایک ایک جام دونگی جاذہ جادو تو پھول گیا جام
ہاتھ میں لیکر کہا اے ملکہ عالم آپ نے وہ احسان کیا کہ جسکا بدلا نہیں کر سکتا گرفتاری جملہ سرداران
اسلام کی میں نے اپنے ذمہ لی جب باغبان ایسے ہوشیار کو نیچے دام مکر میں پھنسایا تو اور کسیکی
کیا حقیقت ہے ایک ایک سبکو گرفتار کرونگا یہ کہکے جام پی گیا ملکہ جاروب زہر بار زہر بار کرتی جاتی ہیں
کنیزیں دیکھ رہی ہیں جب جام جاذہ جادو پی چکا تو کنیزوں کے آگے گلابیاں ہٹا دیں کہا تم
بھی پیو تو عمر بڑھیگی یا ابھی موت آجائیگی کنیزوں نے کہا واری ہم نہ پئینگے جاروب نے کہا پیو نہیں ایک بات
کہدی ارے سو برس نہیں تو پچاس برس ضرور عمر بڑھیگی مگر اونہیں ہٹا میرا پی چکا اب میں کیا عذر
جسواسطے میں آئی تھی میرا مطلب پورا ہو گیا کیوں جاذہ جادو تو نے باغبان پر توبہ مکر کیا اور مجکو
نہ پہچانا جاذہ جادو نے کہا آپ میری مالک ہیں عمرو نے کہا میں تیرا باپ ہوں دیکھ پہچان نعرۂ عمرو

مرا نام ہے خواجہ خواجگان	عمرو ذی حشم مہتر مہتران	مری نسل سے مکر پیدا ہوا
مرے نام پر عدو شیدا ہوا	اڑاتا ہوں کفار کے دم میں	جھکاتا ہوں دشمن کو ہر دم کو میں
مرا مکر ہے گلشن قیل و قال	مری چال سے ہے صبا پائمال	فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
نشان تمامی گرد پابوس کا	مرا افسر ذی حشم نامدار	امیر عرب شیر پروردگار
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے	کہ آفت ہمارا جہانگیر ہے	جاذہ جادو گمراہ کی انتقام ہے

اوٹھا کہ کنیزیں بیہوش ہو چکی ہیں کچھ تو ریب بیٹھی ہیں۔ جاذہ جادو بھی بیہوش ہو کر گرا باغبان حیران حیران دیکھے

مگر باغبان سمجھ گیا تھا کہ خواجہ عمرو واسطے میری رہائی کے تشریف لائے ہین جادۂ جادو جو بیہوش
ہو کر گرا خواجہ نے نعرہ کر کے خنجر مارا جادۂ جادو کا شکم چاک قصہ پاک کنیزون نے جو دیکھا گھبرا کر اٹھین اور
اوٹھ گرین بے ہوش ہوئین خواجہ عمرو لڑکھڑا کر گرے اوسکے مرنے سے باغبان کو ہوش آیا سحر یاد جو
اکڑ گئے جادو شد سکتے ہی سب قید ٹوٹی یاران سپہ جو جسم مین لپٹے ہوئے تھے ماش کے آٹے
کے تھے اب کنیزون پر باغبان جا پڑا غصہ مین جسکو طمانچہ مارا اوسکا سر اڑ گیا دم بھر مین باغبان
نے سب کنیزونکو قتل کیا خواجہ نے اوٹھتے ہی دختر لباس سب کے اوتار لیے باغ کو بھی خوب لوٹا تمام عمارتین
جل گئین جمنہائے طولانی چھٹکے ہنگامۂ گیر و دار بلند مرنے کی جادوگر دونکے آوازین آرہی ہین اب خواجہ و
باغبان باہر نکلے وہ جو پہاڑ تھا وہ بھی جلکے خاک ہوا باغبان نے کہا خواجہ جادۂ جادو نے رستہ
روکا تھا وہ مارا گیا اب راستہ ملیگا باغبان نے بلندی پر آکے دیکھا دور سے ایک صحرا معلوم ہوتا ہے اودھر
سے لپٹین پھولون کی آرہی ہین باغبان نے کہا خواجہ وہ سامنے صحرائے نرگس ہے نہین معلوم یہان
کہان قید ہے نرگس جادو کے رہنے کا کہان مقام ہے مگر اب مین جاتا ہون آپ الگ ہو جیے چلتے چلتے
عمرو نے کہا ای باغبان دیوانے نہ ہو جانا اپنے پرائے کو پہچاننا صحرائے نرگس کو کھیل نہ جاننا خواجہ
نے باغبان کو خوب سمجھایا باغبان نے کہا اب آپ ملاحظہ کرینگے یہ کہکے خواجہ کو باغبان نے الگ کیا
و تنہا طرف صحرائے نرگس کے چلا خواجہ ایک نخل کی آڑ مین چھپے ہوئے ہین باغبان جیسے گوشۂ صحرائے
نرگس مین پہونچا چاہتا ہے اندر چمنستان کے داخل ہون ارادہ درست چالاک ویسے کہ ایک طرف سے
آواز آئی صاحب مجھے بچائیے باغبان نے پلٹ کے دیکھا ایک جادوگر بے نام بدانجام ملکہ گلچین کا ہاتھ
پکڑے ہے گلچین دیکھ باغبان نکل بچاتی ہے کہ ظالم ہاتھ چھوڑ دے باغبان جھپٹا اوس جادوگر
نے آواز دی او باغبان کہان آتا ہے میرے مقدمے مین دخل نہ دینا ورنہ مشکین باندھکر
لیجاؤنگا اب زندہ نہ چھوڑونگا باغبان جھپٹ کر چلا اوس جادوگر نے گولا مارا باغبان نے
گولا تھام لیا یہ قہر و غضب تمام وہی گولا کھینچ مارا اوس جادوگر کا سر پھٹا اوسی سر سے برق
چمکی گلچین پر گری گلچین کے دو ٹکڑے ہوئے گلچین کا مرنا باغبان کا کلیجہ پھٹ گیا دوڑ کر
لاشے سے لپٹ گیا پکارتا تھا کہ کیون صاحب ساتھ ہمارا چھوڑا کیون صاحب فلک کیا تھا کہ یہ ستم
کرین فلک نے ہمکو لوٹ لیا کیون بی بی اب تنہائی مین کیونکر بسر ہوگی تڑپ تڑپ کر صبح ہو گی

ہمکو کون سمجھائیگا ہر وقت تمہاری یاد مین رونا آئیگا آخر یہ کہکر چلا اور گگان نقرات سے جانکو تسکین دونگا نظم

ضعف سے بیٹھی کروٹ میں تجھ بن جو گھبراتا ہون مین	نام لیکے ترا اٹھکو چلاتا ہون مین
غم یہ جب کہتا ہے اس پر مین بھی مرتا ہون تب آہ	وہ تو کیا مرتا ہے بس غیرت سے مرجاتا ہون مین
آنکھ لگتی ہے کبھی پر بات وہ کرتا نہین	بولتا ہے تو یہ کہتا ہے کہ اب جاتا ہون مین
گو وہ ہے آتش کا پرکالہ کہ تیرے سامنے	آفتاب اگر کے جاڑے سے تھراتا ہون مین
ناتوانی نے نکل جانیکا ڈر تو کھو دیا	یار کو اب اپنے مرجانے سے دھمکاتا ہون مین
گرچہ ہین راہ طلب مین تو نے ڈالا ہون بیدن	بس کبھی ساقی کے آگے ہاتھ پھیلاتا ہون مین
دوڑنے مین پاؤن جب دامن صحرا نے حضرت	ہاتھ بھی سوی گریبان سیا تھوڑا ڈراتا ہون مین

باغبان بلک بلک کر رو رہا ہے جانتا ہے اپنی جان دیدون خواجہ کو جب یہان دیر ہوئی باغبان
حال سے خبر نہوئی تو خواجہ گھبرا کر چلے کہ کان مین آواز آئی ہائے ہائے زود بسن ای مونس ہمدم عمرو عیار
ہو کر دوڑے آگے دیکھا باغبان لاش گلچین کے لپٹا ہوا رو رہا ہے خنجر کھینچا ہے کہ اپنا گلا کاٹ لون عمرو
ہو کر دوڑے پکار کر آواز دی او باغبان کیا کرتا ہے خبردار خنجر نہ مارنا عمرو نے دوڑ کر باغبان کا ہاتھ
پکڑ لیا کہا ای باغبان یہ کیا کرتا ہے کچھ دیوانہ ہوا ہے باغبان نے کہا خواجہ مین زندہ رہونگا گلچین
سیار گلشن جہان ہون عمرو نے کہا ای باغبان کیون دیوانہ ہوا ہے گلچین یہان کہان تو نے ذرا
سمجھ تو سہی ساحر نے ملکہ گلچین کو کیونکر پایا ذرا صبر کرکے دیکھ باغبان کو یہ سنکر ہوش آیا اپنی
جھولی مین ہاتھ ڈالا اس کے دانے نکالے اور پڑھ کر لاش پر گلچین کے پھینکے مارے شعلہ بھڑکا دھوان
دم بھر کے بعد دیکھا لاش ہے آدمی کا پتلا ہے باغبان کے ہوش اڑ گئے کہا خواجہ کیا غضب کا سحر کیا تھا
میرے ہوش درست نہ تھے عمرو نے کہا بڑی خیر ہوئی کہ مین آگیا مین تمہارے رونیکی آواز سنی دوڑا ہوا
آیا اب باغبان غصے مین اوٹھا کہا خواجہ دیکھو تو کیا معاوضہ کرتا ہون صحرائے نرگس کو ابھی
خاک مین ملا دونگا باغبان جھومتا ہوا قریب چمن نرگس آیا گنبد پھولونکا جھوم سے نکالا نخل ہائے
نرگس پر پھینکے ایک بخار نرگس سے بلند ہوئے ایک نخل کلان ہے اوس مین ایک گلدان آراستہ ہے جو شعلہ
نکلا اوس نخل سے [illegible] بیرونے شمع نکو بجھاتی ہین جھٹنے سے پھولونکو بچاتے ہین باغبان
نے یہ دیکھا [illegible] بڑھا چلا آواز دی او صاحب مین نے تجھے بھی [illegible] سامنے آ مقابلہ کر

پہ کیکے گنبد سولو لنکا مارا وہ گل کلان بھی جلنے لگا چیخنے کی آواز آئی جلے پھولون سے جادوگر نکلنے لگے اوس گل
کلان سے اسطرح کا دنتاتا ہوا کہ زمین ہل گئی ایک جادوگرنی ٹیڑھی ٹیڑھی آنکھین مگر سیہ فام بد انجام جسم
پر آبلے پڑے ہوے اوڑکر آتی ہوئی باغبان پر جا پڑی جادوگر جو پھولون سے نکلے تھے الگ کھڑے تھے
اس جادوگرنی نے کہا اے گلہاے صحرائے نرگس باغبان کو لینا وہ سب جادوگر باغبان پر ٹوٹ
پڑے باغبان نے جو تمر ہندی اوٹھائی تھی لاشہ زوجہ پر رونا خواجہ کا آکر تسلین دینا نہایت غصہ تھا
سنگریزے اوٹھاکر مارے پتھر برسنے لگے جس جادوگر پر پتھر پڑا اپس کر رنگیا ہر جادوگر پر پتھر برسنے لگے سیکڑون
جادوگر مر کر گرے نرگس چاہتی ہے بھاگ کر نکل جاؤن باغبان نے پلٹ کر دیکھا آنکھین چمکا رہی ہے پرواز
کر رہی ہے باغبان نے اون جادوگرون پر ایک گینہ دور مارا اون جادوگرون پہ آگ برسنی لگی سیکڑون
ناری جلے واصل جہنم ہوے نرگس نے غلطک ماری چاہا کہ بلند ہو کر نکلون باغبان نے پلٹ کر کارد سحر
کھینچ ماری نرگس کے سینے کو توڑ کر پار گذری نرگس کا مرنا کہ گلستان مین آگ لگ گئی وہ نخل کلان بھی
جلنے لگا آواز آئی کشتی مرا نام من ملکہ نرگس جادو بود وہ کوہ پھٹا زمین پر گرا ملکہ بہار جادو کو دیکھا
ایک قفس مین بند زبان سوزان قلب پر ہجوم رنج و محن یاد دین بادشاہ لشکر اسلام کی آنکھون سے آنسو
جاری اشارون سے یہ اشعار ادا ہوتے ہین

نظم

جب رونے پہ آنکھ آگئی ہے　　طوفان نیا اوٹھا گئی ہے　　دل مین نہین غیر کا گمان بھی
وحدت ہمہ تن سما گئی ہے　　الفت تری کارساز عالم　　گھر دل مین مری بنا گئی ہے
یاد آپ روان کی محرمون کی　　ہمچشمون مین کیا رولا گئی ہے　　مشکل ہو گئی ہے ہجر کی شب
سر سے مرے اک بلا گئی ہے　　حدار وہ کا عل پریشان [?]　　جنجال مین جی پھنسا گئی ہے
رعنا ہو لحد مین اس سے بے چین　　جلوت تری یاد آگئی ہے　　باغبان نے جو بہار کو اس حال

مین دیکھا بیقرار ہو کر دوڑا باغبان کو دیکھکر بہار مین جان آگئی جاکے قفس کو توڑا بہار
کی زیب سیکسون [?] نکلا خواجہ کو بہار نے دیکھا کہ سر جھکائے کھڑے ہین بہار نے پوچھا کہ کیون خواجہ
آپ کیون سست ہین خواجہ نے کہا اتنی بڑی جادوگرنی کو قتل کیا بہار خالی پڑا ہے ایک بیبے کا اسا
[illegible] ملا بہار نے کہا مین آپکے لیے تدبیر کرتی ہون سیان تو اوسنے مجکو قید کیا تھا اوسکے رہنے کا مقام دور
ہو گئی ہے جادوگر وہان قید ہے صمصام جادو ایک جادوگر ہے اوسپر عاشق تھی اوسیرہ باوفا التی تھی

تھی اگرچہ نہین معلوم کیا باعث تھا کہ اوسنے اوسکو قبول نہین کیا وہ بھی وہین قید ہے وہان چلیے سب کچھ موجود ہے یہ کہکر بہار آگے بڑھی جس مقام پر نخل کلان تھا وہ طبقہ اڑ گیا ایک دروازہ ثابت ہوا ایک زنگی اوس دروازے پر بیٹھا اوسکو باغبان نے مارا باغبان اور بہار نے ملکر دو تین موا سیلے سب کے خواجہ اندر گئے دیکھا ایک باغ جسکو دیکھکر دل باغ باغ ہو طائر خوشنواز زمزمہ سرائی کر رہی ہین نخل سر سبز و شاداب عندلیب ہجر گل مین بیتاب سرو چمن کا اکڑنا نرگس کی دیدہ بازی سوسن کی غمازی نسیم عنبر شمیم چل رہی ہے غنچے مسکراتے ہین صیاد اپنی بدنصیبی پر سر ٹکراتے ہین ایکطرف چھوٹی سی بارہ دری فرش شجر بچھا ہوا اسباب عیش و نشاط آراستہ خواجہ جھپٹ کر بارہ دری مین گئے جال مارنا شروع کیے تمام مال و اسباب اوٹھا کر نذر زنبیل کیا ایک جانب سے زنجیر و نکی آواز آئی دیکھا وہین سے جوان زبانون مین سب کے سوزن گرفتار دام رنج و محن ایک جوان تاجدار سلسل و مطوق بیٹھا ہے باغبان نے جھکر اس جوان تاجدار کو رہا کیا زبان سے اوسکی سوزن نکالی وہ جوان قید توڑکر اوٹھا باغبان و بہار کے قدمونپر بوسہ دیا باغبان نے نام پوچھا کہا اس حقیر کو صمصام جادو کہتے ہین آپ نے کیون تکلیف کی نرگس اگر آنکھین لگائیگی باغبان نے کہا نرگس تو ماریگئی یہ ملکہ بہار جادو افسر لشکر اسلام ہین ملکہ بہار نے باغبان کی تعریف کی تاجدار کا حال پوچھا کہا حضور یہ سب میرے ملازم ہین برے اشکار اس حوالی مین آیا نرگس عاشق ہوکر مجھکو گرفتار کر لائی یہان اگر طالب وصل ہوئی مینے قبول نہین کیا قید کرکے چلی جاتی تھی شب کو پھر آتی تھی ایک دن شب کو مین بہت بیقرار ہوا اور یہ دعا کی کہ اے حقیقی پیدا کرنے والے مذہب اصلی کا خواہان ہون اوسی شب کو ایک بزرگ خواب مین آئے فرمایا اطاعت دین اسلام کو سرداران اسلام اگر تجکو قید سے رہا کرینگے تو رفیقان طلسم کشا مین منسوب ہوگا شکر ہے کہ آپ لوگ تشریف لائے جس جسکو خواب دکھایا تھا بہت رو دیا اوسی خیال مین جب صبح ہوئی سب جوانونے میرے قول کی تصدیق کی اور کہا ہمنے بھی یہی خواب دیکھا ہے سب مطیع الاسلام ہوتے ہین آج پروردگار نے مشکل آسان کی باغبان نے اوسیوقت ایک تخت تیار کیا جب سب جوانونکو قید سے رہا کرلیا اب جو باغبان نے ذکر کیا اپنے لشکر کا جمع ہونا خواجہ کی عیاریان وہ خوش ہوگیا کہا مجکو خدمت مین ملکہ مہرخ کی لیچلیے باغبان نے صمصام کو تخت پر سوار کیا ایکطرف باغبان ایکجانب بہار و صمصام اور تختون پر تین سو جادوگر گھیرے ہوے خواجہ بھی سارے مکان کو لوٹ مار کرآئے سب حال سنا

بہار سے بیان کیا کہ ملکہ میں نے تو بہانے سے کچھ بھی نہ پایا قرضا بہت شانت نکلے مدد بہار ذکر نا جاری ہے لشکر
مین چلکے سرداران نامی خدمتگزاری کرینگے کچھ اسباب ہی مکان سے نکلا بارگاہین اژدر دنبہ مردائین نوبت
نقارہ بجنے ہوئی اس عظم و شان سے طرف لشکر اسلام کے چلے یہان جب سے باغبان خواجہ گئی ہین جاروب
خدمت مین ملکہ حیرت کے آئی سرداران اسلام انتظار مین برق کنارے لشکر کے کھڑا ہے وہان پر
حیرت کے جاروب بیٹھی ہے ملکہ حیرت کہ رہی ہین ارے جاروب جہان تمنی بہار کو قید کیا عیار
نے تم سے پوچھ لیا اب ضرور سردار جائینگے ز صرصر نے کہا حضور نہین خبر مین چلی باغبان قدرت
خواجہ تشریف لیگئے ہین مخمور نے آج صبحکو کہا تھا کہ مین تلاش مین باغبان و بہار کی جاؤن
ملکہ مہرخ ذکر کا دور روزا ز تامل کر و پھر فوج کثیر لیکر جانا مسلمانون مین ایک کا ایک عاشق ہے ایک
کیواسطے ایک جان دیتا ہے نہ کہ بہار کا قید ہونا سارا لشکر بیقرار ہے سبھی سردار جاوینگے یہ باتین
ہو رہی ہین جاروب کہتی ہے مینے بہار کیواسطے دو دو نگہبان مقرر کیے ہین جادہ جادو بڑا
مکار غدار ہے نرگس ہی کو مخفی رکھتی ہے کوئی اوس تک نہین جاسکتا یہ باتین تھین کہ نوبت و نقارے
کی آواز آئی سب دیکھنے لگے جاروب نے دیکھا صمصام جادو تخت پر سوار تین سو جادوگر
گھیرے ہوے ایک طرف باغبان و بہار نوبت نقارے بجتے ہوئے بارگاہین اژدران آتش نشان پر لدی
ہوئین جسکے آگے خواجہ بعد کروفر شلنگین لگاتی ہوئی چلی آتے ہین جاروب نے جو ملکہ بہار
کو دیکھا کہا غضب ہوا بہار چھوٹ گئی صمصام کو دیکھکر جاروب رونے لگی کہا ارے اس ظالم نے
کیونکر رہائی پائی یہ نرگس کا معشوق ہے بیشک اوسکا گھر لٹا بڑی تباہی ہوئی واری آج میرا بادہ
لوٹ گیا ایک کنیز کو حکم دیا یہان سے جا خبر تو لاؤ دیکھو تو جادہ جادو و نرگس پر کیا گذری بائی
وہ ایسی جانباز و مہ نوروش معشوقہ ہے جو ن دیے انکا گذر وہان نہوتا اور صمصام کئی سال سے
وہان قید تھا بائی اس ظالم تک یہ لوگ کیونکر پہونچے اسکو کیونکر رہا کیا یہ سب سامان ظاہری اوسی کا
ہے کنیز جو مین ان سے کئی تھی اوسنے جا کے لاشہ جادہ جادو کا دیکھی باغ لٹا ہوا دیکھا سب سے آگے بڑھی
صحرا نرگس تک یہ جا کر دیکھا کہ مکان ویران پڑے ہین لاشے سڑ گئے ہین ہزار دو ہزار جادوگر نکلا وہان
قیامت ہے خاک اڑ رہی ہے کنیز روتی پیٹتی بلبلی آگے آستانے حیرت کے پہونچی جاروب سے عرض کی حضور غضب
ہوا سب جادوگر مارے گئے علاوہ جادہ جادو و نرگس و شعلہ خیز کے اور بھی ہزار ہا لاشے پڑے ہوے ہین

معلوم ہوتا ہی لشکر سے مقابلہ ہُوا ملکہ حیرت نے کہا ایک بہار لاکھ سے لڑسکتی ہی باغبان قدرت کیا کم
ہر سود و سود کی کیا حقیقت ہی جاروب نے سر پیٹ کیا کہا صاحبو بڑا غضب ہوا نرگس نے بڑا مکر تریا
ن دی اس کو جنت سمصام پر مرتی تھی ایکدن مجھسے کہا تھا کہ آپ بھی اوسکو سمجھائیے بڑا طولانی نامہ لکھا
مضمون یہ تھا کہ شاید اسلیے مجھے دی ہی یہ ظالم مانتا نہیں اور بہت بیقراری میں یہ اشعار بھی اوسنے لکھی تھی نظم

اوس نازنین مین عشوہ ہی ناز و ادا بھی ہی — انداز بھی ہی غمزہ بھی شرم و حیا بھی ہے
آب رواں ہی سبزہ بھی گلگشت بہار بھی — ساقی ہی یار بادہ ہی باد صبا بھی ہے
ڈھاتی ہو میرے کعبۂ دل کو بہت عبث — اوسنگدل تو تجھمین خوف خدا بھی ہی
ایمان بھی جان بھی کھو چکا ناموس ننگ بھی — اے دل تباہ تو عشق کی کچھ انتہا بھی ہی
جاتی نجات پوچھتی ہین آپ مجھسے کیا — کعبہ بھی ہی مدینہ بھی ہی کربلا بھی ہے
دم ہی لبون پہ ہجر مین رکھنا کا سب ہو — دم دیتی ہین مسیح کہ چشم شفا بھی ہی

نرگس نے یہ نامہ بڑا طولانی لکھا تھا آج مجھے یاد آیا کہ نرگس نے بڑا صدمہ اوٹھایا اب مین جاکر طبل خفگی
بجواتی ہون کل دیکھئے تو کس کس کا خون بہاتی ہون نرگس کا مارا جانا بالا بالا انجام ہوگا اگر پہلے مجھکو خبر
معلوم ہوجاتی کہ میان باغبان سے ہماری بہارے جاتی ہین مین خود جا کر روکتی یہ کہکر جاروب
جا بیٹھی ہی اوٹھی کہ آسمان پر گھٹا ہی ابر چھٹے سفید گرد اوڑی کہ روے آفتاب چھپ گیا ملکہ حیرت نے کہا اے
یہ کون آتا ہی شہزادی جاروب نے کہا آخر نگہ چین نہ آیا دور سے آئی کیونکر نہ گھبرا مین راتین اوسنے کیونکر
گذری ہونگی میری وجہ سے چہل پہل رہتی تھی کہا حضور میرا شوہر ہی باد انگیز پنجہ کش اب دیکھیے وہ کیا
بربا کریگا بہار و میان باغبان کو بچاتے راستہ نمیمتا سورات مورد ما مین پھنسے بڑی بدمزاج ہین
جادو کے سر کے تاج مین نے اوسنے کہا خبردار اونکے سامنے کچھ ذکر نکرنا ابھی لشکر اسلام مین گھس جادینگی
بہار و باغبان کو پکڑ لاوینگے وہ دونون اپنی نظیر نہین یہ ذکر تھا کہ ابر قریب آکر شق ہوا جاروب
کھڑی ہوگئی دیکھا ایک ہی دو گز سے قد و قامت کا دیو ہی کہ قلب انسان مین سمایا ہوا ہی تاج زرین
سر پر ہی جو جواہرات سے آراستہ ہی جاروب ہنس رہی ہین کبھی کہتی ہین ہمارے صاحب کو کچھ
جواہرات بہت پسند ہی ہوتین ہمارے ملے تو سب ہی پہنتے ہین مگر اون کے گلے مین اچھی معلوم ہوتے
ہین ملکہ حیرت بحیرت دیکھ رہی ہی جاروب باغ باغ ہو رہی ہی اپنے آپ سے باہر ہے ملکہ حیرت

سے ہنس ہنسکے کہتی ہے آپکے شہنشاہ ہمکو بھول گئے ہماری صاحب کو ہماری آخرہ ہر بادی بادانگیز نجہ کش تخت
سے جوشیا ہوا اترا جادوگر بہت سے پشت پر آکے حیرت کو سلام کیا جاروب سے کہا کیون صاحب تم تو
دو روز کا وعدہ کرکے آئین تھین اسقدر عرصہ کیون کیا جاروب نے کہا صاحب اب تو لشکر سلیمان
سے مقابلہ پڑا ہے ایک جان کے ہزارون دشمن ہین اب طبل جنگی بجواؤنگی کل مقابلہ ہوگا بادانگیز نجہ کش نے
کہا میرے سامنے تم کیا مقابلہ کروگی مین کل سب کو قتل کرونگا اتنے مین جاروب خوب قہقہہ مارکر ہنسین
حیرت سے کہا کیون حضور بھلا مین کیونکر گوارا کرون کہ مین دیکھون یہ مقابلہ کرین پھر بادانگیز نے
کہا اپنے لشکر مین چلو جو مناسب ہوگا وہ کیا جائیگا جاروب خوشی خوشی اوٹھی شوہر کا ہاتھ تھام لیا
ہنس ہنسکے باتین کرتی ہوئی کہ صاحب ایک ہفتہ مجھ پر برابر ایک سال کے گذرا راتون کو گھبرا آتی تھی
تمہاری صحبت یاد آتی تھی کئی دن سے پوچھئے کل شب کو مین نے کھانا بھی نہین کھایا دمبدم میرا یہ حال
تھا اور یہ کہتی تھی

نظم

مہربان مجھپہ وہ عیسی جو کسی دم ہوتا
لاش پر میری نہ زنہار یہ ماتم ہوتا

نہ تو وحشت مجھے ہوتی نہ پہنتا زنجیر
میری ہاتھون مین جو وہ گیسوے پرخم ہوتا

دھوم عالم مین بس گر مری آجاتی
آپ آتے تو عجب لاش کا عالم ہوتا

گو نہ آتے وہ مگر غیر کا وہاں تو نہ غدر تھا
درد ہوتا تو مری دل مین مگر کم ہوتا

لطف اوس وقت وصال گل و بلبل کا
جسم برگ گل کے نہ پیراہن شبنم ہوتا

آبرو ابر کی سب خاک مین ہی ملجاتی
مائل گریہ اگر دیدہ پرنم ہوتا

زہر مارا آہ رقیبون نے کیا انکا اگال
کھانا رعنا کو میسر جو کہین سم ہوتا

بادانگیز نجہ کش ہنستا جاتا ہے کہتا ہے اے ملکہ عالم آج شب کو جلسہ ہو صحبت عیش و طیش کی نہایت
آراستہ ہو ناچ گانا بھی ہو نقل شراب و کباب بھی ہو غرضکہ یہ زن و شوہر تو باتین کرتے ہوئے باہم
جاتی ہین مگر برق فرنگی ایک جادوگر کی شکل بنے ہوئے لشکر مین جاروب کے پھر رہے ہین یکایک مشہور
ہوا کہ بادانگیز نجہ کش شوہر جاروب آیا ہے آج ناچ بھی طلب ہونگے برق نے بہ تبدیل صورت
اپنی ایک چوبدار کی بنائی سامنے ایک خیمہ کسبی کا تھا بڑی عمدہ گانیوالی برق نے جاکر کہا صاحب
آج تمہین مجرا کرنا پڑیگا مگر ذرا ادھر سے چلو مین تمہین سمجھا دون ہاتھ پکڑ کے کسبی کو کنارے لیگیا

کون ہے دل میں نہیں یار تری عشق کا نقش
کس قلمرو میں ترے حسن کا فرمان نہ گیا

صادق القول نہیں دوسرا مجھسا مے کش
شیشہ سے عہد تو پیمانے سے پیمان نہ گیا

کون ہے شانہ کا سینہ نہ کیا زلف نے چاک
کون سا آئینہ اس حسن کا حیران نہ گیا

خاک پا تو نے نہ اوس مسیحی نفس کی چھڑکی
باغبان نرگس گلزار کا یرقان نہ گیا

مجھسا غم دوست نہ ہوویگا کوئی دنیا مین
کونسی مجلس ماتم مین مین مہمان نہ گیا

ای شہ رہون مستر آتش قدمی کا تیری
کوئی دنیا سے تری طرح گریزان نہ گیا

بہوش کر آبلون نے خشک نہ باتین تر کین
تنے سے شرمندہ مین آخر مغیلان نہ گیا

عاشق اوس غیرت بلقیس کا ہون آتش
بام تک جسکے کبھی مرغ سلیمان نہ گیا

اس لطف سے برق نے تڑپ کر یہ غزل گائی کہ باد انگیز پنجہ کش مست ہوکر اشارے کرنے لگا برق نے اشارہ کیا کہ تمھاری خالا بیٹھی ہین ہمارے تمھارے وصل کیونکر ہو ارے کمبخت مین تو خود تیری مشتاق ہون بڑی ناک تیری دیکھکر مری جاتی ہون اس نگوڑی کو کسیطرح سے ہٹا دو پھر مین حاضر ہون باد انگیز نے خدمت گار کو بھیجا کہ جاکر پوچھو مین کیا تدبیر کرون برق نے الٹے ہاتھ سے خدمت گار کو طمانچہ مارا کہا اپنے باپ سے کہنا کہ محفل مین شراب کا چرچا رہے سب کو دو دو تین تین جام پلاؤ مین یہ نشے مین مبہوت ہون ہم تم مزے اڑائین باد انگیز نے یہ سنکر حکم کیا ہان پی لینا سبکو شراب پلاؤ برق نے شراب کو الٹ پلٹ کیا بیہوشی ملائی بڑا سا جام بھر کے جاروب کو پلایا مصاحبونکو کنیزونکو بھی پلانا شروع کیا کنیزین بھی پی رہی ہین برق نے اشارہ کیا باد انگیز سے کہا ایک جام تم بھی پیو برق نے ایک جام بھر کر باد انگیز کو بھی پلایا اب جو سب نے شراب پی بیہوشی مین سب دست درازیان کرنے لگے کوئی گھبرا کر اٹھا دھم سے گر کر بیہوش ہوا قضا ہی کار جاروب بھی گھبرا کر اوٹھی اوٹھتے ہی گری بیہوش ہوئی جاروب کا بیہوش ہونا باد انگیز نے کہا ای جان جہان آ میرے گلے سے لپٹو برق نے کہا تم آکے گود مین اوٹھالو باد انگیز [illegible] بیہوش ہوا تو برق نے تڑپ کر نعرہ کیا نعرہ

لقب ہے مرا برق خنجر گذار
اکا دستادین خواجہ نہ مدار
تڑپنے مین مین برق فنا ہون

کہے کون مکار و غدار ہون
گردن سپہر دون گمرہی کی راہ ہے
ارسطو ہی ذی علم شاگرد ہے

وہ مکر ہے میرا ہمیشہ رہا
تڑپ سے مری تیغ بھر رہا
بزیر قدم غرب تا مشرق ہے

پھرا وہ ہون مین نام بھی برق ہی ہے خنجر پکڑ کر چاہا تھا کہ جاوان کہ صرصر شمشیر زن اسطرف پھرتی پھراتی
آئی دروازے پر دیکھا چند چوبدار بیہوش پڑے ہین سمجھ گئی عیار نکا گذر ہوا پردہ اوٹھا کر دیکھا
برق فرنگی خنجر بکف باد انگیز کو قتل کیا چاہتا ہے نعرہ کیا خبردار او بھبور یہ کیا کرتا ہے برق نے پلٹ کر
دیکھا کہا اوستانی خدا کے لیے چلی جاؤ نہین بڑی مشکل مین اسکو بیہوش کیا ہے میرا بڑا نقصان ہوگا اوستانی
نے کہا دونگا تمکو چلی لیسوا لیسوا اکر مار ڈالے صرصر کب مانتی ہے خنجر برق کو مارا برق نے خالی دیا
صرصر نیمچہ کھینچکر جا پڑی برق سے نیمچہ چلنے لگا برق ڈرتا ہے کہ ایسا نہو کہین باد انگیز کو ہوشیار کردے
کہ اب صرصر نے بڑھکے برق کو نیمچہ مارا برق پیچھے ہٹا صرصر نے پلٹ کر جناب دافع دارو بیہوشی
مارا برق نے دیکھا کہا غضب ہوا باد انگیز کو ہوشیار کر دیا برق کو کر بھاگا باد انگیز کی جو آنکھ کھلی صرصر
کو قریب پایا صرصر نے کہا صاحب ہوشیار ہو جیسے موت اسوقت ٹلی ہے برق فرنگی نے سبکو بیہوش
کیا تھا باد انگیز نے پانی سحر برسا کے سب کو ہوشیار کیا غصہ مین اپنے مقام سے اوٹھ ادی غصہ مین
پر پرواز پیدا کر کے پہلا جاردب نے ہر چند پکارا باد انگیز نے کچھ جواب نہ دیا اب جاردب رونے لگی
اور کہنے لگی کہ صاحب جواب تو دو باد انگیز نے ہنس کر جواب دیا کہ برق کو گرفتار کرنے جاتا ہون
جاردب نے کہا مین بھی آؤن باد انگیز نے کہا کہ خبردار صاحب تم نہ آنا جاردب ٹھہر گئی باد انگیز
اڑتا ہوا چلا پہر رات پچھلی باقی ہے برق جو بھاگا کنارے لشکر کے پہونچا دیکھا کہ ہلال سحر افگن
ٹہلا رہی ہے برق کو جو آتے ہوئے دیکھا پکار کر آواز دی کیون برق خیر تو ہے برق نے کہا کہ
عیاری کی تھی اوستانی نے آ کر رنگ مٹایا برق ہلال سے باتین کر رہا ہے کہ باد انگیز آ کر پہونچا برق
کو دیکھکر تڑپ کے گرا لشکر مین نیچے وبا سے اوڑا ہوا کہ برق کو جادوگر لے جاتا ہے مشہور ہو گیا
خواجہ ایک دوکان پر پڑے سو رہے تھے غل سنکر دوڑے آ کر دیکھا ہلال سحر افگن کا قصد ہے
کہ مین جاون عمرو نے منت کیا کہ تم نجاؤ مین جاتا ہون یہ پوچھ لیا کہ معرکہ کیا گذرا ہلال نے کہا برق
نے عیاری کی تھی صرصر نے آکر غضب کیا عمرو نے کہا وہ ظالم تو میرے نام کی دشمن ہے مین بھی اوسکے
واسطے جان دونگا یہ کہکے بھاگے راہ مین جاتے جاتے صرصر کی صورت بنکر تیغ کھینچے ہیبت دکھاتی لرزتی
چند قدم آگے بڑھکے بقول شخصے ہوا چلنا کیا مشکل تھا چند قدم باد انگیز سے آگے بڑھ چلنے بھی
ہی باد انگیز وہان پر پہونچا پکار کر آواز دی او بے مروت ذرا ادھر آ تنہائی مین تجھ سے

باتیں کروں ارے بد نصیب یہ دلگی تھی کہ میں تجھکو پڑی ہی تجکو خیال بھی نہیں دو باتیں کر لے بھر چلا
باداانگیز نے جو صرصر کو دیکھا کہا صاحب میں اپکی دوری سے تھکے ہارے دلکی کیا خبر ہی ہماری
جب کیفیت سے تیری نگاہ کا یہ اثر ہے

نظم

لہو سے مردم دیدہ اگر وضو کرتے — بلند اشکوں کی کوثر سے آبرو کرتے
کھلا کن آنکھوں سے شوق رخ نکو کرتے — تمھاری بوسی کی کس منہ سے آرزو کرتے
نکلی حسرت دل ایک بھی ہزار افسوس — عدم سے لائے تھے کیا کیا ہم آرزو کرتے
خیال کو بھی رسائی تھی جس تلک مشکل — ہم اوسکے وصل کی کسطرح جستجو کرتے
ہمارا چاک جگر تھا نہ چاک جیب سحر — مجال تھی کہ رفوگر اسے رفو کرتے
جیا کے پان اوٹھاتے جو قتل پر بیڑا — مجھے رقیب سیہ رو سے سرخرو کرتے
کبھی وہ مست جو آتا شراب نوشی کو — ہم اپنے دیدہ و دل ساغر و سبو کرتے
مٹے کا حرف محبت نہ صفحۂ دل سے — یہ لوح مشق نہیں جسکی شست و شو کرتے
ترے شہید نہ دیکھینگے بھر کے کوثر کو — گئے ہیں آب بقا سے وہ تر گلو کرتے
کیا ہے خانۂ دل میں تصور دلدار — تلاش کس لیے ہم اوسکو چار سو کرتے
کسو خیال میں کسکے اوداس ہو رعنا — کسی سے تم جو نہیں آج گفتگو کرتے

باداانگیز نے کہا اے ملکہ صرصر میں برق کو پکڑ لایا کہا صاحب تمھاری جان کی ہم تو تمھاری سلامتی کی
دعا مانگتے ہیں لاؤ میں برق کو قتل کروں باداانگیز نے برق کو زمین پر ڈالدیا صرصر نقلی نیمچہ لیکر چلی
کہا صاحب تمھاری زوجہ بڑی بدمزاج ہیں اور اونکو دل میں بڑا شک ہے تو قتل ہو جائے بچا یہ وہ
کستی یقین کہ تم کردن آئین مجکو بہت ناگوار ہوا اوسوقت میں جواب دینا مناسب نہ جانا دیکھیں قسمت
لاتی ہیں باداانگیز بلبلا کر عمرو قریب تو کھڑا تھا وہی نیمچہ مارا کہ سر باداانگیز کا اوڑ گیا خواجہ نے کہا یہی آثار
لیے برق و خواجہ باتیں کرتے ہوے چلے میان زوجہ باداانگیز اپنی ساتھ والیونسے کہہ رہی تھی
کہ صاحب کا جانا مجھے بہت شاق ہوا ارے ذرا خبر تو لو کہ میرے وارث پر کیا گذری ایسا نہو کہ کوئی عیار
اونکو گھیرلے میان عیار بڑے تھر کے ہیں انکی وجہ سے زندگی دشوار ہے ساحر انکے سامنے
بالکل بیکار ہیں یہ باتیں یقین کہ منہ پر گلدستہ باداانگیز کے جسکا بنایا ہوا رکھا تھا یکایک وہ جل گیا

جاروب نے سر پیٹ لیا کہا صاحبو بڑا غضب ہوا معلوم ہوتا ہے میرا شوہر مارا گیا چند کنیزین دوڑین غرض تھوڑی دیر مین
لاشہ باد رنگ کا پہنچا سب کنیزین لاش اوٹھا کر لائین ملکہ جاروب سر پیٹنے لگی اسی اثنا مین اوسکے لاشہ
شوہر کا جلا یاروتی پیٹتی سامنے حیرت کے آئی کہا حضور زن شا شوہر میرا مارا گیا اب سمجھئے جان
دونگی یا اوسکو زندہ چھوڑونگی حیرت نے بڑا افسوس کیا کہا کل اونھون نے اگر ایسی باتین کین کہ مجھکو
خوف آیا وہی ہوا عیارون نے نہ چھوڑا جاروب نے کہا اتنا دریافت کردیجیے کہ میرا شوہر کسطرح مارا گیا مین
اوس سے بدلا لونگی ملکہ حیرت نے اوراق دیکھکر بتایا کہ عمرو نے صرصر بنکر مارا کہا بس حضور اب عمرو زندہ
نہ بچیگا صرصر نے کہا سرور بارہ یہ فرمائیے ابھی عمرو کو خبر پہونچ جائیگی اوسکے شاگرد آپکی فکر مین نکلینگے
اونکا فکر کرنا خالی نہ جائیگا جاروب نے رو کر کہا دو گھڑی رات باقی ہے اب مین سامان لشکر کشی کرتی
ہون کہ لشکر تیار ہوا ملکہ حیرت آپ بھی تماشہ دیکھئے گا حیرت نے کہا مین ضرور میدان کارزار
مین آؤنگی جاروب نے لشکر تیار کیا اژدہائے آتشین پر سوار ہو کر چلی ملکہ حیرت بھی سوار ہوئین مصور
وصورت نگار و یاقوت و زمرد سب سردار ملکہ حیرت کے ساتھ چلے اس زور و شور سے لشکر کفار
میدان کارزار مین آئے ادھر ملکہ مہرخ بھی سوار ہوئین طرف میدان کارزار کے چلین بہار
گلعذار و باغبان قدرت بصد صولت و شوکت ایک جانب رعد و برق و برق لامع وغیرہ
ایک طرف دونون لشکر میدان کارزار مین پہونچے جاروب کھڑی رو رہی ہے کنیزین کہتی ہین حضور
صبر کیجیے آپکا تو عجیب حال ہے جاروب ٹھنڈی سانس کھینچکر کہتی ہے ہماجیو مین کیا کہون جو میرا
حال ہے ہائے وہ میان قتل ہونے کو آئے تھے ہائے کس سے اپنا دل کہون یا سامری و
جمشید کیا اونکی کیفیت بیان کرون

نظم

دل کو میرے خم ہی خانہ بنایا ہوتا	کاسہ سر کو بھی پیمانہ بنایا ہوتا
ہون فقط عقل کی افراط سے شیدا یار	اس سے بہتر تھا کہ دیوانہ بنایا ہوتا
کاش ہوتی صدف دُر مری چشم گریان	دانہ اشک کو دُردانہ بنایا ہوتا
گر سلیمان کا خاتم مجکو دیا تھا تو نے	خانہ دل کو پری خانہ بنایا ہوتا
آتش غم سے جلانا ہی اگر تھا منظور	تو مجھے شوق سے پروانہ بنایا ہوتا
تیرہ بختی کا جو قسمت مین لکھا تھا سودا	کاش خال رخ جانانہ بنایا ہوتا

خاکساری مجھے ملتی تو بڑی رفعت تھی	خاک کا شانۂ جانانہ بنایا ہوتا
اس غم آبادی بہتر تھا کہ اے رب جہان	دل کی اقلیم کو ویرانہ بنایا ہوتا
غم دوری سے ہے انگشت بدنداں رعنا	تم نے تھا حال جو ستانہ بنایا ہوتا

کنیزین کہتی ہیں داری صبر لازم ہے سب ملکہ جاروب کو سمجھاری ہیں جاروب کہتی ہے آج سبکو مزہ دکھاؤنگی اس غصہ میں لشکر آراستہ ہوا نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کمکر بیٹے جاروب نے اپنا اژدہا بڑھایا ملکہ حیرت سے اجازت لی ملکہ حیرت نے کہا اے جاروب سمجھ بوجھکر مقابلہ کرنا جاروب نے کہا حضور ملاحظہ کریں جاروب اجازت لیکر ملکہ حیرت سے میدان کارزار میں آئی اژدہے کو جولان کیا اژدہا قلابۂ آتشین چھوڑ رہا ہے پکارکر آواز دی اے زرقۂ خداپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے سامنے آئے میں اپنے شوہر کے خونکا بدلہ لونگی بدو انگیز بچہ کش کا خون بہا بالا نچائیگا یہ جو کہکر جاروب نے ملکارا باغبان قدرت نے مرکب اپنا بڑھایا ملکہ مہرخ سے آکر اجازت کی گھوڑا جمکاکر چلا گیند پھولون کا ہاتھ میں اوچھالتا ہوا آتا تھا کہ جاروب نے گولا کھینچکر مارا باغبان قدرت نے اسم سحر پڑھکر گولے کو پلٹایا گولا پلٹ کر جس اژدہے پر جاروب سوار تھی اوسکے سر پر پڑا اژدہے کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوے مرا اژدر کا کہ جاروب گری اپنے کو سنبھال کر ہاتھ چمکایا برق چمکی باغبان کا بھی گھوڑا مارا گیا اب دونون پیدل لڑنے لگے ملکہ حیرت دیکھ رہی ہیں باغبان نے جاروب پر حملہ کیا جاروب ہٹتی جاتی ہے باغبان بڑھی ہوی آتے ہیں چاہتے ہیں کہ زد پر آئی تو ہاتھ تلوار کا مارون کہ اسکا سر اڑ جائے کہ آسمان پر نوبت نقارے کی آواز آئی اور صدا رونے کی بھی آئی باغبان نے پلٹ کر دیکھا ایک جوان تخت پر سوار پکارتا ہوا بھابھی صاحب میرے بھائی کو کیا کیا جیسے ہی جاروب نے خونخوار جوہر دار برادر بادانگیز کو دیکھا چیخ مار کر دی بال اپنے سر کے نوچنے لگی کہا بھیا کیا بیان کرون جو آفت درپیش ہوئی وہ جوان تخت سے کودا قریب ملکہ جاروب کے آیا دونون لپٹ کے خوب روئے خونخوار جوہر دار بھائی کے رنج و غم میں روتا جاتا ہے اور کہتا جاتا ہے بھابھی صاحب تم اپنے لشکر میں جاؤ میں سمجھ لونگا بھائی صاحب اگر زندہ ہوتے تو تمکو کبھی میدان آنے نہ دیتے اب میں تمہاری خدمتگذاری کرونگا کسی خدمت سے باہر نہیں ہونگا جاروب نے کہا بھیا مجھے تم سب امید ہے میں بھی تمہاری دل و جان سے

خدمتگزاری کرونگی خونخوار نے اسکو بلپا دیا اب باغبان کے مقابلے مین آیا دونون نے آپس مین اشارے بھی کرلیے تھے جاروب بھی کھڑی ہوئی سحر کررہی ہی خونخوار و باغبان سے سحر جلاد و جال ایسے سحر چلے کہ آگ کے آسمان سے ستارے جھڑے اور گولیان ہین ماہ تابان رنگ کا گولہ دھوئین اوٹھ رہے ہین ایک مقام پر باغبان تلوار لیکر جھپٹا کہ اسکا سر کاٹ لون ادھر سے جاروب نے نعرہ کیا خبردار او باغبان بے ادبی نہ کرنا یہ دیکھ یہ کیا ہی باغبان نے دیکھا ایک طایر شاخ نخل پر بیٹھا ہوا یہ اشعار پڑھ رہا ہے

نظم

جلوہ ہر رنگ مین ہی تیرا جو گلرو پیدا — ہر گل باغ جہان سے ہی تری بو پیدا
تمکو دیوانے اگر سمجھے نہ اورون مین تو خیر — ہم بھی کرلینگے کوئی تمسا پریرو پیدا
تھا یہ اوس پردہ نشین تک بھی رسائی ہو جائے — چاہیے دربان سے دلا ربط تو کر تو پیدا
صورت معنی و لفظ اوسکی عجب شان ہے واہ — آپ پنہان ہے مگر جلوہ ہے ہر سو پیدا
دام مین مرغ دل اپنا کبھی آتا نہ اگر — دانہ خال نہ ہوتا تہ گیسو پیدا
جلوہ برق کے ہمراہ برستا ہے سحاب — درد دل ہی سے ہوا کرتے ہین آنسو پیدا
بدل باندھا کمر یار کا لکھون مضمون — تا نہ اشعار مین ہو فرق سر مو پیدا
قطع کب تک نہ کرون رشتہ امید مہلت — صید کرتا ہے نیا روز جفاجو پیدا
ماہ اوس مہرلقا سے تجھے کیا نسبت ہے — منہ بنا کر ابھی خال و خط و ابرو پیدا
الفت چشم کا باقی ہے مرے بعد بھی اثر — ہین مری قبر پہ نقش سم آہو پیدا
حق و باطل مین دلا ارض و سما کا ہے فرق — کیا کرے مرتبہ اعجاز کا جادو پیدا
طرفہ تاثیر ہے مجنون کی سیہ بختی مین — قبر لیلے سے ہوے ہین گل شب بو پیدا
کتنی ابرو کے تلے شوخ ہین آنکھین تیری — واہ کیا حق نے حرم مین کیا آہو پیدا
بات کچھ ہوگی شگفتہ کہ اے غنچہ دہن — گل کے کھلنے سے ہوا کرتی ہے خوشبو پیدا
جھینکدی مے وہین ساقی نے جھلک اٹھا — جام مے مین جو ہوا سایہ گیسو پیدا
اے خدا تنگ ہے جینے سے نہایت رعنا — ایسے بے مہر کو کرتا نہ اگر تو پیدا

باغبان کی یہ اشعار سنکر ملک بھی ملکہ حیرت جالو کو دیکھنے لگی خونخوار نے دفعۃً بالاے کمند

سحر باغبان پڑھکر باغبان گرا خونخوار نے کچھ خاک اُڑادی باغبان بیہوش ہو لیا خونخوار سے
گرفتار کیا زبان مین سوزن دی باغبان کا مان آغبان دوڑی بڑی بہار نے ہر چند کہا کہ ہان ہان کیا
کرتی ہو خونخوار نے جو دیکھا کہ تمام لشکر سے بھیڑ جلوہ کیا جاروب دوڑی فوج کو بھی اشارہ اب بہار
کو بھی خیال ہوا کہ باغبان کو جاروب اوٹھالیا ایک تخت پر ڈالکر بارہ ہزار ملازم کر دیے کہا اس
تخت ہی سے خبردار رہنا ساحرونکا لشکر آسمین ملگیا گوسے چلنے لگے جاروب ساتھ جانبازی کے
اڑ رہی ہی پیری دو رہم برہم کر دیے مگر بہار نے خونخوار کو تاکا دیکھا ایک طرف کھڑا ہوا سحر کر رہا
ہی جسپر گولہ مارا اوسکا سر پھٹ گیا پھر بیکان کا نکالکر طرف آسمان کے پھینکا لشکر اسلام پر تیر برسنے
لگے ملکہ بہار نے جھولی مین ہاتھ ڈالکر سیاہ کا تمغہ کالا اوسکی سپرین کائین سحر کرکے اوڑا دین ہر ایک
سردار کے سر پر سپر آہنی فولادی لہرا رہی ہی جو تیر گرا سپرون نے اپنے اوپر لیا بہار نے مسکرا کر
برق چمکائی تیر قلم ہوئی کچھ اولٹ پلٹ کر خونخوار کے لشکر پر گرے اوسکے لوگ بہت ضایع ہوے
گھبرا کر خونخوار نے سحر کیا تیر برسنا موقوف ہوے یہان باغبان کی جو آنکھ کھلی اپنے کو بلاے سحر پایا
گرفتار ہان مین سوزن بارہ ہزار جو دور گھیرے ہوی ہین سحر آسمین ہو رہا ہی بہار نے ہزارون کو
دیوانہ کیا رعد و برق مان بیٹے لڑ رہے ہین بہار نے توڑ کر آن بارہ ہزار ملازمون پر
گلدستہ مارا پھول برسے اون سب کے دماغ مین بوی خوش پہونچی جھومنے لگے یہ اشعار عاشقانہ
پڑھتے تھے غل مچاتے تھے کہ یار دشت نجد مین جائینگے مجنون سے ملاقات کرینگے اوسے کہینگے

نظم

تمھاری ملاقات کو آئے ہین تحفہ محبت لائے ہین

برنگ غنچہ ہون اس باغ دہر مین دلتنگ	نکالی نکہت گل کی روش سے دل کی امنگ
حیا کا پاس ہی جبتک تو عشق ہی بس خام	مقام عشق مین ہی جتنا سنین ہی نام کو ننگ
بُرا ہی طالع منحوس مین ہی مریخ	مین اوس سے صلح کا خواہان وہ مجھسے بر سر جنگ
تھنا کیطرح سے کیا جلد آتی ہی شب ہجر	شب وصال مین اللہ اکبر ایسی درنگ
ادا ہی ناز ہی شوخی ہی حسن دلکش ہی	تمام اوسمین ہین عاشق کے مارنے کے ڈھنگ
تباہ ہی مری جان جہان کا ای ناصح	کشادہ سینہ ہی تیلی کمر دہن ہے تنگ
ہر کا رشتہ الفت کھینچنے رشک سے دیغ	نظام روز اڑاتا ہی اوس پر یہ پتنگ

وہ لوگ سب دیوانے ہوئے بہار نے چمن کو بھی جاکر باغبان کو رہا کر دیا یہان خونخوار جو سحر کر رہا تھا
اوسکے جلو سے زمین شق ہوئی چاہا کہ شعبدہ دکھاے عمر نے سر نکالا دونون کانون پر ہاتھ رکھکر ایک
چیخ ماری کہ خونخوار چیخ مار کر زمین پر گرا امان نے جو بیٹے کی آواز سنی کڑک کے گری خونخوار کے دو
ٹکڑے کئے ادھر بہار نے باغبان کی زبان سے سوزن نکالی باغبان کڑک کر اوٹھا اب باغبان
بہار نے ملکر سحر کیا خونخوار کے مرنے کی جو آواز جاروب نے سنی گھبرا گئی سر پیٹ لیا کہا لو یارو میرا دیور بھی
مارا گیا روتی پیٹتی سامنے ملکہ حیرت کے آئی کہا واری مین گئی بلائے کہ میرا شوہر بھی قتل ہوا دیور
بھی مارا گیا مگر اہل اسلام کی میرے ہاتھ سے قضا ہے اب تو طبل امان بجوا دیجے آج شب کو سحر تیار
کرونگی صبحکو ایک بھی میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا حیرت جادو نے طبل امان بجوا دیا لشکر ملیٹے یہان
اہل اسلام بفتح و فیروزی واپس ہوئے لیکن جاروب جو پلٹ کر آئی آتے ہی اسنے حکم دیا ہومخانہ
تیار کرو بدلی نہ دست کراکے بیٹھکر سحر تیار کرنے لگی کبھی ابر بنتی ہے کبھی برق چمکاتی ہے کبھی کچھ دھوان
نکلا کبھی چڑیان پھینکتی ہے ہنگامہ برپا کر رہی ہے جا بجا یہ مشہور ہوا جاروب نے ابر سحر تیار کیے ہین خواجہ
عمرو کنارے پر لشکر کے ٹہل رہے تھے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ جاروب کا وہ کشن زہو مخانہ
آراستہ کرایا اوسمین بیٹھی سحر تیار کر رہی ہے خواجہ ٹہلتے ہوئے چلے صورت بدل لی ایک جادوگر کی
شکل بنکر لشکر مین جاروب کے آئے دور سے دیکھا اسکے خیمے پر ایک ابر سیاہ گھرا ہوا ہے خواجہ ٹہلتے ہوئے
جاروب کی بارگاہ پر آئے قدم خدمتگار دروازے پر بیٹھے تھے خواجہ نے کہا ملکہ عالم سے جاکر عرض
کرو در دولت پر ایک جادوگر حاضر ہے جا چاہتا ہے کہ کچھ عرض کرے خدمتگارون نے کہا اسوقت ملکہ ہومخانے
مین ہین ہم نہین عرض کر سکتے ہین ایک چوبدار نے کہا میان ساحر صاحب آپکو کیا عرض کرنا ہے عمرو
نے کہا یہ دنیا میری پاس ہے ایک شیوانی مین ملی تھی اور ساحر نے آواز دی تھی جو اسکو دیکھیگا
وہ ہنسیگا کہ لاکھ دو لاکھ جادوگر اگر بیٹھینگے چوبدار نے کہا مین ضرور جاکر عرض کرونگا چوبدار نے
جاکر جاروب سے عرض کی ایک جادوگر آیا نہایت ضعیف و نحیف ہے عرض کرتا ہے کہ ایک سحر
میرے پاس ایسا ہے کہ لاکھ دو لاکھ جادوگر کو قتل کرے جاروب نے کہا اسے بلا لے چوبدار نے کہا آئیے
صاحب آپکو ملکہ عالم بلاتی ہین خواجہ عمرو اندر پہونچے دیکھا جاروب بیٹھی سحر تیار کر رہی ہے دیکھا
اوسمین نگی کھوپڑیان رکھی ہین پتلے اور دیگر استخوان بچھی ہین اور [illegible] رکھے ہین جاروب نے پوچھا

بڑی میان صاحب کیا کہتے ہو عمرو نے کہا یہ ڈبیا منگوا لیجیے یانی ساحری نے خواب مین آکر خبر دی کہ
اسمین ہمارا سحر ہی اسکو کھولکر جس لشکر پر اشارہ کرو لاکھ دو لاکھ کے سر کٹکر گرین جاروب نے کہا لاؤ وہ
ڈبیا ہمین دو خواجہ چاہتے ہین کہ ڈبیا نکالکر جاروب کو دین صرصر شمشیر زن پھرتی پھراتی جو دربارگاہ
برائی پکارکر پوچھا اے خیر و عافیت تو ہی چوبدار نے کہا بی صرصر ایک بدّھا جادوگر آیا ہی ایک ڈبیا ایسی
لایا ہی کہ جسکے سحر سے نا ملعون جادوگر مر جاوینگے صرصر نے سنتے ہی کہا غضب ہوا ارے وہ عمرو
عیار ہی یہ کہکر صرصر جھپٹی خواجہ کھڑی تھی کہ صرصر نے پردہ اوٹھا کے کہا اے جاروب ہوشیار
ہوجائیے یہ عمرو عیار ہی جاروب نے چاہا سحر کرون عمرو نے جھپٹ کر ایک دولتی ماری جاروب
منہ کے بل گری خواجہ جست کرکے قنات کود گئے صرصر نے منہ کے بل گرتے ہوئے دیکھا جاروب
اوٹھی تڑپ کر بلند ہوئی خواجہ عمرو بھاگ کر قریب لشکر کے پہونچے ملکہ سرخ مو کی کاکل کشا طائیہ
جھری تھیں دیکھا خواجہ گھبرائے ہوئے آتے ہین پکار کر پوچھا کیون خواجہ خیر تو ہی خواجہ عمرو نے
سرخ مو سے سارا حال بیان کیا سرخ مو کہہ رہی تھی اب نہ جانے گا جاروب آسمان پر چمکی تڑپ کر گری
خواجہ کو گھر مین کھینچ دیا لے اڑی سرخ مو نے جو دیکھا کہ خواجہ کو لیے جاتی ہی بیقرار ہو کر اپنی بال
سر کے کھولے جاروب کی آنکھون مین اندھیرا آیا جاروب نے کچھ اسم سحر پڑھا اندھیرا آنکھون کا
دفع ہوگیا سرخ مو کو جو جاروب نے دیکھا گولا مارا سرخ مو نے گولہ کاٹا گولہ کٹتے ہی دھوان نکلا آنکھون
مین سرخ مو کے لگا سرخ مو بیہوش ہونے لگی جاروب نے بڑھکر گھر مین کھینچ دیا سرخ مو و خواجہ کو
لیکر چلی بارہ ہزار کنیزین جو سرخ مو کو گھیرے کھڑی تھیں اونہون نے چاہا کہ جاروب پر جا پڑین جاروب
نے ایک گولا اونپر بھی پھینکا سب کنیزین منہ کے بل گرین فریاد فریاد کرتی ہوئی بھاگین برق
فرنگی نے جو یہ ہلڑ سنا دوڑا ہوا آیا کنیزان سرخ مو نے بیان کیا کہ خواجہ کچھ عیاری کرکے آئے تھے جاروب
خواجہ و سرخ مو کو گرفتار کرکے لیگئی سب کنیزین قتل ہوتین یہ سنتے ہی برق بھاگا چاہتا تھا
کہ لشکر جاروب مین پہونچون راہ مین صرصر سے ملاقات ہوئی برق نے پکار کر کہا استانی
تم بڑا کرتی ہو اوستاد تمہارے واسطے روپیہ جمع کرتے ہین تم ہر مقدمے مین دخل دیتی ہو
جسدن اوستاد کے قبضے مین آؤ گے بہت بچاؤ گی صرصر غصے مین کھینچ پکڑ کے جا پڑی
کہا لنگوڑے بھوے میں تجھسے یا تیرے اوستاد سے ڈرتی ہون صرصر و برق سے کھینچ جانے لگا اودھر

سے پلٹی ہوئی جاروب آتی تھی ایک تیغہ مین عمرو و سرخ مو کو دبائی ہوئی اسنے جو دیکھا کہ برق و صرصر
اڑ رہی ہین آواز دی ای صرصر گھبرانا مین آپہونچی یہ کہکے سحر کیا کہ برق فرنگی گرا جاروب نے
موی سر توڑکر لٹکا دیا زنجیر مین برق کو باندھا اب تینون کو لیکر چلی صرصر نے دیکھا اب جاروب
برق کو بھی لیگئی دل مین خوش ہوئی آڑ مین ایک نخل کی چالاک بن عمرو بیٹھا تھا صرصر نے جو
ارادہ کیا کہ اب جاون چالاک نے نعرہ کیا امان جان آداب وتسلیمات عرض ہے آج تو آپ نے بڑا
ستم کیا برق کو بھی پکڑوا دیا مجھے کچھ عرض کرنا ہے ٹھہر جائیے صرصر کا دم تو نکل گیا مگر ٹھہری تیغہ کھینچ لیا
جیسے ہی چالاک قریب آیا صرصر نے تیغہ مارا چالاک نے کہا کیون مادر مہربان اپنے فرزند پر یہ
جبر مین تو آپ پر ہاتھ نہ اوٹھاؤنگا آپکا غلام ہون صرصر تیغہ مار رہی ہے چالاک روک رہا ہے کبھی خالی
دیتا ہے روتے لڑتے چالاک نے کہا ای جانسوز مادر مہربان کے ہاتھ پکڑے صرصر سمجھی تیرے پیچھے کوئی
آگیا صرصر نے جیسے پلٹ کر دیکھا چالاک نے صفہ ہی کمند مار جناب بیہوشی کی فورا اتار دیا صرصر
بیہوش ہوکر گری چالاک نے صرصر کو اوٹھایا ہاتھ بہ ادب لگاتا ہے ایک نخل سے صرصر کو باندھا
ہوشیار کیا صرصر کی آنکھ جب کھلی اپنے کو بندھا ہوا پایا چالاک ہاتھ باندھے کھڑا ہے کہہ رہا ہے ہم
تو منع کرتے تھے آپ چھوٹونکو اپنے سے گستاخ کرتی ہین اب مین آپکی شکل بنکر جاونگا برق
سرخ مو والد نامدار کو چھڑا دونگا لیکن ذرا اصلاح فرمائیے مین آپکی صورت بنتا ہون صرصر نے
دیکھا کہ چالاک نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا صرصر کی صورت بنکر تیار ہوا کہنا جاتا ہے کیون ما[illegible]
مہربان خال جبری کا بنا کوئی فرق تو نہین ہے ذرا بغور ملاحظہ فرمائیے صرصر جھلا کے کہتی ہے میری بلا سے
جاؤ دم بھر مین چالاک بشکل صرصر تیار ہوا کہا مادر مہربان اب آپ تو اسی مقام پر ذرا ٹھہرئے مین
قبلہ وکعبہ کو لینے جاتا ہون انکو آپکے سپرد کر دونگا وہ آپ سے کچھ باتین کرینگے حقیقت مین وہ آپکو
بہت بے قرار رہتے ہین صرصر نے کچھ جواب نہ دیا چالاک و عمرو کو کوس رہی ہے کہتی ہے انکو غضب
کا مکار و غدار ہے وہ مجھکو نخل مین باندھ گیا میری صورت بنکر گیا ہے وہان جاکے آفتین
برپا کریگا یہان جاروب سرخ مو و خواجہ و برق کو لیکر اپنی بارگاہ مین آئی برق
و سرخ مو و خواجہ کو زمین پر ڈال دیا ساتھ والیون سے کہا انکو لشکر مسلمانان
سے جاکر پکڑ لائی میان برق راہ مین ملے حیرت سے اطلاع بھی نہ کرونگی ابھی اون

تینون کو قتل کرونگی یہ کہکر مسند پر بیٹھی شوہر و دیور جو یاد آئے آنکھون مین آنسو بھری ہوی ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہے کہ دروازے پر ہلڑ ہوا ملکہ صرصر تشریف لاتی ہین جاروب نے کہا بلا لو عمرو کو اپنے ہاتھ سے سزا دیتی آج صرصر نے ہمارے ساتھ بڑا کام کیا ہے ابھی ادسنے دشمن کو گرفتار کر لیا کہ صرصر تسلی تبتی ہوئی آئین جاروب کو سلام کیا جاروب نے کہا اے صرصر تمنے دیکھا لشکر مسلمانان آج ہمکو کوئی روکنے نکلا ہے تو مہار و باغبان کی مشتاق تھی کوئی صاحب نہ آئے اسیطرح ان سب کو پکڑ لاونگی دیکھون توکون روکتا ہے صرصر نقلی نے عرض کی آج میرے دلکو یقین ہو گیا کہ کوئی آپکا سامنا نہ کریگا سب آپ سے ڈرتے ہین جاروب خوش ہوگئی صرصر نقلی نے کہا اب کیا حکم ہوتا ہے جاروب نے کہا عمرو کو قتل کرو صرصر نے کہا واری یہ بڑا شخص ہے اسی کے نام سے سارا لشکر اسلام آباد ہے مہرخ و مہار کی کمر ٹوٹ جائیگی لیکن شراب وکباب منگائیے اب شوہر و دیور کو یاد نہ کیجیے وہ کام آپ کے ہاتھ سے نکلا کہ جس سے شہنشاہ عاجز ہے آج آپ نے ادس کو پکڑا جسنے دمامہ و شمشش کو مارا کیسے کیسے ساحرون کو للکارا جاروب نے کہا اے صرصر تمکو اختیار ہے اگر تمنے نہ بچایا ہوتا تو عمرو نے مجکو مار لیا ہوتا تمنے عین وقت پر خبر لی خوب تم وقت پر پہونچین صرصر نے کنیزون سے کہا شراب وکباب لاؤ جو مر گیا وہ مر گیا اب ادسکی یاد کیا ضرور ہے آج روز عید ہے بلکہ روز سعید ہے کنیزین شراب وکباب لائین جاروب بھی خوش بیٹھی ہے صرصر نے بہ بیان ٹھپیا گنگنا کر یہ غزل شروع کی

نظم

بھری ہوی جو جہان سے نظر کو دیکھتے ہین	ہم آج طلع مبارک مین شر کو دیکھتے ہین
جو کاکل و رخ رشک قمر کو دیکھتے ہین	ہم وہ جلوۂ شام و سحر کو دیکھتے ہین
کمال تنگ ہین وہ میری سخت جانی سے	کبھی کلائی کو گاہے تبر کو دیکھتے ہین
مکان غیر کے دھوکے سے شب جو آنکلے	کبھی وہ مجکو کبھی میرے گھر کو دیکھتے ہین
شب وصال مین ہے آج نور کا عالم	زیادہ طور سے ہم اپنے گھر کو دیکھتے ہین
بہار مین ہے تمنا دل سے یہ گمان صبا	قفس کو تاڑتے ہین بال و پر کو دیکھتے ہین
مجھے یہ ڈر ہے کلاتی مین تم نہ بہہ جا ہو	حضور کیون مرے چاک جگر کو دیکھتے ہین
نہین ہے اسلیے غم خشک و تر کا اے عنا	شفیع اپنا نہ بحر و بر کو دیکھتے ہین

یہ غزل اس رنگ سے گائی کہ جاروب جھومنے لگی کہا اے صرصر کیا خوش آواز ہو تمہارے گانے سے غم و الم دور ہوا اسوقت دل خوش ہو گیا صرصر نے بڑھکر گلابیان اوٹھائین شراب کو الٹ پلٹ کیا بیہوشی ملائی کہا ملکہ عالم نوش فرمایئے نشے مین شراب کے ان سب کو قتل کرین جاروب بھی خوش بیٹھی ہے عمرو و برق و مسرخ مو حیران حیران دیکھ رہے ہین صرصر نے پکار کر آواز دی جلادون کو بلاؤ پھر آپ ہی کہا جلاد کی کیا ضرورت ہے مین خود انکو اپنے ہاتھ سے قتل کرونگی جاروب نے کہا اے صرصر تمکو اختیار ہے تم جیسی خیرخواہ افراسیاب ہو کوئی ایسا سردار نہین ہے صرصر نے کہا آپ کی عنایت یہان چالاک نے سامان رہائی مہیا کیا ہے شراب مین بیہوشی ملا چکا ہے حیرت اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہے کہ آسمان پر برق چمکی حیرت نے دیکھا ایک ساحرہ طاؤس پر سوار ایک آئینہ ہاتھ مین زمین پر آئی ملکہ حیرت کو جھک کر سلام کیا کہا حضور نے مجھکو پہچانا حیرت نے کہا اے مرآت آئینہ دار تم ہر وقت خدمت شہنشاہ مین حاضر رہتی ہو اسوقت آنے کا کیا باعث ہوا مرآت نے عرض کی مین برای سلام شہنشاہ حاضر ہوئی شہنشاہ نے کہا ذرا آئینہ مین دیکھو جاروب کیا کر رہی ہے مین نے جو آئینہ دیکھا تمام حال آئینہ ہوا کہ جاروب کو چالاک قتل کیا چاہتا ہے عمرو و برق و مسرخ مو گرفتار ہوکر آئے ہین چالاک بصورت صرصر آیا ہے چاہتا ہے جاروب کو مارکر انکو رہا کرے یہ سنتے ہی حیرت گھبرائی مرآت نے کہا گھبرایئے نہین جاروب کو اطلاع دیجیے اور مجھے بھی آج شہنشاہ سے حکم مل چکا ہے مین بھی لشکرکشی کرکے حاضر ہونگی مگر بہت جلدی کیجیے ورنہ چالاک اپنا کام کر گذریگا جیسا چالاک عیار مبارک ہے ویسا کوئی فرزند عمرو نہین ہے مرآت یہ کہکر جسطرح آئی تھی اوسیطرح روانہ ہوگئی حیرت نے ایک پرچہ پر لکھا کہ اے جاروب آگاہ ہو یہ صرصر نہین ہے چالاک بن عمرو ہے جلد اسکو گرفتار کرلو حیرت نے وہ کاغذ ہاتھ پر رکھکر منھ سے پھونک دیا کاغذ اڑ گیا چالاک نے رنگ جام کے ارادہ کیا کہ شراب پلاؤن کہ جاروب کی گود مین آکر کاغذ گرا جیسے ہی جاروب نے دیکھا چالاک کی بھی نگاہ پڑی کہ کاغذ گود مین جاروب کی گرا چالاک جام چھوڑ کر بھاگا کہا مین حاضر ہوتی ہون جاروب نے کاغذ کو دیکھا چالاک کے پیچھے دوڑی چالاک بھاگا ہوا جاتا ہے جاروب اڑتی ہوئی جاتی ہے یہان ملکہ بہار جادو کنارے پر لشکر کی کھڑی ہین جسوقت سے سنا کہ خواجہ مسرخ مو گرفتار ہوے قصد کر رہی ہین کہ میں جاکر خواجہ

کو رہا کرون دیکھا چالاک بھاگا ہوا آتا ہی ذرا ٹھہر اتھا کہ آسمان سے برق چمکی آواز آئی اونا عیار کہان جاتا ہی سنبھل ملکہ جاروب کا یہ کشش ترپ کے جوگری چالاک کو اوٹھا لیا بہار نے جو دیکھا کہ جاروب نے چالاک کو اوٹھا لیا گلدستہ مارا کہا او جاروب خبردار چالاک کو چھوڑ دی ورنہ بہت پریشان ہوگی جاروب نے ایک گولہ مارا کہ گلدستہ جلکر گرا بہار نے پیچھا کیا جاروب چالاک کو بغل مین دبائے ہوی ایک ہاتھ سے سحر کرتی ہوئی بھاگی جاتی ہی بہار پیچھا نہین چھوڑتی کنارے تک لشکر کے پہونچی تھی حیرت برائے ملاحظہ لشکر نکلی ہی اسنے جو یہ معاملہ دیکھا للکارا او بہار خبردار پلٹ جا کیا نمک دامنگیر ہے تیرے بھی قتل کی تدبیر ہے بہار نے حیرت پر گلدستہ مارا حیرت و بہار سے سحر چلنے لگا جاروب ایک نخل کے سایہ مین کھڑی ہوئی ہی یہان خواجہ و برق و مرغ موقید بیٹھے ہین سب کنیزین تماشا دیکھنے چلی گئین ایک کنیز جادوگرنی گلنار جادو نام برائے حفاظت بیٹھی ہی خواجہ میٹھی میٹھی طرف گلنار کے بیٹھے کہا کیون ملکہ عالم اب ہمارا کیا انجام ہوگا گلنار نے کہا خواجہ اب قتل کیے جاؤگے اب ملکہ تمھارے بیٹے کی تلاش کو گئی ہین اوسکو پکڑ کے لائینگی تم سبکو قتل کرینگی خواجہ نے کہا ملکہ گلنار ہمارے پاس کچھ جائداد ہی ہم چاہتے ہین کہ اوسے تم لیلو ہماری نذر و نیاز کرا دینا ہماری روح کو راحت ہوگی گلنار نے کہا خواجہ کیا شے ہے عمرو نے کچھ روپے نکالکر دکھائے کہا یہ لو مین اور بھی نکالتا ہون اوسنے پوچھا سارا مال کہان ہی عمرو نے زنبیل دکھائی کہا ملکہ میرے ہاتھ کھولدو تو اس زنبیل سے اور نکالدونگا گلنار سوچی مین ساحرہ ہون بھاگ کر کہان جائیگا سب ہاتھ پانون خواجہ عمرو کے ملکہ گلنار نے کھولدیے عمرو نے زنبیل کھولی کہا لو اسمین جھک کر دیکھو مال جابجا رکھا ہی گلنار نے جھک کر جو دیکھا مال لاتعداد رکھا ہی حیران حیران مبہوت ہوکر دیکھنے لگی خواجہ نے کہا اوٹھا لو وہ ہاتھ بڑھا کر جھکی جیسے ہی جھکی عمرو نے گلنار کو زنبیل مین ڈالدیا اسکو زنبیل مین ڈالکر خواجہ ویسی کنیز کی شکل بناکر تیار ہو برق کو رہا کیا کہا ای فرزند نکل جا و مرغ ہو کی زبان سے سوزن نکالی ملکہ مرغ مو ملبند ہوئین سحر کرتی ہوئی چلین برق ایک جانب بھاگا خواجہ بصورت گلنار جستجوی جاروب مین چلے یہان وہ وقت ہی کہ ملکہ بہار و حیرت سے سحر چل رہی ہین جاروب کھڑی دیکھ رہی ہی کہ دیکھیں گلنار آتی ہی چالاک سحر مین مبتلا ہی حیرت جادو ہر چند چاہتی ہی کہ بہار کو گرفتار کرون مگر ممکن نہین ہوتا گلنار دوڑی ہوئی قریب جاروب کے

آئی کہ ملکۂ عالم حکم ہو تو ان تینون کو قتل کرون چالاک کو آپ پکڑ لائین اسکو بھی لیجاؤن جاروب
نے کہا یہ تیر سحر مین ترکش حضور مین اسکی شکلین باندھ لون تو آپ اپنا سحر اوتارین کہا اچھا جاروب
نے سحر اوتارا گلنار سے کہا لیجا جارونکو قتل کر گلنار نے مشکین باندھ کر پشتارہ دوش پر لگایا اور
کھڑی ہوکر کہا یعنی شہنشاہ تشریف لائے زمین جاروب ادھر پلٹی گلنار نقاب نے خنجر مارا شکم چاک کیا قصہ
پاک اپنے نام کا نعرہ کرکے خواجہ بھاگے کان مین جو حیرت کے آواز آئی کہ جاروب قتل ہو گئی
حیرت پلٹی دیکھا قاتل بھاگ گیا بہار نے جو اتنی مہلت پائی اور خواجہ نے سفید مہرے مین آواز
دی اے بہار نکل چلو بہار نے جو یہ آواز سنی بہار تو نکل گئی حیرت نے لاش جاروب
کی اوٹھائی لاشہ جلانے کا حکم دیا لاش جلائی گئی حیرت اکر اپنی بارگاہ مین بیٹھی مگر نہایت متردد ہی کہ
اے حیرت اب کیا ہوگا جاروب ایسی ساحرہ قتل ہوئی شہنشاہ کو سنکر بڑا ملال ہوگا یہان
ملکہ مہرخ اپنی بارگاہ مین تشریف رکھتی تھین خواجہ و برق وغیرہ کا غم و الم ہے ملکہ مہرخ موآکر
بیٹھی تھین کہا حضور خواجہ نے جاروب کو مارا حیرت و بہار سے خوب سحر چلے ذکر تھا کہ اتنے مین
بہار بھی آکر بیٹھ گئین مہ جبیان بیوفا کی مرجھائی ہوئی تھین چہرہ کا ہوئی کا رنگ گیا مہرخ نے پوچھا ای
بہار کیا ہوا بہار نے عرض کی ہر صدقے مین آپکا اقبال کام آتا ہی حیرت سے مقابلہ رہا کچھ
ذکر سلین آخر پلٹ گئین یہ ذکر تھا کہ خواجہ بھی آئے برق و چالاک بھی پہونچے جانسوز و ضرغام
بھی آئے مہتر قران کا بھی گذر ہوا سب سردار جمع ہین محفل عیش و نشاط آراستہ ہی یہ قصد ہے
کہ لشکر یہان سے تیار کرو اور کوچ کرین زیر گنبد نور چلکر رہین اسد غازی رہا ہون تب کام چلے
فتح طلسم ہو یہان حیرت رنجیدہ بیٹھی تھی نہایت صدمہ ہے آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے کہ آسمان سے
نوبت نقارے کی آواز آئی ہرکارے بھی دوڑے ہوئے آئے عرض کی ملکۂ عالم مبارک ہو شہنشاہ نامدار
نے ملک مرآت آئینہ دار کو سات لاکھ ساحران غدار سے روانہ کیا ہی اور حکم نکلی ہی سبکو جاتی ہی گرفتار
کرلو مشکین باندھکر روانہ کرو دربار ان سب کا باغ سیب مین سمجھا جائیگا ملکہ حیرت باہر نکل آئین اور لشکر
مرآت کی دیکھنے کو کہ مجسمہ آئینہ ہو جائے کہ لشکر مرآت کسطرح آتا ہی ملکہ حیرت دیکھ رہی ہین وزیرزادیان
امیرزادیان ساتھ مین پہاڑ کوہ سے عماری زرنگاری دکھائی دی سامنے آکر ظاہر ہوا کہ سات
سے علمدار نشان سات لاکھ کے لشکر کا علمدار ہاتھیون پر سوار علمون کو جلوہ دیتے ہوئے

لگیان لچکتی ہوئین یہ سامنے سے گذر گئے اونکے بعد ہزارہا ساحران غدار منہ سے شعلہاے آتشین چھوڑتے
ہوے تمام میدان دھوان دھار سامنے سے گذر گئے اب تخت ملکہ مرآت کا نمایان ہوا ملکہ مرآت
آئینہ دار کا تخت چار اژدہون پر کسا ہوا ایک آئینہ سامنے رکھا ہے اوسکو بہ کبر و نخوت دیکھتی ہے
پشت پر سات لاکھ ساحر جھولیان بائین ہاتھ پر پڑی ہوئین سامری و جمشید کے نام کی پکار
اس جاہ و وقار سے لشکر مرآت آئینہ دار کا آکر پہونچا ملکہ حیرت نے تخت سے اترکر سلام کیا پہلو
مین لشکر کے صحرا پر سیارے سامنے لشکر اہل اسلام کی اترنے کا حکم دیا ملکہ مہرخ و بہار نے بھی آمد
لشکر مرآت کو دیکھا خواجہ عمرو قریب کھڑے تھے دیکھی رنگ روے سب کا متغیر ہے مخمور و بہار و باغبان
بہت پریشان ہین عمرو نے جو پوچھا اون سب نے کہا خواجہ کیا کہین یہ آئینہ جسکو دکھادیگی اوسکی
آنکھین کھلجائینگی بیہوش ہوجائیگا قلب آرام نہ پائیگا آپ لوگ اگر عیاری کا قصد کرینگے آئینہ مین دیکھ
لیگی اوسکو معلوم ہوجائیگا کوئی عیار عیاری نہ کرسکیگا جب ہمارے حواس مین اختلال ہوگا سحر نہ یاد رہیگا
ہمارا کیا زور چلیگا آپ لوگون کی عیاری کی بھی یہی حال ہے کہ آپ یہان سے قصد کرینگے آئینہ مین
اوسکو معلوم ہوجائیگا کہ فلان عیار فلان کام کو چلا ہے وہ انتظام کریگی سحر مین بھی ہمشکل و بینظیر ہے
خدا اسکے شر سے محفوظ رکھے خواجہ نے کہا ملکہ اسقدر نہ گھبراؤ اگر پروردگار چاہیگا تو آئینہ اونکے پاس
نہ رہیگا شاید آئینہ آپ کے پاس آجاے باغبان نے کہا خواجہ نہایت مشکل ہے بڑی ہوشیار
ساحرہ ہے سب پلٹ کر اپنے اپنے مقام پر آئے عیار اپنی تدبیر مین نکلے مرآت آئینہ دار
جو آکر فرودکش ہوئی ملکہ حیرت نے صرصر کو حکم دیا کہ جاکر مرآت سے کہو کہ ملکہ حیرت نے ہمکو
تمہاری حفاظت کیواسطے بھیجا ہے صرصر وہان سے پاس مرآت کے آئی آکے سلام کیا کہا ملکہ
حیرت نے مجھکو بھیجا ہے مرآت نے ہنسکر کہا مین تمہاری تکلیف نہین چاہتی میرے پاس وہ شے
موجود ہے کہ جب عیار عیاری کا ارادہ کریگا مجھکو معلوم ہوجائیگا یہ بھی مینے سنا کہ عیار [illegible] اب ہمراہ تمہارا
رکھ دیگا وہ نہین جانتا سنتی ہون کہ تم تو خواجہ عمرو عاشق ہو صرصر نے کہا واری جو ہمنے
بھی ارادہ کیا کر گذرے مرآت نے کہا مین پسند کرونگی لیکن شہنشاہ نے باغبان کی بہت
شکایت کی ہے اگر تمسے ہوسکے پکڑ لاؤ مین خدمت شاہ مین روانہ کردون حکم ہے کہ باغبان کو
ایسی [illegible] کہ تمہارا [illegible] نہ پہونچ سکے صرصر نے کہا مین جاتی ہون قیدی کرکے کسی کا آنکھو

اختیار ہی صرصر جلی صورت اپنی بدل کے لشکر مین اکر پہونچی ہرتی پھرتی جاتی ہی میان باغبان بیٹھے بیٹھے یہ کہکر اوٹھا کہ مین بھی جاکر درہ کوہ مین بیٹھون اکے سحر تیار کرون کہ جس سے آئینہ پر غبار آ جائے یہ کہکر باغبان بیرون بارگاہ آیا ٹہلتا ہوا طرف کوہ کے چلا باغبان درہ کوہ مین گیا سحر بنانے لگا صرصر نے جب دوبارہ دیکھا کہ باغبان درہ کوہ مین ہی تبدیل صورت اپنی تبدیل کی گلچین جادو کی شکل بنکر تیار ہوئی ایک ادھا شراب کا بیہوشی دوسرے ہاتھ چند کباب اسطرح قریب درہ کوہ کے آئی اندر پہاڑ کے داخل ہوئی باغبان نے بھی دیکھا کہ وجہ میری آتی ہی پکار کر آواز دی کیون صاحب خیر تو ہی گلچین نے کہا صاحب مین کیا کرون میرے دلکو آرام نہ آیا مین دوڑی آئی کہ جاکر دیکھ آؤن وہان سب تمہارا انتظار کر رہے ہین باغبان ہنس ہنسکر باتین کر رہی کہ گلچین نے جام لبریز کیا آنکھین سرخ ہوگئین خود بخود سینہ آنے لگا گلچین نے جام لبریز کرکے دیا کہا صاحب پیو باغبان نے بلا تکلف جام لیلیا جام پیتے ہی یہ معلوم ہوا کوئی آسمان پر لیے جاتا ہے گھبرا کر باغبان اوٹھا اور گرتے ہی بیہوش ہوا صرصر نے زبان مین سونٹ دی پشتارہ باندھکر بھاگی روارد ہی کرتی ہوئی آئی دوڑی کہ کوئی عیارہ ملی ہی بیت گلچین جادو نے برق فرنگی سے کہا کہ باغبان درہ کوہ مین سحر تیار کرنے گئے ہین ذرا خبر لینا برق اسیوقت تڑپتا ہوا درہ کوہ پر آیا اندر آ کر دیکھا باغبان ندارد برق گھبرا کر باہر نکلا زمین پر تیرا صرصر کا پہچانا ہوش اڑ گئے جی مین کہتا ہوا اسے برق غضب ہوا اتنا ہی آکے باغبان کو بیٹھین صورت بدلتا ہوا لشکر مرآت مین آیا خبر سنی کہ ابھی صرصر پشتارہ باغبان کا لیکر آئی ہی اب تو برق ملا ہیان حقیقت مین مرآت آئینہ دار مسند پر بیٹھی ہے چند جادوگرنیان اسکے ساتھ کی گرد بیٹھی ہین کہ صرصر باغبان کو لیے ہوے پہونچی کہا حضور مین باغبان کو لائی پشتارہ ڈالدیا پردہ بارگاہ کا اوٹھ گیا کمیدان سالار ساحران ہندار کر بارگاہ مین جمع ہوگئے صرصر کو مرآت نے اپنے قریب بٹھالیا اشارہ کیا باغبان کو ہوشیار مرآت نے کہا کیون باغبان نے کو کس حال مین پاتا ہے شہنشاہ مجھسے بہت ناراض ہین مجھے بھی اختیار قتل دیا ہی اگر جی چاہے ابھی قتل کردون باغبان نے اشارہ کرکے کہا جو مجھسے ہوگئی قصور معاف مرآت نے جھلا کر کہا جلاد کو بلاؤ مجمع سے ایک جلاد نکلا پکار کر آواز دی آپ کا غلام حاضر ہے ابھی اسکو قتل کرتا ہون جھپٹ کر باغبان کو کھینچا اسے کا خطا بھی گردن پر دیا

اور لرزہ کیا ملکہ عالم حکم اول ہی سمجھ کے حکم دیجئے گا ایسا نہو شہنشاہ دامنگیر ہون یہ وزیر اعظم تھا یکایک
باغی ہوا خار سلطنت و دشمن شہنشاہ ہی مرآت نے کہا ہمین اختیار دیا ہی خواہ قتل کرین خواہ بخشین
اگر شہنشاہ مجکو اختیار ندیتے مین کبھی نہ آتی سر کاٹ سے اب جلاد نے قریب باغبان آکر
اشارہ کیا اے باغبان سنبھل کر بیٹھو منہ مت برق فرنگی زبان سے سوزن لیتا ہون باغبان
خوش ہوگیا سنبھل کر بیٹھا برق نے خنجر مارنے کا حیلہ کیا زبان سے باغبان کی سوزن نکالی سوزن
نکلتے ہی باغبان تڑپا سنگ ریزے اوٹھا کر مارے پتھر برسنے لگے کئی سے جادوگرونکے سر پھٹے اندھیرے
مین برق فرنگی تڑپ کر بھاگا جو راہ مین جادوگر ملا اوسکو خنجر مار دیا باغبان نے بارگاہ مرآت
جلائی سحر کرتا ہوا باہر نکلا جب باغبان باہر نکلا لشکر کو پامال کرتا ہوا چلا پتھر برساتا ہوا جاتا ہی
مرآت نے دیکھا بارگاہ جلی جب باغبان نکل گیا مرآت تڑپ کر باہر نکلی دیکھا تو لشکر مین فریاد
زاری کی صدا بلند ہی فغان کرتے جو دیکھا کئی ہزار جادوگرونکی لاشین تڑپ رہی ہین باغبان آدھے
لشکر تباہ کر چکا ہی کچھ ساحرون نے وہان پر گھیرا اوسنے جنگ کر رہا ہی جو افسر بڑھا باغبان نے اوسکو مارا
ہزار ہا خوبیان سحر کی پڑی تھین ایک جھولی اوٹھالی اوسی مین سے اسباب سحر لیکر لڑ رہا ہی کہ مرآت
آ پہونچی آئینہ بغل مین دبا ہوئی باغبان نے اوس غول کو بھی مٹایا اب کوئی ساحر قریب باغبان نہین
آتا بیشتر اندھا لڑتا ہوا جاتا ہے کہین پتھر برساتا کبھی دو دو ساحرونکو گردن پکڑ کر لڑا دیا مرآت نے
آواز دی او باغبان کہان جاتا ہے فوج شاہی کو تو نے قتل کیا اب کہان جاتا ہی خبردار
آگے نہ بڑھنا باغبان نے پلٹ کر ایک گولا مارا مرآت نے وہی آئینہ سامنے کیا آئینہ سے ایک شرارا
شعلہ پیدا ہوا گولے پر چمکی تڑپی وہ گولا پانون پر باغبان کے آکر پڑا کہ باغبان کا پانون زخمی ہوا
باغبان سحر کر کے شرمندہ ہوا جب سحر باغبان نے کیا اوسنے آئینہ دکھایا الٹا اوسی پر سحر پڑا
ہی زخم باغبان نے کھائے مرآت نے بڑھکر آواز دی او باغبان منہ ملکہ مرآت آئینہ دار
دیکھکر آئینہ زمین پر رکھا اور ایک دستک دی باغبان نے جو سر اوٹھا کے دیکھا ایک
غار عمیق ہی اوسمین گلچین کھڑی پکار رہی ہے کہ اے باغبان یہان آؤ باغبان بیتاب
ہوکر غار مین پھاند پڑا ہوگی آواز بلند ہوئی باغبان غائب ہوا مرآت نے آئینہ اوٹھا لیا
برق فرنگی یہ ساری دیکھکر روتا ہوا بھاگا یہان ملکہ مہرخ دربار مین بیٹھی گلچین زار زار رو رہی ہی

میرے وارث پہ کیا گذری کہ برق روتا ہوا آیا کہا ماجرا غضب ہوا آج نئی طرح کا سحر دیکھا میں نے باغبان کو بلا دیکر ٹھہرایا جادو کا طریقہ تھا اوسی طرح لڑتے ہوئے نکلے ماشاء اللہ ہزارون جادوگرون کو مارا مرآت نے جو آئینہ سامنے رکھدیا باغبان نے جست کی اور غائب ہوگئی مرآت پلٹ گئی یہ سنتے ہی خواجہ عمرو اپنے مقام سے اوٹھے مہرخ نے کہا اوستاد آپ کہان جاتے ہین عمرو نے کہا مین جاکر تدبیر کرون مہرخ رونے لگین کہا خواجہ آپ یہان سے قصد کرینگے مرآت پر آئینے مین آئینہ ہوگا وہ تدبیر کریگی مین تو عرض کرتی تھی باغبان ایسا ساحر زبردست یون مجبور ہو کر پھنسا ہے گلچین کی بیقراری یہ خبر وحشت اثر سنکر سب سردارون کو حیرت ہوگئی گلچین کو سب سمجھانے لگے گلچین نے کہا مین کیا کرون دل نہین مانتا مین اپنے شوہر سے کبھی جدا نہین ہوئی

نظم

نہ طاقت آئی وہ ہی جسم زار کے نزدیک
نہ صبر آیا دل بے قرار کے نزدیک

ہجوم غم نے مری ملک دل مین آکے نہ
خوشی نہ آئیگی اب اس دیار کے نزدیک

عجیب چہچہے کرتی ہے باغ مین بلبل
دن آگئے ہین یہ فصل بہار کے نزدیک

شکست الیق پیل و نہار کو دنیا
یہ ایک کھیل ہے دین شہسوار کے نزدیک

بھلا فقیر سے کیا بادشاہ کو مطلب
وہ کب نظر آئینگے مجھ خاکسار کے نزدیک

بہشت سے بھی مین بہتر اوسے سمجھتا ہون
قرار ہے جو مرا کوئے یار کے نزدیک

جو روز حشر گناہون کو میرے عفو کرے
ہے اصل کیا مرے پروردگار کے نزدیک

جو رنگ و صول کو تشبیہ دی ہے عاشق نے
گل برگ ہے اوس گلعذار کے نزدیک

شگوفہ دے لاکے جو بو زلف یار کی مجھکو
یہ بات کیا ہے نسیم بہار کے نزدیک

پھنسے گا دام مین ایسا کہ عمر بھر نہ چھٹیگا
جو دل گیا مرا گیسوئے یار کے نزدیک

ضعیف لاکھ ہو آجائیگی توانائی
اگر وہ آئینگے بیمار زار کے نزدیک

رہینگے کوچۂ جانان مین حشر تک بس فن
ہوا نہ آئی ہمارے غبار کے نزدیک

حرارت تپ فرقت سے خشک ہو جاتے
نہ جاتے گر شجر سایہ دار کے نزدیک

نہ جس کو ہوتا ہے وہ دفن جاکے سطوت
جو نیک بندہ ہے پروردگار کے نزدیک

اسطرح بلک بلک کے روتی تھی کہ شہزادی آزاد کے ساتھ روتی تھی سب سردار بیقرار ہوئے

تھی آخر ملکہ مخمور کو تاب نہ آئی اپنے مقام سے اوٹھین کہا ای گلچین نہ گھبرا دین جا کر یا تو جان دیتی
یا باغبان کو رہا کرکے لاؤنگی اوسنے بھی بخوبی سمجھ لو کہ باغبان ایسا شخص نہین ہی کہ جسکو مرآت
آئینہ دار قتل کرڈالے حکم افراسیاب کی ضرورت ہی مگر سحر بخوبی چل گیا باغبان کی ہوش درست
نہی اسنے کو بلا مین پھنسایا نہ سمجھ سکی کسی مقام پر باغبان کو قید کیا ہی جب تک حکم
افراسیاب کا نہ آئیگا تب تک کوئی باغبان کو قتل نہین کرسکتا مین فکر کرتی ہون یہ کہکر ملکہ مخمور
ایک گوشے مین آئین کچھ سحر تیار کرنے لگین ملکہ گلچین نے جو مہلت پائی اپنی بارگاہ جانے کے ارادہ
بہانے سے کنارے آئین مراد یہ تھی کہ مرآت کو جا کر مار دون پر پرواز پیدا کرکے چلی خواجہ عمرو ذی
جو گلچین کو نہ پایا بیقرار ہوگئی گھبرا کر ہرکارون سے کہا دیکھو خبر تو لو گلچین جادو برائے مقابلہ مرآت آئینہ دار
گئی ہی ہرکارے بھاگے مرآت آئینہ دار کا لشکر حیرت سے الگ ہے دربارگاہ پر اپنے بیٹھی کہہ رہی تھی
میان باغبان کو اپنے سحر پر بڑا ناز تھا مگر آپنے کو دیکھتے ہی حیرت ہوئی کچھ سحر نہ کیا
ہرکارے لشکر اسلام سے الگ آکر ٹھہرے مرآت کو دیکھ رہے ہین لشکر اسکا سامنا اترا ہوا
ہی اسکی بارگاہ کو سب گھیرے ہوئے ہین سرداران لشکر مثل حیران جادو و امکان جادو
و ریحان جادو کھڑے ہوئے فوج کو تیار کر رہے ہین کہ ایک جھونکا ہوا گرم کا چلا سب کے
آگے حیران جادو کھڑا تھا کہ منہ اسکا جھک گیا گھبرا کر ابن نے کہا یا سامری و جمشید خیر
کرنا اسوقت کیسی ہوا چلی ہذیان بکنے لگین کلیجہ جل رہا ہی سامنے نخل غبار تھا نعرہ کی آواز
آئی منم ملکہ گلچین جادو زوجہ باغبان سامنے حیران کے پہونچی حیران نے جو گلچین کو
دیکھا گھبرا گیا مثل شعلہ جوالہ آتی ہی چال سے گلچین کے زمین تھراتی ہی حیران نے گولا مارا گلچین نے
گولے کو ہاتھ مین پکڑ لیا وہی گولا پھر پھینک مارا گلچین نے آواز دی او حیران لے اور یہ بھی کہا ای
آدمی ادم خوار حیران نیچے پڑا حیران کے سینے پر گولا پڑا توڑ کر پشت کو پار گیا چند جادوگر جو
اوسکے پاس کھڑے تھے گیند کا سر پھٹا چند غرق زمین ہوگئے گلچین حیران کو مار کر طرف مرآت
کے متوجہ ہوئی آواز دی او مرآت میرے شوہر سے مجھی ملا دے مین اپنے وارث کے
پاس پہونچون مرآت اوٹھی آئینہ ہاتھ مین لیے ہوئی جو گلچین نے سحر کیا مرآت نے آئینہ دکھلایا
عکس آئینے کا پڑ سحر باطل ہوا گلچین نیمچہ کھینچکر چلی کہ مرآت کا سر کاٹ لون مرآت نے آئینہ زمین پر

رکھدیا آواز دی یا سامری اسکو بھی لینا مہر سحر روشن رہی ایک غبار اوٹھا گلچین نے مشعل سحر جلائی
جب روشنی ہوئی گلچین نے دیکھا ایک باغ مین باغبان کھڑا پکار رہا ہی اے گلچین ہمارے پاس
آو ملکہ گلچین جب غائب ہوگئین مرآت نے آئینہ اوٹھالیا ہرکارے یہ حال دیکھکر بھاگے مہرخ سے آکر
خبر دی کہ ملکہ گلچین اسطرح جا کر لڑین آخر غائب ہوگئین یہ سنکر ملکہ مہرخ کو سناٹا آگیا خواجہ عمرو موجود
تھے فرمایا اے محمود کو منع کرو کہ جانیکا ارادہ نکرے آئینہ بڑے غضب کی چیز ہے کیا گلچین باغبان
کسی کمال مین کم تھے بارے یہ سردار گئے جا کر دیکھا محمود خیمے مین بیٹھے ہین خواجہ ہوگئی کما حقہ غضب
ہوگیا محمود بھی واسطے مقابلہ مرآت آئینہ دار کے گئی خواجہ کو بڑا تردد ہے گھبرائے ہوئے جاتے ہین
یہان مرآت بیٹھی ہوئی خبر رہی ہی کہ مین نے گلچین باغبان دونون کو گرفتار کیا ان زن و شوہر
کو اپنے سحر سے بڑا ازعاب دیکھیون کسکی شامت آتی ہی کہ ایک لشکر مین ہنگامہ ہوا دیکھا ملکہ محمود مہرخ
چشم بدور خصم لشکر پر مرآت سے گری ہی اور پکار رہی ہی کہ بی مرآت کہان مین آئینہ لیکر
آتین تو عال کیا مرآت آئینہ لیکر اوٹھی محمود نے کئی سردارون کو مارا کئی بارگاہین گرادین کئی ہزار
جادوگر مارے مرآت جیسے کر سیونی پکار کر آواز دی او محمود ان غربا نے کیا لیا ہے مجھے مقابلہ
کر تجھکو مزا چکھاؤن یا کوئی سحر آئینے پر کریہ کہکر مرآت نے آئینہ زمین پر رکھدیا یا سامری جمشید
کہکر آواز دی محمود نے آئینہ پر گولہ مارا پہلو سے آئینے کے ایک زنگی پیدا ہوا اوسنے بڑھکر
محمود پر حملہ کیا محمود نے زنگی کو تیر کرلیا یہ دیکھا مرآت نے زمین پر دو ہتڑ مارا آواز دی او ببر ان
آدم خوار اس ظالم کو لینا دیکھا ایک شیر بر پشت سے آئینے کی پیدا ہوا دھاڑ کا مار کر محمود
پر آیا محمود نے پیچھے ہٹکے آواز دی ای ہزبر شیر شکن اسے لینا ایک شیر پہلوی محمود سے پیدا ہوا
یہ شیر اوس شیر پر جا پڑا آپس مین پنجہ چلنے لگا شیر نے محمود کے اوس شیر کو طمانچہ مارا کہ ادسکا
اوڑ گیا لاشہ جلکر خاک ہوا محمود کا شیر غائب ہوا پھر محمود طرف آئینے کے چلی منظور ہے کہ زد پر ہو کر
لوگو لا ماردن مرآت سد راہ ہوئی آواز دی اے عقاب پنجہ گیر اسکو لینا ایک عقاب
آسمان سے گرا چاہا محمود کو منقار سے اوٹھاون محمود نے پرون پر ہاتھ ڈالا عقاب جست
کرکے بلند ہوا محمود بھی بلند ہوگئی ہوا پر محمود عقاب سے مقابلہ ہونے لگا عقاب نے کئی پنجے
محمود پر مارے محمود نے بال بھی ہومین دو تین پنجے جب محمود نے کمانچہ جلاکر کان تک بجلی اوتارے

مین ذوق آیا نگاہ اوسنے دیکھا باغبان و گلچین جاتے ہین کہا ای محمود ہمارے پاس آؤ ہم تمہارے
مشتاق ہین محمود نے ایک سمت کی جانب ہو لی [illegible] اٹھا لیا طرف دربار ملکہ حیرت کے
[illegible] حیرت نے یہ خبر سنی کہ باغبان و گلچین [illegible] قید کر لیا ملکہ حیرت نے حکم دیا مرآت
کو بلاؤ کنیزون نے عرض کی کہ وہ خود میان تشریف [illegible] حیرت نے کرسی بچھوا دی مرآت
آئینہ دار جھومتی ہوئی آئی کرسی پر آکر بیٹھی ملکہ حیرت سے سب حال بیان کیا ایک میز بارگاہ حیرت
مین لگا ہوا ہے اوس پر اسباب سحر رکھا ہے مرآت نے آئینہ اوسی میز پر رکھدیا تو یہ سارا حال سامنے حیرت
کے بیان کرتی ہے کہتی ہے حضور محمود کی گرفتاری مین بڑی محنت ہوئی اب کنیز کا خون خشک ہو گیا
بجائے روزگار ہے کہا ایسا سحر کیے مین عقاب سحر نشین مارا جانا ایسا دشوار تھا کوئی دخل نہ دیسکتا
تھا لیکن کنیز نے شکست کھا کے سب بند و بست کیا محمود کو بھی بند کیا اب تینون ایک مقام
پر قید ہین اب کسیکی مجال نہین جو وہان جاسکے آج شام کو کنیز بلبل قفلی بجوائیگی صبحکو میدان مین
تماشہ دیکھیگا دو دو ہزار چار چار ہزار اسی آئینہ مین جاکر غائب ہونگے یہ سحر خاص سامری و جمشید
کا ہے اس سحر پر کبھی کوئی غالب نہین آیا تحفہ آپ ہی کی کنیز کو ملا یہ باتین ہو رہی تھین کہ کنیزون
نے بڑھکر عرض کی در دولت پر حکیم بقراط الحکمت حاضر ہین چاہتے ہین کہ حضور سے قدمبوس
ہون حیرت نے کہا بقراط الحکمت کون کنیز نے کہا مین نہین جانتی ایک بڑے میان بڈھے سے
ہین دس بارہ آئینے بغل مین دبائے ہوئے بہت لمبی داڑھی شرعی پائجامہ گھیلا جوتہ چار پانچ
تھان کا عمامہ سر پر فرماتے ہین کہ مین کچھ عرض کرونگا مجھکو نور زرد سے عداد نے بھیجا ہے
سب کنیزون سے چوبدارون سے باتیں کر رہے ہین سب حکیم صاحب کی باتون پر ہنس رہی ہین بہت
تو تلے ہوئے ہوسے جیوڑا مزیدار گاودی بھی کھائے ہوئے ہیں ٹپک ٹپک کر داڑھی پر گر رہی ہے حیرت
نے کہا بلالو مین دیکھون تو کون ہے کنیزین گئین کہا جناب چلیے بڑے میان صاحب
اندر آئے سب بے اختیار صورت دیکھکر ہنسنے لگے حکیم صاحب نے فرمایا آپ لوگ
کیون ہنستے ہین حیرت نے کہا یہ بدتمیز ہین آپ تو ہر دل عزیز ہین بڑے میان نے
سب آئینے میز پر رکھدیے ایک آئینہ لیکر آگے دوم ملکہ حیرت کو دکھایا کہا اسکو کھول کے دیکھیے تو
سامری و جمشید نے فرمایا ہے ایک آئینے کی کیا حقیقت ہے ہزار آئینے بھیجدیں ہی مرآت بنت

حضور مین دیکھیو کیا خوب ارشاد فرمایا ہی خداوند نے حکم دیا ہی کہ ان سب آئینونکو سامنے لشکر اسلام
کے رکھوا دیجیے سب لشکر انھین مین غائب ہو جائیگا مرآت نے کہا یہ آئینہ سامری و جمشید کا
بنایا ہوا ہی سالہا سال مین تیار ہوا جناب حکیم صاحب نے وہ آئینہ ملکہ حیرت کے ہاتھ مین دیا کہا
اسکو دیکھیے مرآت نے کہا مین دیکھون اب جو آئینہ کھولا مرآت نے دیکھا میرا ایسا چہرہ آنکھین بڑی
بڑی قد برابر دیو کے ہے حکیم صاحب نے کہا کیون بی مرآت دیکھو خداوند بیٹھے ہین سب آئینہ کھولون
ابھی یا سب عجائب غرائب دکھاؤن لشکر اسلام کے سامنے رکھدیجیے ابھی سب غائب ہو جاوینگے انہین بڑی
کرامتین ہین مین کچھ ایسے مانگتا نہین سامری و جمشید نے حکم دیا مین لیکر آیا ورنہ مین نہ آتا اب
دربار مین سامری و جمشید سے کہدونگا کہ آپکے تحفے کی اونکو کچھ ضرورت نہین ہے لشکر اسلام میرے
پاس کھڑی ہوئی سب آئینے کھولکر دیکھے الٹ پلٹ کرکے آئینہ اصلی اپنے قبضے مین کیا نقلی سب
زمین چھوڑی یہ کہتی ہوئی کہ ہم زبردستی چھوڑے جاتی ہین امتحان کا آپکو اختیار ہے جب کوئی
وقت پڑے اور مسلمان دباؤ ڈالین تو اسسے بھی کام لیجئیگا جب باہر نکلے تھوڑی دور
لوگون نے جاتے دیکھا پھر غائب ہوگئی حیرت خوشیان کرتی ہین کہ ایک آئینے سے تو
مسلمانونکو پناہ نہ تھی اب تو اتنے آئینے ہوے کہ صرصر آئی اوس سے پوچھا کیا ہو کہا
بقراط الحکمت آئے تھے یہ آئینے دیگئے وہ تو صرف نزول رحمت تھی شراب بھی یہان کی پینی پی
صاحب دربان کہتی ہین تھوڑی دور بستی مین جاتے دیکھا کھڑے کھڑے غائب ہوگئے کشف و کرامات
تھی فرستادہ لات و منات تھے صرصر نے ہنسکر کہا خدا خیر کرے اری بی مرآت تمہارا آئینہ کس
طرح تھی معلوم ہوتا ہی کہ ساربان زادہ آیا آئینہ لیگیا یہ بیکار آئینے چھوڑ گیا مرآت نے کہا ایک
آئینہ مینے دیکھا تھا میرا چہرہ برابر کلہ فیل کے معلوم ہوتا تھا مین کرامات دیکھ بھی چکی آنکھون پر جو نظر
ڈالی صاف ثابت تھا کہ دو جام خون بھری ہوئی ہین صرصر نے کہا ساربان زادہ اپنا کام کر گیا
بخوبی نام کر گیا مرآت نے کہا مین ابھی دیکھتی ہون اب جو اون آئینون کو اوٹھا کے دیکھا
کسی مین چہرہ چھوٹا معلوم ہوتا ہی کسی مین بڑا ثابت ہوتا ہی یہ حالات دیکھکر مرآت نے سر پیٹ
لیا کہا بیشک میرا آئینہ نہین ہی ساربان زادے نے بہت بڑا غضب کیا اسوقت
سبکی آنکھون مین خاک ڈال گیا لیکن کہان جاتا ہی صرصر نے کہا بی مرآت اب اور کچھ تدبیر

گرد جو تھی قبضہ مسلمانان مین گئی اوسکا ملنا دشوار ہی مرآت نے سر پیٹ لیا کہا ارے غضب یہ ہی
اگر بہار اوس آئینے کو دیکھ پائیگی اوس آئینے سے کام لیگی تو میری جان نہ بچیگی مین ابھی جاکے لاتی
ہون سب ہان ہان کرتے رہے مرآت آئینہ دار نے تانا باہر نکل کر نفیر بجائی سب لشکر
تیار ہوا کہا صاحبو لشکر مسلمانان کو لینا چار جانب سے لشکر تیار ہوا سات لاکھ کا لشکر طرف مسلمانان
کے چلی ہرکاروں نے جو یہ معاملہ دیکھا خبر لیکر بھاگے ملکہ مہرخ بارگاہ مین جلوہ فرما ہین کہ ہرکاروں نے
اکر عرض کی مرآت آئینہ دار آتی ہے ملکہ نے بھی لشکر تیار کیا پلے کھڑی ہوئین ایک جانب ملکہ
بہار اور جملہ افسران نامی و سرداران گرامی صفین جمائے کھڑے ہین کہ مرآت آئینہ دار کا
نعرہ ہوا پکار کر آواز دی اے مہرخ دیکھو ساربان زادہ بڑا غضب کر گیا مکر کر کے آئینہ لیگیا اوس
سے دلوا دو ورنہ ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی ملکہ مہرخ نے طرف بہار کے دیکھا کہا خواجہ چونا لگا آئے
ملکہ بہار نے ہنسکر جواب دیا اوسکو بڑا غصہ ہے اوسی غصے مین آئی ہے جانتے ہین کہ بلائے روزگار ہے
خدا اوسکی شر سے بچائے مرآت آ کے گری بہار الگ بھری ہین مرآت نے اول آکر لشکر پر جو
سحر کیا ملکہ سرخ مو کی کاکل کشا کہ انکو مخمور سے بڑی محبت ہے اسوقت بڑی زور و شور سے اس آرزو
مین جا پڑین کہ اسکو قتل کرین تو باغبان و مخمور و گلچین رہائی پاوین مرآت نے پڑھکر سحر کیا
دو چار سے کنیزان سرخ مو کی سر کٹ کر گرے سرخ مو کو جو غصہ آیا اولکا تا کہنے پڑھین لیکن مرآت
نے جو دیکھا کہ سرخ مو نے بال کھولے کاکل کو پیچ و تاب دیا بوئے خوش آئی صاف ظاہر تھا کہ ہرا رہا
مشک نافہ کھل گیا بو سونگھ کر جھومی جھومتے جھومتے اوسے دستک دی دستک دیتے ہی وہ
ہوائے فرحت انگیز مشک بیز موقوف ہوئی ایک برق چمکی کہ سر سرخ مو کا زخمی ہوا سر پھرنے لگا
یقین تھا کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گرے کنیزون نے سنبھالا لیکر بھاگین ہلال سحر افگن برآمد سرخ مو پہنچی
ہلال نے سحر چمکایا اوسنے انگلی سے اشارہ کیا ہلال پر بلا آگیا سنبک کی کمان نکال کر اوسی
کا تیر جوڑ کر مارا کہ نشانہ ہلال کا نشانہ ہوا ہلال بھی سامنے سے ہٹین رعد و برق کڑکتی ہوئی آئے تھے
رعد کی گرج برق کی چمک ہزاروں کو مارا رعد کا جو سامنا ہوا رعد نے کانون پر ہاتھ رکھا تھا کہ چیخ
مارون کہ ابن ہانی نے ہاتھ ہلایا کارد سحر کھینچ ماری رعد اوسی سے زخمی ہوا برق کڑک کر گری مرآت نے
تیر جڑا کہ برق کی چمک مٹی ہان ہیونکا زخمی ہوا برق لامع چمک کر آ پڑی گئی سے ملازمونکو مرآت

کے قتل کو آری ترچھی گر رہی ہے مرآت کھڑی دیکھ رہی ہے کہ ذرا یہ رکے تو مین سحر کرون برق لامع
چار پانچ مرتبہ آری ترچھی گری ایک مقام پر ذرا ٹھہری تھی کہ مرآت نے خنجر پھینک مارا کچھ اسم سحر بھی
سر برق لامع کا بھی زخمی ہوا ایک گونہ جھپٹ کر مارا کہ تخت مہرخ کا ٹکڑے ٹکڑے ہوا مہرخ کا تخت سے
گرا علم فوج سرنگون ہوا سب کے پاؤن اوکھڑ گئے مرآت سحر کرتی ہوئی جاتی ہے مگر وہ قیامت کی
سحر کرتی ہوئی کبھی زمین سے دھوان نکلا کبھی آسمان سے آگ برسی کبھی تلوارین گرین کبھی تیر برسائے پکار پکار
کر کہتی ہے ای مہرخ اسی مین بہتر ہے کہ آئینہ میرے حوالے کر دو ورنہ آج ایک زندہ نہ چھوڑون گی سامری
جمشید کی قسم کھاتی ہون کوئی بھی تیرا مربی نہ ہوگا اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچو گی ابھی تک جو میرے
سحر مین وہ نہین ہے اب وہ سحر کرونگی کہ زمین تھرائے گی آسمان سے شعلہ گرینگے بہار کنارے سے
لشکر کے یہ معاملہ دیکھ رہی ہے سحر کو اسکے دیکھا خیال کیا کہ حقیقت مین جو سحر ہے وہ بے نظیر ہے اسکے
قتل کی کیا تدبیر ہے جب دیکھا کہ سارے لشکر کو شکست ہوتی اور لشکر بھاگا جاتا ہے مہرخ تو بھی نہین
چھوڑتی قصد ہوا کہ جا کر لڑون گی دل کو بیتاب ہے تھوڑی دور بڑھی تھین کہ مرآت سے سامنا ہو گیا
دیکھتے ہی اوسنے جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ مانگ کے دانے پھینکے بہار نے گجرا پھولون کا مارا ابر سیاہ
آسمان پر آیا پھول برسنے لگے مرآت نے ہنسکر کہا او بہار ان سحر کا رنگ سامنے افراسیاب
کے جمیگا وہ تمھارے عاشق ہین ایسے سحر میری کنیزین کرتی ہین یہ کہکر ہاتھ ہلایا شعلہ ہای آتش
بھڑکے سب پھول جل گئے بہار نے طرے گجرے بدھیان پھولونکی پھینکین کئی مرتبہ پھول
برسائے مرآت نے پھول جلا دیے سحر کا رنگ نہین جمنے پاتا جب سحر کیا مرآت نے مٹا دیا ایک مقام پر
بہار نے نکہت گل اندام کو آواز دی گلدستہ ملا غنچہ آرزو کھلا مرآت نے ایک دستک دی
برق چمک کر گری سر بہار کا زخمی ہوا کنیزین بہار کی بیچ مین آگئین ملکہ بہار الگ آ کے بیٹھ
کے زخم سر باندھنے لگین مرآت نے دیکھا بہار زخم سر باندھ رہی ہے چاہتی ہے
کنیزونکو مار کر بہار کو بھی گرفتار کر لون پھر سارے لشکر کو پکڑون کنیزونسے لڑنے لگی دو چار سے
کنیزونکو مار اجلایا آتش سحر روشن کر دی ہر طرف آگ بھڑک رہی ہے کنیزین گھبرا کر بھاگین بہار
نے دیکھا لشکر کو بھی شکست ہوئی سب سپاہ پاؤن نہین جماتا دعا کرنے لگی کہ پروردگارا اپنا
فضل تو شامل کر یہ شکست دیکھی نہین جاتی [illegible] کہ بہار نے دعا کی اور بیکار ہو کے بیٹھ

شاہا دوئی گزین جہان در سفر ہم	دلخستہ دور ماندہ بجود بال و پر یم

بہار نے یہ دعا کی تھی کہ دریائے رحمت الٰہی جوش مین آیا دیکھا کہ خواجہ سامنے سے چلے آتے ہین خواجہ نے بہار کو دریائے خون مین نہاتے دیکھا خواجہ گھبرا گئے ساری لشکر کو شکست مین دیکھا بیتاب ہو گئے کہ یہ کیا غضب ہو گیا علم فوج سرنگون تھا ملکہ مہرخ کو تخت پر نہ پایا پکار کر پوچھا بہار خیر تو ہے بہار نے کہا آپکی عیاری نے غضب کیا مرآت چلی آئی ساری لشکر کو شکست دی سب سردار زخمی ہوئے آپ ذرا میری پاس آیئے خواجہ قریب بہار کے آئے بہار نے کہا خواجہ آئینہ کہان ہے آئینہ خواجہ نے زمین سے نکالا بہار نے آئینے کو دیکھا کہا لو خواجہ اب یہ حرامزادی کہان جاتی ہے یہ کہکر خواجہ کے ہاتھ سے آئینہ لے لیا ہی چکی تھی کچھ ورق اپنی جھولی سے نکالے کچھ فردین اون اوراق سے پڑھکر آئینے کا عکس اپنے سر پر ڈالا زخم سر سے صحت پائی بہار نے کہا خواجہ بڑا تحفہ نایاب ملا سب مشکلین آسان ہو جائینگی اسم سحر پڑھکر کہا خواجہ بڑی لوٹ لائے اب یہ لعوہ کہتی ہے یہ کہکر بہار نے آئینہ چمکایا ایک برق چمک کر گری دس ہزار جادوگر لشکر مرآت سے کے نابینے بہار چمکاتی تھی آئینے کو جلی بہار نے جو آئینہ پڑھکر چمکایا غول لشکر مرآت کے سب جو تھی شاہباز جادو دستہ ہزار فوج کا افسر اسکی پشت پر بڑے بڑے نامور ساحر سب لشکر اسلام پر کر رہے تھے بہار نے بڑھکر ایک طرہ پھینکا آواز دی ای شاہباز بلند پرواز بی نگرانا ذرا ادھر متوجہ ہو شاہباز نے آنکھ ملائی تھی کہ بہار کا گلدستہ پھول برسنے لگا شاہباز بھولا ہو رنگ سحر بہار پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم اس کیفیت تو یہ ہے ہر چند کہ موسوم بہ شاہباز ہون مگر کشتۂ تیغ ناز ہون

نظم

مدبرو تیری جو اسے مہ درخشان نکلے	ماہرویان جہان سخت پشیمان ہونگے
یاد مین زلفونکی رات تو پریشان ہونگی	دیکھو آئینہ رخ دیکھکے حیران ہونگے
پنجۂ عشق کی گر دست درازی ہے یہی	چاک کس کس کے نہ دامان و گریبان ہونگے
حال طول غم ہجران جو کرونگا موزون	تو مرتب کئی اس نظم سے دیوان ہونگے
تیر دل کا سینہ تو گیا سب خالی	ابکی دیکھینگے تو اوس ماہ پہ قربان ہونگے
نظر آیا جو ترا حلقۂ گیسو پر خم	تبھی اسلام سے سو جان سے مسلمان ہونگے

ہوگا وہ غیرت بلقیس سحر جیدن — بخدا رتبے مین ہم مثل سلیمان ہونگے
دل ہی حسرت زدہ تصویر ہی اوداسی چھائی — لوگ رعنا تجھی دیکھینگے تو حیران ہونگے

شاہباز یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا بڑھا کہ ملکہ مہرخ نے پکار کر آواز دی ای بہار یہ مرآت سامری ہی اسمین بڑی بڑی اثر ہین کیون تکلیف کر رہی ہو آئینہ اسکے سامنے رکھدو سر ٹکرا کر مرجائیگا ملکہ بہار نے آئینہ رکھدیا رکھنا تھا شاہباز نے جو اپنی صورت اوسمین دیکھی ایک چیخ ماری کہ زمین تھرائی اوچھلتا ہی کودتا ہی موچھون پر تاؤ پھیرتا ہی کبھی کہتا ہی کیا کیفیت ہی مجھ سے زیادہ کون خوبصورت ہی مجھے سامری جمشید بنایا ہی مین آئینہ دیکھ دیکھکر مست ہو رہا ہی کبھی ہنستا ہی کبھی روتا ہی آخر تلوار کمر سے کھینچی اپنا گلا کاٹ ڈالا بہار نے آئینہ اوٹھا لیا غل بلند ہوا مرآت کے کان مین آواز آئی کشتی وا ناہمن شاہباز جادو لہو مرآت نے جو یہ آواز سنی منہہ پیٹ لیا کہا صاحبو غضب ہوا مسلمانون پر آئینے کا حال آئینہ ہوا وہان بھی تو سب رازداران طلسمی جمع مین کنیزون نے بڑھکر عرض کی حضور مہرخ نے سب حال کہا مرآت کہتی ہوئی چلی یا تو قضا مجکو لیے جاتی ہی یا افسر کا مرتی ہون سردار مرآت کو گھیرے ہوے ہین سب کہتے ہین ملکہ عالم آپ نہ جائیے شاہباز کا بھائی بھی طیران بانند پروانہ روتا ہوا سامنے آیا کہا حضور میرا بازو ٹوٹ گیا ابھی جاکر بہار کا سر لاتا ہون مرآت نے کہا ای طیران تمہارا بھائی تمسے سحر مین زیادہ تھا یہ آئینہ ساختہ سامری ہی اسکی ہر طرح مین شعبدہ بازی بھری ہی بچتے رہیو طیران نے نہ مانا تڑپ کر صف سے نکلا پکار کر آواز دی اے بہار گلعذار ذرا مجسے مقابلہ کرو تو حال کھلے بہار بیٹھی تھین کہ اسنے گولا مارا وہ گولا قریب بہار کے آکر پھٹا کچھ شعلہ ہای آتش نکلے کچھ دھوان نکلا بعد دھوئین کے دنانا ہوا بلکہ بہار نے کانون پر ہاتھ رکھ لیے کئی سو جوان چرخ مار کر گرے بہار نے اپنے کو سنبھالا طیران تیغہ کھینچے ہوے قریب بہار کے پہونچا تھا کہ بہار نے وہی آئینہ دکھا دیا آئینے مین جو صورت نحس اپنی دیکھی طیران کے ہوش اڑ گئے جس تلوار سے بہار کو قتل کرنے چلا تھا وہی تلوار اپنے گلے پر رکھ لی پکار اوٹھا لو ملکہ عالم ہم تو نثار ہوتے ہین ہمین یاد رکھنا بھول نہ جا

نظم

مجکو فقط شکایت سوز نہان نہین — ہی کون رنگ عشق جو رخ سے عیان نہین
خانہ خراب عشق سے کیا کیا کیا ذلیل — سوا کہان کہان دل بی خانمان نہین

آہون کا قافلہ نظر آیا تو کب کرین　　　جو سنت ہمارا جسمین ہو وہ کاروان نہین
وصلت بھی ہو نصیب تو باتون کا ذکر کیا　　　اونکے دہان نہین مرے منھ مین زبان نہین
حسرت مین نکلی سامنے اونکے نہ منھ سے بات　　　جیسے دہان زخم مین گویا زبان نہین
جو ہم پیالہ تھے وہی ہم سے نفور ہین　　　جسدن سے لطف حضرت پیر مغان نہین
رعنا نہ پوچھ وسعت دشت جنون کا حال　　　یہ وہ زمین ہے جسکا کہین آسمان نہین

دیر تک یہ اشعار پڑھے آخر گلا اپنا کاٹ ڈالا طیران کا مرنا مرآت پر بہت شاق ہوا پکار کر آواز دی
اے بہار مین لشکر کو شکست دے چکی تھی میری شعبدہ بازی کا الٹی مین شرمندہ ہوئی مگر تمھارے
واسطے بہت ہون تم اپنی جان بچاؤ یہ کہکے مرآت سحر کرتی ہوئی بڑھی بہار نے دو چار گیند
ماری پھول برسنے لگے پھولون کے انبار ہو گئے مرآت نے ایک دستک دی شعلۂ آتش چمکے پھولون کو جلا
دیا مہرخ نے دور سے آواز دی اے بہار کیا کرتی ہے اسکی وہی تدبیر ہے آئینہ سامنے کر دے لیکن آئینے
سے بہت ہوشیار رہنا بہار نے یہ سنتے ہی آئینہ بغل سے نکالا آئینہ مرآت آئینہ وار کو دکھایا
پکار کر کہا ہو ذرا ادھر متوجہ ہو آئینہ دیکھو تعلی کھلے حیرت ہو جیسے مرآت نے آئینے مین اپنی
صورت دیکھی ایک چیخ ماری غل مچانے لگی بال نوچتی تھی جو اسکے سردار اسکے قریب تھے کسیکو
طمانچہ مارا کہ اوسکا سر اڑ گیا کسیکے پیٹ مین تلوار بھونک دی کسیکو خنجر مارا چالیس سردار اسکے
گرد کھڑے تھے اون سبکو مارا اور سب یہ کہکے بھاگے اوغضب دیکھئے کہ اپنے ساتھ والون کو
قتل کرتی ہین اب ہم اسکا ساتھ نہ دینگے یہ کہتے ہوئے بھاگے اب مرآت جھومتی ہوئی چلی کبھی ہنستی
ہے کبھی روتی ہے کبھی رنجیدہ ہوتی ہے بہتی چلی آتی ہے پکار کر کہتی ہے اے بہار گلعذار مجھے اپنے پاس تو آنے
دو مین تمھاری کنیز ہون کیا تیری اطاعت مین عذر ہے مین ہمیشہ سے تیری اطاعت کی خواہان
تھی آج میری آرزو پوری ہوئی کبھی اپنے کو سنبھالتی ہے مبہوت ہو جاتی ہے کہ زمین شق ہوئی ہے
سے ایک زاغ نکلا سر آکے مرآت کے کانون کانون کرنے لگا جب اوس زاغ نے آواز دی اوس
ہوش و حواس مرآت کے درست ہونے لگے چہار جانب آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھنے لگی کبھی
پکارتی ہے ارے مجھے کیا ہو گیا مہرخ نے پکار کر کہا اے بہار کیون کمی کرتی ہو جلد آئینہ دکھاؤ ایسا
نہ ہو ہوش مین آجاوے تو پھر سحر کرے گی ملکہ بہار نے بڑھکر آئینہ زمین پر رکھا اب کی جو نگاہ

بڑی کپڑے پھاڑنے لگی ایک چیخ ماری تلوار کھینچی ملکہ حیرت ہان ہان کرتی ہین مگر مرآت کب سنتی اوس نے
مرآت نے اپنا گلا کاٹ ڈالا ایک اندھی سیاہ اوٹھی وہ ذرا تھما ہوا کہ اوسکے ملازمون کے کلیجے پھٹ
گئے اوسوقت مرآت کا زمین پر سر پالاش سے چنگاریان نکلین ملازمون پر گرنے لگین جسپر چنگاری پڑی
وہ جلا ایک ذرہ کو جلایا جب ایک سے ایک لپٹا اسقدر آگ نکلی کہ سات لاکھ کا لشکر جلکر خاک ہوا سات
لاکھ سرکشان دم بھر مین خشک جلنا حیرت نے جو دیکھا دریائے حیرت مین غرق ہوش و حواس مین
فرق سر پیٹنے لگی پکارتی تھی یا رب تم نے دیکھا اس آئینہ نے کیا غضب کیا مرآت کا خاتمہ ہوا اوسکے
ہمراہ سات لاکھ کا لشکر جلا دیکھیے یہ آئینہ اب کیا کرتا ہے یہ کہکر رونے پیٹنے لگی ملیٹی یہان ملکہ مہرخ
نے شکست خوردہ لشکر کو درست کیا بہار گلعذار کو بیچ مین لیلیا زر نثار کرتی ہوئی چلین ایک گاؤن
مین آکر ہو بیٹھین ملکہ مہرخ نے کہا خدا نے فضل کیا ورنہ مرآت نے کل لشکر کا خاتمہ کر دیا تھا خواجہ نے
کیا کمال کیا کہ آئینہ بدل لائے ورنہ ایک زندہ نہ بچتا یہ باتین تھین سب خوش و محظوظ بیٹھے ہین اس
فتح کی بڑی خوشی حاصل ہوئی کہ خواجہ و برق و چالاک دو دور ہوئے تھے کہا ملکہ جب بہار نے
یہان مرآت کو مارا ہم کنیزونکی شکل بنے ہوئے بارگاہ حیرت و بارگاہ مرآت مین پہونچے
گمان یہ تھا کہ جب مرآت قتل ہوگی باغبان و گلچین و مخمور وہان قید ہونگے ہمسے ملاقات ہوگی
اونکو رہا کر کے لاوینگے وہان کہین اون تینونکا پتہ نہین دو چار کنیزین جو بھاگ گئی تھین کہ مرآت کی وہ زاردار
ہین اونسے جو پوچھا اونکی زبانی معلوم ہوا کہ باغبان و گلچین و مخمور کہین اور قید ہین لیکن ایک
کنیز کہ نہایت نحیف و ضعیف ہے اوسنے یہ بتایا کہ ایک کوہ سنگین صحرائے آفت مین واقع
ہے اگر کوئی جا کر وہان سنگین جادو کو قتل کرے تب مخمور و باغبان و گلچین کی رہائی
ہو اور یہ بھی اوسنے کہا جاتا تھا یہ کوہ سنگین صحرائے آفت سخت مشکل ہے اور یہ بھی اوس
کنیز نے بیان کیا کہ جو حال دریافت کرو آئینے سے ایک تاجدار پیدا ہوگا وہ سب حال
بیان کریگا اب آپ لوگ انجمن مشاورت منعقد کرین احوال دریافت کیا جائے کہ مسکو وہ صحبت
کرے وہ واسطے رہائی سرداران مذکور کے جاوے اوسیوقت ایک بارگاہ علیحدہ استادہ
ہوئی ملکہ بہار و مہرخ و شکیل و عمرو برق و برق لامع یہ چند سردار تینون عیار
اوس بارگاہ مین آکر بیٹھے گرد لشکر زد کش ہے ملکہ بہار نے آئینہ کو بیچ مین رکھا پکار کر آواز دی
اے آئینہ سامری بحق سامری ظاہر کر کہ مخمور و باغبان و گلچین کس مقام پر قید ہین دیکھا

ایک روشنی ہوئی آئینے سے ایک تاجدار نے سر نکالا پکار کر آواز دی اے مہرخ و بہار حقیقت مین زمانہ انقلاب
کا ہے طلسم ہوشربا کی عمر تمام ہوئی افراسیاب کی نمک حرامی اور غرور نے یہ رنگ دکھایا اب لاچین
رہا ہوگا اور طلسم کشا کو کوئی قتل نہین کرسکتا آپ لوگ مطمئن رہین عمرو نے کہا اے تاجدار جلیل ہم پوچھتے
ہین کہ مرآت قتل ہوئی مخمور و باغبان و گلچین کا پتہ نہین ملتا اوس تاجدار نے منہ بنالیا کہا اے
شہنشاہ فوج عیاری مجکو جانکا ڈر ہے افراسیاب آیا چاہتا ہے وہ مالک تحفہ جات سامری و جمشید
ہے یہ ایک ادنی تحفہ ہے ایسے ایسے تحفے ہزارون افراسیاب کے قبضے مین موجود ہین اوسکا کوئی جواب
نہین دیسکتا اول آپ لوگ برائے تلاش قیدیان طرف مشرق کے جاوین ایک صحرا پر آفت ملے گا
اوس صحرا کو طے کرکے وسط صحرا مین ایک نخل سرسبز و شاداب ہے تکو دیکھکر طائر اوڑینگے ایک طائر سیاہ
بھاگے جدہر وہ بھاگے اوسی طرف جاتے وہ ایک چاہ مین گر جائیگا اوس چاہ مین پھاند نے گا ایک دروازہ
باغ کا اندر جاکر ملکہ سنگین کوہ در اتنا فقرہ تاجدار نے کہا تھا کہ زبان مین لکنت ہوئی اشارہ کر
کرنے لگا اشارون سے مراد یہ تھی کہ غلام اب رخصت ہوتا ہے خواجہ نے کہا کیون اے تاجدار خیر تو ہے تاجدار
کچھ اشارہ کرتا ہے منہ سے نہین بول سکتا اب عمرو حیران کھڑے ہیں سب کہتے ہین اے تاجدار جلیل
سنگین کوہ در کے آگے کچھ نہین کہتے تاجدار کانپ رہا ہے آئینے پر غبار آنے لگا خواجہ نے برق
سے اشارہ کیا کہ کچھ آفت آیا چاہتی ہے یہ کیا رنگ ہے بہار بھی پوچھتی ہے اے تاجدار بیان کر قسم
ہے تجکو سامری کی کل راز و نیاز کی باتین سمجھا دے ہم خود بر آرہی جاتے نکلے سنگین کوہ در اوس
باغ مین رہتی ہے مفصل بیان کرو تاحال نہو کہ اتنے مین زمین کانپی خواجہ و برق و چالاک
و حاضرین وقت گھبرا کر چار جانب دیکھنے لگے کہ یہ کیا ہوگیا ہے کہ پھر ایک صدا ہیبت ناک آئی زمین پھٹ گئی
پہاڑ نے خیمے سے افراسیاب جادو بہ تہ و غضب تمام پیدا ہوا آواز دی اے بہار تجکو یہ حوصلہ
ہوا کہ تو نے دولت پر قبضہ کیا سنے مرآت کو قتل کیا ہمتا آئینہ لیکر نکل بھاگ جا وہان مکارون کا جماؤ ہے
بازار سے کیا چمکتا ہے ہا ہا بے مسلمانون کا قبضہ ہوا آئینہ نجس ہوگیا اب داخل خزانہ نہین ہوسکتا
برق اپنے طرف ترپ سے بھاگا چالاک لوٹ مار کر سراچہ سے لپٹا خواجہ نے
گلیم اوڑھ لی ساحران مذکور تھرتھرا کے بھاگے بہار کہین گئی مہرخ کہین چھپی
برق لامع غرق زمین ہوئے مین رعد و برق آسمان مین ڈوبے خواجہ

طلسم اوڑتے ہوئے دیکھ رہے ہیں اور چہرہ تاجدار کا جو باہر آئینے سے نکلا ہوا تھا
افراسیاب نے آکر ایک پنجہ مارا کہا او بے حیا تجکو شرم نہیں آتی حال راز دنیا سامری
و جمشید سامنے مسلمانوں کے بیان کرتا ہے ہونے دو سے خداوندوں کی روح پر صدمہ ہوا طمانچے
سے افراسیاب کے تاجدار کا سر پھٹ گیا تاجدار کو مار کر افراسیاب نے طرف آئینے کے دیکھا
آواز دی او مرآت سامری تجکو بھی غیرت نہ آئی مقام شرم و حجاب ہے کہ مسلمانوں سے کلام کیا
وقائع نگار یہ پرچہ لکھینگے مورخین درج کتاب کرینگے اب یہ بات مشہور خاص و عام ہوگی کہ آئینہ
سامری نے باتیں کیں صورت بدنامی کی ہے آئینے سے آواز آئی او افراسیاب تیرے غرور نے
سارے طلسم کو ڈبایا اور جو باقی ہے یہ بھی مٹیگا تو ہاتھ سے اسد کے مارا جائیگا افراسیاب کے ہاتھ میں
جو دانت اوس تاجدار کے تھے وہی افراسیاب نے آئینے پر کھینچ مارے آئینے کے ہزار ٹکڑے ہوے
ایک صدا ے دردناک آئی او افراسیاب خانہ خراب تو نے آج توڑ سر سامری تو ڈرا اب تو بھی
زندہ نہ بچیگا افراسیاب نے ایک لات ماری کہ سب پرزے جلکر خاک ہوے آئینہ کو جلا کر افراسیاب نے
پکار کر آواز دی او صرصر و بہار سامنے سے بھاگ گئیں سارباں زادہ بھی بھاگا ورنہ سب کو
گرفتار کر لیتا ایسی ایسی باتیں کر کے افراسیاب تو چلا گیا ناظرین والا مقام
پر واضح ہو یہ داستان متعلق جلد سوم ہے

دو کلمہ داستان حیرت بیان جانا خواجہ عمرو کا واسطے رہائی باغبان و ملکہ گلچین و ملکہ مخمور کے و قتل سنگین کوہ نشین باقی حالات متعلقہ داستان ہذا، ساقی نامہ تصنیف مصنف

ساقی مرا ماہرو کدھر ہے
دیدار کو بھی ترس گیا ہوں
زنجیر جنوں کڑی پڑی ہے
کیوں کرتے ہو امتحان عاشق

آتش سے کبھی جان بر نظر ہے
سودائی زلف یار ہوں میں
دیوانوں کی صبح پھر اڑی ہے
جانباز ہیں عاشقان خودسر

اس فکر میں چار سو پھرا ہوں
آشفتہ و بیقرار ہوں میں
اے مشفق و مہربان عاشق
قدموں پہ رکھا ہے سر بھی اکثر

جان اپنی نثار کر چکے ہین
گیسو کے خیال مین پھنسے ہین
انجم ہی فلک پہ تیرہ و تار
مجنون کی یہ دل مین کیا سمائی
مشتاق جمال یار سے یہ
تیشہ پھر پھر کے مارتا ہی
ہی دل مین کہ وصل ہو میسر
اب جان پہ اوسکے بن گئی ہی
کیون کاٹ رہا ہی کوہ فرہاد
کیونکر تجھکو ہوا گوارا
شیرین شیرین جو نت پکارا
اب عاشق نامور کہان ہین
عاشق معشوق کو ملایا
دونون نے فنا مین اپنی پائی
اس رنگ مین داستان ہو تحریر

زندہ ہین کہ تم پہ مٹ چکے ہین
کیا ہجر کی رات کا بیان ہو
پوشیدہ نقاب مین منہ یا
فرہاد جنون زدہ کہان ہی
جس ہجر مین بے قرار ہی یہ
ہتی ہن جو دل پھنسا ہوا ہی
یہ سخت مہم شونگی سے
مشاطہ دہر نے ستایا
پتھر سے سخت ہے یہ بیداد
جوش الفت نے کیا سمائی
فرہاد نے سر پہ تیشہ مارا
کیا اب ہوئی ملکانین شیرین
سرو ہیون مین ہوا یہ شہرا
اے مانی ماہ وش کرم بھی
کھینچے نقاش آکے تصویر

راقم فرقت کی جان لیتی
مہتاب فلک پہ جب عیان ہی
لیلائے شب فراق آئی
تیشہ کن کوہ مین نہان ہی
شیرین شیرین پکارتا ہی
اس کوہ کو غم سے کاٹتا ہی
یہ عشق کی داستان سنی ہی
فقرہ عاشق کو یہ سنایا
معشوق سوی عدم سدھارا
مجھ کو کوہ کنی نہ کام آئی
بیرنگ بھی عشق کی عیان ہین
دی اوسنے بھی آکے جان شیرین
ایسی الفت کو کیون نہ مانیا
ہین مست خیال یار ہم بھی
آئی سحر کا رنگ بھی جبا دو

قصہ اس ڈھنگ کا سنا دو

چہرہ مرحلہ بیابان دشت کربت و غربت وطی کنندگان مسافت

رنج و مصیبت اس داستان کے عنوان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر سخن سازان بزم خوش بیانی و حسین نکتہ پردازان اردو لن ترانی ۔ مصنف داستان حیرت بیان ناظرین والا مقام سے عرض رسا ہی کہ جب افراسیاب جادو نے آئینہ کو توڑ گیا اوسی غصے مین بارہ دہ ملکہ حیرت مین آیا ملکہ حیرت نے تک یہ سمجھایا افراسیاب سے کہا ای ملک عالم اس مرآت دیدار دی نے اثر صدمہ عظیم دیا آئینہ سامری توڑنا پڑا اگر شکست کرتا تو کوئی سردار سلطنت کا نہ رہتا مرآت آئینہ دار ایسی زبردست ساحرہ تھی وہی آئینے سے قتل ہوئی ہی اب با ذلت جاتی ہین ایسے ... کو جا کر بھیجینگے کہ مسلمانون کو جان مشکل ہوگی ملکہ حیرت نے کہا

انتظام نہوگا کوئی سردار بچ سکیگا افراسیاب نے کہا اے حیرت بڑا غضب یہ ہوا کہ امیر نے
سامری کی دو ایک تو جادو پیدا ہوا اسلیمان نے زمین تہ و بالا کی باغبان کلچین پہونچے ہی تھے ہی تو ہین تے
جاکر تاجدار کو اٹھالیا آتش کو توڑ ڈالا اب میں انتظام راہ گزر سار بان نا دہ جائیگا باغبان
گلچین و محمود کی رہائی کی صورت نکالونگا حیرت نے کہا آپکو اختیار ہے افراسیاب نے
کہا ایک دن میں سب کا خاتمہ کرونگا کسکی مجال ہے کہ بادولت سے لڑسکے حیرت ہمہ تن گوش ہو کر
سن رہی ہے چالاک کھڑا ہوا سر پر حیرت کے مگس رانی کر رہا ہے اسکو مردوں دیکھے حیرت کہ کہاں
چین پڑتا ہے حیرت نے سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا افراسیاب نے کہا بادولت جاتی ہین اب رکنا بہتر نہین
ایسا انتظام کرون کہ عیار وہان تک نہ جاسکین افراسیاب چالاک نے آنکھ ملائی نرگس نے
ہاتھ اوٹھا کر اشارہ جو کیا سینہ ابھارا جب افراسیاب نے آنکھ ملائی تمنائی نے خیمہ کا اشارہ کیا
افراسیاب نے کہا حیرت یہ جو سامنے زرد جوڑا پہنے کھڑی ہے اسکا کیا نام ہے حیرت نے کہا
کیوں آپکو کچھ توجہ ہوئی افراسیاب نے کہا مین اس سے ایک بات پوچھونگا حیرت نے کہا
اختیار ہے زعفران اسکا نام ہے افراسیاب اپنے مقام سے اوٹھا حیرت حیران
ہے کہ یہ کیا مکر ہے افراسیاب نے پکار کر کہا اے زعفران ذرا ہمارے پاس آ چالاک
اوسوقت نہایت ہی حسین صورت بنا ہے اصل مطلب یہ تھا کہ افراسیاب نے چالاک کو پہچان لیا
جب افراسیاب نے پکارا اور افراسیاب پردہ اوٹھا کر خیمہ میں گیا چالاک نے کنارے
آکر دیکھا ایک اور خواص زعفرانی جوڑا پہنے کھڑی تھی چالاک نے اوس سے کہا جا تجھے شہنشاہ بلاتے
ہین آپ تو کنارے ہو گیا وہ خواص اندر گئی افراسیاب ٹہل رہا ہے جیسے ہی وہ خواص اندر
آئی افراسیاب نے کہا ہم حکم دیتے ہین بیٹھ جاؤ اوسنے ہاتھ باندھ کر کہا میری کیا مجال افراسیاب
نے کہا ہم حکم دیتے ہین بیٹھ جاؤ وہ کنیز بیٹھی افراسیاب نے ایک دستک دی کہا اے ہوا اوڑا
لیجا چوکی زمین سے بلند ہوئی وہ خواص چیخی کہ اے شہنشاہ مجھکو کوئی ہوا اوڑائے لیے جاتا ہے
افراسیاب نے کہا او نالایق میں نے تجھکو پہچانا اب عالم بالا کی سیر کر دکئی گز زمین سے چوکی
بلند ہوئی ہوا اوڑائے لیے جاتی ہے افراسیاب باہر خیمہ کے آئے ملکہ حیرت سے کہا چالاک بن
تھا میں نے اوسکو اوڑا دیا اب دیکھی دھوپ لگی اوس تڑپ تڑپ مرجائیگا حیرت

کو بھی چالاک کی محبت پر خیال ہو سنانا آ گیا جی مین کہتی ہائی حیرت بڑا غضب ہو گیا مفت مین بیچارہ
مارا گیا افراسیاب کے نانے تو کہ خیر یک عمر تو کم ہوا افراسیاب تو تخت پر سوار
ہو کے چلا گیا لیکن وہ جوتی اُڑتی ہوئی جاتی ہے چالاک بھاگا ہوا لشکر مین آیا سب احوال خواجہ
سے بیان کیا خواجہ عمرو نے گلے سے لگایا کہا اے فرزند کیا کیا خوب افراسیاب کو دھوکا
دیا چالاک نے کہا بہتر یہ ہے کہ برای رہائی باغبان و گلچین و ثمور تدبیر کیجئے خواجہ نے کہا مین جاتا ہون
بہار نے کہا خواجہ مین بھی چلونگی مجھے ثمور کے گرفتار ہونے کا بڑا صدمہ ہوا مین ضرور چلون گی
خواجہ نے بہار سے کہا اور وعدہ کیا کہ اول مین اوس صحرا مین جاتا ہون جہان کے طائر رہبری کریگا
اوس تاجدار نے اتنا کہا تھا کہ کوئی مین جاکر ایک باغ ملیگا وہان سنگین کوہ رہتی معلوم ہوا
رہتا ہے سنگین کوہ نے لکھا ہوش ہو تمہارا افراسیاب آگیا آفت برپا ہو گئی بہار نے کہا
خواجہ باغ مین سنگین کوہ سے ملاقات ہوگی مین بھی وہان پہونچونگی تجھ بی آپس مین وعدہ کرکے
بہار نے دستانہ دی ایک جھونکا ہوا کا چلا بہار مثل بوی گل غائب ہوئی خواجہ باسی عیاری سے
آراستہ ہو کر تاجدار نے سمت کی تھی اوسی سمت سب سے رخصت ہو کر چلے راہ کو طے کرتے ہوتے بازار
ہین اکثر راہ مین مسافر بھی ملے اونکی بھی خبر لی بعد تھوڑے عرصے کے ایک صحرا ملا کہ اوس مین
نخل بہت تھے ایک نخل وسط صحرا مین نہایت سرسبز و شاداب تھا اوس پر ہزارہا طائر بیٹھے ہوئے
زمزمہ سرائی کر رہے تھے ایک طائر سیاہ رنگ منقار کھولے ہوئے خوش الحانی و شیرین زبانی
کرتے کرتے اپنے مقام سے اڑا خواجہ جی مین کہتے ہین اب تک تو قول اوس تاجدار
کے صحیح ہین عقب مین اوس طائر کے چلے وہ طائر قریب ایک چاہ کے پہونچا جب وہ ڈبکی
دیا طائر نے غوطہ مارکر اوس چاہ مین گرا خواجہ پہلے تو بہت ڈرے دور آبرو کا خیال کرکے
جاتے تھے نہ کودون لیکن قول تاجدار کا یاد آنا ناچار و مجبور ہو کر کود ہی پڑے جب
زمین سے پانون آشنا ہوئے دیکھا ایک دروازہ بہت سمون پر جھانک کے دیکھا ایک
باغ بہشت آئین نخل پھولون سے لدے ہوئے بار اثمار سے سر بسجود کل طائرن زمزمہ
سرا شاخون پر بیٹھے ہوئے کرہ بال کر رہے ہین کبھی پرونکو کھولتے ہین بجوش انسی نی بولتے ہین
نہرین جوش مار رہی ہین ہر موج آب روان لب ن زلف محبوب حباب نہایت مرغوب مطلوب

جیسے چشمے نے براے نظارۂ چمنستان آنکھیں کھولیں گرداب سیر لاجواب مچھلیاں تڑپ رہی ہیں جب پانی سے
مانند ہوئیں برق چمک گئی زمین خجستہ آئین روشون پر سرخی گٹ ہوئی بالیں باغبان بچیاں حسین وجمیل
لہنگے بھاری پہنے ہوے سنہری کٹوریاں ہاتھ مین گلی سرے پھل اوٹھاتی پھرتی ہین زرد تیون کا نشان نہین
ہر چمن سرسبز و شاداب پھول لاجواب شمیم گل کا پیچ و تاب باغ پر بہار عندلیب خوشنوا کی پکار وہ طایر
سیہ فام جسکے تعاقب مین خواجہ آئے ہین بارہ دری کے تپے پر آکے بیٹھا ہے سر اوٹھا اوٹھا کر بار بار
چہار جانب دیکھ رہا ہے زمزمہ سرائی تو موقوف کی کبیدگی سے ظاہر ہوتا ہے رنج و غم مین ہے خواجہ
حیران ہین کہ مین کیا کرون گلیم اوڑھے باغ مین گئے دور سے دیکھا بارہ دری کے پردے بندھے
ہین ایک نازنین سو کے اوٹھی آنکھیں ملتی ہوئی سب کنیزین دوڑین کہتی ہوئین کہ ملکہ ہماری
سنگین کوہ در بیدار ہوئین خواجہ بڑھکر ایک نخل کے سایے مین آئے ایک باغبان بچی کو اشارے
سے بلایا کنارے لیجا کر اوسے بیہوش کیا اوسی باغبان بچی کی شکل بنکر طرف بارہ دری کے چلے سب
باغبان بچیاں پیچھے پیچھے ہین سامنے بارہ دری کے پہونچے سنگین نے پکار کر کہا اے گل اندام میرے پاس آ مجھے
تجھ سے کچھ کہنا ہے خواجہ جھپٹ کر بارہ دری پر گئے ملکہ نے کہا اری چمن زعفران بھی درست کیا خواجہ
نے جواب دیا حضور آٹھ پہر اسی کام مین رہتی ہو ملکہ نے کہا دیکھ تو نخل سب خشک پڑے ہین جیسے ہی
خواجہ اودھر چلے تمام کنیزین خواجہ کے لپٹ گئین خواجہ ہان ہان کرتے ہین سنگین کوہ در نے
کہا او نگوڑے میاں کہاں آیا طایر پکار پکار کہہ رہا تھا تمکو تو منع کرتا تھا تم نے اوسکی بات کو نہ سمجھا
کیسے عیار و مکار ہو اب دیکھون میرے ساتھ کیا کرتے ہو ہم ابھی تمکو قتل کرینگے یہ کہکر کنیزون سے اشارہ
کیا چمن باغ مین اس شخص کو لیچلو کنیزین کشان کشان خواجہ کو لیکر صحن باغ مین آئین جو چبوترہ
بنا تھا وہان پہونچین گردن پر خواجہ کی کوے کا نشان دیا کہ سنگین بھی آکر کھڑی ہوئی کہا جلد قتل
کرو ایک کنیز جب تلوار کھینچکر سر پر آئی شلنگین لگانے لگی کہا ملکہ حکم دو کہ مین اسکو قتل کرون اوس وقت
عمرو کی بے قراری آہ و زاری پکار پکار کر بخضوع و خشوع دعا مانگ رہے ہین اے رب
کارساز اے خلاق بے نیاز بچا لے نظم -

همه خلق شاه و گدا خاص و عام	خدا را پرستش کند صبح و شام
چه نام ست نام خدا نام حق	که هم نام او نیست در دهر نام

قریب سے کنارے کھڑی دیکھ رہی تھی دیکھا وہ زنگی ملکہ بہار کو بیہوش کرکے قتل کیا چاہتا ہے کہ پہلو سے آواز
آئی اے سنگین کیا کرتا ہے سیہ فام نے دیکھا شخص ایک باغ دشمن اسلام میں اسی کی بہار ہے گلعذار ہے
زنگی نے پلٹ کر دیکھا شہنشاہ طلسم ہوشربا افراسیاب جادو تخت پر آئے ہیں دونوں کی تعظیمیں کی
ہوئی زنگی نے جھک کر سلام کیا افراسیاب نے اشارے سے اپنے پاس بلایا زنگی کو آواز دی
تم بھی ہمارے پاس آؤ سنگین کوہ ورد سیہ فام دوڑتے ہوئے قریب آئے افراسیاب نے کہا
اے سنگین و اے سیہ فام عمرو تمہارے سامنے چھوٹا سامری و جمشید نے گرفتار کر لیا دیکھو اسکو
چیر عیار کے کھاری ہیں تمکو معلوم ہوتا ہوگا دونوں شانے سے شانہ ملا کر کھڑے ہو آنکھیں بند کرو تب تمکو
سامری و جمشید معلوم ہوں دیکھو ساربان زادہ کس حال میں ہے دونوں شانے سے شانہ ملا کر
کھڑے ہوئے آنکھیں بند کر لیں افراسیاب نقلی نے دونوں کے گلے میں حلقہ ہائے کمند ڈالدئے دونوں گرے
حباب مار کر بیہوش کیا دونوں کو قتل کر کے عمرو نے کپڑا اوتارا ہے بہار کو بھی ہوش آیا باغ جلنے لگا عمارتیں
گر پڑیں سارا باغ جلکر خاک سیاہ ہوا آوازیں مرنے کی جادوگروں کی آئیں بہار نے کہا خواجہ کیا کار نمایاں کیا
اب ملنا چاہیے بہار تو سحر کر کے غائب ہوئی خواجہ عمرو بھی چلے اوس صحرا کو طے کر کے صحرا میں پہنچے
دیکھا سامنے ایک کوہ ہے اوس پہاڑ پر ہزار ہا جنگل لگی ہوئی ہیں اب خواجہ عمرو حیران ہیں کہ کیا تدبیر کریں
سوچتے سوچتے رنگینی روغن عیاری کا نکالا ایک گڈریا کی صورت بنکر تیار ہوئے طنبورہ زنبیل سے نکالا ایک
نخل کے سایے میں بیٹھکر گانا شروع کیا خواجہ بیٹھے ہوئے گا رہے ہیں پہاڑ کی جانب نگران مثل آئینہ حیران
دیکھ رہے ہیں کہ اندر سے اوس پہاڑ کے بجلی کی ایک نازنین کو دیکھا سانولی صورت دریائے جواہر میں غوطہ زن
سینہ و جبین رشک پری ہنستی ہوئی آئی ہے خواجہ نے دزدیدہ نگاہ سے اوسکو دیکھ رہے جب وہ قریب
آئی خواجہ خاموش ہو اوس کنیز نے آکر سلام کیا مسکرا کر کلام کیا بڑے میاں صاحب اس
صحرائے ہولناک و وحشت انگیز میں آئے کیونکر آئے ہو تھوڑے دنوں سے یہ راستہ بند ہے سنگین نے ایسی
سلطنت ہی انتظام کیا کہ اب کوئی نہیں آسکتا عمرو نے کہا آوارہ دشت ادبار مصیبت میں گرفتار
پہاڑ پر پھرتا ادھر بھی آ گئے شاید کسی کے دل کا مطلب بھی حاصل ہو سب جادوگر ناریگی مسلمانوں کی جا بجا
بر تمہاری جان کی بھی خیر یا نہ کر مسلمانوں سے تو خیر ہے ہم نہیں دیتے پہاڑ میں کون صاحب
رہتے ہیں ہم تو فقیر ہوگئی بھیک مانگنے کو نکلا اقبال کے ہوش میں پہاڑ میں رہتی ہیں شہنشاہ کی

بڑی نظر رحمت ہی اکثر تشریف لاتے ہین ملکہ سوتے سوتے اوٹھی یقین تمھارے گانیکی آواز سنکر
فرمایا کر جاکے دیکھیو یہ کون گاتا ہی لیکن سب سے میان ملکہ دختر ماہنداختر خفران ظلماتی ہین تمام پردہ
ظلمات کی حاکم ہین یہان بھی ہمارے جانب عملداری ہی شوہر زادونکا انتقال کیا سب شوہر کی جاگیر
انھین کو ملی بدمزاج سخت ہین خواجہ ذکی ہم غریبون پر نظر مہر و وفا ہوگی کنیز نے کہا اگر مہربانی جاگی
اور شہنشاہ کو سنوا دینگی تو بہتر ایسا کچھ ہوگا کہ تمھاری تونائی کو چھٹی ہوگی عمرو نے کہا کیونکر آپ مجھکو
وہان تک لیجائینگی یہ سن ہین تو ملاقات کی تدبیر کرونگی کنیز نے خواجہ کو ساتھ لیا اپنے ساتھ لیکر چلی درہ کوہ مست
ہوگذری دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہوا ہی سوائے مرد آتی ہی کنیز ساتھ لیکر عمرو کو
اندر باغ کے آئی دیکھا ہزارہا قفس طائرونکے درختون مین لٹکتے ہین طائر مرصع کار بیٹھے ہین کوئی طائر
آواز نہین دیتا جیسے عمرو روش پر سے گذرا طائرون نے پرون کو کھولا چاہتے تھے منھ کو بھی جیسے
آوازون سین کیا اشارہ کرکے رہجاتے ہین بعض طائران ہفت رنگ بعضون کے سینون پر گل کو
شکل عقد پروین ہوا بھی چل رہی ہی خواجہ روشونکو طی کرکے قریب بارہ دری کے پہنچے دیکھا
پر ایک جادوگرنی بڑی تند مست کی بصورت بیٹھی ہی ابرون پر بل پڑے ہوئے کنیزین صدہا گرد کھڑی
ہین کسیکے ہاتھ مین آفتابہ کسی نے لاکر لگن سامنے رکھا ہی کسیکے ہاتھ مین رومال کوئی پان لارہی
ہی مگر وہ سارہ درہم و برہم بیٹھی ہی کنیزون سے کہتی ہی آج کیسا انقلاب ہی طائرونکو ہائے بیسن وغیرہ
پہ دیکھے باز مزہ سرائی نہین کرتے کیون دل گھبراتا ہی ہوائے سرد باغ مین چل رہی ہی پھول شگفتہ ہین
کیون مسکراتے نہین ہین یا میرا دل جھڑ جاتا ہی مین نے کسیکا گذر میرے باغ مین ہوا کنیزین عرض کرتی ہین
[illegible] بیان [illegible] آتا ہی فصل [illegible] موسم [illegible] سردی کی [illegible] اسی وجہ سے ہوائے سرد چل رہی ہے
باغ [illegible] مین [illegible] کسکی مجال ہی کہ یہان آسکے [illegible] مبارک [illegible] صبا دے نصیب
کہ [illegible] مین خواجہ سامنے آکر [illegible] خواجہ نے [illegible] عمرو سے سلام کیا ہاتھ اوٹھا کر دعائین دینے
لگے حرص کی [illegible] جمشید [illegible] گذرے [illegible] جاتے ہین عملداری
مسلمانان باز ہین [illegible] ساحری و جمشید [illegible] سے
[illegible] یہان [illegible] لے [illegible] طرف خواجہ [illegible] کہا کیون آئے
[illegible] ان [illegible] کیونکر آئے [illegible] عمرو نے کہا مین لو

سنگین کوہ در کو نہیں جانتا تو بڑی رنج و مصیبت و تکلیف و غربت کا مارا پھرتے پھرتے اس طرف بھی نکل آیا عمرو نے جو بھولی بھولی باتیں کیں ساحرہ نے حکم دیا فرش بچھاؤ کنیزوں نے فرش بچھایا کہا اوستاد جی وہاں چلکر بیٹھیے خواجہ وہاں سے فرش پر آکر بیٹھے مگر پریشان جی میں کہتے ہیں اس بد فراخ سے خدا بچائے کہ اقبال گلپوش آکر بیٹھی گرد کنیزیں ہیں کہا اے شخص تیرے نے مجھکو بتا تو یہ کہ تو ہم تک کیونکر پہونچا روکا نہ گیا نہیں معلوم ملک سنگین کوہ پر کیا گذری عمرو نے کہا میں بہت دنیا بہت مجبور یہاں سے آیا ساحرہ نے کہا اچھا گاؤ عمرو تیار ہو کر دف منہ کا نیچے رکھا ہے طنبورہ چھیڑا طنبورے کو درست کرکے اوسی آواز گانی سے آنکھیں ملائیں اوسی کی تعریف میں غزل گانی

نظم

جہان میں کب کوئی تجھسا حسین ہے
ہلال ابرو مہ تابان جبین ہے

ترے کوچے کی اے بت جو زمین ہے
خدا کی شان ہے عرش برین ہے

علی وہ باب شہر علم دین ہے
کہ دربان جسکا جبرئیل امین ہے

ثنا ہوں میں بیان اوس دل ربا کے
الٰہی میں کہیں ہوں وہ کہیں ہے

ترے کشتے کی اس تری خموشی
دہان زخم تک گویا نہیں ہے

سلیمان میں بھی اپنے وقت کا ہوں
پریرو آپ سا زرنگین ہے

بدن پر بار ہے پھولوں کا سایہ
مرا محبوب ایسا نازنین ہے

نجانے کوچے میں اوسکے دیکھ زاہد
وہ کافر غارت ایمان و دین ہے

ستائیگا لکھا تقدیر کا
در جانان ہے اور اپنی جبین ہے

حقیقت خاک الفت کی تباہیں
نہیں جسکا فلک یہ وہ زمین ہے

رخ روشن پہ خال و زلف میں چین
یہ ملک ہند وہ اقلیم چین ہے

عبث کھاتے ہو قسمیں دیکھ لینگے
ہمیں صاحب کے آنے کا یقین ہے

سمجھ کر اوسکے گیسو کو لگا ہاتھ
یہ کافر دیکھ مار آستین ہے

آگے جب ترے عاشق ہے تو نرگس
یہ مردم خیز ایسی سرزمین ہے

نہیں تیرے ہاتھ خنجر دم قتل
دلا صد آفرین صد آفرین ہے

رعنا وصف خال جانان
مقرر ایک ہی وہ نکتہ چین ہے

عمرو نے جو یہ غزل گائی اقبال گلپوش کا دل بے جوم تو ہی لیکن کہتی ہے او شخص تیرے آنے سے دل کو کھٹکا
ہوتا ہے جانور میرے سب خاموش بیٹھے ہین ہوا ٹھنڈی چل رہی ہے اسکا کیا باعث عمرو نے کہا حضور
میری بدنصیبی کنیزون کیطرف متوجہ ہوئی تھی کنیزون نے جو کبھی نہ دیکھا تھا کہ طائر میرے
زمزمہ سرائی نہ کرین ہوا کہ دم بدم اعتدال بڑھتا جاتا ہے شاید باغی کا میرے باغ مین گذر ہوا عمرو
حیران ہے کہ مین کیا اسکو جواب دون کہا حضور شاعر نے آپ ہی کی تعریف مین سراسر شعر کہے ہین
وہ عرض کرون اقبال گلپوش نے کہا اے اوستاد زمانہ حقیقت مین تو بڑا خوش آواز
ہے گانے مین بھی سوز وگداز ہے لیکن مین جب سے اوٹھی ہون کیا کہون میرے قلب کا کیا حال
ہے طبیعت رہ رہ کے گھبراتی ہے مین ذرا امتحان تو کرون سامنے قفس آہنی رکھا تھا اوسمین
ایک طائر سرنگون بیٹھا تھا اقبال گلپوش نے کہا کیون اے طائر سامری آج مزاج کیسا ہے
کچھ زمزمہ سرائی کرو تعریف مین خداوندون کی مصروف ہو ہماری بھی روح کو راحت اور دل کو
فرحت حاصل ہو تمھارے خاموش بیٹھے رہنے سے دل کو ہول ہوتا ہے یہ کہنا تھا کہ اوس
طائر نے سر اوٹھایا منہ کھول کر زمزمہ سرائی کرنے لگا پھر مثل انسان کے آواز دی اے
ملکہ عالم ہم خاک نشین ہوئین نام سامری و جمشید مٹانے والا تمھارے پہلو مین ہے اسکو جیتا
یہ ہرگز جانے نہ پائے ہواے سرد کا باعث یہ ہے کہ عیار کا اس باغ مین گذر ہوا کیونکر ہوا
کو اعتدال ہو جب یہ بات سنی یہ سنا رنگ و روغن بھی عیاری کا چہرے سے خواجہ کے
اوڑ گیا بصورت اصلی ہو گئے خواجہ عمرو نعرہ کرکے اقبال پر جا پڑے اقبال گلپوش نے ایک
دو ہتھڑ مارا خواجہ ادھر لڑکھڑا کر گرے اقبال نے دیکھا ایک نخل سامنے پھولون سے لدا ہوا ہے
اوسپر کولہ مارا نخل لہرا کر گرا نخل کے پاس ایک دنبا ہوا کنیزون نے دیکھا ملکہ بہار
گلزار نو روش کلموڑی مین نظر ہوا کہ ملکہ خوب بیٹھا نا تمام کنیزین و اقبال گلپوش بہار
کی جانب چلین سب کے سحر بہار پر پڑھنے لگے ملکہ بہار سب کے سحر دفع کر رہی
ہین بعد تمنس [illegible] نے لگے تھے سب طائرون نے منقارین کھولین پکار پکار
کر مثل انسانون کے آواز دیتے ہین اے ملکہ عالم ہماری خاموشی کا سبب کھلا
یہ باعث تھا کہ ہم زمزمہ سرائی نہ کرتے تھے اب بھی ہمکو بڑا ملال ہے دیکھیے انجام کار

کیا ہوا ملکہ عالم اپنے کو بچائیے ورنہ آفت آیا چاہتی ہے طاؤس نے اسقدر کہا تھا کہ باغ میں ہنگامہ
ہوگیا ہر طرف سے آوازیں آتی ہیں اے اقبال اپنے کو بچانا ہیں آج تیرے واسطے باعث خرابی
ہے بہار کا باغ میں آنا موت تیری قریب ہے ہر سخن سے غضب ہے اقبال کیسی گھبرائی ہوئی کہتی ہے
اری کمبختو یہ کیا فال بد منھ سے نکالتی ہو ایسے الفاظ منھ سے نکالو میرا دل گھبراتا ہے مجھکو کون مار سکتا ہے
بہار کی یہ مجال ہے جانتی تھی کہ میرے باغ میں آکر باغبان گلچین و مخمور تیرہ ہیں ضرور رنج و عتاب
آئیگا وہ ظلم ہوا اے طائران ساحری تمکو کیا انتظار ہے اری جمشید جور پرست کو خبر کردو وہ آئے
اسکو پکڑ لیگا ایک طائر قفس توڑ کر نکلا آسمان میں جا کر غائب ہوا تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ ابر آسمان پر
پیدا ہوا میان ملکہ بہار نے سب کنیزوں کو دیوانہ کر دیا ہے اقبال سر پیٹ رہی ہے کہ اری کمبختو اپنے
کو سنبھالو ہوش میں رہو دو چار پہر بہار نے سحر کیا وہ مبہوت ہو کر اقبال گلپوش پر سحر کرنے لگیں ایسا
زور کا حملہ کیا جلد ابر اقبال نے دون سب کو قتل کیا روتی جاتی ہے کہتی ہے ہائے میری کنیزیں اے جانے
کو ہوگیا کہ ابر سیاہ پھٹا دیکھا ایک ساحر تخت پر سوار تاج پہنے ہوئے موتیوں کے مالے گلے میں پہنے
اخر کے اسباب سحر سامنے رکھا ہوا ملکہ بہار طرف اقبال گلپوش کے چلی ہیں کہ آواز
آئی منم جمشید ثانی تیز تو ہے اقبال گلپوش نے پکار کر آواز دی اے عاشق صادق میں نے
تجھ سے کبھی انکار نہیں کیا ہمیشہ پابند حکم رہی جب تم نے بلایا بلا تکلف چلی آئی آج اس ظالم نے
سب کنیزوں کو میری قتل کیا کنیزوں کا خاتمہ ہوگیا ساری باغ میں دریائے خون بہ رہا ہے جمشید نے
کہا کہاں اقبال گلپوش نے کہا وہ سامنے کھڑی ہے بہار گلعذار منظور نظر بادشاہ ہوشربا
رنگ سحر شگفتہ ساحروں میں یکتا اسی ظالم کا نام ہے پلٹ کے جمشید نے دیکھا ایک مہ جبین
ماہ وش بوٹا سا قد گلعذار غنچہ دہن کبک رفتار نام نامی ملکہ بہار حقیقت میں رشک بہار
گلعذار سرو قد نخل جوانی بہار حسینان جہان کی افسر دیکھتے ہی جمشید مرگیا سینہ آیا
قلب تھرتھرایا منھ سے دھوان نکلنے لگا سوز عشق سے کلیجہ جلنے لگا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا مگر
اقبال کا یہ آشنا ہے زمین پر آہ دل سے کہتا ہے ایسی مہ جبین کو قتل کردوں اسکے
خون سے ہاتھ بھروں کہا اے اقبال تیری محبت کا دل پر نقش ہے برسوں گذر گئے
لیکن بہار نے غضب کیا باغ پائمال کیا اقبال بھی بہر سے خفا باد محبت سے چور ہے

اقبال نے کہا صاحب جلد اسکو قتل کرو چند کنیزین جو باقی رہی ہین یہی بچ جائین تو بڑی بات ہے
جمشید نگاہ محبت بہار کو دیکھتا ہو دل سے کہہ رہا ہے اگر یہ معشوق پری وش ملی غنچہ آرزو
شگفتہ ہو مکان جاؤن اس معشوق کے ساتھ عیش کرون اقبال سے کہا تو جو کہے سحر کرین
اسکو بے ہوش کر کے مارون لیکن اسوقت غصہ ہے ایسا نہو مجھے زیادہ سحر ملے مین ایک ہی
ضرب مین سر گرد دونگا اقبال گلپوش تو اس جوش مین بڑھی کہ پشت پر سر اپنی بان موجود ہے
بڑھ کر بہار پر گود مارا بہار نے بڑھی جو دونون کی گوسے پر ماری کہ گولہ پھر گیا جمشید نے گود دوسرا
تیار کر کے بہ اطمینان تمام بہار کو دکھایا کہ تمہارے دشمن کو قتل کرتا ہون میری جانبازی کا خیال
ہے بہار نے مسکرا کے منہ پھیر لیا جمشید گود مار پشت پر اقبال کے پڑا سینے کو توڑ کر پار گذرا ایک
آواز مہیب آئی جمشید تو اقبال گلپوش کو مار کر غائب ہوا جو کچھ دل مین سوچا ہے اوسکا ذکر
ہوگا یہان آندھی سیاہ چلی باغ تمام جلنے لگا خواجہ نذر ہائی بائی اپنے مقام سے اوٹھ بارہ دری کی
جانب دوڑی فرش وغیرہ لوٹنے لگے جو جو شے باقی نہ رہی جمیل کی چند کنیزین جو باقی رہی تھین اونکو
بہار نے قتل کیا اب تلاش مین مخمور و باغبان و گلچین کے چلے ایک مکان سے کراہنے کی
آواز آئی ملکہ بہار و خواجہ اوسی مکان کی جانب چلے اوس مکان مین قفل لگا تھا قفل کو کاٹا
دیکھا تینون قفس لگی ہوئی تھی بدن تینون جسم مین جو لپٹے تھی وہ جلتی ہی باغبان یہی کہہ رہا ہے شاید اقبال
گلپوش قتل ہوئی سب سوزن زبان سے نکالے کہ دیکھا بہار و خواجہ آکر پہونچی بہار نے بڑھ کر قفس
توڑ کر زبان سے دونون تینون کی سوزن کو نکالا تینون نے رہائی پائی باہر مکان سے آ کے دیکھا سارا
باغ ویران پڑا ہے قفس جلے ہوئے طائر مردہ ہوئے نخل سب جل گئے چمنستان سے حال اوس باغ کا دیکھ کر
ایک عبرت ہوئی ایسا باغ سرسبز و شاداب مرنے سے اوسکی یون شہ بہار نے باغبان سے بیان
کیا کہ جس طرح کا ساحر گذرا جمشید ثانی بڑا ساحر زبردست ہے ہمدم اقبال آیا میری جانب
[illegible] دیکھتا تھا مجھکو دکھا کی پشت پر اقبال کے گود مارا سینہ معلوم مسخرہ کیا سمجھا کیا اوسکی [illegible]
[illegible] آیا باغبان نے کہا خدا خیر کرے وہ ضرور تم پر عاشق ہوا یقین ہے کہ فساد برپا کرے یا راہ مین روکے
اوس کا مطلب [illegible] رکھتا تھا بہار نے کہا وہ کیا بے حیا ہے سمجھا جائیگا مخمور نے کہا اوسکی کیا حقیقت ہے
گلچین نے کہا وہ بڑا زبردست ہے اگر مقابلہ پڑیگا تو بڑی خرابی ہوگی آخر صلاح ہوئی کہ اب

یہان سے نکل جاؤ ملکہ مہرخ گھبرا اٹھی منگایک تخت تیار کیا بہار مخمور گلچین باغبان ایک تخت پر سوار ہوئی خواجہ سے کہا آپ بھی سوار ہو لیجئے خواجہ نے کہا آپ لوگ مہربانی فرمائیے ہم اپنے چلے آئینگے ساحرون کے ساتھ نہین جاتے ہم پہونچ جائینگے خواجہ کو ایک جانب چھوڑ یہ چارون سردار تخت اوڑاتے ہوئے چلے جاتے ہین لیکن جمشید ثانی کہ یہ ساحر زبردست ہی اپنے سحر کے آگے کسیکی حقیقت نہین جانتا قتل کرکے اقبال گلپوش کو جو باغ تلعہ لالا میں اسکا مقام ہے سب مصاحب جمع تھے کہ جمشید گھبرایا ہوا آیا مصاحبون نے دیکھا آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے ہونٹون پر خشکی جو اس مین اتری لڑکھڑاتا ہوا سر جھکا کر بیٹھا مصاحبون نے پوچھا حضور کہان گھبرائے ہوئے گئے تھے جمشید نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہا یارو کیا بیان کرون ملکہ اقبال نے اسطرح بیقرار ہو کر آواز دی تم لوگ جانتے ہو کہ کئی سال سے میرے اوسکے رسم مراسم تھا بیقرار ہو کر دوڑا گیا جاکے جو دیکھا تو ملکہ بہار سے مقابلہ پڑا ہی ہمیشہ نام سنتا تھا کبھی صورت ریبا اوس ظالم کی نہ دیکھی تھی جب جمال جہان آرا پر اوسکے نگاہ پڑی دیکھتے ہی تیر مژگان نے کلیجے کو مشبک کیا یارا ئی صبر و جبر نہ رہا سوچتا تھا کیا کرون حضرت عشق نے یہ سمجھایا کہ اقبال گلپوش کو قتل کرو کہ یہ معشوق پریوش آفت سے بچے نہین معلوم وہان کیونکر پھنس گئی ادھر یارو مین نے برسون کی ملاقات کا خیال نہ کیا ایک مار دیا اقبال کا سر اڑگیا مینے ہر چند بہار سے اشارہ کئے اوسنے کچھ خیال نہ فرمایا دل تڑپتا ہی قلب پھڑکتا ہی دیکھو کیا حال ہے۔ نظم

پوچھیں کیونکر حال تلخی عاشق دلگیر کی　　ہو گئے ہین بند لب شیرینی تقریر کی
ہجر مین سختی کشش اوس ناتوان دلگیر کی　　جب نہ در تک پہونچے صحن خانہ زنجیر سے
خود ستولے آؤ قاتل کو کس تدبیر سے　　سر کٹا مینگے کہ اتنو خنگ ہی تقدیر سے
سجدہ مین جاتا ہی پہلو سے مری وہ مہ جبین　　دن سیہ ہوتے ہین کیا کیا مہر کی تنویر کی
وہم بیخوابی سے دلکو نشہ بنگ آگیا　　ہوش جاتے ہین ترقی بھی ہوئی تقریر کی
لذت وحشت سے ڈرتا ہون کہین بھاگے نہ دل　　ہین مشابہ آپکی زلفین بہت زنجیر کی
کام جز الفت نہین ہی کاتب اعمال کا　　فائدہ حرف مکرر کی بھلا تحریر سے
رنگ داماں جواہر اور لکھی ہی غزل　　جسکو مفلس بھی نہ دے نسخہ اکسیر سے

یہ اشعار پڑھکے خوب رویا کہا یاروں نے اوسکو اسواسطے قتل کیا کہ بہار پر احسان ہو قتل کرکے چلا آیا
کہ اتنو خیال رہیگا اب حیران ہون کہ کیا کرون کچھ بن نہین پڑتا راہ مین جا کر روکون کسطرح سامنا کرون
نقاب نے کہا یہ تو دریافت کیجئے کہ بعد قتل اقبال گلپوش کہان تشریف لیگئین یہ سنتے کے ساحری
اسنے اوراق جمشیدی نکالی اوسمین دیکھا کہ بہار کدھر جاتی ہے اسنے کہا کہ یارو لشکر تیار کرو ساتھ ہزار کا
لشکر اوسیوقت اوسکے سامنے تیار ہوکر آیا عشق بہار مین بیقرار تھا بارگاہین عمدہ عمدہ اژدران آتش فشان
پر لدوا مین خزانہ بہت کچھ ساتھ لیا اسباب ظاہری کی ترقی ہے کہا صاحبو طرف صحرائے بلور کے ملکہ
بہار کا گذر ہوگا اوسی طرف چلکر روکتا ہون تخت زرین پر سوار ہوا نوبت نقارہ بجتا ہوا طرف کوہ
بلور کے چلا اوراق نے دیکھ چکا ہے دو منزل کرکے قریب صحرائے مشکبار کے پہونچا لشکر وہان اترا
خود ٹہل رہا تو کہ صحرا سے گرد اوٹھی گمنام آتشبار گینڈے پر سوار پیادہ چودہ ہزار ساحران فدا
پشت پر طائرون کو سہرے کرتا ہوا آرہا ہے طائرون سے معمور دیدہ جو اسنے جمشید ثانی کو دیکھا
بڑی آپسمین ملاقات ہے جمشید بھی آگے بڑھا گمنام کو دیر تک جھک کر جمشید کو سلام کیا آپکے ملاقات
کی دونون آپسمین بغلگیر ہوے گمنام نے پوچھا بھائی صاحب کہاں سے آتے ہو کہان جاتے ہو جمشید نے
کہا ای برادر کیا کہون ایک ایسی ضرورت درپیش ہے کہ نہایت بےبس و بیہوش ہے جب تو اپنے گھر سے نکلا
ہون گھر مین بیٹھا چین کرتا تھا فلک نے آوارہ کیا گمنام نے کہا بھائی مجمل مفصل کہو تمہاری باتون سے
دل فکرمند ہوتا ہے سامری و جمشید نے تمکو ملک و مال جاہ و جلال عطا فرمایا تمہین غم و الم کیا شہنشاہ
تیرے مہربان ہین تمہاری واسطے پریشانی کیسی مین اگر حال سنو تدبیر کرون زرخرچ ہو سحر و ساحری مین بھی
کم نہین تمکو بھی اوستادان کامل نے تعلیم کیا فخر ظلماتی اپنے مقام پر فخر کرتا ہے کہ مین نے جمشید ثانی
کو خوب تعلیم کیا بس کس بات کی مشکل ہے کہا بھائی گمنام وہ بات بیان کرنے کے لایق نہین ہرچند
گمنام نے پوچھا لیکن جمشید نے کچھ نہ بیان کیا جب گمنام نے بہت اصرار کیا جمشید رو دیے
[illegible] کہا بھائی کیا بیان کرون میری یہ کیفیت ہے

نظم

خون دل کا ساتھ ہے لخت جگر کا انتظار	موے مژگان کو ہے شاخ آسا ثمر کا انتظار
[illegible] کا رہتا ہے خیال	خشک کرتا ہے لہو مصراع تر کا انتظار
تارے تارے گن کے شب صبح کر دیتا ہون مین	نیند [illegible] جاتی ہے اک رشک قمر کا انتظار

شب جو تمنے صبح وعدہ باغ چلنے کا لیا
راہ سے آنکھونکی نکلے جان مضطر چاہیے
لگ گئی ہیں دھواہی رکتا ہی ہمیشہ سوی در
قطع کر دیکھو کفن اپنے لیے اے آسمان
کود پڑنے کا زبس ہی یار کے گھر مین خیال
عشق پیدا کر کمی کچھ حسن و خوبی کی نہین
خود چلونگا یار سے لینے جواب خط شوق
ناتوان ہوجاتا ہی فکر سخن سی آدمی

ہر گھڑی دلکو زیادہ تھا گجر کا انتظار
شام سے زلفت کی شب مین ہی سحر کا انتظار
مردمۂ دیدہ کو ادس نو نظر کا انتظار
ہو نہ ہنگام سفر رفت سفر کا انتظار
ہے اندھیری رات مین پچھلی پہر کا انتظار
سودۂ صندل ہی تیرے دردسر کا انتظار
اور مین کرتا ہون دو دن نامہ بر کا انتظار
رشتہ کر دیتا ہی آتش اس گہر کا انتظار

یہ اشعار عبرت آثار سنکر گمنام نے کہا صاف ظاہر ہوتا ہی کہ کسی پر عاشق ہو جمشید نے اسکا بھی کچھ جواب نہ دیا گمنام ساتھ جمشید کے بارگاہ مین آیا چرچہ شراب و کباب کا ہوا جمشید گھبرایا ہوا ہی کہ مین جلد کوچ کرون ایسا ہو کہ ملک کوہ بلور سے گذر جاؤن یہ سوچکر کہا کہ لشکر تیار کرو گمنام نے کہا ای برادرم اس پریشانی مین ہم مین بھی ساتھ رہونگا اسوقت مین ساتھ نہ چھوڑونگا جمشید نے کہا تمہارا میرے ساتھ رہنا مناسب نہین تم اب رخصت ہو مین اسوقت کوچ کرونگا گمنام سمجھا کہ ساتھ نہ چلو الگ سے دیکھنے لگے ایسا نہو میرے دوست پر کچھ افتاد پڑجاے دلکو اشتیاق بھی ہوا کہ یہ کسی عمدہ معشوق پر عاشق ہوا ہی جب تو یہ بیقرار ہے ظاہر مین جمشید سے رخصت ہو گیا لشکر سے کہا تم صحرای ویران مین ٹھہرو مین اپنے بھائی کی خبر کو جاتا ہون یہ کہکے ایک عقاب کی شکل بنکر چلا جس مقام پر لشکر جمشید اترتا ہی کسی نخل پر بیٹھ رہتا ہے صبحکو جب کوچ ہوتا ہی یہ بھی ساتھ ہو لیتا ہی قریب صحرای بلور لشکر جمشید آکر اترا بیرون بارگاہ ٹہل رہا ہی اسی انتظار مین کہ اب سواری معشوق پری پیکر جو منتظر کی آتی ہوگی ایک نخل پر گمنام اسکے پتون مین چھپا ہوا بیٹھا ہی جمشید در بارگاہ پر کلیجہ پکڑے ٹہل رہا ہی کہ یکایک ہوا سرد چلی خوشبو آئی کہ دماغ جان معطر و معنبر ہو گیا چاروں جانب گھبراکر دیکھنے لگا کہ دیکھا ابر نیلی زمین سی گرجتا ہوا پیدا ہوا ہوا سرد چل رہی ہی اوس ابر سے خوشبو بھی آتی ہے وہ ابر آکر بیچ جمشید ثانی نے دیکھا ایک تخت پر ملکہ بہار گلگون اس بیٹھی ملکہ تمبور ایسی خوشرو خوشخصال مہ جبین چشم جادو ایک طرف باغبان قدرت پہلو مین گلچین ایسی نازنین وہ بھی ملکہ رہی کہ جب وہ ابر اوٹھا اور شیشی ہو گئی نمایاں [illegible] آتشبار زادی [illegible] دیکھا ادر بہار سے

باغبان سے کہا دیکھو جمشید ثانی کھڑا ہے معلوم ہوتا ہے ہمارا راستہ روکنے آیا ہے جمشید کی جو نگاہ پڑی پکار کر آواز دی کہ لے ملکہ عالم میرا احسان آپکو یاد ہے میں نے اپنی معشوقہ کو قتل کیا اب مجھکو سرفراز فرمائیے ملکہ بہار نے آواز دی او جمشید کچھ دیوانہ ہوا ہے اگر تو نے اوسکو قتل کیا بہتر ہوا گوشت خوردندان سگ جمشید نے سحر کیا کہ تخت چلتے چلتے رکا اب تو باغبان کو غصہ آیا للکار کر آواز دی او بیحیا کچھ دیوانہ ہوا ہے یہ کہکے باغبان تخت سے کودا گنبد بھونکا نکالکر مارا ملکہ بہار بھی کو دیں سحر کرنے لگیں کہ نخل سے آواز آئی بہار گلعذار پر نگاہ نہ ڈالیے گا ورنہ میرے آپکے فساد ہوگا میرا عجب حال ہے میں عاشق صادق ہوں مجھ سے صبر نہ ہوگا

نظم

حیرت ہی ہو نہ زلف و رخ یار سے بگاڑ / رہتا ہے درنہ کافر و دیندار سے بگاڑ

مثل نسیم ہوں چمن روزگار میں / گل سے بناؤ ہے مجھے خار سے بگاڑ

رنجیدہ جب سے ہے وہ خانہ خراب ہے / گھر سے بگاڑ ہے در و دیوار سے بگاڑ

بوسہ طلب کروں تو مجھے گالیاں ملیں / بیوجہ ہو نہ عاشق رخسار سے بگاڑ

اوس [illegible] کی مہربانی تک اپنی تھی زندگی / غیرت سے مرگئے جو ہوا یار سے بگاڑ

آرزو وہ ہیں وہ بوسۂ لب کے سوال پر / شیرینی کے لیے ہے نمکخوار سے بگاڑ

تیری سوا [illegible] سے علاقہ نہیں مجھے / لازم نہیں ہے خادم سرکار سے بگاڑ

اے [illegible] کیا آئی ہے تجھ پر / رکھتا ہے اپنے [illegible] دیوار سے بگاڑ

دیوانے آجکل کے کچھ آتش نہیں ہیں تم / مدت ہوئی کہ ہے سر و دستار سے بگاڑ

یہ اشعار پڑھکے کئی مرتبہ جمشید کو منع کیا کہ آپ اس مقدمۂ خاص میں دخل نہ دیجئے میں اسواسطے آیا تھا کہ آپ کی مدد کروں لیکن معشوق پریچہرہ کو دیکھکر دلمیں قوت ربط و ضبط نہ رہی ای جمشید میرے تمہارے مقابلہ ہوگا مجھ سے وہ بہار نے قباحتیں برپا کردیں جب گلدستہ مارا سو دو سو کو دیوانہ کردیا [illegible] مقابلہ یا قدرت اثر کا چل رہا ہے باغبان ایک طرف پامال کرتا پھرتا ہے گلچین کا سحر بہ تکلف کیسے ہی جمشید نے پکار کر آواز دی ای گمنام شاید تیری قضا دامنگیر ہے بادولت کی معشوقہ کا نام لیتا ہے کیوں شامتیں آئی ہیں خبردار ایسے کلمات مہملات زبان پر نہ لانا ورنہ پہلے تجھی کو سزا دونگا یہ جواب پر عتاب سنکر گمنام فرخ جمشید پر بھی کرنے لگا مثل فیل مست

ساحر زخم سے دست جدا ہے گذرا خون سے وہ ابہاد بے طلسمین رسائی پامال کئی گمنام چاہتا ہے
اوپر کے قریب بہار کے پہونچون اپنا حال زار عرض کرون شاید معشوق خوشخو گل اندام خوبرو
پر میرے رحم آجائے ادہر سے جمشید آتا تھا مگر جمشید کو کچھ بن نہین پڑتا باغبان کا جب گیند
چلا زمین پل گئی ایک طرف بہار کا سحر مخمور کے عجائب غرائب گمنام قتل کرتا پھرتا ہے جمشید کس کسکو
روکے کسکو کسکو ٹوکے گمنام نے بھی ارادہ کیا ہے کہ صفونکو درہم برہم کر کے معشوق پر قبضہ کرون کہ رنج
سے راحت قلب کو قوت حاصل ہو جمشید نے للکارا او نامراد ازلی جب تو میرا دشمن ہوا تو مین نے
قدیم کا کیا خیال کرون ارے اسی معشوق کیواسطے مین گلیوفش ایسی محبوبہ کو قتل کیا مگر ظالم کو بالکل حیا
نہین جمشید گمنام مین سحر چلنے لگا وہ سحر جمشید نے گمنام کی طرف پھینکی تیسری مرتبہ جھلا کر دستکری
برق کڑک کر گری کہ سر گمنام کا زخمی ہوا پیچھے ہٹا اب جمشید جھومتا ہوا جاتا ہے اودہر سے ملکہ
بہار نے کچھ ساحرون کو بھگایا سحر بھی کیا ایک ساحر نے جو گولا پھینکا پشت پر بہار کی پڑا کچھ سحر نے
تاثیر نہین کی مگر بہار کو بہت ناگوار ہوا جھپٹ کر اوس جادوگر پر تیغ کھینچ ماری چند جادوگر
بھوری افسرے گریبان اپنا پھاڑا پھول سونگھتے ہوئے یہ اشعار عبرت آثار پڑھتے ہوئے بڑھے

نظم

کہین ہین اسقدر جو ادب سے ہم کہین ہیچ اونکی دہن نہین ہے
دہن تو ہی پری تنگ ایسا کہ جسمین جائے سخن نہین ہے

نہین ہین محتاج کچھ صبا کے یہانتک لاغر تن گھس گئی ہے
کہ ہمکو کافی ہے نکہت گل کہ اسقدر بار تن نہین ہے

ہوئی ہین اسقدر بے نشان ہم کہ جستجو سے ملین کسیکو
کہ ہین غبار صبا پریدہ کہین ہمارا وطن نہین ہے

لے بھی ہمکو جو چادر شب کہ لاغری سے نہ کام آئے
کفن ہوا بھی اگر میسر تو کیا کرین ہم بدن نہین ہے

کرو نہ منت کشی مسیحا اوٹھا لو دست دعا اجل کو
شفا ہو مرہم سے جسکو حاصل وہ میرا داغ کہن نہین ہے

گئے چمن مین جو سیر کو ہم تو یہ کہا دل نے باغبان سے
بہار گلشن کی کون دیکھے کہ بلبل نغمہ زن نہین ہے

یہ رحم صیاد بھی ستم ہے کہ ہم نے خزان مین چھوڑا قفس کو
بہار دیکھینگے کسکی بلبل کہ اب وہ لطف چمن نہین ہے

عبث تکلف ہے بس قنا ہے لحد یہ بیجا لگا نکی ہمدم
ہمین تو کافی ہے دوب سبزہ جو چادر یاسمن نہین ہے

یہ جوش وحشت ہے اندنون مین کہ اپنے سایہ سے ہم ہین مبہوت
کہیں جو خود کو غزال وحشی تو کوئی ایسا ہرن نہین ہے

جو ہین غزالیں نسیم عالم کہینگے بیشک وہ مصحفی سے
بہت ہین استاد یون تو لیکن نسیم کا سا سخن نہین ہے

یہ سب اشعار پڑھتے تھے اور بہار نے اشارہ بھی کیا کہ جمشید کی نشستیں … بعد لاؤ ہمکو قتل کرنیکو کہتا
تو ہزار جوان آگے آگئے ایک طرف ایک ساحر موسوم بہ ابرام جادو جمشید نے جو یہ معاملہ دیکھا بہت
ہی بکر و پکار کر آواز دی اے بہار تم تو یہ سمجھتی کہ ہمارا احسان یاد کرکے ہماری ہمنشین ہوگی تو بے
اختیار دیکھو یہ کہکے ہزار جوانون پر جا پڑی زور و شور سے جا کر گرا ابرام جادو کو ہاتھ تلوار کا مارا
تو واصل جہنم ہوا کئی ہزار جادوگرون کو ظلم و بدعت سے قتل کیا جب لاشیں ان سبھون کے دیکھی بہت
رویا کہا ہاے یہ سب بے گناہ مارے گئے بہار نے چاہا ایک گلدستہ مارون جمشید نے
کہا خیر اب آپکی تدبیر اور طرح سے ہوگی یہ کہکے دونون ہاتھ زمین مین مارے غرق زمین ہوا بہار
تو … ان کے … اور ساحرون … پر بلا بہار کی جمشید آکر نکلا باغبان
نے آواز دی اے بہار ہوشیار رہنا بہار جب تک پلٹیں دام جمشیدی اسکی کاندھی پر تھا وہ دام
جلسا نے بہار پر مارا تھا کہ جمشید ہی اوڑا دی باغبان نے مخمور چھوڑ کر بہار کو رہا کرین
جمشید نے ساتھ والونکو آواز دی کہ … ہوکر نکل آؤ معشوق کو … ویران مین آؤ
یہ کہکے دونون ہاتھ زمین مین مارے باغبان مخمور نے گوڑ زمین پر … جمشید … کا غرق زمین
ہوگیا لشکر والے بربط بنکر بھاگے کوئی غرق زمین ہوگیا دو جا کر نکلا کوئی جنگل … تھوڑی
دور مین باغبان گلچین مخمور نے دیکھا صحرا مین سناٹا ہوگیا گمنام ہی … سارا لشکر صحرا
ویران مین چھوڑ آیا تھا نہی ہو کر دمین پہونچا باغبان و گلچین مخمور چلے آتے ہین
جابجا لاشے پڑے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا خواجہ عمرو چلے آتے ہین باغبان و
مخمور کو جو دیکھا مارے … خیمے جھلکڑی … کھڑے ہین خواجہ پوچھنے لگے
باغبان نے کہا اے دوست دو حال … ملکہ بہار کو جمشید لے گیا خواجہ نے کہا یہ
مال مدت کا پڑا ہے تو لیلین پھر بات کرنا خیمے بارگاہین تحفے مین لین جو بارگاہ جمشید نے
استادہ کرائی تھی اوس بارگاہ مین آکر باغبان و گلچین بھی مخمور ٹہلتی ہوئی آتی ہے
خواجہ عمرو اندر بارگاہ کے جا چکے ہین کہ ایک پنجہ آسمان سے گرا مخمور کو پنجہ اوٹھا لے
گیا باغبان و گلچین باہر نکل آئے مخمور نے ہر چند زور کیا پنجے نے … مارا کہ
مخمور بے ہوش ہوگئی پنجہ لیکر غائب ہوا اب تو باغبان کو نہایت تردد

ہوا صلاحین ہونے لگین خواجہ نے کہا یقین ہی کہ جمشید نے محمور کو بھی بلوایا ہوگا یا خود ہی آکر لیگیا ہے جاتا
ہون جاکر فکر کرتا ہون باغبان نے کہا دوستا دمین بھی آتا ہون لشکر مین جاکر کیا منھ دکھائینگے بہار کے
بہار کے واسطے کیا کیا کوشش کی خواجہ بہ حواس پریشان ایک جانب چلے باغبان و گلچین پرواز
پیدا کرکے تلاش مین محمور و بہار کی چلے اب حال جمشید تحریر ہوتا ہی کہ ملکہ بہار کو لیکر صحرا
ویران مین آیا لشکر بھی اسکا آکر پہونچا اودھر شمامہ بھی اپنے لشکر مین آیا جمشید نے بہار کو ایک قفس
مین بند کیا [illegible] افسرونکو دیا کہا تم سب قلعہ [illegible] پر چلو مین بھی آتا ہون پھر پر پرواز پیدا کرکے طرف
صحرائے بلور کی چلا محمور کو آکر اوٹھا لیگیا محمور بیہوش ہے یہ کمرہ مین دیکھ ہوئی جاتا ہی جمال بے مثال دیکھکر حیران
حیران باتین کرتا ہی کہ یہ ان خرہ کیا خوش نصیب ہین کہ ایسی معشوقات پری چہرہ اونپر عاشق ہین یہ سوچتا
ہوا جاتا ہی کبھی یہ کہتا اگر بہار نہ قبول کریگی پری یہ بہار سے کم ہے بلکہ حسن و جمال مین زیادہ ہی
کیا حسین و جمیل ہی لیکن مسلمانون کی کفیل ہی دیکھئے کیونکر قبول کرے یہ سوچتا ہوا جاتا ہی لیکن خواجہ
جو چلا قریب کوہ فیروزہ کے پہونچے ملکہ گوہر فیروزہ پوش اپنے بہار پر بیٹھی ہین کئی سو کنیزین گرد
ناچ ہو رہا ہی دور شراب بے اندیشہ چل رہا ہی خواجہ نے جو یہ معاملہ دیکھا منھ مین پانی بھر آیا رنگ و
روغن عیاری کا لگا کر طرف بہار کے چلے ایک کنیز کی شکل بنے ہوئے ہین ایک گھاٹی پر پہونچے
شگوفہ نام ایک کنیز بیٹھی تھی عمرو نے اوسکو بیہوش کیا شگوفہ کی شکل بنکر آواز
دی اوسے بہرائد لا جائیگا دوسری کنیز سنتے ہی پہری پر آئی خواجہ بہ شکل شگوفہ محفل
مین آئے بن ٹھنکے ملکہ گوہر فیروزہ پوش کے سامنے بیٹھنے لگے گانے جو تامین لگا رہی
تھی کبھی اوسکا منھ چڑھاتے ہین کبھی منہ بناکر سر ہلاتے ہین ملکہ گوہر نے آواز دی کیون
بی شگوفہ تمکو گانا گانے کا ڈھنگ کا نہین پسند آیا شگوفہ نقلی نے کہا حضور یہ گانا کیا جانے
بے سری ہی دیکھئے گانا اسے کہتے مین گانا بہت دشوار ہے یہ کہکے تنبیل مونہ گئی طبلے
والی سے کہا بو سیدھا ٹھیکہ بجاؤ دیکھئے بہت برسون مین یہ کہکے کہا حضور سنیئے گانا اسکا نام
ہے مین نے لاکھون روپے خرچ کیے جب یہ کمال حاصل کیا۔

نظم

اکافی بین اوسکو نستہ سے بوی تسطر چاہ | ہو بوجہ جسکے ہاتھ مین ساغر حباب کا

ہر ہر قدم پہ پھوٹے جا زمین آبلے
نقش قدم مین ظاہر ہی چشم پر آب کا

کہتے ہین تیرے عارض و قامت کو دیکھکر
بالای سرو پھول کھلا ہے گلاب کا

دیکھی جو اوسکی زلف ہوا محو داغ دل
ہوتا ہی وقت شام غروب آفتاب کا

ہر صبح وہ ہی صبح ہی ہر شام وہ ہی شام
انسان پہ ہی زور فقط انقلاب کا

مشکل ہو ساقی مہوش سے دوری
محتاج آفتاب ہوا ماہتاب کا

اسکی نگاہ کرم جو پڑتی ہے غیر پر
ابلیس اب نشانہ ہی تیر شہاب کا

تیری بہار سے یہ اڑائی گلون کی رنگ
ذرات جوش باغ مین ہی ماہتاب کا

محشر مین ہمکو نامہ اعمال دیکھکر
قاصد خیال آنے کا خط کے جواب کا

ارض و سما کے طبق ہین بازی گنجفہ
چوتھا فلک ہی ایک ورق آفتاب کا

آتی ہی خشک و تر سے مجھے بوے زلف یار
ہے مشک کی زمین تو دریا گلاب کا

پیری بغیر تم نے نہ دیکھا طلوع صبح
گذرا شب فراق مین موسم شباب کا

اپنی غزل یہ آب مین لکھتا ہون اے غزل
دیکھو جواب ہے سخن لا جواب کا

گانا تو خواجہ کا سن چکے اب گوہر فیروز پوش ذہن گر کہا تم نے تو ای شگوفہ آگ لگا دی حقیقت مین کسیکی کیا مجال ہی کہ تیرے گانے کا جواب دے سب اہل محفل نے کہا حقیقت مین کبھی ایسا گانا نہ سنا تھا شگوفہ ذی تو گل کھلائے تھوڑے سے فقرے سنانے خواجہ ذی کہا یہ حضور آپ نے کیا سنا دوسرا کمال دیکھئے ساقی گری کرتی ہون سر سے شراب پلاؤن پانون سے تاچون ہر صورت بتاؤن ملکہ گوہر نے کہا اے شگوفہ یہ کمال تو عمرو مین سنتے تھے کہا حضور جب کمال عمرو کا تمام جہان مین پھیلا اور کنیز نے بھی سنا اپنے اوستاد سے کہا کہ جو جو کمال عمرو مین ہین وہ مجھے بتایئے اوستاد ذی کہا بیٹا شفقت کرو سب کچھ آجائیگا کنیز نے برسون شفقت کرکے یہ کمال حاصل کیے اب حضور سماعت فرماوین کہ کنیز نے سب وہی ڈھنگ اڑائے ہین اگر عمرو عیار بھی اس جلسے مین ہوتا تو حال معلوم ہوتا گوہر نے کہا خدا نہ کرے ساحری دو جمشید جا ہین کہ ساربان زادہ ہماری محفل مین آئے جس صحبت مین گیا وہ گھر برباد ہوا بڑی بڑی ملک اوسنے برباد کیے شہنشاہ طلسم ہوشربا اوسکی شکایت کرتے ہین غرضکہ

تھی عرض کی حضور ذرا ملاحظہ تو فرمائیں میناؤں کی کیفیت مجھ سے گوہر نے کہی یہ مینائیں کی شگوفہ نقلی کو دی عمرو نے جاکر شراب کو خراب کیا پکار کے کنیزوں نکو آواز دی ہم ساقی ہوتے ہیں آج کوئی باقی نہ رہیگا شراب تقسیم ہونے لگی چالیس گلابیاں تکلف سے آراستہ کر کے محفل میں لائی گوہر نے کہا دیکھو شگوفہ کس سلیقے سے شراب لائی ہے خواہ مخواہ دل چاہتا ہے کہ پیجئے خواجہ بشکل شگوفہ وسط محفل میں آکے بیٹھے گوہر فیروزہ پوش سے آنکھ ملائی جام شراب سرپر یہ غزل گاتی ہوئے لے چلے نظم

پنجۂ شانہ سے تو زلف گرہ گیر نہ کھینچ	دل ہے دیوانہ تو مت چھیڑ یہ زنجیر نہ کھینچ
ہم تو بچتے نہیں تا شام وہ آئیں بھی تو کیا	اے دعائے سحری منت تاثیر نہ کھینچ
اے ستم پیشہ مرو بہ کمان نشۂ عشق	دیکھ خمیازۂ حسرت ہے یہ شمشیر نہ کھینچ
نہ دوا میری دہی سو نہیں ممکن کہ ملے	چارہ گر رنج و مصیبت بے تدبیر نہ کھینچ
میں نہ کہتا تھا مصور کہ وہ ہے شعلہ غدار	دیکھ تو صفحۂ قرطاس پہ تصویر نہ کھینچ
ہم جوان مرد محبت بھی سمجھ لینگے بھلا	اپنی ایذا سے تو ہاتھ اے فلک پیر نہ کھینچ
روز تم کہتے ہو ان بھلا آنکے ہوتا ہے شریک	انتظار اے اثر نالۂ شبگیر نہ کھینچ
اتنی زحمت دم رستاخیز کہ نکل جائے اجل	دم کو دم اور بھی سینے سے مرے تیر نہ کھینچ
دوستو اب کوئی شئے محبت میں کہ ہے یہ جائز	حسرت حرمت صہبا و مزامیر نہ کھینچ

سرمہ کاسہ کے سامنے گوہر نے عرض کی اب ایسی شہزادیوں کو سری شراب پلانا چاہیئے گوہر بھی بے اندیشۂ انجام شراب پی گئی اب تو خواجہ نے دور باندھا مصاحبوں کو کنیزوں نکو پلانے لگی کنیز دستی اشارہ کیا صاحبزادیاں نے بھی پی میں تو سب کو پلاتے پلاتے تھک گئی کنیزیں خود پینے لگیں تھوڑے ہی عرصہ میں ساری محفل کو شراب پلائی کنیزیں بیہوش ہونے لگیں چند ساعتیں گذری تھیں کہ تمام محفل مع گوہر کے بیہوش ہوئی خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو

مرا نام ہے خواجۂ خواجگان	عمرو ذوالحشم مہتر مہتران	مری نسل سے مکر پیدا ہوا
مرے نام پر قدر رشید اہوا	اوڑاتا ہوں کفار کے دم میں	بہکاتا ہوں دشمن کو ہر دم کو میں
مرا لکر ہے گلشن قیس و قال	مری چال سے ہے صبا پائمال	فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
لشان تھا مری گرد پاپوش کا	مرا افسر ذوالحشم نامدار	امیر عرب شیر پروردگار

یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے		کہ آقا ہمارا جہان گیر ہے		یہ نعرہ کرکے مشغول لوٹنے لگے

یا لوبچہ نگارین تھا یا بچہ جلاد ہو گیا لوٹ بھی رہے ہین قتل بھی کر رہے ہین جادوگرنیون کو جو قتل کیا مرنیکی اونکی صدا بلند ہوئی تنہا کارتمشید ثانی مخمور کو نیچے مین دبائے ہوے جاتا تھا کہ جادوگرنیون کے مرنے کی آواز کان مین آئی حیران ہوا کہ یہان کون جادوگر قتل ہو رہے ہین کہین ساربان زادی کا گذر ہوا اوسی صدا پر متوجہ ہوا آسمان پر دیکھا کوہ فیروزہ پر سب جادوگریان بیہوش پڑی ہین عمرو کپڑے اوتار اوتار کر قتل کر رہا ہے جی مین کہتا ہے کہ اے جمشید ثانی ساربان زادی نے بڑی قیامتین برپا کی ہین شہنشاہ کو خاک خیال نہ ہوگا یہ سوچکر کے مخمور کو بر سر ہوا ٹھہرایا آپ تڑپ کے گرا نعرہ کیا باش او ساربان زادے منم جمشید ثانی اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا خواجہ نے جالی کر گلیم اوڑھکے بھاگون جمشید نے سر کیا کہ پانون خواجہ کے زمین سے تمام ہی جمشید زمین پر آیا خواجہ کو نیچے مین دبا یا یاران سحر ہیسا کے سب کو ہوشیار کیا اب جو گوہر کی آنکھ کھلی دیکھا دریا خون جاری ہے صدہا کنیزین بے سر پڑی ہین عمرو کو جمشید ثانی نیچے مین دبائے ہے گوہر نے گھبرا کر پوچھا اے جمشید تم کیونکر پہونچے کہا حضور مجھے مسلمانون سے معرکہ پڑا ہے مخمور کو دیکھئے ہوا پر ٹھہرایا ہے آپ کو بچایا ساربان زادے کو گرفتار کیا شہنشاہ اسکے ہاتھ سے عاجز ہو رہے ہین سر اسکا کاٹ کر روانہ کردونگا ملکہ گوہر نے کہا اس ظالم نے میری بہار پر یہ آفت برپا کی کہا حضور اب ایسی سزا پائیگا کہ اپنی ساری عیاری بھول جائیگا اس عذاب الیم سے قتل کرونگا کہ ساحرون کے گھرون مین گھی کے چراغ جلین کہ دشمن خداوند مارا گیا ہر چند گوہر نے کہا کہ اس ساربان زادے کو میرے حوالے کرو جمشید نے نہ مانا عمرو و مخمور کو لیکر روانہ ہو گیا اودن نے لشکر مین آکر پہونچا سب سردار انتظار مین تھے ملکہ بہار کو قفس آہنی مین قید کیا ہے مخمور کو بھی ایک قفس مین رکھا سرمشتاق جادو مدار المہام سے کہا تم عمرو کو قید کرو قلعہ لالانیہ پر چلکر قتل کرینگے سر خدمت مین شہنشاہ کی بھیجا جائیگا سرمشتاق عمرو کو لیکر آیا اوسیوقت لشکر تیار کرایا طرف قلعہ لالانیہ کے چلا مگر گمنام جو بالیث کا لشکر مین آیا کہا یارو ہرکارے جائین جاکر دریافت کرین کہ جمشید کہان گیا ہرکارے گئے دریافت کرکے آئے عرض کی جمشید بہار و مخمور کو گرفتار کر لایا آج شب کو منزل مین الطرفین پر اترا ہے وہان سے دو طرف راستہ ہے اسوجہ سے اوسکو مین الطرفین بیان کرتے ہین یہ سنکر گمنام نے

کہ لشکر تیار ہو تو جا کے اُسکے لشکر پر شبخون مارونگا معشوق کو چھین لونگا بڑا غضب ہی کہ ملکہ مخمور کو بھی
لیے جاتا ہی سحر مین وہ مجھسے زیادہ ہی مگر قیامتین برپا کرونگا پھر دن رہے سے لشکر تیار کیا تلاش مین
لشکر جمشید کی چلا یہان جمشید اسی منزل پر آکر اُترا جب لشکر اُتر چکا تو اُسنے ایک بارگاہ
کو آراستہ کرایا اسباب عیش و نشاط رکھی شراب وکباب سب مہیا کیا قفس ملکہ بہار و مخمور کا سامنے
رکھا ہاتھ جوڑتا ہی منتین کر رہا ہی کبھی بہار کے سامنے کبھی مخمور کے روبرو خوشامدین کر رہا ہی
یہ دونون ہجران دیدہ آفت کشیدہ اسکو کلمات سخت کہ رہی ہین کہتی ہین او جمشید تو ہمکو
بخدمت افراسیاب روانہ کردے اسکو اختیار ہی جو چاہے ہمارے ساتھ کرے اگر تجھکو
ہمارا قتل کرنا منظور ہو تو قتل کرڈال سر ہمارا حاضر ہی لیکن ایسے کلمات مہملات ہمارے روبرو نہ کر
ہم جان دینگے تیرا کہنا قبول نہ کرینگے جمشید نے قفس دونون لٹکا دیے آپ چھپر کھٹ پر آکے
لیٹا ہی کہ آواز نعرہ کی گمنام کے آئی گولے چلنے لگے تلوارین برسین خنجر گرے ہنگامہ لشکر
مین بلند ہوا جمشید نے خدمتگارون سے کہا دریافت تو کرو کہ یہ کیسا ہنگامہ ہی خدمتگار باہر گئے
دیکھا خیمے بارگاہین جل رہی ہین گمنام ساحرونکو قتل کرتا پھرتا ہی ہزارون جادوگرون کے
لاشے زمین پر پڑے ہین آکر جمشید سے خبر کی کہ گمنام شبخون آیا ہی ہزارون کو قتل کر رہا ہے
لشکر بھاگنے لگا یہ سنتے ہی جمشید اُٹھا اسباب سحر لیے ہوے باہر آیا دیکھا لشکر قتل ہو رہا ہی
گمنام نے وہ سحر کیے ہین کہ بارگاہین جل رہی ہین شعلے بھڑک بھڑک کر گرتے ہین بارگاہون کو جلاتے
ہین کسیکے کیے کچھ نہین ہو سکتا جادوگر ناچار و مجبور بھاگتے پھرتے ہین ہر طرف ہنگامہ ہی جمشید
نے اپنے نام کا نعرہ کیا فوج پر گمنام کی جا پڑا پکار کر آواز دی یارو کہان بھاگے جاتے
ہو مین ابھی اس بے حیا کو سزا دیتا ہون یہ کہتا ہوا جمشید چلا ادھر سے یہ گھوڑا اڑائی
ہوی جاتا تھا ادھر سے گمنام آتا تھا دونون سے مقابلہ ہوا آپس مین سحر چلنے لگے جمشید نے برق
چمکائی سر جو گمنام کا زخمی ہوا دونون پانون مار کے غرق زمین ہو گیا زمین کاٹتا ہوا چلا خبر
دی چکا ہی کہ فلانے خیمے مین ملکہ مخمور و بہار ہین منظور ہی کہ جا کر انکو رہا کرون ہین بارگاہ
مین جا کے نکلا دیکھا قفس مخمور و بہار لٹکا ہی قضا کار باغبان قدرت وگلچین پھرتی ہوی
اسطرف آنکلے تھے ہوی ساحرانکی صدا کان مین آئی باغبان وگلچین اس طرف متوجہ

جمشید بادی چم کیطرف بھاگا ایک کلی بیلی مخمور و بہار سحر کرتی ہوئی جاتی ہیں ادھر تو گلچین نے بھی
سحر کیا نیسان جھومتا ہے مثلا بہار نے ایک نخل سبز توڑا اور پھول توڑ کر لشکر پر پھینک مارے پھول
کے سبز لگی ہوا شگفتہ ہوئی چپی بیچ ہوا پھول شگفتہ ہوئے غنچے مسکرائے کئی ہزار جادوگر مبہوت ہو کر سر ٹکرانے
لگے کوئی اپنا گلا کاٹتا ہے کوئی اشعار عاشقانہ پڑھتا پھرتا ہے کوئی مخمور کے سحر سے دیوانہ ہوا باغبان
نے بھی زمین ہلا دی ہزاروں مارا شہ پڑا ہے جمشید نے جو دیکھا کہ چاروں کے سحر نے خون کے دریا
بہا دیئے طبقے زمین کے ہلا دیئے نصف سے زیادہ لشکر تباہ ہوا گھبرایا کہ اب قدم نہ ٹکیں گے
بھاگ کر نکل چلا ان ظالموں کے ہاتھ سے بچنا مشکل ہوگی چاروں ساحر برابر کے جو سحر
باغبان نے کیا گلچین نے اوسکو نیست کر دیا بہار و مخمور ملکر سحر کر رہی ہیں بہار نے پھول برسائے
مخمور نے خون کا دریا بہایا سیکڑوں کو ڈبو کے مارا یہ بھی معلوم ہوا جمشید کو کہ گمنام ہاتھ
سے باغبان کے مارا گیا اب مشکل ہوگی گمنام کی فوج کے لوگ بھاگ گئے یا تو شمعون
مارا گیا تھا اسکے مرنے کی جو آواز سنی جی چھٹ گیا لاشہ مالک کا لیکر بھاگ گئے جمشید نے قید
خانہ سے لا کر خواجہ عمرو کو لیا چند افسروں نے کہا رنگ لڑائی کا دگرگون ہے میں ان لوگوں کی
سحر میں کم نہیں ہوں مگر رات کا وقت ہے لڑائی بگڑ گئی میں اپنے قلعے میں پہونچوں تو کچھ
لڑائی کا سامان کروں افسر خود گھبرائے ہوئے تھے سب نے کہا نکل چلئے اب ٹھہرنا بہتر
نہیں عمرو کو تو جمشید نے قبضے میں کیا چند افسروں نے ساتھ دیا پر پرواز پیدا کر کے بھاگا باغبان
وغیرہ جانتے ہیں کہ جمشید لڑ رہا ہے رات بھر ساحروں کو قتل کیا جب گریبان سحر چاک ہوا
اور ساحر زرین پوش ہو گیا تہ مغرب سے نکلکر خسرو زبرجدی پر آ کے ٹھہرا اب احوال روشن
ہوا وہ پانچ ہزار ساحر جو بچ گئے تھے وہ فریاد کرتے ہوئے سامنے باغبان کے
آئے افسروں نے دہائی دی کہ ہم آپ کی اطاعت کرتے ہیں باغبان نے ادھر ادھر کا
پوچھا جمشید کہاں گیا ایک واقف کار نے بیان کیا کہ جمشید خواجہ کو لیکر طرف اپنے
قلعے کے گیا باغبان کو بڑا قلق ہوا بہار نے کہا لشکر میں کیا منہ دکھائینگے سب کی یہی
صلاح ٹھہری کہ فوج لیکر چلو پانچ ہزار ساحران مطیع الاسلام کو ہمراہ لیکر طرف قلعہ لالانیہ کے چلے
یہاں خواجہ کو لیکر جمشید قلعہ لالانیہ میں آیا سرخ پوش جادوگر کہ اب

دی گلے مین گیند ٹھونس دیا کہ بول نہ سکے اپنی صورت پر اُسکو بنایا آپ اُسکی صورت بنکر باہر نکلے
مونڈھے پر اُسکے بیٹھے نگہبانون سے کہا تم حفاظت رکھنا آپ طرف بارگاہ جمشید کے چلے یہان
جمشید بیٹھا ہر تحفہ جات عمل رہے ہین کہ خبر پہونچی سرخ پوش آتا ہے جمشید نے کہا جلد بلاؤ سرخ پوش
سامنے پہونچا جھک کر سلام کیا جمشید نے پوچھا کیون اے سرخ پوش ساربان کرادے کی حفاظت پر
کچھ فریب تو نہین کیا کہا حضور میرے سامنے کیا عمرو فریب کرسکتا ہے ذرا اُتر آیا بر آیا مین نے دو ہاتھ
مارے نیم بسمل ہو رہا ہے مجھے کچھ حضور سے عرض کرنا ہے مین نے ابھی خبر پائی ہے آپ سے
عرض کرون آیندہ آپکو اختیار ہے جمشید ساتھ ہوا تنہائی مین لیکر آیا خواجہ باتین کرنے لگے
کہ حضور انتظام کرین مین نے خبر پائی ہے کہ باغبان و بہار وغیرہ لشکر لیکر آتے ہین یہ باتین کرتے
کرتے گلوری نکالکر عرض کی حضور کا مُنھ سوکھا ہوا ہے سرخ رو رہیے جمشید نے گلوری کھالی
جیسے ہی پیک حلق سے اُتری جمشید نے گھبرا کر کہا اے سرخ پوش میرا دل گھبراتا ہے کہا حضور شکل
تحلیل اُٹھتے ہی لڑکھڑا کر گرتے ہی بیہوش ہوا خواجہ نے جلدی مین زبان مین سوزن بھی نہ دی
ایک چٹائی مین لپیٹ کر کنارے کھڑا کر دیا آپ جمشید کی شکل بنکر باہر نکلے تخت پر آ کے
بیٹھے ہونگو تھے تھلے مین خواجہ نے حکم کیا جواہر خانے کھولو جواہر خانے سے صندوقچے آنے لگے
خواجہ دیکھ دیکھ کر نذر زنبیل کر رہے ہین قضائے کار افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا تھا ساحرون نے
ذکر کیا کہ جمشید ثانی سے مقابلے پڑے ہین افراسیاب نے کتاب سامری اُٹھا کر دیکھی کہ
جمشید کس حال مین ہے سلمانون سے مقابلہ کر کے تو بچنا دشوار ہے جو اُنسے لڑا وہ مارا
گیا یہ خیال کر کے کتاب کو دیکھا جمشید کا حال معلوم ہوا کہ جمشید کو عمرو نے
پکڑ لیا اُسکی شکل بنا ہوا تخت پر بیٹھا ہے یہ دیکھتے ہی افراسیاب گھبرا گیا کہا یار غضب ہوا
عمرو نے جمشید کو پکڑ لیا ما بدولت خود جاتے ہین سرمایۂ بہشت انداز و ابرق کوہ شگاف
جو حاضر ہین اِن دونون نے عرض کی سلامت رہین افراسیاب نے کہا وہ نہایت طرار
و فرار ہے جست و خیز کر کے نکل جائیگا ما بدولت خود ہی جاوینگے یہ بات کہکے افراسیاب
خود اُٹھا جمے مین چلا یہان خواجہ تخت پر بیٹھے ہین جواہرات طلب فرما رہے ہین
افراسیاب نے جب دیکھا کہ مین قلعے کے قریب آ گیا سوچا کہ ذرا میرا سایہ بھی دیکھ لیگا

تو بھاگ جائیگا غرق زمین ہو کر چلا خواجہ صندوقچے جواہرات کے اٹھا اٹھا کر نذر ذلیل کر رہے ہیں اب خزانہ طلب فرمایا ہر کہ برابر سے تخت کے زمین شق ہوئی افراسیاب نے سر کالا للکار کر آواز دی او سلیمان زادے خواجہ نے چاہا کہ مڑ کر افراسیاب نے اشارہ کیا تخت نے پاؤں خواجہ کے پکڑ لیے خواجہ ناچار ہو ے افراسیاب نے نکلتے ہی خواجہ کو گرفتار کیا کہا جلا جمشید کہاں ہے عمرو نے کہا بھلا حضور سے میں جھوٹ بولونگا آپ ہی تو میرے قدردان ہیں یہ کیکے کہا کہ موجود ہیں افراسیاب نے جمشید کو جا کر ہوشیار کیا جمشید اپنا حال دیکھکر بہت گھبرایا افراسیاب نے سارا کیفیت بیان کی جمشید رونے لگا کہا حضور مسلمانوں نے مجھے بہت صدمے دیے حضور نے بڑا احسان کیا ورنہ نہیں معلوم یہ سلیمان زادہ میرا کیا حال کرتا جواہرخانہ تو غائب کر چکا اب روپیہ طلب کیا جاتا تھا افراسیاب تخت پر بیٹھا ہے جمشید حال اپنا کہہ رہا ہے سبز پوش کو قید خانے سے بلوایا اسکو بھی ہوشیار کیا اب افراسیاب سنتا ہوا جلا جمشید سبز پوش اسکے ہمراہ ہیں افراسیاب کھڑا ہوا ہے کہ دیکھا صحرا سے ایک گرد اڑی ملکہ ماہ ابرکنہ ... ہوئے لیکن بولونکی آمین افراسیاب بنگاہ غور دیکھنے لگا دامن گرد کا شق ہو دیکھا باغبان قدرت ہمرکاب بہار رفتار پر اور ملکہ گلچین طاؤس زرین بال پر تخت پر ملکہ بہار دھ مخمور لگا ... برسرپر ... پھول برس رہے ہیں بہار گلعذار کی رعنائی زیبائی ملکہ مخمور رشک حور افراسیاب نے زانو پر ہاتھ مارا کہا اے جمشید ثانی ان دونوں نے مجھکو بے موت مارا بہار کے نکلجانے سے باغ سیب میں سناٹا ہوگیا راتیں تڑپ تڑپ کے گذرتی ہیں ہائے جمشید کیا کہوں کیونکر خاموش رہوں نظم

قدم آئے جو حسن دل آزار نے کیا	اندھیر گیسوے سیہ یار نے کیا
حل ہے جو سامنا ترے رخسار نے کیا	مژگان نے وہ کیا کہ جو کچھ خار نے کیا
تو زد اداکو ترک وہ بیمار نے کیا	غمزہ نیا یہ ترک ستمگار نے کیا
دفتان ت گشتہ ابرو خمدار نے کیا	جو ہر سے کام یار کی تلوار نے کیا
قامت تری تمثیل قیامت کی ہو گئی	کام آفتاب حشر کا رخسار نے کیا
سودا سے زلف میں مجھے دیا ئیلال غم	مشتاق روشنی کا شب تار نے کیا

فرصت ملی نہ گریہ سے اک لحظہ عشق میں | پانی مرے لہو کو بھی آزار نے کیا
سیماب کی طرح سے شگفتہ ہوا مزاج | آسیر تجھکو میرے خریدار نے کیا
پتھر کے آگے سجدہ کیا تو نے برہمن | کافر تجھے ترے بت پندار نے کیا
حلقے کی ناف یار کی تعریف کیا کرون | گول ایسا دائرہ نہین پرکار نے کیا
دیوانہ سُن یار کی آتش جو سیر کی | دیوانہ جنت ابروے خمدار نے کیا

عشق بہار میں اشعار جو سامنے جمشید کے افراسیاب نے پڑھے جمشید جلکر خاک ہو گیا جی میں
کڑھتا ہی اور غضب دیکھیے ملکہ بہار رہ جاتی ہو سامنے تو نہ کچھ کہہ سکا سر جھکا کر خاموش ہو رہا بہار
و مخمور جو اُترین اور باغبان کی نگاہ پڑی کہ افراسیاب بالاے قلعہ کھڑا ہی ہوش اُڑ گئے
بات کر بہار سے کہا او غضب ہوا افراسیاب یہان موجود ہی ہرکارے نے بھی خبر دی کہ خواجہ
گرفتار ہو گئے باغبان نے کہا بڑا غضب ہوا بہار کا بھی رنگ رو متغیر ہوا مخمور کے منہ پر ہوائیان اُڑنے
لگین تھر تھر کانپتی ہی اور کہتی ہی اگر افراسیاب لشکر لیکر آئے تو کیا غضب ہو باغبان نے کہا ہر چہ رود
برسرم رود تو بلندی خواست اب جو خدا چاہیگا وہ ہوگا مخمور و بہار کو بڑی بیقراری ہی افراسیاب
نے کہا اے جمشید لشکر مقابلے میں نکالو ما بدولت بھی نہ باد دینگے ان سبھون کو سحر کا حوصلہ ہے
کل ان سبکو گرفتار کرلونگا جمشید نے اسی وقت لشکر بیرون قلعہ نکالا مگر حیران ہی کہ کیا ہوگا اگر
افراسیاب بہار کو گرفتار کرکے لیجائیگا میرے دلکو کیونکر صبر آئیگا اس پریشانی میں بارگاہ . دن
قلعہ استادہ کرائی گرد پیش پڑے پڑے پہرا ہی افراسیاب بھی آکر بارگاہ میں داخل ہوا مخمور و
بہار وغیرہ پریشان میں افراسیاب نے جمشید سے کہا طبل جنگی بجوا دے جمشید نے طبل
جنگی بجوایا باغبان کو بھی ہرکارون نے خبر دی باغبان نے بھی طبل جنگی بجوایا اب یہان جمشید
پریشان ہی کسی قلعے میں جا نہ اور حیران ہی کہ میں کیا کرون آخر گھبرایا ہوا در قید خانہ پر آیا سرخ پوش
بیٹھا ہوا اتفاقات پر [illegible] کون آتا ہی جمشید سامنے سرخ پوش کے رونے لگا کہا اے سرخ پوش
کیا کہون ہر چند کہ شہنشاہ نے بھگا آکر آ گیا اگر وہ تشریف نہ لاتے تو بیشک میرے ملک کا خاتمہ
تھا اگر شہنشاہ نے مجھے [illegible] باب بھی وہ ہی کہ جو دل سے اٹھ نہیں سکتی صبح کو بوقت جلد
پڑیگا شہنشاہ میدان میں خود دیکھین کے کون انسے مقابلہ کریگا گر بہار کو گرفتار کرکے

لگے ہیں اپنی جان دونگا مجھے یہ صدمہ اُٹھے گا جب بہار کو دیکھتا ہوں گل عیش شگفتہ ہوتا ہے چاہتا ہوں کہ جان اپنی اُسکے قدم پر نثار کروں روح کو راحت قلب کو قوت آنکھوں کو بصارت ہوگی اُس کا دیدار رحمت آثار ہے ہائے میں کیا کروں شہنشاہ کے سامنے کچھ نہیں کر سکتا کبھی سوچتا ہوں بہار کی شرکت کروں لیکن شہنشاہ سے نہیں بچ سکتا گرفتار ہونگا کیوں اے سرخ پوش میں کیا کروں کوئی تدبیر معقول بتاؤ مجھکو کشاکش سے چھڑاؤ جب میں اُسکے جمال جہان آرا کو دیکھتا ہوں شوق دل میں موجیں مارتا ہے کیا کہوں کہ کیا گذرتی ہے جی چاہتا ہے گریبان چاک کرکے طرف صحرا کے نکل جاؤں

نظم

اے جوش نالہ و شور ہر دم کہاں تلک ... یوں ہوتے شکایت پیہم کہاں تلک
اُس مہروش کا رونے سے کیا ہو وصال ... اے رشک بیقرارئ شبنم کہاں تلک
گردن جھکی ہوئی بھی وہی بار دوش ہے ... اے دل خیال ابروئے پُرخم کہاں تلک
جل جل کے میرے دل کی جگہ خاک ہوگیا ... اے آہ سینہ سوز سے ہمدم کہاں تلک
میں مسکن اُسکے گھر کا سمجھتا ہوں گور کو ... اللہ کیسے تنگ ہے عالم کہاں تلک
سینے کے سارے آبلے ناسور ہوگئے ... اے دست وصل عیش کا ماتم کہاں تلک
جستجوئے یار میں بھی رہ عدم ... اے شوق دیکھیے کہ رہ دم کہاں تلک
تاثیر کو بھی آگئی موت اُسکے ساتھ ہائے ... کیا کروں امید اثر سے کہاں تلک
اس زندگی سے میرا دم آیا ہے ناک میں ... آخر تحمل قلق و غم کہاں تلک
اللہ سینہ کوبی سے ہاتھ تھک گئے ... بیٹھیں گے اپنی جان کو یوں ہم کہاں تلک

سرخ پوش سے بعد ذکر اپنا حال بیان کیا اور طالب ہوا کہ علاج نیک بتاؤ خواجہ عمرو قید خانے میں بیٹھے ہوئے سب حال سُن رہے تھے پکار کر آواز دی اے شہنشاہ ساحران ذرا میرے پاس آئیے میں آپ کو صلاح بتاؤں معشوق سے بھی ملاؤں اگر میری عرض پر پابند رہیے معشوق بھی ملے سلطنت ہوش ربا بھی لیجیے یہ باتیں سُنکر جمشید شادان و فرحان اندر آیا کہا اے ارسطو فطرت و لقمان حکمت اے ماہ آسمان عیاری اے انجم درخشان برج طراری دیکھیے تو قیامت برپا ہے میری جان پر بنی ہے کہ کیا تدبیر کروں افراسیاب نے آکر مجھکو بچایا اب دوسری مصیبت یہ ہے کہ بہار پر

وہ عاشق ہے اب طبل جنگی بجوایا اُس سے کون مقابلہ کر سکتا ہے جو کہتا ہے وہی کریگا عمرو نے کہا
آپ کیون گھبراتے ہین مین وہ تدبیر کرون کہ آپ بادشاہ طلسم ہوشربا ہون اشارہ سے ملک مین
ڈنکا بجے میرا کہنا مان لیجیے مجھے رہا کیجیے آپکو بیہوش کرکے صندوق مین بند کردون آپ کی شکل
بنکر سامنے افراسیاب کے سامنے جاؤن بہار وغیرہ سب میرے قبضے مین ہین بہار کو سمجھادون
کہ جمشید کے ساتھ شادی کیجیے میرے کہنے سے مجال نہین کہ جو انکار کرین مین نے ہزار جگہ جان
بچائی اگر انکار کرین گرفتار کرلاؤن جمشید نے کہا خواجہ مجھے بیہوش نہ کرنا عمرو نے کہا
جو آپ کے نزدیک مناسب ہوگا وہی کیا جائے گا افراسیاب کو یہان پکڑکے مار ڈالیے صبح کو
چلکر تخت سلطنت ہوشربا پر بیٹھیے تمام ملک مین مشہور ہوجائے کہ شہنشاہ جمشید ثانی نے طلسم
ہوشربا پر قبضہ کیا کسکی مجال ہے کہ آپ کے حکم سے گردن تابی کرے اگر کوئی سرکشی کرے گا مین
عیاری کرکے پکڑ لون گا ملکہ مہرخ کو کس عہدے پر پہونچایا اب بائیس لاکھ فوج ہے ہم ہزار افراسیاب
کہلاتی ہین جو سردار سرکشی کریگا اُسکو عیاری سے گرفتار کرون گا تمھارے قدمون پر گرا دون گا یہ جو
خواجہ نے فصاحت بیانی کی جمشید قدمون پر گر پڑا کہا اے شہنشاہ اقلیم عیاری تم کو وزیر
اعظم دستور المعظم کرون گا تمھارے ہی پاس باج و خراج آئیگا مجھے فقط معشوق پریچہرہ سے مطلب
ہے عمرو نے کہا معشوق لیجیے سلطنت بھی کیجیے لیکن اس راز سے کوئی آگاہ نہو میرے
آپ کے درمیان مین یہ راز رہے آپ نے سرخ پوش سے سب حال کہدیا دروازے پر بیٹھا ہے
سن بھی رہا ہے ایسا نہو افراسیاب سے کہدے کہ جان بچانا مشکل پڑے شراب منگائیے اُسکو
بیہوش کرکے مار ڈالیے اسی طرح پردہ رہے مین ابھی جاکر افراسیاب کو لیتا ہون جمشید خوشی خوشی
دوڑ گیا ایک کنٹر شراب کا اُٹھالایا خواجہ کے جسم سے قید دور کی اب جو خواجہ رہا ہوے
کہا سرخ پوش کو اندر بلا لیجیے جمشید نے پکارا اے سرخ پوش یہان آؤ سرخ پوش اندر
آیا عمرو نے جمشید کو دکھا کر بیہوشی ملائی سرخ پوش کو جام پلایا سرخ پوش خوشی
خوشی پی گیا پیتے ہی گھبرایا جمشید سے کہا میرا دل گھبراتا ہے جمشید نے کہا ذرا اُٹھکر ٹہلو سرخ پوش
اُٹھا اُٹھتے ہی گرا جمشید نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا کہا لو خواجہ درانداز کو مارا اب میرے تمھارے
عہد ہوتا ہے کہ تم کو طلسم ہوشربا کا مدار المہام کرون گا تمھاری راے پر کاربندی ہوگی عمرو نے

کہا اب مجھکو قدردان ملا اب مین سب کچھ کرون گا مہرخ وغیرہ کو تباہ کرون گا ایک دن مین سبکو مٹا دونگا طلسم ہوشربا پر بڑے لطف سے قبضہ ہو ملکہ حیرت و بہار کا محل کر دونگی نازنینان مہ جبینان مین سب پر تمہارا قبضہ ہو شاہزادیون کے ساتھ تمہاری شادی ہو یہ سب محل ہونگے جو سرکشی کریگا اُسے پکڑ واؤنگا تمہارے قدمون پر گراؤنگا حمزہ کیا تھا ایک معمولی زادہ تھا کعبہ جینے نوشیروان کو مٹایا حمزہ کو بادشاہ جلیل بنایا اب اُنکا کون مقابلہ کر سکتا ہے میرے ہی مٹانے سے وہ مٹینگے سب جگہ تمہاری سلطنت ہوگی اتنا سنکر جمشید جھومنے لگا خواجہ کی باتین سنکر مبہوت ہوگیا کہا خواجہ مین غلام ہون جو تم کہوگے وہی کرونگا عمرو نے کہا ایک جام شراب تو پیو جمشید نے کہا جو خوشی ہو آپ کی عمرو نے خوش کرنے کو جمشید کے یہ چند اشعار بھی گائے

نظم

فراق غیر میں ہے بیقراری یاب اپنا سا
بنایا تو نے اُسکو بھی دل بیتاب اپنا سا

کسی کا سوز دل تجھکو باور نہین آتا
تو سب کو جانتا ہے اے مہر عالمتاب اپنا سا

جواب خون ناحق میں ایسا کیا دیا تو نے
کہ ظالم رہ گئے منہ دیکھکے سب احباب اپنا سا

اگر مرضی یہی ہے کہ تجھکو چھوڑ دون مجھکو
بتادے اور کوئی غیرت مہتاب اپنا سا

یہ رنگ آمیزیان کیسی ہین کسکا ڈر ہے دیکھو تو
مجھے تو کچھ نظر آتا ہے یہ خون ناب اپنا سا

بناوٹ سے وہ زلفین رکھ لین کہا یار نے لیکن
یہ ممکن ہی نہین ہے ہو دے پیچ و تاب اپنا سا

اگرچہ شعر مومن بھی نہایت خوب کہتا ہے
کہان ہے لیک حسنی بندہ مضمون یاب اپنا سا

جمشید یہ اشعار سنکر جھومنے لگا جام شراب پی گیا پیتے ہی بیہوش ہوا عمرو نے جمشید کو اٹھا کر نذر زنبیل کیا جمشید کی شکل بنکر باہر آیا سب نگہبان ساتھ ہوئے کہا جواہر خانے مین حکم ہو تو بجاؤ بارگاہ مین مسند و تکیے بچھین مگر جلدی کرنا ہمین جنگ کا انتظام کرنا ہے داروغہ دوڑا مسند و تکیے جواہرات کے لاکر بارگاہ مین رکھے خواجہ آئے سب مسند و تکیے اٹھا کر نذر زنبیل کیے خزانہ منگوایا وہ بھی نذر زنبیل کیا آپ جمشید کی شکل بنے ہوئے طرف بارگاہ افراسیاب کے چلے لشکر مین حکم دیتے ہوئے چلے آتے ہین سب تیار ہین افسر لوگ ہوشیار رہین صبح کو لشکر سلیمان کو لوٹنا ہے یہ کہتے سنتے بارگاہ مین آئے افراسیاب تخت پر بیٹھا ہی انتظار جمشید کر رہا ہی کہ اتنے مین جمشید نقلی نے آکر سلام کیا افراسیاب نے کہا ای جمشید کیا انتظام کیا کہا خوب بندوبست

تیار ہے صبح کو سرکار دیکھین گے سبکو گرفتار کرونگا اب سرکار آرام فرمائین شراب کو نوش کرین افراسیاب نے کہا خوشی تمھاری جمشید نقل نے جام لبریز کیا بیہوشی ملائی سامنے افراسیاب کے پیش کیا افراسیاب نے جو جام شراب کا دیکھا آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا ای جمشید کیا کہون جیسا جدائی نے بہار کی صدمہ دیا ہر وقت اُسی کا تصور رہتا ہے دل تڑپتا ہے قلب بیقرار ہے نظم

بلبل گلون سے دیکھکے تجھکو بگڑ گیا — قمری کا طوق سرو کی گردن مین پڑ گیا
چین بر جبین ہوا ہے بت چین رہ غرور کر — تصویر کا ہے عیب جو چہرہ بگڑ گیا
آئی تو ہے پسند اسے چال یار کی — سُن کے یہ پاؤن کبک دری کا اُکھڑ گیا
پیچھے ہٹا نہ کوچہ قاتل سے اپنا پاؤن — سر سے تڑپ کے چار قدم آگے دھڑ گیا
کھینچی جو میری طرح سے قمری نے آہ سرد — جاڑے کے مارے سرو چمن مین اکڑ گیا
نکلا نہ جسم سے دل نالان شریک روح — منزل سے ننگ ناقے سے اپنے بچھڑ گیا
پاتا ہون شوق دم مین احباب کی کمی — حسن وجمال یار مین کچھ فرق پڑ گیا
لاشون کو عاشقون کے نہ اُٹھوا سکی ہوا یہ — بسنے کا پھر یہ گانون نہین جب اُجڑ گیا
ہے سو کی راہ آگے عزیزان نکل گئے — افسوس کاروان سے مین اپنے بچھڑ گیا
آیا جو سرخی لعل لب یار کا خیال — جھنڈا اقلیم کا اپنے بدخشان مین گڑ گیا
سینے لیا بغل مین پری رو وصال کو — دیو فراق کشتی مین مجھسے بچھڑ گیا
آتش نہ پوچھ حال تو مجھ دردمند کا — سینے مین داغ داغ مین ناسور پڑ گیا

افراسیاب عرصہ دراز تک رویا عمرو نے کہا حضور اسکا خیال نہ کرین جو گذرا وہ گذرا کل ہی حضور کی خدمت مین بہار ہوگی افراسیاب نے کہا اُس ظالم کو اب انکار ہے بادشاہ لشکر اسلام پر عاشق ہے ہمکو دشمن جانتی ہے عمرو نے کہا آپ جام نوش فرمائیے اور آرام کیجیے صبح کو غلام سمجھ لیگا افراسیاب نے جام شراب پیا پیتے ہی جل کے چھپر کھٹ پر لیٹا لیٹتے ہی بیہوش ہوا خواجہ نے تاج تو الگ سے لے لیا آپ بارگاہ سے نکل لشکر والون کو ترغیب دیتے ہوے چلے سبنے کہا حضور کہان تشریف لیے چلے جمشید نقل نے کہا شہنشاہ نے واسطے ایک کام کے بھیجا ہے لشکر مسلمانان مین جاتا ہون یہ کہکے بھاگے ملکہ مخمور و بار د باغبان وگلچین حیران و پریشان بیٹھی ہین

آپس مین کر رہے ہین دیکھین تقدیر کیا دکھائے بڑے ظالم سے مقابلہ ہے افراسیاب کا سحر کون دفع کریگا باغبان کہتا ہے بڑا غضب یہ ہے کہ خواجہ عمرو قید مین اگر وہ ارسطو فطرت لقمان حکمت رہا ہوتے تو کوئی تدبیر کرتے اے بہار و مخمور دیکھین تم لوگ رات ہی رات کہین نکل جاؤ مین صبح کو رو دونگا اپنی جان دونگا ملکہ بہار رونے لگین کہا اے باغبان یہ ہو سکتا ہے کہ تمکو اس بلا مین چھوڑین ہم اپنی جان بچائین افسوس یہ ہے کہ ہمکو وہ عقیق نہ ہوئے کہ ایک مرتبہ زیارت شہنشاہ کر لیتے تقدیر سے کچھ چارہ اب دلکی یہ کیفیت ہے دیکھین تقدیر کیا دکھائے صبح کو کیا پیش آئے افسوس دلکی دل ہی مین رہی لشکر سے جدا ہوئے اس آفت مین مبتلا ہوئے بقول شاعر نظم

شرح زلف پر جان کھویا کیا	اندھیرے اجالے مین رویا کیا
ہمیشہ لکھے وصف دندان یار	قلم اپنا موتی پرویا کیا
کہون کیا ہوئی عمر کیونکر بسر	نہین جاگا کیا بخت سویا کیا
رہی جز بے فن کشت سخن	نہ جوتا گیا ہین نہ بویا کیا
برہمن کو باتون کی حسرت رہی	خدا نے بتون کو نہ گویا کیا
مزا اشکم کھانے کا جسکو پڑا	وہ اشکون سے ہاتھ اپنے دھویا کیا
زنخدان سے آتش محبت رہا	کوئین مین مجھے دل ڈبویا کیا

بہار کے رونے پر مخمور بھی بیقرار ہے باغبان کہتا ہے اے بہار و مخمور تم نکل جاؤ برائے خدا اب تمہارا رہنا بہتر نہین ہم پر جو گذریگی وہ جھیلین گے جان پر کھیلین گے بہار و مخمور کہتی ہین اے باغبان یہ غیر ممکن ہے اپنے مالک بے نیاز سے رجوع کرو چار دن دعائین مانگ رہے ہین ای معبود بے نیاز اے خالق کارساز ہمکو اس آفت سے بچا لے اس ظالم کے ہاتھ سے نجات دلا بہار نے کہا ای مخمور اسکی عنایت شریک ہو سب آسان ہے نظم

جلوہ شان ببیند گر ز صنعت آدمی	سیر سید در منزل وحدت ز کثرت آدمی
محض نادان است گر بہر معاش چند روز	ہست پابند ریاضت بے ضرورت آدمی
وائے صد حسرت کہ بہر خواہش نفس شریر	عمر ضائع میکند در عیش و عشرت آدمی
میرود تنہا ز دنیائے دنی وقت سفر	با وجود ملک و مال و جاہ و حشمت آدمی

آدمی آخر خدمت میشود مخدوم خلق | میکند چو حاصل ز محکومی حکومت آدمی
باشد از سر شیر بشیر محفوظ با عجز و نیاز | باید ز صدق عبادت قدر عظمت آدمی
ہستند با چون وچنین است آخر این دور زمن | پس دوا باشد غبار استقامت آدمی

اسوقت دربار مین ملکہ بہار کی عجب کیفیت ہے سب سردار مقابلہ اہالی لشکر شکیب رہے ثابت قدم
کوے جرات آمادہ مرگ و ممیائے قضا ہر ایک کا یہی قول ہے کہ ہم مرینگے مر مٹینگے جیتے مالک کا ساتھ
نچھوڑینگے ہر چند باغبان نے کہا بہار نے جانا قبول نہ کیا کہ آواز جنگ کی کان مین آئی سر
اٹھا کر سب دیکھنے لگے دیکھا خواجہ عمرو بھاگے ہوے آتے ہیں سب خوش ہوگئے بہار و مخمور
نے کہا لو باغبان مبارک ہو خواجہ عمرو تشریف لاتے ہین اب سب مشکلین آسان ہونگی ہمین
تردد و انتشار نہوگا اسقدر دل بیقرار نہوگا ہمارے سرپرست آگئے جو بنا سب یہ جانین گے
وہ کرینگے ہمکو ظالم کے ہاتھ سے بچا لینگے خواجہ نے آتے ہی کہا اے باغبان جلدی کر داب
یہان سے نکل چلو افراسیاب کو بیہوش کرکے آیا ہون صبح ہوتے ہی ہوشیار ہوگا سیان
جمشید ثانی کو مین نے زنبیل مین رکھ لیا لشکر مین چلکر اسکا دربار سجا جائیگا باغبان و
گلچین و بہار و مخمور آمادہ ہوئین باغبان نے نکلتے ہی آواز دی سب افسران فوج تیار ہو کر
آئے کبھی تنہا ایسی دقت مقابلہ پڑے گا اسباب سحر سے درست چالاک و چست باغبان
نے کہا کل لشکر کو تیار کرو افسرون نے سب کو تیار کیا رات ہی رات طرف اپنے لشکر کے چلے
خواجہ ایک جانب روانہ ہوے یہ کہلے گئے بہت جلد آؤ راہ مین کہین نہ ٹھہرنا رواروی کرتے
ہوے جاتے ہین سرداران مذکور دو منزلہ سہ منزلہ کرتے ہوے جاتے ہین رات کو بھی کسی مقام پر
نہین ٹھہرتے یہ لوگ تو اسطرح جاتے ہین کہ انکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا افراسیاب کا حال
عرض کرتا ہون کہ افراسیاب جو صبح کو اٹھا مدت بیہوشی باقی تھی پریشان ہو کر کہا جمشید
کہان ہین دست بستہ ملازمون نے عرض کی حضور قلعے مین ہونگے کہا جاکر بلا لاؤ خدمتگار گئے تھوڑی
دیر مین ٹہلتے ہوئے آئے عرض کی حضور قلعے مین جمشید کا پتہ نہین جا بجا تلاش کیا کہین نشان نہ پایا
سنکر افراسیاب برہم ہوا ہی تھا کہ چند ساحر روتے ہوئے آئے عرض کی حضور ستم عالم ہی کہ قید خانہ خالی
پڑا ہے مہرخ پوش جادو کی لاش اس مقام پر ہے عمرو قید خانہ مین نہین ہے افراسیاب

جھلاکر اُٹھا در قید خانہ مین آیا لاش سرخ پوش کا دیکھا کہ عمرو اسکو مار کر نکل گیا لاش باہر دو
رش جو باہر آئی سینے کا زخم دیکھکر افراسیاب نے کہا یہ تو کسی ساحر نے مارا ہے یہ کہکر افراسیاب
نے انگشتر جمشید کو اُچھالا آواز آئی کہ اسکو جمشید ثانی نے مارا افراسیاب نے کہا یارو
تم جانتے ہو کہ جمشید نے سرخ پوش کو کیون مارا آخر جمشید کیا ہوا جھلا کر ایک دستک دی
سامنے ایک تخت پیدا ہوا اُسپر ایک نازنین کہ حسین ماہ پیکر رشک قمر سنہرے لپرے پہنے
ہوئے کچھا کنجیون کا ازار بند مین بندھا ہوا افراسیاب نے کہا اے کندن جلد جاؤ کوہ طور
جو کوٹھا بند ہے اُسمین کتب خانہ سامری ہے اُسمین کتاب رکھی ہے کتاب تواریخات سامری
اُسکو جلد لاؤ کندن نے سر جھکا یا رنجیدہ ہو کر عرض کی اُس کتب خانے کے کھولنے کا حکم نہین ہے
لونڈی سمجھ گئی کہ آپکو کوئی ضرورت ہے انگشتر جمشید سے دریافت کیجیے آپکو سب طرح کا اختیار
ہے مین یہ نہین کہ سکتی افراسیاب نے کہا تیرے باپ کا اجارہ ہے کنجیان چھین لونگا تجھکو معزول
کرونگا یہ قاعدہ ہے کب پوچھتے ہین ہم لفظ لفظ دریافت کرنا ہے کندن روانہ ہوئی بعد تھوڑی
عرصے کے کتاب لیکر آئی آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے کتاب ہاتھ مین دیکر کہا ہم سبکے
زوال کا وقت آگیا آپکی بدبختی نے خوب سر کھینچا لاجین ولقبیس کی آہ نے آسمان کو ہلا دیا
کھول کر کتاب دیکھیے سر کتاب پر یہی لکھا ہے جب کتب خانے سے یہ کتاب منگائی جائیگی بس اُسی
سال مین طلسم ہوشربا فتح ہو جائیگا افراسیاب نے کہا لکھنے والون نے جھک مارا قلم ہاتھ
مین تھا جو چاہا لکھ دیا ہوشربا کو کوئی فتح کر سکتا ہے ایسی ایسی باتین ہین کہ اگر ایک ساحر کو
بلا بھیجون ایک دن مین تمام عالم کا خاتمہ کر دے وہ سب مدد دولت کے ملازم ہین مین
ایسی واہیات بات کو دیکھکر کیا کرون کندن سر جھکائے سنا کی آخر کو چپکے سے اتنا بولی
کہ ارشاد ہے وہ بجا ہے اس غرور نے یہ نوبت پہونچائی صورت انقلاب دکھائی افراسیاب
نے کہا تجھے کیا مطلب ہے یہ کہکے کتاب کھول کے دیکھی اُس کتاب مین لفظاً لفظاً احوال معلوم ہوا
کہ جمشید بہار پر عاشق ہے آپ نے جو اپنے عشق کا حال بیان کیا جمشید کو بہت خلاف
گذرا اُسنے رات کو عمرو سے میل کیا عمرو نے سرکار کو بیہوشی پلا کے غافل کیا جمشید
کو بغل مین رکھ لیا آپ طرف اپنے لشکر کے گیا بہار وغیرہ بھی گئین افراسیاب کا

چہرہ سرخ ہو گیا مثل بید کے کانپنے لگا کتاب تو بند کر کے کندن کو دی کہا اسے جا کر کوٹھے
مین بند کر دے یہ وہ تحفہ ہے کہ سامری و جمشید نے جس دن سے اسکو تصنیف کر کے اس مکان
کے سپرد کیا آجتک یہ کتاب باہر نہ نکلی تھی تو بٹیا کندن مارے غصے کا خیال نہ کر تا کتاب کو جا کر
بہت حفاظت سے رکھنا جمشید بیچارا جمال بہار دیکھکر عاشق ہوا اس حسد مین اُسنے عمرو سے
میل کیا یہ حرکت کر گزرا یہ نہ سمجھا کہ شہنشاہ مائل ہین جس دن میرا اُس کا سامنا ہوگا صفائی ہو جائیگی
مین ذرا بھی عذر کرون بہار قبول کر لیگی یہ عرض کرونگا

نظم

ادب تا چند ای دست ہوس قاتل کے دامن کا
سنبھل سکتا نہیں اب دوش سے لو جانی گردن کا
غضب ہے جانکو سیلاب ہو نا بلسی دشمن کا
محل خوف ہے ہمسایہ قصاب و برہمن کا
جو سویا ساتھ بھی قاتل تو خنجر درمیان رکھکر
ہماری اُسکے پردہ رہگیا دیوار آہن کا
بہار اک دل کی داغون نے دکھائی جیتے جی قاتل کو
وہان زخم سینہ بنگیا دروازہ گلشن کا
چنی افشان جو پیشانی پہ اُسنے چاندنی چھٹکی
کلی سی تو آئینے مین پھولا تختہ سوسن کا
اندھیرے مین جو ڈھونڈکر مجھ پہ پردہ خورشید و لٹیا
شب تاریک مین ہاتھ آیا مضمون روز روشن کا
کرو ایک آگے مردان خدا کے چل نہیں سکتا
کف داؤد مین یکسان ہے عالم موم و آہن کا
در فردوس پر رضوان سے رخصت کون لیتا ہے
سمجھتا ہون مین کھیل اک پھاندنا دیوار گلشن کا
کیا اک آن مین تیغ قضا نے صاف دو ٹکڑے
کمان ہی رہگیا دشمن کو آتش انگیز جوشن کا

افراسیاب بہت بیقرار رہا یہی کہتا تھا کہ مجھے بڑا صدمہ ہے کہ جمشید اپنے مزاج مین کیا سمجھا جو
بہار پر عاشق ہوا جا کر قیامت برپا کرتا ہون اُنھین ساحرون مین سے ایک ساحر زبردست کو
قلعے کا حاکم کیا آپ پرواز پیدا کر کے چلا کوہ فیروزہ پر گذرا افراسیاب نے دیکھا کوہ فیروزہ
ویران پڑا ہے چند سپاہی جا بجا بیٹھے ہین افراسیاب اُترا آیا پوچھا گوہر فیروزہ پوش
کہان ہے سپاہیون نے عرض کی عمرو یہان آیا تھا سب کو بیہوش کر کے لوٹ رہا تھا کہ جمشید نے اُسکو
گرفتار کیا ملکہ کو ہوشیار کیا ملکہ کو بہت ناگوار تھا جمشید جو عمرو کو لیگیا ملکہ لشکر تیار کر کے برای قتل مسلمانان
تشریف لیگئی ہین افراسیاب اُس پہاڑ سے بڑھا ایک صحرا مین دیکھا لشکر گوہر فیروزہ پوش
اُترا ہے لشکر مین چہل پہل ہے افراسیاب اُتر آیا گوہر استقبال کر کے افراسیاب کو بارگاہ مین لائی کہا ای شہنشاہ

مین جاتے ہی مسلمانون پر آفت برپا کر دونگی عمرو نے کئی سے کنیزون کو قتل کیا مین نگوڑے عمرو کو جانتی
بھی نہ تھی عمرو کو جمشید نے گیا قتل بھی کیا ہوگا وہ کہتا تھا مین زندہ نہ چھوڑونگا افراسیاب نے سب حال
جمشید کا بیان کیا کہا جمشید کو عمرو گرفتار کر کے لیگیا ہے یا ملکہ ام بہار پر عاشق ہوا اُسی جوش
عشق مین آفت مین پھنسا اب مین جا کر اسکی فکر کرتا ہون گوہر نے کہا حضور تکلیف نہ فرماوین طرف
باغ سیب کے جائین مین جا کر سب سے سمجھ لونگی افراسیاب نے زانو پر ہاتھ مارا کہا اسے گوہر
مسلمانون کی کوئی حقیقت نہین مگر عیار بلاے روزگار ہین جو ساحر اُنکے مقابلہ مین گیا بچ کر زندہ
نہ پلٹا گوہر نے کہا کنیز سمجھ گئی اب مجھ پر کوئی عیاری نہ کریگا حضور تشریف لیجائین آپ لونڈی غلامون
کے بارے مین کچھ تکلیف نہ کرین افراسیاب طرف باغ سیب کے گیا گوہر نے ایک
عرضی بخدمت ملکہ حیرت لکھی کہ کنیز برائے قتل مسلمانان آتی ہے اب حضور کو تکلیف نہوگی فلان
مقام پر کنیز فرودکش ہے طرف سر صحرای گلرنگ کے آتی ہے ملکہ حیرت تخت پر بیٹھی ہین چالاک بن
عمرو پروانہ شمع جمال حیرت ایک کنیز کی شکل بنا ہوا پشت پر مگس رانی کر رہا ہے کہ ایکبار طائر نے
آکر گوہر کا نامہ دیا طائر تو نامہ دیکر چلا گیا حیرت نامے کو پڑھ رہی ہین چالاک جھک جھک کر
دیکھ رہا ہے حیرت نے نامہ پڑھکر چاک کیا چالاک یہ خبر لیکر نکلا بارگاہ مہرخ مین آیا کہا حضور
گوہر فیروزہ پوش دو لاکھ ساحرون کی جمعیت سے آتی ہے بڑا اپنے سحر پر دعوی رکھتی ہے قبلہ
وکعبہ کا بھی پتہ لگا تھا کوئی جمشید نامی جادوگر قبلہ وکعبہ کو گرفتار کر کے لیگیا ہے اُنکا بھی پتہ ملیگا
لی گوہر کو بڑا غرور ہے یہ سنکر ملکہ مہرخ نے کہا یہان آنے دو سب حال معلوم ہو جائیگا افسوس
باغبان گلچین و مخمور و بہار کا ابتک کچھ احوال نہ معلوم ہوا اُسی مقام پر خواجہ بھی ہونگے
یا دشمن گرفتار ہو گئے ہونگے چالاک یہ سوچکر باہر نکلا تلاش مین لشکر گوہر فیروزہ پوش کی چلا
یہان حیرت نے نامہ پڑھکے صرصر وصبا رفتار کو بلا کہا جا کر دریافت کرو ملکہ گوہر سے ملاقات
کرنا اور کہنا اب جنگ تمھاری ذات پر موقوف ہے جب تم آؤ گی تب طبل جنگی بجے گا صرصر بحکم حیرت
چلی مگر چالاک بن عمرو کئی دن کے بعد صحرائے گلرنگ مین پہونچا ایک پہاڑ سے چڑھکے دیکھا
ایک لشکر فرودکش ہے چالاک پہاڑ سے اترا فقیر بنکر لشکر مین آیا دریافت کرنے سے معلوم ہوا
یہی لشکر گوہر فیروزہ پوش کا ہے کنارے آکر رنگ و روغن نکالا صرصر کی شکل بنکر رات

وہ تماشا دیکھتا ہے صرصر و صبا رفتار وہ چلیں تبین لشکر میں جا کر جو دیکھیں رنگ دگرگون دیکھا صرصر نے کہا کوئی عیار ہو پہنچ گیا صرصر و صبا رفتار نے کہا گو ہم خبر لگانے رہتے ہیں دونون دوڑیں ہر جگہ ساحروں کو بیہوش پایا تعلیہ کر پردہ اٹھا کر دیکھا کہ سب اہالی دربار بیہوش پڑے ہیں اور چالاک وہ تماشا دیکھتا ہے قتل بھی کر رہا ہے صرصر و صبا رفتار چھپے ہیں آئیں کہا ایسا نہ ہو گوہر کو وہ بیہوش و قتل کر ڈالے لیکن صبا رفتار نے کہا میں مقابلہ کرتی ہوں یہ ظالم جانے نہ پائے گوہر کو ہوشیار کرو صبا رفتار للکار کر چالاک پر جا پڑی چالاک سمجھا تنہا ہیں اسکو گرفتار کروں گا جھپٹ کے لڑنے لگا صرصر نے جھپٹ کر گوہر کو ہوشیار کیا گوہر نے آنکھ کھولکر دریائے خون جاری دیکھا اٹھ کر صرصر و صبا رفتار کو مارنے چلا صرصر نے کہا حضور وہ چالاک کھڑا ہے گوہر نے پلٹ کر چالاک پر سحر کیا چالاک کے ہاتھ سے خنجر چھٹ پڑا لڑکھڑا کر گرا گوہر نے باران سحر برسا کے سب کو ہوشیار کیا جنہیں اٹھکر یہ رنگ دیکھا گھبرا گیا اب سب ہوشیار ہوے چالاک کو بھی گرفتار کیا باہر نکل کے لشکر کا عجیب حال دیکھا لشکر کو بھی سحر کرکے ہوشیار کیا جب سب ہوشیار ہوے کہا لشکر میں قرنا کرو قرنا ہوتے ہی سب لشکر جمع ہو کر سامنے آیا کہا میدان خونی کی تیاری کرو صرصر کی بڑی خاطر کی میدان خونی کی تیاری ہونے لگی آرہ کش تسمہ کش جلاد آکر حاضر ہوے دار زمین استادہ ہوئیں جلد سلنگیں لگانے لگے چالاک کو گھیر کے کشان کشان زیر دار لائے پانون میں زنجیر باندھ کر چالاک کو دار زمین لٹکا دیا اسوقت چالاک کی بیقراری اشک باری اپنے خدا سے دعا مانگ رہا ہے گوہر کل لشکر لیے کھڑی ہے چالاک پکار رہا ہے اے معبود اس آفت سے نجات دے یا تجھ سے دشمنوں کے بچانے دم بدم غم و الم کی ترقی ہے دلکو بیقراری اسے چالاک ہماری کوئی خبر کو نہ آیا مقام افسوس ہے کہ کوئی وقت پر نہ پہنچا اے خالق تو سر پرست ہے اس عالم غربت میں سوا تیری کون کام آوے تو ہی حامی و مددگار رہے

نظم

خداست مونس و غمخوار و ہمدم و دلدار	خداست واقف حال و خداست محرم راز
فروغ خوبی گل در چمن دوبالا گشت	چو گشت قمری و بلبل در آن بلند آواز
خدا نمود نگہ خدا کشتی نوح	چگونہ زان ہمہ طوفان نجات یافت جہاز
بعجز و الفت و اخلاص و بندگی گردد	بہ بندگان خدا بندۂ خدا ممتاز

چالاک تڑپ رہا ہے پھڑک رہا ہے اپنے پروردگار سے اپنے قلب کو رجوع کر رہا ہے گوہر نے پکار کر
آواز دی کہ جلد اسکا سر کاٹ لو جلاد چلا تھا کہ جا کر چالاک کو قتل کرے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا
باغبان قدرت و گلچین و بہار مخمور سامنے سے پیدا ہوئے دس ہزار ساحران غدار ساتھ ہیں
باغبان کی نگاہ پڑی پکار کر آواز دی ای بہار غضب ہوا چالاک زیر تیغ بیٹھا ہے بہار نے
کہا ای باغبان لینا باغبان بڑھا ای رہائی چالاک چلا بہار نے مخمور کو لے کر لشکر پر گرز گلدستہ
بہار کا چلا پھول برسے مخمور کا کنشتا چلا خون برسنے لگا زمین کانپی باغبان نے بڑھ کر چالاک کو لیا
سحر بھی کیا کئی ہزار جادو و گردوں کو مارا چالاک کو رہا کر کے الگ کیا باغبان لڑنے لگا گلچین بیتاب
شوہر کے سحر کر رہی ہے ہر طرف ہنگامہ گرم ہے گوہر و مخمور سے مقابلہ پڑا مخمور نے برق چمکائی سر گوہر کا
زخمی کیا باغبان نے بڑھ کر علم فوج کو قلم کیا مخمور نے بارگاہ میں آگ لگا دی گوہر کو سوا بھاگنے
کے کچھ بن نہ پڑا فوج سے کبھی قدم اٹھے ساحران مذکور میں کوسوں تک مارتے ہوئے گئے آخر باغبان
نے کہا تم جاؤ چالاک کو تو رہا کر لیا گوہر بھاگ کر نکل گئی باغبان و بہار و مخمور و گلچین
مع چالاک طرف لشکر اسلام کے چلے یہاں اول خواجہ کہتے نے مہرخ سے اپنی سب کیفیت بیان
کی کہ ہرکاروں نے عرض کی باغبان و بہار بھی آتے ہیں شہنشاہ سے ولی گئے استقبال کر کے سب کو لائی
ملکہ مہرخ سے سب کیفیتیں اپنی گذارش کیں مہرخ نے کہا خدا نے فضل کیا کہ تم لوگ بخیر و عافیت آگئے
خواجہ نے بیان کیا کہ میں جمشید ثانی کو لایا ہوں ملکہ مہرخ نے کہا نکال لیجیے صرصر خبر کو آئی ہی تھا
اکثر کی تسلی نہ ہوئی کہنے لگی کہ عمرو نے زنبیل سے جمشید ثانی کو نکالا ستون سے باندھ دیا سب
سمجھانے لگے اپنے مذہب حق کی صفت بیان کر رہے ہیں جمشید کچھ جواب نہیں دیتا تھا ہوش کھو رہا ہے
خواجہ نے کہا یہ مغرور جواب نہیں دیتا اسکو قتل کر دو یہ سنتے ہی جلاد دمر عاجلا دنے جمشید کو کھینچا
لیجا رہا تھا مہرخ نے حکم قتل دیں کہ زمین تھرائی آواز مہیب آئی افراسیاب جادو زمین سے پیدا ہوا
ملکہ مہرخ خوف سے افراسیاب کے تخت سے گر پڑیں بہار و باغبان وغیرہ بھاگے رعد و برق غائب
زمین ہو گئے برق لامع کڑک کر آسمان پر پہنچی سب سردار الگ الگ ہو گئی افراسیاب نے
بہ اطمینان جمشید کو لیا چومتا ہوا باہر نکالا لشکر والوں نے جو افراسیاب کو دیکھا سب بھاگنے لگے
افراسیاب بیچ میں سے لشکر کے جمشید کو لیے ہوئے اپنی بارگاہ میں آیا جمشید کو ہوشیار

کیا کہ دیکھا عقب گوہر فیروزہ پوش شکست خوردہ آرہی ہیں افراسیاب کو جو تخت پر دیکھ دہائی
دینے لگیں اے شہنشاہ تمکو محمور و بہار نے لوٹ لیا پہلے چالاک نے عیاری کی پھر یہ لوگ
پہونچے میرے لشکر کو تباہ کیا آخر شکست کھا کر بھاگی جمشید نے کہا اے گوہر اب میرے ہاتھ سے
بچکر کہاں جائینگے جمشید سے گوہر نے کہا کہ تم میرے ساتھ ہو شہنشاہ سے عرض کیے دیتے
ہیں کہ ہم طبل جنگ بجوا کر میدان میں نکلیں گے جو گرفتار ہوگا اُسکو قتل کر ڈالیں گے ہمسے کوئی باز پرس
نکرے افراسیاب نے کہا اے جمشید صرف محمور و بہار کے مقدمے میں کہتا ہوں کہ ان
پر جان جاتی ہے انکی جدائی سے بڑے صدمے اُٹھائے خیر اب تمہیں اختیار ہے جمشید
و گوہر دربار سے افراسیاب کے اُٹھے قریب لشکر حیرت بارگاہ استادہ کرائی لشکر بھی ٹھیرا
اُسی مقام پر آتا اب خبر سنو لشکروں میں کہ جمشید و گوہر برائے مقابلہ مسلمانان آئے ہیں
سنتے ہی ہرکارے لشکر اسلام کے چرند و پرند خبر لیکر بھاگے خدمت میں ملکہ مہرخ کی آئے
اُسوقت دربار میں جملہ سردار اور سب عیار موجود ہیں ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ جمشید
گوہر نے دعوی کیا ہے کل مقابلے کو نکلیں گے ملکہ بہار نے کہا اسکی شامتیں آئی ہیں برق
و چالاک اپنے مقام سے اُٹھے کہا ہم ذرا خبر تو لے آئیں ملکہ مہرخ نے منع بھی کیا کہ تم
دشمن کے لشکر میں نہ جاؤ اُسنے بڑے صدمے اُٹھائے ہیں جس کسیکو پا جائینگے بہت ستائینگے
برق و چالاک نے کہا دیکھا جائے گا ہم تو صورتیں بدلکر لشکر جمشید میں آئے جمشید لشکر کو
دیکھتا ہے پھرتا ہے گوہر بارگاہ میں بیٹھی ہے برق چالاک سے جدا ہو رنگ روغن
عیاری کا لگا کر ایک کنیز کی شکل بنا بلا تکلف بارگاہ میں گوہر کی آیا جھک کر سلام کیا کہا حضور مجھکو
ملکہ حیرت نے بھیجا ہے سبکو حضور سے جدا دینے میں کچھ عرض کرونگی گوہر نے تخلیہ کیا برق باتیں کرنے
لگا کہا ملکہ نے فرمایا ہے کہ عیاران اسلام تمہاری فوج میں آئے ہیں ذرا ہوشیار رہنا گوہر نے
کہا کوئی عیار ہم تک نہیں آسکتا برق نے کہا اگر آپ کے پاس عیار آوے تو کیونکر پہچانیے
صورتیں بدلکر آتے ہیں انھیں آپ کیا پہچان سکتی ہیں ملکہ حیرت نے ایک سحر دیا ہے کہ ہر وقت ایک
کنیز تمہاری پشت پر کھڑی رہے گی وہ سحر آپکو آگاہ کرتی جاویگی کہ فلان عیار فلان مقام پر
آیا فلان کام کر رہا ہے فوراً پہچان لیجیے گا گوہر اس بات سے بہت خوش ہوئی گوہر

نے کہا کیوں گلنار کیا تمہیں ہوش ہے کہ وہ کنیز ہر وقت حاضر رہے کہا میں ابھی عرض کرتی ہوں کہا آگ
دو کوئلے منگا دیجیے گوہر نے آگ اور کوئلے منگائے گوہر کو بڑا اشتیاق ہوا وہ کنیز کوئلوں پر آگ
جب آگ روشن ہوئی کنیز نے اپنے پاس سے لوبان نکالا کہا اسکو آگ پر ڈال دیجیے جب دھواں نکلے
ناک کے قریب لے جا کر سونگھیے [illegible] دھواں اٹھا گوہر سونگھنے لگی بیہوشی نے تاثیر کی تڑپ کر
گری بیہوش ہوئی برق نے [illegible] چالاک کرکے لے بھاگا یہاں صرصر
[illegible] قریب [illegible] گوہر [illegible] دیکھا کنیزیں کھڑی ہیں صرصر نے پوچھا
بی گوہر کہاں ہیں کنیزوں نے کہا ایک کنیز فرستادہ حیرت آئی تھی اس سے باتیں کر رہی تھیں
صرصر نے [illegible] کوئی نہ پایا مجھے تو خیال تھا کہ عیار آکر آفت برپا کرینگے یہ
کہا صرصر [illegible] اختیار [illegible] گوہر کو نہ پایا [illegible] برق کا پیچھا دوڑی
[illegible] جا کر جمشید [illegible] لشکر کا منتظم [illegible] رہا تھا صرصر نے آکر خبر دی کہ جمشید
گوہر کو برق پکڑ لے گیا جمشید [illegible] گوہر کیلئے دوڑا کہا میں نے تو اسکو تسکین دی تھی اسکی پریشانی
[illegible] تردد تھا جو خیال تھا وہی ہوا [illegible] دوڑا صرصر نے کہا میں بھی آتی ہوں برق جو بھاگا
دل [illegible] تو کیا اگر [illegible] لشکر صبح ہو جاؤں تو بڑی بات ہے چالاک نے بھی
[illegible] برق تو گرفتار ہوتا جاتا ہے [illegible] جمشید [illegible] آیا چاروں جانب دیکھنے لگا دور سے
چالاک نے دیکھا جمشید پھر رہا ہے چالاک ایک جادوگر کی شکل بنکر جمشید کے سامنے
آیا جھک کر سلام کیا کہا حضور کسکی تلاش ہے جمشید نے کہا تم کہاں رہتے ہو کہا حضور یہ سامنے
کا [illegible] میں رہتا ہوں جمشید نے کہا ادھر سے کوئی عیار گٹھا لیے ہوئے تو نہیں گیا
چالاک نے کہا وہ سامنے جھاڑی میں جاکر دیکھو ایک عیار گٹھا عورت کا لیے ہوئے آیا ہے
[illegible] جھاڑی میں چھپا ہے میں چلیے بتا دوں جمشید نے کہا میں تجھکو دولت دنیا سے نہال کر دونگا
[illegible] عورت گوہر فیروزہ پوش بادشاہ کوہ فیروزہ ہے چالاک لگا کر لے چلا برق ایک
[illegible] کوہ میں چھپا بیٹھا تھا [illegible] چھپا دیا ہے دور سے دیکھا جمشید کو چالاک لگائے لیے جاتا ہے
برق خوش ہو گیا کہ مرشدزادے نے جمشید کو لیا دس قدم چلکر چالاک نے کہا اسے
شہنشاہ ساحران وہ جھاڑی میں دیکھیے بیٹھا ہے جمشید نے سر اٹھا کر دیکھا کہا مجکو کچھ معلوم

نہین ہوتا چالاک نے کہا گرز پھینکیے زمین پاؤن اُسکے تھام لے جمشید گرز لیکر سر جھکا چاہا گرز مارون
چالاک نے حلقہ ہای کمند گلے مین ڈالدیے بیچارے کو لٹا دیا چالاک نے حباب مار کر بیہوش
کیا پشتارہ باندھکر لیے جاتا کہ برق نے آواز دی مرشد زادے کیا کہنا مین بھی آتا ہون اب یہ
دونون کو لیکر چلے صرصر نے دور سے دیکھا کہ چالاک نے جمشید کو بھی گرفتار کر لیا اب
صرصر حیران کہ مین کیا کرون کہ صحرا سے گرد اڑی مقیم جادو اس صحرا کا حاکم ہے مع کئی ہزار ساحرون
کے سیر کر رہا تھا صرصر نے بڑھکر مقیم سے اطلاع کی کہ وہ دونون جمشید و گوہر کو لیے جاتے ہین
تم جلکر گرفتار کرو مقیم جادو جادوگرونکو لیکر جھپٹا چالاک و برق نے دیکھا کہ جادوگر آتے
ہین برق نے کہا بھیو کہ بھاگی چالاک استاد بڑی آگ لگائی مگر اب کہان اپنے کو چھپائین
عجب طرح کی پریشانی ہے قضائے کار جادوگرون نے چاہا کہ سحر کرکے ٹوٹ پڑین برق و چالاک
نے پشتارے تو پھینک نخل پیر کے حقہ ہائے آتشبازی مارے دو چار جادوگرون کے منہ جلے
قضائے کار ملکہ ہلال سحر افگن کنارے پر لشکر اسلام کے کھڑی ہین کہ صحرا سے دناٹے
سنائے کی آواز آئی ہلال نے کہا ارے خبر تو لو کیسی سے صحرا مین سحر ہو رہا ہے کنیز گئی دوڑی
ہوئی آئی کہا حضور چالاک و برق جمشید و گوہر کو لیکر آتے تھے مقیم جادو نے راہ مین
گھیر لیا ہے یقین ہے کہ گرفتار ہو جائین ہلال یہ سنتے ہی جھپٹی اُسوقت پہونچی کہ چالاک و برق
کے پاؤن زمین نے تھامے ہین جادوگر جھپٹے ہین کہ شتہ آرے لیے لین دونون کو گرفتار کرین
کہ ہلال نعرہ کیکے گری ہلال زرین آسمان سے گرا کہ ساحرون کے سر اڑ گئے کئی غرق زمین
ہوئے ہلال برابر چالاک و برق تھے پہونچی دو تھپڑ مارا کہ دونون کے پاؤن زمین سے چھوٹکر
نہایت زار و نزار مین کو دکر چلے ہوئے ہلال و مقیم سے سحر چلنے لگا صرصر نے جو دیکھا کہ پشتارے
دونون زمین پر رکھے ہین اُس نے جاکر جمشید و گوہر کو ہوشیار کر دیا جمشید و
گوہر اُٹھتے اُٹھتے ہی جمشید نے زمین ہلا دی ہلال کے سامنے لڑتا بڑھتا پہونچا کہ ہلال
نے ہلال زرین چمکایا جمشید نے دستک دی معلوم ہوا خنجر برہنہ چمکتا ہوا آتا ہے ہر چند ہلال
نے اپنے کو بچایا سامنے ساحرون کے انگشت نما بھی ہوئین مگر سر پر آکے گرا سر ہلال کا زخمی
ہوا جمشید نے چاہا بڑھکر گرفتار کرون کہ ملکہ سرخ مو مے کاکل کشا برائے مدد ہلال

پہونچی اپنا سینہ سپر کیا ہلال کو بچایا جمشید نے پڑھکر سحر کیا سرخ موسے کا کل کٹنا کہا ہی تھا نہ
بھولا جب یہ دونوں زخمی ہوئیں سب سے زیادہ جمشید چاہتا ہے پہونچوں اور جاکر سرخ مو کا سر
کاٹ لون پھر ایک جادوگر کھڑا تھا اُسنے کہا اے شہنشاہ ساحران اب یہ نہ بچنے پائے دیکھیے
دونوں ملکر سحر کیا چاہتی ہیں جیسے ہی وہ پتا ساحر نے حباب مارا نعرہ کیا سنم ہستر ہیں بہت چالاک
ہاہم و جمشید کا گرنا گوہر نے جو دیکھا جھپٹ کر جمشید پر گری کہ ایسا نہو کوئی قتل کر ڈالے
سرخ مو و ہلال اتنے میں لڑتی بھڑتی نکل گئیں مقیم نے بھی دیکھا ہلال و سرخ مو لڑتی
بھڑتی نکل گئیں گوہر نے جمشید کو ہوشیار کیا جمشید نے اے گوہر صبح کو قیامتیں برپا کرونگا
نگہبان عیاروں نے بڑا صدمہ دیا لیکن صرصر نے بڑا کام کیا عیار گرفتار کر لئے ہی جاتی تھی کہ صرصر
آپہونچی سامری و جمشید نے اپنا فضل شریک کیا اب صبح کو دیکھو کیا قیامتیں برپا کرتا ہوں
یہ خبر ملکہ حیرت کو بھی پہونچی کنارے پر لشکر کے انتظار کرتی ہی تھیں کہ جمشید و گوہر آکر پہونچے
فرمایا تھیں سامری و جمشید نے بچایا کیوں ای جمشید عیاروں کی زبردستی دیکھی آج پھر
اسی فکر میں پھرتے ہیں کہ سردار کو پائیں اور قتل کریں جمشید نے کہا اب جنگ کا حال کھل گیا ہے کیسے
اپنی بارگاہ میں آیا اسی وقت طبل جنگی بجوادیا ہرکارے خبریں لیکر طرف لشکر کے چلے یہاں وہ
وقت ہے کہ ہلال و سرخ مو زخمی پہونچیں برق و چالاک بھی آئے ملکہ مہرخ نے زخم درمان
کرائیں کہ ہرکارے آکر پہونچے بعد دعا وثنا کے عرض کی جمشید نے طبل جنگی بجوادیا ملکہ مہرخ نے بھی
حکم دیا طبل جنگی بجے دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں جمشید انتظام کر رہا ہے گرد
بارگاہ کے حصار سحر کیا لشکروں میں جابجا پرچے ہیں کہ کل خوب تلوار چلیگی گھمسان کی لڑائی
ہوگی چار پہر رات گذر کر شہنشاہ زرین پوش بعد جوش و خروش تخت زبرجدی پر جلوہ
فرما ہوا دونوں لشکر میدان کارزار میں آئے جمشید آمد بہار کو دیکھ رہا ہے بہار کی آمد
سے دل شگفتہ ہو گیا ملکہ پھول گیا بہار گلعذار طاؤس زرین بال پر سوار دریا میں پھولوں کے
غوطہ مارے ہوئے جیسوں کے پھول شگفتہ غنچہ ہائے گل بعد تجمل چاہتے ہیں کہ ذہن لطافت
بہار میں کھولیں بلبل دہن بعدم ہے کلام کرنے کی طاقت مت کم بارہ ہزار کنیزیں رنگین جوڑے
پہنے ہوئے پشت پر بصد رعنائی و زیبائی اس کروفر سے ملکہ بہار آکر پہونچیں ایک طرف ملکہ

وحشت انگیز ہو یہ افسانہ / قیس ہو جاے سنکے دیوانہ
درد سے حال دل زبون ہو جاے / مجھکو اچھا بھلا جنون ہو جاے
آہ سوزان جب سے جو دم میرا / اشک خون آ کے لے قدم میرا
عشق اگر خواب مین نظر آجاے / آنکھین ہو تین جو نیند بھی پھر آئے
زندگی سے سدا اداس ہو دل / سور و صد ہزار ہو دل
غمگساری مری ملال کرے / جسکا جی چاہے پائمال کرے

اسطرح دیوانہ وار وحشی مثال اشعار عاشقانہ پڑھتا پھرتا ہے ہر چند چاہتا ہے سنبھلوں مگر نہین سنبھل سکتا آخر کار کو جب بہت بیہوش ہوا بہار نے آواز دی اے نسیم لینا ایک کنیز نے بڑھکر ہار گلے مین ڈالا طرہ کان مین لگا یا اب تو جمشید جھومنے لگا اچکتا ہے کودتا ہی کبھی وتارکر ملکہ بہار نے پکار کر آواز دی ای جمشید اپنے ہوش مین آ اسقدر نہ گھبرا ہمارے سامنے آؤ تمکو ترکیب بتاتین بی حیرت کا سر لاؤ جمشید ہاتھ باندھے ہوے سامنے آیا عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہے ملکہ بہار نے فرمایا اے جمشید تم ہمارے کیسے عاشق صادق ہو کیسے یار موافق ہو بی حیرت ہمکو قتل کرنے آئی ہین انکا سر لاؤ یہ کہکے دستک دی پشت پر ہاتھ پھیرا جمشید جھومتا ہوا چلا حیرت نے پکار کر کہا اے گوہر فروزہ پوش جمشید بیہوش ہو کر آتا ہے گوہر فروزہ پوش نے بھی آواز دی ارے جمشید کیا دیوانہ ہوا ہے تجکو کچھ خیال نہین سامری و جمشید کے غضب مین گرفتار ہوگا آگے نہ بڑھنا بہار ہمہ تن بلا کر جمشید تمام بہار سنکر متغیر ہوگیا تھا او ظالم مجھکو بہار کا دشمن بتاتی ہے میری تو بیزاری پکار رہی ہے حسرت دل للکارتی ہے

نظم

اے جان خانہ باغ کی آکر بہار دیکھ / گھر دل مین کرکے سیر دل داغدار دیکھ
مین گیا وہان تو تلک بول اٹھے ابھی / تربت پہ میری آکے ذرا تو پکار دیکھ
موجد وفا بھی وارہن آنکھین نہ آیا تو / وعدہ خلافی اپنی مرا انتظار دیکھ
لو تیغ تیز کھینچے ہے مین سر جھکائے ہوں / اپنے ستم کو دیکھ مرا انکسار دیکھ
دریئے ہوے ہین جان کے ایمان تو یہی / اب کرتے ہین ستم مرے پروردگار دیکھ

کوتاہ عمر ہو گئی اور یہ نہ کم ہوئی
بجلی گرائی غیر سیہ رو پہ اے فلک

اے جان آکے طول شب انتظار دیکھ
تاثیر آہ گرم دل بےقرار دیکھ۔

یہ شعر پڑھکر کہا اے گوہر سامنے سے ہٹ جا مین حیرت کو قتل کرنے جاتا ہون گوہر نے کہا
اے جمشید ایسی بات نہ کہو شہنشاہ کے خلاف ہوگا جمشید نے کہا شہنشاہ کون شہزادہ ہی
خود ہم اپنے مزاج کے شہنشاہ ہین چرخ عشق و عاشقی کے ماہ ہین حیرت کا سر ملکۂ عالم
نے مانگا ہے ہم سر لیکر جائینگے گوہر نے کہا ہم نہ جانے دینگے جمشید تیغ کھینچکر جا پڑا گوہر نے
ہاتھ مارا جمشید نے بے پروائی سے روکا روکتے ہی ہاتھ مارا کہ گوہر فیروزہ پوش کے
دو ٹکڑے ہوئے گوہر فیروزہ پوش کو مار کر اب جمشید بڑھا جسنے بڑھکر روکا اُسکو ہاتھ
تلوار کا مارا کسی گولہ مارا کسی کو چھاپیکان کا مارا تیر برسنے لگے تلوار پھینکدی تلوارین برسین سب
طرح کے سحر کرتا ہوا چلا آتا ہے آگ برسا رہا ہے ملازمان حیرت کو قطرۂ آب کو ترسا رہا ہی جو
بڑھکر روکا ہاتھ تلوار کا مارا کئی ہزار جادوگر جمشید نے قتل کیے لاشون کے انبار لگا دیے دریای
خون بہا دیے جب ملکہ حیرت نے دیکھا جمشید کسی کے روکے نہین روکتا مثل فیل مست جھومتا
ہوا آتا ہے سوز عشق سے گھبراتا ہے حیرت نے خود قصد کیا کہ مین خود اسیر کرون
یاقوت زمرد پوش نے روکا کہ آپ کا جانا مناسب نہین ہے حیرت نے کہا پھر
کیا کرون بی بہار نے تو ایک شعبدہ چھوڑ دیا کھڑی ہنس رہی ہین ابھی جاکے اسکو ہٹاتی
ہون ایک سحر مین جلکر خاک ہوگا یہ کہکے تخت سے اُٹھی حیرت گالی باندھنے لگی چاہتی ہی کہ جمشید
پر جا پڑے کہ آسمان پر لکۂ ابر آتشبار پیدا ہوا سب دیکھنے لگے لکۂ ابر آکر پھٹا اب جو دیکھا
ایک جادوگر بصد کر و فر تخت پر سوار بارہ ہزار ساحر اژدران آتش فشان پر سوار اُس ساحر
کے گرد صدہا شعلہ ہاے آتش مین معلوم ہوتا ہی کہ لباس سے اُسکے آگ نکل رہی ہی تخت کو
اڑائے ہوئے آتا ہے ملکہ حیرت کو دیکھکر تخت سے کودا جھوم کر نعرہ کیا منم سوفار آتش بار طلا
حیرت کو جھک کر سلام کیا حیرت نے کہا اے سوفار کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کی مین
صحرائے آتش فشان مین شکار کھیل رہا تھا کہ ایک ساحر نے مجھکو خبر دی کہ شہنشاہ
کی کچھ لونڈیان و غلام بگڑ گئے ملک و مال چھیننے سے نکل گئے طلسم مین ہنگامہ ہی لڑائیان چھڑی مین

آتش بھڑک کر گرے نخل صحرا جلنے لگے ہر جگہ سے شعلہ ہائے آتش نکلنے لگے ساکنان صحرا بیتاب
ہوئے طائر جل کر کباب ہوئے تھوڑے عرصے میں تمام صحرا کو اسنے جلا دیا بہار نے کئی
گلدستے پھینکے مگر رنگ سحر نہ جما اب رنگ رو بہار کا متغیر سوفار نے پکار کر آواز دی
ملکہ بہار یہان رنگ جما سے مجھکو بھی تنگ کیا ہے افراسیاب کی سالی ملکہ حیرت کی
بہن ہم آپ کا ادب کرتے تھے چلئے آپ کی ہمشیرہ صاحبہ بلاتی ہیں بہار نے گلے سے بدھی اتاری
تھی ہم سحر پڑھکر پھینکی سوفار نے شمشیر مان کے خم ہوا اب کیا خطا کرتا یا سامری کہکر
دستک دی وہ بدھی یا حضرت سوفار کے آئی تھی یار سیاہ بنکر لپٹی بہار نے جو مار سیاہ
کو آتے دیکھا آواز دی اے طاؤس بد خوار اپنی خوراک کو لینا پہلو سے ایک طاؤس پیدا
ہوا منقار کھولکر مار سیاہ کو نگل گیا طاؤس تو غائب ہوا مگر جسقدر زیور پھولون کا جو
ملکہ بہار پہنے تھا جھڑ کر زمین پر گرا اور سب ماران سیاہ بنکر جسم ملکہ بہار سے لپٹے اُس
حال پر ملال میں سینے دیکھا کہ بہار تھر تھر کانپ کر گری بازون میں ماران سیاہ چمٹے ہوئے
گلے میں بھی ایک مار سیاہ لپٹا ہوا آخر درد میں سوفار نے نعرہ کیا بی بہار لے سمجھ گیا
خوب طاؤس کو بلایا تعجب کہ اُٹھاؤن محمور سرخ چشم کا دل ٹکڑے ہو گیا قلب کا اپنا گنٹھا
یاقوت کا گلے سے اتار زور سے نعرہ کیا او سوفار کیا کرتا ہے بہار کو نہ اُٹھانا سوفار
نے دامن ہلایا ہزار ہا شعلہ آتش بھڑکے محمور برابر بہار پہنچی تھی چاہتی تھی بہار کو
اس حال میں اُٹھاؤن شعلہ آتش نے آکر گھیر لیا محمور تڑپ کر شعلہ آتش سے نکلی گنٹھا
یاقوت احمر کا عینک ما اکنٹھا جو دو ٹکڑے سی شعلہ ہائے آتش منتقل گولہ ہائے آہن
ہوئے سوفار کے جلے سوفار نے یا سامری کہکر ایک چیخ ماری آواز دی یا سامری
کیا سکا تو آپ نے نہیں بتایا بی محمور کو بڑا دعوے ہے جانتی نہ تھا وے یا تو وہ گولے
فولادی حضرت سوفار کے آتے تھے وہ گولے آہن کے نہ تھے بعد ہا سر بہ سر ٹوٹ کر طرف
محمور کے تھا محمور نے دستک دی ایک طائر پیدا ہوا آگے محمور کا یہ حال سنے کہ
بی روتی ہنستی پریشان ہوتے سنگین کھینچے ہوتے تھی ہی ست یاد ہیں شہزادہ

نور الدہر کی بے خبری شہزادی مظفر

ہوسی سے چاہئے کہے طول کلام زلف
کیوں آنکھ پھیر لیتے ہو گیسو کے ذکر میں
گیسو کی یاد بعد فنا بھی نہ چھوٹے گی
زلفوں کو منھ پہ رکھکے وہ دانستہ ہنستے ہیں
سنکر مری غزل کو یہ کہتا ہے وہ صنم

ہوجائے آج واد ستم امین نظم زلف
کاٹا کرو نہ تیغ نظر سے کلام زلف
قرطاس صبح حشر پہ لکھینگے نام زلف
اب گھر میں اپنے کھولتے ہیں مشک شام زلف
سائل بہت بڑھاؤ نہ طول کلام زلف

ملکہ مخمور نے جو یہ اشعار پڑھے ردیف جن اشعار کی زلف ہے پانچ چار طائر کالے کالے پیدا ہوے وہ بھونرے جو بھن بھن کرتے تھے وہ طائر اُنپر گرے بھونرونکو نگلنے لگے مخمور نے یہ سحر کیا ہے کہ طائر پیدا کیے ہیں طائر اُن بھورونکو نگل رہے ہیں مگر رنگ رد مخمور کا متغیر ہوتا جاتا ہے تمام جسم مثل بید کانپ رہا ہے جس مقام پر کھڑی ہین زمین کو جنبش ہاتھ پاؤن مین رعشہ چہرہ سُرخ ہونٹھ خشک آنکھون مین تری حواس مین ابتری جب وہ طائر بھونرونکو کھاچکے سوفار نے پکار کر آواز دی ملکہ مخمور پر سحر کرد مخمور چیخ مار کر گرین بے ہوش ہوگئین سُرخ موے کاکل کشا کو تاب نہ رہی کہ ان شاہزادیون کو یہ اُٹھالے گا گرفتار کرے گا تڑپ کے جا پڑین بڑھکر موے مشکین کو کھولا سامنے آنکھون کے سوفار کے اندھیرا آیا سوفار قہقہہ مار کر ہنسا کہا اے سُرخ مو مزدور سوتا ہے کیکے دستک دی بالون سے ملکہ سُرخ مو کے مار سیاہ پیدا ہوے لپٹ گئے سُرخ مو نے بہت تدبیر کی مگر کچھ نہوا گر کر بیہوش ہوئی ملکہ حیرت نے حکم دیا چند کنیزوں نے دوڑ کر بہار و مخمور و سُرخ مو کو زمین سے اُٹھالیا تخت پر ڈالکر سوفار کے ساتھ کیا مرادیہ تھی کہ کوئی مرد ان شاہزادیون کو ہاتھ نہ لگائے سوفار نے پکار کر آواز دی اے فرقہ خداپرستان ملکہ بہار پر آپ لوگون کو بڑا ناز تھا آپ نے دیکھا اُنکی کیا کیفیت ہوئی مخمور کی کیا صورت ہوئی آج معاف کرتا ہون کل تک کو زندہ چھوڑونگا آج جاؤ بلکہ بہتر یہ ہے کہ لیس مین صلاح کرکے اپنے مالک کے قدمون پر گر کر خطا اپنی معاف کراؤ یہ کہکر سوفار ہلٹا ملکہ حیرت نے چاہا قیدیون کو مین لیجاؤن افراسیاب کو مین عرضی لکھون مقدمے مین بہار و مخمور کے سوفار آتشبار نے عرض کی آج کے دن حضور تامل

فرمائین کل سبکا خاتمہ کرکے سب سرداران نامی کو گرفتار کر لاؤنگا تب خدمت شہنشاہ مین لکھا جائیگا آپ جلدی نہ کرین مین آج ہی سبکو گرفتار کر لیتا لیکن یقین ہے کہ آپس مین جا کر صلاح و مشورہ کرین اگر راہ راست پر آئین اور بخوف جان و مال شریک ہو جائین تو بہت مناسب ہے حیرت نے کہا اے **سوقار آتشبار** مسلمان وہ سخت ہین تیسے تین سردار گرفتار کیے اگر سب گرفتار ہون اور گلے پر انکے خنجر رکھا ہو تب بھی یہ لوگ اطاعت نہ کرینگے **سوقار** نے عرض کی آپ نے ملاحظہ فرمایا ہو صاحب جیسا سحر کرینگے اپنے ہی سحر مین گرفتار ہونگے مین کیا کسیکو سحر کرنے دونگا اب حیرت نے آہ کرکے کہا اے **سوقار** عیارون کے ہاتھ سے **سامری** تمکو بچائین عیار بلاے روزگار ہین **سوقار** نے کہا حضور اطمینان رکھین غلام سب حال سن چکا کیا مجال ہے عیار کی جو میرے پاس آے **سامری و جمشید** ایسا ہی کرین **حیرت** کو مطمئن کرکے تینون قیدیون کو اپنے ساتھ لیا اپنی بارگاہ مین آیا دروازے پر نگہبان پاسبان مقرر کیے **بہار و صرصر مو و مخمور** کو گوشہ بارگاہ مین آیا اور زندان مین سوزن دیکر مقید رکھا کہین انکی نگہبانی خود کرونگا لیکن اہل اسلام جو ملیٹے ملکہ **صرصر** آنکھون مین آنسو بھرے ہوے سب سرداران کو قلق ہے کہ **بہار** ایسی ساحرہ گرفتار ہوگئی **مخمور و صرصر مو** کا نہایت انتشار ہر کس و ناکس اعلیٰ و ادنیٰ کا بیقرار بارگاہ مین آکر سرنگون تھین کہ **خواجہ عمرو و چالاک و برق و جانسوز و مہتر قران** پانچون عیار بارگاہ مین آئے دیکھا رنگ سب کا دگرگون ایک ایک خاموش بیٹھا ہے یہی ذکر ہو رہا ہے کہ **بہار** کا گرفتار ہونا بڑا غضب ہوا اپنے سحر مین بہار خود گرفتار ہوئین **باغبان** نے کہا حقیقت مین یہ ہے کہ بلاے روزگار ہے اکثر زبانی **افراسیاب** کی ذکر سنا تھا کہ **سوقار آتشبار** جو جادوگر ہے بادشاہ قلعہ **آتش فشان** اپنا مثل نہین رکھتا آج مقابلہ بہار مین دیکھ لیا کہ بہار کے سحر نے کیا خرابی کی ایک مار سیاہ طاؤس نے کھایا اُسی سے سحر پیدا ہوا اُسی سحر مین مبتلا ہوئین **مخمور** کو کس سحر نے لیا مین نے جو خیال کیا تو کوئی توڑ اُسکے سحر کا ممکن نہین ہوتا خدا اُسکے شر سے بچائے سب سردار یہی کہہ رہے ہین کہ **سوقار** کے سامنے سحر کرنا خطا ہے خدا اوسی اپنی حفاظت مین رکھے ایسا نہو **بہار و مخمور** کو پاس **افراسیاب** کے بھیجدیوے یہ ذکر تھا کہ ہر کارے چند دوڑتے ہوے آئے

بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ ملکہ حیرت نے تینون قیدیون کو طلب کیا لیکن موقع نے نہین دیا
کہا ہے کہ کل سبکو گرفتار کرا دونگا ایک نامی سردار باقی نہ رکھونگا لشکر کا بھی
طبل جنگی بجوانے کا حکم دے چکا یہ ذکر تھا کہ دوسرے سرکارے دوڑے ہوے
عرض کی آج دن سے اُسنے طبل جنگی بجوا دیا کل اُسکا ارادہ ہی کہ سرکاری
ہو ملکہ مہرخ نے کہا کہدو کہ ہمارے لشکر مین بھی بہ فضل ایزدی اور بہ تائید
طبل جنگی بجے جو کچھ نقاش ازل اور کاتب قدرت نے ہماری قسمت مین لکھا ہی وہی پیش
اُسی وقت لشکر اسلام مین صداے طبل جنگی بلند ہوئی سب لشکر والون کو معلوم ہوا
کہ طبل جنگی بج گیا جانبین مین تیاریان ہونے لگین برق اپنے مقام پر سے تڑپ کر اُٹھا خواجہ نے
کہا کہ تمہین بہتر والا گہر عیاری کیواسطے جاتے ہین عیاری تو کیا کرینگے ہوشیار کر دینگے برق
نے کچھ پلٹ کے جواب نہ دیا چپکا نکل کر بھاگا لشکر کفار مین آیا بصورت مبدل پھرنے لگا بعد برق
کے خواجہ عمرو چالاک و جانسوز و ضرغام بھی چلے مگر برق پھرتے پھرتے
قریب کوتوالی چبوترے کے پہونچا دیکھا شبگرد جادو کوتوال لشکر کا چبوترے پر بیٹھا ہوا
انتظام کر رہا ہے برق کچھ سوچکر کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک جوان
کی شکل بنکر تنا ہوا طرف چبوترے کے چلا چبوترے پر چڑھ آیا شبگرد نے پوچھا
کہا حضور کا مخبر ہون ہر گرہ کاٹ کی خبر لگاتے رکھتا ہون عیار لشکر اسلام کا بازار
پھر کے آیا ہوا ہے گرہ کاٹ بھی ہی کئی کی گرہ کاٹ چکا ہے حضور کو کچھ سحر بھی آتا ہے
چلیے مین گرفتار کرا دون شبگرد نے پوچھا تو نے صورت دیکھی کہا حضور گویا
گورا تھا اب اُسنے کالی صورت بنائی ہے شبگرد اُٹھ کھڑا ہوا کہا مین گرفتار کر لونگا برق نے
کہا اکیلے چلیے شبگرد نے کہا مین تنہا کافی ہون ایک سحر مین گرفتار کر لونگا مجھے بہت کچھ
انعام و اکرام ملیگا کہا حضور مجھکو بھول گیے مین نے نو کئی چور گرفتار کرائے مال تلایا
مین غلام کا انعام مقرر کر دیجیے شبگرد نے کہا ہزار روپیہ دلاؤنگا برق فرنگی
شبگرد کو لگا کر لے چلا راہ مین باتین کرتا ہوا اور کہتا ہوا کہ حضور سحر مین تیزی کچھ کام اظہار
عیاری کئی ساحرون کی کمر سے روپیے نکال لیے اُنکو معلوم نہوا باتین بناتا ہوا ایک خیمے کی پشت

آواز دی کہ شراب نہ پیجیے گا شاگرد نہین ہے برق فرنگی عیار ہے سوفار غصے مین باہر آیا اور سہام جادو بھائی اسکا پوچھنے آیا ہی کہ طلاے کی گشت پر گئے ہزار ساحر ہونگی وہ کھڑا ہوا شاگرد نقلی سے باتین کر رہا ہی سہام نے پوچھا ای شاگرد عیار و نکی بہائی صاحب کو بڑی فکر ہے تمنے کیا انتظام کیا برق کہ رہا ہے کہ مینے سخت انتظام کیا ہی کہ یہ سوفار اندر سے نکلا برق نے دیکھا اسکے تیور پر بل پڑے ہوے ہین برق گھبرایا کہا حضور ابھی شراب نہ پیین سوفار نے سہام سے کہا ارے اسکو پکڑ لے نکل کے نہ جانے پائے دیکھو یہ پیچھے ہٹا جاتا ہی سہام نے چاہا پلٹ کر ہاتھ پکڑ لون برق نے خنجر مارا سہام کا شکم چاک قصہ پاک اندھیرا ہوا سوفار لینا لینا کرتا ہوا رہگیا برق نکل گیا سوفار باہر آیا پیاسے بھرے بیٹھے تھے سوفار نے جھلا کر کہا یارو برق نکل گیا تمنے [illegible] روکا چالاک کھڑا ہی دست بستہ جھکر عرض کی حضور ایسی جلدی [illegible] نے چاہا تھا کہ گرفتار ہو مگر وہ تڑپ کے نکل گیا اسطرح کی باتین کرتا ہوا سوفار [illegible] خیمہ مین آیا کہا حضور یہ تو بتایے کہ حضور کو کیونکر معلوم ہوا کہ یہ برق فرنگی [illegible] سوفار نے کہا مین نے چند طائر بنا کے مینر پر بٹھا دیے ہین ایک طائر نے [illegible] یہ میرا سحر ہے چالاک نے کہا حضور تشریف رکھین اب ہمنے انتظام کرلیا [illegible] کہا حضور دیکھیے چند شعر مین نے یاد لیے ہین یہ کہکے گنگنا یا سامنے یہ غزل گانے لگا

نظم

باتون تک زلف کو لٹکائے ہوے آتے ہین	آپ کیا آتے ہین اک ساتھ بلا لاتے ہین
ملک الموت کو ہمراہ لیے جاتے ہین	آج ہم کو جو قاتل کی خبر لاتے ہین
کل سے مقتل مین یہ سنتے ہین وہ آج آئینگے	ہوس قتل سے دل سینے مین گھبراتے ہین
خوب لوٹی ہے گلستان شہادت کی بہار	رد زن زخم سے ہم روز ہوا کھاتے ہین
غیب دان جیسے لیا بوسہ دہن کا اُسکے	یہ مثل سچ ہے کہ جو ڈھونڈتے ہین پاتے ہین
بات کیا کیجیے منھ بند ہی رکھتا اچھا	بوسہ جب مانگیے ہونٹون کا وہ شرماتے ہین
نعش یہ جائیگی کاندھے پہ صدا دیتی ہے	مژدہ اے اہل فنا خاک مین ہم آتے ہین
آپ بادام سے ہرگز نہ لڑائین آنکھین	دیکھیے دیکھیے انداز حیا جاتے ہین

آہ سوزان خبر سوزش دل دیتی ہے — تار برقی پہ سب اخبار پہونچ جاتے ہین
کچھ تو اے بادشہ حسن عطا ہو للہ — ہم گدا ہین ترے کوچے مین بھی آجاتے ہین
گو نہین فکر سفر مین ہے فراغت مقصود — حکم نواب کا آنکھون سے بجا لاتے ہین

سوفار آتشبار نے کہا میان سپاہی صاحب تمنے غزل تو خوب گائی کسی سے گانا سیکھا تھا
کہا مین حضور بچپن سے شوق تھا لڑکون مین اکثر گایا کرتے تھے ایک لڑکا ڈھاڑی کا بھی تھا
وہ تبلا بجایا کرتا تھا اُنسے کچھ چیزین یاد ہین اسوقت غلام نے وہی کچھ اشعار آپکے سامنے گادئی
جاکر جانورون سے پھر پوچھئے آپنے مین تو کوئی عیار نہین ہون سوفار نے کہا تم تو ابھی میرے
ساتھ آئے ہو کہا حضور مین تو ڈرتا ہون غلام اسوقت ایک جام شراب پیئے گا معاف
فرمائیگا یہ کہکے شراب انڈیلی چاہا کہ پیون منہ مین طمانچہ مارا کہا پہلے حضور نوش کرین بعد
غلام پیئے گا اسطرح بیوقوف بنکر چالاک نے شراب پلائی سوفار نے بے اختیار جام شراب
لے لیا جام لیکر جیسے چاہا پیون کلیجہ دھڑکا چالاک نے دیکھا جام تو اسنے خوشی خوشی لیا
مگر انجام بخیر نہوا یہ سوچ کے اپنے مقام سے اُٹھا سوفار نے کہا کہان جاتے ہو کہا
حضور مین پہ ابدلا دون سوفار کا جو دل دھڑکا تھا اُسنے پکار کر کہا ای طائر شراب
پیون یا نہ پیون طائر کی آواز یہ آئی کہ خبردار شراب نہ پیجیے گا یہ آواز سُنکر سوفار نے
جام زمین پر رکھدیا پکارا سپاہی صاحب بیراہ لوا چکے چالاک پردے سے لپٹا دیکھ
رہا تھا گھبرایا ہوا باہر آیا نکل کے بھاگا سوفار دروازے پر آیا پوچھا وہ سپاہی کہان
گیا سپاہیون نے کہا وہ تو بازار گیا کہا ارے وہ عیار تھا مین ایسا ہوشیار رہتا تو وہ
مجھکو بیہوش کر لیتا مگر یار و ہوشیار رہنا رات بھر مین چالاک و برق نے کئی پھیرے
کیئے لیکن سوفار کا شک بڑھتا گیا ہر مرتبہ طائر سے پکار کر پوچھا عیار کو چاہا
گرفتار کر لون برق و چالاک جست و خیز کرکے بھاگ گئے گرفتار نہین ہوئے چار پہر رات
اسی آمد و رفت مین گذری صبح کو مجبور ہو تا چار دونون چلے طبل جنگی تو بج ہی چکا ہے
خواجہ کنارے پر لشکر کے کھڑے ہین دیکھا چالاک و برق آتے ہین خواجہ نے کہا کہو
کہان گیا کیا برق نے تمام کیفیت بیان کی عمرو نے کہا ہم تو جانتے تھے کہ تم ہوشیار کر دوگے

وہ بڑا ہوشیار ساحر ہے اب دیکھیے آج میدان کارزار میں کیا کرتا ہے لشکر اسلام آرہا ہے
آگے آگے ملکہ حیرت زرنگار تخت پر سوار یاقوت و زمرد دو وزیر دائیں بائیں تخت پہ
ہاتھ رکھے ہوئے ایک جانب مصور و صورت نگار بڑی دھوم سے آئی ہیں تمام
لشکر میدان کارزار میں آکر سہ پنجا کر دیکھا ہر طرف سے ناگاہ سوفار آتشبار کی شعلہ
آتش بھڑکے ایک دریائے آتش جوش مارتا ہوا آتا ہے سوفار آتشبار کرگدن مست پر
سوار تمام جسم شعلہ آتش میں چھپا ہوا کل لشکر پر آتش فشاں چھایا ہوا ہے وہ شور سے
میدان کارزار میں آکر سہ پنجا کہ ساحروں کے ہوش اڑ گئے ہر ایک کا یہی خیال ہے کہ
سوفار آتش بار سے کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا شعلہ جوالہ بنکر آیا ہے ایک طرف دریائے
آتش جوش مار رہا ہے سب سے آگے بڑھ کر کھڑا ہوا للکار کر آواز دی کہ فرقہ خدا پرستان
میں تمکو خبردار سمجھاتا ہوں خدمت میں ملکہ حیرت کی چلے آؤ ورنہ آج ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا
تم سب شاہ کی لونڈیاں ہو ورنہ سر کاٹ کے لے جاتا ہوں مشکیں باندھ کے لیجاؤنگا یہاں کی
سواروں اور پیادوں نے جواب دیا او ناری کیا بیہودہ کیا بکتا ہے دریائے آتش دکھا کر
ہمکو ڈراتا ہے جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر۔ کہنا تھا کہ سوفار آتشبار نے کرگدن اپنا بڑھایا
ملکہ حیرت سے اگر اجازت خواہ ہوا ملکہ حیرت نے فرمایا اے سوفار شب کو تمنے بڑا کام
کیا برق و چالاک نے رات بھر تھکا لیا مگر تم خوب بچے اب بڑے ساحروں سے مقابلے کی
سوفار نے کہا حضور ملاحظہ فرمائیں کہ آج کیا ہوتا ہے یہ کہکر گینڈا اپنا بڑھایا میدان
کارزار میں آیا دریائے آتش نے جوش مارا اعیان لشکر اسلام سے نکل گئے خواجہ
عمرو ایک پہاڑ پر جاکے کھڑے ہوئے تماشہ دیکھ رہے ہیں کہ سوفار آتشبار نے
آواز دی ہم سبکو خوب سمجھا چکے اب جسکو تمنا مرنے کی ہو وہ نکلے بذلت و رسوائی مشکیں
باندھکر خدمت شہنشاہ میں لیجاؤنگا اسی خیر خواہی میں جاگیر و خلعت پاؤنگا یہاں
سب دیکھ رہے ہیں کہ ایک بیشہ و لشکر اسلام سے افرمان جادو طاؤس کو جیسے
کرتا نے ملکہ مہرخ کے آگے کہا حضور اجازت میدان ہے کہ اس زباندراز کو سزا دین
ملکہ مہرخ نے فرمایا ای نافرمان کل تسخیر تجھکو ملا ہے یا عرض کی لونڈی ہر روز دیکھیں

کرتی ہو آج بھی دیکھینگی ہرچند مہرخ نے منع کیا نافرمان نے نہ مانا کہا مین تکیہ پروردگار پر اپنے
رکھتی ہون برسے مقابلہ ضرور جاؤنگی ناچار ملکہ مہرخ نے اجازت دی ملکہ نافرمان بھی
سحر کرتی ہوئی مقابلے مین سوفار کے پہونچی سوفار نے کہا بی نافرمان تمکو بھی ہمارے
مقابلے کا حوصلہ ہوا تمکو کچھ اپنی جان کا خوف نہ آیا ملکہ نافرمان نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہے
یہ میدان کارزار ہے زبان تیغ سے کلام کیا جاتا ہے کچھ اپنا شعبدہ سحر دکھا یہ سنکر سوفار بہت
ہنسا صرف ہاتھ ہلا دیا کئی شعلہ آتش بھڑک کر نافرمان پر گرے نافرمان تو جھک کر نکل گئی مگر
طاؤس جل گیا نافرمان نے کارد کھینچ ماری کہ اسکے گنبد آتش گردن سوفار نے اپنی
پیشانی پر نشتر مارا قطرہ خون ہتیلی پہ لیکر دو سامنے کارد کے کیا کارد زمین پر گری کہ تمام
کارد خون سے رنگین ہوئی وہ کارد پھر پلٹی طرف نافرمان کے پھر نافرمان نے ایک
دستک دی کارد نہ رکی آکے شانے پر پڑی کہ شانہ نافرمان کا نشانہ ہوا سوفار
قہقہہ مار کر ہنسا نافرمان نے ہرچند گولے مارے سوفار پر تاثیر نہ ہوئی آخر مین جو گولہ
نافرمان نے پھینکا سوفار نے دستک دی دامن ہلایا وہ گولہ اُلٹا پھٹا سر پر نافرمان کے
پھٹا گولے سے دھوان نکلا ملکہ نافرمان بیہوش ہو کر گر پڑی سوفار نے اُٹھا لیا لشکر اسلام
مین تکدر ہوا سوفار نے آواز دی ہلال سحر افگن نے آتے ہی ہلال زرین مارا سوفار
نے ہلال کو کاٹا ہلال سر پر آکے ہلال سحر افگن کے چمکا صورت اسکی ہلال سحر افگن
بیہوش ہوئی سوفار نے اسکو بھی اُٹھا لیا زبان مین سوزن دیدی الگ تخت پر
ڈالتا جاتا ہے دو دن تک سات جادوگرنیان لڑین ساتون کو اُسنے گرفتار کیا تخت پر ڈال لیا
دو پہر کو ہوا اسنے مبارزطلبی کی باغبان قدرت کو تاب نہ رہی گھوڑے کو بڑھا کر بدون
اجازت مہرخ جا پڑا آپس مین سحر چلنے لگے باغبان نے گیند مارا سوفار نے کاٹا گیند
سے پھول برسنے لگے سر پر سوفار کے نہ برسے باغبان کے سر پر آکر پھول برسنے لگے
باغبان نے دستک دی پھول جلکر خاک ہوئے گولے ترنج نارنج کے چلنے لگے اب
باغبان نے دستک دیکر آواز دی اے گل اندام شعبدہ باز لینا سوفار کا کلیجہ مشبک
کردے تیر مژگان کا توڑ دکھلا کمان خم ہوتا تیر تدبیر شانے پر پڑے تو وہ قلب پہ بھی

لب معشوق ہو یہ جو باغبان نے اواز دی جھونکا ہواے سرد کا چلا گوشۂ صحرا سے ایک روشنی معلوم ہوئی سب نے دیکھا ایک نازنین مہ جبین پری پیکر رشک قمر سانولی رنگت ہم جسکی شان مین شاعر کہتا ہے شعر سبز رنگے بہ خط سبز مرا کرد اسیر ٭ دام ہم رنگ زمین بود گرفتار شدیم ٭ بوٹا سا قد ابرو کو ہلال کیونکر کہون ہلال مین یہ دم خم کہان کلیجے کا کاٹنا اسی خنجر کا کام ہے خنجر ابرو اسکا نام ہے عارض کو پھول سے کیونکر مثال دون پھولون مین یہ رنگت کہان یہ شوخی یہ آبداری کہان گلوے نازنین سینے پر ابھار اُٹھتے ہوے جوبن کی بہار خرامان خرامان آتی ہے یہ غزل عاشقانہ گاتی ہوئی عاشقونکے دل کو لبھاتی ہوئی

نظم

تالے کرینگی جو بندے کو اجازت ہوگی — حشر ہو جائیگا اے جان قیامت ہوگی
اے صنم وصل ترا مجکو میسر ہوگا — پھر اگر عشق مجازی کی حقیقت ہوگی
حال انجام کا آغاز مین معلوم نہ تھا — کیا سمجھتے تھے محبت مین مصیبت ہوگی
ہے شب وصل مین گھڑیال کا بجنا سرشوخ — صبح ہو جائیگی تو کب مری نوبت ہوگی
آپ ہی اپنے ذرا جور و ستم کو دیکھین — ہم اگر عرض کرینگے تو شکایت ہوگی
تجھسے ایک روز معلم سے بگڑ جائیگی — بحث اے طفل دبستان تری بات ہوگی
خون عاشق کی گواہی کیلیے محشر مین — تیغ جلاد کی انگشت شہادت ہوگی
چاہیے عشق حقیقی نہ بتون کو دل دو — اے صبا دیکھ امانت مین خیانت ہوگی

اس معشوق پریچہرہ نے اس رنگ سے یہ غزل گائی کہ سننے والے مبہوت ہوگئے لیکن باغبان دستگین ڈٹے رہا ہے جو جو دستک دیتا ہے سوز و گداز گانے مین نازنین کے بڑھتا جاتا ہے کئی سو ملازم سوفار کے اسقدر مبہوت ہوے کہ تلوارین کھینچکر اپنے اپنے گلے کاٹنے لگے بعض نے سر زمین پر دے مارے بعضون نے گریبان چاک کیے سب بیقرار ہو کر پکارتے تھے

نظم

لگائی سوز محبت نے کیا بدن مین آگ — دہن سے میرے نکلتی ہے ہر سخن مین آگ
عیان ہے ہر خم گیسو سے شعلۂ رخسار — لگی ہے سنبل تر کی شکن شکن مین آگ
وہ شب کو آئے جو سرما مین مین یہ گھبرایا — جلائی شمع تو مجھ مین اور لگن مین آگ

عیاں کسی پہ مگر جوہر حرارت کو | برنگ سنگ چھپائے رکھو اپنے تن میں آگ
بتاؤں دھوپ میں میری لحد جلانے کو | الٰہی ڈالیو تو قبر گورکن میں آگ
میں گرم سیر ہوں غربت کے دشت میں شب و روز | لگاؤں تن کے کیا دوستو وطن میں آگ
جو پھول توڑنے جاؤں کبھی میں سوختہ بخت | لگے چنار کے مانند نسترن میں آگ
کلام گرم مرا سن کے یار بولا رند | مثال شعلہ زبان ہے ترے دہن میں آگ

ملازمان سوفار دیوانے ہوگئے روتے پھرتے ہیں لیکن سوفار نے جو یہ رنگ اپنے لشکر کا دیکھا طرف اُس نازنین کے پلٹا پکار کر آواز دی اے جان جہان اے آرام دل مشتاقان میرے پاس آؤ وہ نازنین مسکراتی ہوئی قریب سوفار کے آئی سوفار نے محبت ہاتھ تھام لیا باتیں کرنے لگا اُس نے سر جھکا کر کہا صاحب تم کیوں مجھسے گرم سخن ہو تھوڑی دیر کے بعد غصہ ہوگا غصہ مجھسے نہ ہوگا میں ان باتوں کی عادی نہیں ہاتھ باندھ کے سوفار نے کہا اے جان جہان مجھسے کبھی خلاف کوئی امر سرزد نہوگا یہ تہمت ہمیشہ رہیگی اُس نازنین نے سر جھکا کر کہا ایسے مقام پر تحت ملاقات ہوئی کہ دل کھول کر بات نہیں کرسکتے کسی گوشۂ تنہائی میں چلو تو اچھی طرح باتیں کریں باغبان نے دستک دی سوفار نے اُٹھا کر دیکھا ایک باغ مختصر ظاہر ہے سوفار ہاتھ تھامے ہوئے اُس باغ کی جانب چلا حیرت نے گھبرا کر کہا اے یاقوت و زمرد غضب ہوا باغبان کے سحر میں سوفار پھنسا باغ میں جا کر یہ نازنین تنگ لائیگی دام زلف میں پھنسائیگی یاقوت و زمرد نے عرض کی مناسب ہو تو حضور روکیں حیرت نے کہا کیوں کہتی ہیں نہیں پڑتا مصوّر نے کہا میں جا کے روکتا ہوں چند قدم در باغ باقی تھا سوفار بمحبت اُس نازنین کا ہاتھ تھامے ہوئے چاہتا ہے کہ اندر باغ کے جاؤں کہ مصوّر نے آواز دی اے سوفار نہ جاؤ میں تجھسے کچھ کہتا ہوں سوفار نے پلٹ کر دیکھا کہا ارے بدبخت شہزادے بھلا یہ کون سا وقت ہے میں کار ضروری میں ہوں آپ سیر و شکار کرنے والے نیرہ سامری میں میں سوقت دو عالم میں ہوں مصوّر نے کہا میں چاہتا ہوں کہ تمکو روکوں یہ باغ دغا گون ہے وہاں جانا بہتر نہیں سوفار نے کہا کہ باغ میں یہ نئی ہے معشوق یہ ہمراہ ہے تو باتیں ہاتھ وہاں تنہائی میں بیٹھکر باتیں کرینگے

کو مسلسل کیا اپنے لشکر میں بھیجا جہان بہار و مخمور قید تھین اسی مقام پر قید کیا سوفار نے مبارز طلبی
کی ہر سردار نکلا اُسکو دیوانہ کر کے سوفار نے گرفتار کیا دو پہر ڈھلتے ڈھلتے گیارہ سردار
گرفتار کر لیے دھوپ کی شدت بہت تھی گھبرا کے طرف اپنے لشکر کے چلا پکار کے
آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان آج پھر معاف کرتا ہون سمجھ بوجھ کے چلے آؤ آکے مصالحہ
کر لو ورنہ بہت خراب ہوگے ایک ایک پر آفت برپا کرونگا یہ کہکے گیا ملکہ مہرخ لشکر کو
لیکر پلٹین بارگاہ مین آئین بڑے بڑے سردار گرفتار ہوگئے کوئی صلاح مشورہ بھی کرنیوالا
نہین رہ گیا۔ آکر ہوپخے ملکہ مہرخ نے بیقرار ہو کر کہا خواجہ صاحب آپنے سُنا یقین ہے
کہ آنکھون سے بھی دیکھا ہوگا گیارہ سردار آج گرفتار ہوگئے خواجہ نے کہا نہ گھبراؤ
مین جاتا ہون بن پڑتا ہے تو سبکو رہا کر کے لاتا ہون یہ کہکے خواجہ بانہاسے عیاری جسم پر
آراستہ کر کے طرف لشکر کفار کے چلے لشکر مین سوفار کے آکر دیکھا بارگاہ کلان استادہ
ہے دروازے پر نگہبان حاجب بیٹھے ہین خواجہ طرف اُس بارگاہ کے چلے اب فکر
ہوئی کہ اپنے کو تا بسوفار ہو پہنچاؤن یہ کھڑے سوچ رہے تھے کہ ایک ساحر نے
آکر سلام کیا کہا کیون عمر نامدار کس فکر مین آپ کھڑے ہین عمرو نے کہا ای شخص کیا تجھکو ویسے
اعتقاد خداوند سامری و جمشید نہین ہے ساحر نے کہا مین اُنکے قربان ہوجاؤن کیا کیا
مشکلین آسان کی ہین اب آپ جو فکر کر رہے ہین دیکھیے کیا ہوا اب جو عمرو نے بغور
آنکھ اٹھائی جانسوز بن قران اپنے شاگرد کو پایا جانسوز بن قران نے کہا اُستاد مین نے
ایک تدبیر نکالی ہے مین ایک عورت کی شکل بنتا ہون آپ مجھکو سوفار کے ہاتھ بیچ ڈالیے
خواجہ نے قبول کیا جانسوز کو لیکر کنارے آئے جانسوز رنگ روغن عیاری کا لگا کر
ایک نازنین حسین کی شکل بنکر تیار ہوا خواجہ نے ایک مرد ضعیف کی شکل بنائی جانسوز
کو لباس فاخرہ پہنا کر پاس سوفار آتشبار کے لے چلے سپہ سالار اسکے لشکر کا پیکان
ولد وزنہ ہے لشکر کا انتظام کر چکا ہے کہ راہ مین اُسنے دیکھا کہ ایک مرد ضعیف ایک برقعہ پوش کا
ہاتھ پکڑے ہوئے آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے چلا آتا ہے پیکان نے بڑھکر پوچھا بڑے
میان یہ کہان سے آپ آتے ہین جانسوز نے جو اپنے سپہ سالار کو دیکھا گوشہ ردا

لگا عرض کی ای شہنشاہ اسکی وجہ سے میرا بھائی مارا گیا مین نے قتل کر ڈالا آپ کو کیونکر معلوم
ہوا کہ کتاب سامری دیکھ رہا تھا مین اسیوقت ہو نچا جب تو نے پیکان کو مارا آکر اسکا
لاشہ دیکھا یہ عیار تین روپیہ کے پیادے ہین انکا قتل کرنا شرم کی بات ہے چلکر بہار و
باغبان کو قتل کرو یہ کہکر سوفار کا ہاتھ پکڑ لیا کہا اس مکار پرست سحر اتار اسکو بارگاہ
یا مین سحر اتار دن سوفار نے سحر اتار اجانسوز سے افراسیاب نے کہا خاک جاؤ جانسوز
تو اُٹھکر بھاگا افراسیاب سوفار کا ہاتھ پکڑے ہوئے اُس بارگاہ مین لایا جہان سب
سردار قید ہین افراسیاب نے سوفار کو بٹھایا کہا ای سوفار تو نے بڑا کام کیا باغبان
و بہار کا اُس لشکر مین بڑا شہرہ تھا انکو بڑے لطف سے گرفتار کیا آج تکو چند سحر ایسے تعلیم
کرونگا کہ آج تک کبھی زبان سے نہین نکالے حیرت تک کو نہین بتائے ابھی بڑے
بڑے دگون سے مقابلہ پڑیگا سوفار عرض کرتا ہے حضور کی ذات سے بڑی تمہی امید
ہے لیکن مین حیران ہون کہ اسقدر حضور نے مسلمانون کو کیون سر چڑھا یا جبدن مخمور و بہار
نکل گئی تھین شیدن ستمگین باندھکر لائے وہ سزا سے معقول دیتے کہ دو سرے کو حوصلہ
نہ پڑتا میان باغبان قدرت کو بھی حوصلہ ہوا کہ سرکار سے جدا ہوے لشکر اسلام مین
جا کر عیش کرنے لگے اگر انکو اسقدر مغرور نہ کیا جاتا تو یہ حوصلہ کاہیکو ہوتا افراسیاب
نے کہا اسنے چند باعث ہین لونڈیان غلام ہزارون روپیہ کھلا کر پرورش کیا انکو یکایک
قتل کرد ڈالتا ان باتون مین افراسیاب نے لگایا سوفار نے بھی عرض کی بہت بجا
ارشاد ہوتا ہے اب مخمور و بہار حاضر ہین جو سرکار کے خزانہ مین آئے اُس طرح پیش
آئین افراسیاب نے کہا اب مین انکو باغ سیب بھیجونگا پھر سمجھاؤنگا اگر میرا
کہنا نہ مانا تو بیشک قتل کرونگا اب میرے دل مین وہ محبت باقی نہین رہی یہ کہکر کہا
شراب لاؤ سوفار اُٹھا ساتھ شراب طلب ہوئی مین دور ہو سب ...
... ...
... ... سوفار کے ... ...

مارے سوفار نے انکو رد کر دیا سحر اصلی کی ابھی نوبت نہین آئی دفع کر رہا ہو جب تک گوسے شکیل نے مارے ایک گولہ پھٹا اُس سے برق نکلی سر پر سوفار کے پڑی اوچھا سا زخم کھایا زخم کھاتے ہی لہرایا مثل دیوانون کے کلام کرنے لگا پکار کر آواز دی ای طائر سامری کیا اس مقام پر نہین آسکتے اپنے کو جلد پہونچ و شکیل مجھے مقابلہ کر رہا ہو یہ جو اسنے پکار کر کہا ایک طائر آسمان سے پیدا ہوا شاخ گل پر آکے بیٹھا مثل انسانون کے پکارا ای شکیل بے عدیل ذرا ادھر متوجہ ہو جیسے ہی شکیل نے سر اُٹھایا طائر نے زمزمہ سرائی کرکے یہ

غزل عاشقانہ سُنائی نظم

نہ کس طرح سے کرین نالہ و فغان مشتاق	کہان تلک تری الفت کرین نہان مشتاق
یہان بھی آئیے اک رات کو کرم کیجے	تمہارے لطف کے ہم بھی ہین مہربان مشتاق
پتہ لگا ترا تلاش نے مین نہ کعبے مین	پھرے تلاش مین تیری کہان کہان مشتاق
نقاب اُٹھائیے تو حجاب کیجے دور	جمال پاک کی ہین چشم دہان مشتاق
سُنا ہو جبسے تری ذات ہو کریم و رحیم	عطا و لطف کا ہتا ہون ہر زمان مشتاق
دکھایا جلوہ بھی اپنا نہ تونے بعد کلیم	ترس گئے تری صورت کو جانجہان مشتاق
فراق و رشک رقیب نے زیست کردی تلخ	ہوئی ہو چاشنیٔ مرگ کی زبان مشتاق
رسائی کعبۂ مقصود تک اگر پائین	لگائین آنکھو نسے وہ سنگ آستان مشتاق
تمہارے غایب و دیدار زہر کھاتے ہین	بتنگ آئے ہین دیتے ہین اپنی جان مشتاق
قرار اسکو نہین یکدم کسی جا پر	کسی حبیب کا پھرتا ہو آسمان مشتاق
عیان ہے تجھے رند کی نظر تنگ ہوتا ہو دم گہ	خدا اُٹھائے جہان سے نہ ای بتان مشتاق

یہ اشعار عبرت آثار جو شکیل نے سُنے مبہوت ہو گیا ہاتھ باندھکر سوفار کے سامنے آکر کہا کیا حکم ہوتا ہو کہا عمرو و جانسوز کو اُٹھا میرے ساتھ چل شکیل آپ سے باہر تھا عمرو و جانسوز کو اُٹھا لیا ساتھ ساتھ سوفار کے چلا ساحرون نے دوڑکر یہ خبر ملکہ حیرت خ کو سُنائی کہا آپ نے سنا سوفار عمرو و جانسوز و شکیل کو لیے جاتا ہو حیرت خ نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا رنگ کر میان خالی پا کر کلیجہ پھٹ گیا ایک آہ

سے گرفتاری ہوئی تھی جب سامنے حیرت کے سوفار پہونچا حجاب کو سلام کیا کہا حضور ملکہ مہرخ ہمارے لشکر کی بادشاہ ہین آسمان سطوت و شوکت کی ماہ ہین حقیقت مین انکا مثل نہین حیرت نے بھی تعریفین کین پھر بارگاہ مین آیا دیکھا شکیل بعدہ نگہبانی متعاہد سب قیدی حیران و پریشان کہ شکیل ہمارا نگہبان ہے خواجہ عمرو و جانسوز بھی قید ہین سوفار مہرخ لوٹتے ہوئے پہونچا تو سب کے ہوش اڑ گئے سوفار آکر بیٹھا پردہ بارگاہ کا تھا بہادران لشکر سب خدا آگے تیر دل دوز و کمان پرسوز و شمشیر قدرانداز وغیرہ پر نثار افسر سب آگے بیٹھے رطب اللسانی سے تعریفین اپنے افسر کی کر رہے ہین کہتے ہین کہ حضور آج کیا کارنمایان کیا ہے دشمن کے ہاتھ سے لشکر کا خاتمہ کرادیا کہیں سے آواز آتی ہے اہالی لشکر اسلام زیادہ زیادہ رو رہے ہین گرد لشکر اسلام دریا سحر جاری ہے ہوش و حواس اڑے ہوئے ہین باپ کو دشمن بھائی سے بھائی کو رنج ہے اب اسوقت دعا مین مانگ رہے ہین اپنے خدائے نادیدہ کو پکارتے ہین کسقدر بلبلائے ہین سوفار نے کہا جلادون کو بلاؤ اسیوقت کئی سو جلاد حاضر ہوئے برق و چالاک تڑپتے پھرتے ہین موقع عیاری کا نہین ملتا کہ یکایک ڈنکے پر چوب پڑی اسباب تزک ظاہر ہوا سب نے دیکھا آمد آمد ملکہ حیرت کی ہے وزیرزادیان بڑی بڑی شاہزادیان اہتمام سواری کرتی ہوئی باچھون مبارکبادیان بھی ساتھ ہین شلنگین لگاتی ہوئی آکر پہونچین سوفار کو اطلاع دی حضرت عالم تشریف لاتی ہین سوفار باہر نکل آیا ہاتھ پکڑ کے ملکہ حیرت کو تخت سے اتروایا استقبال کرکے لیچلا جب قریب قیدخانہ پہونچین دیکھا مہرخ و شکیل حفاظت کر رہے ہین تعریفین سوفار کی وزیران ملکہ حیرت دربارگاہ پر پہونچین سوفار زمین بوس کرتا ہوا بارگاہ مین لایا تخت پر بٹھایا اتنے عرصے مین وار مین شاد ہوگئین ملکہ حیرت نے کان مین سوفار کے کہا اے سوفار تیرا کیا ارادہ ہے کہا حضور سبکو ابھی قتل کرتا ہون لشکر کو بھی قبضے مین کرلیا ایک اشارے مین سبکو دریا مین ڈبو دونگا حیرت نے کہا ابھی چار عیار باقی ہین چالاک و برق و ضرغام و قران یہ چارون قیامت برپا کرینگے ان چارون کو بھی گرفتار کرو تو پھر اختیار ہے ورنہ ہمکو زندہ نچھوڑینگے تمہارا زندہ جانا مشکل ہوگا

ماد مین قتل کرینگے تمکو جب نہ دینگے عذر مچا دینگے مجھے اپنی جان کی پڑی ہی اسوقت بھی برق و چالاک کوشش کر رہے ہین کہ عیاری کرین یہ سنتے ہی سوفار اپنے مقام سے اٹھ بیچ میں آ آواز دی ای طائران سامری چالاک برق کیا کر رہے ہین یہ کہنا تھا کہ طائرون نے زمزمہ سرائی شروع کی آٹھ سات طائر یہ اشعار پڑھنے لگے

نظم

صورت کوئی بچ رہنے کی پائی نہین جاتی — وہ آگ لگی ہجر کہ بجھائی نہین جاتی
اسوسطے کرتا ہی وہ ابرو کے اشارے — تلوار نزاکت سے اٹھائی نہین جاتی
پائی اثر ضعف ہی یہ بعد فنا بھی — مر مر سے مری خاک اڑائی نہین جاتی
دن ہجر کا جسطرح بڑھا دیتا ہی صدمت — کیون ہجر شب وصل بڑھائی نہین جاتی
صدمت مرے جلنے کی ہو روشن اسے ای شمع — اتنی بھی زبان تجھسے ہلائی نہین جاتی
تدبیر ہر ایک چیز کی آسان ہی ای شرم — تقدیر جو بگڑی ہی بنائی نہین جاتی

ان طائرون نے پکار کر اس طور سے یہ اشعار پڑھے کچھ اشارے بھی کیے حیرت کے پیچھے چالاک کنیز بنا کھڑا تھا سوفار نے پکار کر آواز دی اس کنیز کو پکڑ لو چالاک یہی ہی چالاک نے ایک کنیز کو خنجر مارا اندھیرے مین سوفار کو ایک لات ماری سوفار منھ کے بل گرا برق ایک طرف کھڑا تھا منھ سے سوفار کے نکل گیا یہ برق ہی برق نے بھی ایک خنجر مارا نعرہ کر کے بھاگا سوفار کے ہوش اڑ گئے حیرت نے کہا ای سوفار دیکھا تمنے سوفار نے کہا ای حضور مجھکو بھی اب ضد ہوئی عمرو جو سبکا استاد ہی اُسکو بھی پکڑ لیا جب اُسکو قتل کیا کل کا خاتمہ ہی ان لوگون کو بھی یون پکار کر آواز دی ای صرصر و بہار وغیرہ اب مین سبکو ہوش مین لاتا ہون راہ نیک بتاتا ہون بہتر اسی مین ہی ملکہ حیرت کے قدمون کو بوسہ دو عمرو کو مین ضرور قتل کرونگا اسی کا سارا فساد ہی ارشاد فیض بنیاد مجھکو تجربی یاد ہی کہ بعد قتل عمرو کوئی کچھ نہ کر سکے گا حمزہ کو وہین روک دیا جائیگا کوہ عقیق پر فاتحہ ہوگا تم ایسے ساحرون کے ساتھ تو مین یون پیش آیا ان غیر ساحرون کی کیا حقیقت ہی ایک سحر مین سبکا خاتمہ ہی اب صرصر کو بھی ہوش آیا چاہا اپنے مقام سے اٹھوں ہاتھ پانون مین طاقت نہین آنکھ مین بصارت نہین سر جھکا کر بیٹھی رہین مجبور و ناچار ہین اب کیا کر سکین زبان مین گویائی

بحر البصارت نے نکھوتی تمامہ جواب دیا او مغرور کیا کہتا ہی جو تجھسے ہو سکے تقصیر و کوتاہی نکر جب
علمدار نے یہ جواب دیا سب سرداران نے کہا اے تجھے زندگی مین حیرت کی اطاعت نکرینگے اب افراسیاب
سے جدا ہوے تمام چیلے سلام کرکے فدا ہوے گیا کہین اصل تو یہ ہی شنظم

ز شہ جانان کہ جان پروانہ شمع پر نوازش — ز ہی دلبر کہ ہر دلدار خواہشمند دیدارش
شہنشاہی کہ شاہان جہان دربان در دارش — خداوندی کہ ہر میر ولایت چند گذارش
بہر کشور ز سودائی محبت گرم بازارش — بہر جمع زلیخا وار صد یوسف خریدارش
ز ہے مہری کہ تابان پرتو حسنش ز ہر ذرہ — رخ ماہی کہ از ہر داغ دل رخشندہ دیوارش
نہ ہر اہل آگاہ گشت ز راز ناپدیدش — نشد ہر صاحب ہوش و خرد واقف ز اسرارش

اے سوفار تیرا الہ پروردگار ہے زمین و آسمان کا مالک و مختار ہے گر ہماری قضا نہین تو تیری
کیا مجال ہے کہ قتل کر سکے اور اگر قضا آگئی تو کوئی بچا نہین سکتا پس ہم مذہب حقیقی کیون
چھوڑین اپنے معبود سے کیون منہ موڑین جان لینے کا تجھکو اختیار نہین وہ مالک بے نیاز
رب کارساز ہے اسی کو سب طرح کا اختیار ہے جب سردارون نے سوفار سے کلمہ کلمہ
گفتگو کی مہ جبین حیرت نے کہا اے سوفار سنا تو نے یہ لوگ وہ بیحیا ہین کہ اگر انکے گلے پر
خنجر رکھدیا جاوے گا تو بھی یہی کہینگے تو انکو قتل کر مگر عیارون سے بہت بچنا بڑے
بلائے عیار ہین چالاک و برق و قران باقی ہین سوفار نے کہا مین آج ہی گرفتار
کرلونگا شام نہونے دونگا سوفار نے جلادونکو حکم دیا سب سے پہلے باغبان کو قتل کرو
باغبان نے بحسرت طرف خواجہ کے دیکھا ہر چند کہ خواجہ بہت رو رہے ہین مگر پکار کر آواز دی
او جلاد صاحب بیداد ان سبکو مین راہ پر لایا مسلمان کیا افراسیاب کے باغی کا اسلئے
سب سے پہلے ہمکو قتل کر بعد اسکے جو تجھے اختیار ہے ہمارے پروردگار سے وعدہ ہو چکا ہے جبتک
ہم تین مرتبہ اس بڑی شے کو نہ مانگین گے تب تک ہمین موت نہ آئیگی ہم جانتے ہین تیری اجل
قریب ہے تو بڑا بدنصیب ہے عمرو نے جو اسطرح گفتگو کی دربار مین بلڑ ہوا کہ عمرو بڑا دیدہ دلیر
ہے سوفار نے ایسا انتظام کیا برق و چالاک بارگاہ مین نہین آسکتے باہر تڑپ رہے
مین اندر نہین جا سکتے سوفار نے جلاد کو حکم دیا عمرو کا سر کاٹ لو جلاد تیغہ کھینچکر چلا حیرت کو

سناٹا آگیا مگر کچھ نہین جکتی دل مین یہ بھی ضرور خیال ہی کہ اگر عمرو مارا گیا تو چالاک کو بڑا قلق ہوگا صرصر کا یہ حال ہی کہ اہتمام تو کرتی پھرتی ہی مگر آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے دوپٹہ سنبھالتی جاتی ہی صبا رفتار سے کہتی جاتی ہی کیون اے صبا رفتار آج عیاری کا نام مٹتا ہی حقیقت مین عمرو ایسا عیار نگاہ سے نہ گذرا تھا لیکن اتنا سمجھ لو کہ تجکو تو عیار زندہ نہ چھوڑینگے مین صاف تجسے کہتی ہون آج تک مین نے کبھی عمرو کو منہ مین لگایا وہ اپنے مقام پر کیا کیا بکتا رہا لیکن میرے بھی دلکو ملال ہی اُسنے بہت جانبازی کی اُسکے عجز و انکسار یاد آتے ہین آج کئی دن ہوئے صحرا مین جو ملگیا تو اسقدر بنک بنک کے رویا یہ چند اشعار مومن دہلوی کے اُسنے پڑھے کہ دل بیتاب ہوگیا نظم

نہ تن ہمیں کہ ترے بسمل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین
ہر پارہ پاش جگر و دل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

جنون عشق پر پردے دشمن ہوا
کہ رد طوق و سلاسل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

اُٹھاکے سوتے مین سے تکیا رات سرہانے
کہ زیر سر کے مرے سبل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

درازدستی کس بے ادب کی دم قتل
تمام دامن قاتل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

یہان ہی چاک گریبان تو وان نہ جستی ہر
قبائے شوخ شمائل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

کہ جسکی چشم فسونگر نے کی فسون سازی
طلسم جادوے بابل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

نہ کیونکر رشک سے خون ہو کیا اس پر
ہمیشہ اک نئے بسمل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

غزل سرائی کی مومن نے کیا کہ رشک سے آج
چمن مین قلب عنادل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

اے صبا رفتار اسوقت اُسکی بیقراری آہ و زاری آنکھون کے سامنے پھر گئی مین نے بھی اُسکو منہ نہ لگایا اب زندہ نہ بچیگا سوفار بڑا ساحر زبردست ہی بادۂ کبر و نخوت سے مست ہی صبا رفتار نے کہا حضور حقیقت مین خیال تو ان لوگون کا برسون رہے گا تھوڑے عرصے مین افراسیاب کے ہم نبرد ہوگئے کیسے کیسے ساحر اُنکے ہاتھ سے ان عیارون کے مارے گئے وہ سب عیاریان پیش نظر ہین یہان جلاد کو جو سوفار نے ڈانٹا کہ چلے عمرو ہی کو قتل کر تلوار کھینچکر جلاد سر پر عمرو کے آیا چاہا کہ سر عمرو کا کاٹے اُسوقت مہرخ و بہار کی بیقراری ایک ایک کی اشک باری بہ ایک کا یہی قول تھا کہ بعد اس ایسے ارسطو فطرت لقمان حکمت کے

عندلیبان خوشنوا نے جو یہ اشعار گائے ہزاروں جوان بیہوش ہوگئے گریبان پھاڑتے ہیں سر
ٹکراتے پھرتے ہیں کبھی منہ کے بل گرتے ہیں حیرت نے جو تباہی لشکر کی دیکھی ہر چند کہ کوکب
نے کوئی سحر نہیں کیا فقط اشارے ہو رہے ہیں کبھی تلوار ہلا دی ہزاروں کے سر اڑ گئے اسطرح کے
سحر کر رہا ہے تمام لشکر میں تلاطم لشکر کے ہوش گم حیرت چیخی خود اسنے سحر کرنا شروع کیا کوکب
نے بہت نالا کئی مرتبہ آواز دی جاؤ حیرت پلٹ جاؤ ہیں تجھے سحر کرتا! حیرت نے نہ مانا پڑی
دو تین دو ہتھڑ اپنے مارے کہ زمین کو جنبش ہوئی کوکب نے زمین پر ایک لات ماری
کہ زمین تھرانے سے رکی حیرت نے اسپر بھی نہ مانا تیغ کھینچکر جا پڑی کئی ہاتھ تلوار کے
مارے کوکب کو روکتے رہے کتے جو غصہ آیا کلائی پر ہاتھ ڈالکے ایک طمانچہ مارا کہ حیرت
لڑکھڑا کر گری عارض پر عارض زمین پر ایڑیاں رگڑنے لگیں اسوقت آسمان پر سناٹا ہوا
دیکھا کہ افراسیاب کہتا ہوا خبردار کوکب کیا کرتا ہے اب میرے ہاتھ سے کیونکر زندہ
بچیگا زمین پر آکے گرا وجہ کو دیکھا کہ وزیرزادیاں اٹھا کر لیے جاتی ہیں آنکھوں کے نیچے
اندھیرا آگیا کوکب افراسیاب سے تلوار چلنے لگی جھنا جھن تلوارونکا معلوم ہوتا ہے برقیں لپٹ
گئیں جب افراسیاب نے ہاتھ مارا کوکب نے تلوار پر کاٹا مگر شعلے آتش جوہر سے
کئی ہزار آدمی کے سر اڑ گئے اپنے بیگانے شناخت نہیں کوکب نے جو جم کر ہاتھ لگایا
افراسیاب نے بھی روکا مگر افراسیاب کے ملازموں کے بھی سر اڑ گئے دونوں نے
کچھ سحر کیے غائب ہوئے نیر اعظم نے حرارت دکھائی دھوپ کی تیزی نیر اعظم چیخ مارتا
ہوا زمین کی جانب آتا ہے دوسری جانب سے ایک عقرب پیدا ہوا نیش ہلاتا ہوا قریب نیر اعظم
پہونچا نیر اعظم پر بشدت جھکر ڈنک مارا نیر اعظم فلک چہارم پر سیاہی آئی تابش میں شعاع کی بجائی
دوسرا جو ڈنک مارا نصف سیاہ ہوگیا تیسرے ڈنک میں تین حصے سیاہ ہوگیا چوتھے حصے
سے شعاع چمک کر عقرب پر گری عقرب کا ڈنک آفتاب پر پڑا جھن جھناہٹ کی آواز ہوئی
نیر اعظم ٹکڑے ٹکڑے ہوا بچھو کے بھی دو ٹکڑے ہوئے جس مقام پر لاش عقرب گری کئی
ہزار جادوگر جلے جس مقام پر ٹکڑے نیر اعظم کے گرے لاکھوں [illegible] ہوئے
صدائے مہیب آئی ایک [illegible] نعرہ مارا منم [illegible] افراسیاب جادو دوسرے

جلو سے آواز آئی نعرہ ہوا شہنشاہ کوکب روشن ضمیر پھر اسطرح زمین پر دونون قائم ہوے کبھی شیر بنے کبھی دو فیل مست بنے کبھی بجلیان چمکین کبھی تلوارین چمکین دونون کے نعرون سے میدان کا ذرہ ذرہ کانپ رہا ہر ایک کو یہی گمان ہو کہ آج دو مین سے ایک کا خاتمہ ہو دونون طرف کے ساحر جمع ہوے دیکھ رہے ہین حیرت تخت پر سوار اپنے شوہر کی جنگ کا تماشہ دیکھ رہی ہی زمین تپ رہی آفتاب ڈر رہے ہین کہ جلوسے آواز آئی اے شہنشاہ طلسم ہوشربا ای ساحر کیتا آج کوکب زندہ نہ جائے آپ سحر کرین مین کمند کے حلقون مین گرفتار کرون افراسیاب نے دیکھا صرصر یک نخل کی آستین جیبی ہوئی کمند کے حلقے درست کر رہی ہی اشارہ کیا کہ آپ جلد سحر کرین افراسیاب کو سحر کوکب سے کب مہلت ملتی ہر صرصر نے اشارہ جو کیا تیغ برق تاب چمکاتا ہوا کوکب پر جا پڑا ہرچند کوکب نے اپنے کو بچایا افراسیاب نے اس کس سے ہاتھ مارا کہ سر کوکب کا زخمی ہوا افراسیاب نے سامنے مین تلوار کے لی چاہتا کہ ہاتھ مارون کہ سر کوکب کا اڑ جائے کہ پشت سے صرصر نے آواز دی ہان شہنشاہ ہاتھ چل جائے اب یہ ظالم نہ بچنے پائے افراسیاب بڑھا کہ ہاتھ … اسمائے سحر بھی پڑھے اب جا ہتا ہی ہاتھ مارے صرصر تو قریب آہی چکی تھی کہ صرصر نقلی نے کمین افراسیاب کے حلقہ ہاے کمند ڈالدیے افراسیاب اسے لیکر پلٹا دونون ہاتھ سے دس حباب مارے کئی حباب افراسیاب نے دفع بھی کیے دو حباب ناک پر پڑے کہ بیہوشی دماغ مین چڑھی افراسیاب لڑکھڑا کر گرا جب افراسیاب بیہوش ہو کر گرا عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران	مرے مکر سے کانپتا ہر جوان	خدا شند ہ رلیش کفار ہون
زمانے کا مکار و غدار ہون	ذرا تیز رفتار ہو گر قدم	صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اڑا دون صبک بھی بیہوش کر	نپائے مری گرد پاش کر	دو مرد جہان در طرار ہون
جہانگیر عالم کا عیار ہون		

پکار کر آواز دی ای شہنشاہ کوکب بیٹا اس بیچارہ کو جانے نہ دینا کوکب بڑھ رہا تھا افراسیاب پر قبضہ کرون سر سے خون بہ رہا ہو جوش حرارت مین جلد متھا کہ زمین شق ہوئی ماہیان زرہ پوش زمین سے نکلین اور سیلاب کھکر مین بیچ دیا اسیطرح کا ہی مین ہو گئین اب کوکب نے زخم سر باندھا فوج افراسیاب پر جا پڑا اسقدر گولے مارے کہ آخر

یا قوت وزمرد حیرت کو لیکر بھاگین تمام لشکر کو شکست فاش ہوئی بھاگنے کی سبکو تدبیر سوجھی
تھوڑے ہی عرصے مین کوکب نے بارگاہین بچونکدین مہرخ و بہار بھی آپہونچین خواجہ نے
خزانہ لوٹ لیا لوٹ مار کر نقیب و فیروزی پلٹے بڑی فتح ہوئی کوکب کو خواجہ لیکر دربار
مین آئے کہا ای کوکب بڑا کام کیا ایسے وقت پر پہونچے کر سوفار نے خاتمہ ہی کر دیا تھا
کوکب نے کہا خواجہ مین قصر مرآت مین بیٹھا تھا اتفاق سے مرآت واقعہ بھی دیکھ رہا تھا
اُسمین یہ حال آئینہ ہوا مجھکو تاب نہ باقی رہی مین نے چاہا تھا کر آپ لوگون کو رہا کرکے نکل
جاؤن سوفار کو توپنے سحر پر بڑا ناز تھا مجھکو روکا آخر واصل جہنم ہوا کوکب خواجہ سے رخصت
ہوکر طرف قصر جمشیدی کے روانہ ہوے یہان سردار نامی و ساحران گرامی مصروف جشن و سرور
ہوے لیکن افراسیاب خانہ خراب کو نامیان زمرد پوش پیے ہوے باغ سیب مین آئی
افراسیاب کو ہوشیار کیا افراسیاب نے کہا نانی اماں تمنے غضب کیا مجھکو ہوشیار کر دیا ہوتا
حیرت جادو وہان تنہا ہی مین نے خود دیکھا تھا کہ وزیرزادیان اُسکو عالم غشی مین لیکر بھاگی قریب سب
لشکر تباہ ہو جائیگا کوکب کو بڑا غصہ ہی سوفار ایسے ساحر کو مار ڈالا افراسیاب چاہتا ہی کہ روانہ
ہوشیر و وزیر روک رہے ہین کہ دیکھا میان مصور خوردکا ہاتھ تھامے ہوے زخمدار و بیقرار
آکر پہونچے افراسیاب نے پوچھا مرشد زادے کیا ہوا مصور نے کہا نانا دادا کو ہمارے حال پر
توجہ نہین ہی جو چاہتے ہین تقدیر کر بیٹھتے ہین یہ باتین افراسیاب کر رہا تھا کہ سرباد ابرق
و یاقوت وزمرد حیرت کو لے کر پہونچے چار سو سردار پشت پر حیرت روتی ہوئی
گال سوجا ہوا افراسیاب نے گھبراکر کہا کیون صاحب خیر تو ہی حیرت نے افراسیاب
کی پشت پر ایک دوہتھڑ مارا کہا او نامرد تیرے بدلے اگر کسی زنانے ہیجڑے کی مین زوجہ
ہوتی تو بہت مناسب تھا کوکب نے مجھکو طمانچہ مارا سارے لشکر نے دیکھا تجھکو غیرت نہ آئی
مین اپنی جان دونگی یا اسی طرح بی حناے گلگون پوش کو جوتیان مارونگی اور میان
کوکب دکھین نہین تو مین سنکھیا کھا لونگی اسطرح جو حیرت نے فعل کیے افراسیاب
گھبراگیا ہاتھ سے انگوٹھی حیرت نے اُتاری کہا مین کھائے لیتی ہون افراسیاب نے کہا
صاحب نہ گھبراؤ مین برسر طلسم کوکب آج ہی لشکر کشی کرتا ہون قیامتین برپا کر دونگا بی برادر

کی مشکین باندھکر لاؤنگا تمھارے ہاتھ سے ذلیل کراؤنگا سرہا وابریق کو اشارہ کیا کہ لشکر
لیکر چلو مین طرف طلسم نور افشان کے جاؤنگا سرہا وابریق اسیطرف روانہ ہوے اب
افراسیاب نے پکارکر آواز دی ای سمندر دریا بار وای موجۂ جان نثار وای حباب
اشکبار وای ساحل بیکنار جلد حاضر ہو یہ جوا فراسیاب نے نعرہ کیا ایک دریا سے قہار
موج مارکر آیا تمام باغ سیب عالم غرقاب ہوگیا افراسیاب نے کہا پشتۂ رنگین حصار
پر حاضر ہونا یہ کہنا تھا کہ دریا غائب ہوا مگر حیرت سے حکم ہوا اپنے مقام پر چلو تمین لاکھ
ساحرون کے افسرونکو حکم دیا یہ سب آکرہ حاضر ہونگے حیرت جادو تخت پر سوار ہوکر قدم
لشکر مہرخ مین آکر پہونچی طرف یک بارگاہ زرنیفق رسادیتی اُسمین حیرت داخل ہوئی اہل
اسلام حیران تھے کہ حیرت مع چند مصاحبون کے آئی ہے خواجہ عمرو فرماتے ہین کہ لشکر
آتا ہوگا کہ ایک ابر آسمان پر آیا برس کر نکل گیا دیکھا ایک ساحر تاج سر پر آتش رکھے کا افسر
سو سوم ہے سمندر دریا بار لشکر کو لیے ہوے پہونچا دوسرا ہر پر سا موجہ جان نثار
سات لاکھ ساحرون سے آکر پہونچا کہ صحرا سے رونے کی آواز آئی معلوم ہوتا تھا کہ لاکھون
آدمی رو رہے ہین پھر ایک چشمہ ظاہر ہوا اُس چشمے مین ایک حباب ہوکا جو نکا چلا حباب
پھٹا سبکی آنکھین جھپک گئین سبنے دیکھا حباب اشکبار پانچ لاکھ ساحرون سے پہونچی
اور سمندر دریا بار و موجۂ جان نثار و حباب اشکبار تینون تاجدار ہین لاکھو ساحر دیکھے
آکر اُترپڑے مہرخ وغیرہ حیران ہین کہ یہ کیا ہم پر سامان لشکر کشی ہوا اسقدر لشکر کبھی نہ آیا تھا
ایکی مرتبہ کنارے سے کوہ کے ایک آواز ہیبت ناک آئی اور صدا بلند ہوئی منم ساحل بیکنار
دیکھا فوج بیحد و بیحساب ایک تاجدار آگے آگے جسکا نام ساحل بیکنار ہے سلام کرکے حیرت
کو یہ بھی ایک جانب اُترا بارگاہ مین خیمہ استادہ ہوے ایکمرتبہ دریا کا خروش ہوا معلوم
ہوتا تھا بند سمندر کا ٹوٹ گیا زمین سے دریا اُبلنے لگا گرداب چرخ مارتے ہوے ایک
نہنگ بلند ہوا اُسنے پکار کر آواز دی اے اہل اسلام منم گرداب بادہ خوار یہ کہکے پھر
وہ نہنگ دریا مین گرا گرتے ہی نہنگ کے دریا خشک ہونے لگا چند عندلیبان خوشنو
سے زمزمہ سرائی کی ان اشعار کو پڑھنے لگی

رنجش ذرا سی ہو نہ کہیں مہربان دراز
ہیں کہ سخن نہیں ہوں جو تم ہو زبان دراز

گلچیں تو کیا ہے جو پنجۂ صیاد کا بھی ہاتھ
وہ شاخ تاکتا ہوں پہ ہے آشیان دراز

خلق خدا کو ہوتی ہیں اس سے اذیتیں
ظالم کی رسی کر تو نہ اے آسمان دراز

لازم ہے مدح حضر سلامت ہو مختصر
منزل ہے کل کی سخت ہیں اور کاروان دراز

بلبل ہمارے سامنے خوش لہجگی نہ کر
بس بس زیادہ گوئی نہ کر اے زبان دراز

یہ اشعار جو عندلیبان خوشنوا نے گائے صحرا سے ایک لشکر عظیم پیدا ہوا آواز آئی کہ شمسہ گرداب بادہ فقار سات لاکھ کا لشکر ہمراہ لیکر تیس لاکھ ساحرون کا لشکر آکر اترا بازارین آراستہ ہوئیں چالیس منزل کا صحرا فوجون سے بھر گیا مہرخ و بہار کو بڑا تردد ہے کہ کہیں یہ لشکر ہماری جانب توجہ نکرے یہ پانچوں ساحر جسکے افسر ہیں بار سحر کو اسکے کون روک سکیگا سب سب کانپ رہے ہیں کہ ایک طرف سے گرد عظیم بلند ہوئی شنکول خارکش آثار بارگاہ کا افراسیاب کی لیے ہوئے باوہ لاکھ ساحرون سے آکر پہونچا اور نعرہ بھی اپنے نام کا کیا کہ منم شنکول خارکش کسکی مجال ہے کہ ہمارے شاہ سے مقابلہ کرسکے ہم سبکو حکم لشکر کشی ہے جس ملک پر جا پڑین خاک تک وہانکی بہ باد فنا اڑا دین حیرت جادو دربارگاہ پہ بیٹھی ہے سپاہ ابریق قریب شنکول خیمہ رہے ہیں آثار بارگاہ زربفتی کا اژدران آتش فشان پر لدا ہوا ہزارہا علم ہائے زنگاری کا پھریرا کھلا ہوا معلوم ہوتا ہے تمام لشکر آمادہ صف ہے حیرت جادو تخت پر ملکہ مہرخ نے ہرکارون کو حکم دیا اسے دریافت تو کرو کہ یہ لشکر کہان جائیگا قیامت برپا ہو جائیگی جدھر یہ لشکر رخ کریگا سوار مرکبون پر گھوڑے ہنہناتے پھرتے ہیں ہیول ہر ایک مقام پر پرے جمے ہوئے کھڑے ہیں فوجون کے پرے الٹ دینگے ہمارے حملے سے فوجون کو شکست ہوگی دشمن کو بھاگتے راستہ نہ ملیگا ایسی فوج کبھی نگاہ سے نہ گذری تھی بہار و مخمور مہرخ سے بیان کر رہی ہیں حقیقت یہ ہے کہ ان سردارن کو ہم لوگون نے کبھی نہ دیکھا تھا انکو افراسیاب نے اب بلوایا ہے یہ سردار حاکمان دربند طلسم ہوشربا ہیں شنکول خارکش ہمیشہ جنگل مین رہا کبھی آبادی مین آج تک اسکو آنیکا حکم نہین ہوا آج نہین معلوم کیا آفت ہے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر لکہ ابر ہفت رنگ

زردہ بین مین حضور کسوقت کوچ کرینگے افراسیاب نے کہا کل صبح کو ہم بھی مع حیرت روانہ
ہونگے عرض کی کنیزونکا چلنا بھی ضرور ہے افراسیاب نے کہا ملکۂ عالم تشریف لیجائینگی تم لوگونکا
بھی چلنا ضرور ہے عرض کی ہمکو ابھی حکم نہین ہے پھر بچا افراسیاب نے کہا ہم حکم دیتے ہین کہ تیار رہنا
چالاک نے دست بستہ عرض کی کیا کسی خراج گذار نے لشکر کشی کی ہے افراسیاب نے کہا نہین ہم
ٹٹ تم جمشیدی کے جادو بیٹھے کوکب کی معشوقہ دوختر کو اُسکی گرفتار کرکے لائینگے بڑی
بے ادبی کر گیا خاتون محل کو طمانچہ مارا چالاک بہت خوب کہکر پیچھے ہٹا کنیز کو تو کنارے جاکر
ہوشیار کر دیا پہلے سمجھے نہ اٹھا رہے تھے وہ حیران بارگاہ مین آکر کھڑی ہوئی چالاک
طرف لشکر اسلام کے چلا جان بارگاہ مہرخ مین سب جمع ہین کوئی کہتا ہے افراسیاب کا کوئی
خراج گذار مگر گیا اُسپر لشکر کشی ہے کوئی کہتا ہے کہ شاید ساحران بنگالہ پھر آتے ہین کوئی کہتا ہے
کانور و دبیس وغیرہ لوگون پر لشکر کشی ہے کوئی کہتا ہے مجھے تو نہین ہے بعض کہ رہے ہین جلو دھوکا دے
رہا ہے شنگول خارکش اثنا بارگاہ کا لیکر نکل گیا نہین معلوم کسطرف گیا ہے کہ چالاک آکر
پہونچا چالاک نے کیفیت بیان کی کہ کوکب روشنضمیر پر لشکر کشی ہے حیرت کو طمانچہ مارنے
پر یہ آفت برپا ہوئی دیکھیے کیا ہو مہرخ تخت سے اُٹھی مہرخ کے اُٹھتے ہی سب سردار
اُٹھ کھڑے ہوئے مہرخ نے کہا ہمارے مدد کو کوکب جادو نگے کوکب نے ہر مقام پر
ہماری مدد کی برآن نے وہ کارنمایان کیے کہ دریاے خون روان خشک کیا چل پر یزدان
توڑا پھر ایسے وقت مین ہمارے مدد کوکب کو جائین خواجہ نے کہا آپ لوگ تامل کرین جبتک
کہ افراسیاب کا قصد نہ کریگا مگر کچھ تو سامان مین فرق آئیگا مین جاکر شنگول کو روکتا ہون
یہ کہکے خواجہ نے برق کو ساتھ لیا صورت بدل کے طرف لشکر شنگول کے روانہ ہوے
یہان شنگول حسب حکم افراسیاب نالہ بارگاہ افراسیاب کانپتے ہوے رنڈی ساتھ
ہی عیش کرتا ہوا تین منزل پر آکر اترا صحراے معقول ملا جا بجا نخل کلان صحراے خارستان
کثر چھوٹے چھوٹے درختون پر جانورونکا بسیرا لیتا چشمہ ہاے صاف اور پہاڑ جا بجا مثل
گلدستون کے پہاڑ کو چہار طرف سے گھاس نے گھیر لیا ہے اسوجہ سے پہاڑ گلدستہ معلوم ہوتا ہے
گل خودرو اُگے ہوے صحرا نمونہ گلشن صحرا کو دیکھکر شنگول تخت سے کودا رنڈی بھی اتری پوچھا کر

کیون صاحب یہ مقام معقول معلوم ہوتا ہی آج اسی مقام پر اترو شنکول نے حکم دیا آج اسی صحرا مین
رہین گے ہم تو آج چلے آج ہی یہانتک آگے شہنشاہ کل صبح کو سوار ہونگے اس مقام پر
تیسرے دن تشریف لاوینگے پہر دن رہے اتر پڑے بارہ لاکھ ساحر ساتھ ہین صحرا آباد ہوگیا
بازارین آراستہ تنورہ کھنکنے لگا دیہات سے دوکاندار دوڑے بیچ و شری ہونے لگی ساحرون
مین چہل پہل شنکول نے پردے اٹھوا دیے رنڈی جو ملازم ہی پہلو مین بیٹھی ہی پردہ بارگاہ کا
اٹھا ہوا ہی سیر صحرا ہورہی ہی کہ صحرا سے گرد اڑی شنکول نے دیکھا صبا رفتار آتی ہی گھبرائی ادھر
جاتی ہی شنکول نے کہا ذرا صبا رفتار کو بلا لو ساحرون نے آواز دی صبا رفتار پلٹی آکر
سامنے شنکول کے پہونچی شنکول کو جھک کر سلام کیا شنکول نے پوچھا ملکہ کہان جاتی تہین
صبا رفتار نے کہا ہمکو حکم دیا ہی کہ بران کو گرفتار کر لاؤ ہم زیادہ نہین ٹھہر سکتے شنکول
نے کہا بیٹھ جاؤ صبا رفتار نے کہا صاحب کیا جتنین پڑے گھر مین جانا اتنی بڑی ساحرہ
پر ہاتھ ڈالنا نہین معلوم تقدیر کیا دکھائے وہ لوگ عمرو کی تعلیم یافتہ ہین گر پکڑے گئے
تو جان گئی ہم کو کیا وہ لوگ زندہ چھوڑینگے شنکول نے کہا ہم ساتھ ہین پہلے تو ہمین سے
مقابلہ پڑیگا ہم سحر کرکے منہ پھیر لینگے تم گرفتار کر لینا صبا رفتار نے کہا اگر ایسا کیجیے تو بڑا
احسان ہی ہم ٹھہر جاوینگے علاوہ اسکے اور دنیا کے امورات بھی درپیش ہین شہنشاہ بہیر توجہ
کرتے ہین شنکول نے کہا ہم گرفتار کرا دینگے اپنا نام رہ بیٹھ گئی پھر صبا رفتار نے کہا استانی بھی
آتی ہونگی انکے واسطے حکم ہوا ہی کہ ملکہ حنا کو گرفتار کر دیہ ذکر تھا کہ دوسری گرد اڑی
دیکھا صرصر شمشیرزن بانداز عیاری سے آراستہ اڑی چلی آتی ہی صبا رفتار نے
کہا وہ استانی بھی جاتی ہین شنکول نے ساحرون کو اشارہ کیا صرصر جو آئی تنی ہوئی
سینے پر ابھار پانچون مین گرہ دی ہوئی تیجہ ہلالی زیب کمر بانداز عیاری سے آراستہ
صبا رفتار کو دیکھکر کہا کیون بوا اپنا کام کر لائین صبا رفتار نے کہا میان شنکول نے
ٹھہرا لیا اسوجہ سے ٹھہرنا پڑا صرصر نے کہا صاحب ہم نہین ٹھہر سکتے وہانکا رنگ ڈھنگ
دیکھین نشست برخاست دیکھین بڑی سزا تجویز ہوئی ہی کوکب بڑا غضب کر گئے حیرت کو
طمانچہ مارا شہنشاہ کو بڑا خیال ہی شہنشاہ فرماتے ہین کہ بران وقت گرفتار ہوکر آئین انکو سزا

واجبی ہو تب شہنشاہ کو تسکین ہو بلکہ حیرت نے کئی روز سے نہ مدنہین نوش کیا ہے ہم پر بڑی تاکید ہے شنکول نے ہاتھ تھام کر کہا بی صرصر ہم دونون کو گرفتار کر دینگے صرصر نے ہاتھ جھٹک کر کہا مین ہیرو تو نے بات نہین کرتی اور اشارہ کر کے کہا مخ ری خالہ تو تم رہے ساتھ مین ہم شہر کے کیا کرینگے شنکول تو اس اشارے پر روگیا سمجھا کہ یہ مجھپہ مرتی ہے کہا مین ہاتھ تو چھوڑ دونگا رنڈی سے کہا صاحب یہ خوب گاتی ہین عمرو کو انھون نے بجا ذلیل کیا عمرو کی عیاری کا جواب بی صرصر ہی دیتی ہین اتنے صرصر نے شنکول کو چھاؤلیان بتا مین کبھی ہنسین کبھی غصہ کیا کبھی کہا صاحب چھوڑ دو دیکھو میرے ہاتھ مین خیل پڑ گیا مجھے کیا کوئی چیتر مقرر کیا ہے گنوارون کیطرح ہاتھا پائی کرنے لگے تھے یہ باتین ابھی نہین معلوم ہوتین صبا رفتار نے کہا آستانی ایک چیز گادو صبا رفتار نے بابان کھینچی ٹھیک چھیڑنے لگی یہ غزل صرصر نے شنکول سے آنکھین ملا کر گانا شروع کی

نظـــم

نہ سرمہ دے صنم بے حجاب آنکھوں مین	خدا کا نور ہے ان لاجواب آنکھوں مین
دم آرہا ہے مثال حباب آنکھوں مین	کیا ہے روح نے اب با تراب آنکھوں مین
نظر پڑا ہے ترا جیسے چہرۂ روشن	بھرا ہے ذرّے سے کہ آفتاب آنکھوں مین
ہماری چشم سے کیا ابر تر مقابل ہو	ہر ایک پردہ ہے رشک سحاب آنکھوں مین
جسے نہین ہے مروت وہ آدمی ہی نہین	بشر کو چاہیے لازم حجاب آنکھوں مین

وہ رنڈی بھی تعریفین کرنے لگی کہتی ہے بی صرصر تمھارا گانا تو سحر ہے خوش آواز بتانے مین سوز و گداز صرصر نے سر جھکا کر کہا کہ بی بی مشہور ہے عمرو کا گانا پختہ سحر ہے علاوہ اسکے اسیطرح پر ہم بھی ساقی گری کرتے ہین جام سر پر رکھین پاؤن سے ناچین ہاتھ سے پلائین سر سے شراب پلائین تب تمکو حیرت ہو کہ یہ کیا کمال کیا نگوڑا عمرو بھاگتا پھرتا ہے جب کچھ بن پڑا تو اب اور عیاریان نکالی ہین ان عیاریون مین بھی ہمارے ہاتھ سے بھاگے حضور شب کو جب ہمارے لشکر کے افسر جمع ہون اسوقت کمال دیکھیے یہ آپ نے کیا ملاحظہ فرمایا شنکول نے کہا ہم تو آج تمکو نہ جانے دینگے آج رات کو جلسہ آراستہ کرینگے سب سردارون کو بھی اشتیاق ہوا سب نے کہا کہ ہان حضور آج شبکو جلسہ ہو شنکول نے کہا اے صرصر مین تمھارے ساتھ چلونگا حشاد برآن

ماتا ہی خواجہ اندر بارگاہ کے لوٹ کر اب باہر نکلے باہر والون کو بھی خوب لوٹا کپڑے سبکے
اُتار لیے کلموہے بنائے بدللموت بنائے خواجہ لوٹ رہے ہین افراسیاب جادو
وہان مانند حیرت سے گنگ سر بہوار دار وہی کرتا ہوا آتا ہی سرما وابریق ساتھ ساتھ
یکایک سرپلٹ حضورت کہا کچھ خیال یہ نہ معلوم ہوا کہ شنکول اٹالہ بارگاہ لیکر کہان گیا
اسپر کیا گذری کس منزل پر پہونچا ہوگا افراسیاب نے کتاب اُٹھا کر دیکھی کتاب دیکھتے
ہی سر اپنا پیٹ لیا کہا ارے عمرو نے لوٹ لیا بارہ لاکھ کو تباہ کیا افراسیاب خود اُٹھا
قہر و غضب مین چلا خواجہ لوٹ رہے ہین کہ آسمان سے نعرہ ہوا سنو افراسیاب جادو
خواجہ نے گلیم اوڑھ لی برق نے آپ کو ایک غار مین گرا دیا افراسیاب نے آکر دیکھا
سارا لشکر تباہ و برباد ہی آپس مین لڑ رہے ہین بھائی نے بھائی کو قتل کیا ہزارونکے لاشے زمین پر
لوٹ رہے ہین افراسیاب کے ہوش اُڑ گئے بارگاہ مین آکر دیکھا شنکول کا لاشہ تڑپ رہا
ہی بارگاہ مزبلہ قصہ بن گئی ہے دریا سے خون جاری افراسیاب نے سر پیٹ لیا کہا یارو بڑا جادوگر
مارا گیا لشکر حیرت بھی کرتی ہوئی سب نے آکر یہ منظر دیکھی حیرت رونے لگی کہا اے
شہنشاہ یہ سارہان زادہ تابہ طلسم نور افشان نہ پہونچنے دیگا افراسیاب نے کہا کیا
مجال اب مین نگاہ داشت رکھونگا ہر وقت خیال رہیگا سمندر دریابار کو بلاؤ کہا۔ تم
تا دربارگاہ کا لیکر بڑھو یا بدولت بھی آتے ہین اور خیال رکھینگے اُسیوقت سمندر دریابار
سات لاکھ ساحرون کو ساتھ لیکر طرف سرحد کوکب کے چلا افراسیاب نے بھی کوچ
کیا قضائے کار راہ مین قلعہ ہی کہ اُسکو قلعۂ نرگس کہتے ہین ملکہ شعلہ سے خوش چشم وہان کی
حاکم و ناظم خراج گزار شہنشاہ کوکب اپنے قلعے مین بیٹھی ہی ہرکارون نے آکر خبر دی کہ
ملکۂ عالم آپ نے سُنا افراسیاب نے دربت تخت جمشیدی کے قصد کیا ہی اٹالہ بارگاہ کا
لیے ہوئے سمندر دریابار سات لاکھ ساحرون سے قریب آپ کی سرحد کے آگیا کل اس
قلعے پر مقام ہوگا یہ سنکر شعلہ گھبرائی اپنی سپہ سالار کو بلایا جسکا نام سمن رنگین پوش آکر
حاضر ہوئی شعلہ نے کہا کچھ تمنے سُنا افراسیاب تخت جمشیدی کے جاتا ہی کل ہمارے قلعے پر
جاؤ ہوگا انشاء اللہ پیشنگے مرینگے اپنی سرحد سے بچنے نہ دینگے غرضکہ بخدمت شہنشاہ

کوکب روشن ضمیر روانہ کی مضمون یہ تھا کہ ہر اقبال شہنشاہی کنیز نکل کر رہ گئی ہی ملازمان حضور نمک حلال جان دینے کو آبرو جانتے ہین ازمینگے مرینگے آیندہ جو مناسب نزدیک سرکار کے ہو ویسا کیا جاوے ایک کنیز کو عوض دیگر ادھر روانہ کیا وزیر زادی سے کہا کسقدر لشکر ہی عرض کی اگر سب فوج کو جمع کرون تو بیس ہزار سے زیادہ ہوگی شہلا نے کہا جو اسوقت تیار ہین انکو ہمارے سامنے لاو بارہ ہزار جادوگر نیان حاضر خدمت ہوئین شہلا اسیوقت سوار ہوئی وزیرزادی انتظام لشکر کرتی ہوئی بیرون قلعہ آئی قلعے کو پشت پر لیا بڑھکر لشکر اُترا بارگاہ ملکہ شہلا کی استادہ ہوئی یاسمن نے انتظام لشکر کیا خیرخواہان دولت رعایا کے لوگ ہزار ہزار دو دو ہزار آتے جاتے ہین شام تک تانتا لگا رہا رات کو اُسی مقام پر اُترے رہے صبح کو ملکہ شہلا بیرون بارگاہ کرسی پر جلوہ فرما ہین دیکھ رہی ہین یکایک صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سمندر دریا بار گینڈے پر سوار سات لاکھ ساحران ناہنجار پشت پر آمادہ بارگاہ کا لدا ہوا بڑی دھوم سے پرشوم آکر پہونچا دیکھا لشکر قلیل بیسے ہوسے ملکہ شہلا فروکش ہین سمندر نے کہلا بھیجا او ملکہ شہلا ہمین راستہ دو عقب مین شہنشاہ آتے ہین قلعہ برباد اُڑا دیا جائیگا شہلا نے جواب دیا جاکر اُس ملعون سے کہدو کہ جو تجھسے ہوسکے قصور نکرنا ہم مثل ملازمان افراسیاب کے نمک حرام نہین ہین سات لاکھ اور دس لاکھ سے کیسے خواجہ عمرو پانچ عیار آئے تھے آج عنایت سے پروردگار کی صاحب لشکر و فوج ہین کیا اوج موج ہین سمندر نے جو یہ سنا جوش مین بلبلا کر کہا طبل جنگی بجے صبح کو بیچ قلعے سے راستہ ملیگا اس دروازے سے داخل ہونگے اُس دروازے سے نکل جائینگے تا بقلعہ جمشید یہ جانا ہی ایسے ایسے مقام پر اگر رکین گے پھر کیونکر طلسم نوراقشان پر قبضہ کرینگے ہرکارون نے یہ خبر ملکہ شہلا کو پہونچائی کہ طبل جنگی بج گیا ملکہ شہلا نے حکم دیا بعنایت رب بے نیاز و خالق کارساز یہان بھی طبل جنگی بجے اب دونون لشکرون مین طبل جنگی بج گئے وہان لشکر بیحد دیا یان یہان لشکر قلیل لیکن یہ پندرہ بیس ہزار آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہین کہتے ہین جب مرینگے اُسوقت پروردگار کو اختیار ہی ابھی زندگی ہین تو بچنے دینگے ہر خرد و کلان کا یہی قول ہی جا بجا بہر رات اسی ہنگامے

میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان کارزار میں آئے سمندر دریا بار جھنڈے کو جھکاتا ہوا فوج
کو لیکر آیا اِدھر سے ملکہ شہلا تخت پر سوار یاسمن نگین پوش نے فوج کا انتظام کر کے سب لشکر
ٹھہرایا اُمنڈا رہا تو ضرور ہی سمندر کا لشکر آیا دریا موج مارتا ہوا آکر قائم ہوا صفین میں نقیبوں
نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کھڑے سمندر نے دست بدست کو دیکھ محیط قطرہ زن اژدر
کو بڑھا کر سامنے آیا اجازت لی میدان میں آکر نعرہ کیا ملکہ شہلا کیسکو بھیجو یاسمن وزیرزادی نے
طاؤس نکال دست بستہ اجازت لی میدان میں سامنے محیط کے پہونچی محیط نے سحر کیا یاسمن
نے دفع کیا آپس میں سحر ہونے لگے محیط نے بڑھکر تیغہ کھینچا یاسمن پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا یاسمن
نے مسکرا کر کہا دیکھو تو پشت پر کون کھڑا ہے محیط پلٹا یاسمن نے نیمچہ مارا کہ محیط کے دو ٹکڑے
ہوئے محیط کا مارا جانا سمندر نے پل پڑا فوج کو اشارہ کیا ساتھ لاکھ فوج بلوہ کر کے چلی سمندر بھی
سحر کرتا ہوا بڑھا جب گولہ مارا زمین سے دریا پیدا ہوا یاسمن نے جو دیکھا کہ سمندر دریا بار
مع سات لاکھ ساحران غدار کے آتا ہے پلٹ کر طرف شہلا کے دیکھا شہلا نے تخت کو
چھوڑا طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی فوج قلیل کو لیکر سات لاکھ پر جا پڑی جب سحر کیا
سو دو سو کے سر اُڑ گئے نیمچہ بلالی چمکا رہی ہے زیور اُتار اُتار کر پھینکتی ہے بجلی پھینکی برق چمک کر
گری کئی سو کے سر اُڑ گئے یاسمن وزیرزادی بھی مثل شعلہ جوالہ تڑپ رہی ہے ساتھ کی
کنیزیں مثل ستارہ سحری جیسے تڑپ کے گریں اُسے جلا دیا سمندر نے جو دیکھا کہ ان کنیزوں
نے دس بیس ہزار ساحر مارے پیچھے ہٹ کر ایک گولہ زمین پر مارا زمین کانپی دریا پیدا ہوا
میں سے پانی اُبلنے لگا کچھ مچھلیاں پیدا ہوئیں سب کے سینے پر مچھلی پڑی پشت کو توڑ کر
پار گذری شہلا نے جو بلوہ فوج کا دیکھا کہ ایک ایک کنیز دو دو ہزار ساحروں سے لڑ رہی
ہے آگ برس رہی ہے پانی کا جوش صدہا کنیزیں دریا میں ڈوبیں جو جس مقام پر گری بیم
نکل ملی شہلا نے جو دیکھا کہ کئی کنیزیں غرق دریا ہوئیں شہلا نے بڑھکر زلفیں عنبریں کا دریا
بر عکس ڈالا دریا میں بھنور پیدا ہوا مچھلیاں اُبھرے نگین کر ایک ماہی کلاں مثل انسان
نے دریا سے نکلکر بلند ہوکر مثل انسان کے کلام کیا اور پکار کر آواز دی کہ شہلا تیرے
سحر کا شہرہ ہے کیا کہنا تیز نگاہ پڑ رہے ہیں ہم لوگ ذبح ہوئے جاتے ہیں اب قبل تم مطلع

انکھڑیان رہزن نگاہ یار بھی شمشیر ہے ✻ ہر اشارے میں ہمارے قتل کی تدبیر ہے ✻ دوسری مچھلی ابھری اسنے پکارا اصل یہ ہے میں عرض کرتی ہون گوش ہوش سماعت کریے **نظم**

صحرا میں کیسے کیسے بڑھاتے ہیں خار ہاتھ ✻ جوش جنون میں ایک ہے دامن ہزار ہاتھ
سنت کرون میں پانون پڑون بوسے انکے لون ✻ آئے جو ایک دن وہ تغافل شعار ہاتھ
کشتہ ہون ابرو و نگاہ ورنہ ہو مخفین ✻ کہہ دون میں لگے تیغ کے قبضے پہ یار ہاتھ
جو موج بحر عشق ہے وہ تیغ تیز ہے ✻ پیراک خاک پہ رکھیں اسمین جو بار ہاتھ
آنے سے بعد قتل مرے یہ خوشی ہوئی ✻ اچھلی زمین سے لاش مری چار چار ہاتھ
مجرے سے بھی لچکتے ہیں مانند شاخ گل ✻ وہ پھول کا اٹھا نہیں سکتے ہیں بار ہاتھ
ہے معرکہ سخن کا مرے ہاتھ ای ظفر ✻ خامہ ملا کہ آئی مرے ذوالفقار ہاتھ

جب مچھلیون نے یہ اشعار عبرت آثار پڑھے دریا خشک ہونے لگا مچھلیان تڑپ تڑپ کر نکلیں سینے پر ملازمان سمندر کے پڑیں ہلاک ہو کر ساحر گرنے لگے سمندر نے جو دیکھا کہ ملکہ شہلا نے میرے سحر کو الٹا کر دیا سمندر کو جوش آیا سحر کرتا ہے لیکن رنگ سحر نہین جمتا ملازمان شہلا کی بارہ ہزار جادوگرنیان جانبازی کر رہی ہیں ساٹھ ستر ہزار جادوگر مار کر گرا دیے سمندر گھبرایا گھبرایا پھرتا ہے کہ صحرا سے گرد اڑی موجۂ جان نثار چار لاکھ جادوگرون سے اگر ہو دی [illegible] جو یہ رنگ دیکھا کہ فوج سمندر قتل ہو رہی ہے دریا بالکل خشک ہو گیا سمندر جوش میں ہے مگر گھبرایا گھبرایا پھرتا ہے سمندر نے پکار کر کہا ای موجۂ جان نثار شہلا نے تجھکو دیوانہ کر دیا ہے تو ناشہا سے ساحرانے میدان بھر دیا ہیں سے اپنا سحر کیا تھا سحر نے ابر [illegible] پانی [illegible] مشکل ہو گئی قطرے کا جو کا گھونٹ ڈھلکانے لگیا ہوتا ہے ہر ایک رقیب [illegible] دھرکے روتا ہے موجۂ جان نثار کرو کا گرج شہلا پر حسبت کرکے جا پڑا پکارا تو دق شہلا بس خوش نگاہی ہو چکی اب زیادہ دیدہ بازی [illegible] یہ کہکے ایک دو ہاتھ زمین پر مارا غبار زمین سے بلند ہوا صدا کنیزین نابینا ہو گئیں جسنے پکار کر آواز دی واری کنیزین آپکی نابینا ہو گئیں آنکھون سے انہیں سوجھتا دیکھیے سب ٹٹول رہی ہیں شہلا بڑی ساحرہ تھی اس غبار میں گھس گئی غبار میں جاتے ہی آنکھون میں اندھیرا آیا دل

مختصر یہ کہ جدھر سے نکلا ان کو موجۂ جان نثار دیا پر جب وہ گیا ایک تلوار کا مارا سر شہلا کا زخمی ہوا
شہلا کے زخمی ہوتے ہی فوج کے پاؤں اٹھے لیکن نکلنا مشکل ہے جدھر سے کاٹتی ہے فوج
کفار کا ریلا جدھر سے دس کنیزیں نکلیں دو ہزار جادوگرون نے گرفتار کر لیا اب تو شہلا
گھبرائی دیکھا کنیزیں جا بجا گھر گئیں بیقرار ہو کر وزیرزادی کو بلایا وزیرزادی بھی زخمدار
سامنے آئی کمر دوہری سب قدم نہیں رکتے دونوں نے دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات
بلند کیے پکار کر یہ دعا دی ای معبود حقیقی ای رب حقیقی اس بلائے مبرم سے بچا لے
اپنی توبہ عشقا ہی جنون یاد ہی

نظم

دارد دلی از رہ خوف و رجا ہر بار خوف — زان کہ ہست این بندہ پر خوف در کار خوف
ضامن روزی است چون روزی رسان بندگان — پس چرا از حاجت تنگی کند اظہار خوف
میکند از ذات بے پروائے حق شام و سحر — از دل و جان بندۂ اہل صفا اظہار خوف
مشل خدا از آدمی باید حیات دائمی — باشدش از مرگ دامنگیر آخر کار خوف
خائف حق ایمن است اندر جہان از ہر بلا — اہل دین کی دارد از نزد و یہ دنیا دار خوف
چارہ ساز ہر کہ خود باشد جناب چارہ ساز — چون کند از آفت بیماری آن بیمار خوف

سب اہل اسلام نے جو بیقرار ہو کر دعا کی طرف سے طلسم نور افشان کے ابر مروارید پیدا
ہوا ابر اڑتا ہوا آتا ہی برآ کر شق ہوا دیکھا ملکہ برّان شمشیرزن طاؤس زرین بال پر
سوار پشت پر ساتھ ہزار ساحران غدار ملکہ برّان نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ دامن قلعۂ
نرگس میں تلوار چل رہی ہی تحریر ہو رہے ہیں دھوئیں اٹھ رہے ہیں آگ برس رہی ہی
ہزار ہا لاشہ پڑا ہی شہلا کے سردار زخمی تو ہوے مگر ہزار ہا کو مار کر ڈال دیا لاشہ ساحرون
کے تڑپ رہے ہیں کوئی دم تو رہا ہی موجۂ جان نثار و سمندر دریا بار آگ برسا
رہے ہیں ملکہ برّان نے زمین سے نعرہ کیا ای شہلا نہ گھبرا منم ملکہ برّان شمشیرزن
دختر کوکب صف شکن اب جو ملکہ ساتھ ہزار ساحرون سے آگرین شگوفہ سحر ساز و پریزادی
نے نثار کیا ساتھ ہزار نازنینان مہ جبین چمک چمک کر گرین سینک کے تیر چلے برقیں چمکیں
برّان کا اختر مروارید چلنے لگا جب اختر مارا ساحرون کا ستارہ گردش میں آیا دس

ہزاروں شیشے ہزار رنگ کے شعلہ زن ہوئے اور ہر طرف شگوفہ آگ برسنے لگا، وہ شعلہ کی گھٹا
جو فلک عاطلان پیغ ازرقی کا قاعدہ ہو وہ مٹ گیا وہ بہ زور دلاکہ فوج سے ہزار ہاتھی راس کام
تماشہ دیکھنا بہت خوش ہوئے چپکے سے کان میں کہا شہنشہ دیکھی تشریف لا رو نیگے خدا چاہے
تو سیان افراسیاب کو بھاگنے کا رستہ نہ ملے سمندر تو بڑے جوش میں تھا بران
لڑتی ہوئی آتی ہیں ساحر بھاگتے پھرتے ہیں آخر مردا۔ یہ بیان یہ جل رہا ہے ایک جانب
مجلس جادو کا جلسہ تخت پر سوار بارہ ہزار کمسن کنیزیں مصاحبین ہنستی کھیلتی چلی آتی ہیں مجلس
کے آگے گھروندا بنا ہوا ہے گڑیا گڈا دلہن دولہا بنے ہوئے بیٹھے ہیں ڈومنی بھی گڑیا ہے طبلہ
سارنگی بجا رہی ہے اور یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہے

نظم

تلوار کے نہ ہاتھ ستمگر لگائیے
دل داد دام عشق ہے یہی خنجر لگائیے

کس طرح اسکو ماہ سے تمثیل دیجیے
دھبا جبین یار کو کیونکر لگائیے

مشک تتار قیمت کاکل میں دیجیے
مول ان نیبو نکا قند مکرر لگائیے

قامت کا کیجیے دل پر داغ عشق دل
آتش اس چمن میں سرو و صنوبر لگائیے

سب نقش کرم یہ تمھارا ہے یا علی
شیدا کے منہ سے ساغر کوثر لگائیے

سب لڑکیاں زیر پائیاں پہنے ہوئے ہنستی کھیلتی چلی آتی ہیں ملکہ مجلس نے دیکھا اور کہا ہیں
یہ وقت جنگ ہو ہیں گڑیا کا شانہ پکڑ کے اٹھایا کہا بی بی دلہن نہ جیسے دو نون نگین
گڑیا کی پکڑ کے چیر ڈالا کئی سو سنہری پنجہ پیدا ہوا کئی ہزار جادوگر ونکو پکڑ کر جھنکیئے تھے
کی لڑکیوں سے آواز دی ہو لینا لڑکیاں آنکھ مچولی کھیلنے لگیں زیر پائیاں ہاتھ میں لئے
پانوں دوڑی دوڑی پھرتی ہیں جسکے زیر پائی مار دی اسکا سر پھٹ گیا ہزاروں کو مار ڈالا
سمندر ساتھ ملکہ بران کے پہونچا چاہا کچھ سحر کرون بران نے خنجر کھینچ دا سینہ سمندر
کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا موجہ جان نثار نے جو یہ ہنگامہ دیکھا دل پانی پانی
ہوگیا مجلس کڑک کڑک کر گر رہی ہے جب جادوگری کم ہیں پنجہ نہ اٹھا کرسیکی بلندی پر
ہوائی [illegible] نہیں [illegible] زمین پر پھیلا [illegible] لاش نے ہزاروں کو جلا دیا جادوگر
[illegible]

کوڑے پڑنے لگے جسپر کوڑا پڑا پیٹھ سہلا کر رہگیا موجۂ جان نثار نے دیکھا لشکر آدھا رہگیا جاہا کر بھاگون ارادہ کیا کہ کسی صحرا کی جانب نکل جاؤن ایک صحرا سے لیٹین پھولون کی آئین سب دیکھنے لگے دیکھا ملکہ بہار گلعذار تخت پر سوار پہلو مین خواجہ عمرو بارہ ہزار جادوگرنیان پشت پر مشکور جادو دس ہزار سوار دنکا افسر بھاگا ہوا جاتا تھا ملکہ بہار نے گلدستہ مارا آواز دی میان مشکور شکر کرو گلدستہ جو پھٹا پھولونکی بوچھار ہوئی کنیزون نے رنگ کی پچکاریان ماریں مشکور جھومنے لگا یکا یک پڑھتا تھا

نظم

آورد یک مین ہی فتنہ لاکو کمو نہین	وہ کون ہے کہ جسکو تری جستجو نہین
غیرونسے چھیڑ ہین ہنسی ہے مذاق ہے	ہمسے جلی کٹی کے سوا گفتگو نہین
کیا اعتبار قول کا اُسکے کوئی کرے	جسکا یہ قاعدہ ہے کبھی ہان کبھی نہین
دامن کو اشک ہاے ندامت سے دھوئیے	لوح گنہ کی اسکے سوا شست و شو نہین
ساکن کسی گلی مین شنا ور ہوا ہون مین	اب باغ خلد کی بھی مجھے آرزو نہین

دس ہزار جادوگر اسیطرح جھومنے لگے اشعار پڑھتے تھے ملکہ بہار نے اشارہ کیا چلے افسر کا سر کاٹ لو سب جادوگرون نے ملکہ افسر کا سر کاٹ لیا مشکور کا مارے جانا دس ہزار نے اپنے گلے کاٹ ڈالے موجۂ جان نثار یہ رنگ سحر دیکھکر بہت گھبرایا ساتھ والون سے کہا مین تو بھاگتا ہون تین طرفسے آفت برپا ہے براّن نے صفین اُلٹ دین مجلس نے لاشونکے انبار کر دیے بہار نے آکر اپنا رنگ جمایا تھوڑے ہی عرصے مین دس ہزار جادوگر مارے گئے سب نے کہا بھاگیے موجۂ جان نثار نے پاؤن دونون زمین مین مارے یہ تو غرق زمین ہوا ساتھ والون نے بھی فرار پر قرار کیا فوج نکر بھاگنے لگے جو کوئی ساحر زبر دست تھا وہ غرق زمین ہوا زمین کا تختہ ہوا اب تاب اسطرح جاگ بھاگ کر نکل گئے خواجہ تو بہار کے ساتھ آئے تھے خوب خیمے درگاہین لوٹین خزانہ قبضے مین کیا منھ چھپاے ہوئے سامنے براّن کے آئے کہا لشکر سقہ خزانہ ایسے قتیل دو شکے کوڑیون سے تھے مین نے کنوئین مین پھینکدیے آج ہمارا بہت نقصان ہوا ہے وہ براّن و مجلس اس لڑائی کو فتح کرکے پلٹین شہلا نے بارگاہ سجا دکرائی سب سردار آکر بیٹھے ملکہ براّن نے … بہار اس فتح پر مغرور ہونا خدا … [illegible]

مقابلہ عظیم پڑیگا ملکہ بہار نے کہا سچ ہی جب تک لشکر شہلا کا پامال ہو خدا نے وقت پر ہم لوگون کو
چھوڑ چلا موجہ جان نثار کو بہ گئی مشکل پڑی ہیں اب افراسیاب خود آتا ہے کل یا پرسون
جہان ہو پہنچ جائیگا قبلہ و کعبہ بھی تشریف لاوینگے استاد ہمارے نور افشان فکر کر رہے ہین
وقت ہی پر آ دینگے معرکہ عظیم پڑیگا افراسیاب کا ارادہ تابہ قہر جمشیدی ہے سینہ سپر ہونگے
اس قلعے سے نہ بڑھنے دینگے جو کچھ ہوا اسی مقام پر مقابلہ پڑے استاد نور افشان کا بھی یہی
قول ہے کہ کل معرکہ اسی سرزمین پر ہون خواہ شکست ہو خواہ فتح جو بات دو نور افشان نے
اختیار کیا ہے اگر وہ بن پڑے تو ملاحظہ کیجئے گا وہ یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین ادھر افراسیاب جب دو
پندرہ روز کی فوج کی جمعیت سے اسی صحرا مین اترا ہے تخت پر بیٹھا ہے حیرت جادو پہلو مین کہتا ہے
سمندر و موجہ جان نثار گئے ہوئے ہین یقین ہے کہ قلعہ فتح کر چکے ہون خبر نہین آئی حیرت
کہتی ہے طلزمان کوکب بڑے جان نثار ہین قلعے کا فتح کرنا کچھ کھیل نہین ہے بڑے بڑے ساحر
پڑینگے کوکب کے یہان سے برابر فوجین آ دینگی برآن کو اپنے سحر پر بڑا دعوی ہے وہ ضرور کر
دینگی معرکہ عظیم پڑیگا برآن کا سحر زبردست ہے ہنوز یہ ذکر تھا کہ رونے کی آواز آئی دیکھا موجہ جان نثار
آتا ہے اور گریہ بے اختیار رونے لگا کہا حضور غضب ہوا افسر ہمارا سمندر مارا گیا عین وقت ملکہ
برآن و بہار آ گئین افراسیاب نے کہا ابھی ہماری آنکھین کھلی ہیں حکم دیا بلا کر حباب شکبار اور
ساحل بیکنار کو دونون آکر حاضر ہوئے کہا کل فوج اور اٹھا کر بارگاہ کا تم لیکر چلو با دولت
بھی آتے ہین بارہ لاکھ جادوگر لیکر حباب و ساحل چلے ملکہ صرصر کو حکم ہوا کہ برابر خبرین
ہمکو ملین ساحل حباب جاتے ہی آفت برپا کرینگے صرصر مع چار عیارہ بچیون کے واسطے
خبر کے چلین یہان ملکہ برآن وغیرہ فرو کش ہین شہلا کا علاج کیا ہے بیرون بارگاہ سب
بیٹھے ہین کوکب کو عرضی اس فتح کی لکھ چکے کہ باقبال شاہنشاہ جو فوج یہان آئی تھی
اسکو شکست دی نامی افسرون کو مارا کوکب نے خلعت روانہ کیے ہین نہایت سب خوش و خرم
بیٹھے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی دو نون افسر اژدران آتش نشان پر سوار پشت پر فوج
بےحساب مگر لشکر سجا ہوا آکر مقابلے مین اترے بارگاہ مین استادہ ہوئین حباب ساحل بارگاہ
مین آکر بیٹھے صلاحین کر کے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے کئی سو نقارہ بجنے لگا ہر کاروان

نے آکر ملکہ براّن کو خبر کی ملکہ براّن نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان
بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا تیاریان لشکرون مین ہونے لگین بہار نے براّن سے کہا لشکر سب کا
قلیل ہو لشکر دشمن بے حساب براّن نے جواب دیا دیکھا رحمت پروردگار ہم خود میدان کارزار
مین جاوینگے جو وقت مقابلہ پڑیگا ایک دو لاکھ سب پر بہن بہار نے کہا انشاء اللہ وقت آمد
افراسیاب جو بازی دکھاوینگے یا ڈھیر کر جان دینگے یا یہان سے ہٹا دینگے پہر رات اسی
ہنگامے مین بسر ہوئی جب کہ شہنشاہ زرین آفتاب نے لشکر ثوابت و سیارگان کو شکست دی شہنشاہ
ماہتابان نجوم تمام قلعۂ مغرب مین جا کر چھپا شہنشاہ نیر اعظم فوج ضیا درخشان کو ساتھ لیکر بہ فتح و
فیروزی تخت زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا عالم کو اپنے نور ضیا سے منور و روشن کیا بقول شاعر نظم

علم آفتاب نکلا جب | فوج انجم ہوئی گریزان سب
شہ خاور کہ سپہر گرد ہوا | رونق تخت لاجورد ہوا
ہوا میدان چرخ سے اکبار | مہ انجم سیاہ رو بہ فرار

جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ضیاے آفتاب عالمتاب ظاہر ہوئی نخل وجود مین شراب شبنم
سے ہر گل کا کٹورہ معمور کیفیت آمد صبح مین بادہ خواران وحدت مسرور لشکر دل مین وردی
بجی کمر بندی ہونے لگی لات پرستون مین پوجے پاٹ کا ہنگامہ ہوا پانچ پانچ گھڑے ہوے
رہتے ہین سامنے شوالہ ہر ایک ہاتھ مین لات پرستون کے ہر کچی لٹیا ہر ایک ہاتھ مین
پھول لوٹنا دونہ دروازے پر شوالے کے ہنگامہ ہر گھنٹا ہر مرتبہ بجائے جاتے ہین ٹھن ٹھن کی آواز
بلند ہوتی ہر جہانجھ ڈھول بج رہے ہین جتنے پوجتے تھے فراغت پائی بستر پر آ کمر بندی کر لگی
حباب اشکبا و ساحل بیکنار دونون ساحران غدار فوج کے افسر اپنی بارگاہ سے نکلے
گینڈون پر سوار ہوے بارہ لاکھ فوج لیکر چلے ادھر لشکر اسلام مین ملکہ براّن و مجلس و بہار
اشیاے سحر سے آراستہ ہوکر حاضر ہوئین ملکہ براّن جنس پر سوار ہوئین بہار کا طاؤس
زرین بال مجلس کا تخت آراستہ ہوکر آیا سب افسر سوار ہوے نقارے پر چوب پڑی اس
لشکر قلیل کو لیکر ملکہ براّن شمشیر زن چلین دیکھا کہ لشکر کفر و ضلالت پرے پرے جمے ہوے
بارہ لاکھ فوج کی آمد ساحرون کے سحر ہوتے ہوے لگا تار ابر سرخ و سفید آگ برستی ہوئی

دریا جوش زن صبح کا وقت ہے طائرون کی زمزمہ سرائی یاد الٰہی مین ہر دم بزبان حال مصروف
سو رہے ہین ہر بلبل پر شاخون سے سر نکالے ہوئے اپنے وحدہٗ لاشریک کو پکار رہے ہین
دونون لشکر میدان کارزار مین پہونچے لشکر اسلام لاکھ ساحرون سے بھی کم ہے خواجہ عمر و
ایک گوشے مین آکر ٹھہرے تماشا آمد بہار کا دیکھ رہے ہین بہار کس دھوم سے میدان مین آکر
پہونچی دریا مین پھولون کے غوطہ زن حسن و جمال مین غنچہ دہن رنگین چہرے پر بل کرتی ہوئین
صاف ثابت ہے کہ ناگنیان سن کو ڈس رہی ہین حلقہ ہائے گیسوئے عنبرین مین صدہا دل گرفتار
سرو قد رشک قمر بارہ ہزار کنیزین پشت پر سمن و نسیم سحری دگلر و غنچہ دہن و صنوبر
کھڑی ہوئی ہنس رہی ہین خندہ دندان نما سے بجلیان چمک رہی ہین ایک ایک حسین مہ جبین
اپنے اپنے حسن پر ناز و ادا و غمزہ مین طاق حسن و سحر مین شہرۂ آفاق جنکے دیدار کا ہر شخص مشتاق
اس کر و فر سے آکر ٹھہرین ایک جانب ملکہ بران شمشیر زن جوڑا ترچھا بندھا ہوا جس مین اختر
مروارید مثل ستارۂ سحری چمک رہا ہے ہیکل ہلالی زیب کمر بیچ مین لشکر کے حاکم مجلس کا لشکر ہے آمادہ ہین
کہ مادر مہربان کا حکم ہو تو جا پڑون مرغ زرین بال پر سوار لشکر دشمن پر نگاہ کھلونے مٹی کے تخت پر
رکھے ہوئے اُسی سے سحر پیدا ہوتا ہے لشکر جمنے لگے صفین آراستہ ہوئین میمنہ میسرہ ساقہ کمین گاہ
قرینے سے آراستہ و پیراستہ ایک دشت بلائے روزگار آمادۂ حرب و پیکار جب نقیبون نے نوبت
کی ساحل بیکنار نے گینڈا اپنا بڑھایا میدان کارزار مین آیا سراپا میدان کا دکھا کر سحر کے
عجائب غرائب کھائے کچھ گولے اُچھالے کچھ ماش کے دانے طرف آسمان کے پھینکے کچھ شعلے جھڑکے
جب سب سحر اپنا درست کر چکا تو پکار کر آواز دی کہ فرزند خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ
میرے سامنے آئے ملکہ بران نے قصد کیا تھا کہ بہار نے اپنا طاؤس زرین بال بڑھا دیا ملکہ
بران کو سلام کیا عرض کی اجازت میدان ملکہ بران نے فرمایا کہ بہار ارادہ تو ہمارا تھا
ذرا تم تماشا دیکھو کیسا عجب ہوگا ساحل کو بڑا دعوی ہے ساحل جنگ سے کنارہ کریگا بہار نے
کہا ملکہ عالی ذرا دیکھئے تو مین ابھی ملکہ بران نے اجازت دی بہار نے طاؤس
بڑھایا ساحل سے دیکھتے ہی ... بہار نے انگلی اُٹھا کر گولا کشتہ گر ساحل کو بڑا غصہ
آیا [illegible] شت سوئی غبار [illegible] مین اندھیرا ہو گیا جدھر تھوڑی دیر

کے سب نے دیکھا ایک چشمہ صاف و شفاف لب گردان سنگ مرمر سفید کے حباب بشادی کرتے
ہین گویا چشمے نے آنکھین نکالین آب صاف و شفاف مچھلیان مثل برق کے چمک جاتی ہین بہار
کیطرف مچھلیان چلین اب چشمے نے جوش مارا ملکہ بہار نے دیکھا مچھلیان میری جانب آتی ہین
ملکہ بہار نے ایک دستک دی ایک بگلا پیدا ہوا جو مچھلی پیدا ہوئی بگلے نے کھائی جب پانچ
مچھلیان بگلے نے کھائین ساحل نے خنجر پھینک مارا سر بگلے کا اُڑ گیا بگلا زمین مین گر کر
تڑپا مچھلیان اُبھرنے لگین دوسرا بگلا پیدا ہوا خاص چشمے پر جا کر بیٹھا جب مچھلی نے سر نکالا
ماہیت سے کہا ہی، ہر بگلا منقار مار کر نہین کو کھا جاتا اپنے پر جھاڑے پرون سے برق گری کر
مچھلیان جل گئین بہار نے اشارہ کیا بگلا چشمے مین پھاند پڑا چشمہ خشک ہوگیا ساحل نے دوسرا
سحر کیا ایک جھیل بڑی ظاہر ہوئی غرض اتنا پانی کا ہوا مچھلیان اُبھرنے لگین کنارے سے جھیل
کے دھوان نکلنے لگا اتنی تاثیر ہوئی کہ بہار طرف جھیل کے چلا چاہتی تھین کہ جا کر پھاند
پڑون ایک طائر پیدا ہوا اُس طائر نے پنا عکس اوپر ملکہ بہار کے ڈالا عکس پڑتے ہی یا تو
بہار کے ہوش پراگندہ ہوئے تھے یا چہرہ مسخ ہوا اُسی طائر کو پکڑ کر قریب جھیل کے ذبح کیا خون
اُسکا جھیل مین پھینکا پانی نے جھیل کے جوش مارا چیخ مار کر غائب ہوا دھوان جو کنارے سے نکل رہا
تھا وہ بھی نابود ہوا ساحل نے ایک دستک دی برق تڑپ کر گری سر بہار کو زخمی کیا
قطرات خون چہرۂ بے نظیر پر آئے وہ خون بھی باعث ترقی حسن و جمال ہوا صاف ثابت تھا
کہ ماہ تابان قریب پردۂ شفق آیا پس ملکہ بہار نے غصے مین آواز دی اے نکہت و گل ندام
مر گئین کیون نسیم سحری تو کہان ہر کیون گلرخسار تو بھی اپنا رنگ نہ جمائیگی غنچہ دہن کم سخن
کلام تو کر اے شمشاد کیون اکڑی ہر کیون سوسن زبان درازی کا وقت نہین آیا کیون
نرگس شہلا آنکھین پھوٹ گئین تجھکو نہین سوجھتا ہی وقت ہر کیا ہے کو یہان ہو رہا معرکہ
کارزار کو دیکھنے چشم پوشی بہتر نہین ہین تجھے بھی چشم دہشت تھی یہ جو بہار نے پکار کر کہا کنیز
نے بڑھکر گلدستہ دیا وہ گلدستہ بہار نے طرف ساحل کے پھینکا اور آواز دی کہ او صاحب
تمہین زخمی کرکے کیا ملا غنچۂ آرزو نہ کھلا اب ہوشیار ہو جاؤ زیادہ فساد نہ بڑھاو راہ پر
آؤ بہت نہ گھبراؤ گلدستہ جو جب گر پھٹا تھی سحر طائر پیدا ہوئے زمزمہ سرائی کرنے لگے کوئی پکارتا تھا کہ سبحان

ساحل لڑائی سے کنارہ کر دو عندر جوش میں نہ آؤ ذرا ادھر ملاحظہ کرو ایک طائر نے آواز دی یہ چند اشعار زمین و

نظم

تیغ یا برق بلا ہے یا تمہیں خونخوار کے
خون برستے ہیں اکثر براس تلوار کے

دیکھکر بے نور آگے شعلۂ رخسار کے
شمع کو گل کر دیا پروانے نے پھار کے

فرقت شیرین میں آخر جان شیرین نذر کی
رگیا فرہاد اپنے سر میں تیشہ مار کے

کاوشیں مژگان قاتل کی اگر یونہی رہیں
مر رہونگا ہیبت میں اک روز خنجر مار کے

حسن کے جاتے ہی لی مروا ہوس نے اپنی راہ
اب کہاں ہیں وہ جو دو تھے وہ تھے دیکار کے

لالہ گون خون شہیدان سے ہی جوہر تیغ کا
یہ شفق پھولی ہے وقت قتل اپنے تلوار کے

تم ہی منصف ہو کہیں کیونکر نہ چاہیں عشق باز
جسم قابل ہیں لپٹنے کے نکل لایت پیار کے

قاف میں منگوا کے پریان زلیخا نے ہیں عطر
پھول جو باسی اترتے ہیں تمھارے ہار کے

در سے جاتے ہیں کہے کعبے سے آتے ہیں دیر
خاک اڑاتے پھرتے ہیں ہو یار کان یار کے

بدمزاجی کیوں اٹھا ہیں بے سبب کی وجہ کیا
چاہنے والے ہیں کچھ نوکر نہیں سرکار کے

جوش وحشت میں بھی کرتا ہوں سجو کا جو شبد
آنکھیں مل کھلاتے ہیں روزن یار کی دیوار کے

بیستون پر جھکے اب فرہاد ست کہتے ہیں منہ
منہ چڑھا ہیں کرکے کیا مانگ ہوے کہسار کے

طائروں نے اشعار پڑھے ہوا بھی معتدل چلی غنچے مسکرائے پھول ہنسے نخل وجد میں آئے تمام میدان میں پھول برسے **ساحل بیکنار** عفریا کا بپا چہرہ سرخ ہوا جھوم کر آواز دی ای ملکۂ عالم واے شہنشاہ اقلیم ہمہ ای صاحب فیض وکرم زہے شوکت وحشم پھولون نے مجھکو مست کر دیا میں آپکا غلام ہوں **ساحل** سے کنارہ کیا آپ نے مہربانی کا اشارہ کیا دریا دلی زمین کو زمین میں ڈوب جب ڈون جو حکم وہ بجا لاؤں ملکہ بہار نے ہنس کر ایک کنیز سے اشارہ کیا اسنے بڑھکر جو ہی ہنسائی طرہ کان میں لگا **ساحل** دوڑا قدموں پر ملکہ بہار کے گرنے لگا جوش محبت میں زنجیر سے لگا ہر مرتبہ عرض کرتا ہے کچھ وارث دیہو ملکہ بہار نے فرمایا بیٹے بھائی حباب کا سر لاؤ خیر و زرکیا نہیں فوجوں سے نذر نا ہم تمھاری ملکہ کو موجود ہیں یہ کہنا تھا کہ تیغ برہنہ کھینچکر **ساحل** نے حرف شکر حباب کے رخ کیا ملوے

دیکھکر ہاتھ سے اشارہ کیا ساحل تلوار کھینچے ہوے دریاے خون مین نہایا ہوا ہے افراسیاب نے
جو آواز دی ساحل تلوار لیکر طرف افراسیاب کے چلا افراسیاب نے اشارہ کیا ایک
سنہری پنجہ پیدا ہوا ہاتھ پر اُسکے تھپکی دی تلوار ہاتھ سے ساحل کے نکل گئی افراسیاب نے پھر
ہاتھ ہلایا ساحل بیہوش ہوکر گرا افراسیاب نے آواز دی ایک پنجہ اُٹھ کر ساحل کو لیگیا
لشکر والون کو تسکین ہوئی یہ لشکر جو شکست خوردہ تھا با اطمینان بازگشت پر افراسیاب
کے صف آرا ہوا اب افراسیاب طرف برآن وغیرہ کے متوجہ ہوا جمال بہشتی بہار پر
جو نگاہ پڑی دریا مین پھولون کے غوطے مارے ہوے سحر کرکے ملتی مین چہرہ سرخ ہو رہا ہے
بوٹا سا قد سامنے برآن کے ٹہل رہی ہے یا تو غصہ تھا یا جمال بہار کو دیکھکر شگفتہ ہوا بے
اختیار پکار اُٹھا

نظم

تھا سیہ عالم نظر مین شام ہجران کیطرح ۔ داغ روشن ہوگئے شمع شبستان کیطرح
خانۂ باغ عشق کی دیکھو کبھی آکر بہار ۔ کھل رہے ہین داغ چھلون کے گلستان کیطرح
واے قسمت اسپہ بھی آیا دُر مقصد نہ ہاتھ ۔ خاک مین ہم ملگئے گرد بیابان کیطرح
ہے یہ عبرت کا محل انسان عدم آباد سے ۔ چار دن آکر رہے دُنیا مین مہمان کیطرح
شمع کی صورت ہے روشن عارض پر نور یار ۔ بل کہان کیونکر نہ گیسو دود پیچان کیطرح
ایک اشارے مین ہزارون بیگنہ ہوتے ہین قتل ۔ یار کے چلتے ہین ابرو تیغ بُران کیطرح
اسکو بھی سودا ہے کیا اُس آفتاب حسن کا ۔ چاک ہے جیب سحر میرے گریبان کیطرح
نور جنت مین نہین دن اس سے گھبرایا مرا ۔ ملتی ہین اس مین جو کچھ بو کوے جانان کیطرح

ملکہ بہار نے یہ اشعار عاشقانہ سنکر منھ پھیر لیا افراسیاب نے جھنجلا کر ہاتھ ہلا دیا کہ تمام
زیور پھولونکا جسم بہار سے گر پڑا افراسیاب نے ایک آواز دی او بہار اب بھی تجھکو ہمارا
خیال نہین خیال کرکے دیکھ رنگ عالم دگرگون ہے گلونکا کلیجہ شق بلبل کے سر خون ہے فرہاد
نے کوہ کنی کی شیرین نے بھی اپنی جان دی لیلی کو بھی مجنون کا خیال رہا جدائی کا دیوانے کی
ملال رہا افسوس تجھکو ہمارا اب بالکل خیال نہین ہے بہار بہتر ہو گا سحر فراموش ہوجاے
خاموش ہوکر بیٹھے بہار خاک منھ پر ملنے لگی بیقرار ہوہو کے پکار لی ہاے شہنشاہ میرا عجب حال

ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

یہ درد ہی یہ تپ جگر ہی
ہی گوشۂ غم مرا ٹھکانا
ہر صبح ہی فغان خانہ تیرا
ہر صبح فسانہ تیرے غم کا
آتا ہی نظر جو طوق قمری
ہی شور نشور شور مرغان
بلبل ہی نہ نیند بھر کے سوتی
کہ شعلہ مرے دہن سے نکلا
مستی مین جو تاک ٹوٹتا ہی
یان صبر کہان قرار کسکو

جینا ہی مجھے آہ درد سر ہی
کیا ناک مین دم ہی چشم نم سے
ہر شام ہی انتظار تیرا
کب باغ مین اپنا جی لگے ہی
ہوتا ہی اسیر شوق قمری
نت دیکھ کے میری اشکباری
شبنم ہی تمام رات روتی
چھپکے کا جو مین نے جھاڑ دیکھا
دل بر سر خاک لوٹتا ہی

مین تیرے الم کا ہون نشانہ
مرجاؤن تو چھوٹ جاؤن غم سے
ہر روز ہی ذکر تجھ صنم کا
بلبل کی صدا بری لگے ہی
کیا چھونکے نہ صور شور مرغان
ہر دیدہ سے ہی آب جاری
جب گرم فغان چمن سے نکلا
چھاتی کا وہی پہاڑ دیکھا
بھادے گل و لالہ زار کسکو

اس حال پر ملال مین بہار مبتلا ہوئی برآن نے جو یہ دیکھا اختر مروارید لیکر پڑھین آواز دی او افراسیاب بہار کا رنگ فق ہی یا اختر مروارید جوڑے سے نکالا چاہا کھینچ۔ ادھر افراسیاب نے آواز دی کہ برآن یہ اختر بغلگیر گردش ستارۂ تقدیر کی دکھائیگا کچھ ہاتھ نہ آئیگا ملکہ برآن نے دیکھا اختر سیاہ ہوگیا برآن کا بھی منھ پر ہوائیان اڑنے لگین ہرچند چاہتی ہین کہ اختر کو جوڑے مین رکھون ہاتھ دستگیری نہین کرتا جسم مین رعشہ پسینے پسینے خاموش کھڑی ہین منھ سے نہین بول سکتین ایک گولہ افراسیاب نے اٹھا کر پھینکا گولہ لشکر مین پھٹا تمام لشکر مین بھی تاثیر ہوئی سارا لشکر فراموش ہوکر کھڑا ہو رہا کوئی کسیکا حکم نہین مانتا اپنے اپنے حال پر ملال مین گرفتار ہین اب سرہا و ابریق یاقوت زمرد وغیرہ چالیس سردار قریب افراسیاب کے آگئے عرض کی یہ فخر سامری و جمشید نے آپ ہی کو دیا ہی ایک سحر مین سب بوانے ہوگئے بی برآن کو برا دھوکا ہوا خاموش کھڑی ہین منھ سے بات نہین نکلتی بی بہار کا بھی رنگ فق ہی مجلس کے بھی جلسے مین فرق ہی سارا لشکر مبہوت ہی لب پر مہر سکوت ہی یہ شرف آپ ہی کے واسطے ہی افراسیاب نے کہا اب جلکر سبکی مشکین باندھ لو خواہ قتل کرو خود دم شمشیر پر گلے رکھین گے موت کا مزا چکھین گے

جان سے بیزار مجبور ونا چار ہی خواہش ہی کہ جلد مجکو قتل کرین کشاکش سے نجات پائین دنیاے
فانی سے برآبرو اٹھ جائین افراسیاب وسط میدان مین پہونچ چکا ہی سرداران مذکور اسکی
پشت پر حربہ ہاے سحر لیے ہوے یہی آرزو ہی کہ شہنشاہ کا اشارہ ہو ایک سحر مین سبکو مٹا دین
سرما کا ارادہ ہی کہ برف برساؤن سبکو ٹھنڈا کرون ابریق کوہ شگاف کا قصد ہی کہ پہاڑ کو
سحر سے بلند کرون تمام دنیا اجاڑ ہو میرا سحر چاڑ ہو ناظرین اس مقام کو خیال مین رکھین کہ
اہل اسلام مبتلاے رنج ومصیبت افراسیاب بصد شوکت قتل کرنے آتا ہی اہل اسلام پر
عجب وقت مصیبت ہی یکایک طرف سے طلسم نور افشان کے ایک ابر عظیم مشتمل بر چہار دہ
رنگ اس زور شور سے آتا ہی کہ دیکھنے والونکا قالب تھرتھراتا ہی وہ ابر قریب آکر پھٹا اس ابر سے
شیر و پلنگ واژدرگی جیسے بپھرے ہوے منہ کھولے ہوے ہزار ہا اژدہا آتش فشان منہ
سے قلابہ ہاے آتشین چھوڑتے ہوے ان اژدرون پر کوئی سوار نہین منہ کھولے ہوے
معلوم ہوتا ہی کہ ابھی دوڑ کر نگل جائین گے شیر بھی آمادہ حرب دیکھا معلوم ہوتے ہین اور ایک
طرف وہ ابر نظیر ہی تنہا اس جانب سے بلند ہوئی ہی کہ روے آفتاب کو چھپا دیا افراسیاب
پاتو بہ غیظ وغضب تمام بڑھ رہا تھا قتل مسلمانان آتا تھا رک گیا دیکھنے لگا اہل اسلام بھی مضطرب
حیران و پریشان [illegible] لوگ دیکھ رہے ہین کہ گرد مین شق ہوئی دیکھا ایک مست ہاتھی
چاروں طرف ٹیکا ہوا رکھوت رونق کا زیور نقرئی وطلائی گلے مین پڑا ہوا سونے کے گھنٹے گلے
مین بجتے ہوے اس ہاتھی پر شہنشاہ ولاجین بصد شوکت سوار معہ حبان عالی وقار بیٹھے
ہوے ایک تخت زرجواہر نگار پر ملکہ بلقیس ثانی شاہزادیان ملک ہوشربا کی دست بستہ
گرد حلقہ مین پشت پر وزیر و میر دہ وزیر دہ امیر کہ جو ساتھ لاجین کے قید تھے وہ بھی سب
کلاہ ہاے زرین پہنے ہوے فوج دریا موج قریب چالیس لاکھ کے پرے کے پرے جمے ہوے
اسباب سحر لیے ہاتھ مین لاجین نے وہین سے نعرہ کیا او نمکحرام بد انجام اب کہان جائیگا
قبل از نعرہ لاجین والد تمکین کے جوا افراسیاب نے دیکھا کہ ایک جوان قوی تن تنزی تن
نیزہ طویل ہاتھ مین نوک نیزہ پر سر طوس ہاے زندانخانہ زوجہ طوس کی پاسبان جادو
پکا [illegible] ہوئی آئی ہی کہ شوہر ہمارا نمکحرام قتل ہوا ہاے ملک نے رہائی پائی اور بلقیس نے

حیرت کو للکارا کہ او مکار تجھے بھی یہ دن نصیب ہوا کہ تخت پر سوار ہو کر آئی ہے جو ظلم و بدعت
ہم پر ہوئے آج اُسکا بدلا ہوگا لاچین نے بھی نعرۂ شیرانہ کیا ایک شیر ابر سے زمین پر آیا اُس پر
لاچین سوار ہوئے تخت بلقیس بڑھا چالیس لاکھ فوج نے چاہا کہ بڑھکر حملہ کرین افراسیاب
کے منہ سے گھبرا کر نکلا اے سرما و ابریق یہ کیا غضب ہوا اس بڈھے نے کیونکر رہائی پائی
کہا حضور طوس مارا گیا سناٹا ہوگیا اب بھاگئے انتقام کرکے لڑینگے سحر اپنے اُتار لیجیے
بُران و بہار کو مصیبت مین دیکھا ور زیادہ شہنشاہ کو ملال ہوگا سب رفیقون نے یہی کہا
کہ بھاگنا ہی مناسب ہے بلا سے طلسم ہوشربا چھوٹے گا جان تو بچ جائیگی چالیس لکھ فوج
ساتھ ہے اس فوج کی کون برداشت کریگا صفون پر سرداران زبردست یک ایک شیر دل صاحب
تکلیفین آپ کے ہاتھ سے اُٹھائے ہوئے ایک ہی حملے مین سب فوج تباہ ہوجائیگی دیکھیے
سب نے توڑے نکالے دیکھیے سبکے ہاتھ مین حربہ ہائے سحر بن چلا چاہتے ہین سوارون گھوڑے
اُٹھائے باگون پر ہاتھ پڑگئے افراسیاب نے بھی کل سامان اپنی آنکھون سے دیکھے کہ
سب سوار حملہ کیا چاہتے ہین افراسیاب کے ہوش اُڑگئے لاچین نے خنجر آتشین یکبیک
بڑھایا او نمک حرام مین آیا دیکھون تو کیا نمک حرام ہے وہ غفلت مین حملہ ہوگیا افراسیاب کو
کچھ نہ بن پڑا ہاتھ بڑھا کے کھینچا لشکر پر سے سحر اتارا گھوڑے پر سوار ہوکے بھاگا حیرت نے
تخت بھگایا بلقیس نے للکارا کہ او ملعونہ کہان جاتی ہے تو بادشاہ طلسم کی جورو ہے کیون
بھاگتی ہے دیکھ ہمارے خدائے نادیدہ نے کیونکر قید سے رہا کیا چھوٹتے ہی دشمن کو اپنے
مارا ساتھ والونکو بھی چھوڑ لیا افراسیاب و حیرت و سرما و ابریق اسطرح بدحواس ہوکر
بھاگے کہ تاج سرونسے گر گئے بعضون کے گھوڑے چھوٹے پیدل سوار ہوگئے سوار پیدل
ہوے سارے لشکر مین ہلچل ہے طلسم نور افشان لوٹنے آئے تھے انتہا کے بیکل ہوئے
ہر پلٹنون رسالون مین یہی ہنگامہ ہے کہ یارو شہنشاہ اصلی نے رہائی پائی طوس ایسا جادوگر
یون مارا گیا یہ بھی تم سبھون نے دیکھا ایک ابر مین اژدہے و شیر و پلنگ تمام جانوران
درندہ بھر کر لانے مین بڑی خیر گذری کہ بھاگ کر نکل آئے یہ سب جانور جو حملہ کرتے ہم لوگ
کیونکر بچتے اژدہے سحر لاچین کے تھے ایک ایک اژدہا ہزارون کو کھا جاتا شیران صحرا

ننگان ویا اس سامان سے شہنشاہ نے سب سامان اُنکی سلطنت کے موافق تھے نہیں حیرت
تخت رونق ہو کہتی ہو کیون شہنشاہ اب لاچین طلسم پر قبضہ کرینگے ہم لوگونکے دامنگیر ہونگے
کیا کیفیت ہو گی افراسیاب کہتا ہو صاحب نہ گھبراؤ سب شاہان دربند مجھسے موافق ہین
اسوقت مین میرے ساتھ فوج کم تھی چلکر ایک نامہ شہنشاہ ضیغم کو لکھونگا اُسکا وزیر اعظم دستور
سعظم مواج بن گرداب مع مالک دریاے سحر لطمہ صد گوش دیانوش حباب جادو اور
مرغوب جادو و سراب جادو و دیگر بط غوطہ زن چند ساحر اسطرح کے نامی اگر یہ لوگ
سر اُٹھانینگے تو وہی تدبیر کرونگا حاکمان دربند کو بلا کر جمع کرونگا سب موافق ہین میرے عدل و
انصاف پر عاشق ہین سب آکے شریک ہونگے مین نے جب سے طلسم پر قبضہ کیا باج و خراج بسبب
بوجہ کے لیا وہ بھی تو سب گنہگار ہین انھین سب کی صلاح سے مین باغی ہوا لیکن نہ گھبراؤ اب طلسم
پر قبضہ ہونا لاچین کا دشوار ہو مین نے مدت مدید سلطنت کی سبکو راضی رکھا یہ مجھکو بھی یقین تھا
کردن یہ ظالم قیصے چھینے گا یہ کہتا ہوا چیں کوس تک بھاگ کے آیا فوج تمام بھاگ گئی
مصور و صورت نگار کو بنی رچڑھا ہوا ہو افراسیاب کہتا ہو مجھکو بڑا تردد ہو لشکر بھی سارا
متفرق ہو گیا اور طلسم کو کب مین مجھکو پہونچنا ہو اپنا گھر بچانیکی مجھکو فکر ہو لہذا اے صرصر جاکر
خبر لاؤ ایسے طور سے جانا کہ تمھارے جانے سے کوئی آگاہ نہ ہونے پائے خوب خبر مفصل لاؤ
دریافت کرنا اب لاچین کا کیا ارادہ ہو اب مین کل سے اور انتظام کرونگا سب دربندوالے
آئینگے صلاح کار ل بتائینگے مین کسی مقام پر تامل نکرونگا تحفہ جات طلسمی نکالونگا سب تب مقابلے
مین لاچین کے جاؤنگا صرصر کو تجویز سمجھا کے روانہ کیا صرصر ایک فقیرنی کی شکل بنکر چلی دوسرے
دن قلعۂ نرگس پر پہونچی وہان یہ معاملہ دیکھا کہ ہر دن قلعہ سنسان پڑا ہو صرصر حیران کہ آخر ابھی
لشکر کیا ہوا چاہیے تھا صحرا سارا بھرا ہوا ہوتا یہ کیا معرکہ ہو حیران پریشان قلعۂ نرگس مین آئی
دیکھا گلی کوچہ آباد رعایا دلشاد ہر طرف گھماگھم نوبت جا بجا اترکی ہوتی مین صد ہیچ ہزار
ملازمان براآن ایک مقام پر فرد کش ہین اپنے دل مین کہتی ہو اے صرصر یہ بھی کوئی شعبدہ تھا کہ سمجھ
مین نہین آتا دیکھتی بھالتی دردولت شہنشاہی پر پہونچی حاضر جا فرلگا کر اندر گئی جاکے دیکھا مقام صدر
پر شہنشاہ نور افشان یک طرف کوکب بر ہمن و بُران ایک طرف بہار خواجہ عمر و کرسی پر

جلوہ گر ہین خواجہ ہاتھون کو نورافشان کے بوسہ دے رہے ہین دمبدم فرشتے ہین اِس سحر کو کون سمجھ سکتا ہی ای نورافشان تمھارا ہی کام تھا کس تکلف سے نقشہ کھینچا نورافشان کہتے ہین جب مجھسے اگر کوکب نے بیان کیا کہ افراسیاب جادو برسر طلسم نورافشان لشکر کشی کرکے آتا ہی اُسیدن سے مین نے سامان شروع کردیا چالیس لاکھ فوج تیار کی اپنے کو بصورت لاچین بنایا شیر گرگ پلنگ آراستہ کیے یہ خیال تھا کہ اسنے ہیبت ہوا افراسیاب شمردہ کے شکر ہی پروردگار کا کہ جو سوچا تھا وہی ہوا صرصر اپنے دل مین سمجھی اس جشن مین کوئی کام کرنا چاہیے سب اپنے اپنے خیمون مین ہین برہمن پر ہاتھ ڈالون کہ نورافشان سے دلکو قلق ہو پھر سوچی کہ اگر مین نے گرفتار بھی کیا اتنی دور جانے مین بڑی مشکل ہوگی باہر نکلی کسی دوکان پر ٹھہری کہ صبا رفتار کو بھی دیکھا بصورت مبدل چلی آتی ہی صرصر نے صبا رفتار کو الگ بلایا کہا ای صبا رفتار آج شبکو بڑی دھوم کا جلسہ ہی رات کو عمرو کا گانا بھی ہوگا کوئی عمرو کے سامنے نہ گائے ۲ دو پہر رات گئے جلسہ برخاست ہوگا تو جاکر شہنشاہ سے کہنا کہ ایک ساحر کو یہان جنگل مین بھیجدین وہ میرا منتظر رہے جسوقت مین برہمن کو لیکر آؤن مجھکو اور برہمن کو اٹھاکر لیجائے پھر افراسیاب کو اختیار ہی صبا رفتار اُسیوقت روانہ ہوئی صرصر اشتیاق مین خواجہ کے گانے کی محفل مین آکر ٹھہری دیکھا کہ جلسہ آراستہ نورافشان و کوکب و برہمن سب بیٹھے ہین جلسہ آراستہ ہوا نورافشان نے کہا خواجہ آج تو آپ تکلیف فرمائیے سب آپکے مشتاق ہین خواجہ نے بہت کچھ آرے سیلے کیا نورافشان نے نہ مانا خواجہ ناچار ہوے جب دیکھا محفل آراستہ ہوچکی خواجہ بیچ مین آکر بیٹھے سازندون نے ساز درست کیے خواجہ نے زنبیل سے نکالی نئے طور سے یہ غزل شروع کی

نظم

غیر کے کہنے سے گو اُسنے چُرائین آنکھین
ہوگئی صلح جو اکبار لڑائین آنکھین

شعلۂ رخسار ونکے جاجاکے کیے نظارے
ہینے خود دیدہ و دانستہ جلائین آنکھین

طالب دید جو ہمارے صنم نے دیکھے
گل نرگس کی جگہ میری بنائین آنکھین

کشتۂ دیدۂ بیمار جو سمجھے مجھکو
آہو ون نے مری تربت پہ چڑھائین آنکھین

اپنے دیدار کے طالب سے نہ ہو آزردہ
اور کیا تجھ سے کوئی یار توقع رکھے
بوسۂ چشم جو ہم نے کبھی مانگا با قسرا

دیکھنے کے لیے خالق نے بنائیں آنکھیں
ایک بوسے کے لیے تم نے چرائیں آنکھیں
یار نے چین بہ جبیں ہو کے دکھائیں آنکھیں

خواجہ کے گانے سے ہنگامہ ہے ہر شخص تعریفیں کر رہا ہے نور افشان و برہمن رطب اللسان سے تعریفیں کرتے ہیں ہر ایک کا یہی قول ہے کہ خواجہ اس فن میں آپ کا مثل نہیں صرصر چھپی دیکھ رہی ہے جو سوچی تھی وہی ہوا دو پہر رات گئے جلسہ برخاست ہو گیا نور افشان اپنی بارگاہ میں گئے کوکب اپنے مقام پر برہمن جو چلے صرصر نے پیچھا کیا خدمتگاروں میں ملکہ صرصر بھی پہونچی جب چار خدمتگار چپ کے چنے گئے اُسی میں صرصر بھی شریک ہوئی جب سب سو گئے اور صرصر نے دیکھا کہ برہمن نے بھی آرام کیا صرصر نے تینوں خدمتگاروں کو بیہوش کیا چلک کے اُٹھی برہمن کے چہرے سے دوشالہ ہٹایا دیکھا غافل سو رہا ہے بیہوشی برابر دماغ کے لگا دی جب منھ سے بھبکا برہمن کو چھینک آئی صرصر پلنگ کے نیچے چھپ گئی جب یقین کامل ہوا کہ برہمن بیہوش ہوا صرصر نے زبان میں سوزن دی برہمن کا پشتارہ باندھا سراپردہ چاک کر کے نکلی اُٹھتی بیٹھتی چھپتی چھپاتی تابہ صحرا پہونچی صحرا میں جادوگر بیٹھا ہوا افراسیاب کا موجود تھا صرصر نے آواز دی وہ سامنے آیا ملکہ صرصر نے کہا مجھکو لے چل ساحر نے صرصر و برہمن کو پنجے میں دبایا لیکر چلا یہاں افراسیاب جادو جب سے قلعۂ نرگس سے آیا قلعۂ سرابیہ پر اترا سراب جادو حاضر خدمت ہر وقت کام میں مصروف رہتی ہے افراسیاب دربار میں بیٹھا ہے ملکہ سراب جادو بھی حاضر خدمت ہے سلطان تاج بخش ایک ساحر زبردست اسنے جو خبر سنی سلطان کا قصد سرحد سرابیہ سے قریب ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ شہنشاہ کو بڑا رنج و ملال ہے پہونچا قلعہ سرابیہ پر فروکش ہیں سلطان بھی حاضر خدمت ہوا اول صبا رفتار نے آکر نصرت نور افشان بیان کی سلطان بھی بیٹھا سن رہا ہے افراسیاب نے اپنا منھ پیٹ لیا سلطان نے کہا جسطرح بنا اپنی جان بچائی اسکا غصہ کیا افراسیاب کو بہت ناگوار ہوا کہا کہ لوگ نور افشان کے بڑے جعلساز و شعبدہ باز ہیں سلطان نے پھر وہی جواب دیا کہ جسطرح بنا اپنی جان بچائی [illegible] سیاب چپ ہو رہا پھر صبا رفتار نے صرصر کی طرف سے کہا کہ استانی

نے کہا ہی کہ ایک ساحر کو بھیج دیجیے وہ صحرا مین منتظر رہے جب مین برہمن کو لیکر آؤن اُسکو دو
برہمن کو آپکی خدمت مین پہونچا دے سلطان بہرول اُٹھا کر شہنشاہ جلسازی تو یہ ہی
کہ آپ صاحب اختیار ہین اور عیارہ کی عیاری پر راضی ہین افراسیاب نے کہا تحسین کیا
دخل ہی اپنی سلطنت مین جو مناسب جانتے ہین وہ کرتے ہین حیرت نے بھی وہی کلمہ کہا
جو بہار کو کہا تھا کہ نمکحرامون سے سامری و جمشید بچائین نگوڑے مکارون نے پہلے سے
عمرو کو نامے لکھے کہ آکر افراسیاب کی سلطنت لیلو جب وہ آیا تو جاکر شریک ہوے نگوڑ ونکو
ہنرادیجاہے ساحر کو تو افراسیاب نے روانہ کر دیا رات کو کئی مرتبہ سلطان سے اسی طرح
گفتگو ہوئی حیرت نے کلمات سخت کہے یہ بھی کہا کہ اب ہم نمکحرامون کی ناک کاٹینگے سلطنت
چھین لینگے ہمنے نمکحرامون کو پہچان لیا ہی غضب ہی کہ باغبان قدرت کل سلطنت پر حاکم
تھے عمرو سے جاکر ملگئے بوا بہار کے بھائی کہلاتے ہین کیسے لچ ہو بچاتے ہین آٹھ پہر اسی پر
آمادہ ہین کہ شہنشاہ مارے جائین ہین رانڈ ہو مین کیا نگوڑ ونکو زندہ چھوڑونگی جب سلطنت بیلی
جائیگی سارا غرور نکلجائیگا سلطان نے کچھ جواب نہ دیا مگر دل مین خوف پیدا ہوا حیرت نے
تو غصے مین باتین کہین سلطان جب بارگاہ افراسیاب سے اُٹھا اپنے مقام پر آیا کل
رفیقونکو جمع کیا کہا صاحبو تمنے سنا بی بی حیرت کہتی ہین سلطنت لے لینگے تاجدارونکو بھیک
منگوائینگے مسلمانون کے یہان ایسا عدل و انصاف ہی کہ ہن بی حیرت کی نکل گئین
وہان بعیش و فرحت موجود ہین آج میرا دل سامری پرستی سے ہٹ گیا جی چاہتا ہی عمرو
کی شریک ہو جاؤن کتاب سامری مین مرقوم ہی کہ عمر طلسم تمام ہوئی اسد شیر دل قاتل
افراسیاب ہی نورافشان و برہمن و کوکب جو شریک ہوے گئے بادشاہ جلیل ہین اب
اہل اسلام کے کفیل ہین کچھ تو سمجھ لیا ہو گا صلاح نہ ہوئی ہوگی انکو اپنی سلطنت کا خوف نہ تھا
افراسیاب مٹا دیگا چڑھکر گئے تھے شکست کھا کے آئے اُسپر جھلاتے ہین انکو جیسا بتاتے ہین
سب نے کہا ہم سب آپکے تابعدار ہین آپ مالک مختار ہین جس سے حضور لڑینگے ہم بھی لڑینگے جس سے
حضور اصلاح کرین ہم بھی محبت کا دم بھرین سبکو ثابت قدم پایا مگر رات کو یہی سوچتا رہا کہ اب جو
یہان سے نکلین گے سیدھے لشکر اسلام مین جا ملینگے یہان تو یہ رنگ ہی سلطان یہ باتین

سوچکر صبح کو دربار افراسیاب مین آیا بیٹھا ہوا ہی سوچ رہا ہی وہان صرصر و برہمن کو ساحر لیے ہوے
آتا ہی بوقت سحر نورافشان و کوکب بارگاہ مین آئے جب دن چڑھا تو خواجہ نے فرمایا آج
برہمن بارگاہ مین کیون نہین آئے نورافشان نے کہا ذرا دریافت تو کرو کہ چند خدمتگاران
برہمن روتے ہوے آئے عرض کی بستر خواب پر برہمن نہین ہی چار خدمتگار چپّی پر تھے بیہوش
پڑے ہین ایک اُنمین سے نہین ہی خواجہ و کوکب و نورافشان خیمۂ برہمن مین آئے خواجہ
نے نشان پتہ سے کا پایا کہ صرصر کا کام ہی نورافشان نے کہا مین بھی جاتا ہون کوکب کمر
باندھنے لگے ملکہ بُرّان اپنی بھی تیاری کرنے لگین مجلس نے کہا آپ سب صاحب تامل فرمائین مین
سامنے افراسیاب کے دربار سے خون جادو نگی اور استاد کو رہا کرکے لاؤنگی خواجہ نے کہا آپ سب
صاحب تامل کرین جبتک مین پلٹ کر نہ آؤن آپ کوئی صاحب قصد نہ کرین خواجہ نے سب کو روکا
نورافشان کو نہایت قلق ہی کوکب کہتے ہین میرے سب مہمات ملکی بند رہینگے برہمن کی
بے پرکار بندی ہی ساعت نیک و بد کون بتائیگا ایسے خیرخواہ کسکو ممکن ہوتے ہین خواجہ سبکو
تسکین دیکر براے رہائی برہمن چلے یہان دربار مین افراسیاب بیٹھا ہی حیرت تخت زبرجدی پر وزرا
امرا حاضر ہین سلطان تاج بخش ڈنگل پر بیٹھا ہی مگر دل مین نہایت پریشان و بیقرار کہ وہ ساحر صرصر
کو لیے ہوے آکر ہیونچا صرصر نے جھک کر سلام کیا برہمن کا پشتارہ سامنے رکھدیا افراسیاب نے
کہا اس مغرور کو ہوشیار تو کرو صرصر نے بڑھکر برہمن کو ہوشیار کیا برہمن کی جو آنکھ کھلی اپنے کو اس
حال پر ملال مین پایا غصہ انتہا کا تھا افراسیاب کو سلام بھی نہ کیا افراسیاب نے کہا او مغرور عقل و
فراست سے دور بابدولت کو سلام نہ کیا برہمن نے کہا مین ظالم کو سلام نہین کرتا اپنے ولی نعمت کو
تو نے گرفتار کیا زن و شوہر کو جدا کردیا تجھے کچھ خوف خدا نہ آیا اور ہم کیون سلام کرین کافر کو
سلام کرنا ہمارے مذہب مین منع ہی لشکر کشی طلسم نورافشان پر کی تھی لونڈ دُم دبا کر وہان سے
بھاگے یہ غرور دماغ سے نہین جاتا اسطرحکی گفتگو برہمن نے شیرانہ کی حیرت نے کہا شہنشاہ
آپ کیون اس سے زبان لڑاتے ہین جلاد کو حکم دیجیے کہ اسکو قتل کرے اسکے قتل ہونے سے
کوکب کا بازو ٹوٹ جائیگا ساعت نیک و بد بتاتا ہی سلطنت کوکب کی اسیکے انتظام پر ہی افراسیاب
نے حکم دیا جلاد کو بلاؤ سلطان تاج بخش نے پلٹ کر اپنی پشت پر دیکھا رفیقان

جانثار سرداران شعبدہ باز مسلح و مکمل حاضر ہیں اشارے کر رہے ہیں یہی وقت جانبازی ہے برہمن کو بچائیے بڑا مسلمانوں پر احسان ہوگا کوکب کو اسکا بڑا پاس ہے بڑا صاحب علم و فضل نجومی کامل و مکمل ہر وقت اپنے آقا کی خیرخواہی میں مصروف رہتا ہے سلطان چاہتا ہے کہ اپنے مقام سے اُٹھے کہ حاضر حاضر کہکر جلاد خنجر برہنہ لیے ہوے سامنے آیا کہا حضور کیا حکم ہوتا ہے فوراً قتل کروں مسلمان کے خون سے ہاتھ بھروں افراسیاب نے کہا جلد اسکو قتل کر سلطان خیمون سے اشارے کر رہا ہے کہ یار دو وقت قتل برہمن آ گیا اب کیا کروں رفقا کا اشارہ ہے ہم بدلے جانبازی حاضر ہیں لڑتے بھڑتے نکال لے چلینگے سلطان کہتا ہے یارو افراسیاب بلاے روزگار ہے ایک سحر میں قیامت برپا کریگا اسکے سحر کا کون جواب دیگا مگر جلاد نے بہ تعجیل تمام برہمن کو کھینچا کوے کا خط گردن پر دیا پکار رہا ہے اے شہنشاہ حکم اول ہے تیغہ بارہ دار بازو پُر قوت ایک ہاتھ میں سر کو تن سے جدا کرتا ہوں حکم کی شہنشاہ کے دیر ہے مقتول کی تقدیر کا پھیر ہے قضا اسکو لیکر آئی افراسیاب نے کہا بیٹے حکم دیا قتل کر اب مجھے نہ پوچھنا یہ حکم قتل تمام ہے برہمن کے قتل ہونے سے کام ہے جلاد نے جھک کر سلام کیا اور گنہگار سنبھل کر بیٹھ آنکھ مار کر بائیں آنکھ کا تل دکھایا برہمن مثل گل کے شگفتہ ہو گیا سمجھا کہ خواجہ عمرو آ پہونچے اب میں کون قتل کر سکتا ہے خواجہ نے اشارہ کیا کہ میں سوزن زبان سے نکالتا ہوں برہمن نے کہا نشان اونچا ہوکر نکلونگا کیا میں افراسیاب سے دبونگا عمرو نے ظاہر میں خنجر پھینکا یا تیرے بدن پر آگ شعلے لگانے تھے مگر سلطان کلیجہ تھامے ہوے بیٹھا ہے ساتھ والوں کا اشارہ ہے کہ حضور غضب ہے اگر برہمن قتل ہو گیا تو پھر کوکب سے ملاقات کے لایق نہ رہینگے بڑی لڑائی پڑیگی سلطان کہتا ہے نکلنا مشکل ہوگا افراسیاب نہ جانے دیگا یہاں تو صلاح ہے کہ عمرو نے جھپٹ کر ظاہر میں خنجر مارا مگر باطن میں زبان سے سوزن لیا اور اپنے نام کا نعرہ کیا

نعرۂ عمرو و تصنیف مصنف

مری نسل سے مکر پیدا ہوا	مرا نام ہے خواجہ خواجگان	عمرو ذی حشم مہتر مہتران
جو کاٹا ہوں دشمن کو ہر دم دوچند	مرے نام پر قند شیرا ہوا	اڑاتا ہوں کفار کے بیچ و بُن
فلک کی جو گردش کا ساماں ہوا	مرا لنگر ہے گلشن قیل و قال	مری چال سے ہے صبا پائمال
	نشان تھا مری گرد پاپوش کا	ہوا فسرده حشم نامدار

امیر عرب شیر پروردگار ہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے گر آقا ہمارا جہان گیر ہے
جیسے زبان سے سوزن نکلی برہمن تڑپ کر اُٹھا سنگریزے پھینکا کیا۔ خواجہ نے تو
گلیم زرہ پر برہمن نے جو سنگریزے پھینکے پتھر برسنے لگے کئی ہزار سر خرد ہوئے برہمن
نے جست کی بارگاہ کے باہر نکلا ساحروں نے گھیرا برہمن ساحروں کو کب خاطر میں لاتا تھا جب سحر
کر دیا دم میں کئی ہزار مر گئے افراسیاب غصے میں اپنے مقام سے اُٹھ نکلا پکارا کہ او برہمن
کہاں جاتا ہے برہمن ذرا ٹھٹھکا … ہو گیا اور پکار کر آواز دی کہ میں تجھ سے کم ہوں افراسیاب نے
صرصا و ابریق پر خود کیا … شدت ہوئی دشمن جاتا ہے جانے نہ پائے تمام فوج نے
بلوہ کیا اب سلطان تاج بخش کو تاب نہ باقی رہی کل رفیقوں کو آواز دی یارو برہمن کو جادو
بدہ ہزار ہجوم بلوہ کر کے چلے سلطان تاج بخش نے بڑھکر سحر کیا آگ برسنے لگی ہزارہا جادو
جلے افراسیاب جو باہر نکلا سلطان کو جوڑتے ہوئے دیکھا کہ برہمن کو چاہتا ہے اور ترغیب
دیتا ہے تو برہمن لڑ بھڑ کے نکل جیو تمہارا مناسب نہیں افراسیاب نے حیرت سے کہا
دیکھو نمک حرام … حیرت نے کہا میں تو پہلے ہی کہتی تھی کل جب اُسنے ہر بات میں دخل دیا میں
سمجھ گئی تھی کہ یہ نمک حرام ملا ہوا ہے میں نے کہا تھا کہ نمک اسکا چھین لو گر ملک سے لیا ہوتا تو تیغ
بدہ ہزار کمان سے بیگن ہوتے دیکھیے کیسا زور و شور سے لڑ رہا ہے برہمن کو بچاتا ہے اب
افراسیاب کہتا ہوا آج نمک حرام حال کا بُرا حال کرونگا یہ کہکے باہر نکلا فوج سلطان
کی جانبازی کے ساتھ جنگ کر رہی ہے چاہتی ہے بڑھ کر برہمن کو نکال لیجائیں سلطان تاج بخش
… بہادر جری شیر نر … سینہ سپر صرصا و ابریق جو بڑھے دونوں کو سلطان
نے زخمی کیا افراسیاب نے جو دیکھا کہ دونوں وزیر زخمی ہوئے بڑھکر چاہا ہاتھ ہلایا ایک
برق چمکی … گرے … تڑپنے لگے سلطان نے چاہا افراسیاب پر
جا پڑوں برہمن نے … کر کہا … یہ افراسیاب خانہ خراب ہے ایک سحر میں
سب میں کاٹ ڈالیگا … بادشاہ طلسم ہوشربا ساحر بکتا افراسیاب نے دو چار اشارے کیے
سب فوج … برہمن و سلطان … افراسیاب نے فوج کو
… جدھر سمیٹے ہوا ہی فوج ہٹے برہمن افراسیاب کا سامنا ہو گیا

افراسیاب نے بڑھکر سحر کیا برق چمکی قریب تھا کہ سر پر برہمن کے گرے برہمن نے برق کو
کاٹا اپنے کو بچایا گو لہو سے خون مین اپنے رنگین کر کے مارا ایک چادر سُرخ افراسیاب پر گری
افراسیاب اُسکو توڑ کر نکلا وہ سحر افراسیاب برہمن سے چلے کہ کئی ہزار ساحر افراسیاب کے
مرے سلطان تاج بخش کے جو چند ساحر گرد بڑی تھے اُنکے بھی سر اُڑ گئے آخر برہمن نے
ایک تلوار اُٹھائی افراسیاب پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا افراسیاب نے ہنسکر کہا میاں برہمن
تمکو بھی یہ دن نصیب ہوا کہ ماہدولت پر تلوار لگاتے ہو ارے نادان یہ تلوار نہین ہے پھولونکی
چھڑی ہاتھ مین لیکر آیا ہی برہمن نے دیکھا حقیقت مین میرے ہاتھ مین پھولونکی چھڑی ہی ناچار
اُسی کا وار کیا افراسیاب نے ایک دستک دی کہ کئی خنجر برہمن پر گرے برہمن نے خنجر توڑے
ایک خنجر سر پر پڑا کہ سر زخمی ہوا برہمن نے اپنے سر کا خون لیکر افراسیاب پر پھینک مارا افراسیاب
کے جسم پر آبلے پڑ گئے افراسیاب نے غصے مین آواز دی ارے تو گرتا نہین برہمن لڑکھڑا کر
زمین پر گرا ہاتھ پانون مین رعشہ پسینے پسینے ہاتھ پانون مین طاقت نہین آنکھون مین بصارت
نہین چاہتا ہی کیون دل بیٹھا جاتا ہی اپنے مقام سے اُٹھ نہین سکتا افراسیاب نے
طرف ابریق کوہ شگاف کے دیکھ کر کہا ارے کیا دیکھ رہا ہی برہمن کا سر کاٹ لے
ابریق تلوار کھینچکر چلا برہمن اسقدر مبہوت ہی کہ دشمن تلوار کھینچے آتا ہی ہاتھ بھی نہین اُٹھتا کیا
تدبیر کرون جب چاہتا ہی اپنے مقام سے کھڑا ہون سر گھومتا ہی پھر بیٹھ جاتا ہی سلطان نے جو دیکھا
بیتاب ہو گیا کہ کوئے ابریق کو مارے افراسیاب نے اُس سحر کو دفع کیا سلطان نے دیکھا
اب وہ ظالم تلوار کھینچکر برہمن کا سر کاٹا چاہتا ہی بیقرار ہو کر پکار اُٹھا اے بے نیاز اے کار ساز
اس بلا سے اسے بچا لے اسکا حال زار دیکھکر قلب تھرآتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی تیرے نزدیک
آسان ہی ہم گنہگارون پر اب تو احسان کر

نظم

الٰہی گنہگار بندی منم
ز کردار خود منفعل دم بدم
عطا کن بہ ذکر خودم خرمی
نگون دار در سجدہ سر چون قلم

ہمیشہ گرفتار رنج و الم
بحال من خستہ دل یا کریم
کہ ناید دگر بر زبان نام غم
ز جانم ببر عشق دنیای دون

ز افعال خود نادمم ہر زمان
کرم کن کرم کن کرم کن کریم
زبان دار جاری بذکار خویش
زوال کن برون حب جاہ و حشم

دو دست من کن برائے سجود | پئے بندگی گردنم دار خم | الٰہی بہ پاس دو علم ہرچہ ہست
تعلق بحرص و ہوا بیش و کم | از آن پیش پسند کا ذرجہان | کنند برمن این نقش کا فرستم
حمایت کن اے حامئے بندگان | کہ از دشمنان باشم اندر امان | ہلاک کرچو دعا کی ابریق تیرا

بدل کر سر پر برہمن کے پہونچا ہاتھ تلوار کا مارا کہ برہمن کا سر اڑ جائے ابریق کے ہاتھ پر
ایک چھپکی پڑی کہ تلوار ہاتھ سے چھوٹ کر دور گری ایک طمانچہ منہ پر پڑا ابریق چیخ کھا کر
زمین پر ایکا یک اندھیرا ہو گیا پھر ایک دم بھر کے بعد دیکھا کہ ابریق پڑا ہوا زمین پر لوٹ رہا ہے
منہ سوجا ہوا برہمن نہ اُرگئی سب جوان جو گرد کھڑے تھے اُنکے سر کٹے پڑے ہیں لیکن
سلطان تاج بخش یکہ و تنہا رہ نہ دوست و مونس نہ غمگسار افراسیاب نے للکارا اے
سلطان کہاں جاتا ہے سلطان تلوار کھینچکر افراسیاب پر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے
افراسیاب اس وار کو کب مانتا ہو کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ مار دیا کہ لڑکھڑا کر
گرا افراسیاب نے کہا اسکی مشکیں باندھ لو ملازمان افراسیاب نے سلطان کی زبان
میں سوزن دی مشکیں باندھیں افراسیاب نے کہا اسکو قید کرو کل قتل کرینگے لشکر میں
غل ہوا کہ سلطان کل قتل کیا جاویگا حشام جادو مصاحب افراسیاب سامنے حاضر
تھا افراسیاب نے حکم دیا اے حشام قلعہ سلطانیہ تمکو عطا ہوا جاکر اپنا قبضہ کرو اس
دشمن کو معزول کیا حشام جادو طرف قلعۂ سلطانیہ کے چلا کہ جاکر اپنا قبضہ ملک پر کرون
بارہ ہزار جادوگر افراسیاب نے ساتھ کردیے حشام روانہ ہوا لیکن نورافشان جادو
جو برہمن کو لایا کوکب وغیرہ موجود تھے نورافشان نے لاکر برہمن کو رکھدیا کل
حال کہا نورافشان نے یہ بھی کہا کہ ایک ناچار فریب برہمن کے تھا میں نہیں سمجھا وہ
کون تھا کوکب نے کہا کوئی ہوگا یہ باتیں تھیں کہ خواجہ عمرو بھی آکر پہونچے تمام حال
بیان کیا کہ برابر ہرکارے آکر پہونچے کہا خواجہ سلطان تاج بخش پکڑ لیا گیا حشام جادو
کو حکم ہوا کہ جاکر قلعۂ سلطانیہ پر قبضہ کرو سلطنت بھی اُس بیچارے کی گئی کل قتل بھی ہو جائیگا
لیکن جب گرفتار رہا تو پکار پکار کر کہتا تھا کوئی خواجہ عمرو کو ہماری اطلاع کردے
کہ محبت اسلام میں ہمارا یہ حال ہوا یہ سنکر عمرو نے کہا اے نورافشان جادو میں تو جاتا ہوں

پا اُسکو چھڑا دینگے یہ قصہ سنتے جاتی ہو ملکہ بہار اپنے مقام سے اُٹھیں کہا میں جا کر اُسکے قلعے کو بچاؤن
براآن نے کہا مین بھی چلون گو کہ سب نے کہا تمھارا جانا ضرور ہو مجلس تڑپ کر اپنے مقام سے
اُٹھی کہا کوئی صاحب نہ جائین مین جا کر سمجھ لونگی ہر چند بہار و براآن نے منع کیا مجلس نے
نہ مانا فوراً پر پرواز پیدا کر کے روانہ ہوئی مگر خواجہ عمرو با تماسے عیاری سے آراستہ ہو کر
بہرے رہائی سلطان چلے یہان افراسیاب جادو نے دیجور جادو کو حکم دیا کہ رات بھر
حفاظت کرو صبح کو یہ قتل کیا جائیگا صرصر صبا رفتار کو حکم ہوا کہ تم بھی نگاہ داشت رکھنا
دیجور جادو بارہ ہزار جادوگرون سے آ کر در خیمہ پر بیٹھا حفاظت کر رہا ہو صرصر اور صبا رفتار
بھی دمبدم آتی ہیں ہوشیار کر جاتی ہیں خواجہ بصورت مبدل لشکر مین آئے یہ حال دیکھا
کر دیجور جادو بارہ ہزار ساحرون سے برائے نگہبانی بیٹھا ہو عیارہ چھپن دمبدم آتی ہین
پکارتی ہین ای دیجور ہوشیار رہنا خواجہ حیران کہ اب کیا تدبیر کرون دربار مین افراسیاب
کے آگے ساحر بنکر کھڑے ہوے دیکھا کہ افراسیاب بیٹھا ہو حیرت سے باتین کر رہا
ہو خواجہ کھڑے کھڑے پیچھے حیرت کے تخت کے کنیز کی شکل بنکر کھڑے ہوے سوچ رہے ہین
کہ کیا کرون کہ ملکہ حیرت نے پلٹ کر دیکھا گلرنگ کنیز مگس رانی کر رہی ہو کہا جواہر خانے
کا صندوقچہ ہمارے زیور کا اُٹھا لا عمرو نے ایک رقعہ پیش کیا کہا اس پر دستخط کر دیجیے کہ کنیز
ہماری آتی ہو جو سکے نہ روکے حیرت سمجھی کیا نقصان ہو یہی لکھ دیا کہ کنیز ہماری آتی ہو جو
سکے وہ نہ روکے وہ رقعہ عمرو نے اپنے پاس رکھا باہر نکلے کنارے آ کر جیبے پر یہ مضمون لکھا کہ ای
دیجور جادو بھیجے ایک سحر بنایا ہو اپنی کنیز کو دیا ہو اُس سے سبب لو کوئی دشمن تم تک نہ آسکیگا
وہ رقعہ لیکر بشکل گلرنگ سامنے دیجور کے آئے دیجور کو رقعہ دیا اُسنے رقعہ پڑھکر گلرنگ
سے کہا معلوم ہوتا ہو کوئی سحر ملکہ عالم نے بتایا ہو گلرنگ نے کہا کنارے چلیے مین عرض کردون دیجور اٹھا
خواجہ اُسکو لیکر خیمے مین آئے جیب مین سے چند انگور نکالے کہا صاحب تاثیر اسکی ملکہ جانے ہم سے
تو حکم تھا کہ کھلا دینا دیجور نے کہا اسی مین تاثیر ہو کہ دشمن ہمارے پاس نہ آئیگا یہ کہکر انگور
کھا لیے کھاتے ہی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آ گیا آگے اُٹھا گر کے بیہوش ہوا عمرو نے اُسکو
اُٹھا کر نذر زنبیل کیا کہ صرصر نے آواز دی میان دیجور ہوشیار رہنا آخر رات ہو مین نے

شراب منگوائی ہے صبا رفتار کا ماتھا ٹھنکا کہ یہ بات تو فریب کی معلوم ہوتی ہے شاید کوئی عیار ہو پوچھا صبا رفتار نے پوچھا ملکہ صرصر بھی گئی تھیں ایک کے منہ سے نکلا کہ خیمے میں گئیں لیکن دیجور کیلیے ہے صبا رفتار سمجھی کہ صرصر پر کوئی افتاد پڑی ہوا کا بگڑنا بڑے غضب کی بات ہے عیاروں کی جیاری نہیں کرامات ہے گھبرا کر صبا رفتار چلی دور سے دیکھا کہ دیجور ٹہل رہا ہے صبا رفتار سوچی کہ نہیں معلوم استانی کو کیا کیا لیکن آنکھ جو ملائی تو پہچانا کہ عمرو عیار ہے یہ لٹکے پیچھے ہٹی کہ میں استانی کو ڈھونڈھ لاؤں جی میں کہتی ہے اے صبا رفتار چلکر شاہ سے اطلاع کرونگی جادوگر کو بلا کر لاؤنگی یہ سوچتی ہوئی جاتی ہے کہ دیکھا سامنے سے صرصر چلی آتی ہے صبا رفتار نے پکار کر کہا استانی جلد تدبیر کیجیے عمرو ہو چکا دیجور بنا ہوا بیٹھا ہے صرصر جھپٹ کر قریب صبا رفتار کے آئی کہا چلو ہم تم ملکر گرفتار کریں صبا رفتار نے کہا استانی وہ نکل جائیگا کسی جادوگر کو بھی ساتھ لیلو ورنہ کچھ نہ بن پڑیگا صرصر نے کہا وہ دیکھو سر ما آتا ہے جیسے ہی صبا رفتار ملنے چلی کمند کے گلے میں ڈالدیے تو وہ کیا یہ غلیفا کن غضب کرتی ہو استاد کی گرفتاری کی تدبیر مسمم بہتر برق فرنگی ارے کہکر صبا رفتار گری برق نے حباب مار کر بیہوش کیا صبا رفتار کو ایک نخل میں باندھا آپ بشکل صبا رفتار چلا خواجہ بیٹھے ہوئے انتظار شراب کا کر رہے ہیں کہ دیکھا صبا رفتار پھر آتی ہے خواجہ حیران ہوئے کہ خدا خیر کرے برق جھپٹ کر قریب آیا کہا میاں دیجور میں پہچان چکی جلد تدبیر کیجیے اب جو عمرو نے آنکھ ملائی برق کو پہچانا خوش ہوگئے کہا اے فرزند بڑا کام کیا برق نے کہا میں نے صبا رفتار کو گرفتار کر دیا نخل میں باندھ آیا ہوں اب تو خواجہ بہت خوش ہوئے وہ جو ساحر گئے تھے شراب لیکر آئے خواجہ و برق نے تپلے میں بیہوشی ملائی ساتھ والوں سے کہا بیٹھکر پیو سب شراب پینے لگے تھوڑے عرصے میں سب بیہوش ہوئے برق نے کہا چلکر سلطان تاج بخش کو رہا کیجیے ورنہ ہو خواجہ و برق اٹھے کہ جا کر سلطان کو رہا کریں پردہ اٹھا کر اس خیمے میں آئے جہاں سلطان قید تھا آکے سلطان کو رہا کیا اور ہتھکڑیاں بیڑیاں کاٹیں سلطان خوش ہوگیا کہا خواجہ بڑا کار نمایاں کیا میں نادیدہ تمھارے مذہب کا مطیع ہوا عمرو نے کہا میں شام سے آیا ہوں تمھاری رہائی کی فکر میں اتنی رات

گذری اب سلطان و خواجہ و برق تینون ملکر باتین کرتے ہوے چلے قضا سے کار
سرما سے برف انداز کہ اسکو حفاظت بازار مرقانان کی متعلق ہر پھرتا ہوا آتا ہی دور سے
دیکھا کہ سلطان وہ دیکھو وہ صبا رفتار رہتے ہین پکار کر آواز دی او سلطان تونے کیونکر
رہائی پائی کیون دیر حضور کیا تونے بھی ساز کر لیا سلطان نے کہا خواجہ غضب ہوا وزیر
افراسیاب آتا ہی سلطان نے جھولی پر ہاتھ ڈالا سرما بڑھا ساتھ والون سے کہا ان تینون کو گرفتار
کر لو عمرو و برق توجہ کرکے کنارے ہوے سلطان و سرما سے سحر چلنے لگا ملازمان سرما
نے چاہا کہ یادہ کرکے سلطان پر جا پڑین سلطان نے ایک سحر کیا کہ برقین کرتے نگین جس
جسپر پرن گری اسکے دو ٹکڑے ہوے دس بارہ جوان جو مارے گئے سرما ہر چند پکارتا ہی
یارو یہ گنہگار افراسیاب ہی اگر نکل جائیگا تو شہنشاہ کے خلاف ہوگا اسے کیون ڈرتے ہو
کیا ایک سحر مین سب ہلاک ہو جاؤ گے ہر چند چیختا ہی پیٹتا ہی کوئی نہین بڑھتا کہ صف سے
بڑھکر تلوار کھینچین سلطان تاج بخش پر سرما چلا سلطان نے بھی تلوار کھینچی دونون مین تلوار
چلنے لگی سرما کے ملازم سب دور کھڑے ہوے ہین سلطان تاج بخش اگر سنگریزے اوپر
بھی پھینک دیتا ہی دس پانچ جلکر گر پڑتے ہین سرما نے ایک مقام پر سحر جو کیا سپر کا ہاتھ
سلطان کا بیکار ہوا اوپر سے سرما نے ہاتھ مارا سر سلطان کا سراسر زخمی ہوا سلطان
نے چاہا جواب دون سحر سرما کا غالب ہوا دہنا ہاتھ بھی نہین اٹھتا اب تو سرما نے سامے
مین تلوار کے لیا چاہتا ہی ہاتھ ماردن کہ سر اڑ جائے سلطان تاج بخش پیچھے ہٹتا چلا آتا ہی
اتنی مہلت سرما کو نہین ملتی کہ ہاتھ مارے سر اڑ جائے سلطان دو دو تک ہٹا سرما نے سحر کیا
کہ پشت پر سلطان کی ایک دیوار پیدا ہوئی اوسپر اکثر جا بجا گھاس جمی ہوئی ہی پھر جو پلٹ کر
سلطان نے دیکھا زندگی سے یاس ہوئی ناچار ہوکر ٹھہر گیا سپر و شمشیر ہاتھ سے گر گئی دونون
ہاتھ اٹھا دیے سرما نے چاہا کہ ہاتھ ماردن پہلو سے آواز آئی اے وزیر اعظم حامی دستور معظم
کیئے حاضر ہی آپ تامل کرین مین حلقہ ہاے کمند ہاے کے گرفتار کرونگی سرما نے
شمیمہ نقب ان کو دیکھا جست و چالاک حلقہ ہاے کمند ہاتھ مین سرما فدا تھا کہ پشت سے
حلقہ ہاے کمند سرما پر پڑے سلطان نے بھی بڑھکر سحر کیا نعرہ ہوا منم مہتر برق فرنگی

قطعہ برق تصنیف مصنف	مرا نام ہو برق جنگ گذار	کہ استاد ہین خواجہ نامدار
تڑپنے مین مین برق رفتار ہون	کہ کون مکار و غدار ہون	کرون سیکرون کوس کی راہ طی
ارسطوے ذی علم شاگرد ہی	بہ زیر قدم غرب ہر شرق تر	چھلاوہ مون مین نام بھی برق ہی

سرما منہ کے بل گرا برق نے آواز دی سلطان نکل چلو سلطان نے ایک سحر کیا کہ
اندھیرا ہوگیا اُسی تاریکی مین پرواز پیدا کرکے طرف آسمان کے روانہ ہوا برق و خواجہ
خیمونکی آڑ پکڑتے ہوے طرف اپنے لشکر کے چلے ملازمان سرما نے سرما کو اُٹھایا دردولت
پیا فراسیاب کے لائے افراسیاب ہر سنکر نکل آیا پوچھا ارے کیا ہوا کہا حضور راہ مین
سلطان ملا ہمارے وزیر سے مقابلہ ہوا سحر مین بیکار کردیا تھا مگر شمیمہ نقب زن نے
آکر تمام معاملہ بگاڑ دیا افراسیاب نے کہا عیاریان کہان ہین سب نے کہا حضور ہمین نہین
معلوم افراسیاب نے کتاب مین دیکھا کہا صبا رفتار نخل مین بندھی ہی صرصر اُسی خیمے مین
بیہوش پڑی ہی اور ساحرونکو بھیجکر صرصر و صبا رفتار کو بلایا حال پوچھا صرصر نے کہا ی شہنشاہ
کنیز اُسکے دام مکر مین پھنس گئی صبا رفتار نے کہا مین نے پہچان لیا تھا راہ مین برق نے
مجھکو گرفتار کیا افراسیاب نے کہا کہان جانے گا حشام جادو کو اُسکے قلعے پر بھیجا ہی
وہان جائیگا تو مارا جائیگا صرصر نے کہا مین گرفتار کرلاؤنگی صرصر اُسیوقت با سامان عیاری
سے آراستہ ہوکر طرف لشکر اسلام کے چلی لیکن حشام جادو فرستادہ افراسیاب طرف
قلعے کے چلا ہی معذور تیغ زن بھانجہ سلطان تاج بخش کا طرف سے سلطان کے
قلعے مین منتظم ہی زوجہ اسکی نسیم گلشن افروز محل مین ہی ہر کارے روز خبرین لاتے ہین ایک دن
خبر پہونچی کہ سلطان اور شہنشاہ سے جنگ ہی پھر خبر ملی کہ افراسیاب نے قید کیا صحبت مین
شہنشاہ کی یہ معرکہ ہوا برہمن کو رہا کیا اُسیوجہ سے یہ سارے جھگڑے ہوے معذور
روتا ہوا محل مین آیا کہا ممانی اماں آپ نے سنا کہ ماموں جان قید ہوگئے مگر مذہب اسلام
اختیار کیا برہمن کی دوستی مین یہ معاملہ ہوا نسیم رونے لگی کہا بیٹا اصل تو یہ ہی وہ مرد ہین
سب عقل والے لوگ اُنکے بس مین ہین کچھ تو سمجھ لیا جو اس مذہب قدیم کو چھوڑا معذور نے کہا
ہر کاسے خبر لائے ہین کہ لشکر کی تیاری ہی نسیم گلشن افروز نے کہا کچھ لوگ جمع کرو وقت

پر چلیں گے بادشاہ کو رہا کر لینگے اور ہم بھی جان دینگے تمام کل فوج تو اسوقت جان اپنے ساتھ لئے
یہاں پانچ ہزار آدمی موجود ہیں جو بنازہ فروش جو حکم دیجیے گا وہ بجا لاینگے جان دینے میں
کچھ تامل نہ کرینگے اتنے میں ہرکارے وارد ہوئے کہ دم بدم کی خبریں ہمکو پہنچتیں پہر رات رہے
ہرکاروں نے خبر سنائی کہ خواجہ عمرو نے گرسالان کو رہا کیا سرما کو بیہوش کرکے اسکو
نکال لیگئے اتنے میں سب خوش ہوئے صبح کو دوسرے ہرکارے آئے عرض کی کہ ملکہ عالم
حشام جادو کو افراسیاب نے روانہ کیا ہے حکم ہے قلعے کو جا کر لوٹ لو معذور نے کہا کہ اب
آپ نہ گھبرائیے کیا ہمارے ہاتھ پاؤں زمین میں گڑ گئے ہیں جو لڑینگے یہ کہکے باہر نکلا ملازموں کو
جمع کیا پکار کر آواز دی یارا نحاضرین تمہارے آقا کے ناموس کو لوٹ لینے کا حکم ہے سب نے
عرض کی کہ ہماری زندگی میں یہ غیر ممکن ہے معذور نے سب سے مکر سامنے فوج کے بیان کیا سب نے
عرض کی انکو اپنے مذہب کا اختیار ہے افراسیاب کو تسلیم کیا دخل اُسی وقت کمر بندی
ہونے لگی معذور پانچ ہزار جوانوں کو لیکر بیرون قلعہ آیا نسیم گلشن افروز قلعے پر سے
دیکھ رہی ہے کہ فوج ہماری اُتری جاتی ہے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سب نے حشام
بدنجام گینڈے پر سوار سحر کی جھولی گلے میں ڈالے ہوئے بارہ ہزار ساحروں سے آتا ہے
اب جو حشام نے دیکھا وہیں سے گینڈا اُڑا دیا ساتھ والوں سے کہا دیار و وہ بھی باہر
نکلے ہیں گھیر کر مار لو بارہ ہزار ساحر اسباب سحر لیے ہوئے معذور کی فوج پر آپڑے اور
ہمراہیان معذور بھی لڑنے لگے نسیم گلشن افروز نے جو دیکھا یہ پانچ ہزار وہ بارہ ہزار
دلے جو گرے لشکر پر تباہی ساحر قتل ہونے لگے معذور بڑی جرأت سے لڑ رہا ہے مگر حشام ساحر
زبردست جسپر جا پڑا یا مارا یا زخمی کیا نسیم گلشن افروز نے گاتی باندھکر چالیس کنیزیں اپنے
ساتھ میں قلعے سے نکلی ایک عقاب پر سوار ہوئی اب جو آکر گری مع چالیس کنیزوں کے جس
غول پر پہونچی اُس غول کو درہم و برہم کر دیا کئی ہزار جوان مار کر گرا دیے لشکر میں تہلکہ
پڑ گیا جو ہوا حشام نے پلٹ کر دیکھا ایک نازنین مہ جبین عقاب پر سوار مثل ستارہ سحری چمک
رہی ہے جس غول پر گری اُس غول کو تباہ کیا اشارے میں سحر کے ابرو ہلا دیے خنجر برسے
مسکرا دی برق چمکی یہ صورت رعنا غیرت جہان آرا جو حشام نے دیکھی بیتاب ہو گیا ہاتھ

ہاتھوں میں رعشہ قلب میں تھرا یا آخر ضبط نہ ہو سکا بے اختیار پکار اُٹھا **نظم**

تری ہم خاطر نازک سے حذر کرتے ہیں / ورنہ یہ ولولے تو پتھر میں اثر کرتے ہیں

دل و دین تھا سو لیا اور بھی کچھ مطلب ہی / بار بار آپ ادھر کو جو نظر کرتے ہیں

فائدہ کیا ہی اگر شرق سے تا غرب پھرے / رہروی ہم کہ جو ہستی سے سفر کرتے ہیں

کیا ہو گر کوئی گھڑی ہاں بھی کرم فرماؤ / آپ اسی راہ سے آخر تو گذر کرتے ہیں

ہم تو ہر شکل میں ہاں آئینہ خانے کی مثال / آپ ہی آئے نظر سیر جدھر کرتے ہیں

تیرے ایام فراق اے صنم مہر گسل / آہ مت پوچھ کہ کسطرح بسر کرتے ہیں

دلکو پھرتے ہیں تجھے ڈھونڈھتے اور رات تمام / جستجو تیری ہی یہ شمس و قمر کرتے ہیں

تا رہیں فتنۂ آشوب جہان سے بیدار / شمع کی طرح سے رو رو کے سحر کرتے ہیں

ملکہ نسیم گلشن افروز نے جو یہ اشعار حماقت آثار گنگنے آواز دی او ملعون کیا جھک مارتا ہی حشام ہاتھ باندھتا ہی تحسین کر رہا ہی کہتا ہی فوج کو بھی منع کر دون کیا مجال جو کوئی لڑائی یا فسانے کا نام لے ملکہ نے مُنھ پھیر لیا حشام اب اس فکر میں ہی کہ جسطرح بنے نسیم کو قبضے میں کر دون ہوا پر قبضہ ہونا دشوار ہر طرف سے سحر کرتا ہوا آتا ہی مگر نسیم تک نہیں پہونچ سکتا قضائے کار سلطان جو رہا ہو کر چلا تھا خیال میں آیا کہ تھوڑے عرصے کے واسطے قلعے میں اپنے چلوں زوجہ وغیرہ سے ملاقات کر کے حاضر لشکر ظفر اثر مسلمانان ہو اس فکر میں طرف قلعے کے متوجہ ہوا کوئی تین کوس قلعہ باقی تھا کہ صدائے عجیب کان میں آئی کچھ دنا دنا سنا ٹا گو نکا ساحرونکے مرنے کی آواز بھی آئی گھبرا گیا دل سے کہتا ہی یہ تو میرے قلعے سے آوازیں آتی ہیں بیقرار ہو کر چلا آسمان پر بلند ہوا اب جو نگاہ اُٹھا کر دیکھتا ہی ہزارہا آدمی آپس میں لڑ رہے ہیں ایک ساحر سبکو قتل کرتا پھرتا ہی بیٹے ہلال کو دیکھا انتہا کا زخمی زوجہ کے سر پر بھی زخم ہی اس حال پر ہلال کو جو دیکھا سلطان سمجھ گیا کہ یہ فوج افراسیاب نے بھیجی ہی وہیں سے نعرہ کر کے گرا منم سلطان تاج بخش بادشاہ کا فران بھیا اے نابکاران پر دغا میں سمجھ گیا کہ یہ بدبخت طرف سے افراسیاب کے ہو گرتے ہی سحر کرنے لگا بڑے جوش میں سلطان نے آتے ہی ہنگامہ ڈالدیا کئی ہزار جادوگر و نکو مارا مغدور کے ہمراہی دو ہزار جوان قتل ہو چکے تھے تین ہزار

بچے ہوے لڑ رہے تھے ہزار مین دس کم رہے دو ہزار مین پچاس سلطان نے آکر زمین ہلا دی ہی
ارادہ ہی کہ جا کر حشام کو مارون کسی کنیز نے کہدیا کہ آپ کی زوجہ کا حشام نام لیتا ہی کلمات
عشق آمیز کہتا ہی ہماری ملکہ وہ راسخ الاعتقاد ہین آپکی محبت کی پابند ہین اسکے سوال کے
جواب سخت دیے دیکھیے ماشاءاللہ کس ہوے لڑ رہی ہین پرے کے پرے درہم وبرہم
کر دیے یہ حالات سنکر سلطان غصے مین کانپ رہا ہی جم کر وہ سحر کیے کہ آگ برسا دی سلطان
تو اس رنگ مین لڑ رہا ہی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا سبھون نے ایک لڑکی کمسن مینڈھیان
گندھی ہوئین اور مستی سر سے ڈھلکی ہوئی زیر پائی بھاری پانون مین گالی باندھے ہوے
وہین سے نعرہ کرتی ہوئی ادھشام بد انجام ہم ملکہ مجبج دو دختر بلند اختر ملکہ ہیران شمشیرزن
سلطان تو مجلس کو دیکھکر عاشق ہو گیا کہا دیکھو اہل اسلام کا یہ طریقہ ہی خواجہ عمرو نے
شب کو آکر اپنی جان لڑا دی ہمکو تمسے رہا کیا شہنشاہ کوکب کی نواسی ہماری مدد کو آئی
مجلس تو شعلۂ جوالہ ہو گئے ہی پرے کے پرے برہم و درہم کر دیے کھلونے مٹی کے ہاتھ مین
تھے کھلونے جو مارے جو کھلونا ہاتھ سے چھوٹا ٹوٹ کر شتر ہوا جسپر پڑا اسکا سر اڑ گیا ایک
ایک وار مین دو دو سو کو واصل جہنم کیا حشام دیکھکر گھبرایا دیکھا مجلس کے سامنے کوئی
وار نہین چلتا جس نے سحر کیا مجلس نے منڈی لیے نارے کہ کھولا سحر کو گردش دی
سحر سا مردنکا الٹا پلٹا انھین پر پڑا دس پانچسو مر کر گرے حشام فکر مین نسیم کی جلاب
شوہر کے آنے سے قلب کو قوت روح کو راحت ہی ایک نخل کے سایے مین کھڑی سحر کر رہی
ہی حشام نے دور سے تاکا دونون پانون مار کر غرق زمین ہوا اسی نخل کے سایے مین آکر
نکلا غفلت مین ملکہ نسیم کی دام جمشیدی مارا نسیم آگاہ نہ تھی دام مین پھنسی خاک جمشیدی
اڑا کر بیہوش کیا اسقدر جلدی آیا کہ کسی نے نہ دیکھا پشتارہ دوش پر لیکر بھاگا نخلستان
کی آڑ پکڑتا ہوا نکل گیا فوج بے سردار کو مجلس و سلطان نے تھوڑے ہی عرصے مین
مٹا دیا جب ہزار دو ہزار باقی رہے فریاد کرتے ہوے روبرو سلطان آئے
عرض کی ہم اطاعت کرتے ہین اُن افسرونکو سلطان نے پناہ دی مجلس کی بڑی طرح کی
سلطان بیٹے سعدو ماچے بحاجت کو گلے سے لگایا کہ ای فرزند بڑا کارنمایان کیا آج

ستے آبرو بچائی ، باتیں کرتے سلطان چارجانب گھبرا گھبرا کر دیکھتا ہے کہ سب ننے زوجہ کی
کسطرف ہے چند کنیزیں خستہ وشکستہ غمزدہ وبیقرار حیران وپریشان سامنے آئیں سلطان نے گھبرا کر
پوچھا تمہاری ملکہ کہاں ہیں کہا حضور قلعے سے جو ملکہ نے معندور کو عالم شکست میں دیکھا
منضبط نہ ہو سکا ہم سبکو ساتھ لیکر نکل آئیں آپ کی لونڈیاں سایہ سان ساتھ تھیں بلی بلی
نے آتے ہی وہ سر کیے کہ زمین کو جنبش فلک کو گرنے کی کوشش بھیا بھاگنے پھرتے تھے
جب حضور آئے اسوقت تک موجود تھیں اب تھوڑے عرصے سے کنیزوں نے نہیں دیکھا
سلطان کے منہ سے آہ نکل گئی کہا یارو تلاش کرو کنیزیں دوڑتی پھرتی ہیں جب آکر
خبر دیتی ہیں کہ حضور کہیں پتہ نہیں ملتا سلطان گھبرا جاتا ہے کہتا ہے یارو غضب ہوا اپنے

دلکو کیا کیکے سمجھاؤں نظم

طریق عشق میں مارا پڑا جو دل بھٹکا — یہی وہ راہ ہے جسمیں ہے جان کا کھٹکا
مزا نہ اپنی جو دے یار سے ہے کا جھٹکا — شب وصال کی گستاخیوں کا تھا کھٹکا
کیا ہے ادھاری نے بلبلوں کو مست — ہرا ہے پھول کے ہر گل شراب کا مٹکا
نہ ہو رہا بھی میسر ہوا بچھانے کو — ہمیشہ خواب ہی دیکھا کئے چھپر کھٹکا
کہوں جو عرش بریں بھی تو کہہ نہیں سکتا — بہت بلند ہے پایہ ترے چھپر کھٹکا
شب وصال میں کھولے قبائے یار کے بند — کرے کھینچکے ٹکلے کو سمنے دے پٹکا
پری سے چہرے کو اپنے وہ نازنین کھولے — حجاب دور ہو ٹوٹے طلسم گھونگھٹ کا
چمن کی سیر میں سنبل سے بہلوان کی — چڑھائے پیچ پر ان گیسوؤں نے بے پٹکا
کبھی تو ہوگا ہمارے بھی یار پہلو میں — کبھی تو قصد کریگا زمانہ کروٹ کا
خدا کو حشر کے دن منہ دکھائیگا تو کیا — یہی جو شرم ہے ابکی بہت ہے پردہ گھونگھٹ کا
بڑا فنی ہے تری رنگین ادائیوں نے غنچہ — ہوس کے دل کو ہے سندری کے چوڑ کا کھٹکا
نہ پھول بیٹھ کے بالا سے سرو اتو قمری — چڑھے جو بانس سکے اوپر یہ کام نٹ کا
پری سے چہرے کے اوپر نہیں ہیں لہراتے — یہ منہ چڑھاتے ہیں گیسوئے یار گھونگھٹ کا
عجب نہیں ہے جو سودا ہو شعر گوئی سے — شراب کرتی ہے آتش زبان کا چٹکا

بھی گھبراتا ہے کبھی خود دوڑ جاتا ہے خود تلاش کرتا ہے جب بے بس ہوتا ہے چیخ مار کر روتا ہے کنیزیں
عرض کرتی ہیں حضور نہ گھبرائیں پتہ ملیگا حرامزادہ کہاں جائیگا مجلس کی بھی کوئی اب خاطر
نہیں کرتا مجلس نے جو دیکھا کہ سلطان اب نہایت پریشان ہے مجلس نے کہا اے سلطان
اب کیوں گھبراتے ہو پتہ ملیگا اتنا تو ثابت ہوا کہ کس مقام پر کھڑی تھیں وہاں سے دریافت کریں
کنیزوں نے حوض کی سامنے کے نخل کے سایہ میں جا کر کھڑی ہوئی تھیں اسی مقام سے غائب
ہوئیں پھر کنیزوں نے نہیں دیکھا مجلس خود اٹھکر اسی مقام پر [illegible] گرنے کا مقام دیکھا خاک
وہاں کی اٹھا کر سونگھی کہا یہاں خاک قبر جمشید کی پھیلی گئی ہے اسی مقام پر کسی نے معلوم ہوتا
ہے گرفتار کیا دیکھو حال کھلا جاتا ہے سلطان اور زیادہ بیقرار ہوئے مجلس نے وہاں کی خاک
اٹھائی بر تختہ رمل سے تھوڑی سی [illegible] ایک پتلہ بنایا اپنی انگلی کو چاک کیا چند قطرات
خون سر پتلے کے ڈالکر آواز دی ارے بتا تو او پتلے نسیم گلشن افروز کو کون لے گیا
کیا سانحہ ہوا کیا افتاد پڑی مفصل بتا اگر خلاف کہیگا تو میں سمجھے پھونک دونگی پتلہ
قہقہہ مارکر ہنسا کہا حضور میری مجال ہے کہ میں آپ سے جھوٹ بولوں پتلے نے کہا صاف صاف
تو یہ ہے کہ احتشام جادو ملکہ عالم کو دیکھکر عاشق ہوا وہی گرفتار کر کے لے گیا ایسا غضب
میں آیا [illegible] زبان ہلا سکیں یہ کہکر پتلہ پھر خاک ہو گیا سلطان نے ایک عرضی واسطے
کوکب کے لکھی [illegible] خواجہ عمر [illegible] مضمون [illegible] آپ لوگوں کے احسان سے
سر نہیں اٹھا سکتا ہوں یہ صدق دل مسلمان [illegible] حاضر خدمت ہونگا ایک وقت میں پتلہ [illegible]
[illegible] احتشام لے گیا اب میں تلاش کرتا ہوں [illegible] تو حاضر خدمت ہوں
دونوں عرضیاں مجلس کو [illegible] ساتھ والوں نے [illegible] کیا کہا ہم تلاش کو جاویں
حضور تشریف رکھیں [illegible] جانباز [illegible] تلاش [illegible] کر کے لائیں سلطان نے
نہ قبول کیا کہا یہ [illegible] میری [illegible] در طلب [illegible] نظم

وحشت سے ہے بحال [illegible] جسم زار کا	اک [illegible] سے ہے خار زار کا
دو [illegible]	آنکھوں [illegible] مرے انتظار کا
[illegible]	دو چار روز [illegible] موسم بہار کا

حاضر ہی صید گاہ محبت مین دل مرا	ہی شوق تجکو صید فگن گرشکار کا
یاس غم و الم تپش و داغ و رنج و درد	جاتا ہی ساتھ تجکو ہمین دین جار کا
مانند نقش پا نہین اُٹھنے کا ای ظفر	بستر گلی سے یار کی اس خاکسار کا

سب مصاحب خاموش ہوے عرض کی سرکار کو اختیار ہی سلطان نے معتمدو سے سب معاملے سپرد کیے کہا ای فرزند اب تجکو اختیار ہی مین تو تلاش مین اپنی محبوب جانی یا جاودانی کی جاتا ہون اگر پا گیا تو فوراً آتا ہون اگر اسی حیلے سے قضا ہی تو ناچار ہون یہ کہکر سلطان یکہ و تنہا تلاش مین اپنی زوجہ کی روانہ ہو ئے طلس جادو برق دیفروزی خدمت مین کوکب کی آئین تمام کیفیت عرض کی عرضیان سلطان کی ایک خواجہ کو ایک کوکب کو دی خواجہ عرضی پڑھکر بہت بیتاب ہوے اور فرمایا کہ حقیقت مین سلطان صاحب ایمان نے بڑی جفا اٹھائی مین بھی تلاش مین اُسکی زوجہ کی جاتا ہون اگرچہ خدا چاہیگا تو تلاش کرکے لاؤنگا یہ کہکے خواجہ عمرو بالباس عیاری سے آراستہ ہوکر تلاش مین حشام جادو کی روانہ ہوے بہار رباغ باغ اپنے لشکر مین آئین ملکہ مہرخ سے سب حال بیان کیا نو افشان و برہمن و کوکب اپنے اپنے مقام پر گئے ملکہ شہلاے نرگسی چشم اپنے قلعے مین بہ اطمینان بیٹھین اب حال حشام بےانجام مزے ہوتا ہی کہ نسیم گلشن افروز کو لیکر چلا چند جادوگر ساتھ ہین ایک صحرا مین آکر شہر اسب سے کہا کیون یارو کیا صلاح ہی اگر خدمت مین افراسیاب کی جاؤن وہ رنجیدہ ہونگے کہ مین نے شکست کھائی اُنکو نامہ نہین لکھا کہ مجہپر شکست فاش واقع ہوئی اب مین کیا کرون اگر ملک کوکب مین جاؤن اُنکی شراکت کرون تو مذہب لات پرستی ترک کرون علاوہ ازین وہ میرا ساتھ ہونا کیون قبول کرینگے اُنکے معتقد ہوئی مخلبج جادو کو براے مدد بھیجا ہی مین نے اُنکے مقابلے مین شکست کھائی اب کچھ بن نہین پڑتا کہ کیا کرون لیکن بارہ کوس پر یہان سے قلعہ ہی وہانکا اقلام جادو ساحر زبردست میرا بھائی حاکم و ناظم ہی وہ البتہ مجھسے بہ محبت ملیگا خاطر و مدارات کریگا بعد چندے سمجھا جائیگا سب نے کہا یہی بہتر ہی اپنے بھائی کے پاس چلیے اس صلاح پر قیام کرکے طرف قلعۂ اقلام کے چلے اقلام جادو افراسیاب کا خراج گزار بھائی

حشام کا قلعے مین اپنے بیٹھا ہو کہ ہرکارون نے خبر دی آپ کے بھائی صاحب حشام جادو
فنو سلطانیہ سے شکست کھا کے آتے ہین تین سو جادوگر ہمراہ ہین یہ سنکر اقلام واسطے استقبال
کے نکلا ساتھ دیوون سے کہتا ہوا وہ تو ساحر لاجواب مصاحب افراسیاب ہو کیا ماجرا
گذرا کہ اُسنے شکست کھائی حشام نے ملکہ نسیم کو ایک صندوق مین بند کیا صندوق پھیرے
پر لاد لیا ہو ابھی تک ہوشیار نہین کیا ہو کہ اقلام آکر بھو بجا بہ محبت ملا کہا بھائی یہ کیا سو کہ گذرا
حشام نے رورو کر سب حال اپنی شکست کھانے کا بیان کیا کہا ایک مکان عمدہ مجھے خالی
کرا دیجیے اقلام حشام کو لیکر بہ اعزاز واکرام قلعے مین آیا ایک مکان عمدہ خالی کرا دیا
حشام خوشی خوشی اُس مکان مین آیا ساحر ساتھ کے الگ جا کر اُترے اب تو حشام نے
اُس مکان مین انتظام شراب وکباب کیا سب اسباب عیش ونشاط اقلام سے مانگا قلعہ
مین مسند بچھائی اسباب عیش ونشاط چن دیا اب ملکہ کو ہوشیار کیا لا کے مسند پر بٹھایا زبان
مین سوزن سے دی ہو ملکہ کی جب آنکھ کھلی دیکھا حشام ہاتھ باندھے بیٹھا ہوا روتا ہو
کبھی گھبرا کر عرض کرتا ہو مین تابعدار قدیم ہون مجھکو بہ غلامی سرفراز فرمائیے تجھسے خطا تو ہوئی
کہ آپ کے ملک سے آپکو چھڑایا مگر غلام اپنے ہوش مین نہین ہو جو فرمائیے بجا لاؤن مجھکو
کسی امر مین عذر نہین ہو کیا کیفیت اپنی عرض کرون نظم

تپ ہجران سے مجھکو غش پہ غش پیہم جو آتے ہین
جنونین کام لین نشتر کا ہم خار صحرا سے
وہ چوب خشک ہو نہین جسکو جلنے سے نہین فرصت
ترے دیوانے سوتے مین بھی پابند تکلف ہین
نگہ کرتے ہین غیرون کی طرف نذر دیدہ نظر دنسے
بُرا ہو جوش رشک کا تحمل ہو نہین سکتا
ہراک سے کہتے ہین بے پوچھے وہ بیتاب ہوکر

اُسی کوچے کی مٹی اوگ لالا کر سنگھاتے ہین
فساد خون سودا ہو بہت تلوے گھماتے ہین
وہ سبزہ ہون کہ رہروجسکو اکثر روند جاتے ہین
گل داغ جنونسے رخت عریانی بساتے ہین
ہمین سے دیدہ و دانستہ وہ آنکھین چرانے ہین
مین کتنا ضبط کرتا ہون مگر آنسو بھر آتے ہین
ابھی ہم مست بیخود کو منی دیکھے آتے ہین

یہ کلمات واہیات سنکر ملکہ نسیم گلشن افروز کا چہرہ سرخ ہو گیا کہا او ہیجیا کیا بیہودہ بکتا ہو ہم تیرے
گنہگار ہین تیرے اختیار مین ہین قتل کر یا قید کا حکم دے یہ کیا بیہودہ بکتا ہو میرے

شوہر سلطان تاج بخش کو تو نے نہین دیکھا اگر ہماری قضا سیر آئی ہو تو کیا اختیار ہی اگر وہ بہ عنایت پروردگار یہان تک پہونچگئے تو قلعے کو بہ باد فنا اڑا دینگے تجھکو بھی زندہ نہ چھوڑینگے جھلا کر حشام نے کہا او ملکۂ عالم یہ خیال رہے کہ میرے قبضے سے نکلنا دشوار ہی عمر بھر قید رہوگی کبھی حشام منت کرتا ہی کبھی غصے مین آکر کانپتا ہی مگر اقلام جادو اپنے مقام پر حیران ہی کہ حشام شکست کھا کے آیا اسباب عیش و نشاط کیون طلب کیا معلوم ہوتا ہی کوئی معشوقہ اُسکے ساتھ ہی یہ سوچکر بشکل عقاب بالاے بام آیا سر اٹھا کر دیکھا ایک نازنین مہ جبین قمر طلعت حسین و خوبصورت سرو باغ رعنائی عندلیب بوستان زیبائی زبان مین سوسن غنچہ دہن خیال تنگ ناموس مین سر جھکائے بیٹھی ہی حشام باتین کر رہا ہی وہ ماہ وش معشوقہ سرکش ہر مرتبہ انکار کرتی ہی کبھی مجبور ہو کر روتی ہی دیکھتے ہی اقلام عاشق ہوا بیہوش ہو کر کوٹھے پر گرا عرصہ دراز تک ایڑیان رگڑا کیا جب ہوش آیا اپنے کو اُسی مقام پر پایا اُس نازنین کو حشام نے قفس آہنی مین بند کر کے لٹکا دیا آپ بیٹھا ہوا اشعار عاشقانہ بیخودی مین پڑھ رہا ہی

نظم

جائیگا میرا جنون اُس لب کے چھونے آب سے
تصفیہ ہوگا تو ہوگا شربت عناب سے

کیا نزاکت اُسکی لکھی جائے مجھ بیتاب سے
جسکے تن مین فرش مخمل پر نشان ہو خواب سے

سرو ہان ہوتے ہین خم اور جسم سے اس جا جدا
تیغ ابرو کو کبھی نسبت نہ دون محراب سے

حال میرے سینۂ سوزان کا مجمر سے کھلا
بیقراری دلکی ظاہر ہو گئی سیماب سے

راحت دل دور ہی جیسے قریب دشمنان
غم کی نزدیکی ہوئی ہی دورے احباب سے

سود و یاقوت سے وصف لب جانان لکھا
وصف دانتونکا لکھا ہی موتیونکی آب سے

راز پوشی حیف عالی ہمتون مین بھی نہین
حال کھل جاتا ہی سب کا چادر مہتاب سے

اشک کے قطرونسے رونے مین نکلتے ہین شرر
اے صنم پیدا یہان ہوتی ہی آتش آب سے

عصر مین یون ہی ضیا روے علی سے اے قبول
ماہ مین ہی نور جیسے مہر عالمتاب سے

اقلام یہ سب حال دیکھکر روتا ہوا کوٹھے سے اُترا رفقا نے پوچھا کہ حضور خیر تو ہی آپ کو تو بہت متغیر پاتے ہین اقلام نے کہا یارو کیا بیان کرون بھائی صاحب حشام کو بلاؤ سردار

دوڑتے ہوئے گئے حشام اس حال سے آیا رنگ رو زرد لب پر آہ سرد دل میں درد دو ہم شکون پر تھی آنکھوں میں تری حواس میں ابتری اقلام نے گلے میں ہاتھ ڈالا کہا بھائی صاحب آپنے بڑے صدمے اٹھائے لشکر تباہ ہوا مصاحبت شہنشاہ کی چھوٹی اب جو عرض کرون اُسکو قبول فرمائیے یہ ملک یہ مال سب آپکا ہی جسکو چاہیے تخت پر بٹھائیے جسکو چاہیے بخشدیجیے بارہ ہزار جادوگر ملازم ہین ان سبکو لیجیے اپنی خدمت مین رکھیے مین خدمت گزاری مین حاضر ہون اگر حکم ہو بہ نیابت کام کرون آپکی طرفسے جاؤن تحصیل کرکے آپ کی خدمت مین حاضر کرون مجھے کچھ کمی نہ ہوگی مگر ایک امر قبول کیجیے آپکا عمر بھر ممنون و شکر گزار ہونگا مین اپنا حال کیا بیان کرون کہ جو کیفیت ہی

نظم

نالہ ہاے دلسے درد ہجر جانان تنگ ہی
اسقدر غل ہی مرے گھر مین کہ مہمان تنگ ہی

دم گھٹا جاتا ہی دو صد سون ہیلی ہی دست جنون
طوق آہن سے سوا میرا گریبان تنگ ہی

داغ دل ای باغبان تیرے گلشن سے وسیع
دل کشادہ ہی مرا تیرا گلستان تنگ ہی

پاؤن کے نیچے سے سجے سرکی جاتی ہی زمین
کثرت عشاق سے اب کوے جانان تنگ ہی

دل کہان بہلاؤن مین وحشی تمہاسے عشق مین
وسعت وحشت سے عالم کا بیابان تنگ ہی

دل بھر آیا سیر گلشن مین جو یاد آیا وہ گل
میرے نالونسے ہر اک مرغ خوش الحان تنگ ہی

کونسی جا ہی جہان نالے کرے وحشی ترا
کوہ نالان ہو رہا ہی اور بیابان تنگ ہی

کشمکش حد سے سوا ہی دیکھیں ٹھہرے کون کون
دل بہت ہین کوچۂ زلف پریشان تنگ ہی

دو ہی دن مین ہمتو گھبرا کر نکل آئے یہان
ای پری تیری گلی سے باغ رضوان تنگ ہی

روز و شب جو نور دونون عارضونکا ہی فزون
ماہ تابان دنگ ہی مہر درخشان تنگ ہی

یاد دندان مین نکلتے ہین وہ اشکون کے گہر
پانی پانی ہی عدن اور ابر نیسان تنگ ہی

روح سیر باغ رضوان کی ہی مشتاق ای قبول
اس قفس مین آج کل مرغ خوش الحان تنگ ہی

حشام نے کہا بھائی صاحب مین آوارۂ دشت مصیبت مقید زندان آفت تمہارے گھر کو دامن پناہ جانکر آیا آپ کی وجہ سے آرام پایا بس میرے پاس کیا ہی جو حضور لینگے جان حاضر ہی اگر تلوار کے نیچے سے ہٹاؤن تو مجھے بنا زمند نہ کہیے گا مین ہر طرح تابعدار ہون جو حکم

کر گیا ہے وہ بکتا ہے معشوق پر چہرہ کا دیکھنا بھی نصیب ہوگا۔ جب سرکرا اقلام نے طبل جنگی بجوایا
حشام نے بھی حکم دیا دونون کے یہان طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین حشام نے ایک خیمے
مین ملکہ کا قفس رکھا ہے دس بارہ جادوگر دیئے حفاظت سے متعین کیے اپنے مقام پر پہنچا وہ یہی
کہتا ہے سامری وجمشید کے نام کو آگ لگے کیا غضب کی تقدیر کی ہے ملکہ اور شت ادبار مصیبت
مین گرفتار دیکھیے اب کیا تقدیر مین ہے کبھی خیمے مین جاتا ہے کہتا ہے ملکہ عالم آپ نے سنا
بھائی صاحب بگڑے ہین ملکہ. شاہزادی کوئی مین نہ زبان سے ہماری سونے نکالے تو پھر ہم تماشہ
دکھائین حشام سر جھکا کر چلا آتا ہے اپنے مقام پر پہنچا انتقام کرتا ہے ہم تیار ہو رہے ہین
کہتا ہے ان تبارہ [illegible] کی کیا حقیقت ہے ایک سحر مین تباہ کر دونگا نہین معلوم اقلام اپنے دل
مین کیا سمجھا ہے معشوق کو مانگتا ہے مین جان دونگا معشوق کو نہ دونگا خود اسکا قلعہ چھین لونگا
رات بھر یہی ساختہ گذرا ادھر اقلام نے بھی سحر تیار کیا کہتا ہے نکلتے ہی آگ برسا دونگا میان
حشام کو بھاگتے راستہ نہ ملیگا ابر سحر دونون طرف تیار ہین چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری
آسمان پر چمکا حشام نے اسباب سحر اپنے جسم پر آراستہ کیا تاج زرین پہنکر آئینہ دیکھا اپنی
صورت دیکھکر مغرور ہوا دل سے کہتا ہے اس صورت پر سامنے معشوق کے جاؤنگا کہ دیکھکر
وہ بت صورت زیبا دیکھکر ہی ہو تیغ بردست گھائل بھی ہو یہ سوچکر اس خیمے مین آیا
دیکھا قفس نہین معلوم ہوتا حیران ہوگیا خیمے مین چار جانب دوڑتا پھرتا ہے کبھی اپنے ہاتھون
سے زمین ٹٹولتا ہے خنجر مار کر روتا ہے کبھی بیقرار ہوکر پکارتا ہے ہائے کیا ستم ہوگیا

نظم

سلسلہ سلک در شک کا اب کیا چھوٹے — دُر یکتا سے ہم اپنے لب دریا چھوٹے
ایک بوسے کے لیے ساتھ پڑا پھرتا ہون — صدقہ جان کے دیدہ کہین پیچھا چھوٹے
مصیبت دو مرے پر توڑ دو نہ منقارون سے — صید اسکا ہون یہ کیا ذکر جو ناسا چھوٹے
بانکپن ختم کرو اپنا کسی دن نہ پھر — نیمچہ کوئی چلے کوئی طمنچا چھوٹے
کوچۂ یار کی جانب کو دما چل نکلین — ناتوانی سے اگر ساتھ ہمارا چھوٹے
در بھی ہو بند تو غمزونکے لیے وا ہو جاسے — نیچے غرفے کے جو ہم آئین تو پردہ چھوٹے
شہد شیرین مین لب جو ایسے تجھے بوسہ دے — نہین ممکن کہ دہن سے دہن اسکا چھوٹے

دن کو ہو مہر فدا رات کو صدقے مہتاب
مین معشوق کیا عشق نے مجھ عاشق کو
اُسکے مین پانون جو چھوتا ہون تو کہتا ہی وہ شوخ
مجھسے عاشق کو بھلا ہجر مین ہو فکر شفا
لے چکے بوسہ جبو کوچۂ جانان سے قبول

تیرے چہرے پہ اگر زلف سمن سا چھوٹے
مین نہ چھوڑون جو مرے یار کا سایا چھوٹے
کہین ایسا نہ ہو اب ہاتھ ہمارا چھوٹے
مرض الموت ہوا ور اُسپہ مسیحا چھوٹے
اب خدا جانے کہ ہاتھی چھٹے گھوڑا چھوٹے

چخین مار مار کر رو دیا مصاحب اندر گھس آئے دیکھا تو حشام تنہا کھڑا رو رہا ہی مصاحبون نے
عرض کی حضور خیر تو ہی کیا سحر کہ ہی کہا یارو قفس ملکہ کا غائب ہوگیا کہا آپ تو ملکہ کے واسطے
رو رہے ہین اقلام لشکر لیکر میدان مین آگیا پکار پکار کر کہہ رہا ہی کہ میان حشام کہان ہین
یا تو مجھسے آکر مقابلہ کرین اگر اپنی جان بری چاہتے ہین تو معشوق کو حوالے کر دین طبل بجا رہا
ہی سحر تیار کرکے آیا ہی بارہ ہزار فوج ساتھ ہی آپ یہان رو رہے ہین حشام نے کہا بھائیو مین تو
لٹ گیا میری تو اب زندگی دشوار ہی اب مین اقلام سے کسواسطے مقابلہ کرون نہین معلوم
کون دشمن لگا ہوا تھا کہ ملکہ کا قفس لے گیا مجھے داغ کامل دے گیا اب دیکھون تقدیر کیا
دکھائے اگر مین یہ جانتا کہ ملکہ غائب ہو جائینگی تو اقلام کو حوالے کر دیتا دل سے نہ مانتا
کہ یکایک لشکر مین شور و غل ہوا ایک سردار نے آکر عرض کی چہار جانب سے لشکر اقلام نے
آپ کو گھیر لیا اب حملہ کرکے آتے ہین گھبرائے حشام باہر نکلا دیکھا گرد بلند مثل ابر کڑک
رہا ہی سبکے آگے اقلام بڑھا ہوا ہی گرز ہاتھ مین جب خیمے مین ملکہ نہین اُسی خیمے کی جانب آتا ہی
حشام نے پکار کر آواز دی کہ بھائی صاحب بیوجہ بندگان سامری کی خونریزی ہوتی
آپکو کچھ معلوم ہی کہ کیا ہوا مین تباہ ہوگیا نہین معلوم کون ظالم لگا ہوا تھا ملکہ کو لیگیا مین بکو
کیا جو ادھر دون یہ سنکر اقلام کے بھی ہوش اُڑگئے کہا بھائی صاحب کیا کہتے ہو حشام نے کہا
بھائی صاحب جو مین نے عرض کیا آپ نے نہین سنا یہان چلے آیئے اپنی آنکھون سے دیکھیے
خیمہ خالی پڑا ہی یہ سنتے ہی اقلام گھوڑے سے کودا حشام اقلام کو اسی خیمے مین لیکر آیا کہا
بھائی دیکھو یہان قفس اسکا تھا اب کہین پتہ نہین معلوم ہوتا مین کہان تلاش کرون
کدھر جاؤن اقلام نے کہا کسی دشمن کا خیال ہی کہا بھائی قریب تو یہان کوئی میرا

دوست اور دشمن نہین اقلام نے ہاتھ پکڑ لیا کہا بھائی تمنے بڑا غضب کیا ایسی معشوق پریچہرہ کو کھو یا ہمارا کہنا نہ مانا احتشام کہتا ہی بھائی مین کیونکر مانتا مین نے اُسیکے واسطے صحبت افراسیاب کو چھوڑا تمھارے پاس حاضر ہوا تھا تمنے یہ فساد برپا کیا اب فلک نے یہ سامان دکھایا اب کہو بھائی مین کیا کرون اقلام کو یہ حال سُنکر سناٹا آگیا کہا بھائی کوئی دشمن تو لگا ہوا نہین تھا احتشام نے کہا میرے ظاہر مین تو کوئی نہین اب ہم تم دونون ملکر تلاش کرین اقلام کو بھی نہایت تردد ہوا احتشام نے یہ بھی آخر مین کہا اگر وہ معشوق ہرگز ملجائے خواہ تم قبضہ کرو خواہ مین قبضہ کرون اب دونون آپس مین ملے اقلام نے بارگاہ مین بیٹھکر سردارونکو جمع کیا احتشام بھی ایک جانب بیٹھا ہی کبھی روتا ہی کبھی آہ کرتا ہی کہتا ہی یارو کیون نہ میری بات مین درد ہو جب لب پر آہ سرد ہو نظم

جوان و پیر کے دل مین ستم سے درد ہوتا ہی　　ہمارا شعر جو ہی عشق مین وہ فرد ہوتا ہی
جسے ہی عشق کامل جام پاتا ہی شہادت کا　　جلا جو خوب آب تیغ سے وہ سرد ہوتا ہی
عجب ہی عشق قاتل تیری شکل زعفرانی کا　　کہ جب مین دیکھتا ہون ڈر سے چہرہ زرد ہوتا ہی
تمھارے عشق نے تاثیر بخشی ہی بنالون کو　　دل نالان نہ مرے اب تو نالان درد ہوتا ہی
کبھی گلگشت کو گلشن مین جاتا ہی جو وہ گلرو　　رخ رنگین سے اُسکے زرد ہر ہر ورد ہوتا ہی
زمانے مین فریب بیوفا نامرد کھاتے ہین　　نہ ٹھوکے جو عروس دہر پر وہ مرد ہوتا ہی
مجھے دیتا ہی وہ ایسی شراب صاف کا ساغر　　کہ جام آب حیوان جسکے آگے گرد ہوتا ہی
سفیدی اور ترشح ایسی دندان نے پائی ہی　　ترے دانتون سے جو گھستا ہی گوہر زرد ہوتا ہی
ہوا جب مجکو ڈر کر جان جو کا اپنا گھر بھولا　　کہا جب تک نہ شمس زرد شکل زرد ہوتا ہی
حسن خاشاک سے شعلے کبھی بجھتے نہین دیکھے　　ترے کوچے کا گویا تپ مین باد آورد ہوتا ہی
کیا ہی ذبح تو سرگرم ہو تجہیز و تکفین پر　　ترا عاشق کوئی ساعت مین قاتل سرد ہوتا ہی
قبول رہتی مرا ایک جرم ہی حاسد جو میرا ہی　　مرا ہر چہرہ صاف اسلیے دل کو گرد ہوتا ہی

اقلام نے کہا بھائی اسقدر بیقرار نہ ہو مین تلاش کرتا ہون ابھی پتہ ملیگا یہ کہکے حکم کیا بھیسے عیار طرار کو بلاؤ عقیل تیز رو بانداز عیاری سے آراستہ سامنے آکر حاضر ہوا

چاہیں ایک بیچے نشست پر دست بستہ عرض کر رہے ہیں کہ کیا حکم ہوتا ہے اقلام نے کہا تمنے سُنا
ملکہ نسیم گلشن افروز کا کوئی قفس چرا لیگیا تم اسکی تدبیر کرو کس دشمن نے ایسا کام کیا عب
عقیل عیّار رو نے عرض کی غلام پتہ لگاتا ہے جستجو مین نے پائی بھی ہے اب اسوقت حضور کے
کہنے سے خیال آیا کل ایک نئے شخص کو مین نے دیکھا تھا اب اسوقت تک کیفیت خیال آئی
کہ غیر شخص ہمارے لشکر مین کیون پہونچا اور خاص کر کے مین نے یہ دیکھا کہ قریب بارگاہ حشام
پھر رہا تھا اسکے طریقے سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی کی تلاش مین ہے اقلام نے پوچھا وہ کون
شخص تھا کیا حضور پہچانتے ہیں وہ نوس پر قلعہ ہے کہ جس قلعے کو قلعۂ سالوسیہ کہتے ہین وہان کا حاکم
سالوس مردار خوار ہے کل وہ شخص خیمون کے قریب بارگاہ حشام پھر رہا تھا چونکہ مین ہوشیار
ہمارے ہمت دیکھتا بھی تھا اب پہلے مین اسی خیمے مین جاتا ہون یہ کہکے عقیل بہ ہنرہائے
عیاری سے آراستہ ہوا صورت بدل کر طرف قلعہ سالوسیہ کے روانہ ہوا حقیقت مین
سالوس مردار خوار اپنے قلعے مین بیٹھے بیٹھے یہ حال سُن رہا تھا کہ زوجہ سلطان تاج بخش
نہایت حسین و جمیل ہے حشام و اقلام سے آپس مین فساد ہے دونون اُس ایک محبوب پر
عاشق ہین سالوس اُٹھکر اشتیاق مین خود چلا لشکر مین حشام کے آیا پشت بارگاہ سے کھڑے
ہوکے فکر کرنے لگا عقاب بنکر نخل پر بیٹھا قبۂ بارگاہ پر آیا نگاہ پڑی جمال جہان آرائے
نسیم گلشن افروز پر آپ سے باہر ہوگیا دن بھر بصورت مبدل لشکر مین پھرا پھر رات کو
اُسیطرح سحر کرتا ہوا بارگاہ مین آیا قفس اُٹھا کرلے گیا اپنے قلعے مین لایا ایسا اشتیاق تھا کہ
مسند پر بیٹھا زبان سے سوزن بھی نکالی جب ملکہ کو ہوشیار کیا ملکہ کی آنکھ کھلی ایک اور ساحر
سیاہ رو بدخو کو اپنے سامنے پایا صورت نحس دیکھکر تھرا گئی بیٹھا ہوا تحسین کر رہا ہے کبھی خوشامد
کرتا ہے کبھی غصہ کرتا ہے ملکہ نے کہا اے شخص مجھکو کہا جا تو کون ہے مجھکو آفت مین پھنسایا آخر
کیون اُٹھا لایا سالوس نے کہا مین بادشاہ قلعۂ سالوسیہ ہون سالوس مردار خوار لقب
ہے آپ کا نام نامی سُنکر عاشق ہوا اُن ظالمون کی قید سے تمکو نکال لایا ملکہ نے خیال جو کیا
ہاتھ پانون میرے قابو مین ہین کہا کہ جا کر شراب تو لا مین قید مین اُن ظالمونکے بھی شراب
کی نوبت نہین آئی عاشق کو معشوق کی بات مشکل وحی معلوم ہوتی ہے اتنا جو ملکہ نے منہ لگایا

کہا شرب کے واسطے وزیر ملکہ نے تو ل چھوڑی تھی اب جو سحر کیا تو ملکہ تو گر نکلی غرہ کیا
سمجھ ملکہ نسیم گلشن افروز یہ سمجھ کے یہ بیمار ہوئی تھی سالوس نے ملکہ بالا سے آسمان دیکھا
جو ستارہ وہ سحری بنکر نکلوت سالوس نے پیچ اور کر کے وزیر کی ہے یار و وزیر وہ معشوقہ کلی ہوا تو
بجز کئی ہزار جادوگر وزیر سے سحر کرنے لگے سالوس نے اٹھا کر گولا اعلیٰ یہ کہ زمین کو
گرتین ساحروں نے چونکر فتنہ زمین ملکہ نے سنگریزے اٹھا کر مارے پتھر برسنے لگے
کئی سحر جادوگر وزیر سے ہنگامہ گرم ہو ملکہ ہر چند تڑپ کر بلند ہوتی ہیں چاہتی ہیں کہ تڑپ کر
نکلوں جب سالوس ہو رہا ہے ملکہ پھر زمین پر آن میں کبھی سنگریزے مارے کسی کا سر پھٹا
کسیکا ہاتھ ٹوٹا ہے وہ تیہی ہنگامہ ہوتا ہے عقیل تیز رو عیار جو چلا تھا اُسوقت یہ کر پہونچا
دیکھا قلعے میں ہنگامہ برپا ہے ہزار ہا جادوگر ونکے ہاتھ سے تڑپ رہے ہیں عقیل تیز رو جا کا اگر
حشام واقلام سے بیان کیا کہ ملکہ وہاں گرفتار ہیں کئی ہزار ساحروں میں تنہا تڑپ رہی ہیں یوں
بیقرار ہوکر وزیر نے ہزارہا ساحروں کو لیکر چلے لیکن مہر سپہر عیاری وقطب فلک خنجر گزاری
شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو نامدار جو تلاش میں نکلے تھے پھرتے ہوئے اسی قلعے میں
پہونچے دیکھا ایک نازنین تڑپ رہی ہے ساحر بنکر دریافت کیا کہ نسیم گلشن افروز زوجہ
سلطان تاج بخش تڑپ رہی ہے سالوس مردار خوار عاشق ہوکر لایا تھا خواجہ عمرو کو یہ حال
سنکر بڑا تردد ہوا جی میں کہتے ہیں کہ خواجہ کیا کروں اس سوچ میں کھڑے ہوئے دیکھ
رہے ہیں اب خواجہ نے سالوس کا پتہ پوچھا کیا جہاں پر یہ سحر کرتا ہے وہیں جا کر کھڑے ہوئے
میں یہ بھی کئی مرتبہ ہاتھ جوڑ کر حضور کیا خوب سحر کرتے ہیں یہ سحر میں عورت کو بلند نہیں ہونے
دیتے اب تک تڑپ تڑپ کر نکل گئی ہوتی سالوس تعریف پر خوش ہوجاتا ہے یہ بھی دیکھا کر
ایک بڈھا جادوگر دمبدم تعریفیں کرتا ہے اسنے اکثر سلام بھی کیا خواجہ نے کہا بیٹا ہمنے تو
سامری وجمشید کی آنکھیں دیکھیں آسمان پر ساتھ سامری کے جاتے تھے سامری
سے جا کر غنس گئے ہم بھی جوان وہ بھی جوان بڑے مزے ہوتے تھے ایک دن سامری
نے دیکھ لیا مجھے آسمان پر سے گرا دیا پانچسو برس ہوئے زمین پر آیا آخر بڈھا ہو گیا آپکی
خدمت میں آیا ہوں اس عورت کو گرفتار کروں سامری کا بنایا ہوا سحر کروں کیا کسی

بات مین عاجز ہون سالوس نے کہا آپکا نام نامی کیا ہے کہا مجھکو نیرنگ آسمان سیر کہتے
ہین ساحرون کے فراق مین رویا کرتا ہون وہ بھی برسون مین چھپتے چھپتے آپ ہی آتی ہین مطلب
دلی حاصل ہوتا ہے سالوس نے کہا بڑے میان بڑے زندہ دل آدمی ہو بیک ملکہ نسیم
نے سحر کیا برق چمک کر ساحرون پر گری کئی سو کے سر اڑ گئے پھر چمک کے بلند ہوئی اب پھر
سالوس نے سحر کیا نسیم پھر زمین پر آئی سالوس کو بڈھے نے بڑھکر گولہ دیا کہا یہ گولہ
پھینک مارئیے سالوس نے گولہ ہاتھ مین لیا گولہ تڑاق سے پھٹا سالوس کے منہ پر دھوان
ہو بجا لڑکھڑا کر گرا عمرو نے گرتے گرتے خنجر مارا سالوس کا شکم چاک فقرہ پاک عمرو نے
اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو

ولتصنیف مصنف

عمرو ذو حشم مہتر مہتران
اڑاتا ہون کفار کے مین دھوئین
مری جان سے ہے صبا پائمال
مرا افسر ذو حشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے

مری نسل سے عدو بپا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو زیر زمین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

مرا نام ہے خواجۂ خواجگان
مرے نام پر خود شیدا ہوا
اور عمر ہی گلشن قتیل و قتال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے

سالوس کا مرنا تھا پھر تو چھا گیا آواز مین مصیب آنے لگین

آندھیان سیاہ، تھمین بعد عرصہ دراز آواز آئی تھی مرا نام مین سالوس مردار خوار ہو نسیم
کو آواز عمرو سنکر بڑی خوشی حاصل ہوئی قریب آکر ساحرون سے بچایا کہا خواجہ شوہر میرا
مطیع اسلام ہے مین بھی شہنشاہ کی کنیز ہون اب مین لشکر کو تباہ کرتی ہون یہ کہکے اول تو
ایک سحر کردیا کہ خواجہ کے گرد کوئی نہ آنے پائے تب جو گرد سے بلند ہوئی غول کے
غول تباہ کر دیے دو تین مرتبہ ابر بلند ہوئین اور گرین کہ صحرا سے گرد اڑی حشام و اقلام
پیدا ہوے بارہ ہزار جادوگر ساتھ مین دونون نے دیکھا کہ ملکہ لڑ رہی ہین جادوگرون مین
تلاش کر کے سالوس مردار خوار مارا گیا ان دونون نے کہا کہ ملکہ کو گرفتار کرلو عمرو نے دیکھا حشام
و اقلام سحر کرنے لگے جب ان دونون نے سحر کیا ملکہ تھرا کے گرین اور بلند ہوئین جب گرین
مین سے سر قلم کیے ہنگامہ گیر و دار بلند ہو سو دو سو کو بیہوش کر دیا لاشون سے میدان بھر دیا
حشام زمین پر اس فکر مین پھر رہا ہے کہ ملکہ گرین اور مین بیہوش کرکے لے نکلون اقلام

تڑپ کر رہجاسے مجکو نہ پاسے خواجہ عمرو لوٹتے پھرتے ہین جو جادوگر مرکر گرا اسکی کمر ٹٹولی
تھیلی ہمیانی کھولی کسیکو برہنہ کرکے ڈالا حشام ناک رہا تھا ملکہ نسیم ایک مقام پر گرین
زمین پر اپنے کو قایم کیا چاہا کہ سنبھل کر جا پڑن کہ حشام نے بڑھکر غافل قہر جمشیدی کی اڑادی
ملکہ لڑکھڑا کر گرین حشام نے چاہا اٹھالون خواجہ عمرو برابر ہوپہنچے بصورت ساحر بنے
تھے کہا ای حشام کیا کہنا مین تمھارے مطلب کو سمجھا اٹھا کے اسکو لے بھاگو دیکھو وہ
اقلام آتا ہے جیسے ہی حشام پلٹا خواجہ نے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ملکہ کو ہوش آیا
کہا خواجہ کیا احسان عظیم کیا تم نہ پہونچتے تو مین گرفتار ہوجاتی عمرو نے کہا اب اقلام
کی فکر واجب و لازم ہے ملکہ نے کہا خواجہ ساحرون کا بڑا جماؤ ہے قلعے مین میدان کم ہے مین
تڑپ کر جو گرون موقع نہین ملتا یہ کہکے سحر کرنے لگین سو دو سو کے لاشے گرا دیے کئی ہزار
جادوگر مارے دریاے خون جاری ہوا اقلام نے پکار کر آواز دی ای شہنشاہ خوبی ای رنگ و
بوے گل حدیقۂ محبوبی مفتری تو مارا گیا اب کیون تکلف کرتی ہو مین ہمیشہ خدمتگذاری کرونگا
اپنے ملک کا بادشاہ ہون پھر ساحری کا مادہ ہون تم پر جان دیتا ہون اس ہجیا نے ایسی گتین
ناشایستہ لین کہ تمکو قفس مین بند کیا ایسی معشوق کو دردمند کیا مین تمھارا رنجیدہ ہونا قبول نکرونگا
جو تمھارا حکم ہوگا وہ بجا لاؤنگا اب میرا ہون پر دم ہے وقت کرم ہے غلام کو سرفراز کرو ملکہ نے آواز
دی کیا بیہودہ بکتا ہے قضاے کار یہان تو یہ رنگ ہے اقلام اپنی جان سے تنگ ہے لیکن
سلطان تاج بخش جو تلاش مین اپنی زوجہ کی نکلا تھا کئی دن سے مارا مارا پھرتا ہے بشکل
عقاب آج ایک درخت پر آکے بیٹھے بھوکا پیاسا بیقرار و اشکبار فراق مین اپنی زوجہ کے جان
سے تنگ جی مین کہتا ہے کہ ای سلطان نہین معلوم اس صاحب عصمت و عفت پر کیا گذری
حشام ہجیا زبردستی لیگیا جب اُسنے زمانا ہوگا یقین ہے قید کیا ہو کیونکر اپنے کو وہان تک
پہونچاؤن کیونکر خبر منگاؤن کیا فلک نے چبایا آٹھ پہر رنج والم کا سامنا کوئی ساعت بھی راحت
سے نہین گذرتی ہے کہ مر جاؤن اس سوچ مین نخل پر بیٹھا ہے کہ کان مین آواز آئی کہ کشتی مرا نام مین
حشام جادو بود سرا اٹھا کر دیکھا ایک قلعہ ہے اُس قلعے سے شعلے نکل رہے ہین کچھ مرنے کی ساحرونکے
آواز آتی ہے کبھی آندھی سیاہ چلتی ہے حشام کے مرنے کی آواز سنکر نہایت خوشی ہوئی دل سے

کہتا ہو کسی نے اس ظالم کو مارا مین اس ظلم و بدعت کو کیونکر شہ تاجو فلک کی خواہش اسکی
ہمکو بھی کا ہش یہ سوچتا ہوا چلا آتا ہو دوسری طرف سے اگر سحر غائب کیا دشمنین دیتا ہوا بڑھا جب
ہونگاہ پڑی مفصل کیفیت دیکھی کہ ملکہ نسیم گلشن افروز ہزار دن جادوگرون مین گھری ہوئی
مین مگر سحر کر رہی ہین خواجہ عمرو حشہاے آتشبازی مار رہے ہین تمام میدان دھوان دھار
ہو رہا ہی اس اندھیرے مین برق چمکاری سو دو کے سر اڑ گئے یہ جو سلطان تاج بخش
نے دیکھا قلب میں آگیا قہر و غضب مین کر سحر کرتا ہوا زمین پر آیا زوجہ کا حال زار دیکھکر بہت
بہت پریشان ہوا پھر چھوا شیاے سحر جیبی سے نکالین ناک کر کافرون پر پھینک دین اور
اپنے نام کا نعرہ کیا محبت آواز دی صاحب نہ گھبرانا مین آ پہونچا پلٹ کر جو نسیم گلشن افروز
نے اپنے شوہر کو دیکھا باغ باغ ہو گئی کہا لو خواجہ خدا نے فضل کیا سلطان بھی آ پہونچے
عمرو نے دیکھا سلطان نے آتے ہی جم کر دو چار سحر کیے زمین ہلنے لگی کئی ہزار جادوگر مر کر
گرے اقلام نے پلٹ کر دیکھا کہ سلطان رزم بخش قریب زوجہ کے پہونچا آپس مین زن
و شوہر مین باتین ہونے لگین سلطان نے پوچھا اس قلعے مین آنیکا کیا باعث ہوا ملکہ دلدار نے
سب حال بیان کرنے لگین کہ سالوس مردار خوار مجھے اٹھا لایا تھا لیکن خواجہ نے کیا
عنایت کی اگر سالوس کو مارا احتشام کو قتل کیا ان سبکے ہاتھ سے مجھکو بچایا ورنہ اب تک
خاتمہ ہو گیا تھا سلطان نے جھلا کر اقلام کو ڈانٹا کہ او نامرد اب مردان عالم سے مقابلہ کر
ہمسر کر دار کر عزت نہ آئی اتنے ساحرون نے سحر کیے کوئی غالب نہ آسکا یہ کہکے حبت کی
برابر اقلام کے پہونچا آپس مین سحر ہونے لگے اقلام نے کئی گولے مارے سلطان نے سحر
کرکے وہ گولے کاٹے آخر مین اقلام نے خنجر پھینک مارا ایک ابر سیاہ اٹھا ابر نے زن و
شوہر کو گھیرا خنجر برسنے لگے سلطان نے اشارہ کیا ایک جوان کمسن پیدا ہوا خنجر دیکھ رونے
لگا جو خنجر قریب سلطان کے آیا جوان نے پھکی ماری خنجر الٹا پلٹ گیا اسی طرف کے ساحر کے
سینے پر پڑا سینے کو توڑ کر پار گذرا اس جوان نے تہلکہ ڈالدیا اقلام نے بھی و شک دیکر آواز دی
ای تسخیر اسکو لینا ایک عورت نہایت حسین آکر پہونچی دریاے جواہر مین غوطہ زن گلغذار
رشک چمن قد نخل باغ الفت چاہ زنخدان رشک چاہ یوسف کرشمے و ناز و غمزے کرتی ہوئی

چلی آتی ہی بہار کر یہ غزل گاتی ہی اور کہتی ہی نظم

ہوتی جو ای صنم ترے سیب ذقن کی شاخ — بڑھ چل نہ سکتی یک نہال چمن کی شاخ
مارا پڑا ہون دیکھکے اک سیولی سا رنگ — لازم جریدہ ہمین کو ہی نسترن کی شاخ
ہو خال عنبرین ای وہ اک مشک نافہ ای — آنکھین تری ہرن ہین بھوین مین ہرن کی شاخ
دونے سے قد کا تیرے نظارہ لگانے گا — کس کس نہ ہوشیار کو دیوانہ پن کی شاخ
باغ جہان مین کیا کہون کیا حال ہی مرا — سوکھی ہوئی ہو جیسے درخت کہن کی شاخ
روے صبح یار کی الفت کے روگ سے — گھل کر ہوا ہی اپنا بدن یاسمن کی شاخ
تشبیہ دیجئے ساعد زیبا سے یار کے — ہوتی جو خار دار نہ نازک بدن کی شاخ
صحرا و کوہ دیکھے گلستان کی سیر کی — ہاتھ آئی آتش اپنے نہ سیب ذقن کی شاخ

وہ جوان یا تو لرز رہا تھا صدا اس نازنین کی سنکر سکوت مین آگیا یا تو مثل شعلہ جوالہ تھا بڑھ بڑھ کے سو بد دکھا پھرتا تھا یا اپنے مقام سے نہین ہٹتا نازنین قریب آکر یہی کہنے لگی کیون صاحب مزاج کیسا ہی اس جوان نے ہنس کر کہا مین تمہارے گلشن حسن و جمال کا گلچین ہون صاحب ربط و ضبط تو تھا لیکن اب خبط ہوا جیو تمہارے ساتھ نکل چلین اس بلوے مین ہمارا تمہارا کیا کام ہی نازنین نے کہا مین تو تمہارے واسطے خلق ہوئی جہان کہو تمہارے ساتھ چلون مین خود پریشان تھی کہ دیکھیے آپ کیا فرماتین اصل یہ ہی کہ دلکو دل سے راہ ہوتی ہی مین تمہارے نام پر عاشق ہون دونون آپس مین ہاتھ پکڑے ہوے طرف صحرا کے چلے اقلام نے آواز دی ان دونون نے جواب بھی نہ دیا صحرا مین جاکر ایک کوئین مین دونون کود پڑے کوئین سے دھوان نکلا ہاہو کی آواز آئی زمین وہان کی تھرائی اقلام قہر و غضب مین فوج والون کو گالیان دینے لگا کہ او نامردو دو شخص ہین وہ گرفتار نہین کیے جاتے زن و شوہر کو گھیرکے گرفتار کرو ہزار ولد قتل ہوے اب بھی پانچ چھ ہزار جادوگر باقی ہین سب بلوہ کرکے زن و شوہر پر چلے نسیم نے کہا تو صاحب پھر اسنے فوج کو ترغیب دی ساحرون کو غیرت آئی سلطان نے بڑھکر دو چار گولے مارے سو دو سو جادوگر مرے مگر سب بلوہ کیے چلے ہی آتے ہین نسیم نے بالون کو پریشان کیا ایک جال سیاہ گرا کئی سو جادوگر اسمین پھنسکر مرے

اقلام نے بڑھکر للکارا کہ او سلطان ذرا میرے مقابلے مین آؤ تو حال کھلے سلطان کو انتہا کا غصہ تھا تلوار کھینچکر جا پڑا دونون مین تلوار چلنے لگی اقلام نے لڑتے بھڑتے سپر سامنے کی سلطان نے ہاتھ مارا سپر کٹی سلطان کو کیا خبر تھی سپر سے دھوان نکلا آنکھون تک سلطان کے پہونچا سلطان لڑکھڑا کر گرے اقلام نے چاہا بڑھکر سر کاٹ لون ملکہ نسیم جا پڑی وہی سپر اقلام نے پھینک ماری نسیم کی بھی ہوا بگڑی دھوان جو آنکھون مین لگا دھوان لیتے ہی لڑکھڑا کر گری زن وشوہر کا گرنا اقلام نے چاہا دونون کے سر کاٹ لون پہلے سے آواز آئی ای اقلام کیا کہنا کیا کمال کیا دیکھو سامری وجمشید بھی تعریف کرتے ہین اقلام پلٹا دیکھا ساحر جو بیچ مین کھڑا تھا اُسنے خنجر مارا اور

نعرہ کیا نعرہ عمرو	گرزان اُستاد عیاران عالم	شہ باد نش دعقل جسم
بہ باغ دین ز کرش آب یاری	جہان سرہنگ درخنجر گزاری	بہر کشور بلاے جان کنار
عمرو آن شاہ عیاران عیار	اقلام کا مرنا زن وشوہر اُٹھے ساحر دن کو بھاگتے راستہ	

نملتا تھا آخر صداے امان امان بلند ہوئی افسرون مین نہیب جادو بھی تھا سب فوج کو لیکر حاضر خدمت ہوا خواجہ نے سبکو سطیع اسلام کیا قلعے کا مال قبضے مین کیا دو دن اسی مقام پر مقام کیا تیسرے دن ایک تخت سلطان نے تیار کیا اُسپر خواجہ عمرو وسلطان ونسیم سوار ہوے طرف لشکر اسلام کے چلے روا روی کرتے ہوے آتے ہین ایک صحرا مین پہونچے تخت کو اُتارا ملکہ نسیم ٹہل رہی ہین سلطان فکر طعام مین گیا ہے خواجہ عمرو تلاش مین پانی کی گئے ہین کہ نسیم نے دیکھا صحراے گرد اڑی دیکھا ابرلیق کوہ شگاف صحرا مین واسطے شکار کے آیا تھا ایک شکار کے پیچھے گھوڑا ڈالا نسیم پر نگاہ پڑی دیکھتے ہی عاشق ہوا پکار کر آواز دی ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان مین وزیر افراسیاب ہون بحرین بھی لاجواب ہون مجھکو بہ غلامی قبول کر دمیری جان جاتی ہے مجھکو میرے حال زار پر رحم لازم ہے نظم

قصۂ سلسلۂ زلف نہ کہنا بہتر	ہیچ در ہیچ ہے خاموش ہی رہنا بہتر
ضبط گریہ سے جلا کرتی ہین آنکھین بیچ ہے	بند ہونے سے ہے ناسور کا بہنا بہتر
دونون ہاتھون تری یار کرون کیا تعریف	بابا وبننے سے تو پھر بائین سے رہنا بہتر

یار کو دیکھیں گے بہتا کے شب بھر میں اُسے — ملگیا کوئی اگر پھولوں کا گہنا بہتر
نفس تارہ سا رکھتا ہی پسر گش دشمن — آدمی کے لیے غافل نہیں رہنا بہتر
بڑھتے سیدھے سے غرض رکھتے نہیں اے آتش — جو کہے یار تیرے سُنکے یہ کہنا بہتر

نسیم نے چاہا جواب دون کہ ابریق نے بہ عجز منت کی تو اُس کے منہ سے دھوان نکلا دھوان آنکھوں میں نسیم کی لگا بیہوش ہو کر گری ابریق سمجھا بھی نہیں کہ یہ کون ہے کمر بن بچہ دبا لے بھاگا خواجہ و سلطان جو پلٹ کے آئے تو ملکہ نسیم کو نہ پایا سلطان اور خواجہ حیران تھے کہ نسیم کو کون لے گیا سلطان تاج بخش نے کہا خواجہ تقدیر نے پھر فراق نصیب کیا کون دشمن لگا ہوا تھا کہ اتنے عرصہ میں ملکہ نسیم کو لے گیا خواجہ بہت پریشان ہوئے سلطان تاج بخش کی آنکھوں سے آنسو جاری کہتا ہے خواجہ کیا کروں نظم

زینت نہ یوسفِ مجھے اشک میرے یار دیکھیے — کب تو نہ ہوا آنسوؤں کا تار دیکھیے
کیون جا کے دیکھیے گل و سنبل کو باغ میں — بکھرے ہیں سنبل اور گل رخسار دیکھیے
شہرت مجھے ہیں پڑ گئی نہ یہ خود فروشیان — یوسف اگر بنے آپ تو بازار دیکھیے
غمی ہوا ہی تنے کو وہ درد دل مرا — دوا ہوں نہ ہوں گر لب اظہار دیکھیے
ہم سیر کرتے پھرتے ہیں بازار عشق کی — ہے کون جنس دل کا خریدار دیکھیے
ہم کھایا کرتے ہیں غم دلدار رات دن — کھاتا ہی کب ہمیں غم دلدار دیکھیے
مجھے درد دن بھی نہ تسکین دل ہوئی — آب چل کے اُسکے لعل گہربار دیکھیے
سودا ہوا ہی گیسوئے مشکین یار کا — جامہ بھی تار تار ہی تا تار دیکھیے
معجزہ دکھائیں گر ہیں مسیح آپ — مرتا ہی اب یہ آپ کا بیمار دیکھیے
امید ہو خدا کی تو اب قصد ہو قبول — جا کر مزار سید ابرار دیکھیے

خواجہ نے کہا اے سلطان بیقرار نہ ہو طریقے سے یہ معلوم ہوتا ہے کسی ظالم کا حرف پیدا ہوا سحر میں ملکہ سے زیادہ تھا وہ صاحب عصمت و عفت نہ چار ہوئی وہ اٹھا کر لے گیا عورت کا مقدمہ بہت نازک ہے خدا اُسکی عصمت کو بچائے ایک طرف تم جاؤ اور ایک طرف ہم جاتے ہیں انشاء اللہ ابھی تلاش کرتے ہیں سلطان پر پرواز پیدا کرکے

آسمان مین زو با چہار طرف نگاہ اُٹھا کے دیکھتا ہوا جاتا ہے ایک طرف خواجہ بصورت
سبتون چلے مگر ابریق پیے ہوئے نسیم کو جاتا ہے ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرا اپنے
سحر کے زور سے زبان مین سوزن بھی نہین دی بھی متظر ہوا کہ دریافت کرون یہ کون ہے صحرا
مین مع زوجہ شکار کو آیا تھا زوجہ اُسکی سنگین جادو بھی ساتھ تھی ہزار بارہ سو کنیزین ہمراہ
شوہر کو تلاش کرتی ہوئی آتی ہے ابریق چاہتا تھا کہ نسیم کو ہوشیار کرے کہ نشان آمد
زوجہ کا دیکھا گھبرا گیا کہ اگر وہ اس محبوب کو دیکھے گی جل جائیگی یہ سوچکر ایک جانب بھاگا
کہتا ہے کہان جاکر چھپون کنیزین سنگین کی بھیلی ہوئی ڈھونڈھ رہی ہین ابریق بھاگا ہوا
جاتا ہے گھبرایا ہوا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی کنیز دیکھ لے ایک باغ کا دروازہ کھلا ہوا دیکھا گھبرا کر
اُس باغ مین گھس گیا ملکہ غنچۂ جادو اپنے باغ مین بیٹھی ہے ابریق سے اُس سے آشنائی
بھی ہے غنچہ نے جو دیکھا کہ ابریق گھبرایا ہوا آتا ہے مگر ایک عورت حسین کو اپنے ساتھ لیے ہوئے
ہے غنچۂ جادو نے گھبرا کر پوچھا کیون صاحب خیر تو ہے کیون اسقدر گھبرائے ہوئے ہو یہ
عورت کون ہے اب ابریق کو ہوش آیا ابریق نے کہا تم صاحب خفا نہو نا یہ زن حسین
صحرا مین کھڑی تھی مجھے پسند آئی مین اُٹھا لایا ہی سنگین بھی واسطے شکار کے آئی ہین اُنکے
خیال سے مین یہان چلا آیا اب اس عورت کو صحبت مین جگہ دو حال دریافت کرو
یہ کون ہے پھر سمجھا جائیگا غنچۂ جادو نے ابریق کو لاکر صحبت مین بٹھایا نسیم کو سوزن دیکر
ہوشیار کیا نسیم کی جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک صحبت مین پایا ہوشیار ہوکر دیکھا صحبت شراب و
کباب آراستہ ابریق کوہ شگاف منت کر رہا ہے کہ صاحب تمہارا نام نامی کیا ہے ملکہ نے
کہا ای شخص تو کون ہے ہمکو کیون اُٹھا لایا مین سلطان تاج بخش کی زوجہ ہون
نسیم گلشن افروز میرا نام ہے تجھکو مرے آنے کا کیا باعث ہوا غنچۂ جادو نے مسکرا کہا
بی بی یہ نگوڑا ہرجائی تیرہ عاشق ہوا ہے یہ نہین سمجھا کہ تم کون ہو حقیقت مین جو تمہارے
شوہر کو خبر ہوگی تو ان پر جو بنیان پڑینگی ابریق نے کہا صاحب تم نہ بولو غنچۂ جادو
نے کہا تجھ دیوانہ ہوا ہے جھڑوے میری سوت کو لیکر میرے گھر مین آیا ہے اور پھر مجھکو
جلاتا ہے باتین بناتا ہے ابریق نے کہا تجھ دیوانی ہو دونون مین تکرار ہونے

پناہ چشم رقیبان بدنظر وہ ہوا — خطا اُن غدارون کے ویر بجے جوش تھی
خفا نہ ہو جو ہوے گال نیلے تو سونے — چمن داس مری جان غیر سوسن تھا
کہان کہان تجھے ڈھونڈھا بدکے بیں بدوست — جو شیخ کعبے مین تو وہ یہ مین برہمن تھا
ہر ایک کو مین زبس خاک عاشق دلی تھی — اسے کدورت فاطر غبار دامن تھا
زبس تھے اُسکے صغیر و کبیر دیوانے — جوان کو بیڑیان طفل کو طوق گردن تھا
ہزار جان تصدق ہو زخم کاری پر — دعاے حرز پے چشم زخم سوزن تھا
دل و جگر ہوے قوت فراق یار آخر — برائے شحنۂ حاکم ہمارا خرمن تھا
یقین مرگ جو عشق بتان مین تھا آتش — ہر اک صنم مری پلکون مین سنگ فن تھا

اس حال پر ملال مین جو سلطان نے ابریق دیکھا سمجھے کہ زوجہ کے سحر نے تاثیر کی تلوار کھینچکر بڑھے کہ کاٹ لون کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا کہ ابر ظاہر ہوا افراسیاب تخت پر سوار چلا آتا ہی افراسیاب کو دیکھکر ابریق بھاگ سوچا کہ اگر شہنشاہ دیکھ لینگے تو غضب ہو جائیگا پر پرواز پیدا کرکے ایک جانب نکلگیا سلطان و نسیم نے جو دیکھا یہ دو نون گوشۂ باغ مین چھپ کر دیکھا ہوا افراسیاب دیکھے افراسیاب سیر طلسم کو گیا تھا وہان سے پلٹا ہی جب تخت افراسیاب جانب باغ سے نکل گیا اور کوہ نورستان پر پہونچا وہان ملکہ انور جادو بنی ٹھنی بیٹھی تھی گرد اسکے کنیزین مصاحبین جمع تھین افراسیاب کو دیکھکر اُٹھ کھڑی ہوئی جھک کر سلام کیا افراسیاب کی نگاہ جو انور جادو پر پڑی دیکھا تو نیا سا قد گلعذار سمن اندام کبک خرام شیرین گفتار قمر عذار کلائیان بلور کی گردن نور کی افراسیاب اُکو بڑا بہ نگاہ شوق دیکھ رہا ہی انور نے لاکر افراسیاب کو مسند پر بٹھایا گائن کو اشارہ کیا گائن نے غزل شروع کی جام ارغوانی پنجۂ نگارین پر رکھکر سامنے افراسیاب کے پیش کیا اس ناز و ادا سے افراسیاب کے سامنے جام پیش کیا کہ بے اختیار افراسیاب جادو کے منہ سے نکلگیا ای سرو باغ محبوبی واے غنچۂ نورسیدۂ حدیقۂ خوبی

نظم

ہو نہ مایوس ریاضت کا صلا ملتا ہی — بندگی کرنے سے کہتے ہین خدا ملتا ہی
راہ بر کرتا ہی رہزن کا مسافر سے سلوک — خضر سے گور کی منزل کا پتا ملتا ہی

کس طرح ڈھونڈھ نکالیں تجھے جویا تیرے — [illegible] رہتا ہی
گل کوئی بلبل تنہا پہ کہاں ہی ترے — [illegible] رہتا ہی
جسکو دیکھا تری زلفون کا وہ سودائی ہی — [illegible] جاتا ہی
خاک چھنواتا ہی ہر بار ہی سے خالق — [illegible] لیا جاتا ہی
شاد و زر بخت سبک تجھین دولتمند و — [illegible] مزا ملتا ہی
داغ عشق اور کو دیتا ہی فلک ہر ظالم — [illegible] کا خواہا ہی
جیسے کی ہر تری خدمت مین سعادت حاصل — [illegible] ڈھونڈھون تو جاتا ہی
شیفتہ جیسے ہوے اس لب شیرین کے رند — پانی پیتا ہون تو شربت کا مزا ملتا ہی

ملکہ انور جادو ہنس پڑین کہا ای شہنشاہ اعظم ہم تو کنیز شاہی ہین جیسے ارشاد۔ تو جدیا فرودی افراسیاب نے جام انکے ہاتھ سے پیا ہاتھ تھام لیا اپنے پاس بٹھلایا انور جادو سر کو جھکائے ہوے شرمائی ہوئی دل مین سوچتی ہی کہ اگر نہ مانون تو شہنشاہ ناراض ہوں اگر مان لون تو ملکہ حیرت کے خلاف ہو نہین معلوم میرے ساتھ کیونکر پیش آئین اس سکتہ مین خاموش حیرت کا جوش افراسیاب ٹوٹا پڑتا ہی کبھی ہاتھ تھام لیتا ہی کبھی منہ بڑھاتا ہی کہ بوسہ لون کبھی چاہتا ہی کہ لپٹا لون ملکہ انور جادو نہ چاہتی ہی افراسیاب جو طیش مین آئے کہتا ہی کیون صاحب ہمسے انکار ہی انور سوختہ زرق ہو رہا [illegible] ہی مین تو ہر طرح کنیز ہون جو بات کیجے انجام سمجھ لیجے یہان تو صحبت عشق و عاشقی ہی لیکن خواجہ پھرتے ہوئے تلاش مین سلطان ونشیمہ کی قریب اس باغ کے نکلے افراسیاب کو بیٹھے ہوے دیکھا صحبت رقص و سرود بھی ہی خواجہ ایک لڑکے کی شکل بنکر بندے کو دے کا دن گا رہی ہو خواجہ نے قریب پہونچکر ایک تان لگائی افراسیاب کے جو کان مین آواز پہونچی کہا رے یہ کسکی آواز ہی آواز مین کس غضب کا سوز و گداز ہی انور جادو نے کہا ہماری کنیز گلشن ہی

افراسیاب نے کہا گلشن پہ شعر پڑھو عمرو نے گنگنا کر تان لگائی نظم

طفلی ہی سے تھے ہم تو ثنا خوان محبت — مکتب مین پڑھا کرتے تھے دیوان محبت
کہتے ہین کہ کھینچو دل پر داغ سے تم آہ — دکھلا دو ہمین سر و گلستان محبت

فرش ہوگیا عمرو نے سبکو تو تماشہ دیکھا کنیزون کو جو جابجا پڑے دیکھا اُنکے لباس بھی اُتار لیے
خواجہ لوٹ رہے ہین افراسیاب تو غرق زمین ہوا خواجہ نعمت بارگاہ لوٹ چکے ہین
منشور ہی انور جادو کا لباس اُتار کر افراسیاب کو وہان خشکی پہونچی غشے مین تھا تڑپ
کے نکلا نعرہ کیا باش او ساربان زادے عمرو نے چاہا کود کر بھاگون افراسیاب نے سحر
کیا عمرو کے پانون زمین سے تھامے افراسیاب غشے مین زمین پر انور وغیرہ کو ہوشیار
کیا عمرو کو دیکھکر سب کے ہوش اُڑ گئے کہا کیون شہنشاہ یہ نگوڑا یہانتک کیونکر آیا افراسیاب
نے کہا یہ وہی ہے کہ ہزارون گھر اسنے برباد کردیے ہین تھوڑی دیر کو یہان آیا یہ نکالا مشعل
ہمزاد پہونچا جب میرے سرکو گردش ہوئی مین سمجھ گیا کہ کسینے بیہوشی مجھکو چٹائی ہمشیرہ کو مین نے
مسند پر چھوڑا آپ غرق زمین ہوگیا جب خشکی میرے دماغ پر پہونچی بیہوشی اُتری تو مین تڑپکر
نکلا اب اس ساربان زادے کو قتل کرونگا اب اسکا زندہ بچنا دشوار ہے انور نے کہا یہ
مجھکو مرحمت ہو مین پہاڑ پر اسکو میدان خونی کی تیاری کرکے قتل کرونگی سب رعایا کے
لوگ جمع ہونگے سبکو خبر پہونچ جائے کہ عمرو مارا جائیگا افراسیاب نے کہا بی انور یہ مکار
وحیلہ ساز ہزار فقرتین کریگا اور نکل جائیگا مین لیے جاتا ہون یہ کہکے افراسیاب نے عمرو
کی کمر مین پنجہ دیا لیکر چلا انور جادو نے وعدہ کرایا کہ اب کب تشریف لائیے گا افراسیاب
نے کہا جسدن مجھکو فرصت ہوگی مین فوراً آؤنگا تمھارا ضرور خیال رہیگا یہ کہکے افراسیاب
عمرو کو لیکر چلا قضائے کار افراسیاب قریب ایک پہاڑ کے پہونچا کان مین آواز آئی کہ یا
سامری و جمشید افراسیاب کے کان کھڑے ہوے کہ یہ کون نعرہ زن ہے کسی عابد یا زاہد
کی صدا ہے مقبول بارگاہ سامری ہے بلند ہو کر دیکھا کوہ صاف و شفاف ہے ایک دھونی
لگی ہوئی ہے راکھ کا ڈھیر اُسپر کندے سلگ رہے ہین ایک مہنت سیہ فام جٹا مین خاکستری
کُرتا نیلا پہنے ہوے گرد پتھر کے پہاڑ پر گیندے پیڑ سرسبز و شاداب ایک جانب پتھر کے
چند بت رکھے ہین اُنکے سر پر گھڑا لٹک رہا ہے گھڑے مین قلیل سا سوراخ ہے سوراخ سے پانی
سر پر بتون کے ٹپک رہا ہے مہنت بیٹھا ہوا پوتھی کا جاپ کر رہا ہے کبھی اُٹھکے ٹہلتا ہے کبھی نعرہ
مارتا ہے ایک طرف ایک چھپریا پڑی ہے اتنی پرانی چھپریا ہے کہ بولا سی گل گیا صرف ٹھاٹر باقی ہے

اُس پتاور پر تربوزونکی بیل پھیلی ہوئی ہی کہین کدو پڑے ہین کسی جانب دو چار توڑے بھی
سوکھے لٹک رہے ہین افراسیاب کو یقین کامل ہوا کہ ایسے مقام پر سکونت اختیار کرنا
کامل کا کام ہی یہ مقبول بارگاہ سامری وجمشید ہی عمرو کو تو ایک گوشے مین ڈالدیا
آپ سامنے آیا جھک کر سلام کیا مہنت خفا ہونے لگا کہ ارے تو کون ہی جو بلا تکلف اس
مقام پر چلا آیا یہ مقام گذرگاہ سامری وجمشید ہی جھاڑ کے نیچے ایک گنیا چند بچے اُسکے
ساتھ چلے جاتے تھے مہنت نے کہا او نابینا دیکھو سامرن مع بچوں کے جاتی ہین تب
افراسیاب نے کہا آپ غلام کو نہین پہچانتے افراسیاب جادو بادشاہ طلسم ہوشربا
سحر وساحری مین یکتا یہ سنا تھا کہ مہنت قہقہہ مار کر ہنسا کہا تجھ پر مسلمانون نے بلوہ کیا ہی رات کو
خداوندون مین لڑائی ہوتی تھی سامری وجمشید کا قول تھا کہ ہماری پرستش کرنے والے
مرے جاتے ہین ہزارہا قتل ہوے اب مسلمانون کو غارت کرین لات ومنات
کہتے تھے مسلمان باطن مین تمھارے پرستار ہین اُنکو ہم نہ ستائین گے بڑے جھگڑے ہوے
افراسیاب نے کہا مسلمان باطن مین لات پرست ہین مہنت نے کہا رات کو چھپکر سجدہ
کرتے ہین توبہ توبہ کیا کرتے ہین قدرت معاف کردیتے ہین ان معاملونکو کوئی نہین جانتا
ہمارے سامنے یہ باتین ہوتی ہین ہم صلاح مین شریک رہتے ہین افراسیاب نے کہا
اے مقبول بارگاہ برے سامری وجمشید آپ ہماری جانب سے سفارش کرین اب
مسلمانونکا خاتمہ کرادو صدہا ملک میرے ویران ہوگئے مہنت نے کہا بیٹھ جاؤ افراسیاب
دھونی کے پاس بیٹھا مہنت نے دھونی کو تیز کیا دھوان جو نکلا افراسیاب کے دماغ پر
پہونچا تڑپکر گرا نعرہ ہوا منم مہتر قران نعرۂ مہتر قران ربیع السیر چون باد جاری
جہان سرہنگ ور خنجر گذاری بمیدان اژدر آتش فشانم منم مہتر قران شیر ژیانم
چاہا لپک کے نبرد ماروں کہ فولادی تنبلا آسمان سے تڑپ کر گرا پنجہ کر جہان افراسیاب کی
دیکھنے اُڑا مہتر قران کو جھڑک دیا کہ او ظالم کیا کرتا ہی شہنشاہ ہوشربا پر حملہ نکرنا ورنہ غضب
تیرے ہی سر پڑیگا کہ سر سبث جائیگا مہتر قران کو دکھ اٹھاتے ہوے تنبلا افراسیاب کو
لے بھاگا قران نے آکر خواجہ کو ہوشیار کیا اب خواجہ ومہتر قران طرف لشکر کے چلے

کا شہنشاہ کو بڑا خیال ہے انکو گرفتار کر لینا منزل بہ منزل جاتی ہے یہان ملکہ مہرخ اپنی بارگاہ مین
بیٹھی ہین ہی ذکر ہو رہا ہے کہ نہین معلوم خواجہ پہ کیا گذری برق نے کچھ کیفیت کہی کہ وہ
سلطان تاج بخش کی تعریف مین جانتے ہین کہ بچ کر لاؤن جایجا اُسپر افتاد پڑتی ہے خواجہ
عیاریان کرتے پھرتے ہین چالاک نے کہا مین فکر مین جاتا ہون بارگاہ حیرت مین آیا
دیکھا حیرت تخت پر بیٹھی گرد وزیرزادیان شاہزادیان ہین کہ ایک کنیز نے آکر سلام کیا
کہا حضور ابھی ہرکارے خبر لائے ہین کہ کوہ نورستان پر جا کر عمرو نے عیاری کی شہنشاہ
نے سکو بھیجا انور جادو لشکر بیشمار برائے قتل مسلمانان آتی ہے تھوڑی دیر مین اُسکا
گذر ہوا چاہتا ہے ہرکارون نے اُسکو پانچ کوس پر چھوڑا ہے لشکر کو درست کر رہی ہے
بڑے زور شور سے آکر گرے گی ملکہ حیرت یہ خبر سنکر اُٹھین بیرون بارگاہ آکر بیٹھین
مگر چالاک یہ خبر سنکر بھاگا آکر ملکہ مہرخ سے یہ خبر کہی کہ انور جادو با فوج قاہرہ
آتی ہے آپ کے لشکر پر گریگی اپنے لشکر کو تیار کر رکھیے بہار نے کہا اگر حکم ہو تو جا کر روکون
ہر چند ملکہ مہرخ نے منع کیا بہار نے بارہ ہزار کنیزون تیار کین طاؤس زرین بال پر بیٹھ کے
روانہ ہوئین ملکہ حیرت کو ہرکارون نے خبر دی کہ بہار انور جادو کو روکنے گئی ہین ملکہ
حیرت نے حکم دیا کوئی یہان سے جنبش نہ کرے بہار کو روکے انور جادو کی مدد کرے
مصور اپنے مقام سے اُٹھے کہ حضور مین جا کر بہار کو روک لونگا مصور اُسیوقت اُٹھا
دیرا کو فوج ساتھ لیکر چلا ملکہ انور جادو فوج لیے ہوئے آتی ہے کہ دیکھا سامنے سے
گرد اُڑی ملکہ بہار جادو مع بارہ ہزار کنیزون کے آتی ہین پھول برستے ہوئے ہزارہا
عندلیبان خوشنوا مصروف زمزمہ سرائی غل وجد مین سیتے تالیان بجاتے ہین ان

اشعار عشرت آثار کی صدائین بلند ہین نظم

ہر دم گریہ دھیان ہے نرگس مخمور کا — آنسوؤن مین بھی ہے عالم خوشۂ انگور کا
دیکھلے آگے زمین کے آسمان رہتا ہے خم — خاکساری سر جھکا دیتی ہے ہر مغرور کا
شمع سان سو بار سر کٹکر مرا پیدا ہوا — بوجھ اُترنے پر نہ جھٹکا را ہوا مزدور کا
ابر تر مژگان تر ہے برق آہ شعلہ بار کا — بیقراری سے یہ نقشہ ہے ترے رنجور کا

نام ہی بہت د پھول جاؤ باغ عالم مین ہزار ہا گل کھلے ایسے شگفتہ مزاج نہ ملے ذرا ملاحظہ
فرمایئے یہ کہکے گولا مارا گولا جا کر آسمان پر پھٹا ایک ٹکڑا ابر بنکر نیا. ہوا سر پر بہار کے چھایا
ایک طائر ابر سے پیدا ہوا آواز دی ای ملکہ بہار ذرا متوجہ ہوجیے بہار نے ہاتھ
ہلایا برق چمکی طائر کے دو ٹکڑے ہوے طائر کا مرنا کہ ابر برسنے لگا چند قطرے جسم پر
بہار کے پڑے بدن مین جلن پیدا ہوئی بہار نے گھبرا کر دوپٹے کا ٹکڑا پھاڑ طرف
آسمان کے پھینکا ایک ابر سیاہ محیط ہوا اس ابر نے اُس ابر کو روکا ابر انور سے خون
برسا اس ابر مین وہ خون غائب ہونے لگا انور جھلائی جھنجلا کر ابر کو شتابہ تحریر خبر لیا خنجر
کمر سے نکالا اپنی انگلی تراش کر خنجر کو رنگین کیا بہار پر پھینک مارا ہر چند بہار نے روکا مگر
خنجر نذر کا خنجر نے سر بہار کا زخمی کیا بہار کا زخمی ہونا آواز دی او نکہت و گل اندام لینا
فوراً پھولون سے خوشبو آئی ہوا ٹھنڈھی ٹھنڈھی چلی ایک کنیز ہنستی ہوئی پہلو سے آئی
اُسنے بہار کو گلدستہ دیا بہار نے اُس گلدستے پر خون ڈالا وہ گلدستہ طرف انور کے
پھینک مارا سر پر انور کے جا کر پھٹا پھولون سے آواز آئی ای انور ہوشیار ہو جاؤ ذرا یہ
چند اشعار سُن لو انکو قبول کرنا پڑے گا

نظم

چمن شگفتہ مین بیکس وہ بار جاتا ہی — ہمارے دل کا مزا لے بہار جاتا ہی
کدورت اور بھی بڑھتی ہی یار کے دل مین — جب اُس گلی مین ہمارا غبار جاتا ہی
کڑا جو مین ہون تو دل اُس سے نرم ہی نفور — جو مین نہ ہار دن تو وہ بت ہے بار جاتا ہی
مجھے یقین ہی تم پر ہون رفتہ رفتہ سڑی — کہ ہر ادا مین مرا اختیار جاتا ہی
کوئی جو ہوتا ہی راہی میری گلی کی طرف — قضا پکارتی ہی وہ شکار جاتا ہی
چمن مین باد سے آتا ہی جب مرا دوتا — ہر سیر کو طرف آبشار جاتا ہی
یہ گردش ابلق ایام سے نصیب ہوئی — دل اُسکے کوچے مین لیل و نہار جاتا ہی
قبول منہ سے جو کچھ نہ نباہ کر سکا — نہین تو آدمی کا اعتبار جاتا ہی

یہ اشعار جو انور نے سُنے مست ہوی غش ہو گئی تھی ہر مرتبہ پکارتی تھی ای بہار کیا بہار
دکھائی باغ عالم مین شگفتہ کیا پھولون کو دکھوئیے پھول رہے ہین عندلیبان خوشنوا

زمزمہ سرائی کر رہی ہین عندلیب پہلوے گل مین پھول کر بیٹھی ہے کیا رنگ جا ہی پھولون کا
جا بجا انبار مثل گلدستے کے کوہسار چشمے پانی سے معمور ہین یہ کہتے کہتے ناچنے لگی کہ صحرا
سے گرد اڑی بہار نے چاہا کہ اسکو دیوانہ کرکے پلٹ جاؤن کہ دامن گرد شگافتہ ہوا مصور
ڈیڑھ لاکھ فوج سے پیدا ہوا انور جانب بہار متوجہ ہوئی کہا اے انور جادو یہ کون صاحب
تے ہین انور نے کہا شہزادے ہین بہار نے کہا انکی خدمت کرو یہ سنتا تھا کہ انور جادو
مثل شعلۂ جوالہ مصور کی طرف چلی صورت نگار تخت پر بیٹھی تھی صورت نگار نے
گولہ مارا پکار کر آواز دی ۔ دا انور ادھر کہان آتی ہے ادھر آئیگی تو بہت پچھتائے گی انور
سب سنتی ہے گولے کو کان کو لچٹ کر زمین پر گرا گئی سو کنیزان انور کے سر پٹے انور نے
جھولی سے گولہ نکالا اس زور سے مارا تخت صورت نگار کا ٹکڑے ٹکڑے ہوا تو
انور جادو لشکر پر گری مصور کو بہت برا معلوم ہوا مصور نے کئی تصویرین جیب سے
کالین سامنے انور کے ڈالین انور پر کچھ تاثیر نہوئی مصور نے کئی گولے بھی مارے
انور نے زمانے پر حکمرانی بہزاد کو زخمی کیا مانی و بہزاد بھاگے مصور کہتا ہے ارے کہان
جاتے ہو وہ کب سنتے ہین بھاگ کے طرف صحرا کے نکل گئے اب مصور کی فوج پر انور
گری کنیزون سے اشارہ کیا کنیزین بھی ٹوٹ پڑین مصور کے دس ہزار آدمی قتل کیے
ب مصور گھبرایا اور بھاگا انور نے پیچھا کیا بہار سحر کرتی ہوئی جہان انور قتل کرتی ہوئی
لا زبان مصور کو آتی ہے گئی ہزار جوان اور قتل کیے کنیزین بھی مبہوت انور بھی اپنے
وش مین نہین چہرہ گلنار رہتی بھرتی آتی ہے لوگون نے مصور کو غیرت دلائی آپ کیون
بھاگتے ہین انور کی کیا حقیقت ہے گھیر کر اسکو مارین گے مصور نے سر پیٹ لیا کہا صاحبو
خدا کسی مدد کو آیا تھا یہ یہی کیون دشمن ہوئی سب نے کہا یہ تاثیر سحر بہار ہے کہ انکی بیقرار
وہ اپنے ہوش مین نہین ہے کنیزین کس جوش و خروش مین ہین جب انکو آپ کا پاس نہین تو آپ
کیون خیال کرتے ہین مصور پلٹ پڑا سحر چلنے لگا ملازمان انور گر حم گئے جب ذرا جوش کم ہوا
بہار نے گلدستہ پھینکا اور پکار کر آواز دی ارے ان نامردون کو مینا انور جادو نے پلٹ کر
دیکھا بیقرار ہو کر پکار اٹھی اور کہنے لگی نظم

دل کس سے لگائیں کہیں دلبر نہیں ملتا — کیا ظلم ہوا کوئی ستمگر نہیں ملتا
خط لیکے گیا ہو وہ کبوتر نہیں ملتا — کیا ذکر کبوتر کا ہے اک پر نہیں ملتا
دلغون کی طرح عمر بسر ہو گئی اپنی — ہم خانہ بدوشوں کو کہیں گھر نہیں ملتا
کیا خاک وہ دعوی کریں شوریدہ سری کا — سر پھوڑنے کو ڈھونڈھتے ہیں تو پتھر نہیں ملتا
گم جیسے ہوا ہوں میں تری وحدت پر — جب ڈھونڈھتا ہوں آپ کو اکثر نہیں ملتا
صورت نہیں ملتی تری صورت سے کسی کی — لینے سے کسی کے ترا زیور نہیں ملتا
آرائشیں موقوف ہوئیں سینہ کی جان — گوہر نہیں ملتا ہے کہ زرگر نہیں ملتا
اور برق تجلی ترے کشتے کی خبر — کیا لوح ہے طور کا پتھر نہیں ملتا
اے رند لبالب ہو ہو عرفان کی مے سے — ساغر وہ بجز ساقی کوثر نہیں ملتا

اب اور زیادہ ہنگامہ ہوا جوش انور کا بڑھا لشکر مصور پر زور و شور سے جا پڑی اب مصور کو کچھ بن نہیں پڑتا اور بہار نے دو چار سحر کیے کہ خوب اس مقام پر تلوار چلی کئی ہزار جادوگر مصور کے مارے گئے مصور گھبرا گیا بیقرار ہو کر آواز دی یا دادا نانا میری مدد کو نہیں آتے ہیں انور مرا مردی نے بہت تنگ کیا ہے کہاں بھاگ کے جاؤں ارے افراسیاب بھی مرچکا تمام ہوشربا شکست ہوا مسلمانوں کا بندوبست ہوا یہ جو اسنے پکار کر کہا کہ افراسیاب بجا زور زمین سے نمود کرتا ہوا چلا آتا ہے او انور خبردار کیا ظلم کرتی ہے ارے یہ مرشد زادے ہیں خداوند کو قلق ہوتا ہے بہار کی جو نگاہ آمد افراسیاب پر پڑی کنیزوں سے اشارہ کیا بھاگو افراسیاب بہار کو دیکھ رہا ہے جب نگاہ جمال بے مثال بہار پر پڑی ہے کلیجے میں سنان مژگان گزرتی ہے گلغنداز لب رفتار شیریں گفتار باغ شباب پر بہار آنکھیں نرگس شہلا زلفیں سنبل پیچاں سمن بر خوش رو خوش خط و خال ہند چشم جادو نژاد افراسیاب جو طرف بہار کے متوجہ ہوا انور نے بڑھکر مصور کو ہاتھ تلوار کا مارا کہ مصور کا زخمی ہوا مصور نے چیخ ماری آواز دی اے شہنشاہ مجھکو بچائیے اس ظالم پر میرا زور نہیں چلتا تو افراسیاب جادو گلچینی گلشن جمال بہار کی کر رہا تھا آواز جو مصور کی سنی غصے میں زمین پر آیا دیکھا کہ انور نے نیچا دکھایا ہے کہ مصور کا کاٹ ڈالوں افراسیاب

نے زمین پر گرتے گرتے آواز دی ای دستگیر سامری بچانا ایک بجلی ہاتھ پر انور کے پڑی
زنجیر چھوٹ کر دور گرا انور گھٹنوں تک زمین میں غرق ہوگئی اتنے میں بہار نے قرار پر فرار
اختیار کیا افراسیاب نے انور کو مع کنیزوں کے پا بہ گل کیا طرف بہار کے دوڑا بہار
قریب آدھ کوس کے نکل گئی تھی کہ پشت پر سے نعرہ افراسیاب کی آواز آئی بہار گھبرا گئی
گچھہ پورا بہار اتار کر پھینکا افراسیاب پر برابر برچھی گرزن شعلہ ہائے آتش بھڑکے افراسیاب
نے سب چیزوں کو رفع کیا طرف بہار کے دوڑا جب قریب تر پہونچا بہار نے سحر کیا
افراسیاب چند ساعت رکا بہار بھاگ کر بڑھنی چاہتی ہے افراسیاب میرے پاس
نہ آجائے افراسیاب کلمات سخت کہتا ہوا آتا ہے قضاے کا۔ باغبان قدرت و مخمور
وغیرہ چند سردار کنارہ لشکر کے آگے ٹھہرے ہیں یہی تذکرے ہو رہی ہیں کہ نہیں معلوم ہمارے
خواجہ پر کیا گذری باغبان کہتا میں تلاش میں جاؤنگا یہ بھی خبر نہ تھی کہ مصور بہار
سے مقابلہ پڑ گیا مخمور کہہ رہی ہے کہ مصور نگوڑا کیا ڈھینگا بھگوڑا ہے بہار کے سحر کی برداشت بھی
نہ کر سکے گا بھاگا بھاگا پھریگا دیکھیے کب خبر آتی ہے اس سوچ میں کھڑی تھی کہ صحرا سے گرد
اڑی دیکھا مصور تاج گرا ہوا لباس پارہ پارہ پریشان آتا ہے باغبان دیکھ کے ہنسنے لگا
دیکھیے میاں بھگوڑے صاحب آتے ہیں سر کا خون پونچھتے ہوے جورو کا ہاتھ تھامے ہوے
صورت نگار کہتی ہے صاحب تمنے مجھکو سحر نہ کرنے دیا مصور کہتا ہے جان تجنبی انور کو کیا
تجھے بھوت کیا تھا جو کہا تھا وہی کیا افراسیاب نے روکا ہے باغبان و مخمور یہ کہکر ہنسے
کہ افراسیاب ہم تک نہیں آسکتا لیکن آج مصور کی گردن تو یہ ہر مرتبہ ارادہ کرتے ہیں
سحر کرنے سے مرتے ہیں دیکھا کہ صحرا سے پھولوں کی خوشبو آئی بہار بھاگی چلی آتی ہے باغبان
نے پکار کر پوچھا ای ملکہ بہار خیر تو ہے گھبرا کر بہار نے جواب دیا اسے افراسیاب آتا ہے
باغبان نے جلدی میں گرا پھینک مارا مصور کا شانہ نشانہ ہوا صورت نگار رونے
لگی بہار جھپٹ کر قریب باغبان کے آئی ہے کہ افراسیاب قریب پہونچا باغبان بہار
کو لیکا ایک ہاتھ سے گلدستہ بہار نے مارا باغبان نے گیند پھولونکا پھینک مارا افراسیاب کے
[illegible]

زمین پر مار کر کھا لینا ایک برق گری باغبان وہان سے ہرچند چاہا کر و لیکن سحر افراسیاب کا کب رکتا ہے باغبان کی طرف اشارہ کیا کہ باش او نمک حرام تجھکو اس سختی سے قتل کرونگا کہ اورون کو عبرت ہوگی اور بہار کو باغ خزان نصیب مین بند کرونگا تیغ کھینچکر چلا کہ باغبان کا سر کاٹ لون باغبان نے اپنے کو طرف پروردگار کے رجوع کیا اور کہا کہ ای حافظ مین نگہبان تو ظالم کے ہاتھ سے بچائے

نظم

زبان کجاست کہ در حمد حق کند تقریر ۔۔ کجاست خامہ کہ سازد ادای حق تحریر
خداست بندہ نواز و خداست محرم راز ۔۔ خداست اہل کرم قادر و قدیم و قدیر
براہ صدق ارادت ہر آنکہ پا بنہد ۔۔ رسد بمنزل مقصود خود بلا تاخیر
جمیع خرد و کلان بندگان حق ہستند ۔۔ تمام شاہ و گدا و ہمہ جوان ہمہ پیر
بہ اوج عرش رسد دود آہ مظلومان ۔۔ خطا نمیکند از مرکز ہدف این تیر
بغیر حمد خدای جہان بگو ہندی ۔۔ کہ در کلام تو بخشد جناب حق تاثیر

جناب ہوکر جو باغبان نے دعا مانگی باب اجابت کھل گیا آسمان سے آواز آئی او افراسیاب کیا کرتا ہے اب یہ دیکھا سنے برہمن روئین تن جھپٹ کر زمین پر آیا گولہ مارا پیچھے ہٹا ایک دستک بھی برہمن نے دی ایک جوان تیغ کھینچے ہوے آیا کئی ہاتھ افراسیاب پر مارے افراسیاب کا رنگ رو متغیر ہوگیا لیکن اپنے کو درست کر کے کلائی پر ہاتھ ڈالا ایک طمانچہ مار دیا سر اُس جوان کا اُڑ گیا برہمن و افراسیاب سحر چلنے لگے اب افراسیاب نے سحر کیا پکار کر کہا ای سحاب اصلی برہمن کو نیستا ایک لکۂ ابر سیاہ آسمان پر ظاہر ہوا وہ لکۂ ابر سیاہ برہمن پر گرا برہمن اُس ابر میں سے مثل برق کے تڑپا تڑپکر ابر کو نکلا لیکن گرمی سے ابر کی تمام آبلے جسم پر پڑ گئے ایک جانب آکر گرا اُن آبلون کا تو خیال نہ کیا جھولی مین ہاتھ ڈالکے ایک سُرخ کاغذ کا پتلا نکالا افراسیاب پر پھینک مارا پکار کر آواز دی ای خوک صحرا نشین اسکو لینا دو خوک جنگل سے پیدا ہوئے افراسیاب پر منہ کھولکے چلے افراسیاب نے منہ کھولکر ڈکار لی دھوان مُنہ سے نکلا دھوین سے ایک خنجر نکل کر گرا دونون خوک مر کر پیوند خاک ہوے اب تلوار کھینچکر دونون آپس مین

لڑنے لگے زار و شور سے تلوار چل رہی تھی تڑپتے جوگ جب میں مار ہاتھ برگ کرتے تھے میں لشکر
پر مہرخ کے آفت ہی جب ٹکڑا بر گرا سو دو سو مر گئے جب افراسیاب نے سمجھا کہ تمہیں
غصہ میں جب آیا پھر غل شور و سحر کی چمک کر نکلا اپنا سحر کیا افراسیاب بھی عاجز ہوا
برہمن کی بھی جان پر بنی تھی پر یہ خوف دو طرف غالب ایک دوسرے سے ہو تھا لب
چند ساعت تلوار چلی کہ آسمان پر برق چمکی ماہیان زرہ پوش بعد جوش و خروش کے
برہمن نے چاہا مٹ کر افراسیاب پر سحر کرے ماہیان نے گرفتار کیا برہمن
طرف افراسیاب کے متوجہ تھی جال برہمن پر پڑا برہمن جال میں پھنسا افراسیاب
نے منہ سے دھواں چھوڑا ماہیان نے پکڑا خاک کی زانی برہمن بیہوش ہوا افراسیاب
و ماہیان نے برہمن کو اپنا زبان میں عذر دی تخت پر رکھ کر دونوں بلند ہوئے عدم
پریشان باغبان و بہار جیسی افراسیاب جیتے چلے یک سحر کیا اور پکارا کر آواز دی
کہ رجا دو کو بالائے کوہ نورستان پر دو نہا دے پھر کوئی زوال دامن
پنجے سنہری پیدا ہوئے وہ انور جادو کو لے گئے ملکہ مہرخ رنجیدہ بیٹھی میں رو کر
خواجہ عمرو تھے مہرخ نے رو رو کر سب حال بیان کیا کہ خواجہ غضب ہوا برہمن کو
افراسیاب گرفتار کر لیا خواجہ سنتے میں آئے کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا سلطان
تاج بخش و نسیم گلشن افروز دونوں زن و شوہر آکر پہونچے مہرخ کے قدموں کو بوسہ دیا
سب سرداروں سے ملے مگر زن و شوہر نے دیکھا کہ سب سردار پریشان ہو رہے ہیں
نسیم نے پوچھا خیر تو ہے آپ لوگ کیوں پریشان ہیں مہرخ نے بیان کیا کہ افراسیاب
و ماہیان برہمن کو گرفتار کر لے گئے برہمن ایسا نہ تھا کہ جو افراسیاب دست انداز
ہوتا لیکن دونوں نانی نواسے نے مکر گرفتار کر لیا ہر طرف سے ہو رہے نسیم نے کہا
یہاں سے بارہ کوس پر ایک صحرا ہے کہ اسکو صحرائے سبز پوشان کہتے ہیں اسی صحرا میں
ایک باغ ہے باغ رنگیان اسکا لقب ہے برہمن کو اگر برہمن کو قید کیا ہے تو مجھ میں ہے
کنیز کو حکم ہو تو جائے سب دلاور دنکو منتظر رہو اللہ کا لطف نہیں ہوش اپنے تئیں
انھیں کہا آپ لوگ کیوں تردد کرتے ہیں کنیز جا کر خبر لیتی ہے آپ کے اقبال سے تمہیں دیکھ

آؤنگی اور حقیقت مین صحراے سبزپوشان نہایت وسیع ہی سابق مین اُسی صحرا مین مردسے
بٹتے جاتے تھے لاکھ دو لاکھ تماشا مین وہان جمع مین عیار ساحر کا گذر وہان دشوار ہی اسواسطے
کہ سبز بخت جادو اُس صحرا کا مالک ہی خواجہ نے کہا مین اپنے پہونچا دونگا تو انشاءاللہ تعالیٰ
سبز بخت کا سر لیا ہوت ہلکو بٹے جاتی ہی خواجہ نے اُسوقت باندھے عیاری اپنے جسم پر
درست کیے اور ملکہ گلگونہ رنگین پوش نے بمدجوش وحردش پر پرواز پیدا کیے خواجہ
بھی جٹے ملکہ گلگونہ روانہ ہوئیں جادوگر کاٹتی ہوئی جاتی ہین جب خواجہ عمرو اسوقت بین بڑے
زور و شور سے جاتے ہین چاہتے ہین گلگونہ سے بیشتر پہونچون کوس بھر شہر سے نکلے تھے کہ زنگ
کی آواز کان مین آئی دیکھا ملکہ صرصر نہایت آراستہ و پیراستہ گالی بندھی ہوئی دوپٹے ودامن
عال سپر پشت پر آتی ہی کہین افراسیاب نے بھیجا تھا گرد مین اُٹی ہوئی ورہ سے بیابان
چہرۂ انور پر چھا رہے ہین خواجہ صورت زیبا دیکھکر بیقرار ہوگئے خواجہ نے پکار کر کہا
او قاتل او ظالم کہان سے تشریف لاتی ہو ذرا عاشقون کو بھی نگاہ مزا ود ولکو بین آئے ہمتو
تمہارے نام پر جان دیتے ہین تمکو ہمارا کچھ خیال بھی نہین صرصر شمشیرزن نے کہا خواجہ
کیون بیہودہ بکتے ہو مین سمجھ گئی جو خیال تمہارے دل مین ہی مجھکو بھی معلوم ہی جس کام کو جاتے
ہو وہ کچھ نہ ہوسکیگا برہمن روئین تن کے واسطے جاتے ہو مگر خواجہ برہمن ایسے مقام
پر قید ہی کہ وہان جانا دشوار ہی خواجہ عمرو نے کہا ہمکو پہلے ہی دریافت ہوگیا انشاءاللہ
جاکر پہلے سبز بخت کو مارینگے بعد اُسکے باغ زنگیان مین جاکر داخل کرینگے صرصر
شمشیرزن کے ہوش اُڑ گئے جی مین کہتی ہی انہین کون بتا دیتا ہی صرصر شمشیرزن نے
کہا خواجہ اگر نام معلوم ہوگیا تو اس سے کیا ہوتا ہی وہانتک پہونچنا بہت مشکل ہی سبز بخت
جسوقت سحر کرے گا زمین کانپنے لگی خواجہ عمرو نے ہاتھ پھیلایا کہا اے صرصر شمشیرزن
اب تو طاقت صبر و ضبط بالکل سلب ہوئی جاتی ہی اسوقت چاہتے ہین کہ ایک بوسہ
لیلین صرصر نے نیمچہ کھینچا عمرو بردار کیا خواجہ روکتے جاتے ہین صرصر کی نہ چلتی
ہر وار پر یہی یقین ہوتا ہی کہ خواجہ کا سر اُڑ جائے گا مگر خواجہ اپنے کو بچاتے ہین قضاے کار
ایک ساحر ہی اُسکو شمر سبز پوش کہتے ہین [illegible] ہوا پر تھا اُسنے جو دیکھا کہ خواجہ و صرصر

تڑپتے ہین تم نے عمرو کو بھیجا تا جی مین کہتا ہی یہی چل ملیگا غنچہ آرزو دیکھیگا افراسیاب خوش
ہو جائیگا کہیگا بڑا کار نمایان کیا عمرو ایسے شخص کو لائے یہ سوچکر تڑپا اسطورے گرا کر صرصر بھی نزا گاہ
ہونے پائی صرصر کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا اب جو صرصر نے آنکھین کھول کے دیکھا عمرو ندارد حیران
ہوکر یہ کیا ہوا سمجھی کہ شاید مہرخ نے کسی کو ساتھ کر دیا ہوگا وہ عمرو کو اٹھا کر لیگیا ہوگا چہار جانب
دشت صحرا کے دیکھا کہین عمرو کا پتہ نہ پایا آخر کار طرف لشکر کے روانہ ہوئی خواجہ عمرو کو ٹھہرائے ہوئے
جاتا ہی جب افراسیاب نے برہمن روئین تن کو باغ زنگیان مین لاکے قید کیا تاریک زنگی
یہان کا حاکم و ناظم ہوا ہی چار سو زنگی اسکے متعلق ہین وہان سے پلٹ کر افراسیاب صحرا سے
سبزہ پوشان مین آیا سبز بخت نے استقبال کیا افراسیاب نے کہا اے سبز بخت ہمنے یک دشمن سخت
کو باغ زنگیان مین قید کیا ہی تم بھی حفاظت کرنا اس صحرا مین کوئی غیر نہ آنے پائے سبز بخت نے
عرض کی حضور کیا مجال یہ وہ مقام ہی کہ ہوا بھی چلتے ہوئے تھراتی ہی ہر وقت زاغ و بوم کی آواز آتی ہی
افراسیاب عرصہ دراز تک یہان بیٹھا خوب تاکید کرکے چلا گیا سبز بخت کو ہر وقت خیال رہتا ہی اکثر
تاریک زنگی کی ملاقات کو بھی جاتا ہی پوچھا کرتا ہی کہ قیدی بحفاظت ہی تاریک زنگی کہتا ہی اے
سبز بخت یہان کسی کی مجال نہین ہی کہ اس باغ مین قدم رکھے سات سو زنگیان آدمخوار بلائے روزگار
یہان رہتے ہین بڑا خیال ساربان زادے کا ہی یہان آئے تو چیر پھاڑ کر کھا جائین ہڈیان تک چبا ڈالین
سبز بخت قصر پہ بیٹھا ہی آج دن خوشی کا ہی کچھ دوست آشنا آئے ہین ایک گائن کو بھی بلایا ہی شراب
وکباب کا دورہ ہو رہا ہی خود مقام صدر پہ بیٹھا ہی گانا سن رہا ہی کہ آسمان کی جانب نگاہ اٹھ گئی دیکھا
ایک جادوگر ایک آدمی کی کمر مین پنجہ دیئے ہوئے لیے جاتا ہی کہا یارو دیکھو یہ کہین سے آدمی کو پکڑ لایا
ہی جا کر چیر پھاڑ کے کھا جائیگا بڑی بڑی دور سے خوراک اپنی ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر لاتے ہین جو تین
زنگی بھی اسی جلسے مین آئے ہین انکے منہ سے نکلا حضور ایک ران ہمکو بھی ملجاتی اگر آپ کی مہربانی ہوتی بہت
دنون سے یہ نعمت نہین کھائی سب جگہ یہ مشہور ہو گیا کہ یہان زنگیان آدمخوار رہتے ہین اب کوئی
اسطرف راستہ بھی نہین چلتا آپ کے حمایت مین اگر یہ نعمت ملی تو آپ کا بڑا شکریہ ادا کرینگے
یہ سنکر سبز بخت نے گولہ مارا سینہ پاکیزہ تر پر پڑا تو ڈرکر پشت کو ہار گئنا خواجہ انکے پیچھے سے
چھوٹے سبز بخت نے آواز دی ارے اس آدمی کو روک لو غلامون نے اٹھکر ہاتھون ہاتھ روکا

جب وہ جادوگر مرا تو خواجہ کو ہوش آیا جیسے ہی جادوگروں نے خواجہ کو زمین پر رکھا بے اختیار خواجہ پکار اُٹھے مصرع ع ہمیشہ دلبر سبحان مبارک باشد ٭ سبز بخت کے منھ سے نکلا ارے تو کون ہے یہ ساحر تجھکو کہاں لیے جاتا تھا عمرو نے کہا حضور آپ کا گویا ہوں اس جادوگر نے مجھکو رات بھر گوایا صبح کو موئے پانچ پیسے دیتا تھا میں نے کہا صاحب ہمارے مجرے کے پانچ روپیہ ہوتے ہیں فرمایا کہ میں چلکر تیرے کباب لگاؤنگا میں ڈر کے خاموش ہوا سامری و جمشید آپ کو سلامت رکھیں کہ آپ نے غلام کے ہاتھ سے بچا لیا ورنہ یہ کھا جاتا سبز بخت کے منھ سے نکلا کہ بڑے میاں صاحب تمھارا نام کیا ہے نام جو پوچھا خواجہ بہت ہنسے کہا حضور میرے ماں باپ کے یہاں اولاد زندہ نہ رہتی تھی تو حضور بڑھوں نے صلاح دی کہ ماں اُس شخص کی بو انچھی ستر اور دو بہتر شخصوں سے محلے میں جا کر مانگ لائیں تو حضور بڑھ میں جو چل رہا سو جہ سے میرا نام لوٹ مار خان رکھا ہے پس حضور محلے بھر کا فرزند ہوں اور ماں اُس شخص کی اب کسی سے انکار نہیں کرتی محلے کے لوگوں سے بڑے رسم ہیں آپ کسی دن چلیں جو کہیے گا وہ قبول کرینگی مگر جمعہ کو آئیے اسدن وہ نہا دھو کر کپڑے پہنکر دروازے پر کھڑی ہوتی ہیں جو گھر سے نکلا پکار کر کہا جیا دیکھو تو تمھارا لڑکا لوٹ مار خان کہاں ہے تمھارے محلے بھر سے یہی پیغام رہتا ہے اور میں بھی یہی عادت رکھتا ہوں سب کو ابا جان کہتا ہوں یہ سنکر سب لوگ ہنسنے لگے کہا واہ میاں لوٹ مار خان کیا کہنا بڑا زادہ تمھارا لقب ہے عمرو نے کہا بجا ہے جب وہاں آوگے تو دریافت ہوگا ماں جان کا فیض عام ہر کسی کو محروم نہیں رکھتیں سبز بخت نے سب سے اشارہ کیا میاں لوٹ مار خان کا رات بھر گانا سنو صبح کو چیر پھاڑ کر کھا جانا اسپر سب راضی ہوئے سب نے کہا میاں لوٹ مار خان صاحب کچھ گاؤ خواجہ نے گنگنا کے یہ اشعار گانا شروع کیے

اشعار

اشک جاری رہنے کو دیدۂ تر بند ہوئے — جاگے یا سوئے یہ سوتے نہ مگر بند ہوئے
عاشق چشم ترے آنکھ نہ سینکنے سے بھی — آخر اسکی یہ سزا تھی کہ نظر بند ہوئے
آنکھوں میں آکے بھی لخت جگر اپنے نہ رکے — بیوفا وقت بدا افسوس جگر بند ہوئے
دل رہا چاہ زنخدان میں ہم زندان میں — اُس طرف بند ہوا وہ ہم ادھر بند ہوئے
غم رہا ہونے کا نکلا ہی بیجا شک کی بر — دل کھلا میرا جو زندان کے در بند ہوئے

تیغ اغیار سے تیز ابھی ہے تیغ زبان ‌‌｜ کٹ گئے سیدھی باتون مین گر بند ہوئے
آج وہ قفل دہن عرف مین کیونکر پہونچون ｜ اسقدر خون ہمارا نگہ زر بند ہوئے
شب کو آمد جو ہی تیری تو در کیصورت ｜ دونون دیدے رہے تا بہ سحر بند ہوئے
آزرسکین خاک کہ سب محو ترے حسن کے ہین ｜ یہ پری غول پریزاد و نگہ پر بند ہوئے
بند اسی دن سے مرا نظر نہ کہ مین بھی ｜ ای صنم جب سے ترے روزن در بند ہوئے
مصغیر دگی سب عاقبت پرداز قبول ｜ داخل دام بلا ہو گئے پر بند ہوئے

اسطرح **خواجہ** نے یہ غزل گائی کہ سب تعریفین کرنے لگے **خواجہ** نے دس پانچ اشعار اور گا کر عرض کی حضور مین ساقیگری خوب کرتا ہون **سبز بخت** نے پوچھا صرف شراب انڈیلنا اور پلانا **عمرو** نے کہا نہین حضور ساقیگری بڑی دشوار چیز ہے میری ساقیگری سب کو واسطے عزیز ہے منھ سے گاؤن پاؤن سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن سرسے لا کر شراب پلاؤن سب نے کہا صاحب یہ تو بڑی مشکل ہے **عمرو** نے کہا ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے کلید میخانہ عنایت کیجیے ابھی حضور کے سامنے ظاہر ہو جائے **سبز بخت** نے کلید **خواجہ** کو دی **خواجہ** میخانے مین آئے **برگ جادو** دار وغہ میخانہ بڑا ساحر زبردست تھا **خواجہ** نے کہا میان **برگ** تم جاؤ نہین ہا یہ بتاؤ یہ عہدہ اب ہمکو ملا **برگ** باہر آیا مگر سمجھ مین بہت لہ برہمن اس حوالی مین آکر قید ہوا کوئی عیار نہ ہو ذرا سمجھ لینا چاہیے اسنے ایک ایک تپلا شراب کا کھینچکر شیشے مین رکھدیا کہا میان ہوتے ہوتے پہلے اسی تپلے کو صرف کیجیے گا یہ کہکر آپ باہر آیا روزن در سے دیکھ رہا ہے **خواجہ** نے اس تپلے مین جیسے ہی بیہوشی ملائی **برگ** نے سحر کیا تپلے سے ایک شعلہ نکلا **خواجہ** کے بدن مین لپٹ گیا ایک آواز آئی اے **برگ جادو** یہ **عمرو** ہے پکڑ لیا آکے اسکو قتل کرو **برگ** اندر آیا تلوار کھینچکر چاہا کہ **عمرو** کو قتل کرے **عمرو** نے کہا دروغہ صاحب تین نے عہد کیا ہے تیرا **افراسیاب** پر تمہاری کیسی ہوشیاری ہے ایسا ساحر میری نگاہ سے نہین گذرا خوب آپ نے سحر کیا **عمرو** نے تعریف جو کی **برگ** خوش ہو گیا **خواجہ** تمہاری تو میت لبیر آئی تھی اب زندہ نہ بچوگے **افراسیاب** نے ہم سب کو صدقے سے **بلوشان** کا حاکم کیا تھا اسی سے یہ زمین سرسبز و شاداب ہے رعایا سعت سے آباد ہے تمہارے دونا کو بونا کچھ مکھونہ لو دو تم **عمرو** نے کہا حضور جان کا صدقہ مال ہے مین نے نقا کا تاج لیا بڑے بڑے شاہون کو دو

بہت مال جمع ہی ملاحظہ تو کیجیے اس بٹوے مین میرے سب کچھ موجود ہی برگ نے پوچھا مال کہان
رکھا ہی عمرو نے زنبیل کھولی کہا سب اسی مین جمع ہی آپ دیکھیے اب جو جھک کر برگ نے دیکھا
صدہا تاج رکھے ہین ایک طرف روپیہ کا انبار ایک جانب نازنینان مہ جبین پھر رہی ہین ہر شخص
عمرو ہی کا نام لیتا ہی برگ نے کہا خواجہ مال تو بہت رکھا ہی یہ سب تمھارا ہی مال ہی عمرو نے کہا نصف
میرا ہی نصف اور دون کا ہی آپ میرے ہاتھ پانون سحر سے کھول دیجے تو مین اپنا مال الگ کر دون برگ
سوچا یہ دبلا پتلا آدمی میرے ہاتھ سے کہان جائیگا سحر اُتار لیا خواجہ جہاز پوچھ کر اُٹھے چوڑی غفندیان
زنبیل کی کھولین کہا قریب آئیے بغور ملاحظہ فرمائیے میان برگ قریب آئے جھک کر دیکھنے لگے
عمرو نے کہا فرمایئے اشرفیان دون کہ جواہر حاضر کرون ایک چیز پسند کر لیجیے مین سب نہین دونگا
آدھا لیجیے اب تو برگ نے نصف جسم اپنا زنبیل مین ڈالدیا بغور دیکھنے لگا خواجہ نے جو تڑ دون مین
ہاتھ دیکر زنبیل مین ڈالدیا جیسے ہی میان برگ گرے عمرو نے آواز دی میان دیتا لیے
لینا یہ نیا مزدور آیا ہی مہتمم نے آتے ہی گردن لی ایک سونٹا چوتڑ و نپر رسید کیا مزدور رسی لیٹ گئے
کوئی دھول لگاتا ہی کوئی پٹ کھڑتا ہی سب نے کہا اب کپڑے اتار کپڑے اُتروا لیے ایک غرقی
بندھوا دی ٹوکری سر پر رکھی میان برگ ٹوکری ڈھونے لگے خواجہ نے سب شراب مین بیہوشی
ملائی اُس پتلے کو بجوت نہ چھوا اور پکار کر آواز دی آج ہم ساقی ہین کوئی باقی نہ رہیگا آو
صاحبو شراب لیجاؤ ملازمان سبز بخت دوڑے پتلے شراب کے اُٹھا اُٹھا کے لیجانے لگے عمرو نے
کئی سو گلابیان شراب سے معمور کین اُنمین بیہوشی کامل ملائی لیکر محفل مین آئے سبز بخت خوش
ہوگیا کہا دیکھو صاحبو کیسا سلیقہ دار ہی کس لطف سے شراب لایا ہی خواجہ عمرو نے آتے ہی پانون مین
گھنگرو باندھے زنانا جوڑا منگا کر پہنا سامنے کھڑے ہو کر گت شروع کی یہ اشعار گانے لگے اشعار

ڈوبنا جب عین وحدت مین گوارا ہوگیا
مد بسم اللہ دریا کا کنارا ہوگیا

فکر سے مضمون بلند ایسا ہمارا ہوگیا
عرش اعظم کا یہ موتی گوشوارا ہوگیا

سختی ایام کا صدمہ گوارا ہوگیا
ساقیا شیشے سے پتھر دل ہمارا ہوگیا

غیر کے ہمراہ وہ بیٹھے جو کشتی پر اسیر
قلزم ہستی سے عاشق کا کنارہ ہوگیا

یہ اشعار گا کر جام بلورین سر پر رکھا ٹھوکرین لیتے ہوے قریب سبز بخت کے آئے سر جھکا کر کہا ایسے

مالک کو سرے شراب پلانا چاہیے سبز بخت نے جام لیا بے اندیشۂ انجام پی گیا اب تو دورا باندھا تھوڑے ہی عرصے میں ساری محفل کو شراب پلا کر خواجہ بیٹھے سبز بخت نے کہا میان لوٹ مار خان تمہاری شراب نے بڑا مزا دیا ہے دیکھو ہوتے ہی دو سو خداوند تشریف لائے ہیں عمرو نے کہا اُنکی بھی ٹانگ لیجیے سبز بخت اپنے مقام سے اُٹھا لیکن نہ ہوا پا خداوند آپے اُٹھا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہوا مصاحب وغیرہ اپنے اپنے مقام سے اُٹھے سب گر گر بیہوش ہوئے خواجہ سوچے ایسا نہو قتل کرنے میں کچھ خرابی واقع ہو سبز بخت کو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اُسکی شکل بنکر مسند پر سو رہے جو وقت سحر نسیم سحری چلی ملازموں کی آنکھ کھلی دیکھا مالک سوتے ہیں سب ڈھونڈھنے لگے کہ میان لوٹ مار خان کہاں گئے ہر سو طرف ڈھونڈھا کہیں پتہ نہ ملا آخر اپنے مالک کو جگایا خواجہ برہم ہو کے اُٹھے کہا یار میرے خواب میں ابھی سامری و جمشید آئے تھے فرما گئے ہیں کہ جا کر تاریک زنگی سے ملاقات کرو اور تاکید کر دو کہ خبردار حفاظت میں برہمن کی نہایت اہتمام چاہیے ساحروں سے کہا ایک تخت تیار کرو اُسی وقت تخت تیار ہوا خواجہ اُچک کر تخت پر سوار ہوئے ساحروں کو برابر بٹھا لیا کہا تعین سحر کر کے تخت اُڑا دو ان سبھوں نے سحر کیا تخت اُڑتا ہوا چلا چالیس جادوگر ساتھ ہیں سر کر دو فرسے طرف باغ تاریک زنگی کے چلے یہاں تاریک زنگی بیٹھا ہے پانچ سو زنگی جمع ہیں سامنے ایک چبوترہ ہے اُسپر برہمن روئیں تن قید بیٹھا ہے زبان میں سوزن لگی ہاتھ پاؤن میں مار سیہ لپٹے ہوئے برہمن اپنی جان سے بیزار ہے تاریک مسند پر بیٹھا شراب پی رہا ہے زوجہ اُسکی سیہ تاب ایک موٹی زنگن پھولے پھولے گال لال لال ہونٹ جوشا گلنار پہنے صاف ثابت تھا کہ خون میں کو غوطہ دیا ہے بیٹھی ہنس رہی ہے کہ کبھی تاریک زنگی کے چٹکیاں لیتی ہے کہ صاحب جلد برف ست کرو نشہ شراب کا ہوا کھیلنے کو دینے کا وقت ہے تاریک زنگی کہتا ہے تم صاحب چلتے ہیں کہ ایک جادوگر روانہ ہوا آیا عرض کی میان سبز بخت جادو تشریف لاتے ہیں تاریک زنگی نے کہا آج آنے کا کیا باعث بڑا ہے سیہ تاب میرے الکو کھلا ہوتا ہے ہرچند کہ سبز بخت بڑا ہوشیار ہے مگر غیر زن سلام بھی بولے دیدگان ہیں مجھکو بڑا خوف ہے سیہ تاب اسکی زوجہ نے کہا صاحب کہلا بھیجو کہ اسوقت میں فرصت نہیں تاریک زنگی نے کہا واہ آئے وہ جو ہیں یہاں آئے اُسکی خاطر داری واجب لازم ہے وہ بھی مالک سرحد سبز پوشان ہے اُسکا مرتبہ تو مجھے زیادہ ہے مگر میرے دل کو کھٹکا ہی ہے تو منظور کرون چند رنگیون نے کہا

بھرا ہی خون کے بدلے تمہارے سودا دی — بدن کو چیر دون جو من سے دیر پر دھوان دیگا
تمہارا جادو و فن دیکھتے ہی بجھے تھے — ریاض حسن کو پانی یہی تمنوان دیگا
بیان نہ کیجیو قاصد تو میرا حال خراب — ہزار طرح کے نخرے وہ بد گمان دیگا
ملیگی روز جزا بے طلب جزاے عمل — کریم دیگا اسے وان جو کوئی یہان دیگا
وہ ہون غیور نہ لونگا بلا سے سفلے سے — اگر زمین ہی گر سنہ کو آسمان دیگا
جو چند شعر کہے ہین سنا دو پڑھکر رند — ہمین بھی داد سخن کوئی نکتہ دان دیگا

یہ اشعار جو طائر نے پڑھے تاریک نے پکار کر آواز دی ارے بیوقوف مجھکو تو دل بہود خار الم ولیبن چھپا فقط رہنت تھو صاف صاف کہہ کر کیا موزہ ہو نصف باغ میں پہونچے میں خواجہ کو بھی حیرت ہی کہ خدا خیر کرے جادوگرون کو ہاتھ سے اشارے کر رہے ہین نخل جادو نائب ہی اُس نے چپکے سے کہا مجھے شک ہوا یہ تاریک زنگی نہین ہی کوئی عیار مکار ہی نخل جادو نے گولہ تیار کیا کہا حضور مین ہوشیار ہون کیا مجال جو میرے ہاتھ سے بچ سکے چالیسون جادوگر نادان جب تاریک نے طائر پر غصہ کیا طائر نے پکار کے آواز دی یہ سبز بخت جادو نہین ہی عمرو عیار ہی جیسے ہی طائر نے یہ کہا خواجہ سوچے کہ حال کھل گیا یہ غضب کا تحفہ ہی کمبخت غرب سے یہ معلوم ہی تاریک طرف خواجہ کے جھپٹا پکار کر آواز دی یار و اس مکار کو جینا عمرو و غیرہ اپنے ساتھ والون سے کہا یہ ساربان زادہ نہ جانے پاے تاریک زنگی بنا ہوا سامنے ہی نخل نے گولہ مارا چالیسون جادوگرون نے سحر کیا زنگی تو غافل کھڑے تھے بیہوش ہو کر مرچیت گرے اسکے تڑپنے لگے اب تو زنگیون نے بھی سحر کیا خواجہ نے جست کی چاہا کہ بھاگ جاکر گلیم اوڑھ لون جیسے ہی خواجہ نے جست کی تاریک نے ایک دو ہنتڑ زمین پر مارا خواجہ زمین پر گر کے گرے تاریک نے چاہا کہ سر کاٹ لون عمرو نے ساتھ والون کو آواز دی یہ دیکھ لے اسکے مجھ تاثیر کی باتون نے زمین نے تھام لیے چالیسون جادوگر کوے ترنج مارنے لگے تاریک زنگی نے نعرہ کیا ارے نالائق تیرا ایک ہی نہین ہی خواجہ عمرو نے پکار کر آواز دی اے نخل جادو تاریک زنگی کو گولہ مار کہ اسکا سر جائے مجھکو عمرو بنا ہی چالیسون ساحرون نے پھر پڑھکر سحر کیے تاریک تو بلاے روزگار ہی سب کے سحر دن کو دفع کر رہا ہی کہتا ہی ارے تم سب کی کیون شامت آئی ہی یہ کہکر ایک ترنج سبز نکالا

یا سامری کہکر پھینک مارا چالیسون جادوگر لڑکھڑا کے گرے سب کا سحر ہوتا کہ تاریک زنگی نے
اشارہ کیا ایک برق چمکی کڑک ہوئی روغن عیاری کا خواجہ کے چہرے سے اُڑگیا صورت اصلی ظاہر
ہوئی تاریک زنگی تلوار کھینچکر چلا چاہا کہ سر کاٹ لون عمرو نے بیقرار ہو کر دعا کی ای خالق بے نیاز
ای مالک کارساز اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے برہمن بیٹھا ہوا یہ سب معاملہ دیکھ رہا ہی مگر مجبور و
ناچار زبان مین سوزن ہاتھ پاؤن مین ماران سیہ لپٹے ہوے ہین خواجہ بلک رہے ہین
دست دعا بلند پکار رہے ہین نظم

تو بودی بیشک لاریب موجود	نہ بُد و نیستگر بود و بود و نابود	ز بود تو ظہور جسم و جان است
وجود ہر وجود از تست موجود	تو مطلوبی برائے اہل مطلب	تو معبودی برائے اہل معبود
تو بایک لفظ کن کردی اشارہ	زمین و آسمان موجود شد زود	تو کردی گرم بازار محبت
ازان سودا رساندی خلق را سود	بفرمان تو بد گردد نکو کار	شود مقبول از حکم تو مردود

خواجہ بیقرار ہو کر دعائین مانگ رہے ہین تاریک نے اُن جادوگرون سے کہا منفعل تھا تو
تمہارا افسر کیا ہو سبز بخت کے ساتھ یہ ساربان زادہ کیونکر پیش آیا اُسکو کیا کیا ایسا عقیل فہیم
جادوگر اسیر کیا سانحہ گذرا سبھون نے عرض کی حضور ہمین نہین معلوم ہوا نہ کوئی نیا شخص ہمارے
یہان آیا ایک شخص آسمان سے گرا تھا اُسنے شاید عیاری کی ہو تاریک نے پوچھا مجھے حیرت
ہوتی ہی کہ آسمان سے کیونکر آیا کہا حضور ایک جادوگر ثمر جادو نامے ایک گوپے کو لیے جاتا تھا
ثمر جادو کو سبز بخت نے مارا وہ گوپا گرا اُسکے سوا کوئی ہمارے یہان نہین آیا اور کسی کو ہمنے نہین
دیکھا تاریک نے کہا مین دریافت کرونگا کہ میرا بھائی کہان ہی اسکو تو قتل کرون اسکے ہاتھ سے
صدہا ملک ویران ہوے برہمن نے جو خواجہ کا یہ حال دیکھا آنکھون سے آنسو جاری ہین دعائین
مانگ رہا ہی کہ ای خالق لیل و نہار داور رحیم و کریم عمرو کو بچالے چراغ اہل اسلام کا گل ہوتا ہی
رنگیون مین غل ہوتا ہی کہ عمرو کو جلدی قتل کر دیا چاہتا ہی تاریک کہ خنجر کھینچکر جا پڑے کہ آسمان سے
برق چمکی ملکہ گلگونہ رنگین پوش ایک عقاب لاجواب پر سوار زلفین چہرہ بے نظیر پر چھوٹی ہوئین
مانگ مین سیندور بھرا ہوا ہی دو ظلمات مین شفق کا کیونکر نشان ملا زلفین سیہ فخر مشک و عنبر چہرہ
رشک قمر پری پیکر خورشید منظر آنکھین نرگس شہلا معشوق یکتا چہرے پر ہرچند کہ خال خال ہین

اگر ہین تو باعث ترقی حسن و جمال ہین عقاب اُڑتا ہوا آتا ہی ہونٹھون کو سحر طراق ہین جنبش مسیحائی مین کوشش عاشق مردہ کو جلائین اعجاز عیسیٰ دوران دکھائین دیکھتے ہی تاریک کے ہوش اُڑگئے کانپنے لگا گلگونہ نے ہاتھ جو ہلایا برق گری کر نگیون کے سر اُڑ گئے ایک کاغذ سر جھولی سے نکال کر پھینکا کر عمرو کے آگے پردہ حائل ہو گیا اب زمین پر ملکہ گلگونہ اُنکی جھولی مین ہاتھ ڈالا اسباب سحر نکالا پکار کر آواز دی او تاریک سامنے تو آسر خیل عیاران کو قتل کرتا تھا اسی منھ پر دعوی سحر دیکھ ہوشیار ہو جا زد چہ تاریک جو کھڑی تھی اسنے ایک گولہ پھینکا جیسے ہی گولہ سیہ تاب نے پھینکا گلگونہ نے گولے کو کاٹ کر آواز دی کر ارے اسکو لیتا اس شغل کو بھی سحر کا حوصلہ ہوا اے خوش آواز و خوش گلو اسکو اپنی آواز تو سنا دے یہ جو ملکہ گلگونہ نے آواز دی خود بخود گوشۂ باغ سے ایک صدائے دلسوز کان مین آئی

نظم

نگاہ ناز پہ ٹھہرا ہی تصفیا دل کا	کرو تو آج مین کرتا ہون فیصلا دل کا
غم فراق نے کیا حال کر دیا دل کا	سنو تو عرض کرون تمسے ماجرا دل کا
کرے ادھر لو سرایت غم عارضا دل کا	بہت قریب جگر سے ہی فاصلا دل کا
الٰہی جلد یہ آنکھون سے خون ہو کے بہے	غضب مین ڈالدیا مجکو ہو برا دل کا
دم اخیر ہی بچا رہ جان بلب ہی آج	معاف کیجے اب تو کہا سنا دل کا
وہی ہوا جو لکھا تھا مرے مقدر مین	مجھے نہ یار سے شکوہ نہ کچھ گلا دل کا
مآل کار مرے جان کا ہی الفت مین	خدا کسی سے نہ ڈالے معاملا دل کا
نہ گفتنیست چہ گویم چہ شرح حال کنم	نہین ہی قابل اظہار ماجرا دل کا
ہجوم غم مین بھی ثابت ہی ہنسے استقلال	مین وجد کرتا ہون اللہ رے حوصلا دل کا
عیان ہو صورت شاہد جو چشم حق بین سے	کرے نمود تو غافل مشاہدا دل کا
نہ جان مردہ نہ زندہ ہی سمجھ اسکو	لگا کسی سے ذرا دیکھ پھر مزا دل کا
مکین ہی ایک ہی دونون مکان اسکے ہین	نہین ہی کعبے سے کم رند مرتبا دل کا

یہ آواز جو بصد سوز و گداز کان مین سیہ تاب کے آئی چادر یار سے پھینک کر ناچنے لگی ملکہ گلگونہ نے آواز دی ارے اپنے دھگڑے کے سامنے جا اُسکے روبرو جاکر ناچ سیہ تاب طرف تاریک

کے چلی پکارتی ہوئی ادہر نامشخص ذرا ادہر متوجہ ہو ہماری ملکۂ عالم نے کیا ارشاد فرمایا کچھ تیرے ذہن میں نہیں آیا یہ کہکر سیہ تاب دوڑی تاریک کے پنجے پکڑ لیے تاریک ہان ہان کرتا ہی یہ کہ ہاتی ہی زن وشوہر میں خوب لات لگی ہوئی کبھی سیہ تاب اوپر کبھی تاریک اوپر آخر کو ایک مقام پر تاریک نے سیہ تاب کی چٹیا پکڑی اس زور سے طمانچہ مارا کہ گال سوج گیا سیہ تاب نے ایک چیخ ماری کہ بھلا نگوڑے دیدہ دیکھ تجھکو ہمارا خیال نہ آیا دیکھو گال سوج گیا دو دانت گر گئے یہ کہکر چاہا کہ پھر لپٹ پڑے ون تاریک نے پیچھے ہٹ کر ایک گولا مارا کہ سینے کو سیہ تاب کے توڑ کر پشت کے پار گذرا گولہ مار تو دیا زوجہ کا لاشہ جو زمین پر تڑپا دل دکھ گیا غصے میں آواز دی کہ او گلگونہ تونے میری زوجہ کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا غضب کیا اب تو میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگی یہکر برس پڑا برچھیں چلامین تلوارین گرامین آگ برسائی جب خوب سحر کر چکا ملکہ گلگونہ نے سب سحر دفع کرکے ایک چٹکی خاک کی اوٹھائی تاریک کی جانب پھینک دی ایک غبار بلند ہوا اس غبار میں تاریک چھپ گیا بعد عرصہ در غبار سے نکلا پھر اشعار پڑھنا شروع کیے کبھی صورت زیبا پر نگاہ کبھی آہ کبھی واہ کبھی پکارتا ہی کہ ملکۂ عالم مین تابعدار ہون لاکھ جان سے نثار ہون کیا کہون جو دل کی کیفیت ہی عجیب حالت ہی نظم

مسیح دقت نہ کر تو سنبھالنا دل کا
کہ جان کسل نظر آتا ہی عارضہ دل کا

تپک رہا ہی یہ نہیں ہی آزن سے پھوڑین
مسیح قابل نشتر ہی آبلا دل کا

فسردگی ہی طبیعت کو عہد طفلی سے
نہ تھا شباب میں بھی مجھکو ولولا دل کا

گرانہ کوہ الم اسے ہی جنہین نا الضعاف
حباب سے بھی ہی نازک یہ آبلا دل کا

وفور ضبط سے نہ نہ گھٹ کے آگیا لب پر
مگر زبان پہ آیا نہیں گلا دل کا

صفائے تن نا ہی آئینے پر بھی فوق اسے
کہ رنگی صورت شاہد مقابلا دل کا

چمن بنا چاہتا ہی شغل عشق بھی واعظ
کبھی کبھی کا جو باقی ہی مشغلا دل کا

دورہ دورہ زندگی مین جان سے نہ ہی تنگ
مجھے ہلاک کیا اپنے ہو برا دل کا

فلک کا ہی وہی عالم وصال ہو کر فرق
مری سمجھ مین نہیں آتا مدعا دل کا

نوائے چغد سے ہین گوش آشنا جنکے
خوش آہنگ نہ نہیں زمزمہ عنا دل کا

یہ اشعار پڑھتا ہوا تاریک طرف ملکہ گلگونہ کے چلا پکارتا ہوا مین تو غلام ہون گلگونہ نے کہا تو
کیسا ہمارا تابعدار ہی برہمن روئین تن قید ہی اُسکو جا کر رہا نہین کر دیتا یہ سُنکر تاریک دوڑا
جاتے ہی زبان سے برہمن کی سوزن کو نکالا قید کالی ماران سیہ جسم سے جدا کیے کہا ای برہمن
صف شکن چلو تمکو ملکۂ عالم بلاتی ہین برہمن ہنستا ہوا اُٹھا پکار کر آواز دی ای ملکہ گلگونہ کیا
کہنا حقیقت مین ایسے سحر نگاہ سے نہین گذرے کیا پاک و پاکیزہ سحر ہین ہمارے سحر کو
جلا دیا عجب رنگ دکھا دیا ملکہ گلگونہ نے جھک کر سلام کیا کہا ای برہمن روئین تن آپ
لوگون نے بڑے بڑے کار نمایان کیے عمرو کا دل سے ساتھ دیا افراسیاب ایسے ظالم سے
مقابلہ کیا کہان کہان معرکے پڑے خوب خوب لڑے یہ فرمایے کہ اب اسکا کس طور سے خاتمہ
کرون برہمن نے کہا تمکو اختیار ہی ملکہ گلگونہ نے اشارہ کیا ای تاریک تیرے ہمراہی کھڑے
ہین انکو قتل نہین کرتا یہی ہمارے دشمن ہین یہ سُنکر تاریک تلوار کھینچکر زنگیون پر جا پڑا
جس زنگی کے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے سب کو قتل کر رہا ہی زنگی فریاد کرتے ہین کہ ای
آقاے نامدار غلامون نے کیا خطا کی براے سامری و جمشید معاف فرمایے غلامون سے کبھی
خلاف نہوا ہی اور نہوگا تاریک مبہوت لب پر مہر سکوت کسی کو جواب نہین دیتا جب سب کو
قتل کر چکا تو ہاتھ باندھکر سامنے آیا کہا ملکۂ عالم اب کیا حکم ہوتا ہی گلگونہ نے کہا اپنا مدعاے دلی
تو بیان کر دو تاریک نے کہا حضور مرتا ہون میری جان پر بنی ہی گلگونہ نے فرمایا تلوار کھینچکر اپنے
گلے پر رکھو تاریک نے تلوار کھینچکر گلے پر رکھی ملکہ نے کہا کھینچلو مگر خفت سے کھینچنا تاریک نے تلوار
کھینچلی سر کٹ گیا تسمہ لگا رہا لڑکھڑا کے زمین پر گرا اندھیرا ہو گیا بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا
نام من تاریک جادو افسر زنگیان بود عرصے تک سنگباری و برفباری بھی ہوئی تمام باغ
جلگیا عمارتین گر پڑی اب جو روشنی ہوئی دیکھا باغ مین سناٹا طائر جلے ہوے پڑے ہین
جس مقام پر عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کرتی تھین گل و غنچے کا دم بھرتی تھین اُس مقام
پر زاغ و زغن بول رہے ہین مکانون کے گرے ہوے نشان خشت ہاے شکست کا
جا بجا انبار بقول شاعر فرد ہر کجا افتادہ بینی خشت در ویرانۂ ہست فرد دفتر
احوال صاحب خانۂ خواجہ صبا گھبرا کے دیکھنے لگے فرمایا کیون ملکہ گلگونہ اس باغ مین

فرش و فروش مال و اسباب نقد و جنس کچھ نہ تھا ملکہ نے ہنسکر کہا خواجہ یہ صحرا ے ویران افراسیاب
نے آباد کرائے سب کارخانہ سحر کا تھا اُسکے مرنے سے غائب ہوگیا جلکیا پھنک گیا برہمن نے کہا
ملکہ اب یہان سے نکل چلو خواجہ آپ بھی ہمارے ساتھ چلیے خواجہ نے کہا ہمین جہان آپ ڈھونڈھیے گا
وہین ہم ملجائینگے برہمن نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری ادھر کے صحرا بہت خراب ہین راستے کا
نشیب و فراز ایسا نہو آپ راہ فراموش کرین تو ہمکو بڑی مشکل ہوگی تمام ساکنان طلسم آپ کے
نام کے دشمن ہین جنکو خضر راہبر جانا ہو وہ رہزن ہین بمجبوری خواجہ نے قبول کیا برہمن نے
تخت تیار کیا ملکہ گلگونہ سوار ہوئین ایک طرف برہمن ایک جانب خواجہ عمرو برہمن
تخت کو اُڑاتا ہوا چلا لیکن افراسیاب خانہ خراب باغ نسیب مین تخت سلطنت پر بیٹھا ہی
نازنینان سرجبین و مہ جبینان مہر تمکین خدمت مین حاضر ہین ناچ ہو رہا ہی ایک پری پیکر
قمر منظر بصد سوز و گداز یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہی غزل

تکلیف ہی جون پنجۂ گل لال ہوا ہاتھ
نازک ہی وہ بس چھوڑیے اے رنگ حنا ہاتھ

مین اپنے گریبان کے ٹکڑے کا ہون پیرو
چلتے ہین جنون مین مرے پانو سے سوا ہاتھ

ہی دست مری نبض کی تف سے ید بیضا
یہ معجزۂ تازہ مسیحا سے لگا ہاتھ

ہنگام وداع آہ گلا کاٹ رہے تھے
کیا کھینچتے دامن کو ترے کام تھا ہاتھ

رکھا تو دل و چشم سے اب اُٹھ نہیں سکتا
قربان نزاکت کے ہین کیا پانو ہی کیا ہاتھ

ہونے نہ دیا چاک گریبان کفن کو
یارون نے کیے دفن مرے تن سے جدا ہاتھ

یہ دست بریدہ مرے قاصد کا نہو ٹوٹے
ہی مہر کا خط ہاے شعاعی سے بھرا ہاتھ

جیسا مجھے آرام ترے ہاتھ سے آیا
اللہ کرے یون ہی ترا سینہ مرا ہاتھ

جو شاخ گل اے جوش جنون بار ہو لینے
جب چاک ہوا خامہ تو بس ٹوٹ گیا ہاتھ

بیٹھا کف افسوس ملیگا بس گلفتن
غیرون سے بھی ظالم تو مرے ساتھ اٹھا ہاتھ

ہم اور یہ بدعت تپش دل کے سبب سے
مومن مرے سینے پہ رہے بعد فنا ہاتھ

افراسیاب مست بیٹھا ہی جام مے گلنار گردش مین عیش و عشرت کی کوشش مین کچھ طائرون
نے جو زمزمہ سرائی کی افراسیاب نے سر اُٹھا کر دیکھا بے اختیار منہ سے نکلگیا کہ مین نے

جہان برہمن کو قید کیا ہی وہان کسی کا گذر نہین ہو سکتا کنیزین جو حاضر ہین اُنھون نے عرض کی
اے شہنشاہ آپ کا جو انتظام ہی ایسا ہی ہی لیکن مسلمان اُس مقام پر پہونچتے ہین کہ جہان عقل کو
دخل نہین ہوتا ذرا کتاب تو ملاحظہ فرمائیے ابھی حال کھلجائے افراسیاب نے اُسی وقت کتاب
سامری اُٹھائی اب جو کتاب مین دیکھا رنگ رو متغیر ہو گیا زانو پر ہاتھ مار کے کہا لو صاحب
غضب ہوا سبز بخت عمرو کی زنبیل مین ہی تاریک جادو مارا گیا مجھے کسی کا ڈر ورنہ چلا آپ
عمرو و گلگونہ و برہمن ایک تخت سحر پر سوار طرف اپنے لشکر کے جاتے ہین صحرائے خارستان مین
ضرور گذر ہوگا کوئی تم مین سے ایسا ہی کہ جاکر اُنکا راستہ روکے اگر تین دن اُس صحرا مین گذر گئے
بھوک پیاس سے مرجائینگے اُسوقت کئی خواجہ سرا بھی جمع ہین خلخال جادو غلام گذرانان
افراسیاب سے ہی ضعیفہ صد سالہ گرگ باران دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ سر ہلاتا ہوا عارض پر
جھریان ایک ایک جھری سطر سکاری کمر مین خم آسمان کہنا چاہیئے تیر تدبیر ہمیشہ پورا بیٹھتا ہی عصا
ٹیکتی ہوئی سامنے افراسیاب کے آئی بلائین لیکر عرض کی مین صدقے مین قربان مین جاکر اُنکا
راستہ روکون اگر علم ہو فن سحر و ساحری مین تو گوا افراسیاب نے کہا اے خلخال گلگونہ بلائے
روزگار ہی خلخال نے کہا وہ چھوکری ہی کمسن الھڑ پنے کے دن اس آپ کی اطاعت سے
یہ مرتبہ پایا عاشق ہوکر آپ نے اُسکو منہ لگایا ورنہ وہ سحر و ساحری کو کیا جانے برہمن البتہ
ساحر کامل ہی اور عمرو کا تو وہ حال کرونگی کہ آپ سماعت فرمائینگے افراسیاب نے بہت کچھ
باتین تعلیم کین خلخال جادو افراسیاب سے صلاح و مشورہ کرکے طرف صحرائے خارستان کے
روانہ ہوئی یہ بھی افراسیاب سے پوچھ لیا کہ کب وہ جاکر صحرائے خارستان مین پہونچینگے
افراسیاب نے کہا بعد دو دن کے وہ لوگ صحرائے خارستان مین پہونچینگے روار دی کہ خلخال
چلی اور بہ تعجیل اپنے کو صحرائے خارستان مین پہونچایا عقاب بنکر درخت پر بیٹھی دو منزل کے گرد مین
و صحرا عقاب نخل پر بیٹھی اور سحر کیا تمام صحرا کو سحر بند کرتے کرتے ایک پہاڑ پر آکے ٹھہری نخل کے سایے
مین بستر اپنا لگایا کچھ سامان بناکر چھوڑ دیے چند طائر سحر سے بنائے اُنکو اُڑا دیا وہ درختون پر جاکے
بیٹھے کوئی زمزمہ کرتا ہی کوئی غل مچاتا ہی دزغن کے صدائے مہیب دیتا ہی کہ سنکر قلب کانپے
... خلخال جادو بیٹھی لیکن چونکہ سن لیا ہی کہ برہمن ایسا

شخص آتا ہی سحر کر رہی ہی تیسرے دن برہمن و گلگونہ و عمرو وائی صحراے خارستان مین جا پہونچے
دیکھا کہ صحرا سنسان کف دست میدان نخل کا کہین نام نہین اگر کسی طائر کا گذر بھی ہوا تو کانٹون
مین پھنس کے رہگیا کانٹون کے جابجا انبار طائران بدصورت کی بکار ریونڈے گروکے ٹوٹ رہے
ہین چشمے خشک پڑے ہین خواجہ نے کہا ای برہمن ابتک اسطور یہ آئے کہ جہان صحراے سبزہ زار
ملا اُسی مقام پر رات کاٹی آج تو بُرے مقام پر شام ہوئی برہمن نے کہا خواجہ اس راہ مین
صحراے ہولخیز و وحشت انگیز بہت ہین کوئی مقام جنگل مین عمدہ تلاش کرو خواجہ و برہمن
وہان پھرنے لگے بعد عرصہ دراز ایک نخل سایہ دار ملا اُسکے سائے مین جاکر بیٹھے صحرا کی وحشت شام
کا وقت جنگل سائین سائین کر رہا ہی جھاڑ اجاڑ ویران درخت بے برگ و بے بار چند طائران وحشی
نے اُنپر آکر آشیانہ بنیا صورتون سے حیرت و وحشت برس رہی ہی کہ مصیبت کے مارے دن بھر
کے بھوکے پیاسے خاموش اکر درختون پر بیٹھے ہین صدا بھی نہین دیتے ہین یکایک شام محنت انجام
کا سامنا ہوا ماہ تابان فلک پر نکلا رال کا گولا معلوم ہوتا تھا ستارے جو نکلے جیسے دگولیان کہنا
چاہیے کہ صورت اُنکی کلیجے کو منغک کرتی تھی برہمن حیران گلگونہ بھی پریشان کچھ نسیل ساکہنا
اسطور سے بمشکل ممکن ہوا کہ جب برہمن و گلگونہ نے بہت کہا کہ خواجہ بھوک کے مارے حال
بہت ابتر ہی خواجہ نے زنبیل سے ٹکڑے شیرمال کے سوکھے ہوے نکالے دو قلیل قلیل سے
تینون صاحبون نے نوش کیے خواجہ نے پانی بمشکل مشکیزۂ حضرت خضر سے پلایا اس مصیبت مین
رات بسر کی جبکہ غواص ماہ تابان چاہ مغرب مین داخل ہوا اور کشتیبان فلک نیلوفری یعنی نیر اعظم
بصد شوکت و حشم کشتی مہر کو کھیتا ہوا دریاے چرخ زبرجدی سے باہر نکلا بحر زخار عالم پر نگاہ ڈالی
خواجہ و برہمن و گلگونہ اُٹھے خواجہ نے نماز سحر ادا کی آمادۂ سفر ہوے دن بھر رہروی کی شام
کو پھر اُسی صحراے مذکور مین پہونچے بمشکل ایک نخل تلاش کیا اُسی کے سائے مین اُترے
رات بمصیبت بسر کی صبح کو پھر راہ رو ہوے دن بھر پھرے شام کو پھر وہی جنگل ملا اسیطرح
نخل کے سائے مین اُترے تیسرے دن برہمن نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری ذرا بغور لاحظہ
فرمایئے یہی صحرا روز ملتا ہی شاید کسی نے ہمارا راستہ روکا دن بھر پھرتے ہین رات کو اسی مقام پر
آتے ہین آج اسکی شناخت کر لیجیے ہر چند کہ آج بخوبی ذہن مین آگیا مگر امتحان کامل ہو جائے ایکتیر

یہ اشعار عبرت آثار سنکر ملکہ گلگونہ کے دل کو بیقراری نے گھیرا پکارکر آواز دی ای نازنین سوختہ جبین اس صحرای ویران مین تیرا کیونکر گذر ہوا کیا مصیبت پڑی اُسنے ہنسکر جواب دیا یہ کوہ و دشت اپنا مقام ہی دشت نوردی ہمارا کام ہی ہماری ملکہ عالم شہنشاہ ساحران اُستاد شعبدہ بازان برای سیر آئی ہین جی چاہے چلکر ملاقات کیجیے کل صحرائی دہی حاکم ہین اس اقلیم کی دہی ناظم ہین مگر آپ کے آنے کا کیا باعث ہوا ملکہ گلگونہ نے کہا کسی مکار نے ہم پر راستہ روکا ہی اُسی کی تلاش مین نکلے ہین اُس نازنین نے کہا آپ ہمارے ساتھ چلیے جس کسی نے ایسی حرکت کی ہوگی اُسپر تنبیہ کیجائیگی بلکہ اُسکو پکڑ بلوائینگے سزا دیجیے کوئی آپ کو تردد نہو گا اسطرح کی باتین۔ نازنین نے کین ادروہ اشعار سنکر دل پر تاثیر ہو رہی چلی تھی اوراس شیرین سخنی سے اُس نازنین نے کلام کیا کہ ملکہ گلگونہ اُسکے ساتھ ہولین اب جو قریب کوہ آئین چند نازنینان ماہ پیکر کی آواز سُنی اُس نازنین نے کہا شاید ملکہ عالم جانے کو ہین جلد تشریف لیچلیے ملکہ گلگونہ نے گھاٹیون کو طے کیا بالای کوہ جو آئین ایک خوشبو آئی کہ دماغ جان معطر و معنبر ہو گیا درخت چھوٹے چھوٹے سرسبز و شاداب عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہی ہین ہر طرف سامان عیش و نشاط مہیا معلوم ہوتا ہی چند نازنینان پری پیکر آپسمین ملکر یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہین **غزل**

سرپر ہمارے ابرو قاتل سمائی ہی
تلوار سے ضرور مری موت آئی ہی

مین جانتا تھا رنگ مجھکو دو شل اب
لاشے پہ جسکے یار نے بجلی گرائی ہی

شانے تک اُسکے زلف سا اب پہونچ گئی
شانے کی اُسکی زلف رسا تک رسائی ہی

عارض دکھا دو پھر دہی ہم ہین وہی ہو تم
آئینہ سان ہمارے تمھارے صفائی ہی

چشم صنم ہین سارے کی جادو دیا دو دون
نازنظر کی مین نے سلائی بنائی ہی

مین دست بستہ سامنے اُسکے تمام نور
بجہ ہی بدر اور مہ نو کلائی ہی

پھر ہنہ کے سخن کا نہ اُسنے دیا جواب
مُنہ اپنا لیکے رہگیا کیا مُنہ کی کھائی ہی

چھالے پڑے ہین سیلے قاتل کی تیغ پر
تلوار میرے گرم لہو مین نہائی ہی

سب نے لب یہ رکھدے غش دیکھکر مجھے
سوتے مین یار بس نکر کرم لے بجائی ہی

یہ کہنون تی خون ہو گئے ہونگے جلائی قبول
سنتے ہین اُس نگار نے مہندی لگائی ہی

ملکۂ گلگونہ رنگین پوش بگوش ہوش سن رہی ہیں جوں جوں اشعار کی آواز آتی ہے طبیعت کا رنگ بدلتا جاتا ہے وہ نازنین مسکرا مسکرا کر باتیں کرتی جاتی ہے تھوڑے عرصے میں راہ کو طے کیا دیکھا سامنے ایک مسند زرنگی بچھی ہے اسپر ایک نازنین نہایت حسین غنچہ دہن دریاے جواہر میں غوطہ زن گرد کنیزیں مصاحبین بیٹھی ہیں اس نازنین نے ملکہ گلگونہ کو دیکھا اٹھ کھڑی ہوگئی پکار کر آواز دی اے ملکۂ عالم آپنے غریبوں کو سرفراز کیا کیا بڑی عنایت فرمائی ملکہ گلگونہ رنگین پوش اسکا خلق و اخلاق دیکھکر حیران جمال و محو دیدار ہوئیں سراپا کو دیکھنے لگیں دیکھا حقیقت میں صانع قدرت نے ایسی تصویر صفحۂ ہستی پر کھینچی ہے کہ جسکا نظیر ممکن نہیں بقول شاعر شعر نقاش چون شمائل آن ماہ میکشد + نوبت بہ زلف او چہ رسد آہ میکشد + مانی چو نقش آن بت بدست میکشد + چون سر بہ ساعد او دست میکشد + سراپا کو دیکھکر حیران ہوگئیں انکسار مزاج کا یہ حال ہے کہ جھکی پڑتی ہے ہاتھ تھامے ملکہ گلگونہ کا قریب مسند کے لائی کہا تشریف رکھیے ملکہ گلگونہ بیٹھیں وہ نازنین کہہ رہی ہے اسی نازنین سے جو ملکہ گلگونہ کو لگا کے لائی ہے کہ کیوں بوا تسخیر تم مہمان کو لائیں چند مہمان کی خاطر کرو ایسے مہمان کسکو نصیب ہوتے ہیں کچھ دو چار اشعار گاؤ طریقے سے معلوم ہوتا ہے شعر گانا بہت پسند آیا تسخیر نے سازندوں کو اشارہ کیا سازندوں نے ساز ملا دی تسخیر نے گلگونہ سے آنکھیں ملا کر یہ اشعار گانا شروع کیے

اشعار

گر پڑی بجلی جو ذکر آیا ترے رخسار کا — جل گئی تلوار جب چرچا کیا رفتار کا
صورت موئے کمر ہرگز وہ ہاتھ آتا نہیں — ہوگیا معدوم مضمون بھی دہان یار کا
یہ نہیں ٹوٹا ستارہ جھڑتی ہیں چنگاریاں — تا فلک پہونچا ہے شعلہ آہ آتشبار کا
کہکشاں بنتی ہے وہ قاتل ہمارے زخم کی — چرخ زنگاری ہے پھاہا مرہم زنگار کا
مشک نافے کیطرح خوشبو دہن میں بس گئی — لے لیا بوسہ جو ہمنے گیسوئے خمدار کا
بادشاہی کرتے ہیں بیٹھے وہاں ہو کر فقیر — بن گیا ظل ہما سایہ تری دیوار کا
اس لیے ہر دم عرق افشاں جبین یار ہے — تا بھڑک جائے نہ شعلہ آتش رخسار کا
ہمدم سوا آیا بجز غش ابروے قاتل دیکھکر — دیکھیو چھینٹا اگر پانی سے لے تلوار کا
شاہ اقلیم سخن کا یہ قلق شاگرد ہے — کیوں نہو ہر ملک میں شہرہ مرے اشعار کا

جب یہ اشعار تسخیر نے گائے ملکہ گلگونہ کی محویت زیادہ ہو گئی خلخال نے جلدی سے جام شراب لبریز کیا ملکہ گلگونہ کو دیا گلگونہ نے جام بے اندیشۂ انجام پی لیا جام کے پیتے ہی یک شعلہ منہ سے نکلا ملکہ گلگونہ گر کر بیہوش ہوئیں خلخال نے زبان میں سوزن وتی سحر اتار کر ہوشیار کیا اب گلگونہ کی جو آنکھ کھلی دیکھا ایک ساحرہ سب تمام دا انجام کر منتظر ناز کر رہی ہی یعنی پکارتی ہی سنو خلخال جادو صاحب اسیاب ساحرہ لاجواب گلگونہ کے ہوش اڑ گئے کہ کس بلا مین پھنسی مقام افسوس ہی اس معمونہ نے بڑا مکر کیا یہ تو اس حال پر ملال مین ہین وہان جب گئے ہوئے گلگونہ کو عرصہ گذرا برہمن نے گھبرا کر کہا ملکہ گلگونہ کو کیون دیر ہوئی خواجہ نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ اوسپر کوئی افتاد پڑی برہمن نے کہا مین جا کر تلاش کرتا ہون خواجہ نے کہا ای برہمن ویرانہ لگانا خواجہ تو اسی مقام پر ٹھہرے برہمن روانہ عن چلا خواجہ نے بہت کچھ سمجھا دیا کہ ای برہمن جو کام کرنا سمجھ کر کرنا برہمن نے کہا خواجہ سمجھا جائیگا جب برہمن جانے چلے خلخال کے سحر نے خبر دی کہ اب میان برہمن آتے ہین خلخال نے اوسی تسخیر سے اشارہ کیا میان برہمن کو لینا تسخیر چلی برہمن تھوڑی دور چلے تھے کہ گانے کی آواز کان مین آئی برہمن نے ٹھٹکر دیکھا کہ ایک نازنین حسین یہ اشعار گاتی ہوئی آتی ہی نظم

ہماری عقدہ کشائی فقط دعا پر ہی — بتون کے بندے ہین لیکن نظر خدا پر ہی
پھرے وہ مجسے تو منہ پھر گیا زمانے کا — رجوع خلق خدا خلق مین ہوا پر ہی
ہماری خاک کی تہ نظر ہی بربادی — مزاج یار بہت تند تو ہوا پر ہی
لبون سے دل جو بچا مار زلف نے مارا — غضب ستم ہی ستم پر بلا بلا پر ہی
دماغ عرش بر اپنا ہی خوش دماغی سے — نثار وہ ہین کہ سر جو رسے خاک پا پر ہی
قیام آہ سے اپنا ہی صورت نرگس — تمام زور تن ناتوان عصا پر ہی
غضب ہی شکوہ دورِ فلک نے لا خاموش — پسا جو دانہ تو کیا جسم آسیا پر ہی
تمھارا جرم ہی کیا موت کا علاج نہین — قضا ہماری ادا ہی ادا قضا پر ہی
کسی کے ہاتھ کب آتی ہی برق دولت عشق — یہ اونکی دین ہی موقوف سب عطا پر ہی

برہمن نے دیکھا وہ نازنین اسی جانب آتی ہی اسنے قریب آکر برہمن کو جھک کر سلام کیا برہمن

ہنس پڑا کہ صاحب اُدھر تو تمھاری تلاش مین تھے وہ تو سمجھی کہ میرا نہ دہ تسخیر ہرگز نہ تھا اُدھر سے کوئی بھی
تدبیر کی برہمن نے ہاتھ تھام کر پشت پر ہاتھ پھیرا تھوڑا بڑھانا تھا کہ تسخیر کے جسم سے شعلہ ہائے
آتش نکلنے لگے تمام اعضا مثل ہیزم خشک جلنے لگے اُسنے ایک چیخ ماری کہ از ظلم بری دغا کی
دم بھر مین جلکر وہ نازنین خاک سیہ ہوئی برہمن کے منھ سے نکلا ہائے اسی فریب مین گلگونہ
پھنسی نہین معلوم وہ ملعونہ کہان ہے جسنے یہ سحر کیا قصد ہوا کہ زور نجوم کو دخل دون جھولی سے کاغذ
نکالا کچھ ہندسے وغیرہ بنا رہے ہین کہ وہان خلخال کو جو معلوم ہوا تسخیر کو برہمن نے جلا دیا
گھبرا گئی کہ اب کیا کرون فوراً چند فقرات لکھے ایک طائر سحر بنایا بخدمت افراسیاب روانہ کر دیا
افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا ہے کہ طائر نے آکر نامہ پہونچایا افراسیاب نے دیکھا کہ خلخال
نے لکھا ہے کہ اے شہنشاہ برہمن دام مکر مین نہین پھنسا تسخیر دلپذیر کو مین نے روانہ کیا برہمن نے
اُسکو جلا دیا افراسیاب نے اٹھکر ایک گرہ کھولا آواز دی ارے دلفریب جلد حاضر ہو
دیکھا ایک نازنین نہایت حسین ہنستی ہوئی سامنے افراسیاب کے آئی افراسیاب نے کہا جلد
اپنے کو پاس خلخال کے پہونچا جو کہے وہ کرنا اپنے نام کی تاثیر دکھا دلفریب فوراً روانہ ہوئی
خلخال بالاے کوہ بیٹھی ہے کہ دلفریب فرستادہ افراسیاب آکر پہونچی ہاتھ باندھکر سامنے
کھڑی ہوئی کہا مجھکو شہنشاہ نے بھیجا ہے جو حکم ہو بجا لاؤن یہ سنتے ہی خلخال خوش ہوگئی کہا
پاس برہمن کے جاؤ تسخیر کر کے ہمارے پاس لاؤ دلفریب نے کہا کس صورت پر جاؤن خلخال
نے کہا جس صورت پر میرے سامنے لاؤ گی ویسا ہی سامان ہوگا یہ سنکر دلفریب پہاڑ سے
اُتری سوچکر بصورت حنائے گلگون پوش تیار ہوئی تلاش مین برہمن کی چلی برہمن ابھی
علم نجوم کو درست کرنے نہ پایا تھا کہ ایک طرف سے آواز آئی اے برہمن صد شکر مین تمھاری
تلاش مین نکلی تھی کچھ حال بھی تمکو معلوم ہے کہ آج تیسرا دن ہے کہ شہنشاہ اپنے مقام سے
غائب ہین برہمن جو پلٹا دیکھا ملکہ حنائے گلگون پوش مضطر و پریشان چہرہ اُداس
عالم یاس برہمن کو پکارتی ہوئی آتی ہے برہمن نے گھبرا کر کہا کیون ملکہ عالم خیر تو ہے حنائے
نقلی نے بڑھکر برہمن کا ہاتھ تھام لیا کہا اے خیر خواہ دولت آج تیسرا دن ہے کہ شہنشاہ قصر
جمشیدی سے پکڑ کر نکلے تھے کہ راہ سے بہکا لیا افراسیاب جاتا ہون یہ پلٹکر نہین آئے آج مین گھبرا کر

تلاش مین نکلی یہ مضمون سنکر برہمن کے ہوش اُڑگئے کہا ای ملکہ عالم مین عجب آفت مین مبتلا ہون دام مکر افراسیاب سے چھوٹا آج تین دن سے اس صحرا مین حیران و پریشان ہون کسی نے ہمیرا رستہ روکا ہی ملکہ گلگونہ ایسی ساحرہ کہ جسکا ہوشربا مین مثل نہین سوائے افراسیاب کے کسی سے کم نہین وہ جاکر غائب ہوئی خواجہ سا کے مین نخل کے نیچے ہین مین جستجو مین گلگونہ کی نکلا ہون لیکن مین شہنشاہ کو بھی تلاش کرونگا افراسیاب کی کیا مجال ہی کہ شہنشاہ پر دست انداز ہو چنانچہ نقلی برہمن کو باتین کرتی ہوئی لیچلی برہمن تو اپنا پیر و مرشد جانتا ہی سر جھکائے ہوئے چلا آتا ہی جب قریب کوہ کے پہونچے کان مین آواز آئی ای برہمن خیر تو ہی ملکہ کو کہان پایا اس صحرا سے وحشت خیز مین کیونکر آنا ہوا برہمن نے سر اُٹھاکر دیکھا شہنشاہ کوکب سے پانچ سات صاحبون کے زیر نخل بیٹھے ہین سامان عیش و نشاط مہیا ہی ایک عورت حسین پہلو مین بیٹھی تھی ملکہ حنا کو دیکھکر پہلو سے شہنشاہ کوکب نے آواز دی ای برادر آؤ برہمن مودب پہلو مین بیٹھا حنا نے بیٹھتے ہی اپنا رنگ جمایا کہا کیون صاحب کئی دن سے کہان تھے ہم تلاش کرتے کرتے دیوانے ہوگئے دیکھو پانون مین کانٹے چبھے آبلے ہارے حال پر پھوٹ پھوٹ کر روئے کیا اپنی کیفیت کہین کہان تک خاموش رہین نظم

الفت مین کچھ اب خوف و خطر ہم نہین رکھتے — دل ہم نہین رکھتے ہین جگر ہم نہین رکھتے
بیہوش ترے عشق سراپا مین ہین ایسے — اپنے بھی تن و سر کی خبر ہم نہین رکھتے
آہون نے بھی باندھی ہی ہوا بے اثری کی — نالون کا بھی غل ہی کہ اثر ہم نہین رکھتے
گہ دشت مین آوارہ ہین گہ انکی گلی مین — وہ دل مین بسے آکے تو گھر ہم نہین رکھتے
از راہ ملت کے دعا کرتے ہین تسکین — اب ذوق وہ مرا درہم و بر ہم نہین رکھتے
گویا فی ہوا نازِ نقش سے دل اپنا — ڈرتے ترے آنکھونکو بھی تر ہم نہین رکھتے
اب تک سحر ہجر کے صدمے نہین بھولے — پھر رہنے وہ آئے ہین مگر ہم نہین رکھتے
یاقوت ہین لخت جگر آنسو در خوشاب — ہرگز طمع لعل و گہر ہم نہین رکھتے
جس دل مین نہو درد وہ پہلو مین جگہ دین — جو داغ نہ رکھے وہ جگر ہم نہین رکھتے
اب روح لہو ہوکے جو نکلے تو عجب کیا — تن مین لہو ای دیدۂ تر ہم نہین رکھتے
نژمردہ ہی دل شعر کے کہنے مین قبول آہ — یہ غنچہ کھلے ایسا ہنر ہم نہین رکھتے

اس حسرت و یاس سے یہ اشعار جناب نقلی نے پڑھے کہ کوکب نقلی رونے لگا کہا کیون برہمن سنتے ہو ملکہ نے کیا صدمے اُٹھائے ہین صاحب زنجیر او مین جیتا ہون یہ کہکر کوکب نے جام اپنے ہاتھ سے بھرا کہا تو برہمن ایک جام تو پی تو برہمن نے ہنسکر کہا اے شہنشاہ میرا دل دھڑکتا ہے شراب پینے کو دل نہین چاہتا کوکب نقلی نے کہا اے برہمن پی بھی جاؤ دل دھڑکا کیسا برہمن نے بکراہت جام لیا پیتے ہی گلابی توڑ دھوان نکلا برہمن بیہوش ہو کر گرا اسکی بھی زبان مین سوزن کو دیا خلخال نے برہمن و گلگونہ کو پتھرون کی آڑ مین قید کیا اب اِس فکر مین بیٹھی ہے کہ دیکھون عمرو کس صورت پر آتا ہے اب خلخال بصورت اصلی بیٹھی ہے چند کنیزین سحر کی بنائی ہوئی گرد جمع ہین یہی باتین کرتی ہین کہ حضور نے بڑا کمال کیا برہمن و گلگونہ کو گرفتار کر لیا ورنہ برہمن وہ شخص ہے کہ جو منتظم ریاست کوکب روشنضمیر ہے سارا طلسم نور افشان اسی کے انتظام سے آباد ہے رعایا دلشاد ہے مگر یہان جب خواجہ نے دیکھا کہ برہمن کو بھی دیر ہوئی سمجھے کہ برہمن پر بھی افتاد پڑی رنگ روغن عیاری کا نکالا افراسیاب کی صورت بنکر نمایان ہوئے تخت زبرجدی زنبیل سے نکالا اُسپر سوار ہوئے تخت اُڑانے ہوے چلے خلخال جادو بصورت اصلی بیٹھی ہے لیکن افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا تھا اسکو معلوم ہوا کہ ساربان زادہ میری صورت پر برائے گرفتاری خلخال جاتا ہے وہین سے افراسیاب نے سحر کیا ایک طائر زمزمہ سرائی کرکے پہونچا درخت پر کے بیٹھا پکار کر آواز دی اے خلخال جادو آگاہ ہو جاؤ کہ عمرو بصورت افراسیاب آتا ہے خلخال نے سحر کیا ایک نازنین کی شکل بنکر بیٹھی گرد کنیزین جمع ہین ساز بج رہا ہے ایک گانے والی شوخ و شنگ بجوش لحانی یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہے غزل

بہار حسن خدا داد کو زوال نہین
سدا گلاب کے دو پھول ہین یہ گال نہین

ہمیشہ بدر ہین عارض کبھی ہلال نہین
یہ حسن نور خدا داد ہے زوال نہین

جواب دیجیے نہ دل توڑا در سائل کا
شکستہ حال کی آواز ہے سوال نہین

غضب کو یاس سے ہم دل گرفتہ بیٹھے ہین
کسی کا عقدہ کشا ناخن ہلال نہین

خدا کسی کو نہ روز سیہ دکھلائے
گہن مین چاند ہے تارے شریک حال نہین

مہینہ زیست کا کٹتا ہے ہر مہینے مین
نہال عمر کو آرہ ہے یہ ہلال نہین

ریاض حسن کے میوون مین یہ لطافت ہے
عیان ہے سیب کا دانہ ذقن پہ خال نہین

	اگر تمھارے عناصر میں اعتدال نہیں	کبھی ہوا کبھی شعلہ کبھی ہو خاک اے بحر	

گانے والی ذرا چپ ہوئی ہے کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا افراسیاب تخت پر سوار آتے ہوے
تخت کو آتا ہی خلخال نے کنکھیوں سے دیکھا سر جھکا لیا گویا دیکھا ہی نہیں کنیزوں نے بھی عرض کی
حضور حقیقت میں اس کمال کو دیکھیے اب اس شخص کا ملنا دشوار ہوگا خلخال نے کہا اب میرے
ہاتھ سے کیا بچیگا میں کیا اسے زندہ چھوڑونگی اس ظالم کے قتل سے منھ موڑونگی خواجہ نے آسمان
پر سے دیکھا کہ محفل میں اشارے ہو رہے ہیں خواجہ نے تخت اتارا کنیزوں نے پکار کے کہا شہنشاہ
آتے ہیں خلخال نے سر اٹھایا واسطے سلام کے جھکی لیکن خواجہ کی جو نگاہ پڑی تیور خلخال
کے دیکھکر دل میں شک ہوا کہ اسنے مجھکو پہچان لیا لیکن کچھ بن نہیں پڑتا وہ برائے استقبال اٹھی
سامنے آئی خیال ہے کہ اب یہ نہ چھٹنے دیگی تیور سے اسکے صاف ظاہر ہے کہ ہمیں پہچان لیا دیکھیں
تقدیر کیا دکھائے اسی سوچ میں خواجہ زمین پر آئے لیکن ہاتھ پاؤں میں رعشہ مثل بید کانپ رہے
ہیں خلخال ظاہر میں خاطریں کرنے لگی دل میں یہی ہے کہ اسکو گرفتار کروں خواجہ اس فکر میں ہیں
کہ ذرا اسکو غفلت ہو تو نکل جاؤں خلخال کو خیال ہے کہ عمرو ذرا بھی مجھسے بے توجہ ہو تو گرفتار کروں
اور خواجہ عمرو ہوشیار بیٹھے ہیں چار جانب دیکھ رہے ہیں کہ برہمن و گلگونہ کہاں ہیں یا الہی یہ
وہاں نہ آئے ہوں پتہ نہیں ملتا چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں خواجہ چاہتے ہیں کہ اپنے کو
کود کے گرا دوں ایسا نہو کہ یہ گرفتار کرے خلخال نے کہا شہنشاہ یہ صحرا بہت ویران ہے مجھے
آباد کرنا پڑیگا خواجہ عمرو نے کہا میں ویرانی صحرا کو دیکھوں یہ کہکر اٹھے خلخال حیران ہوئی ایسا
نہو ساربان زادہ نکل جائے یا پہاڑ سے پھاند پڑے چند سنگریزے ہاتھ میں لے لیے اور للکاری
او ساربان زادے کہاں جاتا ہے میں نے پہچان لیا خواجہ پہاڑ سے پھاند پڑے خلخال بھی
برابر کود پڑی گرتے گرتے ایک دو سنگریزہ زمین پر مار دیا کہ خواجہ کے پاؤں زمین نے تھام لیے
خلخال نے قریب آکر کمر میں پنجہ دیا بیہوش کر کے منھ پر ہاتھ پھیرا رنگ و روغن عیاری کا چہرے
سے خواجہ کے اڑ گیا خلخال نے کہا جو دیکھا تھا اس ظالم نے کیا کمال کیا اسیوقت اسنے
ایک عرضی افراسیاب کو لکھی کہ اے شہنشاہ میں نے عمرو و برہمن و گلگونہ کو گرفتار کیا جسطرح
حکم ہو اسطرح لاؤں ہر کنیز آبرو کی امیدوار ہے ایک کو عرضی دی کہ جا کر شہنشاہ کے ہاتھ میں یہ عرضی

زیبا کنیز روانہ ہوئی یہان افراسیاب خوش ہو رہا ہے کہ خلخال نے بڑا کار نمایان کیا مگر ناچ رنگ
رنگ ہو رہا ہے یک نازنین جسکے پیش افراسیاب جادو کو خوش دیکھکر یہ غزل گا رہی ہے غزل

نقش تجھسے مجھے از زلف چلیپا کیا ہے
سخت مین دل تجھے دیدون مجھے سودا کیا ہے

آئنہ دیکھکے صورت تجھے سکتہ کیا ہے
دیکھ تو اسکی ادا مین ابھی دیکھا کیا ہے

لاکھون دل پستے ہین جو ایک قدم چلتے ہو
یہ چلن کیسے ہین جانی یہ رویا کیا ہے

طائر رنگ پریدہ کو کرونگا قاصد
نہین ملتا جو کبوتر مجھے پروا کیا ہے

جینے کی فکر ہو ملک عدم کو راہی
نہ کھلا حال دہن کا یہ معما کیا ہے

سامری کا نہ چلے انکے آگے جادو
جو سخن کہتے ہین کہ اعجاز مسیحا کیا ہے

آئنہ دیکھکے صورت پہ ہوے ہو عاشق
صبح سے چہرا جو اترا ہے یہ نقشا کیا ہے

طائر رنگ پریدہ کی طرح اڑتا ہون
باغبان کا مجھے اس باغ کے کھٹکا کیا ہے

یکدم کی ہے راحت مجھے جہان مین مہلت
بلبلا پانی کا ہے ہستی شیدا کیا ہے

وہ کنیز پہنچی ہوئی خلخال کی آمد پہنچی آتے ہی نامہ خلخال کا پیش کیا کہا واری آج ملکہ نے بڑا کام کیا ایسے سرکشون کو گرفتار کیا برہمن نے بڑی ہوشیاری کی مگر ملکہ نے خنانے گلگون پوش کی شکل بنا کر کنیز کو بھیجا تب میان برہمن اس دام مین پھنسے ملکہ بصورت کوکب بنکر بیٹھین افراسیاب نے کہا کیون صاحب اب کیا صلاح ہے خلخال کو قید سپرد کردون سب مصاحبون نے کہا حضور یہ لوگ قید نہین رہ سکتے انکے مددگار پہونچینگے اور رہا کرکے لیجاینگے ہماری سب کی راے یہ ہے کہ صحراے طلسمی مین گرفتار کیے ہین حضور خلاص نہ دین نامہ لکھین کہ خلخال وہین قتل کرڈالے سر آپ کے پاس آجائین یہ راے افراسیاب کو پسند آئی اسی کی مرضی پر جواب لکھا خلخال اے خیرخواہ دولت مینے تمکو بہ عہدۂ نیابت مقرر کیا وہ مرتبہ تمھارا کرونگا کہ تمام ساکنان طلسم رشک کرینگے لیکن یہ کام کرو یہ وہ لوگ ہین کہ اکثر قید ہوے اور رہا ہوگئے انکے مددگار زمین سے پیدا ہوتے ہین برہمن وہ ساحر ہے کہ اگر قید سے رہا ہوگا زمین ہلا دیگا اگر میرا سحر تمھارے پاس نہوتا برہمن کبھی اس دام مین نہ پھنستے مگر مناسب یہ ہے کہ ابھی خاص طلسم مین ان قیدیونکا داخل نہین ہوا اگر سرحد طلسم مین آجاتے تو میں دگرگون کرتا ترقی مین فوج روانہ کرتا ہون اسی

جنگل مین سامان کر میدان خونی کی تیاری کیجائے اُسی مقام پر تینون کو قتل کردا گر عمرو قتل ہوگیا مسلمانون کے جی چھوٹ جائینگے اسی ظالم کی ذات سے سارے فتنہ وفسا د پیدا ہوے مین سب سامان روانہ کرتا ہون کیا تعجب ہی کہ وقت پر مین بھی آؤن یہ لکھکر جواب نامے کا کنیز کو دیا بعد جانے کنیز کے آواز دی ارے ایک ساحر کا خواہان ہون کہ یہان سے جاوے خلخال کی جاکر شراکت کرے قتل مین شریک ہو سر لیکر ہمارے پاس آئے بارہ ہزار ساحر واسطے انتظام کے ساتھ لیجائے سرمست جادو اپنے مقام سے اُٹھا کہا غلام یہ خدمت بجا لائیگا افراسیاب نے بارہ ہزار ساحر اُسکے ساتھ کیے سرمست سب جادوگرون کو ساتھ لیکر چلا یہان خلخال کو کنیز نے آکر نامہ دیا خلخال پڑھ رہی ہی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا سرمست جادو مع بارہ ہزار جادوگرون کے آکر پہونچا خلخال کو عم افراسیاب سے آگاہ کیا خلخال نے کہا اب تو دن قلیل باقی ہی صبح کو سب سامان ہو جائیگا سرمست مع سب ساحرون کے اُسی پہاڑ پر فروکش ہوا خلخال نے بہ ہواز آتارا آپ بھی وہین آکر بیٹھی صحبت شراب وکباب شغل راگ ورنگ شروع ہوا اور سب جادوگر بھی جمع ہین شراب چل رہی ہی جب دو دو چار چار جام پیے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوے خلخال نے کہا ای سرمست مین نے کل اپنی جان لگادی برہمن ایسے ساحر کا گرفتار کرنا کیا آسان تھا منتظم سلطنت کوکب کاہن نجومی لیکن مین نے گرفتار ہی کیا تینون قیدی بھی ایک گوشے مین بیٹھے ہین بیقرار ومضطر برہمن کا خواجہ سے اشارہ ہی کہ کیون خواجہ رات گذر رہی ہی کوئی صورت رہائی معلوم نہین دیتی خواجہ فرماتے ہین ای برہمن مین پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ اسنے مجھکو چاہا کوئی حیلہ ڈالا کر نکل جاتا آخر پہاڑ سے پھاندا وہ بھی برابر پہونچی گرفتار کرلیا کسی کو لشکر مین خبر نہین کہ ہمپر کیا گذری یہان خلخال نے ایک نازنین پریچہرہ کو اشارہ کیا اُسنے یہ غزل گانا شروع کی غزل

ب دل ہمارا کوچۂ جانان سے دور ہی
بلبل ہزار حیف گلستان سے دور ہی

بیٹھا ہی مجھسے بھاگ کے مجنون ہزار کوس
دانا جو ہی وہ صحبت نادان سے دور ہی

کرتو وداع بلبل شیدا کو ای گلو
صیاد ایسے مین چمنستان سے دور ہی

جاے کو بار بار جسکے ہوس سے
دامن تمھارا خاک شہیدان سے دور ہی

غربت مین کوئی قبر کا جو دو بکشن نہین
باد صبا بھی گور غریبان سے دور ہی

عالم تمام کیون نہ پرستش تری کرے
ہندو سے ہی بعید مسلمان سے دور ہی

قاتل نہین کھڑا ہی خفا ہو کے ہین نہین
محشر کے دن بھی ہاتھ گریبان سے دور ہی

رنجور تو ہی لب سے نہ پہونچیگا نزع تک
ای دل تختن کا شہر بدخشان سے دور ہی

جل جل کے پوست دشت مین اُتر بدنکا سب
چرمی بھی جامہ اب تن عریان سے دور ہی

اب آ ہون بارکا مین جھوڑتا ہون عشق
حیوان پہ ہو فریفتہ انسان سے دور ہی

دھونڈھا جہت نہ دل کو وہین کا و سراغ
خضر اپنا جیسے چشمۂ حیوان سے دور ہی

آزاد وہ نہین جو تختن کی کرے نہ سیر
وہ قید ہی جو کاکل پیچان سے دور ہی

یارب نجف مین ہند سے ہو پہونچا قبول کو
اب تک یہ مور اپنے سلیمان سے دور ہی

گانے کا ہنگامہ گانے والی مچل رہی ہی سرمست کے سامنے تانا جاتی ہی خلخال نے جھلا کے کہا او شفتل اپنے باپ کے سامنے مچل رہی ہی ناز و کرشمے دکھاتی ہی اسطرف نہین آتی گانیوالی کا اپنے لگی طرف خلخال کے ملنی سرمست کو غرور کرنا خلخال کا بہت ناگوار ہوا ملٹ کر کہا ای خلخال آج تم اپنے ہوش مین نہین ہو اگر ہم تمکو ایسا مغرور جانتے تو الگ جا کر رات بسر کرتے نہین معلوم تم کیا سمجھتی ہو خلخال نے کہا میان سرمست کیا تم میرے حاکم ہو میرا غرور کرنا کیا بیجا ہی تمکو میری اطاعت مین شہنشاہ نے بھیجا ہی خاموش بیٹھے رہو ایسا نہو ذلیل ہو سرمست نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا ملکہ خلخال ذرا سمجھ کے کلام کرو مین شہنشاہ کا تابعدار ہون اور کسی کی اطاعت نہ کرونگا خلخال نے کہا یہ خیال نہ کیجیے گا مجھکو شہنشاہ نے نائب قرار دیا ہی سب پر میری حکومت ہی مین نے طلسم ہوشربا کو تباہ ہونے سے بچا لیا عمرو میرے قبضے مین ہی جسکی ذات سے سارا فساد برپا ہوا زیادہ زبان درازی نہ کیجیے گا سرمست نے کہا مین تمھاری حکومت کو نہ مانونگا باتون مین اسقدر تکرار بڑھی کہ خلخال اپنے مقام سے اٹھی سرمست نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خلخال نے اٹھتے اٹھتے گولا مارا سرمست نے گولے کو کاٹا سرمست تو بارہ ہزار جادوگر ساتھ لیکر آیا ہی بے اختیار منھ سے نکل گیا کہ اس مغرور کی ناک چوٹی کاٹ لو بارہ ہزار جادوگر لینا کر کے چلے خلخال نے پکار کر آواز دی کہ او سرمست کیون تیری شامت آئی ہی یہ بارہ ہزار یک سحر کے مہمان ہین ایک ہی سحر مین سب کو شاد کی سرمست نے کچھ جواب تو نہ دیا گولہ مارا گئے خلخال بلا سے روز گار ہی چند سنگریزے جو اٹھا کر مارے

پتھر برسنے لگے ہر طرف سے صدائے الامان بلند ہوئی ایک جادوگر پتھروں کے ڈر سے نخل کی آڑ
پکڑ کے کھڑا ہوا خواجہ فرما رہے ہیں کہ ای برہمن ہمارے معبود نے رہائی کا سامان مہیا کیا
برہمن کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے کہا خواجہ گوشت خوردندان سنگ ہو رہا ہے ہمیں کیا خاک
ہمارے دونوں دشمن ہیں اگر سرمست غالب آئیگا وہ بھی ہمارا ہی قاتل ہے خواجہ عمرو نے کہا
گھبراؤ نہیں میں تدبیر کرتا ہوں خلخال نے جو سحر کیا پتھر برس رہے ہیں پتھر دشت آگ نکل رہی ہے
کسی طرف تلواریں گر رہی ہیں ہرچند سرمست روکتا ہے مگر سحر دفع نہیں ہوتا گر تلواریں وہیں
پتھروں کی ترقی ہوئی جادوگر بھاگ کر چھپتے پھرتے ہیں بعض منھ کے بل گرتے ہیں سرمست بھی
گھبرایا ہوا ہے خلخال بہ اطمینان سحر کر رہی ہے پانچ چار ہزار سحر جو ہمارے لئے سیاہ بختوں کا دیا ہوا
جلاد مہرتابان خنجر ستم لیکر میدان حرب زبرجدی میں آیا وہ جادوگر جو بھاگ کر نخل کے پیچھے چھپا تھا
خواجہ عمرو نے پکار کر کہا بھائی میرے پاس آؤ ادھر چھپو تمھاری جان بچے اہل وعیال دار ہو
تمھارا مارا جانا مجھکو گوارا نہیں ننھے ننھے بچے تمھارے تباہ ہو جائینگے عمرو نے جو محبت یہ کلمہ کہا
وہ جادوگر خوش ہوگیا قریب عمرو کے آیا کہا بھائی اگر میں مارا جاؤنگا نوجوان جورو کا کوئی
پوچھنے والا نہیں بیچاری نمان جائیگی تڑپ تڑپ کے جان دیدیگی جب وہ ساحر قریب عمرو کے
آیا عمرو نے کہا بھائی بیٹھ جاؤ جب وہ جادوگر بیٹھا عمرو نے کہا میں بھی ڈر رہا ہوں مجھپر نہ کوئی پتھر
پڑے سر پھٹ جائیگا جان کاہیکو بچیگی وہ جادوگر بیٹھ گیا عمرو نے کہا بھائی میری کمر میں روپیہ ہیں
نکال لو جادوگر نے ہاتھ ڈال کے عمرو کی کمر سے روپیہ نکالے عمرو نے کہا جانی تمھیں لے لو میرے
ہاتھ کی ہتھکڑی ان کالدو میں اشرفیاں بھی تمکو دوں تم لیکر بھاگ جاؤ ہم تو اب زندہ نہ بچینگے تم
صاحب اہل وعیال ہو تمھیں خرچ کرنا جادوگر روپیہ تو پا ہی چکا تھا خوشی میں عمرو کی ہتھکڑی نکالدی
خواجہ کا جیسے ہی ہتھکڑی نکلی کمر سے فوراً حباب بیہوشی نکالا اشرفیاں نکالنے کے حیلے سے حباب
منھ پر ساحر کے مار دیا ساحر بیہوش ہوکر گرا اب تو عمرو نے روپیہ اسکی کمر سے لیکر اپنی کمر میں
رکھے اور جھپٹ کے اول برہمن کی زبان سے سوزن نکالی برہمن کی زبان سے جو سوزن نکلی
ایک شیر تھا کہ اپنے مقام سے جھوم کر اٹھا نعرہ کیا اور خلخال پر آیا اب کہاں جائیگی خلخال نے
جو پلٹکر دیکھا کہ برہمن نے رہائی پائی پکار کر آواز دی او سرمست بدمست دیکھ تیرے باپ نے

جو

رہائی پائی اب کیونکر جان بچیگی تیری ہی ذات سے یہ فساد برپا ہوا عمرو نے گلگونہ کی بھی زبان سے سوزن کو نکال لیا گلگونہ مثل برق جہندہ تڑپ کر اٹھی برہمن سے کہا آپ دخل نہ دیجیے مین سمجھ لونگی سرمست نے جو پلٹ کر دیکھا ایک نازنین مہ جبین مثل شعلہ جوالہ ہینے پر آبجار چہرۂ زیبا سے ظاہر انتشار سرمست نے پکار کر آواز دی دشمنہ خوبی میری جان پر بنی ہی میری معشوقہ عجب نوبت ہی کیا کہون کہ کیا کیفیت ہی کس زبان سے عرض کرون

نظم

دیکھ لو شوق ناتمام مرا
کیون نہوئے خراب کام مرا
دیکھنا کثرت بلانوشی
کیونکر رنگین نہو کلام مرا
زا نوبت پہ جان دی دیکھا

کھینچ لیجائے ہی پیام مرا
ہم نشین خو سے آرزوے وصال
کاسۂ آسمان ہی جام مرا
تونے رسوا کیا مجھے اتبک
مومن انجام و اختتام مرا

بے اثر ہی فغان خون آلود
پک گیا اب خیال خام مرا
اُس صنم بدعمل کی شکایت ہی
کوئی بھی جانتا تھا نام مرا
بندگی کا م آ رہی آخر

مین نہ کہتا تھا کیون سلام مرا

مگر گلگونہ نے جواب دیا او مجنون کیا بیہودہ بکتا ہی کیا تجہکو بھی محبت پیدا ہوئی یہ سنکر سرمست نے چاہا سحر کرون مگر اسنے کچھ بال توڑ کر پھینکے کہا یہ دام محبت ہی بال جو پھینکے اقبال کی ترقی ہوئی بال بال گنہگار رہتا سراسر دل کو پیچ و تاب ہوا سرمست نے دیکھا چند مار ان سے پیدا ہوے ایک مار سیہ لپکو اٹھا کر سامنے آیا سرمست نے ایک دانہ آتش کا مارا مار سیہ جلکر خاک سوا دہوان نکلا وہ دہوان جو دماغ پر پہونچا سرمست رقص کرنے لگا ناچتا تھا کبھی غل مچاتا تھا کبھی پکارتا تھا مین تاجدار ہون قدم پر سر کو نثار کرون غلام قدیم ہون کسکے سامنے اپنا حال بیان کرون کیا شکایت فلک کج رفتار کرون بقول شاعر

نظم

کیون دکھائی ہی فلک نے بار صبح
ہوتی ہی ہر رات سو سو بار صبح
وصل کی شب در پہ آ کر ہی پار
ہجر کی شب مجھسے ہی بیزار صبح
ہی بیان کسکو شب فرقت مین ہوش

ہی شفق سے مجھ پہ تشنہ رشح
حسن کا عالم بھی کیا عالم ہو دا
آچکی ہو گی بس اب او صبح
وصل مین حاضر تو تھی شب آج مین
ہو چکی ہو گی ہزارون بار صبح

یان سی خورشید دستکش مین
زلف جانان شام ہی رخ صبح
وصل مین تو صبح سے بیزار مین
رہتی ہی ہر شب بنا آزار صبح
سرمست یہ اشعار پڑھتا ہوا

قریب آیا قدمون پر سر رکھدیا کہا میرا سر کاٹ لیجیے یا گردن سے اتار لیجیے کہ نجات پاؤن

ملکہ گلگونہ نے کہا اسطرح کی جان دینے سے کیا فائدہ خلخال نے ہمارے ساتھ بڑا مکر کیا اسکا سر کاٹ
کے لاؤ تو ہم تمھارے ساتھ شادی کریں یہ سُنتے ہی سرمست فاقہ مست جھومنے لگا کہا جو ارشاد
ہوا بجا لاتا ہوں خلخال کا سر لینے جاتا ہوں گلگونہ نے خوب سحر کو زور دیا جھومتا ہوا چلا رزمگاہ میں
جو جادوگر ملا اُسکو طمانچہ ماردیا اسکا سر اُڑ گیا کسی پر تلوار چمکائی برق گرائی کئی سو کو قتل کرتا ہوا
سامنے خلخال کے پہونچا للکارا او بیحیا تو نے معشوق پریچہرہ کو آزار پہونچایا بہتر اسی میں ہے کہ
سر جھکا دے میں تیرا سر کاٹ کے لیجاؤں ملکہ کو راضی کروں اگر اسکے خلاف کیا تو چُٹیا پکڑ کر
لیجاؤنگا خلخال نے للکارا او بیحیا تو نے میری محنت خاک میں ملادی میں نے اپنے کو مثل نقش قدم
مٹایا تب ان تینوں کو قید کیا تھا یہ وہ لوگ ہیں کہ ان پر کوئی دست انداز ہو سکتا ہے سامنے
افراسیاب کے تیری شکایت کرونگی سرکار سے تیری سزا ہوگی لاکھ لاکھ خلخال چیخی چلّی ڈرایا دھمکایا
مگر سرمست کب مانتا ہے بھبوت چہرہ سرخ کف منھ سے جاری آنکھوں کے سامنے تصویر گلگونہ کی پھری
ہے کلیجے پہ ہاتھ مارتا ہے کہ اُس معشوق پریچہرہ کو کیونکر پاؤں تلوار کھینچکر خلخال کیطرف چلا خلخال
نے ہرچند سحر کیا کہ اسکو روکوں میرے پاس نہ آئے مگر سرمست کب مانتا ہے جھپٹ کے
ہاتھ تلوار کا مارا خلخال نے بجلی ماری تیغہ ہاتھ سے سرمست کے نکلگیا وہی تلوار خلخال
نے اُٹھالی دم شمشیر پر سحر دم کیا یا سامری و جمشید کہکر ہاتھ مارا سرمست نے ہائے ملکۂ عالم
کہکر سر آگے کردیا تلوار جو پڑی سرمست کے دو ٹکڑے ہوئے اسکا مرنا کہ صدائے گیرودار
بلند ہوئی خلخال نے مار تو ڈالا مگر سر پیٹ لیا کہ ہائے بڑا ساحر زبردست مارا گیا افراسیاب جادو
شکایت کریگا اب جو پلٹکر دیکھا گلگونہ و برہمن نے کل فوج کا ستھراؤ کردیا لاشوں سے پہاڑ کو
بھردیا خلخال سوچی کہ اب انکے ہاتھ سے نہ بچونگی ایک دو تھپڑ زمین پہ مارا ایک طائر پیدا ہوا
کہا اے طائر سامری میرے تو ہوش اُڑے ہوئے ہیں جلد جاکر شہنشاہ سے اطلاع کر کہ سرمست
مارا گیا خلخال کو اکیلا پاکر گلگونہ و برہمن نے گھیرا ہے طائر تڑپ کر ہوا کو گیا گولے خلخال نے
مارے کہ برہمن و گلگونہ پر آگ برسنے لگی زمین کانپی کبھی خون اپنا کاٹ کر پھینکتی ہے تمام زیور
جسم کا اُتار کر پھینکا بجلیاں چمکیں تو برقیں چلیں بالیوں سے شعلۂ آتش گرے کڑے اُتار کر جو پھینکے
پتھر برسے مگر ان دونوں پر تاثیر نہیں ہوتی سحر کو اسکے بآسانی دفع کر رہے ہیں برہمن

چاہتا ہے کہ اسکو چیر کر پھینک دوں اسکے اعمال بد کی سزا دوں گلگونہ فرماتی ہیں استاد وزرا تماشا
دیکھو میں اس مکار کی فکر کرچکی ہوں مزا یہ ہے کہ تڑپ تڑپ کر مرے اپنے ہاتھ سے اپنی جان بچے
بنی بوٹیاں خود کاٹے خلخال گھبرا کے پہاڑ سے کودی بڑی سختی اٹھائی لیکن مہلت نہ پائی
برہمن بھی قریب پہونچا خلخال نے پنجہ مارا برہمن نے کلائی پکڑ کر ایک طمانچہ مار دیا خلخال کا سر
چنبر گردن سے اڑ گیا اب فوج باقی ماندہ کو قتل کرنا شروع کیا گھمسان ڈال دیا ہے یہاں افراسیاب جادو
باغ سیب میں بیٹھا ہے صبح کا وقت ہے باغ سیب کی عنائی طائروں کی زمزمہ سرائی نخل
سرسبز و شاداب پھول لاجواب افراسیاب عیش پسند ہے گروہ نازنینان مہ جبین و مہ جبینان نمکین
جمع ہیں ذکر برہمن ہو رہا ہے کنیزیں عرض کرتی ہیں کہ اب تو برہمن وگلگونہ دونوں قتل ہو گئے
ہونگے افراسیاب کہتا ہے اب نہ بچینگے ساربان زادے کا بھی سر آج ہوگا آج ملک میں سامری
وجمشید کے غلغل پڑیگا وہ تو صاف صاف لکھ گئے ہیں کہ عمرو کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے
نہیں ہے دیکھو خلخال نے کیونکر گرفتار کیا لیکن اسکو بڑی آبرو سے لانا چاہیے سب سردار برائے
استقبال جائیں خلخال کو باآبروئے تمام میرے باغ میں لائیں یہ ذکر تھا کہ ایک طائر بحال
پریشان پر نوچے ہوئے آیا گرد درخت پر بیٹھا افراسیاب نے کہا اے تو کون ہے کس حال پریشان
میں آیا ہے تجھکو دیکھکر دل گھبراتا ہے کس غم رسیدہ نے تجھکو بھیجا ہے طائر نے آواز دی کہ شہنشاہ
گردون بارگاہ غضب ہوگیا خلخال و سرمست میں فساد ہوا برہمن وگلگونہ نے رہائی پائی
سرمست مارا گیا مجھکو تو اب یقین ہے کہ خلخال بھی قتل ہوگئی ہوگی برہمن کے سر سے بچنا دشوار ہے
برہمن وگلگونہ نے قیامتیں برپا کی ہیں وہ سحر ہو رہے ہیں کہ زمین کانپ رہی ہے پہاڑ جل رہا ہے
ہر مقام سے شعلۂ آتش نکل رہا ہے یہ سنتے ہی افراسیاب گھبرا گیا کہا میں خود جاتا ہوں افراسیاب
بقہر و غضب تمام انتہا سحر کرتا ہوا چلا یہاں وہ وقت ہے کہ فوج تمام گھری ہوئی ہے برہمن و
گلگونہ سحر کر رہے ہیں چاہتے ہیں کل فوج کو قتل کریں ایک اینٹ سے بچکر نہ جائے برہمن و
گلگونہ شانے سے شانہ ملائے سحر کر رہے ہیں کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم شہنشاہ طلسم ہوشربا ساحر
یکتا افراسیاب جادو برہمن خبردار کہاں جاتا ہے لاشہ خلخال و سرمست کا جو دیکھا افراسیاب
کو اور زیادہ غصہ آیا للکار کر جا پڑا برہمن ڈرا افراسیاب سے سحر ہونے لگا جب افراسیاب نے

سحر کیا برہمن پر شعلہ آتش گرنے لگے برہمن مثل برق چمک کر نکلا جب برہمن نے سحر کیا افراسیاب
پر چادر سرخ گری افراسیاب اسکو چاک کرکے چمکا تیغہ پکڑ کر برہمن پر جا پڑا تلوار چلنے لگی جب
افراسیاب نے ہاتھ مارا صدہا تلوارین برہمن پر گرین برہمن نے تلوارون کو توڑا اپنے سحر سے
خنجر برسائے افراسیاب ایسے سحر کو کب مانتا ہی خنجرون کو توڑ رہا ہی ایک مقام پر برہمن نے
ہاتھ مارا افراسیاب نے کہا ارے حفاظت کرنے والے مرگئے اس ظالم برہمن بچے کو لینا بہت
مغرور ہی عقل و فراست سے سراسر دور ہی طلسم نور افشان وہ مقام ہی کہ ایک سحر مین شاد ونگا
بادشاہ کو وہان کے در بدر خاک بسر کرونگا اب جو برہمن نے ہاتھ مارا ایک طائر نے آکر
گلا اپنا زیر شمشیر رکھدیا گردن پر طائر کی تلوار پڑی گردن طائر کی اڑ گئی خون کی چھینٹین جسم پر
برہمن کے پڑین کہ آبلے پڑگئے برہمن کو معلوم ہوا کہ ہڈیان جسم کی جلنے لگین ہر ہر عضو سے
چنگاریان نکلنے لگین ذرا برہمن کی پلک جھپکی آبلہائے جسم پر ہاتھ پھیرا کہ آبلے غائب ہون ننے
عرصے مین افراسیاب نے ہاتھ تلوار کا مارا سر پر برہمن کا زخمی ہوا افراسیاب نے چاہا کہ برہمن
کا سر کاٹ لون ملکہ گلگونہ بڑھین کچھ زیور پھینک مارا افراسیاب پر صدہا تلوارین گرین پتھر
برسے کچھ ہاتھون سے اشارہ کیا کہ افراسیاب جسکا چہرہ سرخ ہوا آنکھین ابل آئین حیران
ہوکر ٹھہرا گلگونہ نے پکار کر آواز دی اے شہنشاہ یہ خاص سحر سامری ہی رگ رگ مین اس سحر کے
شعبدہ بازی بھری ہی یہ سحر کبھی خالی نہین جاتا دیر تک افراسیاب چپ رہا جب ملکہ گلگونہ نے
آواز دی شہنشاہ کچھ تو بولیے زبان کھولیے افراسیاب یا توجب تھا پکار اٹھا شعر

ہجر میں اے گل کہو آرام کسکے واسطے
شیشہ پھر کسکے لیے اور جام کسکے واسطے

وہ جب صورت میں ہے پہلو سے وہ آرام جان
اے دل دیوانہ پھر آرام کسکے واسطے

سنگدل نا آشنا قاتل ستمگر بے وفا
حیف ہے ہم ہو گئے بدنام کسکے واسطے

بلبلیں مدت سے ہیں دام رگ گل میں اسیر
پھر تو اے صیاد لایا دام کسکے واسطے

عشق چشم یار ہے ممکن نہیں تر ہو دماغ
اے طبیبو روغن بادام کسکے واسطے

پھر شہرت چاک دل اسنے کیا مثل نگین
دیکھنا زخمی ہے شہرت نام کسکے واسطے

جلد اگر لاتے مرے خط کا جواب اے نامہ بر
نقد جان سینے میں ہے انعام کسکے واسطے

زلف دیتی ہے سیاہی کفر کی اسلام میں ہم کہاں دیدار بد خو ہے کہاں اب کا قبول		بیچ میں ہے مجرم رخ گلفام کے واسطے کر رہے ہو یہ خیال خام کس کے واسطے

افراسیاب نے جو یہ اشعار عاشقانہ پڑھے گلگونہ نے سحر کو اور زور دیا قریب تھا کہ افراسیاب
مبہوت ہو کہ زمین شق ہوئی ایک پتلی ہنستی ہوئی نکلی سنہرے کپڑے پہنے ہوئے چلے پکاری اے شہنشاہ
ہوشیار ہوجیے جب افراسیاب نے جواب نہ دیا اُس پتلی نے جھپٹ کر مُنہ پر افراسیاب کے
ہاتھ پھیرا منہ رکھکر کہا میں صدقے میں قربان شعلہ مزاجی کو موقوف کیجیے آپ شہنشاہ طلسم ہوشربا
ہیں یہ باتیں آپ کو مناسب نہیں یہ کہکر غرق زمین ہو گئی اب افراسیاب کو ہوش آیا
غصے میں کانپا کہا او ظالم تیری محبت نے دل فگار کیا کیسا مجبور و ناچار کیا یہ کہکر جو ہاتھ ہلایا کڑک کر
برق گری سر گلگونہ کا سر زخمی ہوا قطرات خون چہرۂ بے نظیر پر آنے برہمن بھی زخم
باندھے ہوئے کھڑا تھا برہمن نے دیکھا گلگونہ زخمی ہوئی پھر تاب نہ آئی گلگونہ کو اپنی پشت پر
لیا آپ بہت سیر کرکے بڑھا افراسیاب نے چاہا دونوں کے پیچھے دوڑے کہ آسمان پر برق چمکی
آواز آئی او ناہنجار بدکردار مسند ساحر بے نظیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر کوکب نے آتے ہی گولا
مارا گولا افراسیاب کے سر پہ جاکر پھٹا ہزارہا طائران خوش الحان مثل گلشن کے زمزمہ سرائی کرتے
ہوئے پیدا ہوئے سر پر افراسیاب کے اُڑنے لگے اُن طائروں کے آتے ہی افراسیاب کو گرمی
معلوم ہوئی پسینہ چہرے سے پونچھنے لگا دل دھڑکا کلیجہ پھڑکا مگر افراسیاب نے ایک سنک دی
ایک مرغ سیہ پیدا ہوا طائروں کو کھا گیا جب طائر غائب ہوئے تو افراسیاب کو غصہ بڑھا
آواز دی اے کوکب آج چراغ طلسم نور افشاں گل کر دونگا یہ کہکر کئی گولے مارے کچھ آسمان
کی جانب اشارہ کیا کوکب نے دیکھا آسمان سے ایک برج سیہ چیخ مارتا ہوا آتا ہے معلوم ہوتا تھا
کوکب پر گریگا برہمن و گلگونہ نے آواز دی اے شہنشاہ بچیے کوکب نے اشارہ کر کے وہ برج پر
جو گولہ پڑا برج کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے افراسیاب کو بہت ناگوار ہوا گریبان پر اپنے ہاتھ
ڈالا اسے چاک کیا آواز دی اے غلام سامری کوکب کا گریبان گیر ہو ایک پتلہ فولادی پیدا
ہوا چاہا کہ کوکب کے لپٹ جاوے کوکب نے ہاتھ تلوار کا مارا پتلے کے دو ٹکڑے ہوئے افراسیاب
غصے میں جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا کوکب نے سپر پشت سے اتاری افراسیاب تیر سے

بدلتا ہوا آتا ہی کہ ایک نخل پر سے دھما کا ہوا دیکھا ملکہ حیرت دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے اسلوسے آمین کرتا بت ہوتا ہی اڑتی ہوئی آتی ہی آواز دی اے شہنشاہ یہ ظالم جانے نہ پائے یہ کہکر حیرت پہونچی افراسیاب کے گلے مین حلقہ ہاے کمند ڈالدیئے کوکب نے بھی سحر کیا افراسیاب چرخ کھا کر گرا عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا کہ ہی کوکب لینا کوکب بڑھا تھا کہ زمین شق ہوئی ماہیان زمرد پوش نے کمر مین افراسیاب کے پنجہ دیا افراسیاب کو لے اڑی برہمن اور کوکب ایک تخت پر سوار ہوے گلگونہ و خواجہ ایک تخت پر سوار ہوے کوکب برہمن طرف اپنے ملک کے گئے اس لڑائی کو بھی فتح کیا گلگونہ و خواجہ داخل لشکر ظفر اثر ہوے ملکہ مہرخ نے بڑی دھوم سے جشن کیا حیرت نے جو یہ خبر جنین غصے مین تخت پر سوار ہو کر افراسیاب کو خبر کرنے چلی یہ داستان متعلق جلد سوم تھی

دو کلمہ داستان حیرت بیان آمد ملکہ گلعذار نیرنگ سا عیاریان عیارونکی گلعذار کا میدان مین آنا سحر بہار مین مسحور ہو کر باغ سیب مین جانا اور قتل ہونا ہاتھ سے افراسیاب کے عین وقت پر پہونچنا خار خار رنگین پوش ہمشیرہ گلعذار کا مردہ بہن کا دیکھکر رونا بعد اسکے لشکر کشی بر سر مسلمانان اور بہار کو گرفتار کر کے اپنے سحر مین پھنسانا لشکر کشی بہار گلعذار بر سر طلسم نورافشان و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف مع غزل

ساقی پلا دے جام مے خوشگوار کا
تا ہو دھوم دھام سے موسم بہار کا

اب دل کو مضطرب ہی شوق وصال مین
اس نظم سے زوال نہ آئے نہال مین

ساقی ہی سیر باغ ہی آمد بہار کی
صورت دکھا دے آج مرے گلعذار کی

ساقی ہوا ضطراب نہایت ہی آج کل
سوسن نے کس ادا سے سنائی ہی یہ غزل

غزل مصنف موافق مضمون

بیتاب یاں ہے برق جو تاب چمن میں ہے — جو دل میں اضطراب ہے سیماب میں نہیں
امیدیں رہتی تھیں کب دشمن یاس کو — دشمن کا وصل صحبت احباب میں نہیں
آہوں کی گرمیوں سے ہے خشک یہ چشم تر — پانی کا قطرہ دیکھیے گرداب میں نہیں
آہوں کے اثر سے ہے یہ شرر کیا شب برق — ایسی چمک تو کرمک شب تاب میں نہیں
معلوم لال ذردوں کا چشم تر کے ہی — تحریر وصل طالع سرخاب میں نہیں
تپ اشکوں سے گرتے ہی ہوتا ہے پائمال — برباد ہے جو صحبت احباب میں نہیں
فرقت میں یاس و حسرت ارماں ہے یہ کیا — اسباب او، عالم اسباب میں نہیں
کیا غفلتیں ہیں اہل جہاں کو ہزار حیف — ہیں بیخبر خیال عدم خواب میں نہیں
چہرے سے کیا حضور کے عاشق مثال ہیں — یہ زرق برق عارض مہتاب میں نہیں
آنکھیں پھری ہیں دشمن دل ہی ہو مجھ سے خون — نام وفا کہیں دل احباب میں نہیں
دریائے اشک چشم میں جو زور و شور ہیں — جوش و خروش یہ کسی سیلاب میں نہیں
خال سیہ کا جو رخ تاباں پہ ہے فروغ — تاروں کی یہ چمک شب مہتاب میں نہیں
داغوں سے عشق خال کے خالی فراق میں — تل بھر جگہ مرے دل بیتاب میں نہیں
خواب عدم سے کون جگاتا ہے اے قمر — اپنا خیال خاطر احباب میں نہیں

چہرہ نیرنگ سازان شعبدہ باز و شعبدہ بازان جادو نگار و سحر سازان داستان رنگین بیان کو یوں زیب قرطاس فرماتے ہیں نظم مغنی خبردہ ازان راستان + کہ باز آدم بر سر داستان + مغنی نغمان کر آمد بجان + درین زیر پردۂ آسمان + درین پردہ آواز نالہ چو نے + بہ احوال جم یا بہ احوال کے + ناظرین والا تمکین بیان پر اس کج مج زبان کے براے چند ساعت ہمہ تن گوش ہو جائیں سامعان والا مقام نئے رنگ کی داستان سماعت فرمائیں جب افراسیاب خانہ خراب مانے کوکب کے بیہوش ہوا ماہیان زمرد پوش بیکراں غضب میں آئی افراسیاب کو ہوشیار کیا جب افراسیاب کی آنکھ کھلی ماہیان نے کہا کیوں افراسیاب ایسا تو نے سلطنت ہوشربا کو خاک میں ملایا جہاں گئے اپنے کو ذلیل کرایا ارے کوکب و برہمن تیرے مقابلے کے لائق ہیں ہر چند کہ وہ بھی بادشاہ طلسم نور افشاں ہے مگر تو نے جو سحر حاصل کیے وہ سب ساختہ

سامری وجمشید مین اُنکے دھوکے کھاتا ہی یہ نہ سمجھ کہ حیرت کیونکر آگئی ذرا بھی خلل کو دخل دیتا
عمرو کا گرفتار ہونا کتنی بڑی بات تھی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا حیرت جادو نہایت
رنجیدہ کبیدہ آتی ہی آتے ہی افراسیاب کے سامنے رونے لگی افراسیاب نے کہا کیون ملکہ
خیر تو ہی حیرت نے کہا بی گلگونۂ رنگین پوش عمرو کو لیکر آئی ہین جا کر برہمن کو چھڑایا کئی
ملک برباد و ویران ہوے وہ سب شکایت کرتے ہین کہ ہماری اقلیم مین کیون برہمن کو قید کیا
جسکا یہ انجام ہوا مقدم. فسوس ہی آج مسلمانون نے جشن کیا ہی روشنی کی تیاری ہو رہی ہی بی بہار
پھولی پھولی پھرتی ہین بی مخمور کا مزاج نہین ملتا اب تو ہر کس و ناکس کا یہی قول ہی کہ طلسم ہوشربا
شکست ہوگا مسلمانون کا بندوبست ہوگا افراسیاب نے کہا کیا مجال جبتک مین تہ و بالا نہ ہونگا
مثل نقش قدم مٹا دونگا لونڈی غلامون کی بھی یہ حقیقت ہی کہ لڑائی کو فتح کرین مابدولت طرح
دیتے چلے آتے ہین جسدن ڈٹ جائینگے زمین کے طبقے آسمان پر پہونچا دینگے حیرت نے
کہا یہی کہتے کہتے وہ لوگ صاحب ملک و مال ہو گئے خراج چلے آتے ہین لڑائی پر تلے ہوے
ہین. اپنے طلسم کے نکلے ہوے ہین صحراے سبز بخت مین جانا کیا آسان تھا ایک بلاے روزگار
ہی یہ ذکر تھا کہ یک ابر گلنار اُٹھا ہوا بھی ٹھنڈی چلی غنچہاے طولانی شگفتہ ہوے نوجوانان
چمن اکڑنے لگے سوسن نے زبان کھولی نرگس شہلا نے نظارہ بازی کی حیرت نے کہا کون آتا ہی
افراسیاب نے کہا ظاہرا ثابت ہوتا ہی کہ ملکہ گلعذار نیرنگ ساز کی آمد ہی لو خاتمہ مسلمانون کی
تدبیر ہو گئی کہ وہ ابر آکر سر باغ پر پھٹا دیکھو سب نے ملکہ گلعذار نیرنگ ساز کمال تکلف سے
گوٹ اچھالتی ہوئی چلی آتی ہین غلبہ سے زنگاری پر تعریف سامری وجمشید مرقوم آمد فوج کی
دھوم بڑے بڑے ساحران نامی تین لاکھ کا لشکر ساتھ ہی گلعذار تخت سے اُتری افراسیاب
کو آکر سلام کیا دیکھا مرحیرت شہنشاہ سے باتین کر رہی ہین گلعذار نے پوچھا اے شہنشاہ مین نے
خبرین سُنین کہ طلسم مین بڑا فساد ہی مسلمانون کو حضور نے بہت منھ لگایا ہی سبز بخت کے مارے
جانے کی خبر سارے طلسم مین مشہور ہی اور بڑی خرابی یہ ہی کہ صحرا اُسی طرح آباد ہی جس سے ثابت
ہوتا ہی کہ سبز بخت زندہ ہی افراسیاب نے کہا عمرو کی زنبیل مین ہوگا اُسکو منظور ہوا کہ اگر قتل
کرونگا کوئی فساد پیدا ہوگا. سو جسے اُسکو زنبیل مین رکھ لیا گلعذار نے کہا لونڈی اسواسطے

حاضر ہوئی کہ مسلمانوں کی مشکیں باندھکر خدمت میں لاؤں سب تو جنگ کو بہت طول ہوا اب ان
لوگوں کو مٹانا چاہیے افراسیاب نے کہا ہے گلعذار بی بہار نے بہت سر اٹھایا ہے گلعذار نے کہا
لونڈی انھیں کو سکھا رکھیگی پہلے انھیں کی مشکیں باندھکر لائیگی اب لونڈی کو اجازت ہے کہ کوچ کر
مقابلہ کروں بہار کو مٹا کر ساحران نامدار کے گرفتار کرنے والی سبز بخت کو اس سے لوں یا عزیزو
یہ سب ساحروں میں بھی ذکر ہے کہ سبز بخت پر نہیں معلوم کیا گذری افراسیاب نے کہا مجھے بھی حیرت
ہے کہ کس حال پر طلسم میں سبز بخت ہو گا عمرو کی زنبیل میں جا کر ساحر بڑی مصیبت اٹھاتا ہے اور
مشکل سے وہ رہائی پاتا ہے گلعذار نے اسی وقت تیاری کی نالہ بارگاہ کا اٹھوا دن پر روانہ ہوا
لاکھ ساحروں کو ساتھ لیا کوچ کر کے چلی افراسیاب نے کہا اے ملکہ حیرت اب تم بھی جو دیکھو یہ
ساحرہ نہایت زبردست ہے بی بہار کو مٹا دیگی بہار کا سحر گلعذار دفع کردیگی دیوانہ کرکے
تمام دنیا میں پھرائیگی حیرت بھی تخت پر سوار ہو کے روانہ ہوگئی اب جو حیرت آکر نشستہ ہوچکی
اور اس نے ذکر کیا کہ اب مسلمانوں کو معلوم ہوگا شہنشاہ نے گلعذار نیرنگ ساز کو روانہ کیا
ہے وہ آتے ہی قیامت برپا کرے گی ہرکاروں نے جو یہ خبر پائی طرف لشکر فرخ کے بھاگے دربار فرخ
میں سب ساحر جمع ہیں جشن کا اہتمام ہوا سب نے کہ ملکہ مہرخ کو نذریں دیں ملکہ بہار گلعذار
پہلوے تخت میں دنگل زریں پر جلوہ فرما ہیں عیاران نامی اپنے اپنے مقام پر حاضر ہیں ہرکارے
آکے پہونچے بعد دعا و ثنا کے عرض کی ملکہ حیرت جادو بیان فرماتی ہیں کہ گلعذار نیرنگ ساز
بڑی دھوم سے آتی ہے افراسیاب سے وعدہ کر کے آئی ہے کہ سب کا خاتمہ کر دونگی یہ سب در
آمادہ ہوے ہیں کل پرسوں واسطے استقبال کے جائینگے باعزاز و اکرام لیکر آئینگے یہ سنتے ہی
برق و چالاک اپنے مقام سے اٹھے خواجہ نے فرمایا ابھی کہاں چلے برق نے کہا حاضر
ہوتا ہوں عمرو نے کہا معاملہ بگاڑنے جاتے ہو برق بڑبڑاتا ہوا باہر نکلا کہ آپ تو ویسا ہی فرمایا
کرتے ہیں کچھ چالاک کے کان میں کہکر برق بے گانہ چلے لشکر حیرت میں آیا دیکھا یہ دو عجب بچین
یہاں موجود ہیں بہ اطمینان جانب صحرا کے بھاگا رات کو کسی جنگل میں سو رہا صبح کو اٹھ کر جا بجا
پہاڑ پر چڑھ کے دیکھا لشکر گلعذار کا اترا ہوا ہے دو لاکھ ساحر ساتھ میں خیمہ بارگاہ میں جا بجا استادہ ہیں
کئی ہزار کنیزیں گلعذار کی لباس رنگین پہنے ہوئے لشکر میں پھر رہی ہیں برق نے رنگ و روغن

عیاری کا نکالا صرصر کی شکل بنکر تیار ہوا طرف لشکر گلعذار کے چلا جب لشکر مین آیا کنیزون سے ملاقات ہوئی کنیزون نے پوچھا کہ صرصر کیونکر آنے کا اتفاق ہوا صرصر نقلی نے کہا مجھے اسواسطے شہنشاہ نے حکم دیا کہ جاکر دیکھو کوئی عیار جدا آیا ہو اسواسطے مین پھرتی ہوئی آئی اسوقت تک تو کسی عیار کا گذر نہین ہوا کنیزون سے برق باتین کرتے ہوے اندر بارگاہ کے آئے ملکہ گلعذار کو سلام کیا گلعذار نے کہا بی صرصر کیونکر آنا ہوا برق نے کہا حضور ابھی آپ نئی نئی تشریف لائی ہین عیارون کا دستور ہی صورتین تبدیل کر کے آتے ہین غدر مچا دیتے ہین لشکر مین ہونگے پھری کسی مقام پر عیار کو نہین پایا گلعذار نے کہا بی صرصر یہان عیار آکر کیا کریگا آئیگا تو مارا جائیگا صرصر نقلی نے کہا واری ابھی آپ کو آگاہی نہین ہے مین ذرا لشکر مین دیکھ آؤن چند کنیزون بھی ساتھ لین چالاک سے ترکہ آیا تھا چالاک ایک گھوری کی شکل بنا ہوا بازار مین ڈگتا ڈاکتا پھرتا ہی ظاہر مین شراب کا نشہ ہاتھ مین ایک پیالہ اُسمین کلی بھیگی ہوئی کبھی اُسکو چکھ بھی لیتے ہین کبھی کسی مقام پر سر جھکا کر مڑتے ہوے کم گرانی ہوئی آواز سے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے

نظم

مرتے دم ہر کجا ان وہ دو دل منانے جائینگے
جائینگے دنیا سے تو تجھکو رلانے جائینگے

وصل سے محروم پھروگے جلایا ہی تو کیا
آئے ہین ہنستے ہوے آنسو بہاتے جائینگے

یار کہتا ہی چلینگے سب مقتل کو جو ہم
فتنۂ شورِ قیامت کو جگاتے جائینگے

جسقدر الفت تری لاغر کیگی ہمکو ہم
اور بھی ہم تیری آنکھون مین سماتے جائینگے

آج لڑ لونگا رقیبون سے نہین تو اے صنم
اور بھی ہر روز یہ تجھکو دباتے جائینگے

ضد سے ساقی نے بہا دی ہر زدی جو شراب
آج مینخانے سے ہم آنسو بہاتے جائینگے

بیوفا دل لیکے ہی کچھ تو نے دلداری کی
دلکو تو بھولے تھے تجھکو بھی بھلاتے جائینگے

مسکراتے آئینگے گنج شہیدان مین جو وہ
زندون کو مارینگے مردون کو جلاتے جائینگے

شعلۂ رخسار اگر یونہی رہا ہر شب بلند
چاند کیا سب ستارے داغ پاتے جائینگے

موے مژگان کے برابر ہو گیا ہی جسم زار
دیدۂ ترکب تلک مجھکو سکھاتے جائینگے

تو ابھی ہی طفل مکتب سن مطلع و غلیر
الٹی پٹی میری جانب سے پڑھاتے جائینگے

ایک دوسے رشک ہر مجھکو ابھی تو اے قبول
لاکھون عاشق کوے جانان مین جاتے جائینگے

برق نے کنیزون سے کہا یہ چالاک عمرو عیار کا بیٹا انگوری بنا ہوا پھر رہا ہے کنیزون نے کہا سچ کرکے پکڑ لین برق نے پکار کر آواز دی او انگوری مین نے تجھکو پہچان لیا چالاک نے ایک دو کو خنجر مارا جست و خیز کرکے نکل گیا کنیزون نے کہا بی صرصر تمنے خوب پہچانا ہم تو نہ پہچان سکے بلا کی صورت بدلتے ہین کس بلا سے یہ عیار نکلتے ہین سامری و جمشید انکے کر سے بچا ہین صرصر نقلی بھی کنیزون ساتھ ہین دربار مین گلعذار نیرنگ ساز کے آئین سب حال سامنے گلعذار کے بیان کیا گلعذار نے کہا ای صرصر بڑا کام کیا صرصر نقلی نے کہا حضور اب مین آپ کے ساتھ ہونگی جلسے مین شریک ہونگی آپ کو بھی سعت ملیگا شراب و کباب منگایئے آج آپ کو گانا سناؤن میان قمر صاحب مصنف طلسم ہوشربا کی نئی غزل ایک یاد ہے اسی وقت گلابیان شراب کی لا کر رکھی گئیں اسباب جشن و نشاط مہیا ہوا صرصر نقلی نے یہ غزل عاشقانہ سامنے ملکہ گلعذار نیرنگ ساز کے شروع کی غزل مصنف

بیتاب ہو کے عاشق بیدل نے آہ کی
عرش بریں ہلا کے ترے دل میں راہ کی

بدلی نہ تجھسے پائی مرے دود آہ کی
بجلی گرائی یار نے برق نگاہ کی

حسرت سے انکے ابروؤن پر جب نگاہ کی
دل پر چھری چلی بھی تو دل سے ٹھہ کی

میرا جنازہ دیکھکے حسرت نے یہ کہا
دیکھیں حضور لاش یہ اک بیگناہ کی

کسطرح راہ ملک عدم طی کرینگے وہ
سر پر چلے ہین لیکے جو گٹھری گناہ کی

تلوے لہک رہے ہین کہ صحرا نورد ہین
تعظیم کو اٹھی ہے مرے گرد راہ کی

مشتاق دید آئے تھے محروم ہو چلے
مدت سے دعوی تھی لیلی کی رکوراہ کی

خنجر کو چیر کر وہ دکھاتا ہی بانکپن
قاتل نے عین وقت پہ ترچھی نگاہ کی

خورشید سے بھی اختر طالع ہوا بلند
اس مہ نے مہر سے جو قمر پر نگاہ کی

صرصر نقلی نے اس دھوم سے یہ غزل گائی کہ گلعذار بیتاب ہو گئی مستی تھی ای ملکہ صرصر تمہاری تو ہو بند ہو گئی حقیقت مین مصنف صاحب نے کیا غزل فرمائی ہے سارا مجلس خوش ہو گئی صرصر نے کہا اب شراب کا چرچا ہو میری جدا جانب نگاہ کیجئے عیارون کی فکر مین ہون شاید جسدم شراب سنکر نگوڑے دوڑے آئین جو کوئی عیار ہے اسکی ٹانگ لون آپ کے دست تصرف ہو کر بڑا خیال ہے عیار عیاری نہ کرنے پائین گلعذار نے کہا ملکہ صرصر تمکو اختیار ہے جسطرح مناسب جانو سلطنت

انتظام کرو صرصر نے اٹھتے ہی حکم دیا شراب جسکا جی چاہے لیجائے لشکر والے دوڑے چلے آئے قرابے تقسیم ہونے لگے سارے لشکر میں صرصر نقلی نے شراب ہو چکا اب گت نا چا جام بلوریں سر پر رکھا اشعار گاتا ہوا سامنے گلعذار کے آیا سر جھکا کر عرض کی اپنے مالک کو سرسے شراب پلانا چاہیے گلعذار نے دونوں ہاتھ بڑھائے جام بخوشی لیا دل دھڑ کا مگر پی گئی اب تو برق نے دور باندھا کنیزوں کو بھی پلانا شروع کیا آفتاب مکر طلوع ہوا تھوڑے ہی عرصے میں سب کو شراب پلا کر چند اشعار گائے تھے کہ گلعذار اپنے مقام سے اٹھی کہا ہوا صرصر شہنشاہ آئے ہیں تخت پر سوار کھڑے ہیں کہا حضور بلاتے ہیں گلعذار جوش میں نشے کے بڑھی لڑکھڑا کے گری بیہوشی ہوش لشکر میں پہلے ہی ہنگامہ پڑ چکا تھا کوئی آپس میں لڑا کوئی ناچا کوئی گانے گرا سارا لشکر اسی طرح بیہوش ہوا یہاں دربار میں جو برق نے سناٹا پایا سب کنیزیں مصاحبیں گلعذار کی بیہوش ہیں برق نے گلعذار کی زبان میں سوزن کو دیا پشتارہ باندھ کے بھاگا برق کو بڑی خوشی ہی قضائے کار ملکہ حیرت نے صرصر سے کہا کہ ذرا جاکر گلعذار کی خبر تو لاؤ صرصر چلی کہ جاکر گلعذار کا رنگ دیکھوں صرصر جاتی ہی کہ دور سے اسنے دیکھا برق پشتارہ بدوش جاتا ہی صرصر نے چاہا کہ دکون برق دور تھا بھاگ کے آواز دی ای برق کسکا پشتارہ لیے جاتے ہو برق خوشی میں پکارا اوشا ملکہ گلعذار کو لیے جاتا ہوں صرصر یہ خبر سنکر اپنی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے سامنے حیرت کے آئی کہا واری بڑا غضب ہوا گلعذار نیرنگ ساز کو برق پکڑ لیگیا یہ سنکر حیرت گھبرا کر اٹھی کہا صاحب بڑا غضب ہوا صرصر نے کہا میں جاکر فکر کرتی ہوں حیرت نے کہا میں بھی آتی ہوں صرصر تو اپنے عیاری لگا کر بھاگی حیرت جادو بھی سحر کر کے آسمان میں ڈوبی یہاں ملکہ مہرخ دربار میں جلوہ فرما ہیں تمام سردار جمع ہیں کہ برق آکر پہونچا کہا حضور میں گلعذار کو لایا خواجہ نے گلے سے لگایا کہا بیٹا بڑا کام کیا اسے ستون میں باندھو گلعذار کو برق نے ستون میں باندھ کر ہوشیار کیا دربار میں جادو بیحساب ہو گیا کنیزیں سردار سپاہی سب اندر آگئے انھیں سب کے ساتھ صرصر بھی اندر گھسی ہوئی حال گلعذار دیکھ رہی ہی اب جو گلعذار کی آنکھ کھلی دربار فیض بار ملکہ مہرخ کو دیکھا تخت زریں پر بادشاہ لشکر مہرخ نامور جلو میں ملکہ بہار تاجدار ایک طرف باغبان قدرت بصد شوکت و حشمت سرداروں سے دربار معمور سامان عیش و سرود ملکہ بہار نے پکار کر آواز دی ای گلعذار دیکھ

تجکو برق فرنگی کیونکر پکڑ لایا بہتر ہے کہ اطاعت اسلام قبول کر گلعذار نے بقہر وغضب تمام
طرف بہار کے دیکھا اشارہ یہ تھا کہ مین کبھی اسلام نہ قبول کرونگی خواجہ نے کہا اسکو قتل کر دو
جلاد نے دوڑ کر خنجر کھینچا پکار کر آواز دی مین ابھی قتل کرتا ہون یہ کہکر کہا ای ملکۂ عالم حکم دیجیے
مہرخ نے حکم دیا جلاد نے بڑھکر آواز دی اور گلعذار سنبھل کر بیٹھ اشارے مین آگاہ کر دیا کہ مین
ہون ملکہ صرصر شمشیر زن زبان سے سوزن نکالتی ہون گلعذار نے اشارہ کیا ان سبھون کے سحر
کی کیا حقیقت ہے سب کو پامال کر کے نکلونگی صرصر نے زبان سے گلعذار نیرنگ ساز کی سوزن
کو نکالا گلعذار تڑپ کر اٹھی ہر طرف سے سحر ہونے لگے لڑکھڑا کر گلعذار زمین پر گری پھر سنبھلکر
اٹھی بہار ہنسو ہنسو کہکر زمین پر بیٹھی پھولون کی اتار کر گلے سے پھینکی آواز دی ہوا گلعذار ہوشیار
ہو جاؤ گلعذار پر پھول برسنے لگے گلعذار اُف اُف کرتی جاتی ہے منھ سے شعلہ ہائے آتش
نکلتے جاتے ہین جو پھول آسمان سے گرا آتش سحر گلعذار نے جلا دیا پکار کر آواز دی بی بہار
اسوقت تو مجھپر جلوہ ہے میدان کارزار مین سمجھ لونگی یہ کہکر پھول سب جلا دیے چاہتی ہے کہ
نکل جاؤن برق لامع نے بجلی گرائی گلعذار نے اپنے کو بچایا باغبان نے گنبد پھولونکا
مارا زمین تھرا گئی گلعذار نے گنبد کو بھی کاٹا سب سردار گلعذار کو گھیرے ہوے کھڑے ہین کہ آسمان
سے برق چمکی ملکہ حیرت مین وقت پر آکر پہونچین نعرہ کیا باشیرا ای مسلمانان گلعذار کا نکلنا
دشوار کیا سردارون نے قصد کیا کہ حیرت پر بھی سحر کرین حیرت نے ایک گولا جھولی سے
نکالکر مارا اُس گولے نے یہ اثر دکھایا کہ تمام بارگاہ مین اندھیرا ہوگیا ہزارون برقین لوٹ کر
گرین کئی سو ساحر مارے گئے اُنکے مرنے کی جو آواز بلند ہوئی اندھیرا ایسا ہوا کہ سب کے دم گھٹنے لگے
گھبرا کر بہار نے آواز دی ای باغبان روشنی کرو باغبان نے قصد کیا روشنی کرون کچھ پتلے
پیدا ہوے مشعلین ہاتھ مین لیکر چاہتے ہین کہ روشنی کرین حیرت نے ہاتھ ہلا دیا سب پتلونکے
سر اڑ گئے اور زیادہ تاریکی کی ترقی ہوئی اُس اندھیرے مین حیرت نے گلعذار سے کہا اب
نکل چلو ان سبھون پر فتح پانا دشوار ہے ایسا نہو شکست واقع ہو اسوقت تک ہماری فتح ہے
گلعذار و حیرت بلند ہوئین حیرت نے پھر جا کر آسمان پر نعرہ کیا دیکھو ہم جاتے ہین کاہے کو
الجھنا کیا ضرور ہے جب حیرت و گلعذار نکل گئین تب اندھیرا دفع ہوا بارگاہ مین گلعذار نیرنگ ساز نے

حیرت سے کہا میں جاکر اپنے لشکر کی خبر لون کہ کیا حال ہے آج مین جاؤنگی گلعذار حیرت سے
رخصت ہوکر طرف اپنے لشکر کے چلی لشکر مین آکے دیکھا دو لاکھ جادوگر حیران و مضطر پھر رہے ہین
صدہا نے تڑپ تڑپ کے جان دی کچھ کنوؤن مین گرے بعض نے پتھرون سے سر ٹکرایا ہزارہا ہلاک
ہوے اب جو گلعذار کو دیکھا سب شگفتہ ہوگئے کہتے ہین مصاحبین وزرین گلعذار نے سب حال بیان
کیا کہا ابھی لشکر تیار کرو اٹھالا بارگاہ کا اژدرِ آتش فشان پر لدا آپ تخت پر سوار ہوئی بڑے
زور شور سے چلی جھلاتی ہوئی لشکر حیرت مین آئی حیرت نے وزیرزادیون نے حکم دیا جاکر بارگاہ گلعذار
کی پہلوے لشکر پر استادہ کراؤ وزیرزادیون نے گلعذار کو اتارا جب گلعذار بارگاہ مین آئی تخت پر
بیٹھی سب سرداران کے جمع ہین مکار حیلہ ساز سپہ سالار کے لشکر کا دست بستہ سامنے گلعذار کے آیا
کہا عیاران اسلام نے بڑا رنج دیا حضور آرام فرمائین غلام سمجھ لیگا میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے چنانچہ
گلعذار نے منع کیا مگر مکار حیلہ ساز نے نقارہ طبل جنگی بجوایا الگ بارگاہ استادہ کرکے اُسمین آیا
انتظام کرنے لگا ہرکارون نے یہ خبر ملکہ مہرخ کو پہونچائی یہان بھی طبل جنگی بجا عیاران اسلام فکر
مین چلے کہ مکار حیلہ ساز کی گردن لینا چاہیے خواجہ عمرو صورت بدلے ہوے لشکر مین گلعذار کے
پہونچے برق نے جو دور سے دیکھا کہ استادہ جاتے ہین بتعجیل رنگ و روغن عیاری کا لگاکر ایک
جوان کی صورت بنکر دوڑا در بارگاہ مکار پر پہونچا ایک کنیز کو دیکھا کہ اندر جاتی ہے اور پھر باہر آتی ہے
برق نے اشارے سے اُسکو بلایا جب وہ کنیز کنارے آئی دم دیکر اُسکو بیہوش کیا اسی کنیز کی شکل بنکر
اندر آیا مگر حیران تھا کہ مین نے اُس سے نام نہ دریافت کیا جیسے ہی دروازے پر آیا دوسری کنیز
کھڑی تھی اسنے پوچھا او گلچہرہ کہان سے آتی ہو برق سمجھ گیا کہ میرا نام گلچہرہ ہے تڑپ کے اندر پہونچا
مکار بیٹھا ہوا تدبیر کر رہا تھا برق نے آکر سلام کیا ہاتھ باندھکر عرض کی حضور آپ نے کچھ سنا لشکر مین
عجب ہنگامہ ہے اس وقت کوئی عیار بصورت مبدل آیا کسی نے پہچانا کئی جادوگرون کو مار کر بھاگا لیکن
مین نے دیکھا ہے کہ ایک جگہ چھپ بیٹھا ہے حضور چلین تو گرفتار کرو دون مکار حیلہ ساز اُٹھا ساتھ ساتھ
برق کے چلا برق میٹھی میٹھی باتین کرتا ہوا مکار کو ساتھ لیے جاتا ہے خواجہ حیران ہوے کہ برق
لگا کر لیچلا قضاے کار بازار مین پہونچا تھا اب قصد ہے کہ نخلستان مین لیجاؤن تو اسکو بیہوش کرون
ادھر سے صرصر آتی تھی اُسنے دور سے دیکھا بھوریا مکار کو لگاکر لیچلا ہے صرصر نے جھپٹ کر مکار کے

شکل لی کہا یہ برق فرنگی عیار ہے برق کی پشت ادھر تھی صرصر وہ یہ کہکر ہٹ گئی مکار نے سحر کیا اور
للکار کر آواز دی او برق اب کہان جائیگا برق لڑکھڑا کر گرا جھپٹ کے مکار نے ہاتھ پکڑا
صرصر تو گرفتار کراکے چلی گئی خواجہ نے جو دیکھا برق گرفتار ہوا رنگ روغن عیاری کا لگا کر صرصر
کی شکل بنکر تیار ہوے دوڑے ہوے سامنے مکار کے آئے کہا ملکہ نے غیرت سے حکم دیا کر برق کو ہمارے
پاس لاؤ لائیے مین برق کو پہنچاؤن مکار نے حوالے کر دیا صرصر نقلی نے کہ سحر اپنا اتار دو مکار
نے سحر اپنا اتار لیا برق کو لیکر خواجہ بھاگے کنارے لاکر خواجہ نے برق کو کہہ دیا برق تو
ایک جانب بھاگا خواجہ فکر مین مکار کی چلے دروازے پر مکار کے پہنچے چوبدار ہیچے جادوگرون
سے پوچھا شہنشاہ ساحران کیا کر رہے ہین سب نے کہا سحر تیار کرتے ہین خواجہ نے کہا جاکر عرض
کرو کہ در دولت پر چوبدار فرستادہ ملکہ حیرت جادوگرون نے جاکر کہا مکار نے کہا بلالو
خواجہ سامنے پہنچے جھک کر سلام کیا کہا ای مکار حیلہ ساز تمنے برق کو قید کرکے بھیجا ملکہ نے
اُسے قتل کیا فرمایا ہے ہم ایک سحر بھیجتے ہین اسکو تیار کرلو مکار نے کہا کیونکر تیار کرون مردے
نے کہا کنارے چلیے مکار اُٹھا خواجہ اسکو کنارے لیکر آئے کہا دیکھیے ابر تیرہ و تار اُٹھا جیسے ہی
مکار پلٹا خواجہ نے حلقہ اسے کمند گلے مین ڈالدیے جب دار کر بیہوش کیا پشتارہ باندھکر چاہتے
ہین کہ طرف لشکر کے جائین اُدھر سے صبا رفتار آتی تھی پکار کے آواز دی ارے کون ہے
خواجہ عمرو نے کچھ جواب نہ دیا صبا رفتار نے پکار کر آواز دی ارے دیکھو تمھارے نسر کو کوئی
لیے جاتا ہے چند جادوگر دوڑ پڑے خواجہ کو کچھ نہ بن پڑا پشتارہ پھینک کر بھاگے جادوگر پشتارہ
اٹھا کر مکار کا لائے ہوشیار کیا مکار نے جو یہ حال سنا غصے مین کانپنے لگا کہا دیکھو صبح کو کیسا
قیامتین برپا کرتا ہون رات بھر مین خواجہ و برق و چالاک نے کئی عیاریان کین مکار چھوٹ
چھوٹ گیا صبح کو لشکر تیار کرکے خدمت مین ملکہ گلعذار کی آیا کہ حضور چلکر تماشا دیکھین رات بھر مین
عیارون نے حیران کر ڈالا کئی مرتبہ مجھکو گرفتار کیا مگر علاوہ آپ کا ہی ہوشیاری سے بچا اب دیکھیے کیا
آفت برپا کرتا ہون یہ کہکر اکڑتا ہوا چلا میدان کارزار مین آیا ادھر لشکر اسلام نے بھی جماؤ سے میدان
کارزار مین پہونچا ایک جانب بہار گلعذار ایک جانب با عیاران قدرت کیطرف برق لامع
کھڑی تڑپ رہی ہے کہ ذرا ملکہ کا اشارہ ہو تو جا پڑون کہ مکار حیلہ ساز میدان کارزار مین آیا ہے

نئے رنگ کے سحر دکھانے بعد اُسکے آواز دی رات بھر تو مکر سے مکاروں کے مہلت ہمین ملی مگر مجھے اپنے کو بچا پایا اب جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے ملکہ مہرخ نے سر اُٹھایا ملکہ بہار سے آنکھ لگئی بہار سمجھین مجھکو اشارہ ہوتا ہی بہار نے طاوس بڑھایا ملکہ مہرخ کے قریب پہونچین ملکہ مہرخ نے کہا تمھاری کیا ضرورت ہی بہار نے کہا اب تو قصد کیا سب نے دیکھا اب میرا جانا ضرور ہی ملکہ مہرخ نے ناچار اجازت دی بہار میدان مین پہونچین مکار صورت زیبا و طلعت جہان آرا بہار کی دیکھکر حیران جمال محو دیدار ہو گیا گولا اُٹھا کر پھینکا بہار نے اشارہ کیا گولا کنکر گرا بہار نے گلدستہ پھینکا اور آواز دی ای گل انعام لینا اس مغرور کی فکر واجب لازم ہی گلدستہ جا کر بیٹھا پھول تو نہ برسے ٹھنڈی ہوا چلی ہوا چلتے ہی باغ عالم کی ہوا بدلی صدائین کان مین مکار کے آنے لگین نظم

نظر تیری جو مجھسے ای صنم بے پیر لی ہی
مری نظرون مین بنی موت کی تصویر پھرلی ہی

پھرا شہرون مین یوسف ای پری تو رشک یوسف ہی
کہ کھینچ کھینچکر تری ہر شہر مین تصویر پھرلی ہی

جبین صاف کی تعریف پر وہ جسنے پھر بیٹھا
اُلٹ جاتی ہی جبھی بات جب تقدیر پھرتی ہی

خرام ناز کا تیرے مزا آنکھون کو ملتا ہی
لگے پر کس مزے سے ای پری شمشیر پھرتی ہی

نہ چھوڑا ایک بھی گل ای خزان کیا تیرے ہاتھ آیا
چمن مین غنچہ سان بلبل بہت دلگیر پھرتی ہی

مرض مین زہر بھی مرنے کو کھاتا ہون تو قسمت سے
شفا ہوتی ہی فوراً زہر کی تاثیر پھرلی ہی

بہت چاہا نہین ہوتی رسائی یار کے دل مین
بھٹکتی ہر طرف کو آہ بے تاثیر پھرتی ہی

وہ ہون دیوانہ نازک دماغ ای نو گل بستان
لیے موج صبا میرے لیے زنجیر پھرتی ہی

کیا آخر تمھاری تیغ ابرو نے ہمین آخر
قلم مہر ہو گیا قسمت کی کب تحریر پھرتی ہی

تلون اسکو کہتے ہین جو ہی اُس لا ابالی مین
کہ سو سو بار اک اک بات مین تقریر پھرتی ہی

زیارت کر رہا ہون ای قبول اب شوق سے
نظر مین مرقد شبیر کی تعمیر پھرتی ہی

درختون پر طایر وجد مین تھے ہر طرف ہوائے معتدل چل رہی ہی عندلیبان خوشنوا کی شادی گلہائے رنگارنگ کی آبادی دونون لشکر نگران ہین ملکہ حیرت آئینہ وار حیران ہین گلعذار بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہی کنیزون سے کہتی ہی کیا غضب کا بہار نے سحر کیا ہی جان بھی تا فرحت تجدید پھولون کی وجہ سے بہت معلوم ہوتی ہی جی چاہتا ہی صنعت بہار کے شہر گاؤن برائے قدمبوسی بہار رجا ذیل

سحر جبین نے رات سے بیمار ہے سامری و جمشید کی بڑی عنایت ہو کہ میں اپنے کو روکے رہی ہوں ورنہ
تجھکو خبر نہیں سنا رہے ہیں دیکھیے مکار حیلہ ساز پر کیا گذرے کیا چپ سامنے کھڑا ہی بات نہیں کرسکتا
کچھ منھ سے نہیں بولتا تاثیر سحر بہار میں مبتلا ہے نہ بات کرتا ہے نہ سحر پر دست انداز ہے اپنی بھولی
پر نازاں ہے کہ بہار نے آواز دی کس حال میں ہو باعث انتشار ہمسے بیان کرو تاکہ علاج کریں
ہمارے پیغام بھی آپ کے پاس پہونچے کچھ جواب نہ ملیگا کیا غنچۂ آرزو نہ کھلیگا ملکہ بہار نے
جو نہی از دکر غمزہ یہ کلمات کہے مکار حیلہ ساز مرگیا اور ملکہ بہار نے جو یہ کہا کہ لوگ ہمکو بھی بدنام
کرینگے رنگ روے مکار متغیر ہوگیا مثل بید کانپا طرف بہار کے دوڑا پکارتا ہوا ای ملکۂ عالم
میں غلام ہوں جو حکم ہو بجا لاؤں بہار نے کہا گلعذار نیرنگ ساز ہماری دشمن ہو چاہتی ہو کہ ہمیں
قتل کرے مگر تم ہمکو بچاؤ ایسا نہو کہ ہمیں قتل کر ڈالے یہ سنتے ہی مکار جھومنے لگا کہا حضور گلعذار
کی کیا حقیقت ہے ابھی جا کے سزا دیتا ہوں آپ کی دشمنی کا بدلہ لیتا ہوں ملکہ بہار نے چلتے
چلتے ایک پھولوں کی بدھی پہنا دی مکار نے تلوار ہاتھ میں لی چند گولے جھولی سے نکالے اور
اسماے سحر پڑھتا ہوا طرف لشکر گلعذار کے چلا ملکہ حیرت نے پکار کر کہا کہ گلعذار مکار
آتا ہے تمہاری فکر میں ہے ہمکو خوف معلوم ہوتا ہے کہ تمکو آزار نہ پہونچائے تو بڑی مشکل ہو علم شعبدہ
سے یہ بخوبی ماہر ہے بڑی قیامتیں برپا کریگا گلعذار نے تھوڑے سے لشکر کو اشارہ کیا کہ بڑھکر
اسے روکو ایسا نہو ہمارے پاس آکر بے ادبی کرے بہار نے رنگ سحر کا دونا کر دیا ایک ہنک
دی پکار کر کہا ای نکہت وای گل اندام وای نسیم سحری مکار ہوا خواہ ہے بجاے محبت کے
اس مکار کو اور زیادہ جوش و خروش ہوا جو لوگ روکنے آئے تھے انہوں نے چہار جانب سے
گھیرا مکار نے کہا تم لوگ کیوں آئے ہو ان سب نے کہا ملکہ گلعذار نے منع کیا ہے کہ تم
میدان کارزار میں گئے تھے میرے پاس نہ آؤ دشمن کا سر لاؤ یہ سنتے ہی مکار نے ایک کو مارا
کر دو چار کے سر پیٹے تلوار پکڑ کے جو پڑا ایسے دو چار گولے مارے کہ وہ سب جادوگر منتشر ہوگے
بھاگے کچھ منھ کے بل گرے کچھ مارے گئے کچھ قتل ہوے ہنگامہ جو ہوا مکار نے آواز دی کہ
گلعذار میرے سامنے آ اگر اپنی زندگی چاہتی ہے تو روال سے ہاتھ نہ دھو سنتے ملکہ بہار کے چل دے خطا
معاف کریگی معشوق گلگون پوش ملا پاش خطا پوش ایسی شاہنشاہ تمہیں دجال سے تونے دشمنی

پیدا کی ہی کیونکر زندہ بچیگی یہ کہکر گونٹے مارتا ہوا سارے لشکر پر جا پڑا لوٹے مارنے لگا کئی ہزار جادوگر
مر کر گرے گلعذار سامنے ملکہ حیرت کے آئی کہا واری مکار کا حال آپ نے دیکھا بلا وجہ میرا دشمن
ہوگیا فوجون سے نہین رکتا بڑھتا چلا آتا ہی حیرت نے سر پیٹ کر کہا ای گلعذار یہ سحر بہار ہی یا تو
مکار کو مار ڈالو یا گرفتار کرکے پاس شہنشاہ کے لیجاؤ وہ سحر اتار دینگے اس سحر کی یہ تاثیر ہی کہ اگر قید
خانے مین رہیگا سر ٹکرا ٹکرا کر مریگا یہ کہنا تھا کہ گلعذار رزمی یہ کہتی ہوئی کہ ہی جالی سمجھتی ہون نگوڑا
دیوانہ ہوا ہی پکار کر فوج سے آواز دی ارے اسکو پکڑ لو پکڑنے کو جو لوگ دوڑے رسیان کمندین لیے ہوئے
مکار نے چند سنگریزے اٹھائے یا سامری و جمشید کہکر پھینک مارے پتھر برے ہزارون کے سر پھٹے ہر چند
سب چاہتے ہین کہ پکڑ لین مگر مکار مثل برق تڑپ رہا ہی جسپر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا اسکے دو ٹکڑے ہوے
سحر مین طاق شہرۂ آفاق جو قریب آیا اسکی گردن پکڑ کے مروڑ ڈالا کسی کو لپٹ پڑا گلعذار کو تو ہزارون
گالیان دے رہا ہی کہ او ملعونہ تو میرے قریب نہین آئی تیری چوٹی پکڑ کے سامنے معشوق کے لیجاؤن
پیام وصل پاؤن روح کو راحت قلب کو قوت ہوگی یہ جو پکار پکار کر مکار نے کہا گلعذار کو غصہ آیا
کہا صاحبو شرم کی بات ہی یہ ملعون سر میدان گالیان دیتا ہی اسکا بدلہ ہمارے لونگی یہ کہتی ہوئی
سامنے مکار کے آئی پکار کر آواز دی چل مین بہار کے پاس چلتی ہون نگاہ تو جسے ملا مکار نے سر
اٹھا کر دیکھا ایک دیو کھڑا ہی گلعذار غائب ہوگئی مکار خوف سے دیو کے کانپنا چاہا کہ پیچھے ہٹون
دیو نے ہاتھ بڑھا کر گردن پکڑی توڑ مروڑ کے پھینک دیا اب جو مکار حیلہ ساز مرا زمانہ تاریک
ہوگیا ایک آواز آئی کشتی مرا نام مکار حیلہ ساز بود سب نے دیکھا گلعذار اسی مقام پر کھڑی ہی
کف افسوس مل رہی ہی حیرت سے نگاہ ملا کر عرض کی اب لونڈی کو اجازت میدان کا مزہ لیجے بہار
کے سحر کا دل پر داغ ہی اس عذاب الیم سے قتل کرونگی کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اسکے حال پر روئین
اور مجھے ذرا رحم نہ آئے حیرت نے کہا ای گلعذار ہمارے نزدیک تو مناسب یہ ہی کہ طبل لیان بجوا کر
پلٹ چلو ایسا نہو ادرج ہوجیسے سپہ سالار کی تمہارے بیوجہ جان گئی وہ اپنے ہوش مین نہ تھا گلعذار
نے کہا لونڈی کو یہ قلق ہی یہ کہکر کل فوج کو اشارہ کیا کہ بہار کو گھیر کر مار لو دو لاکھ ساحر سحر کرتے
ہوے بڑھے ایک سرشار [illegible] وہ عزیز دار مکار کا دس ہزار ساحرون کا افسر بڑھکر دوڑا
پکارتا ہوا سب بہار کا سرکاٹ [illegible] ظالم نے ایسے جوان کو قتل کرایا کہ دل کے ٹکڑے ہوگئے

دس ہزار ساحر جو تھے بہار نے دس ہزار پر گلدستہ مارا باغبان فوج ظفر موج پیلا آ پڑا ایک طرف برق لامع تڑپی رعد و برق نے شورش دکھائی خورشید زرین سحر کا سحر چمکا بلال سحر افگن نے سب کو انگشت نما کیا نافرمان نے اپنے تمام کا جنتر گاڑا ملکہ مہرخ نے تخت بڑھایا مگر بہار کا گلدستہ جو پھٹا زمین کانپی باغ بیدر کا بنکر تیار ہوا شاہ ہور جو بڑھا سپر پھول برسنے لگے اسکے ساتھ کے ساحر پھول اُٹھا اُٹھا کر سونگھنے لگے شاہ ہور گھبرایا بیتاب ہو کے چلایا ۔ نظم

بہار سے تجھے جو سجان دلبری ہو جائے ۔ تو در دوسے بھی فی الفور دل بری ہو جائے

خدا جو چاہے تو طالع کی یاوری ہو جائے ۔ فلک برائی کرے تو وہ بہتری ہو جائے

ثنائے چشم جو لکھے وہ نرگسی ہو جائے ۔ کرے جو جسم کی تعریف عنصری ہو جائے

کمال ہو در دیا توت کے پرکھنے مین ۔ جو دیکھے لب دندان وہ جوہری ہو جائے

قدم زمین پہ رکھے جو وہ سراپا نور ۔ تو مہر و ماہ کا ہر ذرہ مشتری ہو جائے

سبھون کو آج وہ مقتل مین قتل کرتا ہے ۔ ہماری بھی اُدھر ای عشق رہبری ہو جائے

لڑائی کے رقیبون سے ہو جو نظر ۔ تو ہم سے تجھ سے ابھی جنگ زرگری ہو جائے

نہال ہون جو پھل اُس گل کی تیغ کا چکھون ۔ ہوئے شاخ تمنا ابھی ہری ہو جائے

کرے کے عشق مین ویسا ہی ہو گیا مین بھی ۔ نصیب ایسی کسی کو نہ لاغری ہو جائے

دکھائین آہ شرر زا کی ہم جو تیز تکی ۔ ابھی تو سرخ یہ سب چرخ اخضری ہو جائے

ترا حجاب ہی روکے ہے در مین بند تو کیا ۔ فنا اک آہ سے سد سکندری ہو جائے

شب وصال مین تا روز حشر صبح نہ ہوا ۔ دراز اور تری زلف عنبری ہو جائے

قبول ہے دہن یار کا جو وصف ہو جہاں ۔ عیان جہان مین سب بےخبری ہو جائے

شاہ ہور نے یہ اشعار پڑھکر آواز دی مین تو مطیع سرکار ہون جو حکم ہو بجا لاؤن بہار نے کہا حکم کیا اندھے ہو یہ سارا لشکر ہمکو قتل کرنے آتا ہے انکو رد کو یہ کہنا تھا کہ شاہ ہور تیغ گلعذار پر جا پڑا جادو کو قتل کرنے لگا کئی ہزار جادوگر مارے گلعذار نے غصہ مین بڑھ کر ایک گولا مارا کہ شاہ ہور کا سر پھٹ گیا فوج کو اشارہ کیا ان دس ہزار کو مارو سب جادوگر فوج شاہ ہور پر ٹوٹ پڑے جب وہ دس ہزار مارے گئے گلعذار نے کہا یارو یہ سب بے خطا تھے ان سب کا بدلا بہار سے لو بہار کا گلدستہ

چل رہا ہے کسکی مجال ہے کہ قریب آسکے یا سحر وساحری مین ہاتھ ہلا سکے عین گرمی جنگ مین بہار سے اور گلعذار سے سامنا پڑ گیا سب دیکھ رہے ہین کہ بہار نے گلدستہ مارا گلعذار پر پھول برسے آنکھین گلعذار کی سرخ ہوئین چہرہ زرد لب پر آہ سرد جاری تھی کہ کچھ بونے کہ چلو سے نعرہ ہوا مین حاضر ہون گلعذار نے پلٹ کر دیکھا ایک جوان خوشرو پچکاری پانی کی لیے کھڑا ہے جیسے ہی گلعذار نے منہ پھیر اُس جوان نے گلعذار کے منہ پر پچکاری ماری چہرے کی اداسی دفع ہوئی چالاک چست ہوئی پھر بہار سے سحر چلنے لگا بہار نے کئی گلدستے مارے گلعذار نے پھونک دیے جب پھول برستے ہین تو یہ دستک دیتی ہے شعلۂ آتش گر کر پھولون کو جلا دیتے ہین پھولون کا رنگ جمنے نہین پاتا جو پھول گرا آتش سحر گلعذار نے جلایا بہار نے غصے مین گلدستہ اٹھایا تھا کہ گلعذار نے خنجر سے پیشانی کو کاٹا خون چلو مین لیکر بہار پر پھینک مارا بہار کو یہ معلوم ہوا چنگاریان آگ کی گرین تمام بدن پر آبلے پڑگئے بدحمی پر ہاتھ ڈالا دوسرا چلو خون کا گلعذار نے پھر پھینکا ایکی اُس خون نے یہ تاثیر پیدا کی کہ بہار کے کچھ پھول مرجھا گئے ٹوٹ ٹوٹ کے گرنے لگے بہار خاموش ہوئین گلعذار نے کہا مین نے اپنے سحر مین پھنسایا جادوگر چلے تھے کہ برق لامع نے دور سے دیکھا بہار خاموش کھڑی ہین بدن سے آگ کی چنگاریان نکل رہی ہین غم سے سرنگون کلیجہ خون یہ حال دیکھا برق لامع کو یقین کامل ہوا کہ رنگ سحر بہار مٹا ایسا نہو گلعذار قتل کر ڈالے اپنے مقام سے کڑکی رعد نے دیکھا خالہ امان جاتی ہین دو نون پاؤن اسنے زمین مین مارے غرق زمین ہو کر چلا یہان گلعذار زمین سے چند قدم بلند ہوئی کہ نیچہ مار کر بہار کا سر اڑا دون آج بہار کی خزان ہوتی ہے یکایک زمین شق ہوئی ایک جوان دیوانہ وار وحشی مثال بال کمر تک لٹکے ہوے آنکھین بے نور سحر کا چہرے سے ظہور زمین سے نکلا کانون پر ہاتھ رکھکر ایک چیخ ماری کہ منہ رعد جادو گلعذار پھر کر زمین پر گری چاہتی تھی سنبھلون کہ برق لامع کا نعرہ ہوا کڑک کر جو گری دور سے حیرت نے دیکھا فوراً یہان سے سحر کیا ایک سپر فولادی سر پر گلعذار کے حائل ہوگئی برق لامع اُس سپر کو کاٹ کر چلی سب نے دیکھا گلعذار بچ گئی ایک سحر تو اسے رعد پر کیا رعد کی آواز مین فرق آیا برق لامع پر اپنا خون پھینک مارا سر برق لامع کا زخمی ہوا حیرت نے یہ کمال دکھایا کہ گلعذار کو بچایا بلکہ ایسا سحر کیا کہ گلعذار کو خوب ہوش آگیا سحر جو فراموش تھے

یاد ہوئے بہار کو دیکھا شمع سان خاموش کھڑی ہیں آبلوں کی جسم پہ ترقی اس حال پر ملال ہیں بہار
نے آواز دی ہو اخوف تو زن کیا تمکو کسی نے روکا ہے جلد آؤ ہمارا حال بہت ابتر ہے دیکھا تو پہلو سے
زمین شق ہوئی ایک نازنین نہایت حسین آفتابہ پانی کا بھرا ہوا ہاتھ میں لیے پیدا ہوئی بہار پر وہ
آفتابہ ڈالدیا جیسے ہی جسم پر بہار کے وہ پانی پڑا تمام آبلے پھوٹ گئے صاف ظاہر تھا کہ آبلے
بھی اس حال پر روتے ہیں یہ نہ کوئی سمجھے کہ شکست ہوتے ہیں چہرے پر رونق یہ بھی معلوم ہوا
کہ زیور تازہ پھولوں کا کسی نے جسم میں بہار کے پہنادیا اب ملکہ بہار بڑھ میں اور کہا او گلعذار
مکار بچاریہ سے سحر نے صدمہ ہو بچایا دل کو بیتاب کر دیا یہ کہکر آواز دی اری نکہت کیا پھولوں
میں چھپی او گل اندام ہم تک نہیں آسکتی پہلو سے آواز آئی کنیز حاضر ہے ہوئی ایک کنیز کو دیکھا
لباس فاخرہ زیب جسم دریائے جواہر میں غوطہ زن نہایت حسین و جمیل آئی ملکہ کی کفیل بقول شاعر نظم

آنکھ ملکہ کے جو دیکھا تو ہوا اک بار دل بیہوش — غرق دریائے جواہر ہیں سر و پاؤں تلک
حسن ایسا کہ جسے دیکھ مہ چار دہم — آب جھنپنے تو نگینہ ہی بجائے چمک
چہرے میں ایسی ہی گرمی کہ شب و روز جسے — یاد کرتی ہی رہے دامن مژگان کی جھپک
جعد وہ تھے کہ غضب میں ہو جسکی سر لہر — تھم ڈبو دینے کو عشاق کے دریائے اٹک
زلفیں یوں بکھری ہوئی چہرے پہ لگیں نہیں دل — بطرح ایک کھونٹے پہ بیٹھیں دو بالک
ناگنی بیچ میں آسکے نہ لگے پانی — کہیں جانے وہیں کالا جو ڈسے انگلی لٹک

اس حور شمائل نے زمین سے نکلتے ہی گلدستہ بہار کے ہاتھ میں دیا ابھی بہار نے اس نازنین
سے اشارہ کیا اُسنے اپنی پیشانی کو نشتر سے فگار کیا خون گلدستے پر ڈالا پھول شگفتہ ہوئے غنچے
چٹکے بہار نے آواز دی ہو گلعذار ذرا ہمسے تو آنکھ ملاؤ دیکھو تو کیا پھول ہیں بلبلیں ملول ہیں
جیسے ہی گلعذار ملی بہار نے گلدستہ مارا رعنائی نے گلدستے کی عجب رنگ دکھایا کسی نے
ہاتھ پر گلدستے کو اٹھایا بلندی پر لاکے منتشر کیا پھول غائب ہونے لگے گلعذار نے جھولی پر
ہاتھ ڈالا چاہا کچھ اسباب سحر نکالوں آواز آئی دیکھو کیا سامان ہے کیوں اسقدر حیران ہو زمین
شق ہوئی ایک شاخ نرگس زمین سے پیدا ہوئی گل نرگس مثل چشم معشوق گردش کرتا ہوا سامنے
گلعذار کے آیا گلعذار نے اُس پھول پر ہاتھ ڈالا اب آسمان سے پھول برسنے لگے تحمل

سر سبز و شاداب ہوے ساتھ والے گلعذار کے بیتاب ہوے گلعذار اسی گل نرگس کو سونگھ رہی ہی
جو نگھون نے ہوش کے دیوانہ کر دیا خانۂ دل کو اسباب مدہوشی سے بھر دیا ایک چیخ ماری اُس گل نرگس
کو آنکھون پر رکھ لیا اور زیادہ مبہوت ہوئی کبھی غل مچاتی ہی کبھی اُس پھول کو سونگھتی کبھی اُس پھول
پر تصدق ہوتی نشۂ سحر بہار سے سرشار ہوئی وہ پھر غل مچی ہی جب بہار کے سحر نے یہ جاہ و
جلال دیکھا یا گلعذار سحر و ساحری مین بے مثل و بے نظیر تھی مگر دام سحر بہار مین پھنسی پکار اُٹھی
ای ملکۂ عالم مین کنیز بے تمیز چاہتی ہون گلچینی گلشن جمال کی آنکھ پھیر کرون حکم قضا شیم آپ کا
آنکھون سے بجا لاؤن **نظم**

جھڑدون اپنے ہاتھ سے ہارے ہاتھ پاؤن / گو رہین بھی تا کر یہ وحشی تمہارے ہاتھ پاؤن
پنجۂ مرجان نہ دیکھے سر دے نکلے ہوے / ہان اگر دیکھے تو یہ رنگین تمہارے ہاتھ پاؤن
رات بھر مین شوق مین جو دست پا مارا کیا / تھے تصور مین کسیکے پیارے پیارے ہاتھ پاؤن
ہاتھا پائی جیسے کرتا ہی وہ کافر غیر سے / ٹوٹتے ہین رشک کے مارے ہمارے ہاتھ پاؤن
مان لے کہنا شرر کا شب کی شب جان ر / دیر سے بتا ہی صاحب تمہارے ہاتھ پاؤن

اتنی بڑی ساحرہ کا مسحور ہونا چہرے پر غیظ و غضب بہار نے بدھی بھی پہنا دی طرہ کان مین لگا دیا
ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام ہو کہ دو پہر کامل بہار و گلعذار سے سحر چلا جو سحر آپس مین ہوے
اگر اُنکو بالتصریح لکھتا تو ایک جزو کامل مین رد و بدل سحر کے لکھے جاتے کسی مقام پر مصنف
یہ نہین چاہتا کہ داستان کو بلا وجہ طول ہو سامع و ناظر ملول ہو بڑے زور کا سحر بہار نے
کیا ہر چند کہ میدان کارزار مین قائم ہین مگر مثل شمع سحری خود بھی جوش سحر مین لہرا رہی ہین
ملکہ مہرخ سے اشارون مین کہا مین اسکو دیوانہ کر دون بچی زندگی مین کسی سے کبھی نہ کرنگی اِسی
جوش و خروش مین تا بہ باغ سیب پہونچیگی خدا چاہے تو افراسیاب کو بھی کچھ چارہ نہو
کیا عجب ہی کہ آج حیرت کو ہلاک کرے ملکہ مہرخ نے کہا جو مناسب جانو وہ کرو ملکہ مہرخ
و جملہ سردار بہ نگاہ غور حال پر ملال بہار کو دیکھ رہے ہین کہ ابھی طرح بات زبان بہار
سے نہین نکلتی لہرا رہی ہین چہرہ فق دل مین قلق اس حال مین گلعذار جھومتی ہوئی
سامنے بہار کے آئی دست بستہ عرض کی ای ملکہ بہار گلعذار کچھ خدمت عنایت ہو

کہ حکم شہنشاہی بجا لاؤن کنیزون مین سرکار کی محسوب ہون ملکہ بہار خود پریشان ہو رہی ہین
بار سحر بڑا ابر بسب منتشر ہوے گلعذار نے جو بسنت کلہ مذکور کہا اُن بدحواسی مین ملکہ بہار نے
اپنے کو مشکل سنبھالا اور لبط و ضبط کرکے چاہا تھا کچھ اور کہین مگر منہ سے نکل گیا کہ مہر حیرت اور
افراسیاب کا لاؤ گلعذار جوش مین پلٹی اور بہار لڑکھڑا کے گر پڑین بیہوش ہوگئین مہرخ و
باغبان نے بڑھکر اٹھایا ہوادار پر ڈال کے لیگئے جلکے نئی بارگاہ مین اتارا سب نے اپنے
اپنے سحر قائم کیے کسی نے نخل سرسبز و شاداب بنائے کہ ہواے سرو چلے بہار کو فرحت حاصل ہو
کسی نے گلدستے لگا دیے کسی نے ابر برف بنایا کہ برف برسے بہار تو اس حال پر ملال مین بستر پر
آہ آہ کر رہی ہین خون تمام جسم کا خشک ہو رہا اداس کبھی اٹھین کبھی بیٹھین کبھی گر کر بیہوش ہوگئین
لیکن گلعذار نیرنگ ساز جوش غضب مین پلٹی چلے تو اپنے لشکر پر گرجی پکارتی تھی کہ تم کیسے
ملازم ہو حق نمک نہین ادا کرتے حیرت کو چار جانب سے گھیر لو اسکا سر تجھکو دو مین خدمت
مین ملکہ بہار کی لیجاؤن پھر سر افراسیاب لاؤن میرے مالک کے حکم مین فرق نہ آئے
یہ کہکر گولے مارنے لگی اوّل تو خود ساحرۂ زبردست دوسرے مبتلاے سحر بہار جب گولہ
مارا سو سو جادوگرون کے سینون کو برما کر نکلگیا کسی پر آگ برسائی کبھی خنجر پھینکا کبھی منہ سے
دھوان چھوڑا ہزارون نابینا ہو کر گرے اسکی فوج والے فریاد فریاد کرتے ہوے قریب تخت حیرت
پہونچے پکارتے ہوے ای ملکۂ عالم ہمکو اس ظالم سے بچایے ہزارون کو گلعذار نے مار ڈالا اسکے
ہاتھ سے تو بچنا دشوار ہی کس بلا کے سحر کر رہی ہی حیرت نے جو یہ طرز گلعذار دیکھا کہا صاحبو آج
گلعذار پر شیطان سوار ہی اسکو کون روکے کون ٹوکے شعلۂ جوالہ بنی ہوئی ہی مصور نے کہا
مین بڑھکر روکتا ہون حیرت ہان ہان کرتی رہی مگر مصور سحر کے جوش مین بڑھکر سامنے ہوگیا
للکارا او گلعذار تجھے کچھ خوف سرکار نہین ملکۂ عالم کیا فرماتی ہین گلعذار حیرت کا نام
سنکر گالیان دینے لگی کہا میری سرکار تو ملکہ بہار ہین جو فرمایا ہی وہ کرونگی یہ سنکر
مصور نے گولہ مارا گلعذار نے گولہ ہاتھ مین تھام لیا گلعذار نے وہی گولہ مصور کو مارا
سر پر مصور کے پڑا ایسی چیخ مصور نے کھائے زمین پر گرا سر پھٹ گیا خون کے قطرے
جاری زمین سے اٹھکر مصور ایک جانب بھاگا تخت صورت نگار بڑھا ہوا آتا تھا

دوڑکر گلعذار نے ایک ترنج مارا اور کہا او حرامزادی بہزاد صورتگر بھاگتا تو بڑھتی چلی آتی ہے ترنج جو پڑا
تخت کے ٹکڑے اڑ گئے صورت نگار زمین پر گری ران زخمی ہوئی حیران ہوکر بھاگی مگر لنگڑاتی
ہوئی جاتی ہے مانی و بہزاد و نقاش و قلم کش کہ مصاحبان مصور تھے یہ بھی زخمی ہوکر بھاگے
اب گلعذار طرف حیرت کے چلی حیرت نے آگ برسا دی اُس آگ سے اسی کے ساحر جلے فریاد
کرتے تھے کہتے حضور ملازم تباہ ہوتے ہیں اپنی تقدیر کو روتے ہیں تخم غم و الم مزرع دلمین بوتے ہین
ہزاروں بھائی بند خواب عدم میں سوتے ہیں حیرت نے منھ پھیر لیا کسی کی بات کا جواب نہ دیا
غصے میں گانی باندھی سونے کا پاندان اٹھاکر چاہتی ہے سحر تیار کرے کہ گولہ آہنی کا گلعذار نے
مارا وہ گولہ کئی کے سر زخمی کرتا ہوا تخت حیرت پر پڑا کہ تخت حیرت کا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا
حیرت گر کے چاہتی ہے سنبھلوں کہ یاقوت و زمرد وزیرزادیاں دوڑ کے لپٹ گئیں ملکہ
حیرت کو ایک ہوادار پر ڈال لیا لیکر طرف باغ سیب کے بھاگیں اب تو کل لشکر نے شکست
کھائی بارگاہیں یوں ہی پڑی ہیں سب طرف باغ سیب کے بھاگے گلعذار اکیلی گولے مارتی
ہوئی جاتی ہے جس مقام پر ان لوگوں نے ٹھہرنے کا ارادہ کیا بڑھکر گلعذار نے آگ برسائی
ہزاروں ہزار کو مارا وہ سب بھاگے گلعذار پیچھے پیچھے چلی ایسی بہوت ہے کہ کسی مقام پر ٹھہرنے
نہیں دیتی ایک پہاڑ کوہ رنگینہ کہلاتا ہے اُس پر رنگین شوخ چشم مع اپنی کنیزوں کے بیٹھی تھی کہ
چند کنیزوں نے اسکو خبر دی حضور ملکہ حیرت شکست خوردہ آتی ہیں ملکہ حیرت ہوادار پر بیہوش
پڑی ہیں لشکر والے شکست خوردہ حیران و پریشان اپنی انسانیت سے باہر بھاگے چلے
جاتے ہیں ملکہ حیرت کبھی آنکھ کھول کر فرماتی ہیں کہ ارے مجھکو کہاں لیے جاتے ہو کنیزیں
عرض کرتی ہیں حضور لشکر پر شکست واقع ہوئی سحر نے گلعذار کے قیامت برپا کی ہے
رنگین شوخ چشم یہ خبر سنکر اپنے مقام سے اٹھی پہاڑ سے کود دی بارہ ہزار کنیزوں کو ساتھ
لیا سامنے آکر للکارا او گلعذار تجھے شرم نہیں آتی مالک پر اپنے یہ آفت شہنشاہ سنینگے تو
کیا سزا دینگے یہ کلمہ سنکر ملکہ گلعذار نے جھپٹ کے گولہ مارا کہ پچاس کنیزوں کے سر پھٹ گئے
رنگین شوخ چشم نے بڑھکر سحر کیا گلعذار برق بنکر کڑک کے گری رنگین شوخ چشم کے
دو ٹکڑے کیے لشکر کو تباہ کیا ایک دو گولے تڑ تڑ مارے کہ پہاڑ پھٹنے لگا پہاڑ کو جو جنبش ہوئی

ملازمان حیرت پھر جاگے غلغلہ ہوا کہ پہاڑ گرا چاہتا ہی اگر پہاڑ گریگا سب دب جاینگے ایک بھی زندہ نہ بچیگا گلعذار تعاقب کرتی ہوئی جاتی ہی افراسیاب جادو باغ سیب مین بیٹھا ہی کہتا ہی کہ اب تو گلعذار نے فتنہ کیا ہوگا یہ کہتا تھا کہ ہڑ بڑ ہوا افراسیاب نے سر اُٹھاکر دیکھا اوّل مصور و صورت نگار زرنگار ہیں کہ مانی و بہزاد و نقاش و قلم کش روتے ہوئے سامنے مین آئے ہی کہا ای شہنشاہ دہائی ہی مرشد زادے زخمی ہوئے آج قدرت کی ہوا کا نوٹ زمین پر گرا اب ہنوز زمین اُلٹ جائے مرشد زادے کا کلیجہ پھٹ جائے افراسیاب چاہتا ہی پوچھے اسے یہ کیا معرکہ ہوا کہ دیکھا یاقوت و زمرد زرنگار حیرت کے ہوا دار کو اُٹھائے ہوئے آکر پہونچین افراسیاب نے کہا ارے یہ کیا ستم ہوا کہ کل لشکر نے شکست کھائی چاہتے تھے ملازمان حیرت بیان کرین کہ دیکھا گلعذار نیرنگ ساز بھی آکے پہونچی آنکھین سرخ کپڑے پھٹے ہوئے آنکھون سے آنسو جاری ہائے بہار ہائے بہار پکارتی ہوئی کہ لونڈی کو سرفراز کیجے لونڈی کا عجیب حال ہے نظم

جیسا ہی ترا لعل لب ای غنچہ دہن سرخ	ایسا تو نہ یاقوت ہوئے لعل یمن سرخ
ہر دم ہیں جان خوردہ کا بسمل ہوئے یا اُسکے	مرجھا دان اگر ہین تو مجھے دیکھو کفن سرخ
گردن پہ ہی خون اُسکے شہیدان ستم کا	کچھ رنگ شفق سے نہین چرخ کہن سرخ
بوسے کے تو ہم سے مرے بیٹے نزاکت	ہو جاتے ہین اُسکے لب و رخسار و ذقن سرخ
یون گریۂ رنگین سے ہے رنگین مرا دامن	معرو ونہ جسطرح سے لالے کا چمن سرخ

بلبلاتی ہوئی جو گلعذار باغ مین گھسی چمن بعبودون کا سامنے تھا سحر کرکے جو گولہ مارا چمن مین آگ لگ گئی مگر یہ مقام باغ سیب ہی جو نخل جلے تھے پلک جھپکا ہوا ہے ہر ایک کا چلا پھر چمن اُسی طرح تیار ہوگیا مرغ زمزمہ سرائی کرنے لگے ہر طرف سے آوازین آئین ای گلعذار روح سامری کو صدمہ دیا کون ایسی حرکت کرتا ہی افراسیاب نے جو دیکھا کہ گلعذار باغ کو پامال کرنا چاہتی ہی افراسیاب نے للکارا ارے دیکھو طاران باغ ساختہ سامری کیا کہتے ہین جیسے ہی گلعذار نیرنگ ساز نے سر اُٹھاکے دیکھا ایک زاغ بیٹھے پکار کر آواز دی اے
گلعذار مکار ذرا سعرت توجہ ہو کر سن نظم

جو کثرت مین وحدت سدا دیکھتے ہین — بتون مین وہ نور خدا دیکھتے ہین
جو وہ تیغ ابرو ہی خونریز ایسی — تو اک دن یہ گردن جدا دیکھتے ہین
پھسلتا ہی پاے نگہ اُسپہ ہردم — ترے رُخ کی جب ہم صفا دیکھتے ہین
میسر یہان عیش آتا ہی شب کو — ترے گھر مین ہم نقش پا دیکھتے ہین
جدا ہی جو پروانہ اس شمع سے — نہایت دل اسکا بجا دیکھتے ہین

گلعذار نے کہا او بیحیا کیا کہتا ہی مین ان باتون کو نہین مانتی یہ سنتا تھا کہ افراسیاب جیتا اور بپکار کر آواز دی او گلعذار ٹھہر جا گلعذار نے ایک سرو پہ پنجہ مارا سرو کٹکر گرا دھوان نکلا ایک زاغ سیہ دھوئین سے پیدا ہوا اُسنے آواز دی او افراسیاب خانہ خراب سامری کے ہاتھ پاؤن قلم ہورہے ہین اور تو دیکھتا ہی تجھکو غیرت نہین آتی اس مکارہ کو منع کر افراسیاب نے جو طرہ کان مین گلعذار کے دیکھا پھولون کو دیکھکر ہنس پڑا کہا یہ بی بہار کا شعبدہ ہی حیرت جادو ہوا ادھر سے کودی پشت پر افراسیاب کے ایک دوہتڑ مارا کہا نگوڑے سامری و جمشید تجھکو غارت کرین طائر پکار رہا ہی کہ سامری کے ہاتھ پاؤن قلم ہوتے ہین طائر عوض زمزمہ سرائی کے رونے مین ارے تجھپر بلا نازل ہوگی یہ بھی علامت بربادی طلسم ہی اس ظالم کا گلعذار اسم ہی صاف صاف سامری نامہ مین لکھا ہی کہ جسدن باغ سیب کا ایک بھی درخت قلم ہوگا بربادی طلسم کی یہی صورت ہی سر پر ہاتھ دھر کے روئیگا ہر چند کہ جو گلعذار نے نخل کاٹے وہ پھر تیار ہوگئے مگر دیکھو طائر فریاد و فریاد کررہے ہین افراسیاب کو جو غصہ آیا آواز دی او گلعذار کیون شامتین آئی ہین یہ وہ باغ ہی کہ جسمین سامری نے سیر کی سامرن نے ان درختون کے پھل کھائے انکو تو پامال کرتی ہی گلعذار نے کہا حرامزادے مین تیرا سر لینے آئی ہون ملکۂ عالم کا حکم ہی کہ افراسیاب کا سر لاؤ سر جھکا کر بیٹھ کہ مین تیرا سر کاٹ لون رنہ اس ذلت و رسوائی سے قتل کرونگی کہ بہت پچتائیگا حکم مین ملکہ بہار کے فرق نہ آئیگا یہ کہتی ہوئی تیغ کھینچکر افراسیاب پر جا پڑی افراسیاب بر ہاتھ مارا ہر چند کہ افراسیاب جانتا تھا کہ یہ اپنے ہوش مین نہین ہی سحر بہار مین مبتلا ہی سراسر بیخطا ہی مگر اسکی بے ادبی پر تلوار خالی دیکھے لپٹ پڑا گلعذار نے افراسیاب سے منہ پر جا کر کہا ہی شرط کہ ناک کاٹ لون افراسیاب نے اُٹھا کر دے مارا

چھاپر چڑھ کے ایک پاؤن دونون پاؤن سے دبایا ایک پاؤن دونون ہاتھون سے تھام کر تیغ کا
مارا گلعذار کو چیر کر پھینک دیا کنیزین گلعذار کی جو ساتھ آئی تھین وہ اپنی مالک کا لاشہ دیکھکر
پیٹنے لگین کہتی تھین ای شہنشاہ یہ کیا کیا ہماری بی بی کو اس ذلت سے مارا سامری وجمشید تجھکو
غارت کرین تو بھی اسی طرح مارا جائے دشمن کے ہاتھ سے امان نہ پائے افراسیاب نے ان کنیزون
کو بھی مار ڈالا بیچ مین لاشہ گلعذار گرد کنیزون کے لاشے دریاے خون بہہ رہا ہے سب کھڑے دیکھ رہے
ہین کوئی افسوس کرتا ہے کوئی خوشیان کرتا ہے کہ آسمان پر ابر تیرہ و تار نمایا سب دیکھنے لگے ابر بڑی
دھوم سے اٹھا بجلی نے سارے باغ کو گھیر لیا یکایک وہ بر قریب باغ کے آکر شق ہوا دیکھا
سب نے خارخار رنگین پوش تخت پر سوار تاج مرصع کا سر پر پہنے ساحران غدار پشت پر
علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے اسپر تعریف سامری وجمشید مرقوم آمد فوج کی دھوم
اسکو دیکھکر افراسیاب نے کہا وہ غضب ہوا خارخار رنگین پوش بہن گلعذار کی آ پہونچی بہین
ان دونون مین بڑا میل تھا کہ خارخار تخت سے اتری دیکھا بہن کا لاشہ پڑا ہے چند کھل
جلے ہوئے لاشے بھی جا بجا پچاس کنیزون کے پڑے ہین دیکھتی ہی بہن کے لاشے پر گر پڑی پکارتی
تھی کہ بہن تمکو کیسے اس ذلت و رسوائی سے مارا سامری وجمشید اس نگوڑے موئے موذی کاٹنے
کو غارت کرین کہ تمکو مار کے کلیجہ ٹھنڈا کیا ہاے کنیزون کو بھی قتل کیا حیرت نے منھ پر
ہاتھ رکھکر کہا دیکھو لوا اسقدر آپ سے باہر ہو یہ تو دریافت کرو کہ اسنے کیا کیا وہ آفت برپا
کی کہ جسکا یہ انجام ہوا کوئی ایسا ستم کرتا ہے ہم جانتے تھے کہ اپنے ہوش مین نہین ہے مگر اپنے
خداوندون کو بھی نہ پہچانا اور شہنشاہ پر تلوار کھینچکر جا پڑین اسکا یہ انجام ہوا حیرت مقابل منھ نہین
کی خارخار نے اسی وقت آہ بھری لاشہ گلعذار نیرنگ ساز کا اٹھایا کریا کرم اسکا کرنے
برہمنون کے سپرد کیا نقصان اپنے ذمے قبول کیا دل مین کہتی تھی اور روتی تھی کہ ہاے گلعذار کا
مرنا ہمارے لیے بڑا غضب ہوا آخر سامنے افراسیاب کے آئی کہا ای شہنشاہ مقام افسوس ہے بہن کی
بیدست و پا ہوئی مگر امیدوار ہون کہ بی بہار ایسا ذلیل کرون اور ایسی خرابی سے قتل کرون کہ ایمان
بیا و مرفان ہو انکے حال پر گریہ وزاری کرین اور مجھکو ذرا ترس آئے افراسیاب جادو نے چپکے سے کہا
بہار ہمشیرہ حیرت ہے سوچے انکا پاس ہے بہار کا قتل ہونا دشوار ہے ہم انکا پاس کرتے ہین

اسی وجہ سے انکی سرکشی بڑھتی جاتی ہی ورنہ ایک مرتبہ سزاے کامل ہوچکی عمر بھر کو مہلت تھی
سزاے قتل انکے لیے ممکن نہین اور طرح کی سزا تجویز کرو خار خار نے کہا واری مین نے تجویز کیا دو
پنج چہ نچاؤن کہ دونون پر مسلمانون کے صدمہ ہو بچے گیا عجب ہی کہ سرکش بھی مارے جائین معزز عظیم
بڑیگا لونڈی نے تجویز کیا دہ سزا بی بہار کے واسطے ہو کہ جو انھون نے واسطے گلعذار کے کی ایسا
ابھی حیران کیا کہ آپ نے خود قتل کر ڈالا خود مسلمانون کو ضرورت پڑے کہ بہار کو قتل کرین
لونڈی کو سب طرح کا اختیار ہی یہ کہکر اُسی تخت پر سوار ہوئی طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی یہ تو
منزل بمنزل جاتی ہی حیرت کو قبل ہی روانہ کر دیا تھا اب اسکے جانے کے بعد ایک نامہ حیرت کو
لکھا کہ خار خار آتی ہی اسکا خیال رکھنا یہ نامہ افراسیاب کا حیرت کو پہونچا حیرت جادو نے
پڑھکر چاک کر ڈالا چالاک کنیز جا ہوا پشت پر حیرت کی کھڑا تھا مضمون نامے کو اُسنے بھی بخوبی
پڑھا دوڑا ہوا خدمت ملکہ مہرخ مین آیا تمام کیفیت بیان کی کہ بہن گلعذار کی خار خار رنگین پوش
آتی ہی حیرت اُسکے آنے کی تدبیر کر رہی ہی ابھی کسی کو خبر نہین ہوئی یقین ہی بڑی قیامت برپا کریگی
برق نے قصد کیا تھا کہ جائے خواجہ نے اُسکے کان پکڑے کہ آپ نہ جائیے مین جاکر تدبیر کرونگا
یہ کہکر خواجہ روانہ ہوے صحرا مین آکر دیکھا لشکر بڑی دھوم سے آتا ہی بڑے بڑے ساحر لشکر کے
ساتھ ہین ایک مقام پر آکے لشکر اُترا خواجہ نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک فقیر کی صورت
بنکر تیار ہوے کوڑی کوڑا مانگتے ہوے قریب اُردو بازار کے پہونچے دیکھا کہ بارگاہ
بیچ مین استادہ ہی یہ وہ بارگاہ کا اُٹھا ہوا ہی سارے لشکر کو خار خار رنگین پوش دیکھ رہی ہی
یہ بھی اِسنے دیکھا کہ ایک فقیر مانگتا ہوا آتا ہی برابر تعلیم جادو کھڑا تھا نگاہ اسکی بھی فقیر پر پڑی
تعلیم جادو سے خار خار رنگین پوش نے کہا کہ یہ فقیر ہمکو کوئی عیار معلوم ہوتا ہی جلد اسکو بلاکر
ہمارے سامنے لاؤ اگر آنے مین تامل کرے تو فوراً گرفتار کرکے لانا ہمارے سحر نے ہمکو خبر دی ہی کہ کوئی
عیار مکار ہی یہ خار خار رنگین پوش نے حکم دیا تعلیم جادو چلا خواجہ عمرو پھرتے پھراتے بازار
بازار مین پہونچے ہین اب ارادہ ہی کسی مقام پر ٹھہر دن کہ تعلیم جادو آکر پہونچا اُسنے آتے ہی
آواز دی میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ خواجہ اور تیز بڑھے چاہتے ہین اسکے قریب دھاؤن تعلیم جادو
نے دیکھا ہم تو دم بلاتے ہین یہ اُسطرف جاتا ہی وہین سے دوڑا خواجہ کے پاس آگیا کہا شاہ صاحب

ہم تو ٹھہراتے ہیں اور آپ بڑھے جاتے ہیں ٹھہرتے نہیں ہیں مگر ہاتھ پکڑ لیا چاہا کھینچکر لیجاتے
خواجہ عمرو نے کہا واہ غلامان سامری کو یوں ہی بلاتے ہیں چاہیے تھا کچھ جادوگر استقبال کو
آتے بابا ہم تو در سامری کے کتے ہیں اگر یہ دعا کریں تو سارے لشکر کا خاتمہ ہو جائے نیک دعا
دیں تو آبادی ہو ہر روز شادی ہو اصل یہ ہے کہ بی خار خار مقبول بارگاہ جمشید ہیں یہ بات جو
شہ صاحب نے کہی تعلیم جادو نے ہاتھ جوڑ کر کہا آپ تکلیف فرمائیے پھر اسی لشکر میں آکر جس
مقام پر جی چاہے بستر لگائیے فی الحقیقت معلوم ہوتا ہے کہ آپ کامل اکمل ہیں پہلے تھوڑی دیر کے
چلیے ملکہ عالم کو ذرا شک ہوا ہے خواجہ عمرو نے کہا میں ضرور چلونگا مگر باد دیکھو سامری و جمشید
کی سواری جاتی ہے دیدہ حقیقت وا کر دیتے ہی تعلیم جادو اُدھر بلٹا خواجہ عمرو دب گئے تھے کہ یہ
مجھکو ضرور لیجائیگا شعبدہ سے ہی ایک خنجر مارا تعلیم جادو دو ٹکڑے ہو کے گر لیٹا لیٹا کا ہلڑ ہوا خواجہ بھاگے
یہ سنتے جادوگر کے اندھیرا ہوتا ہے ایک اودگر نے بہ نگاہ غور تاکا کہ فقیر بھاگا ہوا جاتا ہے یہ جادوگر
صاحب خار زار بھی ہے دہیم جادو اسکا نام ہے دل میں کہتا ہے بڑا غضب ہوا عزیز دار ملکہ عالم کو
مار کے جاتا ہے یہ پروا پیدا کرکے اُڑا دل میں فکر کرتا ہوا چلا جب خواجہ صحرا میں پہونچے ایک نخل کے
سائے میں بیٹھے کچھ سوچ رہے ہیں کہ اب کیا کروں ہائے جاتے ہی اُسنے پہچان لیا ایسے کے
لشکر میں جانا دشوار ہے کہ آسمان سے آواز آئی او مکار اب کہاں جائیگا خواجہ عمرو نے سر اٹھا کر
دیکھا ایک جادوگر اڑتا ہوا آسمان سے آتا ہے قصد کیا گلیم اوڑھ لوں اتنے میں زنبیل کے بڑھایا
ہے کہ اُسنے ماش کے دانے پھینکے خواجہ لڑکھڑا کے گرے دہیم زمین پر آیا کہا او ظالم تو نے
تعلیم جادو کو مارا یہ تو ثابت ہوا کہ تو عیار مکار ہے یہ ثابت ہو کہ کون سا عیار ہے لیکن شعبدہ پر ہاتھ
پھیرا رنگ روغن عیاری کا اڑ گیا عمرو کو پہچان کر اسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا چاہا سر کاٹ لوں خواجہ
عمرو نے کہا ای دہیم مجھکو قتل کرکے بہت پچھتائیگا میرے قتل کرنے سے کیا ہاتھ آئیگا دہیم چھاتی پر
چڑھ بیٹھا تلوار کھینچکر گلے پر خواجہ کے دھری خواجہ ہاں ہاں کرتے ہیں کہتے ہیں مجھے سانٹ کر کے عالم
کے بیچ میں ہر کارہ افراسیاب کا ہوں برائے دیانت خبر آیا تھا اس بلا میں پھنسا شعبدہ بہت
بُری طرح پیش آئے دہیم نہیں مانتا چاہتا ہے تلوار بھر دوں کہ درۂ کوہ سے آواز مہیب آئی
او ساحر ہوشیار ہو جا خبردار اس غریب کو قتل کرنا ورنہ تو بھی قتل ہو جائیگا امان نہ پائیگا

دیکھا ایک ساحر قوی تن قوی سن کالی کالی صورت درہ کوہ سے نکلا قریب آکے دہیم کو ایک
لات ماری کہ دہیم جادو زمین پر گرا کہا اے مسخرے شہنشاہ منع کر رہے ہیں تو نہیں دیکھتا جیسے
ہی دہیم نے منھ پھیرا اُس ساحر قوی الجثہ نے آواز دی نعرہ مہتر قران سریع السیر ہوں با دہاری
جہان سر ہنگ و ر خنجر گزاری ✣ بمیدان اژدر آتش فشانم ✣ منم مہتر قران شہرۂ یا نم ✣ اتنی جلدی نعرہ
کرکے بندہ مار دیا کہ دہیم پلٹ نہ سکا بندہ سر پر پہاڑ کے گرتے ہوئے خواجہ کے پاؤں زمین
نے چھوڑے اُٹھتے ہی عمرو نے اُسکے کپڑے اُتار لیے قران و خواجہ طرف اپنے لشکر کے بھاگے
چند ملازمان خار خار جو اسطرف آئے لاشہ دہیم کا دیکھا اُٹھا کر لیگئے دونوں لاشے جو سامنے
پہونچے خار خار کے کلیجے میں کانٹا چبھا کلیجے پر ہاتھ رکھکر کہا عیاروں نے بڑا صدمہ دیا تم لوگ
لشکر تیار کرکے یہاں ٹھہرو میں ابھی آتی ہوں یہ مقام دہ ہے کہ یہاں سے دو راستے ہیں ایک طرف
علم نور افشان کے ایک سمت لشکر مسلمانان کے یہ کہکر بصورت عقاب بنی اُڑتی ہوئی چلی
قران تو جا کر کسی درہ کوہ میں ٹھہرے خواجہ عمرو لشکر میں آئے یہاں بہار کا عجیب حال ہے چند
ساحر ہر وقت بیٹھے رہتے ہیں ہوائے سرد چلتی ہے برف برستی ہے تب بہار کو کچھ آرام ہوتا ہے اسوقت
ملکہ مہرخ تشریف لیگئی تھیں خیمے سے بہار کے نکلی ہیں کہ خواجہ عمرو آکے پہونچے تمام کیفیت
آمد خار خار رنگین پوش کی بیان کی ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ بہار پر ایسا سحر کیا کہ کئی روز
کا عرصہ گذرا اس اضطراب میں ہے کہ دیکھکر دل کو پریشانی ہوتی ہے اسوقت میں نے سحر کرکے
برف برسائی تب ذرا ہوش آیا بعد کئی دن کے کھانا میں نے تھوڑا سا کھلوایا کلمات یاس اسکی
زبان سے نکلتے ہیں گھبرا رہی ہے خدا کرے سو جائے خواجہ نے بھی جاکر دیکھا بہار پلنگ پر بیتاب
مضطر پڑی ہیں گلدستے گرد رکھے ہیں ایک ابر سفید سر پر چھایا ہوا ہے اُس سے قطرات آب گر رہے
ہیں کبھی ملکہ بہار آنکھ کھول دیتی ہیں کبھی اُٹھ بیٹھتی ہیں کبھی جو ہوائے سرد چلی دل کو تسکین ہوئی
آرام فرمایا ملکہ مخمور نے کنیزوں پر تاکید کی کہ خبردار اس مقام پر کلام نہ کرنا پاس سے بہار کے
رنگی رہو بعد کئی دن کے نیند آئی ہے اب بیتابی دفع ہو گی کنیزیں علحدہ علحدہ بیٹھیں جو دولت
پرستانہ پڑا ہے سب سردار ساتھ ساتھ ملکہ مہرخ کے بارگاہ میں آئے خواجہ سے حال پوچھ
رہے ہیں خواجہ فرماتے ہیں ساحرہ زبردست ہے میں فقط لشکر میں گیا کچھ عیاری نہ کرنے پایا تھا

کہ اسکو معلوم ہوگیا ایک جادوگر کو بھیجا خدا نے اُسکی برکت سے بچایا ابھیم جادو نے آکر صحرا مین
گرفتار کیا ہمارا جان بخش یعنی مہتر قران پہونچا وہیم کو اُسنے واصل جہنم کیا یقین ہو غار رفتہ ،
اب لشکر کشی کرے اے حضور نے کہا بہار کی بیتابی پر دل کرٹے ہوتا ہی گلعذار سے سحر کامل
واکمل چلے بہار نے بھی سحر کامل کیا قلب پر صدمہ ہو گیا جہنخ نے فرمایا آپ تسکین ہوجائیگی
سب سردار یہی کہہ رہے ہین کہ بہار کی وجہ سے اہل اسلام کو بڑی قوت ہی ساحرہ وصاحب
شوکت و لیاقت ہی خدا اُسکو صحت کامل عطا کرے ملکہ ماہ نے اسی واسطے مقام کوہ آرام
بنایا تھا مگر وہ مشا ساحر نے جاکر اُس پہاڑ کو بگاڑ دیا ورنہ یہ امر قرار داد تھا کہ جب بہار پر کوئی
ایسا سحر کرے کہ جس سے قلب پر کوئی صدمہ پہونچے کوہ آرام پر جاکر رہتی تھین فوراً طبیعت کو
فرحت ہوتی تھی اب یہان موافق اپنی فہم کے تدبیر کی ہی صبح لگو یہ پریشانی دفع ہو جائیگی
یہان تو یہ ذکر ہی دربار جمع ہوا ہی کہ خار رخار رنگین پوش بشکل عقاب ایک درخت پر آکے
بیٹھی لشکر اسلام کو دیکھا کہ لشکر اسلام کئی کوس کے گردے مین اُترا ہوا ہی بازار ہین آباد رعایا دلشاد
کشورہ کھنک رہا ہی گرم بازاریان ہورہی ہین تاجران جلیل کی دوکانین کھلی ہوئی ہین خرید و فروخت
ہورہی ہی دیکھتے دیکھتے اب بارگاہون اور خیمون کو دیکھنے لگی جس خیمے مین بہار مین آمین سے
چند کنیزین پردہ اُٹھا کر نکلین خار رخار نے دیکھا بہار آرام فرما رہی ہین جل گئی جی مین کہتی ہی
گلعذار قتل ہوا اور یہ گیسو بریدہ یون آرام کرے بڑے غضب کی بات ہی یہ سوچکر درخت سے
اُتری دو پہرے شب تجاوز کر چکی ہی ٹہلتی ہوئی خار رخار قریب بارگاہ بہار کے آئی نگہبانون
کو سحر سے بیہوش کیا پردہ اُٹھا کر اندر پہونچی دیکھا بہار پڑی سو رہی ہین ابر سے برف گر رہی
ہی گلدستون سے بوے خوش آتی ہی خار رخار نے کرشمے ہو کر چلے ابر سحر شایا گلدستون
کو جلایا اب بہار پر سحر کرنے لگی سوتے مین خوب سحر کیے جب دیکھا کہ میرا سحر غالب آیا
زبان مین سوزن کو دیا کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑی اپنے لشکر مین آئی ملکہ بہار کو صندوق
مین بند کیا ایک عرضی افراسیاب کو لکھی مضمون یہ تھا کہ کنیز بہار کو گرفتار کر لائی اگر ارشاد
فیض بنیاد ہو تو مین نے سحر تیار کیا ہی بہار پر وہ سحر کردون کہ مسلمانون کی دشمن ہو جائے
پھر مین اسکو ساتھ لیکر مہ ناک کوکب جاکر برباد کردون وہ سب اسکے دشمن ہونگے عیار

انھین پر عماری کرینگے سرداروں سے سرمیدان مقابلہ پڑیگا یہ نامہ جو افراسیاب کو پہونچا
خوش ہو گیا جواب لکھا کہ ای خار خار تونے خوب تجویز کیا جس صحرا مین تم اتری ہوئی ہو وہیں
ملک نیرنگ سازان ہر نیرنگ ساز جادو کو نامہ لکھو جسقدر فوج مانگوگی اُسی قدر فوج لیکر
آئیگا صبح ہوتے ہوتے یہ نامہ پاس خار خار کے پہونچا اسنے نامے کو پڑھکر بہار کو صندوق سے
نکالا مسند پر بٹھایا اسی بیہوشی مین زبان سے سوزن کو نکالا بیٹھکر سحر کرنے لگی کبھی ملکہ بہار
کا منھ دُھلاتی ہی کبھی پاؤن دھلائے کبھی چھینٹے پانی کے منھ پر دیے کبھی پھول جھولی سے
نکالے بہار پر سے تصدق اُتارے یہان تو یہ سحر کر رہی ہی وہان صبح کو لشکر اسلام مین جو کنیزین
بہار کی اُٹھین بہار کو پلنگ پر نہ پایا سب کنیزین روتی پیٹتی بارگاہ مین ملکہ مہرخ کی آئین
تمام سردار جمع تھے کنیزون نے بیان کیا کہ ملکہ بہار پلنگ پر سے غائب ہو گئین یہ سُنکر ملکہ مہرخ
کے ہوش اُڑ گئے تخت سے اُتریں طرف بارگاہ بہار کے چلین مخمور و باغبان ساتھ ہین
خواجہ عمرو و برق و چالاک وغیرہ بھی ہمراہ ہین آکر چھپرکھٹ کو دیکھا مخمور و باغبان
نے دیکھتے ہی نقش پا کی خاک اُٹھائی اُسکا پتلا بنایا باغبان نے کہا جلد بتلا کہ بہار کو کون
لے گیا پتلے نے قہقہہ مار کر کہا ای باغبان خار خار رنگین پوش ملکہ بہار کو لیگئی ملکہ مہرخ
رونے لگین باغبان کی بھی آنکھون سے آنسو جاری ہوے خواجہ عمرو نے کہا آپ لوگ
نہ گھبرائین ہم ابھی جاتے ہین رہا کرکے بہار کو لاتے ہین جب تک ہم نہ آئین ادھر کچھ ارادہ کرنا
جہانتک ہو سکے اس راز کو چھپا ڈالنا نہ ہو کر حریف آگاہ ہو جائے یہ کہکر خواجہ و برق چالاک
طرف لشکر خار خار رنگین پوش کے چلے یہان خار خار کو سحر کرتے کرتے جب پہر بھر کامل گذرا
ملکہ بہار کو ہوش آیا خار خار زبان سے سوزن تو نکال ہی چکی ہی جیسے ہی بہار کو ہوش آیا
خار خار نے جھک کر سلام کیا تمام کنیزین پرے باندھکر کھڑی ہوئین مصاحبان خار خار نے
اُٹھکر بلائین لین پوچھا کیون حضور مزاج کیسا ہی بہار نے کسی کو کچھ جواب نہ دیا دیر تک
کنیزین مصاحبین پوچھا کین مگر جواب نہ ملا خار خار نے قدمون کو بوسہ دیا دست بستہ
عرض کی کیون حضور مزاج کیسا ہی کنیز سے ارشاد ہو جسے ظاہر کردین جس شی کی تلاش ہو خدمت
مین حاضر کردین جب خار خار نے اسطرح منت پوچھا بہار نے کہا ای خار خار تجھکو

نہین معلوم کہ کیا سامان گذرتے ہین ہمارے شہنشاہ کا تمام عالم دشمن ہوا چند خراجگزار اپنے
بگڑے کہ انھون نے خراج بھی موقوف کیا مسلمان اُن ملکون کا خراج پاتے ہین ای خار خار
مجہپر بہت شاق ہی دل مقابلۂ کوکب کا نہایت مشتاق ہی اگر تمھاری خوشی ہو تو لشکر کشی
کرین خار خار نے عرض کی حضور غمخواری یہی مناسب ہی کہ اسوقت مین شہنشاہ کی دستگیری
کرین اُنکی دوستی مین لڑین مرین خار خار نے کہا مین لشکر طلب کرتی ہون یہان سے بہت
قریب رہین فوج بلواتی ہون ملکہ بہار نے فرمایا بہت مناسب ہی جلد تدبیر کرو اُدھر سے
پلٹ کر ملکہ مہرخ کی خبر لینگے یا غبان کی مشکین باندھکر خدمت مین شہنشاہ کی حاضر کرینگے
وزارت جیتکر چلا گیا بی برق لامع نے کیا نمکحرامی کی شہنشاہ کو کیسے کیسے صدمے پہونچے
اَب جلدی کرو ملکہ خار خار رنگین پوش نے اُسی وقت ایک نامہ نیرنگ ساز کو لکھا
کہ ای نیرنگ ساز جسقدر لشکر ہوسکے جلد لیکر آؤ بر سر طلسم نورافشان لشکر کشی ہی خود ملکہ
بہار گلعذار کا ارادہ ہی کہ جاکر کوکب کو قتل کرین یہ نامہ جو نیرنگ ساز کو پہونچا حیران
ہوگیا کہ بہار نے قصد لشکر کشی بر سر طلسم نورافشان کیا ہی یہ نامہ پڑھکر خود تیار ہوا تین لاکھ
کا لشکر لیکر حاضر ہوا ملکہ بہار گلعذار کو سریر جہانبانی پر دیکھا ملکہ خار خار رنگین پوش
کو بعہدۂ وزارت پایا نگہداشت لشکر کی ہورہی ہی نیرنگ ساز نے آکر ملکہ بہار کو سلام کیا
عرض کی لشکر جنگی حاضر ہی جو حکم ہو بجا لائین سرکار کے ساتھ جانبازی کرین ناظرین والا مقام
آگاہ ہون خواجہ عمرو و برق و چالاک جو خبر سنکر چلے تھے بصورت اہل لشکر مین
خار خار کے آئے دیکھا چار لاکھ کا لشکر فوج مین جابجا چہل پہل دیکھتے بھالتے صورتین بدلے
ہوے بارگاہ مین پہونچے دیکھا ملکہ بہار تخت پر ایک جانب خار خار رنگین پوش بعہدہ
وزارت ایک جانب نیرنگ ساز ساحر شعبدہ باز کل سردار بارگاہ مین حاضر ہین بڑے
بڑے کمیدان رسالہ دار ملکہ بہار سے پوچھتے ہین کسدن لشکر کا کوچ ہوگا ملکہ بہار
فرماتی ہین بہت جلدی منظور ہی کوکب نے سراسر خلاف کیا ہمارے شہنشاہ عالیجاہ افراسیاب
کو صدمات پہونچائے اور پھر مقابلے مین آتے ہین یہ بھی سنتے سنا میری ہمشیرہ صاحبہ ملکہ
حیرت جادو کو کسی جنگ مین طمانچہ مارا اسکا بدلہ بھی لینا ہی بر سر طلسم نورافشان

ہمیں بخوبی ظاہری طرف سے کوہ شقائق کے چلنا ہوگا یہ جو تینوں عیاروں نے باتین کہین اور بہار کو مبہوت ہاہا ہوش اڑ گئے لیکن خار خار نے ایک عرضی ملکہ حیرت کو لکھی کہ کنیز نے ملکہ بہار کو آمادہ کیا اب کوکب سے پر لطف جنگ ہوگی مگر بقول حضور و بموجب ارشاد شہنشاہ عیاروں کا خوف ہے پانچون عیار یہان برائے حفاظت روانہ کیجیے کہ عیاروں کی بدعت سے ہمکو بچائین ملکہ حیرت نے اس عرضی کو دیکھکر بڑی خوشی کی کہ میری بہن راہ پر آئین پانچون عیار بچون کو اسیوقت روانہ کیا عیاران اسلام حیران و پریشان سامنے ملکہ مہرخ کے آئے تمام کیفیت بیان کی دربار مین سب کو سناٹا آگیا ملکہ مہرخ فرماتی تھین بڑا غضب ہوا ہم لوگ اگر جا کر لڑین بہار پر غالب آنا دشوار ہے اگر غالب آئے تو کیا کہین کون رنج و ملال بہار کو ہونچا نہین سکتے ملکہ مخمور نے کہا اب تو ضرور لڑنا پڑیگا کوکب کے ہم احسان مین انکے مالک کا بھی بچانا واجب لازم ہے بہار جو سحر کریگی انکے رنگ سحر کی جفا اٹھائینگے ہم سحر نہ کرینگے صرف دفع کر دیا کرینگے خار خار سے مقابلہ کرینگے خواجہ نے کہا انشاءاللہ پہونچنے دی بی خار خار کے کانٹا چبھیگا انکی فکر ضرور کرینگے خدا چاہیگا تو گرفتار کر کے لائینگے آخر صلاح یہ ہوئی کہ خبر تو منگاؤ کہ کس ملک پر ملکہ بہار کا گذر ہوگا اسیوقت چند دو چند ہرکارے اس خبر کی تحقیقات کو روانہ ہوے یہان ملکہ بہار نے لشکر تیار کیا لشکر کو لیکر چلین جب قریب کوہ شقائق کے پہونچین دو منزلہ سہ منزلہ کرتی ہوئی آئی ہین ملکہ شقائق نسترن پوش اپنے ملک مین بیٹھی تھی کہ خبر پہونچی لشکر کشی بر سر طلسم نورافشان ہوئی ہے چار لاکھ کا لشکر قریب پہاڑ کے آپہونچا شقائق نے حیران ہوکر لشکر تیار کیا پہاڑ سے اتری آمد لشکر کا انتظام کرنے لگی تیسرے دن آمد لشکر معلوم ہوئی دیکھنے لگی دیکھا بہار جادو تخت پر سوار ایک پہلو مین خار خار رنگین پوش ایک سمت نیرنگ ساز بعہدۂ سپہ سالاری شقائق حیران ہوگئی کہ ملکہ بہار تو ہمارا ہی ہین اہل اسلام سے ہین انکا تخت پر سوار ہونا کیسا حیران حیران دیکھ رہی ہے کہ ملکہ بہار نے نیرنگ ساز کو حکم دیا کہ بی شقائق نسترن پوش ہمکو روکنے آئی ہین انسے کہو بہتر یہ ہے کہ لشکر اپنا ہٹا لیجیے اپنے ملک کی خیر منائیے ورنہ ابھی قیامت برپا ہوگی ملک کو لوٹ لینگے چند ساحرون کو جو اپنے ساتھ لیکر آئی ہوان سب کو ابھی پامال کرینگے بہتر یہ ہے کہ ہمارا کہنا مانو نیرنگ ساز پیام ملکہ بہار کا لیکر پاس شقائق کے پہونچا سب کیفیت بیان کی شقائق

نے کہا اسکا کیا سبب ہے نیرنگ ساز نے کہا ملکہ بہار افراسیاب کی سالی ہین ملکہ حیرت جادو
کی بہن غفلت سے شریک مسلمانان ہو گئی تھین اب جو خیال آیا کہ ہماری بہن کو رنج و ملال پہونچیگا
سلطنت رخ گیا برگشت ہونے پر اسقدر شرمندہ ہین کہ جب کوکب کا سر ڈھونڈینگی تب خدمت
مین اپنی بہن کے جائینگی اول کی حرکات پر ملکہ بہار کو بڑا حجاب ہے نہایت دل کو پیچ و تاب
ہے اب انکی بدعت سے سامری و جمشید بجا مین شقائق کو نہایت حیرانی حاصل ہوئی کہ یہ کیا
بعد کہ ہر کوئی آج تک مسلمان ہوکے سامری پرست نہین ہوا ظاہرا یہ بھی ایک انقلاب ہے
نیرنگ ساز سے کہا جاکر ملکہ بہار سے عرض کرو کہ انصاف شرط ہے کہ آپ کے ساتھ چار لاکھ فوج موجود
ہے مین بارہ ہزار کی جمعیت سے آپ کے مقابلے مین تکلیف ہو جو مجھسے ہوسکیگا وہ کرونگی لڑونگی مرونگی
آگے نہ بڑھنے دونگی آپ کو مناسب ہے کہ ہمارے ڈانڈے سے نہ جائیے کوس بھر ہٹکر لشکر لیجائیے ہم
متعرض نہونگے اگر ہماری عملداری سے قصد کیا تو ضرور جان دینگے یہ تو ظاہر ہے کہ آپکا کیا کر سکینگے مگر
نمک حلالی کا جو شیوہ ہے ضرور بجا لاوینگے نیرنگ ساز یہ جواب شقائق کا لیکر لشکر مین ملکہ بہار کے
آیا بہار سے سب کیفیت بیان کی یہ جواب ناصواب سنکر ملکہ بہار کو نہایت غصہ آیا رنگ رو
متغیر ہوا غصہ مین طرف وزیر اعظم دستور المعظم ملکہ خار خار رنگین پوش کے دیکھا فرمایا اے
ملکہ خار خار جلدی لشکر کو حکم دو ابھی شقائق کو گرفتار کر لو کل فوج بلوہ کرکے یہ کہکر تخت
بڑھایا چار لاکھ کا لشکر بلوہ کرکے طرف لشکر شقائق کے چلا شقائق نے مرنے پر کمر باندھی بارہ
ہزار کو اختیار دیا کہ ہان صاحبو نمک سرکاری ادا کرو بارہ ہزار جوان بلوہ کرکے آمادہ مرگ ہوئے
آتا ہوا لشکر بہار پر جا پڑے دونون لشکر آپس مین گتھ گئے سر چلنے لگا ملکہ بہار نے جو شقائق کو دیکھا
تخت سے کودین اڑتے اڑتے گلدستہ ہا گلدستہ جاکر لشکر شقائق پر پھینکی سب جادوگر پھول
سونگھ کے جھومنے لگے ہر طرف سے آوازین آنے لگین

نظم

تیرے بوسنت قد کے عشق مین کیا کیا تجھ پایا ہے — مزا اس دل کے دینے کا جگر پر داغ کھایا ہے
مرے سر و دست کانٹے ہاتھ سے دن کی طرح اسنے — خفا ہو جب تو کہتا ہے کہ اسنے دم چرایا ہے
کبھی باندھا کبھی جھٹکا کبھی پٹکا مرے دل کو — محبت کرکے مین نے گیسوؤنکو سر چڑھایا ہے
دل عاشق لہو ہو کر بہا آنکھون کے رستے سے — کسی پہلو مین ڈھونڈھا ہے تو مجھے داغ پایا ہے

لب شیرین کا بوسہ دو فرصت ہے جان تک نکلنے کی
شانہ ہے گیسوؤن سے دفعتاً الفت ہوئی مجھکو
برنگ قمری شیدا جہان تم ہو وہین دل بھی
شاد ہے، ہجر مین دم بھر جو سویا ہون قسم لیلو
کی دم تاک مین جب عشق نے پہونے ملادی گل
خوشی سے مر گئے ہم آنکھ جو نکلا جو مین اسنے
شب وروز ایکسا اندھیر ہی چشم عاشق ہی
مرے مرنے نے شادی مرگ غیرون کو کیا اکل
حقیقت مل گئی عشق مجازی سے خدا حافظ
جدائی نے کیا بیہوش تمکو مجھکو سونے نے
قبول اپنی طبیعت آج کل دم بھر نہین جاتی

عبث مجھ جان بلب کے قتل پر بیڑا اٹھایا ہی
بلائے ناگہانی نے مجھے آکر دبایا ہی
کچھ ایسا مرد قد کے سائے مین آرام پایا ہی
ہمیشہ بخت خوابیدہ نے عاشق کو جگایا ہی
تو مین نے کان کے سبزے پہ آخر زہر کھایا ہی
جگاکر دم کے دم قاتل نے محشر تک سلایا ہی
تری آنکھون کا سرمہ ای پری کیا رنگ لایا ہی
وہ عاشق ہون کرامت کر کبھی قیسون کو شایا ہی
ہمین ای بیان مجذوب حقیقی نے بنایا ہی
تمھارا حسن میرا عشق اب جوبن پر آیا ہی
قلم بر دوش رشتہ لکھا ہی جو کچھ منہ مین آیا ہی

لشکر مین بڑا ہنگامہ ہوا اشتقالق نے جو دیکھا کہ لشکر مین میرے انقلاب ہوا بڑے بڑے افسرون کو سر ٹکراتے دیکھا کہ نمک صحرا منہ پر اٹھا اٹھا کے مل رہے ہین گریبانون کو چاک کیا اور افسرون نے ہاتھ تھاما کہ بھائی یہ کیا کرتے ہو اُسنے مطلع مصنف کا پڑھا مطلع تنگ جب زندگی دیا اس عزیزان کیسا + دامن یار سے چھوٹے تو گریبان کیسا + ہر ایک مبہوت کوئی شعر عاشقانہ پڑھتا ہی کوئی کہتا ہی صحرائے نجد مین جائینگے بعض تلاش فرہاد مین پھرتے ہین کوئی مجنون کو سست قرار دیتا ہی کوئی فرہاد ناشاد کا نام لیتا ہی عجب شور وشر ہی بعض بہار کا نام لیکر پکار رہے ہین کہتے ہین بہار ہماری معشوقۂ خورشید رو ہی آ کر دیکھو کر قدمون پہ گرین گردیمین بوسے کا سوال کرین سوال وصل محروم نہ رہین شتقالق نے سحر کرکے پانی برسایا بہت گراہی بڑی جستجو کی مگر کوئی راہ بر نہین آیا سحر بہار نہ اترا ارے کیسا سحر وساحری کیا چیز ہی سوائے یاد بہار سب کچھ فراموش بیہوشی مین عشق کا ہوش ہر طرف یہی صدا ہی فراق محبوب نے مارا ہی بہار نے پکار کر آواز دی صحرا مین جاؤ اسی مقام پہ اپنا مسکن کرو ملکہ شتقالق نے ہر چند رد کا آگ برسائی پانی برسایا کئی سحر کو قتل بھی کروا ڈالا مگر کسی نے نہ مانا لڑائی سے ہاتھ کھینچکر گریبان چاک کیے چہرون پر خاک ملی

روتے پیٹتے جانب صحرا کے روانہ ہوگئے اسوقت ملکہ شقائق کی پریشانی بیحد بیشمار پہ حیرانی ساتھ
والے سب روتے پیٹتے نکل گئے اب کیا کرے اور چند ساحروں کی زبانی ملکہ شقائق کو یہ بھی ثابت
ہوا کہ خار خار رنگین پوش نے ملکہ بہار کو اپنے سحر میں پھنسایا ہے اُسی کا یہ ظہور ہے فقط سحر سے
چلنا چوہے شقائق سو بھی فوج و لشکر نے و غاری سحر میں مبتلا ہو کر بھاگے اب برسوں ہوش
مین نہ آئینگے میں اکیلی کیا کرونگی نکل جاؤں ان دشمنوں سے جان بچاؤں خیال میں گذرا
کہ یہان سے بارہ کوس پر قلعہ گلنوش ہے بہن میری اُس مقام پر حاکم و ناظم ہے حقائق گلنوش
اُسکا نام ہے دل میں کہا اے شقائق بہنے غلطی کی شہنشاہ کو عرضی نہ لکھی اہل اسلام کو اطلاع
نہ کی بد دن آئے خواجہ عمرو کے یہ عقدہ حل ہوگا وہی آکے اس بلا کو ٹالینگے ایسے ایسے
مطالب سوچکر بہت روئی کہ وطن چھوٹتا ہے بے اختیار پکار اٹھی بقول جناب واجد علی شاہ
اعلی اللہ مقامہ مطلع کیسی حسرت سے مکانوں پہ نظر کرتے ہیں + رخصت اے اہل وطن ہم تو سفر کرتے
ہیں + چند شہر والے بھی حاضر خدمت فیضدرجت تھے ملکہ شقائق نے کہا تم اتنا ہمارا کام کرو جبتک
مین تم لوگوں کی افسری سالہا سال کس عدالت سے بسر کی اب لوگوں کو آزردہ نہیں کیا آج
تقدیر نے صورت انقلاب دکھائی اب تمکو مناسب یہ ہے کہ جب یہ بچپاد داخل قلعہ ہوں بطور ظاہرداری
لات پرستی اختیار کرنا اگر خدا چاہتا ہے ہم بھی بعد چندے آئینگے انشاء اللہ لڑ بھڑ کر یہ ملک
لینگے شہر والے رونے لگے کہا اے ملکہ عالم ہمکو آپ کی جدائی بہت شاق ہے ہم غریبوں کی کون
دستگیری کریگا آخر پھر آپ ہی کو یاد کرینگے شہر والوں سے ملکہ شقائق جدا ہوئیں شہر والے
روتے پیٹتے قلعے میں آئے یہان بہار گلعذار نے جب دیکھا کہ شقائق غائب ہوئی فوج والے
صحرا کی جانب بھاگ گئے ملکہ بہار قلعے میں گھسیں کل مردمان رعایا برائے قدمبوسی حاضر ہوئے
قلعے کے زیبا سب نے آکر عذر کیا کہ ہم لوگ تابعدار ہیں جیسا مناسب ہو وہ تجویز کیا جائے
ملکہ بہار نے معاف کرکے کہا اب گرز و سکہ کوکب کا موقوف کیا جائے شہنشاہ کے نام کا سکہ
رواج پائے اُسی وقت سکہ کوکب روک دیا گیا سکہ افراسیاب جاری ہوا لشکر اسی صحرا میں کہ
اترا جب ملکہ بہار بارگاہ میں تشریف لائیں خار خار نے عرض کی حضور نے بڑے لطف سے
جنگ کی اگر حضور کے نزدیک مناسب ہو آگے اور قلعہ ملیگا لشکر چلے آپ واسطے ایک شب کے

بخدمت ملکہ حیرت بھی جائے اپنی بہن سے عذر کرے اپنے قلعے کے فتح ہونے کی بھی اُنکو اطلاع ہے جائے
بعد ایک شب کے تشریف لے آئیگی یہ سنکر بہار نہایت روئین کہا ای خار خار سامری و جمشید
سارہا ان زادے کو غارت کریں اسنے مجھے بہن کا دشمن بنایا اُنکی ذلت و رسوائی کی خواہان ہوئی
اب مُنھ دکھانے کو دل نہین چاہتا ہی دل کہتا ہی کہ دریا ڈوب کر مرون اپنے ہاتھ سے اپنا گلا
کاٹ کر جان دون ہمشیرۂ حقیقی کے ساتھ یہ دشمنی مین کیا منھ دکھلاؤن ابھی مسلمانون کو کہیں نزدیک
عمرو کو گرفتار کرون سر اُس متفنی کا دستیاب ہو تو شاید منھ کی سیاہی چھوٹے خار خار نے کہا
خدمت افراسیاب مین چلیے ملکہ بہار کے گریہ کو اور ترقی ہوئی کہا ای خار خار افراسیاب
کے ساتھ اور زیادہ بے ادبیان ہوئین اُسپر سحر کیے ساحر اُنکے سر کے واسطے بھیجے تمھاری بہن کا
خون میری گردن پر ہی میرے ہی سحر مین مبتلا ہو گئین باغ سیب مین وہ بدقسمتی کہ افراسیاب
نے پھر کر پھینک دیا کنیزون کو قتل کیا میرے واسطے یہی بہتر ہی کہ مسلمانون کا خاتمہ کر کے خدمت
مین اپنے باپ کی چلی جاؤن بہن و بہنوئی کو منھ نہ دکھاؤن اب کچھ نہ کہو یہ ذکر نہ کرو کل سویرے
لشکر تیار رہو آگے کون قلعہ ہی ہرکارون نے عرض کی قلعۂ گلنوش یہان سے بارہ کوس پر ہی
کل ہی پہونچ جائینگے ملکہ بہار نے حکم دیا کہ پہر رات رہے سے لشکر تیار رہو وقت مذکور
پر لشکر تیار ہوا ملکہ بہار آنکھین ملتی ہوئی اُٹھین ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ ملکہ بہار
کو بڑی جلدی تھی فوراً تخت پر سوار ہوئین طرف قلعۂ گلنوش کے چلین ملحوظ رہے کہ
پانچون عیاران بھی آگئین یہ بھی لشکر کے ساتھ ہین مگر ہرکارون کی ڈاک بیٹھی ہوئی ہی
چالاک بشکل کنیز سر حیرت پر مگس رانی کر رہا ہی کہ ہرکارے نے آکر پرچہ دیا ملکہ حیرت
نے ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ ملکہ بہار جادو قلعۂ شقائق نسترن پوش پر جا کر لڑین سب
ساحرون کو ملکہ بہار نے سحر کر کے دیوانہ کر دیا سب سرداران فوج و صاحبان لشکر دیوانہ وار
وحشی مثال طرف صحرا کے نکل گئے ملک جو وہان کی تھین بی شقائق نسترن پوش وہ
بھی بھاگ کر چلی گئین گز و سکہ شہنشاہ کے نام کا جاری ہو ملکہ حیرت ہنسین کہا صاحبو
مثل یہ ہی کہ جسکا پیوند ہو اُسی مین خوب صرف ہوتا ہی آخر میری بہن کو خیال دیا ہی اب مین
اپنی بہن سے ملونگی بہار پر پھول نثار کرونگی روشنی کی تیاری ہو گی طائفون کو جمع کرونگی

بھاگ نکلی حقائق نے کہا بوا نہ گھبراؤ سمجھا جائیگا ایک عرضی بخدمت ملکہ بران روانہ کرتی ہون وہ برائے مدد آئینگی یہ کہکر اسی وقت ایک عرضی لکھی کہ اے ملکہ بہار مع فوج قاہرہ آپ کے ممالک پر چڑھا ئین قلعۂ شقائق انکے قبضے مین ہوا اب قلعۂ گلنوش پر آمد ہے ملازمان شاہی سوائے اپنی جان دینے کے اور کیا کرینگے نمک حلالان سرکاری مقابلے سے منھ نہ پھیرینگے اور بہت کچھ لکھا ایک کنیز کو یہ نامہ دیا کہ باغ نگارین مین جاکر یہ نامہ ہاتھ مین ملکہ بران شمشیرزن کے دینا اور زبانی بھی عرض کرنا کہ ملازمان سرکاری قبر مین پاؤن لٹکائے بیٹھے ہین جلد خبر لیجیے اب وقت تامل نہین سوسن نامے ایک کنیز یہ نامہ لیکر چلی یہان وہ زمانہ ہے کہ ملکہ بران شمشیرزن مبتلائے دام رنج و محن باغ نگارین مین داخل ہین آج کل کچھ خبر اہل اسلام کی نہین معلوم ہوئی فرمارہی ہین کہ عرصے سے حال لشکر اسلام نہین دریافت ہوا ملکۂ مجلس کسی کو بھیجو کہ حال مفصل معلوم ہو مجلس نے قصد کیا کہ کسی کنیز کو روانہ کرون شگوفہ مسحر ساز وزیرزادی بیٹھی تھی اُسکے مُنہ سے نکل گیا کہ عرصۂ دراز سے کوئی ساحر طرف کوہ عقیق کے نہین گیا یہ سنتے ہی ملکہ بران کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے کہا بوا شگوفہ وہان کا کیا ذکر کرتی ہو بڑے بڑے ساحر گئے بڑے بڑے سور کے پڑے مگر عیاران اسلام کو خدا سلامت رکھے کیسے کیسے ساحرون کو مارا کہ جنکا عدیل و نظیر ممکن نہین ماشاء اللہ ایک لاکھ چوراسی ہزار ایک بچہ وہان ہے سب نام خواجہ کا روشن کرتے ہین سرداران نامی لشکر غیر ساحر پر جا پڑتے ہین ایرج نوجوان نے بڑے بڑے سردارون کو مارا خدا انکو صحیح و سالم اس طلسم ہوشربا مین ہو نجائے آہ یہ ہی خیال ہے ولیکن ہجوم غم و ملال ہے **نظم**

کنج وحدت کی مجھے آخر یہ کثرت ہوگئی	یار کو بھی دفعتا دیکھا تو وحشت ہوگئی
سامنے جب چاندسی پیدا وہ صورت ہوگئی	جان تن مین آ گئی آنکھون مین بصارت ہوگئی
بات کرنا کیا کہ جنبش تک نہ لب کو ہو سکی	یار کی تصویر جب دیکھی تو حیرت ہوگئی
مین جو ذکر رنگون تھا وہ گیا چھپکر وہ شوخ	یار سے تھی شرم دل سے بھی خجالت ہوگئی
تو جو گم آیا ہمارے گھر رہا وہ خوف سے	کشت اپنی بھی ہری اے ابر رحمت ہوگئی
ان بتون کے عشق مین مجنون خواری کھینچکر	خاک ذلت مین دبا ایسا کہ تربت ہوگئی
چند نام غیر کے طعنے مصیبت ہوگئی	جان سب بدی تو ان سے فراغت ہوگئی

تنگ ہو کر کاٹ ڈالی آج ناصح کی زبان
کچھ نہ بولیگا وہ اب ایسی نصیحت ہو گئی

اسقدر سودا بڑھا ہے تجھ مین ہو چکا جو مین
قیس کی دیوانگی مین اور وحشت ہو گئی

چشم و دل مین رات دن پھرنے لگی تصویر یار
ہجر مین بس جان بچنے کی یہ صورت ہو گئی

بام پر دیکھا اسے اسکی گلی مین جب گیا
سیر جنت حور جنت کی زیارت ہو گئی

یار تنہا تھا کہ دل مین غیر بھی داخل ہوا
چھپ گئی فی الفور وحدت مین کثرت ہو گئی

پتلیون کی شکل آنکھون مین بنا ہے تھی مقیم
منہ دکھا جاتے نہین تم اب یہ صورت ہو گئی

تا صحو ہلکو مرض ہر شکل عاشق مین تو ہون
تم اسے یرقان سمجھو زرد رنگت ہو گئی

اور یہین نظم کر اس قید مین ہوا ہی قبول
کیا حقیقت ہے جوش عمر کو یہ دقت ہو گئی

شگوفہ سمجھانے لگی کہ حضور اپنے کو اسقدر ملول و حزین نہ کرین اب بہت جلد صاحبقران تشریف لائینگے لونڈی نے خبرین سنی ہین وہ بہے خدمت مین پیش کرونگی یہ ذکر تھا کہ ایک کنیز نے بطلب عرض کی سوسن نام ایک کنیز قلعۂ گلنوش سے عرضی لیکر آئی ہے ملکہ بہاران نے کہا شاید اس سال مین بوجہ خشک سالی خراج نہو سکتا ہوگا اسی بات کی عرضی لکھی ہوگی والدہ نامہ انکو لکھ چکی ہین کہ ہم بادشاہ ہین اس سال کا خراج نہ لینگے بلکہ خزانہ شاہی سے کئی کرور روپیہ نکلوایا ہے کہ رعایا کو دیا جائے کہ انکی پریشانی دفع ہو اسی ہفتے مین روپیہ تقسیم ہوگا مگر کنیز کو بلا لو عذر اسکا بھی قبول کرنا واجب و لازم ہے سوسن کنیز سامنے آئی جھک کر سلام کیا کہ سر اُسکا زمین سے لگ گیا دست بستہ سامنے آئی وہ عرضی ہاتھون پر رکھکر پیش کی ملکہ بہاران نے جو عرضی کو پڑھا زانو پر ہاتھ مارکر فرمایا باغ عالم کا رنگ دگرگون ہوا شگوفہ نے کہا کیون حضور خیر تو ہے کہا اے شگوفہ بی بہار نے بڑا غضب کیا مذہب قدیم پر گئین ہم بہنون کا بڑا پاس ہوا مگر صاحب میری عقل مین نہین آتا بہار کا علاج نہین ہے نہین معلوم کیا افتاد پڑی مگر لشکر تیار ہو ہم خود جائینگے ایک عرضی اس حال کی حضرت والدہ مین بھی روانہ ہو جائے تو بہتر ہے ایسا نہو انجام مین شکایت فرمائین اسی وقت ایک عرضی طرف کوکب کے روانہ کی رات بھر تیاری رہی صبح کو ملکہ بہاران مع مجلس شگوفہ و لشکر ساٹھ ہزار کا کچھ کنیزین کچھ ساحران نامدار بڑے دھوم سے روانہ ہوئین یہان حقائق گلنوش یہ دن غلط کر اترتی ہین دونون بہنین آپس مین بیٹھی باتین کر رہی ہین ہر ایک کا یہی کلام ہے کہ اڑینگے بھڑینگے جان دینگے

اسی واسطے باہر آکر اترے ہین پہر دن پچھلا باقی ہے انہین جلیسین جمع ہین یہی ذکر ہو رہے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی ملکہ ابر گلنار چیخ مارتا ہوا آیا ابر ٹھہرا انہین جلیسین اترین ایک بارگاہ نہایت عمدہ زربفتی کلس سنہرہ جسمین جواہر بیش قیمت نصب ہے اسکو استادہ کیا قبۂ بارگاہ قبۂ فلک سے ہمسری کرنے لگا اور خیمے جابجا ہزار در ہزار نصب ہوئے بعد اسکے شقائق و حقائق نے دیکھا کہ تخت یاقوت نگار پر ملکہ بہار گلعذار سوار ایک طرف ملکہ خار خار رنگین پوش ایک جانب نیرنگ ساز بعہدۂ سپہ سالاری لشکر کو آراستہ کرتا ہوا ملکہ بہار آکر اترین یہ کیفیت دیکھ ملکہ شقائق و حقائق چالیس ہزار ساحرون کی جمعیت سے ہمارے مقابلے مین فروکش ہین مسکرا کر کہا کہ نکلی بھی شاستین لی ہین بلا تکلف قلعے سے نکل آئین جب مقابلہ پڑیگا حال معلوم ہوگا یہ کہتی ہوئی داخل بارگاہ ہوئین چند ساعت کے بعد طبل جنگی بجا ادہر بھی طبل جنگی بجا تیر زبان ہوئے انمین شقائق اور حقائق کو بڑا خیال ہوکر دیکھین ہمارے لشکر پر کیا گذرے بڑے غدار سے مقابلہ ہے دیکھین تقدیر کیا دکھائے افسوس صد افسوس ہماری عرضی کا کچھ جواب نہ آیا اس خیال مین ساری رات گذری گل آفتاب شاخ کہکشان پر پھولا بوئے ضیا و شعاع نے تمام عالم کو روشن کیا ادہر سے ملکہ بہار سوار ہوئین خار خار بھی تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے نیرنگ ساز لشکر کو درست کرتا ہوا چار لاکھ کا لشکر دریائے قہار چیخ مارتا ہوا ابر گلنار سر پر سایہ فگن بڑی بڑی دھوم سے سواری ملکہ بہار کی آئی ادہر سے یہ دونون بہنین شقائق و حقائق تخت زر پر جلدی سوار ہو چالیس ہزار ساحر پشت پر میدان رسالدار انتظام کرتے ہوئے ہر ایک کا یہی قول کہ دیکھیے کیونکر مقابلہ ہو دونون لشکر میدان کارزار مین ہوپہنچے صفین آراستہ ہونے لگین کہ صحرا سے گرد گرد اڑی سب دیکھنے لگے دیکھا کہ باغبان قدرت مدمخمور سرخ چشم و خواجہ عمرو و برق نامدار گرد فرسے کہ ہوپہنچے شقائق و حقائق کی جان مین جان آئی باغبان تخت سے اتر اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر آگے فوج کے کھڑے ہوا خواجہ عمرو و برق کو لوگون نے اترتے دیکھا ہو [illegible] مین خواجہ نے برق کے کان مین [illegible] برق [illegible] روانہ ہوگیا [illegible] جسمین [illegible] [illegible] برق کی [illegible] سب [illegible] حیران ہوکر دیکھنے لگے وہ ابر

دن رات فصل بادۂ گلگون کے عشق مین	بوئے گل آتی ہے مرے دل کے کباب سے
کرتا ہے کب یہ زاہد تیرہ درون نہین	ساقی عداوت اسکو بھی ہے آفتاب سے
سوتا ہون یون شراب پہ جو میری زندگی	جیسے کہ زیست ہوتی ہے مچھلی کی آب سے
مرغوب کی مدح ہے دیوان مین کیون نہ ہو	پر نور ہر ورق ورق آفتاب ہے
مرگ قبول سنکے یہ دلدار نے کہا	بیمار درد ہجر کا چھوٹا عذاب سے

بہت سے شعبدے سحر مین بنائے اور پھر آپ ہی بہار نے شانے بعد اسکے پکار کے آواز دی
ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے لیکن ذرا سمجھکر ہمارے مقابلے مین آئے ہمکو طرف سے
مسلمانون کے بڑا قلق ہے یہ جو بہار نے آواز دی ملکہ مخمور تخت سے کود مین ایک عقاب پر
سوار ہوکر سامنے ملکہ بران کے آئین اجازت میدان طلب کی ملکہ بران کی آنکھون مین آنسو
بھرآئے فرمایا ای مخمور دل ٹکڑے ہوتا ہے کیونکر بہار کے مقابلے مین بھیجون دل کو قلق ہوتا ہے
مخمور نے کہا مین سمجھانے جاتی ہون ذرا تم بن پڑیگا سمجھاؤنگی بہار کے جدا ہونے نے قلب
کے ٹکڑے کر دیے خواجہ عمرو برق بھی کھڑے تھے خواجہ عمرو نے مخمور کی سفارش کی
کہا ای ملکہ بران انکو بہار سے بڑی محبت ہے برائی بہار کی نہ چاہینگی بہت اچھی طرح سمجھائینگی
بران نے اجازت دی مخمور نے عقاب بڑھایا جیسے ہی مقابلے مین بہار کے پہونچین ملکہ
مخمور نے بہار کو سلام کیا بہار نے منھ پھیر لیا مخمور نے پکار کر کہا ای ملکۂ عالم ای رونق حدیقۂ دنیا
وای ساحرہ یکتا تجسے کیا خطا سرزد ہوئی وجہ خفگی تو بتاؤ ہم تو تمھارے ہم پیشہ ہین جب دل کو
بیقراری ہوتی تھی تمھاری بارگاہ مین آکر اپنا حال تمسے بیان کرتے تھے تم ہمکو سمجھاتی تھین
ہم تمکو سمجھاتے تھے کیا ہم ایسے گنہگار ہوے ذرا نگاہ ملائیے باتین کیجیے بہار نے غصے مین آکر
جواب دیا ای مخمور یہ میدان کارزار ہے بیکار باتون کا کب ذکر کرتی ہو سحر کرو مخمور نے کہا ای
ملکہ بہار مین تمپر سحر کرون کہ تمھارے دشمنون کو آزار پہونچے بہار نے کہا مقابلے کو آئی ہو
اور پھر اسپر یہ باتین بناتی ہو مخمور نے کہا ای بہار مین سمجھانے کو آئی ہون تم مشیر سلطنت ملکہ
مہرخ ہو تمھاری رائے پر انتظام لشکر ہے کیسے تمھارے حکم مین فرق نہ آئے کب خلاف گذرا بہار
نے کہا ای مخمور کیون باتین بناتی ہو ہمکو ہماری بہن سے لڑوایا ہندولی کا گھر برباد کرنیکا ارادہ ہوا

اور پھر سب پہ جتنی ہو اگر کچھ خوف ہمارے سحر کا ہی تو ہٹ جاؤ یا سحر کرو میرے سامنے ایسی باتین نہ بناؤ اب تو مخمور کو بھی غصہ آیا کہا ای ملکہ بہار کیا مین کسی بات مین تجھسے کم ہون جسطرح مزاج چاہے امتحان کر لو جو سحر کرو گی اُسکا جواب میگا ہر چند کہ فراق نصیب ہون عیش سے دور ہجر سے قریب ہون کیا کہون کہ کیا کیفیت ہی

نظم

آتا ہی مجھکو آج ہی بار بار حیف
سب مین برا یک تو ہی نہین یان ہزار حیف

جس چشم مین کہ گریۂ شادی کو تھی رجا
ہون شمع تیرے غم مین ہو وہ اشکبار حیف

واشد کرے تو غیر سے ای گل چمن مین جا
جون غنچہ دل گرفتہ ہون مین ہزار حیف

واخون سے لالہ زار ہوا دل سے تا جگر
دیکھی نہ تونے آکے کبھی یہ بہار حیف

بیدار قدر اشک نہین جانتا ہی تو
کرتا ہو رائگان گہر آبدار حیف

بہار نے کہا آپ کو تو صدہا دیو ن یاد ہین کیسا ہجر کیسا وصل اب سحر کرو مخمور نے ڈرتے ڈرتے کچھ ماش کے دانے پھینکے بہار نے غصے مین ہاتھ مارا کہ وہ ماش کے دانے مخمور پر آکے گرے چنگاریون نے آگ کی گھیر لیا ملکہ مخمور نے ہاتھ سے اشارہ کیا قطرات آب گرے اُن چنگاریون کو بجھایا بہار نے کہا ای مخمور ہوشیار ہو جاؤ یہ کہنا کہ مین ہوشیار نہ تھی یہ کہکر بہار نے گلدستہ مارا جسطرح توپ کے منہ سے گولہ چلتا ہی اسطرح طرف مخمور کے وہ گلدستہ چلا مخمور نے کنٹھا یاقوت احمر کا گلے سے اُتارا ایک دانہ زمین سے ملکر گلدستے پر مارا گلدستہ جلکر زمین پر گرا بہار کو بہت ہی ناگوار ہوا طاؤس کو دین گلے سے بدھی اتاری اسم سحر پڑھکر مخمور کی طرف پھینک ماری کچھ پھول بھی پھینکے ہولے سرو چلی درخت جھومنے برگ سبز تالیان بجانے لگے طائران زمزمہ سرا ہزارون پیدا ہوے زمزمہ سرائی مخمور کے سامنے کرنے لگے کبھی طائران زمزمہ سرا شاخہاے گل سے اُڑے قریب سر مخمور آئے نام لیکر پکارا ای ملکہ مخمور ہماری آواز پر متوجہ ہو جو کہتے ہین اُسکو سمجھو

نظم

حیا سے تم نہ مرے دل کا مدعا سمجھے
جو سمجھے بھی تو بس اتنا کہ بیجا سمجھے

وہ ہوشیار ہی سمجھا کے لائق ناصح
ترے کلام کو بیخود جو بیہودہ کیا سمجھے

جو سمجھے اب تو مجھے کیا سمجھ کے قتل کیا
غرض اب نہ کچھ ذکر جو سمجھے تم کیا سمجھے

جو ایک نقطے کی سمجھے بلندی و پستی
تو وہ خدا کو نہ پھر آپ سے جدا سمجھے

اُسے نہ لایا کوئی بلکہ ملکِ سحر کا یا — کسی کو خاک محبت کوئی آشنا سمجھے
طبیعتِ عقل ہے نہ آخر کیا علاج اپنا — شب فراق مین ہم زہر کو دوا سمجھے
کسی طرح نہ ٹلی سر سے دم گھٹا میرا — شب فراق کو اُس زلف کی بلا سمجھے
ہنسا کے گل کو چمن مین رلایا بلبل کو — یہ جوڑ توڑ ترا ہم نہ ای صبا سمجھے
چھپے ہین تودون مین اُڑا کے دشت کے کانٹے — ہمارے آبلون کو خار کہربا سمجھے
فروغ اسکا ہو محفل مین تیری چار پہر — جو مثل شمع کوئی آپ کو فنا سمجھے
پہن کے طوق جو آئی قیس بیٹھے بیلے مین — ہم اپنا اور ترا ایک سلسلہ سمجھے
خدا کی یاد نہ کی عمر کھوئی غفلت مین — تم اس جہان مین نہ قبول کیا سمجھے

جب طاؤسون نے یہ اشعار پڑھے اور ہوا سرد بھی چلی سب نے دیکھا کہ مخمور نے دشکین دین اور اپنا نام لیکر پکارا لیکن بہار نے اس سحر مین جان نہ ڈالی بدستور پھینکین گلدستے پھینکے زیور گل جسم سے اتار کر پھینکا اسقدر پھول برسے کہ مخمور خاموش ہوکر کھڑی ہوگئین پھولون کے انبار مین چھپ گئین بہار نے آواز دی ارے بار گلہاے سحر سے باہر نکل او مخمور سحر کو دفع نہ کریگی یکایک اُن پھولون کو ہٹا کے مخمور نکلین مگر چہرے پر ہوائیان اُڑتی ہوئین گل سے عارض کملائے ہوئے کانپتی ہوئین پسینے پسینے اُس انبار سے نکلین بہار نے جو مخمور کو اس حال مصیبت مآل مین دیکھا اور سحر کیا مخمور سے بات نہ کی جاتی تھی بہار نے پکار کر آواز دی کیون بی مخمور کچھ بات نہ کرو گی ہم تمھارے کلام کے مشتاق ہین یہ کہکر ایک بدھی پھینکی وہ بدھی جاکر قریب سر مخمور پہنچی بہار کے کلمات سنکر ملکہ مخمور جسکا چہرہ سرخ ہوا آنکھون سے آنسو جاری ہوے بے اختیار مجبور و ناچار حیران و پریشان ہوکر آواز دی

ای بہار گلعذار اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

یاد وہ برق جو برسات مین آجاتا ہی — سینہ ہے بس کہ عجب ایک آگ لگا جاتا ہی
جسم پر بوندیون سے آبلے پڑجاتے ہین — قطرہ ایک ایک بدن میرا جلا جاتا ہی
ہجر مین خون نہ رلوا تو برس کر مجھکو — ای گھٹا میرا لہو اور گھٹا جاتا ہی
چھینٹے دیتے مجھے اس شوخ کے یاد آتے ہین — کس بہانے سے مجھے ابر رلا جاتا ہی

دیکھوں کتنی ہو پریسا دل کی جھڑی کی تاب — میرے بھی آنسوؤن کا تار بندھا جاتا ہی
دم گھٹا جاتا ہی جب آکے گھٹا چھائی ہی — دلبرا ابر غم فرقت مین چھپا جاتا ہی
کیون گندھتا ہی مرے سر پہ تو ای سیل سرشک — کوئی دم مین خط تقدیر پہ دھل جاتا ہی
سخت کانٹے نظر آتے ہین مجھے ای صحرا — مجھسے بھی آگے کوئی آبلہ پا جاتا ہی
نہ سوا چھیڑیے غش آتا ہی مجھے روتے — آپ ہنستے ہین بھلا آپ کا کیا جاتا ہی
وسعت نور خدا داد تو دیکھو یارو — دو جہان ایک ہی تل مین سما جاتا ہی
لاابالی جو کبھی باغ مین آتا ہی وہ گل — عشق گل سے دل بلبل کو چھڑا جاتا ہی
خوف جلاد سے مجھکو نہین مرنا قبول — دل کمر یار کے تیور سے ڈرا جاتا ہی

اسطرح مخمور نے یہ اشعار پڑھے کہ ملکہ براَن نے بھی سنے کہا ای مجلس غضب ہوا مخمور سحر مین بہار کے پھنس گئین اب مخمور کا بچنا دشوار ہی مجلس نے کہا مین جا پڑون مخمور کو بہار کے سحر سے بچاؤن ملکہ براَن کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا ای مجلس مین کیونکر حکم دون بہار کی جان لینا بھی نہین چاہتی اگر غفلت مین جا پڑو گی بہار کی جان جاتی ہوگی رہین بہار کی جان کی پڑی ہی اگر اسیر کوئی افتاد آگئی تو کیا جواب دینگے بہار کی ذات سے بڑی رونق ہی نہین معلوم بہار کو کیا ناگوار ہوا کہ شریک کافران ہوئی مین کسقدر غصہ ہی کہ سمجھ مین نہین آتا سبب اسکا خدا ظاہر کرے مخمور شعر پڑھتی ہوئی سامنے بہار کے آئین ہاتھ باندھکر عرض کی مین تو تابعدار ہون جو فرمایئے وہ بجا لاؤن یہان باغبان نے سر پیٹ لیا کہا بہار مخمور نے دعوی خدمتگذاری بہار کیا اب ہم سب پر آپڑیگی ہائے ہم اُسے کیونکر قتل کرینگے لشکر مین ایک غریو ہوا کہ یارو بڑی خرابی ہوئی بہار نے ایک بدھی گلے مین مخمور کے ڈالدی کہا ای مخمور جلد جاؤ براَن کا سر کاٹ لاؤ یہ کہنا تھا کہ مخمور جھوم کر چلی خار خار رنگین پوش نے آواز دی ای ملکہ بہار کیا کہتا ذرا میرے پاس آؤ مین بلائین لون بہار نے پکار کر آواز دی کہ خار خار یا اب مخمور کو وہ لوگ قتل کرینگے یا مخمور جا کر سب کو مار دیگی براَن کے تخت پر چڑھ جائیگی مجلس کا سر لائیگی براَن ساحرہ زبردست ہی اپنے کو بچائیگی یا مخمور کو زک کریگی کہ براَن کے دو ٹکڑے ہونگے بہار کے کہنے سے لشکر مین غل بلند ہوا کہ براَن کا مرنا بھی جھنجھٹ پر شاق ہوگا عمرو ہست کا

مشتاق ہوگا بہار رہ رہ کر جستی ہوئی جاتی ہی ادھر مخمور جو ہستی ہوئی جاتی تو بھی درختوں سے پیچھے گرتی
کبھی اشعار عاشقانہ کھڑے ہوکر پڑے کہ پہلو سے زمین شق ہوئی ملکہ مخمور سرخ چشم پنجہ کھینچے ہوے
زمین سے نکلی آواز دی او بہار سحر کرنا سیکھ مین کہان تھی جسپر تونے سحر کیا یہ کہکر وہ مخمور جو جستی
ہوئی جاتی تھی اسکو للکارا اور شنقل کیا بیہودہ بکتی ہی کیسی بہار کیسی خزان وہ پتلی تھی کہ مخمور اصلی نے
پنجہ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے بہار غصے مین پلٹ پڑی چاہتی تھی سحر کرے کہ مخمور نے پنجہ ہلایا بہار
کے سر پر برق گری کہ بہار کا سر زخمی ہوا یقین تھا لڑکھڑا کے گرے مخمور نے آواز دی وہ مارا اگر
مار ڈالنا ہوتا سر اڑ جاتا مگر یہہ خیال کیا کہ ایک دن یہ پھر ہم مین آ رہیگی خار رخار نے دوڑکر بہار کو
سنبھالا بہار نے زانو پر ہاتھ مار کر کہا اے خار رخار آج مخمور نے وہ سحر کیا کہ جو سامری و جمشید نے بنایا
تھا اُسکا توڑ ممکن نہ تھا حقیقت مین اُسنے میرا پاس کیا ورنہ سر اڑ جاتا اتنی دیر جو غائب رہی صحراے
رنگین حصار مین پہونچی یہ پنجہ ہاتھ مین شمشیر نازک چشم کے تھا اُسکے ہاتھ سے لیا اپنے ہمشیرہ کو
مارا اُسی تلوار نے مجھکو زخمی کیا اب زخم اچھا ہوے تو ان سمجھون سے سمجھونگی خار رخار ملکہ بہار کو
لیکر پلٹی یہان لشکر اسلام مین غریو ہوا ملکہ بران تخت سے کود پڑین باغبان و بران و
مجلس وغیرہ سب دوڑ پڑے مخمور کو گود مین اٹھا لیا باغبان نے کہا اے مخمور بڑی تکلیف
تمنے اٹھائی کس لطف کا سحر کیا خواجہ و برق بھی اسوقت بصورت مبدل موجود تھے خواجہ نے فرمایا
انشاء اللہ اب دو ایک دن کو میدان داری سے مہلت ملی وہ تدبیر کرین کہ بہار خود بیقرار ہو کر
دوڑی آئے طریقہ تو یہ کہتا ہو کہ بہار اپنے ہوش مین نہین ہے مخمور نے کہا ایسے کیسے سحر رنگین کیے مین بھی
ایسی تھی جو بچی ملکہ مخمور کو ساتھ لیکر سب پلٹے ملکہ بران نے کہا مین ایک عرضی قبلہ و کعبہ کو لکھتی ہون
کرامات واقعہ مین ملاحظہ فرماے کیا باعث ہوا کہ ملکہ بہار ہماری دشمن ہو گئین جواب باصواب
آجائیگا یہ لکھکر اسی وقت عرضی لکھی پاس کوکب روشنضمیر کے روانہ کر دی خواجہ نے کہا کیا
ضرورت ہو آج مین تدبیر کیے لیتا ہون یہ کہکر کچھ کان مین برق کے کہا برق نے کہا مین بھی
پیام معشوق عاشق خستہ دل کو پہونچاتا ہون یہ کہکر برق روانہ ہوا یہان بران مخمور و باغبان
آپس مین صلاحین کر رہے ہین کہ کیا سبب ہوا جو بہار دشمن ہو گئی سہ پہر تھی رہزن ہو گئی لیکن
برق فرنگی بصورت مبدل لشکر خار رخار مین آیا پھرتا قریب بارگاہ بہار پہونچا دیکھا ایک کنیز

نہایت بیچ و تاب سے پھر رہی ہو سب شگوفہ نمد اسکو پکارتے ہیں برق نے ایک خدمتگار کی شکل بنکر شگوفہ کو اشارے سے الگ بلایا شگوفہ ہنستی ہوئی چلی اور سے کیا کہیگی برق نے کہا ذرا کنارے تو چلئے کچھ کہنے کی بات نہیں ہو تنہائی میں ہونگی شگوفہ ہنستی ہوئی کنارے آئی برق نے جواب مارکر بیہوش کیا اُسی صورت بنکر تیار ہو کنیز و کنارے ڈالدیا اور آپ در بارگاہ بہار پر آیا خبر دریافت کی معلوم ہوا بہار گلعذار کے زخم ہین ٹانکے دیے گئے ہین اپنی بارگاہ مین تشریف رکھتی ہین برق فرنگی بصورت شگوفہ اندر آیا دیکھا کہ بہار چار و وجیہہ چھپٹ پر بیٹھی ہین اور خار خار باتین کر رہی ہو کل سرداران لشکر خدمت بہار مین حاضر ہین باتین ہو رہی ہین بہار زناقی ہین آج تو مخمور میرے ہاتھ سے بچ گئین اُنکی مقابلے مین قیامت برپا کرونگی بران تیغ زن کو بیکار روئی رسید ان مقابل ہوگا تب بی بران کو معلوم ہوگا دریاے خون رواں کا خشک کرکے بہت جلبلاتی ہین برق نے ہر چند تدبیر کی قریب جیب لعنت کے نہ پہنچ سکا ناچار ہو کر لیٹ گیا جب رات کو وقت سونے کا آیا برق فرنگی بصورت شگوفہ ایک مقام پر جا کر لیٹ رہا جب سب سو گئے تو برق چپکے سے اُٹھا ایک خط لکھا جو خواجہ عمرو کا سرھانے بہار کے رکھدیا آپ نارے ہو رہا صبح کو بہار کی جو آنکھ کھلی آئینہ سرھانے سے اُٹھایا اُس خط پر نگاہ پڑی دست نازنین ہوا اسکو کھولا القاب اُسمین مرقوم تھا کہ ای پردہ نشین کی ادائی و غزال صحرا نے چمن کی نازاد فتنہ حسن + عالم عالم آرزوے محبت و جہاں جہاں تمناے صحبت کب یہ حال کہین نظم

بارہا پاس جو اک شک سلیمان مجھ سے
ہو یقین جبل پہ پڑا دمین نشان مجھ سے

ہفت اقلیم سکندر کو زیر پا دے
سیر کرنے کو اگر دل کا بیابان مجھ سے

وحشی چشم فسون ساز کو تسکین کہاں
رونق وحشت ہو اگر دشت غزالان مجھ سے

منزل یار مین یا سب ہو رسائی میری
مہربان ہو کے کسی روز تو دربان مجھ سے

ہو رہے شہر کے باہر تیرا دیوانہ
ہو گلشن سیر اگر دشت کا دامان مجھ سے

مین پہ سمجھون کہ ملا روضۂ رضوان مجھکو
سیر کرنے کو اگر کوچۂ جانان مجھ سے

مجھ چرخ مین جل جل کے سو تو خاک سیاہ
داغ سیرا جو تجھے ای مرتابان مجھ سے

ہوا سے شاخ نشیمن سے سوا ای قاتل
مرغ دل کو جو تیرے تیر کا پیکان مجھ سے

کیون زبان کرے کوئی عیب اُسکی رفتار	تیری رفتار سے ای سرو خرامان تھک جائے
دم خنجر ہی نہین ملتا ہی جو مجھسے قاتل	غنچگی بات کہے تو بزبان جائے
شکر خالق کا بجالاتے دلسے قبول	تجھسا محبوب جو مل کو جانان جائے

بعد ان اشعار کے لکھا تھا ای محبوب باوفا ای معشوق خوش ادا حال فراق کیا تحریر کرین نہایت
کرتے افراسیاب کا ساتھ دیا اگر صبح کے واسطے کچھ زوال آیا تو ہمارا آنا وہان کیونکر ہوگا ہم
آنے سے محروم رہے ہم جانتے تھے تم ہماری اسلام مین کوشش کروگی ہو دیکھتے ہی نامے کے اپنے
کو خدمت صبح مین پہونچا دو وظیفہ اسے قدیم پر مقرر رہو اگر اسنے خلاف کیا تو ہم تڑپ تڑپ کر
جان دینگے ہم نے اخبار مین ہمنے دیکھا تھا کہ لشکر کشی بہار زہرہ سر کوکب و شمشیر زوال ہکو
یقین نہ آتا جب بڑی بڑی خبرین پہونچین اور یہ بھی سنا کہ ایک قلعہ بھی فتح کیا اب قلعہ گلگون شان پر
سر کر پڑا ہی خبردار اب طبل جنگی نہ بجوانا مخمور کے ہاتھ سے طلال بھی پہونچا ہی صورت فلاح ہی کہ
براۃ سے مجا ہی صلاح ہی زر قبضۂ شوق ظل اللہ مالک اورنگ نشین سلطانی سلیمان سریر
گردون سریر شہنشاہ باتوقیر شاہزادہ سعد بن قباد جواب طلب حسن و جمال ترقی پر رہے
بہار حسن صداقت خزان دے ملکہ بہار نے جو یہ نامہ پڑھا غصے سے چہرہ سرخ ہوگیا کہا ملکہ
خار خار رنگین پوش کو بلاؤ یہ سعد بن قباد کون شخص ہی جو ہمسے دعوی عشق کرتا ہی اپنی
زندگی مین مرتا ہی کاغذ کسنے ہمارے سرہانے رکھا برق بصورت شگوفہ موجود ہی غصہ ملکہ بہار
کا دیکھکر کانپنے لگا کنیزین خار خار کو بلا کر لائین دیکھا نہ بہار نے منہ دھویا نہ گلوری کھائی
پریشان چہرہ تخت پر بیٹھی ہین اور غصے سے کانپ رہی ہین خار خار تو بڑی مکارہ ہی
آتے ہی سر سے پانون تک بلائین لین قدمون کو بوسہ دیکر پوچھا واری خیر تو ہی کسنے برہم
کر دیا اسوقت آپ کو نہایت پریشان پاتی ہون بہار نے کہا ای خار خار جلد اس
معمے کو تحقیق کرو ہمارے پلنگ پر یہ نامہ کسنے ڈالا یا سعد بن قباد کون شخص ہی جو ہمسے
دعوی عشق کرتا ہی بڑے بڑے راز و نیاز لکھے ہین ہمکو ہماری بہن سے جدا کرنے مین ہم اپنی
بہن سے جدا ہونگے خار خار نے نامہ ہاتھ سے لیا کہا کنیز تحقیقات کریگی حضور منہ ہاتھ
دھوئین خار خار نے ملکہ بہار کا غصہ منایا منہ ہاتھ دھلوایا برق تو یہ کیفیت دیکھ رہا تھا

مرنے جینے سے کسیکے کچھ انھین مطلب نہین
وہ ادا کرتے رہے عاشق تقضا کرتے رہے

دوسرے جامے مین آئے قتل جب تو نے کیا
رخت تن تبدیل پھر سے جیوا کرتے رہے

ماہ مین خورشید سے ہی نور لیکن اے پری
مہر کو رخسار تیرے پر ضیا کرتے رہے

درد و غم رہنے نہ پائے ایکساعت ہی قبول
دمبدم میری مدد و مشکل کشا کرتے رہے

اس عیش و عشرت مین کوکب بیٹھے تھے کہ کنیز نے بران کی آکے نامہ دیا کوکب کے نامے کو دیکھکر ہوش اُڑ گئے کہا جلد مرآت واقعہ لاؤ ملازم آئینہ اُٹھاکر سامنے لائے کوکب نے گرد پوش ہٹایا قلم و دوات ہاتھ مین لیا جو مضمون ثابت ہوا اُسے لکھ لیا بعد تھوڑے عرصے کے گرد پوش ڈالدیا اب یہ کوکب نے وہ مضمون پڑھا مفصل حال آئینہ ہوا غصے مین کوکب کانپنے لگا کہا صاحبو خار رخار رنگین پوش نے بہت غضب کا سحر کیا ہی بہار کا طلسم اُلٹ گیا قلعہ جات ویران کرنے کا ارادہ ہی ابھی جاکر اس خار رخار کو سزا دیتا ہون یہ کہکر حکم دیا ہمارا مرکب شکین زین تیار کرو ملازم دوڑے مرکب شکین بر زین تیار ہوکر آیا باساز و یراق مرصع کار کوکب غصے مین بھرے تخت سے اُٹھا منظور تھا کہ سوار ہوکر جاؤن ایک نخل سے پتہ گرا وہ پتہ اُڑ کر گود مین کوکب کی آیا کوکب نے دیکھا اُلٹ سے برہمن کے مرقوم ہی کہ اے شہنشاہ آپکے سوار ہونے کا وقت نہین ہی یا تو کوکب کا ارادہ تھا کہ خود جاکر جنگ کرون برہمن کے احکام پر کاربندی ہی اب کوکب نے جواب نامہ لکھا کہ اے نور نظر پارۂ جگر نامہ تمہارا دیکھا مضمون سے آگاہ ہوسنے قصد ہوا تھا کہ خود آئین مین وقت پر شریک جنگ ہون چھوٹے اُستاد نے منع کیا مگر بیٹیا سمجھ کر مقابلہ کرنا ایسا نہو دشمنون کو رنج و ملال پہونچے کنیز کو یہ نامہ دیدیا دو پہر رات گذر چکی ہی کہ کنیز نے آکر جواب نامہ ملکہ بران کو دیا بران نے نامہ پڑھکر سب کو سنایا اور بے اختیار منہ سے نکلگیا کل انشاء اللہ ہم مقابلہ کرینگے لیکن سب یہ ہی کہ فکر خار رخار کیجئے خواجہ نے کہا ہم پہلے ہی سمجھ گئے تھے جب برق نے ہمسے کہا کہ وہ فرمانی مین مسعد بن قباد کون شخص ہین تو معلوم ہوا ایسے ہوش [illegible] یہ کہکر خواجہ اپنے مقام سے اُٹھے صورت بدلے ہوئے لشکر بہار مین تھے دیکھا خار رخار ملکہ بہار کو بارگاہ تک پہونچاکر بیٹھی ہی نیرنگ ساز و قیران نوج اسکے ساتھ مین کبھی چلی آتی ہی صاحبو تمہارے مکارن مسلمانون کی دشمنی بجا رکھکر جاتے نامہ پہونچا دیا

کہ معشوق کا حال دیکھکر بیقرار ہو خواجہ ایک کنیز کی شکل بنے ہوے سنتے چلے آگے ہین خارخار
دمبدم کہتی ہے مین نے وہ سحر کیا ہے کہ بہار اپنے حال کو بھولی ہوئی ہے بادشاہ اسلام پر
جان دیتی تھی اب نام تک فراموش ہے اسقدر مدہوش ہے اسی کے ہاتھ سے سب کام کرا دونگی
خواجہ بھی اسکے ساتھ چلے آتے ہین جب خارخار اپنی بارگاہ کے دروازے پر پہونچی سب
سرداروں کو رخصت کیا اندر بارگاہ کے آئی خاصہ طلب کیا خواجہ بشکل کنیز کرنے لگے
دوڑ دوڑ کر خاصہ چننا شروع کیا باورچی نے قاب پلاؤ کی جب ہاتھ مین دی خواجہ چلتے
تھے پلاؤ بہت کم تی ہے پلاؤ پر بیہوشی ڈالدی دسترخوان پر قاب رکھکر رومال ہلانے لگے
چند خواصین خاص جو اسکے ساتھ کھانا کھاتی تھین سب آکر موجود ہوئین سہیل تلسے
خواص خاص ہے اسکے پہلو مین خواجہ بیٹھے مگس رانی کر رہے ہین اب کھانے کو ہاتھ نہین
لگاتے اور کنیزین کھانا لاکر رکھ رہی ہین خواجہ دیکھ رہے ہین ایک کنیز نے خارخار کے
ہاتھ دھلائے اب اسنے کھانا کھانا شروع کیا اس قاب کو خارخار نے اپنے آگے کھینچا جیسے ہی
ہاتھ لگایا بوٹیاں اچھل کر لگ گرین خارخار نے کہا ارے کیا ہے ایک تڑاقہ ہوا قاب ٹوٹ گئی
خارخار نے کہا ارے کوئی عیار آیا اس قاب مین بیہوشی تھی سب خواصین کانپنے لگین
خارخار نے کہا مین کیا کسی بات مین عاجز ہون اسی واسطے مین نے یہ سحر کر رکھا تھا یہ کہکر
نگاہ تند سب پر ڈالی خواجہ عمرو کے چہرے سے رنگ و روغن عیاری کا اڑ گیا خارخار نے
کہا سہیل پکڑ لے عمرو تیرے پہلو مین بیٹھا ہے سہیل نے چاہا ہاتھ ڈالدون خواجہ نے سہیل کو
خنجر مارا سہیل نے آہ کی زمین پر گری خواجہ نے ایک جست کی اور نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

مرا نام ہے خواجہ خواجگان	عمرو نو تخشم بہتر مہتران	مری نسل سے مکر پیدا ہوا
مرے نام پر عدو شیدا ہوا	ازماتا ہون کفار کے بیخ و بن	جھلکتا ہون انجم کو ہر دم کنون
دل اکر ہو گلشن قیس و قال	مری چال سے ہے صبا پایمال	فلک کی جو گردش ہے سامان ہوا
نشان تھا مری گرد پاپوش کا	مرا افسر زرکشہ نامدار	امیر نامب شہ پروردگار
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے	اگر آتا ہمارا جہانگیر ہے	اس جلد تر مین خواجہ نے

خارخار کے سر کا تاج لیا ایک وسلی ماری کہ منہ کے بل تخت خارکری شعلہ سکا سا لپکے

پیالے مین پڑا اب جو خواجہ نے جست کی باہر جاکر گرے جادوگر جو کھڑے تھے انھون نے کہا
ارے کون خواجہ نے کسی کو خنجر مار دیا کسی کو جب تک خواجہ تو مار پیٹ کر نکل گئے کنیزون نے
خار رخار کو اٹھایا خار رخار چیخی کہ ارے میرا منھ دھلاؤ آنکھون مین مرچین لگ گئین ایسا نہو انھین
پھوٹ جائین کنیزون نے دوڑ کر منھ دھلایا خار رخار کنیزون کو مار رہی ہے کہتی ہے ارے پانی کے
چھینٹے مارو کنیزون نے جب پانی کے چھینٹے دیے خار رخار نے منھ پونچھا دیکھا لاش سہیل پڑی ہے
کئی کنیزون کو بھی زخمی پایا دربارگاہ سے بھی رونے کی آواز آئی کہا ارے وہان کیا ہوا کنیزون
نے کہا حضور کئی جادوگرون کو مار کر نکل گیا ہلڑ جو ہوا ملکہ بہار بھی دوڑی آئین پوچھا ارے
خیر تو ہے جادوگرون نے کہا عمرو عیار پانچ چار جادوگرون کو مار کر نکل گیا خار رخار نے کہا
نگوڑا ہاشمی تماسب کو پامال کرکے چلا گیا بہار نے کہا ہوا خار رخار کیا ہوا کہا مین نے سحر کر رکھا
تھا قاب تو نی مین نے اتنا کہ لا رے کیمیگر ہے نسیم کی صورت پر عمرو بیٹھا تھا رنگ
روغن اسکے چہرے سے اڑ گیا میرے منھ سے نکلا کہ سہیل اسے پکڑ لے بی سہیل کا
ستارہ گردش مین آیا اسکو خنجر مارا مجھے نگوڑے نے دھکیل دیا میرا سر سانگن مین جا پڑا
آنکھون مین مرچین لگی ہوئی ہین پانچ چار جادوگرون کو باہر جاکر مار ڈالا سب مردوے
بیکار کھڑے رہے ایک نے بھی نہ گرفتار کیا بہار نے کہا اے خار رخار اس نگوڑے تیسے کے
کے مکر سے سامری و جمشید بچائین اب وہ تمھاری فکر مین ہے خاص تمھارے ہی واسطے آیا
آیا تھا میری بارگاہ مین آنا اور دیوانہ کر دیتی ہین برسون اسکے ساتھ رہی ہون سب مکر
اسکے جانتی ہون مجھ پر کیا عیاری کر سکتا ہے نگوڑے کو تنکے چنوا دون مین جہان مقابلہ
کروگی تم مین ملی جاؤ خار رخار نے کہا بی بی مین کوکب سے ڈرتی نہین نگوڑا عمرو عیار
کیا چیز ہے مین سحر ہوش زمین گیر نکل ہوا و تھی وہ میرا بچا لی ہے آتے ہی عیارون کی
گردن نیکا میری حفاظت بھی کریگی تب وہ نمک حلال ہے قہر جمشیدی تمکو بچلون کی
جسدن قہر جمشیدی شاہ کو کوکب کا زور کم ہو جائیگا پھر طلسم مین داخلہ ہوگا خود شہنشاہ
تشریف [illegible] با ہوش ہو [illegible] خار رخار نے اسی وقت نامہ لکھا ایک کنیز کو دیا کہ جاکر
بھائی صاحب کو [illegible] اور کہنا فورا آئیے [illegible] کنیز [illegible] لیکر روانہ ہوئی رات تلیل

باقی بچی ملکہ بہار سوار ہوئین خار خار بھی ساتھ ہوئی نیرنگ ساز فوج کا اہتمام کرتا ہوا طرف میدان کارزار کے چلا ادھر سے ملکہ بران و مخمور و باغبان طرف میدان کارزار کے چلے مجلس جادو ایک زاغ سیہ پر سوار کھلونے مٹی کے ہاتھ مین ایک جھولی مین گڑیان بھری ہوئین لڑکیان ساتھ بڑی دھوم سے لشکر اسلام میدان کارزار مین پہونچا خواجہ دیرق بصورت مبدل ساتھ ساتھ دونون لشکر میدان کارزار مین پہونچے صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے کہ ملکہ بہار نے طاؤس زرین بال کو بڑھایا خار خار نے بڑھکر کہا آج حضور قصد نہ کرین مین جاکر مقابلہ کرونگی بہار نے کہا ای خار خار وہ نہ بلائے روزگار جمع ہین کہ تنہا جو اکر تمکو مارڈالینگے مین ان مسلمانون کا حال بخوبی جانتی ہون یہ کہکر بہار نے طاؤس بڑھایا میدان کارزار مین آتے ہی سحر کرنے لگین درخت وجد مین آئے غبار زرد اٹھنے لگے ہر گوشے سے طائران زمزمہ سرا بآواز بلند یہ اشعار سحر آثار گانے لگے شعر

پاٹ دریا کا ہوا دامن مژگان کیونکر — آج اشعار مری آنکھون سے ہین روان کیونکر
اپنے سینے سے لگاؤن ترے پستان کیونکر — یا ٹھنڈا ہو مرا سینۂ سوزان کیونکر
دیکھی بات نہ صحبت نہ گلے سے ملنا — کھو گئینگے مرے دل کے یہ ارمان کیونکر
کار گر اسپہ ہین مصحف رخسار کا نور — فال ہندو کو بتاؤنگے مسلمان کیونکر
اسقدر تمکو حجاب اور یہ ایام شباب — حسرتین دل کی نکل جائینگی دل کی کیونکر
پانون پکڑے ہین یہ حسب دامن نے اُنکی — ای جنون مجھ سے جدا ہو بیابان کیونکر
کونسے عاشق شیدا کا بُرا آج وبال — ہوگئین آپ کی زلفین یہ پریشان کیونکر
کیا خبر فصل جنون کی ہوئی ای ممتاز — بچ رہے آپ کے دامن و گریبان کیونکر

طائرون نے یہ اشعار بصد سوز و گداز اسطرح پڑھے کہ سننے والے سن ہوگئے مگر ملکہ مجلس مٹی کے کھلونے ہاتھ مین لیے ہوئے ہنس رہی ہے اپنی ساتھ والیون سے کہتی ہے بہار تو سودا ہوا ہے یہ کیا رنگ جماتی ہے پھولون مین خوشبو نہین پانی مین آبرو نہین بہار نے رنگ سحر میدان کارزار مین خوب جمایا طائران گلستان چہکار رہے ہین جو بہار کہکر پکار رہے ہین جب بہار نے دیکھا کہ رنگ ہمارا جم چکا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرست جسجو تمام مرگ کی ہو

نکلے میں ٹکڑے تاشے کو دیکھ رہی ہوں جی چاہتا ہے جا کر اٹھا لاؤں وقت پر بھی ہوگا میرے
ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا اس صحرا میں شور کرینکی یگا جیسے ہی بہار نے پکارا مجلس نے اپنے
زاغ کو بڑھایا سامنے ملکہ بران کے آئی اجازت طلب کی مخمور و باغبان بھی دوڑے
ہوئے آئے کہا ای مجلس تم نہ قصد کرو ہم لوگ جائینگے جا کر مقابلہ کرینگے بہار اپنے ہوش
میں نہیں ہے ایسا نہو کہ کوئی کلمہ سخت اُسکا چل جائے سحر اُسکے کمال پر میں مجلس نے کہا میں اب
نکل چکی ضرور جاؤنگی باغبان رونے لگا کہا ای مجلس ہمکو سب طرح مشکل ہے اگر تمکو چشم زخم پہونچی
باعث خرابی ہوا اور اگر غصے میں کوئی سحر تمہارا چل گیا تمام دنیا برا کہیگی کہ بہار اپنے ہوش
میں نہ تھی اُسکو بیکار کر دیا ہم بادشاہ جمجاہ کو کیا جواب دینگے مجلس نے کہا ای باغبان
میں طلب تمہارا سمجھ گئی وہ جتنی خنجر ماریں تلواریں لگائیں ہم نہیں لگا سکتے ہم اپنی جان پر
آفت لینگے مگر اُنکو بچا کر سحر کرینگے آپ خاطر جمع رکھیے باغبان نے مجلس کو گود میں اٹھا لیا
کہا ای فرزند کیا کہنا تمنے بربیمن سے تعلیم پائی ہے مگر بی بی اپنے کو بچانا مجلس نے کہا وہ حافظ
حقیقی بچائیگا ملکہ بران نے بہ حصل مجلس کو رخصت دی مجلس زاغ اڑاتی ہوئی چلی جیسے ہی
ملکہ بہار نے مجلس کو آتے ہوئے دیکھا قہقہہ مار کر ہنسیں کہا کیوں او چھوکری آج سب نے
تجھے تیل ماش کیا مجلس نے کہا ای بہار جو کچھ ہوگا ثابت ہو جائیگا سحر کیجیے کچھ کمال دکھائیے
خالی باتیں نہ بنائیے بہار نے کچھ ماش کے دانے پھینکے مجلس نے کچھ نبولے پھینکے اسطرح کے
دو چار سحر چلے بہار نے جھنجھلا کر گجرا پھولوں کا گلے سے اتارا او مجلس پہ پھینک مارا
مجلس نے ہاتھ ہلایا برق گری گجرا کٹ پھول میدان میں منتشر ہوئے پھولوں سے اسقدر
شعلے نکلے کہ دریائے آتش بنگیا اُسنے مجلس کو گھیر لیا بہار دستکیں دیتی جاتی ہیں پکارتی
ہیں ای آتشبار لینا اس چھوکری کو پھونک دے اسکو بڑا گھمنڈ ہے جب مجلس نے دیکھا کہ
دریائے آتش جوش مار کر نزدیک آیا کھلونے ہاتھ کے ایک طرف پھینکے منہ چھپا سرنگوں
تاڑے زمین پہ ڈالدیئے یہاں ہراں کر رہی ہیں ای باغبان دیکھو مجلس کیا سحر کر رہی
ہے بہار نے پیر کامل مسلط کیا یہاں مجلس تاڑے پھینک کر سر ہلاتی ہوئی اس دریائے
آتش میں پھاند پڑی باغبان نے کہا ای بران مجلس سحر آتشبار میں پھنسی بران نے کہا

تو دیکھو تو کیا سوال کرو گی ہر آب دریاے آتش مین جنبش پیدا ہوئی ملکہ بہار و سنگ دیگر
جب دریاے آتش کیطرف دیکھتی ہین جوش و خروش آتش کا زیادہ ہوتا ہی تھوڑی دیرکے
بعد یک دقتا ہوا برسانے لگا ای باغبان وہ مارا آگ بجھنے لگی بہار جون جون افشگین
دیتی ہین شعلۂ آتش بجھتے جاتے ہین بعد تھوڑی دیر کے غریو ہوا کئی نخل گرے دیکھا
زمین مین سے مجلس نکلی ایک ساحر کا سر ہاتھ مین بال اُسکے پکڑے ہوے نکل کر وہ سر
سامنے بہار کے پھینک دیا کہا ای ملکۂ عالم اگر راز سحر سے آگاہ ہو تو ہمارا شکریہ ادا کرو اپنی جان
بچالی تمھارے آتشبار کو مارا تمہیر زوال نہ آنے دیا جب مین اُسکو قتل کرنے لگی تو اُسنے کہا ای
مجلس کیا کرتی ہو مین تیغے مین بہار کے تھا اب تمھارے اختیار مین آیا اگر تم حکم کرو تو جا کر
بہار کو مار دون مین نے سنا کہا دُشنا کیا تمھارے کان مین آواز عار و فریاد نہ آئی ہوگی سر آتشبار
دیکھکر بہار کا رنگ رو متغیر ہوا جیسا موتیے کا جو سر پر لگا تھا اُسکو اُتار کے نگین مجلس نے کہا
ای ملکہ بہار تمھاری ذات سے بڑے ملال اُٹھائے ذرا ہمارا بھی تو ایک سحر قبول کرو ہم تو کبھی
جفا مین اُٹھا چکے ذرا آپ کو بھی تو فکر پڑے یہ کہکر مجلس نے گویا کپڑے کی بنی ہوئی چھوٹے
نکالی سُنگ نا نگین جیر ڈالین دو نون ٹکڑے بہار پر کھینچ مارے گویا کار مین پر گرنا چاہا دفعتہً
سے بہار کے دھوان زمین سے نکلنے لگا اور اُس دھوئین نے بہار کو چہار طرف سے گھیر لیا بہار
چاہتی ہین جست کرون معلوم ہوتا ہی کوئی پیر تھامے ہوے ہی بہار نے گرانڈ دو کر کے آواز دی
ارے گلبدن کہان گئی دیکھ تو ہمیں کیا ہجوم ہی تجھکو ہمارا حال نہین معلوم ہی یہ کہنا تھا کہ ایک
نازنین ہنستی ہوئی سامنے آئی کہا ملکہ بہار نہ گھبراؤ مین آپ کو اس دھوئین سے نکالتی ہون
یہ کہکر اُس نازنین نے اپنے کو شعلۂ آتش مین گرا دیا ایک پہلو پر دھوان ایک پہلو پر آگ
جل رہی تھی اُس آگ مین جو نازنین گری جل کر خاک ہوگئی اُسکے جلتے ہی آگ بجھی دھوان
موقوف ہوا مجلس نے چند گڑیان نکال کر طرف صحرا کے پھینکین کہا ہوا بہار ذرا ہوشیار رہنا
بہار خاموش کھڑی ہی جیسے کسی کو حیرت ہوتی ہی اسطرح جب کھڑی ہی کہ صحرا سے ایک آواز بعد سوختہ
گداز آئی بہار نے دیکھا پانچ چھ لڑکیان کمسن کمسن ایک کے گلے مین ڈھول پڑا اس ترتیب
سے بجاتی ہین صاف ثابت ہوتا ہی کہ بوندیان پڑ رہی ہین پانچ لڑکیان آپسین آواز ملاکے

ان اشعار کو یہ آواز بلند گاتی ہوئی آتی ہین کہ سننے والے کے ہوش و حواس اڑین شتبق میدا ہو نظم

ہم کیا کہون جو قیصر و خاقان لیگئے
لاکھون جہان سے ساتھ ارمان لیگئے

کیا انکو بھی جنون تھا جو کھلے بوستان
ثابت نہ اس چمن سے گریبان لیگئے

گیسے چمن مین آئے کہ جن جنکے باغ سے
دامن مین اپنے ہم گل خرمان لیگئے

ہم رہے گل بھی دیکھنے پائے نہ بانصیب
ہمکو بہار مین سوے زندان لیگئے

طوفان اٹھیگا تہ سے ہم ذوق مین اگر
ساتھ اپنے اپنے دیدۂ گریان لیگئے

بہتر تھا اس چمن مین قفس مجھ اسیر کو
کیون یار سوے گلشن ویران لیگئے

آہو ختن مین مست ہین جھونکے نسیم کے
شاید کہ بوے زلف پریشان لیگئے

تازہ ہوا پھر از سر نو انکو داغ قیس
ناحق ہوس کو سوے بیابان لیگئے

ان شعرون کی آواز جو کان مین بہار کے آئی بغور دیکھنے لگین لڑکیون کا ہاتھ چکا تا گا ہین طایر بہار سے کہ ناچنے لگے ہین ڈھول بجی وہ کس بلا کے خرہے باندھ رہی ہی ہم پہ سر کو ہلانا بچون کا مبہوت ہونا ان چھوٹی لڑکیون نے آکر بہار کو گھیر لیا آنکھین ملا ملا کر ٹرکین گارہی مین کبھی بتاتی ہین کبھی سمجھاتی ہین ایک لڑکی نے ہاتھ پکڑ لیا کہا بوا بہار باغ رنگین بوستان مین چلو وہان تیری بہار ہر اس باغ مین کبھی خزان نہین آتی نرگس شہلا وہان کی چشم معشوق پھول وہان کے عارض محبوب سنبل وہان کا زلف پیچان مطلوب سرو لب جو قد معشوق خوشنحو قمریون کی جا بجا کو کو فاختہ قلندر مشرب کی حق سرہ طائران زمزمہ سرا اپنے پیدا کرنے والے کی حمد و ثنا مین مصروف رہتے ہین باغبان قدرت کا تماشا ہر وقت پیش نظر رہتا ہی صبح مثل صبح بہشت گل وہان کے رشک نہال گذشت جانور اڑتے پھرتے ہین وہان بحال زمزمہ سرائی مین یہ اشعار گاتے ہین نظم

گلے پر آج رکھکر تیغ قاتل نے اٹھائی ہی
نعوذ دست اجل پر اب مری مشکل کشائی ہی

پھرا جاتا ہی قاتل کرکے وعدہ قتل کا مجھسے
دوہائی ہی دوہائی ہی دوہائی ہی دوہائی ہی

لپٹ جاؤنگا تو خود گلے سے تیغ قاتل کے
کدورت دور کر اے دل اگر ذوق صفائی ہی

اثر ہاے فراق یار سے یہ حال پیدا ہی
نہ تن سے جانکو اور جانکو نہ تن سے آشنائی ہی

نہین حاصل ہی غلہ مزرع دنیا سے کچھ ہمکو
مگر کچھ دانہ ہاے اشک خجلت کی کمائی ہی

یہی ساغر ہو گردون خم ہوتی جاتی ہو مینا کی	جہان سے آج تیرے مست کا وقت جدائی ہو
نہ آئیگا نہ آئیگا وہ بالین پر عیادت کو	خدا جانے مری جانب سے کیا دلمین سمائی ہو

اس رنگ مین کنیزون نے حال باغ سبز پوشان سامنے ملکہ بہار کے بیان کیا کہ ملکہ بہار
جھوم گئین اور اگر کہتی ہین تو لڑکیان آدہین ملا کر غزلین گاتی ہین بہار سے لپٹی جاتی ہین کوئی
ہاتھ تھام کر سمجھاتی ہو کسی کی حرکتین ملکہ بہار کو لڑکیون سے بڑی محبت ہوئی جون جون مجلس
دستکین دیتی ہو لڑکیون کے گانے کا حسن بڑھتا جاتا ہے کئی مرتبہ بہار اٹھین زیور گل جو
جسم پر آراستہ ہو جب اسکو سونگھ لیتین ہین تو منھ سے نکل جاتا ہو ہین باغ سبز پوشان مین جا کر
کیا کرونگی وہ باغ ہمیشہ بہار کا کیا کام لڑکیان کہتی ہین بی بی یہ عقل کا فتور ہو اس باغ ہمیشہ
بہار مین آٹھ پہر سرور ہی یہ کہتی ہو مین لڑکیان لپٹ گئین زیور گل جسم بہار سے
نوچ ڈالا اسوقت بہار کو وجد ہوا رنگ رو متغیر متردد متحیر کہا بیبیو چلتی ہون تمھاری
خوشی مسرور ہے اب ان لڑکیون نے بہار کو بیچ مین لیا ناچتی گاتی لیچلین جب سو دو سو
قدم نکل گئین مجلس کے منھ سے نکلا وہ مارا بران نے تعریف کی مجلس نے جھک کر
سلام کیا کہا حضور آپ کے اقبال سے باغ سبز پوشان تک بی بہار پہنچ جائین تو پھر آنا
مشکل ہوگا ابھی تک خائف و ترسان ہین ایسا نہو کہ پلٹ پڑین لیکن دام رنگ گل ہین پھنسی ہین
کیا عجب ہی کہ نہ پلٹین لڑکیان بہار کو گھیرے ہوے ایک نخل کے سایے مین جو پہونچین شاخ
نخل نے ہاتھ بڑھاے ایک پھول بڑا سا شاخ پر تھا کھلکھلا کر ہنسا پھر رونے کی آواز آئی
بہار نے پلٹ کر جو اس پھول کو دیکھا پھول سے اشک حسرت ٹپک رہے ہین سہمے
زرد ہو کر درخت سے کرنے لگے نخل تھرایا بیچ نخل سے ایک نازنین پیدا ہوئی پچکاری رنگ
کی ہاتھ مین تھی نکلتے ہی اسنے پچکاری ماری بہار کا چہرہ سرخ ہو گیا وہ رنگ جس لڑکی
پر پڑا اسنے آہ کر کے چیخ ماری معلوم ہوا تودۂ بارود مین آگ ڈالدی مثل ہیزم خشک جلکر
خاک ہوئی اور لڑکیان جو ساتھ تھین اسی طرح سب جل گئین جس نازنین نے ملکہ بہار کو
پچکاری ماری تھی اسنے بال کھولدیے منھ اپنا پیٹ کر کہا واری آپ ان چھوکریون کے
ساتھ کہان چلی تھین یہ سحر مجلس کا تھا آپ بدنام ہونگی یہ کہکر کے زیور گل نکالا پھر اسیطرح

بہار کو زیور پھولوں کا پہنا دیا جیسے ہی ان پھولوں کی خوشبو دماغ میں پہنچی ملکہ بہار کا چہرہ
سرخ ہوگیا بقہر و غضب تمام باغ للکار کر آواز دی چھوکری دیکھا تو نے اپنے آپ کو کیونکر بچانا
مجلس نے جھولی پہ ہاتھ ڈالا چاہا اگر یا نکالون اب تو بہار کو اور زیادہ غصہ آگیا
مجلس کو سنبھلنے نہ دیا کان سے طرہ نکال کر پھینکا آواز دی اے شمشیر ہزرنگار مجلس کو لینا
سامنے بڑی بے ادبی کی سرمیدان ذلت دی دیکھا مجلس نے طرہ نہیں بلکہ تیغ ہوا سنکتی ہوئی میرے
سر پہ آئی دستک دی پیچھے ہٹی مگر تلوار نور کی سر پہ گر گری اگر سر مجلس کا زخمی ہوا دوسری
بڑھی بہار نے پھینکی اسکی بو سے غش سے مجلس لہرا کر گری بیہوش ہوئی بہار نے چاہا
بڑھکر سر کاٹ لون کنیزان مجلس دوڑ پڑین ادھر سے خار خار رنگین پوش لے فوج کو
ساتھ لیکر کنیزون کو روکا سحر ہونے لگا صد ہا لاشے گر گئے خون کے دریا بے حباب لب دریا
پیاسے رہے ملکہ بران نے جھپٹ کر مجلس کو اٹھالیا شگوفہ کو دیا ہمراہیان شگوفہ نے
مجلس کو ہوادار پہ ڈال لیا باغبان قدرت نے بھی بڑھکر گیند مارا سب ساحرون نے
ملکہ طرف خار خار کے حملہ کیا بہار نے جو پلٹ کر دیکھا کہ باغبان و بران طرف خار خار
کے جاتے ہین تیغ بہ کر گلدستہ مارا باغبان نے گلدستے کو جلایا بہار نے آواز دی او نمک حرام
ہمارے سحر کو تو نے دفع کیا نمک افراسیاب کا بالکل پاس نہیں یہ کہکر ہاتھ ہلایا برق گری
باغبان نے اپنے کو بچایا مگر گلچین کا شانہ جھول پڑا بران نے اختر مروارید نکالا اب
جو ماہ ناشہ شروع کیا جب اختر پڑا دو چار سے کے ستارے گردش مین آئے نیرنگ ساز کھڑا
ہوا اختر کو بڑھکر قسمنا سے بچا اسکا دامن پکڑا یہ ان پر جا پڑا بران نے اختر مار دیا سینے
کو توڑ کر پار گذرا اندھیرا ہوگیا ایک آندھی سیاہ اٹھی لوگون کے دم گھٹنے لگے خار خار نے
بڑھکر بہار سے کہا اے ملکہ عالم بران کی بدعت سے بچنا دشوار ہے سحر اسکا قریب دردگار ہے
اب طبل امان بجوائیے بہار نے کہا خوشی تمہاری حقیقت مین ایسا نہو تمہیر زوال آئے میرا
تو کوئی کچھ نہیں کر سکتا نیرنگ ساز بیچارہ مارا گیا خار خار نے طبل امان بجوایا بران و
باغبان و مخمور اپنے لشکر مین آئے بران روتی ہوئی بیٹھین باغبان نے جو سبب
پوچھا ملکہ بران نے کہا اے باغبان آج مجلس نے بڑا کارنمایان کیا تھا اگر وہ چاہتی

بہار کو مار لیتی دم بھر مین سب کچھ ہوتا ہے اُسنے چاہا تھا باغ سنبر پوشان مین قید کرون بہار
کا بھی سب کو پاس ہے آخر سنخل نے نازنین کو خبر کی اُسنے آکر بہار کو ہوشیار کیا مین نے بڑھکر
نیرنگ ساز سے مقابلہ کیا بہار کی طرف توجہ نہ کی کہ کل کو سب لوگ طعن کرینگے بہار اپنے ہوش
مین نہ تھی بی بران نے اُسکا پاس نہ کیا ہماری فوج قتل ہوتی ہے ان غریبون کے حال پر رونا
آتا ہے کہ بڑھکر ایک کنیز نے ملکہ بران کے آنسو پونچھے عرض کی بی بی کیون رنج کرتی ہو آج شب
کو بی خارخار کا علاج ہو جائیگا ملکہ بران نے پہچانا کہ خواجہ عمرو فرما رہے ہین بران
نے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا خواجہ حقیقت مین اسوقت مین ضرور مدد کیجیے بی خارخار
نے بڑا ستم کیا بہار عاشق جمال باکمال بادشاہ اسلام ہے جنکے نام سے اُسکو لفرت ہو گئی
آپ ہی کی زبانی سنا تھا کہ نامہ شوقیہ پڑھکر یہ کہا کہ سعد بن قباد کون شخص ہین اللہ ری جبتی
کہ جنکے نام پر جان جاتی تھی اب انکا نام تک فراموش ہوا شام تک تو بارگاہ مین یہی ذکر رہے
شام کو خواجہ اپنے مقام سے اٹھے باتمامے عیاری سے آراستہ ہو کر بصورت مبدل
طرف لشکر خارخار کے چلے یہان خارخار کو ایک خوف پیدا ہوا بران کو لڑتے
ہوے دیکھا کہ جسپر اختر مروارید مار دیا اُسکے سینے کو توڑکر پار گذرا مصاحبون کو رخصت کر دیا آپ
بیٹھی سحر تیار کر رہی ہے پانچون عیار بچیان بہین رہتی ہین خواجہ فقیر بنکر جو یہان آئے تو دیکھا چارون
عیار بچیان بہار کو پہونچانے جاتی مین بہ تعجیل رنگ و روغن نکالا کنیز کی شکل بنکر
تیار ہوے کنیز ملکہ حیرت کی بنکر ایک نامہ ہاتھون مین لے لیا کہ مضمون اسکا ظاہر
ہوگا دربارگاہ پر جا کر نگہبان سے کہا ملکہ خارخار سے جا کر عرض کرو کہ در دولت پہ کنیز فرستادہ
ملکہ حیرت حاضر ہے خارخار نے سنکر حکم دیا بلا لو خواجہ نے جاتے ہی سلام
کیا خارخار نے پوچھا کیون آئی ہو خیر تو ہے کہا حضور کل کے مقابلے کی خبر ملکہ حیرت کو
پہونچی کہ مجلس سے اور بہار سے مقابلہ پڑا کچھ مضمون حضور کو لکھا ہے اسکو ملاحظہ فرمایئے
یہ کہکر کاغذ ہاتھ مین دیا خارخار نے پڑھا یہی مضمون تھا کہ بہار اور مجلس سے مقابلہ پڑا
بران کے ہاتھ سے نیرنگ ساز مارا گیا دو موتی تمکو بھیجے ہین انکو اپنے پاس رکھنا کسی کا سحر
تاثیر نہ کریگا ہمین تمہاری حفاظت کی بڑی فکر ہے خارخار خوش ہو گئی ملکہ حیرت کو دعائین دین

کہا بی شگوفہ وہ دونون موتی ہین دو خواجہ نے دو موتی جیب سے نکالے ہاتھ مین خار خار کے دیے خار خار نے موتی ہاتھ مین سے لیے ہتھیلی پر رکھکر دیکھنے لگی خواجہ نے کہا ای ملکہ عالم اچھی طرح بنگاہ غور دیکھیے سامری اسمین بیٹھے ہوے ہین خار خار قریب منہ کے لائی بنگاہ غور دیکھنے لگی خواجہ نے منھ سے پھونکا جیسے ہی موتیون مین ہوا لگی موتی دونون تراق سے ٹوٹے دھوان نکل کر دماغ مین خار خار کے پہونچا ارے کہکر زمین پر گری خواجہ نے نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری کشندۂ کفار عمرو شاہ عیاران عیار یہ کہکر پشتارہ باندھنے لگے جلدی مین سوزن بھی نہین دی سراپچہ چاک کرکے بھاگے یہان عیار بچیان بہار کے ساتھ آئین بہار نے کہا اے صرصر آج مین نے مجلس کو زلمی کیا اسی غصے مین بی برہان آئین جان دینے پر امادہ تھین ایسا نہو کوئی عیار پاس خار خار کے پہونچ جائے تو خرابی ہو پانچون عیار بچیان چلین جب دربارگاہ پر پہونچین سپاہیون سے پوچھا کہ عالم کیا کر رہے ہین اُنھون نے کہا ایک کنیز فرستادہ حیرت آئی ہے اُس سے باتین کر رہی ہین صرصر گھبرا کر اندر آئی پشتارہ باندھنے کا نشان پایا خار خار ندارد صرصر نے ایک چیخ ماری سب کنیزین دوڑین صرصر نے کہا غضب ہوا خار خار کو ساربان زادہ لے گیا یہ کہکر صرصر دوڑی چارون عیار بچیان بھی چلین چند کنیزون نے جاکر ملکہ بہار کو خبر کی بہار نے کچھ اسباب سحر ہاتھ مین لیا اُڑتی ہوئی چلین مگر خواجہ کوس بھر جاکر ایک جھیل پر ٹھہرے ہین کہ پشت سے نعرہ ہو منم صرصر شمشیرزن او ساربان زادے پشتارہ رکھدے خواجہ ہنس پڑے صرصر نیچہ کھینچکر جا پڑی کہ پشت سے گرد اُڑی چارون عیار بچیان آکر پہونچین اُنھون نے چار طرف سے گھیر لیا اب خواجہ کو پشتارہ زمین پر رکھنا پڑا صرصر چاہتی ہے کہ عمرو ذرا ہٹے تو پشتارہ قبضے مین کرون جھپٹ جھپٹ کر نیچہ مار رہی ہے کہ پھر گرد اُڑی دیکھا چار پانچ کنیزین خار خار کی چلاتی ہوئی آتی ہین کہ ای صرصر یہ ساربان زادہ جانے نہ پائے ملکہ بہار بھی آتی ہین بہار کا نام سنکر خواجہ گھبرا گئے ایک حقہ آتشبازی کا لگا کر مارا دنا تا جو ہوا عیار بچیان پیچھے ہٹین خواجہ نے پشتارہ اُٹھا یا لے بھاگے عیار بچیان دوڑ ین پتھر مارنے لگین خواجہ خالیان دے رہے ہین کہ یکایک ہوا سے سرد چلی بہار کو دیکھا بدحواس دوڑی ہوئی آتی ہے عمرو کے ہوش اُڑ گئے عیار بچیون کو برہنہ نیچہ دکھا کر دھمکایا وہ ذرا

ہٹین خواجہ جست کرکے بھاگے بہار نے جو دیکھا کہ عمرو جاتا ہی غصے مین بدھی اتار کر پھینکی گیر کی
بھی آواز دی عمرو لڑکھڑا کے گرا پشتارہ الگ گرا بہار نے کھینچکر چلین اسوقت عمرو کی بیزاری
پکار رہا ہی ای معبود حقیقی وای مالک تحقیقی اس ظالم کے ہاتھ سے بچائے نظم توکو ای
ہر آنکس کہ در رنج و تاب ؛ دعاے کند من کنم مستجاب ؛ چو عاجز رہانندہ دانم ترا ؛ درین عاجزی
چون نخوانم ترا ؛ قضائے کار باغبان قدرت طلائے کے کشت پر تماشے دیکھنے
صحرا مین آیا کنیزون کے بولنے کی جو آواز آئی اُسی طرف چلا دور سے دیکھا خواجہ سر زمین
پر پڑے ہین ایک طرف ایک پشتارہ پڑا ہی بہار کھینچے ہوئے آتی ہی باغبان نے دور ہی سے
پکارا ای بہار بڑے افسوس کی بات ہی عمرو نے کہا ای ملکۂ عالم ہم اُسی طرح گلچین گلستان
حسن و جمال ہین آپ کا رسم بادشاہ اسلام سے ہے ہم اپنا سرتاج جانتے ہین بے ادبی ہمسے نہو
کہ آپ کے خلاف گذرے لڑائی مین پھر پاس نہ رہیگا بہار نے برق گرائی باغبان نے گیند مارا
بہار نے گیند کاٹا باغبان نے برق کے دو ٹکڑے کیے باغبان نے ایک ہاتھ سے اشارہ کیا
عمرو پہ چند قطرے پانی کے گرے خواجہ بھے سحر اُترتا اُٹھتے ہی بھاگے پشتارے مین خار خار کو
ہوش آیا تڑپ کر نکلی باغبان پر چند سنگریزے مارے تیر برسنے لگے باغبان نے تیرون کو
توڑ ڈالا غصے مین خنجر پھینک مارا خار خار کا سر زخمی ہوا باغبان نے چاہا کہ سر کاٹ لون بہار
نے للکارا او نمک حرام کیا کرتا ہی باغبان بہار کو دیکھکر گھبرا جاتا ہی کہ سحر کرون ایسا نہو کوئی عضو بیکار
ہو جائے خواجہ بھی الگ کھڑے پکار رہے ہین ای باغبان مروت شرط ہی باغ اسلام
کی بہار ہی سمجھکر سحر کرنا مگر بہار نے جھوٹ گلدستہ مارا پھٹ ہی تھا ساتھ والے باغبان کے جو طلائے
پر تھے دوڑ پڑے بہار نے جھوٹ گلدستہ مارا پھٹ ہوا ساتھ والے باغبان کے جو طلائے
پر تھے دوڑ پڑے بہار نے گلدستہ جو مارا باغبان نے سحر کرکے اسے جلا دیا ساتھ والے
بھی باغبان نے کہا یارو سمجھکر سحر کرنا ایسا نہو بہار پر خزان کہے تو باعث ہمارے ملال
کا ہو مگر بہار ڈٹ کر کھڑی ہوئی پکار کر کہا او باغبان کل فوج کو حکم دے دیکھ تو
انکا کیا حال کرتی ہون یہ کہکر گلدستہ مارا گلدستہ جو پھٹا پھول برسے خوشبو دماغ مین
جادوگرون کے پہونچی کسی سے جادوگر ہرا ہیان باغبان نے گریبان پھاڑ ڈالے شور کرتا ہی

کوئی اشعار عاشقانہ پڑھتا ہے باغبان نے پکار کر آواز دی اے ملکہ عالم اس شعبدے کی کیا حقیقت ہے یہ کہکر ہاتھ بڑھا پانی برسا جسپر قطرہ پانی کا پڑا اسکو ہوش آیا باغبان نے کہا یون ملکہ ملاحظہ فرمایا بہار کو اور زیادہ غصہ آیا کہا اے باغبان تمھاری قضا لیکر آئی ہے یہ کہکر دم میں لگے سے اتارنے لگین کہ صحرا سے گرد اڑی آبشار ابر سوار تین لاکھ فوج سے آکر پہونچا افراسیاب نے اسکو نامہ لکھا تھا کہ جاکر ملکہ بہار کے شریک ہو وہ منزل بہ منزل کرتا ہوا آیا ہے دور سے جو آبشار نے جمال بیمثال ملکہ بہار کو دیکھا بیتاب ہوگیا نام بہار کا سنتا تھا آج جو صورت زیبا دیکھی کلیجہ پکڑ لیا صرصر نے بڑھکر خبر دی اے آبشار جلد جاکر شریک ہو آبشار پکار اٹھا اے صرصر میں عجب وقت میں پہونچا اپنے ہوش میں نہیں ہون

نظم

بہار لالہ و گل سے لگی ہے آگ گلشن میں / گریبان پھاڑ کر چل بیٹھیے صحرا کے دامن میں
لگائی آگ بجلی کی چمک سے خانہ تن میں / برستا مینھ نہیں بے یار خاک اڑتی ہے ساون میں
نہیں روزن جو قصر یار میں پروا نہیں ہمکو / نگاہ شوخ رخنہ کرتی ہے دیوار آہن میں
طریق عشق میں آتش قدم جمسا نہ گذرے گا / گریبان میں بھی ہے جب لگی ہے آگ دامن میں
پریشان عاشقوں کی خاک کے ذرے تو ہین لیکن / جگہ کس کس کو دے دیوار قصر یار روزن میں
مذاہب گبر کا دل سا منا ہاں ہیچ زیبا کا / نہ گھر میں چین رندون کو نہ مردوں کو ہے مدفن میں
خراب کعبہ کو کعبہ مبارک ہم تو ای آتش / بتوں کے گھورنے کو جاتے ہیں دیر برہمن میں

صرصر حیران ہوگئی دست بستہ عرض کی یہ کیا معذور فرماتے ہین آبشار نے کہا اے صرصر کیا پوچھتی ہو کہ مجھپر کیا گذری صرصر نے کہا اب جاکر شریک جنگ ہونا چاہیے یہ سنتے ہی آبشار نے تین لاکھ ساحروں کو اشارہ کیا کہ باغبان کو پکڑ لو تین لاکھ ساحر سحر کرتے ہوے بڑھے باغبان نے جو انکو آتے ہوے دیکھا ایک دو پتھر زمین پر مارا زمین شق ہوئی ایک دریا ظاہر ہوا دریا نے جوش مارا لاانتہا آبشار ڈوبنے لگے کئی ہزار آدمی دریا میں ڈوبے بہار نے بڑھکر کہا اے آبشار اپنے ملازموں کو نہیں بچاتا بہار نے جو مسکرا کر یہ کہا آبشار بلائین لینے لگا ملکہ بہار نے خار خار سے کہا یہ بیہودہ کچھ دیوانہ ہوا ہے کس منھ پر دعوی ساحری کرتا ہے اپنے ساتھ والوں کو بچاتا نہیں ہے جو کہا تو جیالے نے عجب طرح کا جواب دیا چلو ہم تم پلٹے چلیں

باغبان انکو سمجھا لیگا یہ سنتے ہی خار خار نے کہا فرستادہ افراسیاب جو باغبان جی جھڑادیگا
تین لاکھ فوج لیکر آیا ہی اگر مناسب ہو تو دریا کو آپ ہی مٹا دیجے بہار نے کہا کچھ بات نہین
مگر اسکا بھی تو کمال دیکھین آبشار نے جو دیکھا کہ کئی ہزار جوان غرق دریا ہے لعنت ہوئی جھلاکر
بڑھا ایک دو پتھر مارا سامری جمشید کا نام لیکر پکارا اُسی دریا سے کچھ مچھلیاں نکلین لشکر
باغبان پر گرین جسکے بیٹے پر جڑی توڑ کر پشت کو پار گذری کئی ہزار مچھلیان جو گرین گئی ہزار
ساحر باغبان کے ہلاک ہوے باغبان نے بڑھکر ایک گولہ دریا پر مارا کئی ہزار شعلہ چمکا
سب مچھلیان جلکر خاک ہوئین دریا بھی خشک ہوا کسی ساحر نے بڑھکر ملکہ بران وغیرہ
کو خبر کر دی کہ باغبان اکیلا تین لاکھ ساحرون مین گھرا ہوا ہی یہ سنتے ہی بران سوار ہوئین
مخمور بھی چلین مجلس کو تو اپنے زخمی ہونے کا نہایت رنج تھا سب کے پہلے اٹھکر دوڑی ملکہ
بران نے کہا مجلس خبردار بہار کا خیال رکھنا ایسا نہو اُسکے کسی عضو پر زوال آ جائے
مجلس بہت اچھا کہکر بلند ہوئی اُسوقت آکر پہونچی کہ باغبان تین لاکھ ساحرون مین گھرا
ہوا شیرانہ لڑرہا ہی بڑے بڑے افسر مارکر ڈالدیے مجلس نے جو بہار کو الگ کھڑے دیکھا
کہا بی بہار صاحب آیے بہار نے دیکھا مجلس جو تڑپ کر گری کئی ہی ساحرون کے سر کاٹ کر
نکل گئی نازسے کو جو گردش دی ساحرون کی پشت پر کوڑے پڑنے لگے بہار پر جو اشارہ کیا
یک مشتا بھڑک کر گرا کہ بہار کے ہاتھ پر آبلہ پڑگیا اور یہ بھی پکار کر کہا کہ مین آپ کی رعایت
کرتی ہوں بہار کو غصہ آیا مدھی آتار کر پھینک ماری ہزاروں پھول مجلس پر گرے
پھولوں سے شعلۂ آتش پیدا ہوے مجلس نہایت بیقرار ہوئی ہر چند قصد کرتی ہی ممکن نہین
ہوتا جب نکلتی ہی پھول گھیر لیتے ہین ظاہر مین پھول ہین باطن مین شعلۂ آتش جسم پر مجلس کے
جا بجا آبلے پڑ گئے اُف اُف کرتی جاتی ہی مگر نکل نہین سکتی کہ ڈنکے پر چوب پڑی سب نے
دیکھا ملکہ بران شمشیر زن تخت زرین پر سوار شگوفہ سحر ساز وزیر زادی پایۂ تخت پر ہاتھ
رکھے ہوے پشت پر دریاے فوج موج مارتا ہوا آتا ہی ملکہ بران نے جو دور سے دیکھا کہ مجلس
آفت مین پھنسی ہوئی ہی بڑا غصہ آیا پکار کر آواز دی کیون بہار ہمنے تمھارا پاس کیا اور تمنے
مجلس کو جلا دینے کا ارادہ کیا ہی یہ کہکر کوک کے گرین اختر مروارید کو پھینکا وہ پھول سب جل گئے

مجلس بے جبر نے اختر مروارید کو مس کیا آبے بھی دفع ہوئے بران نے طرف بہار کے دیکھا
پکار کر آواز دی یہ تحفہ تو لیتی جاؤ یہ کہکر ہاتھ ہلایا اختر مروارید چمکا برق گری کہ آنکھون کے
نیچے بہار کے اندھیرا آیا ہر چند بہار نے اپنے کو بچایا لیکن سر زخمی ہوا آبشار نے جو دور سے
دیکھا کہ بہار کا سر زخمی ہوا چونکہ یہ بہار پر عاشق ہو چکا ہے آواز دی او بران یہ کیا غضب
کیا یہ کہکر جا پڑا کئی گھوڑے مارے ملکہ بران نے ہاتھ چمکایا گھوڑے کٹ کے گرے تیغ کھینچکر آبشار
بران پہ جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا ملکہ بران کو غصہ تھا اختر مروارید کھینچ مارا سینے کو توڑ کر آبشار
کے پار گذرا آبشار کا مارا جانا فوج نے بلوہ کیا چاہتے ہین ملکہ بران کو گھیر کر پکڑین ملکہ بران
نے جسپر اختر مار دیا اسکے سینے کو توڑ کر پار گذرا کئی سو ساحر ہاتھ سے بران کے مارے گئے
بہار و خار خار الگ کھڑی ہوئی ہین جب لشکر آبشار کے سپہ سالار مارے
گئے اور لشکر نے شکست کھائی دور تک بران نے بھگایا بہار و خار خار زخمی ہوکر
پلٹین ادھر ملکہ بران و باغبان و مخمور و مجلس وغیرہ فتح و فیروزی واپس ہوئے
بہار و خار خار اپنے لشکر مین آئین کہ خار خار کو بڑا تعلق ہے بہار سے کہتی ہے سحر بران
کا زور و شور دیکھا بہار نے کہا بران بلائے رونگا ہے سحر پل پری زادان تو شاد ریا خون روان
شکست کیا اس روز تمام عالم کے ساحر جمع تھے عشاق سبزہ رنگ نے غفلت مین اگر بران
کو مارا عمرو ایسا عیار کہ کسنے تلاش کیکے عشاق کو قتل کیا بران کو جلایا اس سے
مقابلہ کرنا بہت مشکل ہے خار خار اپنی بارگاہ مین آئی رخصت دی اپنی و بہار کی کرائی ایک
عرضی بخدمت افراسیاب لکھی مضمون یہ تھا کہ اے شہنشاہ مین نے بہار کو یہانتک لاکے
ممالک کوکب ویران کرائے اب قلعہ گلنوشان پر مقابلہ پڑا ہے ملکہ بران آمادہ حرب و
پیکار ہین لونڈی عاجز ہو رہی ہے کسی ایسے مددگار کو بھیجے کہ میری مدد کرے اور بہت کچھ حال
لکھا یہ عرضی افراسیاب کو پہونچی افراسیاب نے غصے مین آواز دی سردار سیہ پوشان کو بلاؤ
ایک آن مین چلی ایک ساحر سیہ پوش پشت پر ڈیڑھ لاکھ کا لشکر سب لباس سیہ پہنے ہوئے آکر پہونچے
اس جلو نے سلام کیا ہاتھ باندھکر کھڑا ہو کہا اے شہنشاہ کیا حکم ہوتا ہے مین صحرائے سیہ بخت
مین بیٹھا تھا کہ آواز آپ کی کان مین پہونچی کسی قدر ملازم حاضر خدمت تھے انکو لیکر حاضر ہوا

افراسیاب نے کہا ای دختر سیہ پوشان قلعہ گلگون شان، جاؤ خارخار رنگین پوش بمقابلہ
مدد ماں کوکب فروکش ہی بران دختر کوکب کو کھا جاؤ اسے بڑے صدمے پہونچاؤ سیہ پوش
قہقہہ مار کر ہنسا کہا تصدق ہو جاؤں آپ کے فرمانے کے بران ایسی معشوقہ مجھکو کھانے کو ملی
یہ کہہ دو بڑی ڈیڑھ لاکھ فوج لیکر روانہ ہو گیا یہاں خارخار نے بعد کئی دن کے طبل جنگی بجوایا بران
نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں چار پہر رات گذر کر گل
آفتاب شاخ شعاع پر شگفتہ ہوا گلہاے نجم مرجھائے ضیاے آفتاب نے تمام عالم کو روشن کیا
دونوں لشکر بصد کر و فر میدان کارزار میں آئے نوجوان جمنے لگیں خارخار کو بڑا انتشار ہی کہ
بہار میدان میں نکلیں بران سے ایسا نہو مقابلہ پڑ جائے بہار زخمی ہوں تو خرابی ہو کبھی
سوچتی ہو کہ میں نے اپنے کو کس آفت میں ڈالا سب سردار میری ہی فکر میں ہیں مسلمانوں پر حال
کھل گیا کہ بہار سحر تن خارخار کے ہمراہ جوں سے کہہ رہی ہی اس آفت سے اپنے کو بچاؤں
بہار بہت ... ساحر آتا رہوں اپنے وطن کو چلی جاؤں لیکن جسوقت بہار سے سحر اتریگا اور
اسکو اپنا معشوق خونخوار یاد آئیگا اپنے آپ سے باہر ہو جائیگی بغیر قتل کیے مجھکو نہ جانے دیگی بڑی
خرابی یہ ہی کہ بران جان لگائیگی نکلکر سحر کریگی اب مجھے دونوں طرح مشکل ہی میدان میں نقیب
نقابت کر رہے ہیں کڑکیتوں نے اشعار عبرت آثار پڑھے بآواز بلند پکار رہے ہیں اے مردان
بکوشید تا جامہ مردان نپوشید یہ سنکر بہادر جوش میں لگے آنکھوں میں نشہ آگیا ایک سے ایک کہتا ہی
یارو کیا غضب ہی نقرسے کے سکندر سا بادشاہ خالی ہاتھ دنیا سے گیا ہم کس شمار میں ہیں اعمال
نیک یہ ہیں کہ اپنی جان دو لڑو مرد اسی میں نام ہی یہاں تو یہ ذکر ہو رہے تھے بہار
نے قصد کیا ہی کہ طاؤس نکالوں آج جاکر بران کو للکاروں کہ یک بیک سیاہ آندھی تمام
زمانے میں اندھیرا ہو گیا ہزاروں درخت گرے کیفیت یہ وہ ظلمات نمودار ہوئی سب گھبرا کر
دیکھنے لگے جانبین کے لشکر میں کھلبلی پڑ گئی اسطرح کی ہوا تیز چلی کہ گھوڑے بدلگامیاں
کرنے لگے سوار گھوڑوں سے گرے خارخار کہتی ہی اے ملکہ بہار شاید کسی کو ہماری مدد کے واسطے
شہنشاہ نے بھیجا ہی بڑے عرصے کے بعد وہ اندھیرا برطرف ہوا سب نے دیکھا ایک ساحر سیہ فام
تخت پر سوار ڈیڑھ لاکھ ساحر پشت پر وہ ساحر منہ کھولے ہوئے ہی جب سانس لیتا ہی ایک

غبار زرد منھ سے نکلتا ہی انگلیوں سے شعلۂ آتش نکلتے ہوے تمام لشکر والے سامری و جمشید
کا نام لیتے ہوے بجرنگ بیرنگ کی صدائین بلند ساحران خود پسند اژدہان آتش فشان پہ سوار
جب علمہاے سیہ کو جنبش دیتے ہین تو دور تک اندھیرا ہو جاتا ہے جب وہ ساحر منھ سے غبار زرد
چھوڑتا ہی اندھیرے مین روشنی ہوتی ہے وہین سے نعرہ کیا ای بد خصال خار خار زنگبار منتر سے دار
سیہ پوشان یہ کہکر تخت بڑھایا فوج کی طرف خار خار کے بھیجا آپ میدان کارزار مین پہنچا
آتے ہی آواز دی ای دختر کوکب تو نے بڑا نام کیا آبرو بنائی دریاے خون روان کو سُکھایا
پل پہ یزادان کو توڑا میرے مقابلے مین آ تو احوال معلوم ہو یہ سنتے ہی ملکہ بران تخت سے
کودین اختر مروارید کو جوڑے سے نکالا ملکہ مخمور و باغبان دوڑ پڑے کہا ملکہ عالم ہم مقابلہ
مین سردار سیہ پوشان کے جائینگے ملکہ بران نے کہا اب وہ مجھے پکارتا ہے میرا ہی جانا ضرور
ہے باغبان و مخمور کو بٹھاکر بران ہنس پر سوار ہوئین میدان کارزار مین آئین اُسنے
دیکھتے ہی ایک قہقہہ مارا کہا ای ملکہ بران مین افسوس کرتا ہون جب تمنے دریا کے شکست کرنے کا
ارادہ کیا تو شہنشاہ نے مجھکو کیون نہ بلایا بران نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہے غرور والے ہمیشہ
تباہ و برباد رہتے ہین جس سر مین غرور ہے وہی نہ رہیگا یہ کہکر آواز دی او سیہ بخت سیہ رو
سحر کر پیش قدمی ہمارا طریقہ نہین ہے ہم مطیع اسلام ہین خواجہ عمرو کا حکم ہے کبھی پیش قدمی نہ کرنا
یہ سنتے ہی سردار سیہ پوشان نے دامن اپنے جامے کا ہلایا ایک اندھیرا ملکہ بران پر چھا گیا
یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک چادر سیہ آسمان سے ملکہ بران پر گری اُسمین چھپ گئین اندر چادر کے
بجلی تڑپی مجلس حیران حیران دیکھ رہی ہے کبھی دعائین مانگتی ہے لیکن اُس چادر سیہ سے
اندر ایک برق تڑپ رہی ہے بعد تھوڑی دیر کے سب نے دیکھا ملکہ بران چادر کو کاٹ کر نکلین
مگر پسینے پسینے چہرہ اُداس جسطرح بوقت سحر چہرۂ ماہ تابان فق ہوتا ہے نکلتے ہی اختر مروارید کو چاہا
کھینچ مارین سردار سیہ پوشان نے پھر دامن کو ہلایا اختر سیاہ ہونے لگا بران نے
پریشان ہوکر اختر کو جوڑے مین رکھ لیا گولہ پنج مارا اُسنے پھر دامن کو ہلایا گولہ پیچ کھا کر زمین پر
گرا جو سحر بران نے کیا سردار سیہ پوشان نے دامن ہلایا سحر دفع ہوا جب دو چار سحر بران
نے کیے اُسنے دامن ہلاکر دفع کردیے بران تڑپ کر زمین سے بلند ہوئین برق بنکر سردار سیہ پوشان

پر گمین پلک اُسکی جھپکی چاہا ہٹ جاوٗن مگر زمین نے بھی روکا تن نے گویا پر تھام لیے بران سر پر گرین سر سردار سیہ پوشان کا زخمی ہوا خون جو سر سے نکلا ایک چیخ ماری کہ یاسامری و جمشید تمکو غیرت نہ آئی اس چھوکری کے ہاتھ سے مجھکو زخمی کرایا تمھاری زندگی مین تمھارے پہلو مین بیٹھے تھے یہ جو اسنے پکار کر کہا ملکہ زمین پر آگر قائم ہو رہین کہ زمین سے دھوان نکلا آنکھون مین ملکہ بران کی دھوان لگا اُف اُف کہکر آنکھون پر ہاتھ رکھا خون سر کا لیکر سردار سیہ پوشان نے بران پر چھینک مارا ہزارہا شعلۂ آتش ملکہ بران پر گرے بران نے ہاتھ ہلایا انگلیون سے قطرات آب گرے شعلے بجھے مگر بران کو ایک محویت ہوئی اموش ہو کر اکڑی ہوگئین سردار سیہ پوشان منھ پھیلا کر وٹرا وجد مین ہی کہ ایسی نعمت کھانے کو ملی مجلس نے جو دیکھا منڈھی کا تازہ کھولا تڑپ کر جا پڑی ہر چند ملکہ بران کو آواز دی کہ ای مادر مہل ہوشیار ہو ہماری بات کا جواب دو بران نے کچھ جواب نہ دیا آنکھین گردش کر رہی ہین چہرہ اداس زندگی سے یاس چاہتی ہین لڑکھڑا کر گرین مگر اپنے کو سنبھالتی ہین جب مجلس نے رو رو کر پکارا کہا برائے خدا کچھ تو جواب دیجیے لونڈی برائے مقابلہ موجود ہی جب بہت مجلس نے کہا تو ملکہ بران شمشیر زن بمشکل رو رو کر یہ اشعار پڑھنے لگین

نظم

گوش زد جیسے تمھاری چشم کا افسانہ تھا — آہوئے مست اسکی آنکھون مین سگ دیوانہ تھا
ای پری پیکر نہ جب تک مین ترا دیوانہ تھا — یہ جو روشن ہی چراغ حسن بے پروانہ تھا
حسن عالمگیر چھپ سکتا چھپائے سے نہین — پردے مین تو کوچہ و بازار مین افسانہ تھا
آج کل سے سلسلہ مہر و محبت کا نہین — عالم ارواح مین میرے ترے یارانہ تھا
حال پر اپنے توجہ کی نظر تھی جن دنون — آفتاب ذرہ پرور جلوۂ جانانہ تھا
لعل لب دونون تھے ای محبوب لعل شب چراغ — دانت تھا جو منھ مین ترے گوہر یکدانہ تھا
مصحف روی حقیقت کی تلاوت سے کھلا — عشق معشوق مجازی ابجد طفلانہ تھا
بسکہ رکھتا تھا ہر اک اُنمین سر ہیرے کی چمک — جوہرون سے خنجر قاتل جواہر خانہ تھا
سایۂ بال ہما سے سرفرازی تھی حصول — بادشاہ وقت زلفون مین تمھاری شانہ تھا
حسن دیکر عاشق شیدا دیے اللہ نے — ان بتون کو لادم آتش سجدۂ شکرانہ تھا

یہ اشعار پڑھکر ملکہ بران اسقدر خاموش ہوئین کہ گویا منھ مین زبان نہین سردار سیہ پوشان
نے آواز دی او چھوکری ہٹ جا ورنہ تجھکو بھی کھا جاؤنگا مجلس نے تازہ مارا پشت پر اُسکی
کوڑا جنکر پڑا سردار سیہ پوشان پیٹھ سہلانے لگا ایک چیخ ماری کہ او چھوکری روح سامری
کو صدمہ دیا تجھکو بھی کھاؤنگا چالیس آدمی ایک وقت مین کھا سکتا ہون یہ کہکر جو دو ہتھڑ
مارا مجلس بھی خاموش ہوکر گری مخمور رجا پڑی پورا انگشتا کھینچ مارا سینے پر سردار سیہ پوشان
کے پڑا آبلے تو پڑ گئے مگر کسی دانے نے ہڈی کو نہ توڑا ایک چیخ ماری دامن سیہ ہلا کی مخمور بھی
خاموش ہوئی جھولی شانے سے اُتار کر پھینک دی بران کے شلنے سے شانہ ملا کر کھڑی
ہوئین سردار سیہ پوشان منہ پھیلا کر بڑھا چنگھاڑیں مارتا تھا کہ ان تینون کو کھا جاؤن یہ سنکر
باغبان کو تاب نہ رہی ہرچند بران کا ایسا حال ہونے سے ہوش اُڑے ہوے تھے مگر ایک
گنبد مارا بران و مجلس و مخمور کو پشت پر لیا سینہ سپر کرکے لڑنے لگا دو تین سحر کیے سردار
سیہ پوشان کے اوپر جو سحر پڑتا تھا باطل ہوکر گر پڑتا تھا تاثیر کامل نہین ہوتی غصے مین سردار
سیہ پوشان نے دامن اپنا پھاڑ کر پھینک مارا ایک برق کڑکی باغبان نے اُف
کرکے دونون ہاتھ آنکھون پر رکھ لیے سردار سیہ پوشان نے کہا یا سامری اب آپ ایسے
ناچار ہوے کہ باغبان باغ سیب کا منتظر ہے مقابلہ کرتا ہے مثل مخمور کے اسکا بھی حال
کیون نہین ہوجاتا باغبان لڑکھڑا کر ہٹا مخمور کا ہاتھ تھام کر کھڑا ہوگیا جھولی اُتار کر پھینکدی
گلچین نے جو شوہر کا یہ حال دیکھا بیقرار ہوگئی سردار سیہ پوشان منہ پھیلا کر چلا سب
لشکریون نے کہا خبردار آگے نہ بڑھنا بیتاب ہوکر پکارنے لگے ای کریم کارساز و ای رب بے نیاز
ان سردارون کو اس مصیبت سے بچائے

نظم

جنابد روی خود در وحدت و کثرت وحید	ظاہر از ہر فرد می گردد خداوند فرید
شد از و اظہار ہر روز و شب و شام و صباح	شد از و اصلاح ہر نیک و بد پاک و پلید
گاہ از ذرہ ببیند چہرہ گہ از آفتاب	ہر کہ باشد طالب دیدار خواہشمند دید
نکتۂ توحید ذاتش خارج از شرح بیان	علم تشریح صفاتش زاید از گفت و شنید
قدرتش موجود در ہر ظاہر و ہر باطن است	صنعتش پیداست اندر ہر قریب و ہر بعید

گم شد آن سالک کہ در راہ طریقت پا نہاد ۔۔۔ گشت بے نام و نشان ہر کسکہ در منزل رسید
چشم دل بندی منور کن ز نور معرفت ۔۔۔ کار صفاے دل بہمت روشنی آید پدید
حاضر و ناظر ببین و پیشت خدا آید نظر ۔۔۔ زیر و بالا نور ذات کبریا آید نظر

بلک بلک کے جو سارے لشکر نے دعا کی دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا سردار سیہ پوشان
مُنھ پھیلائے ہوے واسطے کھانے پران وغیرہ کے جاتا ہی خارخار خوشیان کرتی ہی اسوقت
بہار نے کہا اے خارخار اگر تجھسے ہو سکے تو سردار سیہ پوشان کو منع کر کہ مخمور کو نہ کھاے ہمارے
پاس گرفتار کر لائے مخمور رتے ہمسے بڑا رسم ہی معشوق پریزاد صاحب حسن و جمال با لیاقت و کمال
اسکا مرنا باعث ملال این جانب ہوگا خارخار نے کہا اے بہار مسلمانون کی طرف سے ابھی تمھارے
دل مین محبت باقی ہی جتنے دشمنان شہنشاہ مین سب قتل ہوجائین انکا زندہ رہنا اچھا نہین
جوان مین سے بچا وہ فساد برپا کریگا حمزۂ عرب کو جاکر اطلاع دیگا پسران حمزہ
صف شکن تیغزان جنھون نے طلسم توڑے ہین وہ لوگ یہ خبر سنکر آوینگے فوراً فساد برپا کرین گے
یہان کی لڑائی فتح کر لین تو چلکر سارے لشکر کو گھیر لینگے بلکہ اسی آدمخوار کو ساتھ لیجاینگے یہ سب کو
کھا جائیگا کھتا ہی ایک مرتبہ چالیس آدمی کو کھا سکتا ہون یہ دلیلین سنکر بہار کے آنسو
ٹپک پڑے مگر سر جھکا کر خاموش ہو رہین کہا بوالمحقین اختیار ہی ہم بھی خیرخواہ افراسیاب مین
خارخار نے منھ پھیر لیا سوچی کہ رات کو اور سحر کرونگی اسکے بہوت ہونے مین فرق [illegible]
محبت اہل اسلام مین غرق ہی یہان شگوفہ نے جو دیکھا کہ سردار سیہ پوشان ہاتھ [illegible]
پھیلائے ہوے جاتا ہی ملکہ شگوفہ نے چاہا کہ لشکر کو لیکر بلدہ روان اپنی شہزادی کو بچاؤن
یہ سوچ کر آواز دی یارو کھڑے کیا دیکھو جب ہوا آفتاب طلسم نورافشان غروب ہوتا ہی
جتنی مصیبت پر فلک کجرفتار بھی روتا ہی لشکر نے اپنے مقام سے جنبش کی چاہا جب [illegible]
سردار سیہ پوشان نے جو دیکھا کہ لشکر ان سبھون کے بچانے کو آتا ہی دامن اپنا ہلا دیا ایک
دیوار آہن سامنے لشکر کے حائل ہوگئی سب سردار سپاہی سوار اُسی دیوار پر گولے مار
رہے مین دیوار کو جنبش بھی نہین ہوتی جو سحر کیا بیکار ہوگئے گر پڑا جو کسی نے سخت سحر پڑھا
شعلہاے آتش نکلنے لگے کئی سو جل کر گرے اب تو سارے لشکر مین فریاد و فریاد کی صدا بلند

کال سخت ایک دن ظاہر ہوگا افراسیاب نے کہا یہ بات آج تک ظاہر نہین ہوئی سیمونہ نے کہا
حضور سب حال کھل جائیگا ضرور سرکار کو خبر پہونچیگی مین روز غضبان لکونگی یہ کہکر اُسی وقت سوار
ہوئی تین لاکھ ساحرون کو ساتھ لے کر چلی منزل در منزل سیمونہ چلی ہے عقاب گلنگ سوار
ہوا یہ بھی اُسکے ساتھ ہے ایک صحراے سبزہ زار مین یہ لشکر جا کر اُترا بارگاہ استادہ ہوئی آخر وقت ہے
سیمونہ وعقاب نے حکم کیا کرسیان دروازے پر بچھاؤ کرسیان بچھگئین مع چند مصاحبون کے باہر آکے بیٹھی
سامنے دیکھا کہ ایک گاؤن ہے کھیت جا بجا لہلہا رہے ہین کاشتکار کہین پانی دے رہے ہین کوئی گھاس
کھیت سے نکال رہا ہے ایک کھیت سے منڈیر اسکی بہت اونچی ہے اطرف مثل خندق ہے جو کوئی
دہانہ راستہ بہکے کھیت مین رہجاتا ہے یا اوپر سے نیچے اُترآتا ہے کہ دیکھا گاؤن سے ایک بڑھیا آتی ہے
جوتا پانو مین نہین ہاتھ بندھے ہوئے کہ بس یہی خاک اُڑکر سر پر پہونچتی ہے سوسی کا پائجامہ ایک کلی
کا پہنے ہوئے نہین ڈہ بدن کے دم ترکی پہ رہا ایک بٹوا کمر مین گٹھڑ سا بندھا ہے نہیں سے تمباکو چونا نکالکر
ہتھیلی پر ملا اور پھانک لی دانت تک منہ مین نہین بڑھیا آتے آتے قریب اُس کھیت کے
پہونچی کھیت مین کوئی تھا اسطرف اُتری منڈیر پر سے چڑھکر چلی ایک کنیز نے سیمونہ کی پکار
کر کہا بڑی بی صاحب گر پڑوگی سنبھل کے چلو بڑھیا نے تیوری بدل کر جواب دیا ارے جوانی پھٹی
بڑھیا تو ہوئی نبلے سے بال سفید ہوئے تو بڑھیا کہتی ہو ابھی سن ہی کیا ہے اچھی طرح یاد بھی نہین
تو اپنے مقام پر خضاب لگائے دو دو چار چار بچے ہوتے ہین اُس کنیز نے اپنی ساتھ والی سے
کہا بڑھیا بڑی بدزبان ہے بڑھیا کہنے سے بہت برا مانا ساتھ والیون نے کہا ہماری پاپوش سے
گرے چاہے مرے بڑھیا نے یہ بات سنی تالیان بجاکر کوسنے لگی کہا ارے تم گردو تمہارا مکان
تیر گرے حرام زادیو کوستی ہو تمہاری جوانی کو آگ لگے کنیزون نے آپس مین کہا اری بوا
چپ رہو یہ تو بڑھیا جادو کا کانٹا ہے ایک بات کہو تو اسکے لاکھ جواب دیتی ہے ایسی سے کون بچے
اسکے بڑھاپے کو آگ لگے بڑھیا نے پکار کہا او ستانیون مین سمجھتی ہون جو کچھ تم آپس مین
کہہ رہی ہو مین بہری نہین ہون تمہاری باتین سنتی ہون کنیز نے اشارہ کیا اری چپ رہو ایک
بات کے ہزار جواب دیگی کانٹے کو اپنے دامن سے الجھاؤ کیا ضرور ہے بڑھیا کھسکتی چلی آتی ہے ہر
قدم پر یہی قول ہے ان ستانیون کے شر سے سامری محفوظ رکھیں چند قدم چلی تھی کہ بڑھیا

نہ اٹکی اسطرف گری گرتے ہی بیہوش ہوگئی کنیزیں دوڑیں بڑھیا کو اٹھایا چادر یا وغیرہ جھاڑی
بڑھیا کی جو آنکھ کھلی کلبلا کے لوٹنے لگی کہا ارے جوانی پٹیوں تمھین ساحری و جمشید غارت کرے
اچھی بیاری کو بڑھیا کہا نظر تجھکو توڑتی ہے ان بیٹیوں کی مجھکو نظر لگ گئی اری میرا کوا اٹھا لیا گود میں
جا کر دریافت کریں جس محلے میں رہتی ہوں نہایت لات دسنات سے بہت آباد ہی ساری
ملنے والیاں دیکھتے دل شاد ہیں کسیکا دل نہیں دکھاتی جو جسنے کہا ان لیا کہدیا بیٹا بھائی آؤ گھر
تمہارا ہے جس کام کو موجود ہوں رات دن میرے گھر میں جلسہ جمع رہتا ہے جو جسنے فرمائش
کی فوراً بجا لائی بیلوستی نہیں کرلی بیچارے جیتے رہیں ایک کو ایک سے رشک نہیں دن کو
بھی آتے ہیں رات بھی آتے ہیں اور اپنی نسبت سے میں سبکو راضی رکھتی ہوں ملکہ قہقہہ
مار کر ہنسنے لگیں کہا نانی ماں معاف کرو بڑھیا نے تیوری بدل کر کہا واری میں صدقے
میں قربان جاؤں ایک بات کر دہن سے کلام ہونا نانی کی لفظ سے بڑھاپا ٹپکتا ہے میمونہ نے ہاتھ پکڑ لیا
کہا بہن اندر چلو عقاب گلرنگ سوار سے اشارہ کیا آج رات کو دل خوب بہلیگا اندر لا کے
کھٹولی بچھا دی بڑی بی بہیل کے بیٹھیں باتیں بنانے لگیں کہا بی بی ذرا میرا کوا لے سنکوا دو بچیو
کنیزوں نے کوا سینکا اب تو بڑی بی پٹر پٹر باتیں کرنے لگیں میمونہ نے پوچھا اری جوان بی
کہاں چلی تھیں بڑی بی ہنس پڑی کہا میں تمہارے منہ کے صدقے ابھی کہیں جوان نہیں
جن واری بیسنے کا حساب ابھی نہیں ہوا میرا ابا رسالدار ہے لشکر میں ایک رئیس کے یہاں
نوکر ہے داری چھٹے برس بیاہ کے گئی ساتویں برس بیٹ رہگیا پھر حضور لڑکا ہوا اُس مرنے والے
نے بڑی دھوم سے چھٹی کی نواں برس شروع تھا کہ اُنکو موت آگئی صاحبزادی رسالداری میں
وہ رنڈیاں نوکر رکھتے ہیں ہماری خبر نہیں لیتے ہیں نوکری چاکری کرکے اپنی اوقات بسر کرتی
ہوں [illegible] سے کچھ نہیں لیتی اپنا ہی کچھ کھلا دیتی ہوں اسی سے نام بھی مشہور ہے بدنام ہوجاتی
اب چلی تھی کہ جہاں صاحبزادے رسالدار ہیں وہیں جاکر اُنکو ذلیل کروں اب آگاہ ہوں [illegible]
[illegible] راستے [illegible] ان جوانی بیٹیوں نے نظر لگا دی اب آپکی خدمت میں آئی آگے جو صاحب
یہاں جو آئی ہیں میمونہ نے سب حال مفصل بیان کر دیا کہ یہ دو غدار غارت جادو بہار اسکے سوم [illegible]
[illegible] بڑی بی خوش ہیں [illegible] لونڈی کو بھی ساتھ لیجئے اور آپکو جادو دادو [illegible] آتا ہوگا میمونہ نے کہا

بس دن کی رات کردین اور رات کا دن کرین مردی کو زندہ اور زندی کو مردہ کرین بس تم حکم دو جیسا سحر کر دیا بنا دون تمکو جوان بنا دون جوکہو وہ کر دون بڑھیا نے کہا بی بی ایسا سحر کر دو کر ادھکا سیرا مجکو خرچ بہجا کرے اور رنڈیاں چھوڑ دی میرے پہلو مین سوئے بی بی کیا مین اس سے انکار کر دنگی ہوا سکی خوشی پھر مونڈ کے نہ سونگی میمونہ اسپر بہت ہنسی کہا ہمن تیرا عاشق رہے بے تمہارے دیکھے اسکو چین نہ پڑی یہ سنتے ہی بڑھیا نے جیز جیز بلائین لین کہا مین صدقے مین قربان ب کیا مین ان قدمونکو چھوڑ دنگی عمدہ عمدہ قصے سنا ونگی کرب بونڈی کے چین نہ پڑے بڑی بی میٹھی ہوئی باتین کر رہی ہین جب رات ہوئی لگا ول ذ دسترخوان چنا میمونہ نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ہمن آؤ کہانا کہاؤ بڑی نے بیٹھ کے کہانا کہایا بڑھیا سرجھکائے بیٹھی میمونہ نے پوچھا ہمن شراب بھی شوق ہے بڑھیا مر گئے لگی کہا بی بی وہ تو خنجر گلی ہے گلابیان منگوا دو ذرا بابان جب کرد مین ایک دو جیسز تمہاری سامنے گاؤن میمونہ نے گلابیان طلب کین شراب کو الٹ پلٹ کر جام کو لبریز کیا بائین کو بجانے لگی یہ غزل بڑی بی نے سامنے میمونہ کے بصد سوز و گداز مٹک مٹک کر گائی

نظم

تمکو ترساتے ہو تم کیون یہ ادا دکھلا کر
منہ چھپایا نہ کرو بہر خدا دکھلا کر

شرط یاری یہی ہوتی ہے کہ بس پھر گزرے
چار دن مہر و محبت کا مزا دکھلا کر

پھر قیامت ہے کہ وہ شوخ چھپائے منہ کو
اپنا دیدار حسین روز جزا دکھلا کر

دلکو ہاتھ اُسکے جو بیچون تو یہ کہتی ہے رقیب
لیجیو تم اسے بازار ذرا دکھلا کر

چاک چاک اپنا گریبان کیا ہے ہمنے
بس اسی دلنشی کہ وہ ہاتھ گیا دکھلا کر

کہنے ہاتھونے کہو کیونکہ کوئی بچ نکلے
یون جو دلکو لبھا رنگ حنا دکھلا کر

تیرے بیمار کو دیکھ کے پشیمان ہوے
لائے تھے وہ جو مسیحا سی دوا دکھلا کر

کہیو قاصد مرے پیاری سے جدائی کا گلہ
وقت رخصت مری نامی کو جدا دکھلا کر

خواہ دیوانہ کہی خواہ وہ وحشی مجکو
مصحفی مین اثر حال اپنا چلا دکھلا کر

بڑی بی کے گانے پر لوٹ گئی کہ اس بڑھاپے مین کیا آواز ہے گانے مین سوز و گداز ہے بڑھیا نے اب سبکو شراب پلانا شروع کی کنیزونسے کہا اری مستانیو تم بھی پیو کنیزین پینے لگین مصاحبون کو بھی شراب دینا شروع کیا سب در باد و سے پہر رات رہے بیہوش ہو رہے

خواجہ اپنے مقام سے اٹھے منظور ہوا انکے ساتھ چلی کہ خار خار کے کانٹا جبھو دن عقاب کو
اٹھاکے نذر زنبیل کیا اسکی شکل بنکر اسی مقام پر سو رہے چار پہر رات اسیطرح پر گذری
جبکہ سحر ہوئی بیہوشی سبکی اتری پہلے میمونہ ہوشیار ہوئی اٹھی دیکھا بڑھیا نہین عقاب
سیرے پہلو مین سو رہی ہے کنیزون سے پوچھا ارے بڑھیا کہان گئی کنیزون نے چہار جانب
دیکھا کہین کا پتہ نہ ملا میمونہ نے اسدن تو اسی مقام پر مقام کیا عقاب گلنگ سوار نقلی نے
کہا حضور نہین معلوم بڑھیا کون تھی چھلاوہ تھی چھل بل کرکے چلی گئی دوسرے دن میمونہ نے
اُس جگہ سے کوچ کیا یہان خار خار رنگین پوش انتظار مین ہے کہ شہنشاہ نے فوج بھیجی مگر ابھی تک
نہین پہونچی کہ صرصر نے خبر دی ملکہ میمونہ زرد پوش آپکی مدد کو آتی ہین تین لاکھ فوج ساتھ ہے
بہار و خار خار باہر نکل آئین دیکھا ایک ابر زمرد بلندی پر چرخ مار رہا ہے اور زمین پر ایک لشکر
گران کی آمد ہے صرصر نے کہا سامری و جمشید آپ پر فضل کرین خار خار نے کہا میمونہ بلائے
روزگار ہے ایک جادو ریا اُسکے پاس ہے اُسکے سحر کی پناہ نہین کون اس سے مقابلہ کر سکتا ہے یہ لشکر
استقبال کو بڑھے مین میمونہ تخت پر سوار تین لاکھ فوج پشت پر عقاب گلنگ سوار پہلو مین باتین
کرتی ہوئی کہ خار خار نے ملاقات کی بہار کو دیکھکر میمونہ تخت سے کود پڑی بہار سے ہم بغل ہوئی
عقاب کو بھی بغل گیر کیا عقاب کا ہاتھ تھام لیا باتین کرتی ہوئی لیکن عقاب نے چپکے
سے پوچھا کیون ملکہ بہار یہ کیا معرکہ تھا تم تو شریک مسلمانان تھین ادھر کیونکر آگئین بہار نے کہا
اے عزیز کون جدائی چاہتا ہے نگوڑے سارابان نے زاری لے ہمکو بہن سے جدا کرایا تھا جب خیال
آیا اُن سبکی دشمن اب ملک کو کب برباد کرنیکا ارادہ ہے یہ مسلمانون کی بڑی معین و مددگار ہین
اگر انکو ہٹایا تو مسلمانون کا قدم نہ ٹک سکیگا اسطرحکی باتین کرتی ہوئی داخل بارگاہ ہوئین جلسہ جمع
ہے بہار کے منہ سے نکل اصل یہ ہے کہ عمرو کی گانیکا شغل نہین کیا غضب کا گاتا ہے صرصر صبا رفتار
بھی ہین خواجہ سے صبر ہو سکا نہ اختیار بول اٹھے حضور گانا سُنیے تو احوال معلوم ہو صرصر نے کہا ای
ملکہ عتاب بہار سچ فرماتی ہین عمرو کا گانا سحر ہے بلائے روزگار ہے یہ عیاری اسکی نہین رکی عقاب
نے کہا مین نے بھی لاکھون روپیہ صرف کرکے حاصل کیا کبھی حالی امان کو نہین سنا تھا اسوقت
تم سبھون نے کہنے سے جوش آگیا باباؤن اٹھا کر چھیڑا محفل مین رنگ جانا منظور ہے یہ دعا سید حاجیکا

بجاکے یہ اشعار عبرت آثار گانا شروع کیے

نظم

یہ وصیت مری ساقی نہ فراموش کرے　　کاسۂ سر کو خم بادہ کا سرپوش کرے

کشتۂ عالم عریانی خوبان ہون فلک　　ہے سزاوار جو مجھکو نہ کفن پوش کرے

گردش چشم بتان سے ہو کیونکر دل خوش　　فلک مسافر کو یقین ہے کہ یہ بیہوش کرے

صورت قطرۂ شبنم ہون عزیز ہر دل　　کھینچے خورشید تو گل مجھکو در گوش کرے

ہو بھی تو سبب غیر عدد اپنا بھی　　نشۂ حسن الٰہی اسے بیہوش کرے

اُس عبرتگاہ مین لازم ہی گنہ سے پرہیز　　راہ رو چاہیے اپنا نہ گران دوش کرے

داغ دل ہو وہ چراغون کی طرح سے عدم　　جلوہ فرمائی جو وہ صبح بنا گوش کرے

دشمن جان بھی تغافل کا نہو دے کشتہ　　خاطر دوست کسیکو نہ فراموش کرے

آرزو ہی یہی آتش کی خدا اے زاہد　　تجھکو غم نوش کرے مجھکو قدح نوش کرے

سب تو گانے کی لکا عقاب کے تعریفین کرنے لگی خار خار نے کہا آج شب کو جلسہ آراستہ ہو کر صرصر کو سنانا آگیا ہی مین کہتی ہون اے صرصر یہ تو سب حرکتین عمرو کی ہین تج ہی بی میمونہ آئی ہر عمرو کیونکر پہونچگیا ایسا نورات کو جلسہ آراستہ ہو کوئی خرابی پڑی خاموش ہو رہی جی مین کہتی ہی سمجھا جائیگا لیکن خار خار نے جلسہ آراستہ کرنے مین بڑی تاکید کی ملکہ بہار نے بھی یہی کہا صاحب حقیقت مین ملکہ عقاب کی گانے مین عمرو کے گانے کا لطف پایا گیا آج رات کو جلسہ آراستہ خواجہ کو تو فکر ہے کہ آج خار خار کو لون فوراً کہہ بیٹھی کہ کنجی سیخانہ کی مجھکو دیجیے خار خار نے کنجی سیخانے کی حوالے کی اب تو صرصر کو یقین کامل ہوا کہ یہ عمرو عیار ہے چار دن عیار زنبیل سے بھی کہدیا کہ خبردار شراب نہ پینا یہ عمرو عیار ہے یا خیال میرا غلط ہو لیکن حرکتین سب وہی ہین کنجی بھی سیخانے کی مانگ لی آج ہی گانے بھی رنگ جمایا اسوجہ سے مجھکو گمان غالب ہوتا ہی عیار بہچان تو خاموش ہو رہین عمرو کنجی لیکر سیخانے مین آیا سب شراب مین بیہوشی ملائی شام کو صحبت مین آیا کہا اب جناب تشریف رکھین صحبت کو جمایا عیار بہچان تنکر مین عمرو نے آوازدی مجھکو شراب لینا ہو لیجاوے غرض آب لشکر مین بٹنے لگی صرصر کہہ رہی کہ اے صبا رفتار یہی کنکل ذکی نہین لی سب حرکتین عمرو کی ہین ایک بات مین البتہ تردد ہی عقاب کو کیونکر فرمایا جاوے اُسکی نقل بنا صبا رفتار کہتی ہی کہ ہرگز

یہ عمرو نہین ہے عمرو سے رہے لشکر مین شراب بانٹ کر دوے گا یہان لے کر محفل مین آیا خار خار تخت پر بیٹھی ہے ایک طرف میمونہ و بہار و نگل دری پر عیار بچیان اپنے اپنے مقام پر عمرو نے بیٹھکر گانا شروع کیا اشعار جن جن کو عمرو گا رہا ہے آخر مین خار خار سے آنکھین ملا کر یہ چند اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے

نظم

اے جذب عشق کامل وہ گل کھلے چمن مین　　پیدا ہو رنگ بلبل ہر گل کے پیرہن مین

گلزار ہو رہی ہے ہر رنگ کی چمن مین　　پروانہ تلملاتا ہے ہر یک انجمن مین

قلقل گلابیون کی کیا لطف دے رہی ہے　　بلبل چہک رہی ہے ساقی کی انجمن مین

نو دولتون کو غرہ ہے خوش لباسیون پر　　پھولے نہین ماتے کمخواب و گلبدن مین

زلفین بکھر گئی ہین اندھیر ہو گیا ہے　　بالون مین منہ چھپاے یا چاند ہے گہن مین

دیکھین جنون کدھر کی دکھلاے سیر ہمکو　　گلشن مین گل کھلی ہین پھولا ہے ڈھاک بن مین

قامت مین کیا قیامت انداز و ادا بھری ہین　　آفت کی پیچ و خم ہین گیسوے پر شکن مین

مہتاب ہو رہا ہی دل حاضر ہین ٹھوڑی کو　　پانی تو دیکھ لین ہم اسکے چہ ذقن مین

کیا حسن بازوون کا جوبن دکھا رہا ہے　　تارے جڑے ہوئے ہین گویا کہ نور تن مین

آنکھین لڑی رقیب سے بحر ہو گئے تم　　الفت کی سوت پھوٹی ٹھوڑی چہ ذقن مین

اس تکلم مین عمرو نے یہ اشعار گائے کہ بہار و خار خار کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے میمونہ نے انکو گود مین اٹھا لیا کہا بیٹا تمنے کیا کمال حاصل کیا ہے اس سفر مین تمنے حال ظاہر کیا صرصر خاموش بیٹھی ہے عمرو نے اسی جوش مین سبکو شراب پلائی اب دورہ شراب کا بند ہا عیار بچیان آپس مین اشارہ کر رہی ہین اب کنیزون کے شراب پینے کا ہنگام ہوا ایک کنیز نے کہا بوا صرصر تم بھی پیو صرصر نے جام شراب لیا کنارے شراب پھینکدی صبا رفتار وغیرہ نے شراب پی اور آپس مین کہتی ہین استانی کو ہنر کا خیال ہے سارا ماں زادہ بیان کہان یہ شاہزادی ہے اپنے اپنا روپیہ صرف کر کے یہ کمال استادون سے سیکھا دو کمال آج ظاہر ہوا یہان تھوڑی عرصے مین بیہوشی نے تاثیر کی پہلے سب کے بی خار خار کو جوش ہوا گھبرا کر اپنے مقام سے اٹھین یہ کہتی ہوئین کہ یونہی دوسے ملا او مدد آئی ہین یا سامری جمشید ایک چند قدم چلی تھی کہ گری ملکہ بہار بھی خیال مین بلاغ کرکے کہتی ہوئی اٹھین کہ دیکھو بیدار رہو

نغمہ سرائی کر رہی ہیں اکھتڑی یہ بھی گریں اب تو جو اُٹھا وہ گرا تھوڑے عرصے میں سب بیہوش ہوگئی
صرصر ایک گوشۂ باغ میں چھپی بیٹھی ہے عمرو نے جو سب کو بے فرش پایا تکرا اپنے نام کا نعرہ کیا

نعرۂ عمرو تصنیف مصنف

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہوں دشمن کو ہر دم تو ہنر
فلک کی جو گردش کا سامان ہے
امیر عرب شیر پروردگار

مرا نام ہے خواجۂ خواجگان
مرے نام پر غدر پیدا ہوا
مرا مکر ہے گلشن قیل و قال
نشان تماری گردیا پوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے

عمر ذی حشم مہتر مہتران
اُڑاتا ہوں کفار کی میں دھجیان
مری چال سے ہے صبا پائمال
مرا افسر ذی حشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے

جیسے ہی عمرو نے خنجر کھینچا اور چاہا کہ عمر خار کو قتل کرون صرصر نے نکل کر آواز دی اور سارا باغ ناگہ
خبردار کیا کرتا ہے میں پہلے ہی پہچان گئی تھی اور آواز دی کہ صبا رفتار و شمیمہ جو ہنسی کہا تھا وہی
ہوا چاروں عیار پہچان اپنے مقام سے اٹھیں شراب پی چکی تھیں لڑکھڑا کے گریں گرتی ہی بیہوش
ہوئیں صرصر نے عمرو کو تیر مارا عمرو نے خالی دیا خواجہ چاہتے ہیں کہ صرصر کو ہٹا کر خار خار کو
قتل کروں صرصر نے کہا ان چاروں کو اسیر کرنے کا اعتبار نہ آیا کمبختوں نے شراب پی لی آخر بیہوش
ہوئیں اگر یہ بھی ہوشیار ہوتیں عمرو کا گرفتار ہونا کچھ بات نہ تھا صرصر دوڑ کر خار خار پر سینہ سپر
ہوگئی جم کے لڑنے لگی خواجہ چاہتے ہیں یہ ہٹے تو میں اپنا کام کروں صرصر پیچھا نہیں چھوڑتی ایک
مقام پہ بیٹھ کے پالٹ کا ہاتھ مارا عمرو نے جست کی صرصر نے پلٹ کر حباب دافع بیہوشی دہن پہ
خار خار کے مار دیا خار خار نے کروٹ لی خواجہ عمرو جست کر کے بھاگے صرصر نے کہا ملکہ لینا
خار خار نے باران سحر برسایا میمونہ کی آنکھ کھلی صرصر نے چیخ مار کر کہا ملکۂ عالم آپ نے غضب
کیا اپنے ساتھ عمرو کو لائیں آپ کی بھائی صاحب کیا ہو گئیں عمرو عقاب بنکر آیا دیکھیے ساری
محفل بیہوش ہے بھاگ کر نکل گیا میں اکیلی کیا کرتی میمونہ نے کہا کہاں جائیگا لشکر پر چلکر قیامتیں
برپا کرونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑوں گی صرصر نے کہا لشکر میں بڑے بڑے شخص ہیں بران و
دمخور و باغبان بلای روزگار ہیں میمونہ نے کہا تم ہماری سحر سے صرصر آگاہ نہیں ہو خیر اب چلکر
دیکھنا صرصر نے کہا لشکر کی تو خبر لیجیے سارے لشکر کو شراب تقسیم ہوئی سب بیہوش پڑے ہونگے
صرصر کے کہنے سے میمونہ باہر گئی دیکھا سارے لشکر میں ہنگامہ ہے کوئی دوڑ رہا ہے کوئی اودھر سے

کوئی گاتا پھرتا ہے کوئی آپس مین لڑ رہا ہی ہزارہا سپاہی بیہوش پڑے ہین کچھ نیم لبسمل کچھ گانے میں
مصروف کسیکا بیہوش ہونا گانے پر موقوف ہنگامہ گرم ہی کئی ہزار سر ٹکرا ٹکرا کے مر گئے بہت سے کوئیں
مین گرے اب تو میمونہ نے باران سحر برسایا سبکو ہوشیار کیا عقاب کے واسطے بہت رد و کد کیا کوئی
صرصر یہ ساربان زادہ شکل عقاب میری لشکر مین کیونکر آیا صرصر نے کہا راہ مین عیاری ہوئی
میمونہ نے بڑھیا کا حال بیان کیا صرصر نے کہا اسی رات کو اُسنے عقاب کو اپنے قبضے مین کیا
بڑی خیر ہوئی کہ لونڈی موجود تھی ورنہ بی خار خارہ کا گل حیات پژمردہ ہوتا میمونہ نے کہا اول آج حکم
شہنشاہ ہی کہ سب کو قتل کرد ملک کوکب تباہ کرد ملکہ بہار کا ساتھ دو یہ اُس ساربان زادے نے
اور اپنی جان پر آفت لی اب جاکے قیامت برپا کرونگی اس رنگ سے قتل کرون اور گرفتار کرون
کہ دیکھنے والے حیران ہوجائین بیہوشی کیوجہ سے دس بارہ ہزار جادوگر ہلاک ہوئے انکا بدلہ بھی بوجہ احسن
ہوگا بی خار خار جلد لشکر تیار کرو خار خارہ نے اسیوقت قرنا کرائی فوج ہزیمت سے ہمراہ لیکر چلی بیان
ملکہ بران و ممنور و باغبان وغیرہ قلعہ گلنوشان پر فروکش ہین باغبان نے ملکہ بران سے
کہا خواجہ ملک مین خار خارہ کی نئے ہین یقین ہے خار خارہ کا سر لیکر آئین بہار اس بڑی مہم مین کانٹون
سے نکلین اب ہم جاکر لشکر کی خبر لین بران نے شقایق کو قلعہ اول پر روانہ کیا کہا جاکر اپنی عملداری
کرو رعایا کو اطمینان ہو ملکہ شقایق فوج لیکر قلعے پر پہونچین جاکر اپنی عملداری کی باغبان و
ممنور نے تیاری کی ہے کہ ہم بخدمت ملکہ مہرخ جائین کہ خواجہ عمرو آکر پہونچے تمام کیفیت آکر بیان کی اور
کہا کہ میمونہ بڑے زور و شور سے آتی ہے باغبان رک گئی لیکن میمونہ منزل در منزل آتی ہے کہ دور سے
اُسنے دیکھا ایک قلعہ صحرا مین واقع ہے زمین چار جانب نہایت سرسبز و شاداب ہے کاشتکار زراعت
کی حراست کر رہے ہین پھاٹک قلعہ کا کھلا ہوا ہے نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین کی قلعے مین آمد و
رفت ہے میمونہ نے کہا ارے دریافت تو کرو یہ قلعہ کسکی عملداری مین ہے ہرکارے گئے وہ خبر لیکر آئے
عرض کی حضور عملداری کوکب کی قلعے مین ہے ملکہ گلعذار گلگون پوش سیاہ کی حاکم و ناظم ہین میمونہ
نے حکم دیا اسی مقام پر لشکر اترے لشکر مین نوبت و نقارے جو بجے پڑا ہوا ملکہ گلعذار قلعہ مین تھی
سنتے ہی کہا ارے دریافت تو کرو کوئی لشکر آیا ہے پرچہ نویس نے آکر پرچہ دیا کہ ملکہ میمونہ زرد پوش
و بہار و خار خارہ سب برسر قلعہ گلنوشان جاتی ہین اس قلعہ کی تسخیر کا ارادہ کیا ہے گلعذار نے

اٹھا گلعذار نے آکر سلام کیا بندریا کاندھے پر میمونہ کے آبیٹھی گلعذار کو بیٹھنے کی جگہ ملی کہ میمونہ
نے پوچھا مزاج کیسا ہے دست بستہ عرض کی دعا مین سرکار کی مصروف رہتی ہون میمونہ نے حکم
دیا کہ شراب لاؤ ایک کنیز جام شراب لیکر آئی اشارہ کیا ملکہ گلعذار کو دو گلعذار جام لیکر بے اندیشہ
انجام پیگئی جام پیتے ہی چہرہ سرخ ہوا میمونہ نے حکم دیا ہتکڑیان بیڑیان لاؤ ہتکڑیان بیڑیان
حاضر ہوئین میمونہ نے کہا یہ ہتکڑیان ہاتھ مین پہنو گلعذار نے ہتکڑیان ہاتھ مین پہن لین کہا
زبانین سوزن بھی دیکو گلعذار نے اپنی زبانین آپ سوزن دی بیڑیان پہن لین بندریا
نے کاندھے سے میمونہ کے اتر کر منہ پر ہاتھ پھیر دیا اب گلعذار کو ہوش آیا تڑپنے لگی لیکن
زبانین سوزن کیا کر سکتی ہے کنیزین ہاتھ پکڑ کر قید خانے مین لیگئین خارخار نے بہت تعریفین
کین کہا ملکہ میمونہ کیا کہنا کیا عمدہ سحر ہے میمونہ نے کہا ابھی تمنے کیا دیکھا ملکہ بران وغیرہ کا یہی
حال ہووے جو بڑی بی مخمور کہلاتی ہین انکا یہی حال ہو تب بات سحر ہے یہان لشکر والے گلعذار
کے سب پریشان ہو رہے ہین کہ ہماری مالک لشکر دشمن مین گئی ہین نہین معلوم یہ کیا معرکہ گذرا
سرو قامت وزیرزادی حیران بیٹھی ہے آخر ہرکارون کو حکم دیا کہ خبر لاؤ چند ہرکارے گئے
خبر لیکر آئے کہا حضور ملکہ گلعذار قید ہوئین میمونہ کو اپنے سحر پر بڑا ناز ہے وہ بندریا جو آئی تھی وہ
سحر تھا سرو قامت نے خدمت ملکہ بران مین ایک عرضی [illegible] کی ملکہ میمونہ نے طبل
جنگ بجوا دیا سرو قامت نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکر مین تیاریان ہونے لگین
جس وقت کہ چار پہر رات گذرے ستارہ سحری آسمان پر چمکا دونون لشکر میدان کارزار مین آئے
صفین آراستہ ہونے لگین میمونہ کھڑی دیکھ رہی ہے سرو قامت لشکر کو لیے ہوئے حیران
کھڑی ہے یہی سوچ رہی ہے کہ میمونہ کے مقابلہ کو کون نکلے گا کہ آسمان پر لکہ ہائے ابر گلنار
پیدا ہوئے ابر سیاہ لالی بھی چمکا میمونہ دیکھنے لگی ابر قریب آکر پھٹا دیکھا ملکہ بران شمشیرزن
و ملکہ مخمور صف شکن و باغبان قدرت و ملکہ مجلس صاحب شوکت ساٹھ ستر ہزار کا لشکر
پشت پر بڑے زور و شور سے آ رہی ہین جب لشکر مین ملکہ بران آئین سرو قامت دوڑی
ہوئی پاس ملکہ بران کے آئی عرض کی ہماری مالک قید ہوگئین ملکہ بران نے کہا پروردگار
مالک ہے زیادہ گھبرا نہین خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے وہ تدبیر کرینگے برق فرنگی و خواجہ

بصورت سنبل آئی ہین برق طرف لشکر میمونہ کے چلا میمونہ نے جوان سبکو آتے دیکھا
بندریا کے گلے سے زنجیر کھولی بندریا اچکتی کودتی میدان مین آئی مثل انسان پکار کر یہ آواز
دی جسے تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے باغبان کو شرم آئی کہ مین بندریا کے مقابلہ مین کیا
جاؤن مگر مجلس جادو تخت سے کودی سامنے بندریا کے پہونچی بندریا نے مثل انسان
کے قہقہہ مارا پکار کر آواز دی ای مجلس بلاوجہ جان دے کیا فائدہ ملکہ میمونہ تمکو بلاتی
ہین چلکر اصلاح کر لیجیے مجلس نے کہا بہتر آگے بندریا اچکتی ہوئی جاتی ہے پیچھے اسکے مجلس
جی کنیزون نے کئی مرتبہ پکارا اری آپ کہان جاتی ہین مجلس نے کچھ جواب نہ دیا سامنے
میمونہ کے پہونچی میمونہ نے مثل گلعذار کے کہا ای مجلس زبانین اپنی سوزن دو مجلس نے
اپنی زبانین سوزن کو دیا ہتکڑیان اور بیڑیان پہن لین بندریا نے منہ پر ہاتھ پھیرا اب تو
مجلس کو ہوش آیا مثل مرغ نیم بسمل تڑپنے لگی میمونہ نے آواز دی ارے کوئی حاضر ہے
اسکو قیدخانے مین لیجائے برق فرنگی ایک کنیز کی شکل بنکر سامنے آیا سرزنجیر کو ہاتھ سے
تھام لیا طرف قیدخانے کے لیچلا راہ مین اسنے پوچھا کیون ملکہ مجلس زبان سے سوزن لون
مجلس نے اشارہ کیا تو کون ہے برق نے کہا مین ہون برق فرنگی مجلس نے کہا چل کر
قیدخانہ تو دیکھ لین مجلس کو بھیجکر میمونہ نے پھر بندریا کو اشارہ کیا بندریا کودتی ہوئی
پھر میدان مین آئی پکار کر اسیطرح آواز دی کہ باغبان قدرت کمر اپنی باندھنے لگا دہان
جب مجلس و برق قیدخانے مین پہونچی گلعذار کو بھی قیدخانے مین دیکھا برق نے سوزن
دونو کی زبان سے نکالی مجلس تڑپ کر بلند ہوئی پیچھے گلعذار چلی یہان بندریا میدان مین مبارز
طلبی کر رہی ہے کہ مجلس آکر آسمان پر چلی نعرہ کیا او بندریا کیا للکار رہی ہے زمین پر تڑپ کر
گری نارنج نکالکر مارا کہ بندریا کے دو ٹکڑے ہوئے گلعذار آسمان سے دیکھ رہی ہے لوگ
تعریف کرنے لگے میمونہ نے پکار کر آواز دی اے مجلس تو نے کیونکر رہائی پائی لاشہ
بندریا کا زمین پر تڑپا اُسی مقام سے آواز آئی ای ملکہ عالم برق فرنگی نے دونون کو رہا کیا
میمونہ نے پکار کر آواز دی ای شعبدہ ساز سامری برق فرنگی کو گرفتار کر کے ہمارے
سامنے لاؤ اُسنے بڑی گستاخی کی اسکو سزا ملنا چاہیے بندریا کے جو دو ٹکڑے ہوئے تھے

وہ دونون ٹکڑے ملگئے پس ٹکڑتے ملتے ہی بندریا طرارے بھرنے لگی صحرا کی جانب بھاگی
مجلس و گلعذار لشکر مین آئین برق فرنگی ایک ساحر کی صورت بنا ہوا صحرا مین آتا تھا کہ بندریا
سامنے آکر پہونچی جھک کر شکل انسان کے سلام کیا کہا میان برق کہان سے آتے ہو تمکو ملکہ میمونہ
بلاتی ہین مگر بصورت اصلی چلو برق نے رنگ پونچھ ڈالا آگے بندریا پیچھے برق سامنے
میمونہ کے آکر پہونچے میمونہ نے ہتھکڑیان اور بیڑیان برق کو دین کہا انکو پہن لو
برق نے پہن لین بندریا نے منہ پر ہاتھ پھیرا برق کو ہوش آیا ایک ساحر نے لیجا کر
برق کو ایک خیمہ مین قید کیا گلعذار اور مجلس آکر کھڑی ہوئی ہین کہ بندریا نے دونوکا
نام لیکر پکارا کہ اے مجلس و گلعذار چلو تمکو ملکہ میمونہ بلاتی ہین ملکہ بران نے جب دیکھا کہ
دونون نے قصد کیا کہ جائین شگوفہ سے کہا ان دونون کا ہاتھ پکڑلے شگوفہ نے مجلس و
گلعذار کا ہاتھ پکڑا دونون تڑپنے لگین کہتی تھین ہمین جانے دو ملکہ بران غصے مین تخت سے
کود پڑین سامنے بندریا کے پہونچین بندریا نے منہ کھولا ملکہ بران نے دیکھا یہ کلام کیا چاہتی ہے
اختر مروارید نکالکر کھینچ مارا دہن پر بندریا کے پڑا جلکر خاک ہوگئی میمونہ جلاکر خود جا پڑی
آواز دی کیون اے زمزمہ میونان کہان ہو بی بران کو لیتا شعبدہ ساز سامری کو جلادیا
صحرا سے غل کرنے کی بندرون کی آواز آئی کہ زمین تھرا گئی دیکھا ہزار ہا بندر صحرا سے غلغلہ
کرتے ہوئے آکر پہونچے ملکہ بران کو گھیر لیا بران نے اختر مروارید کھینچ مارا جس بندر پر اختر
پڑا جلکر خاک ہوا ہرچند قتل کرتی ہین بندر کم نہین ہوتے بڑھتے ہی جاتے ہین پھر بھی کمال
ملکہ بران ان سب سے لڑین آخر لڑکھڑا کر گرین سب بندر غائب ہوے صرف ایک بندریا
باقی رہی وہ ملکہ بران شمشیر زن کو اٹھا لیگئی سامنے [illegible] میمونہ [illegible]
دونون کو [illegible] قید خانے کو بھیجا اور پکار کر آواز دی اے باغبان قدرت بہتر ہے
[illegible] خدمت ہو ورنہ کل سب کا یہی حال کردونگی آج فرصت دیتی ہون بی بران نے
[illegible] کہ شعبدہ ساز سامری کو جلادیا سامری و جمشید مین سب ہی کی قدرت ہے اسی کا
کیا بقول شخصے خاک سے پاک کیا یہ کہکر لیٹی باغبان رنجیدہ کبیدہ میدان
سے [illegible] دین آکر بیٹھا خواجہ بھی آئے باغبان نے کہا خواجہ ساحرہ زبردست کو مقابلہ

مقابلہ ہو دیکھین تقدیر کیا دکھائے خواجہ نے کہا مین آج فکر مین خار خار کی جاتا ہون جو جا کر نکلے برق کے قید ہونیکا خواجہ کو بہت قلق ہی بیان بہار نے میمونہ کی بڑی تعریفین کین کہا تم سحر مین بڑی کامل و اکمل ہو میمونہ نے کہا ابھی سحر ملاحظہ فرمائیگا مگر خواجہ فکر مین خار خار کی لشکر مین آکر پھرنے لگی دور سے بارگاہ خار خار کو دیکھا دروازے پر بارگاہ کے آلے کنیزین کھڑی تھین ایک کنیز کو اشارے سے بلایا کنارے لیجا کر اُسکو بیہوش کیا اسی کنیز کی شکل بنکر سامنے خار خار کے آئے کہا کیون حضور برق اور برّان جو قید مین انکی رہائی کیونکر ہوگی خار خار نے کہا مجھے صرف اتنا معلوم ہی کہ ایک ساحر جنگل سے آیا صحرا نورد اُسکا نام تھا اُسکو دروازے پر بٹھایا ہے جبتک وہ نہ مارا جائیگا ملکہ برّان و برق رہائی نہ پائینگے خواجہ نے کہا حضور مین نے ابھی سنا عمرو عیار آپکے لشکر مین آیا ہی جا بجا پھر رہا ہی مجھکو حکم ملے جا کر در زندانخانے پر بیٹھون کسیکو وہان تک نہ آنے دون خار خار نے ایک رقعہ لکھکر بنام صحرا نورد دیا کہ ہماری گلشن آتی ہی تمہاری ساتھ حفاظت مین شریک ہوگی یہ رقعہ لکھا عمرو کو دیا خواجہ پاس صحرا نورد کے آئے وہ رقعہ دیا صحرا نورد نے اپنے پاس بٹھا لیا خواجہ بیٹھکے باتین کرنے لگی صحرا نورد گلشن کو دیکھکر باغ باغ ہوگیا صورت زیبا کو ہر مرتبہ دیکھتا ہے ناز و کرشمہ پر بیتاب ہوا جاتا ہے خواجہ نے گھنگھرو بجا کر یہ غزل سامنے صحرا نورد کے گائی

اُس عزیز القدر کی دیکھی صورت خواب مین ۔۔۔ آج یوسف کی ہوئی گویا زیارت خواب مین

نام تیرا ہے مجھے ورد زبان رویا مین بھی ۔۔۔ ہو کسیکو جیسے بڑانے کی عادت خواب مین

کسقدر غفلت بُری شے ہوتی ہی ای غافلو ۔۔۔ دیکھ لو مُردونکو ہو جاتی ہی حاجت خواب مین

ہاے کیا وہ بھی زمانہ تھا کہ کرتے تھے بسر ۔۔۔ وصل کی شب جاگنے مین روز فرقت خواب مین

اسلیے نالون سے خلقت کی اڑا دیتا ہون نیند ۔۔۔ دیکھ پائے تا نہ کوئی اُسکی صورت خواب مین

یا الٰہی بعد مدت خواب مین آیا ہی یار ۔۔۔ مُردونکی صورت رہون اب تا قیامت خواب مین

عاصیون پر بعد مردن جیسا ہوتا ہی عذاب ۔۔۔ رہتی ہی بے مرگ مجھکو یون اذیت خواب مین

جنت مین کہتا ہون کہ میری وصل سے جاگنے کے بعد ۔۔۔ بیٹھکے ہنستا ہی وہ از راہ ظرافت خواب مین

جاتا ہون وان پھر ا [illegible] ۔۔۔ [illegible] خواب مین

بخت ہوں بیدار میرے پاؤں دولت خواہشا		یا الٰہ العالمین تاصبح کی ہے یہ التجا

ان شعروں کو سنکر صبا نورد بیقرار ہوگیا کہا ای گلشن تم تو خوب گاتی ہو جب صبا انور نگاہ
کرنے لگا خواجہ نے کہا شراب منگاؤ صبا نورد خود جاکر شراب لایا خواجہ نے بیہوشی ملاکر سبکو
پلانا شروع کیا شراب پی پی کر سب بیہوش ہوے اندر قید خانہ کے آئے تبان کو دیکھا بادل خزیز
اور اندوگین زنجیرین پڑی ہین برق فرنگی اپنے مقام پر تڑپ رہا ہے عمرو کو دیکھکر باچھین شگفتہ
ہوگئین کہا خواجہ آپ نے بڑا کمال کیا مین لشکر مین اس بندہ یادالی کی آگ لگا دیتی ہون
خواجہ مجھے عمر گذری سحر کرتے ہوے مگر مین نے یہ بندہ یا کا سحر کبھی نہین دیکھا تھا آپ مجھکو رہا
کرین جاتے ہی مین اس حرامزادی کی بارگاہ مین آگ لگا دونگی اگر زور چلا تو خارخار کو بھی
آج مارا لیکن اس بندہ یادالی سے معرکہ عظیم پہنچیگی کسی کا سحر اُس پر تاثیر نہین کرسکتا خواجہ
نے زبان سے ملکہ بران کی سوزن نکالی برق کو بھی رہا کیا برق تو چھوٹتے ہی تڑپ کر بھاگا
ملکہ بران جو رہا ہوئین تڑپ کر بلند ہوئین میمونہ زردپوش پڑی سوتی ہے ملکہ بران نے جاتے
ہی ہاتھ جو ہلایا شعلۂ آتش چمک کر گرے بارگاہ میمونہ کی جلنے لگی لشکر پر آگ برسائی اختر جو
اچھال دیا تمام ریتین گرنے لگین ہزاروں کے سر اڑگئے میمونہ جب سوتی ہے بندہ یا پاس بیٹھی
رہتی ہے بندہ یا نے جو دیکھا بارگاہ مین آگ لگی میمونہ زردپوش کو جگایا کہا بی بی اٹھو کسی نے
بارگاہ مین آگ لگا دی ہے میمونہ گھبرا کر اٹھی اٹھتے ہی اُسنے بندہ یا کو اشارہ کیا بندہ یا نے ہاتھ
ہلاکے ایک چیخ ماری ابر تیرہ و تار گھر کر آیا قریب تھا کہ پانی بارگاہ مین برسے ملکہ بران نے اختر
مروارید مارا کہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا روئی کے گالے زمین پر گرنے لگے میمونہ باہر نکلی دیکھا
بران شمشیرزن آسمان پر سحر کررہی ہین ایک چیخ ماری کہ زمین کانپی مگر برق جو بھاگا
تھا جاکر لشکر مین خبر کی باغبان و مخمور دوڑے باغبان اُس وقت پہونچا کہ جب میمونہ
نے چیخ ماری ملکہ بران الٹ گئین لاکھ طرح اپنے کو سنبھالتی ہین گرنہین سنبھل سکتین دوڑ
کے باغبان نے سنبھالا بران کے منہ پر ہاتھ پھیرا کہا ملکہ بران ہوشیار ہو ملکہ بران کو
ہوش درست ہوے پھر سحر کرنے لگین خارخار بھی بیدار ہوئی اور لشکر اسلام بھی آپہونچا
دونون لشکر مل کے سحر ہونے لگے خواجہ عمرو اس فکر مین پھرتے ہین کہ خارخار کو لون

ایک مقام پر دیکھا کہ ملکہ بہار جادو کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہین ہزارہا اہل اسلام کو دیوانہ کرکے
مارا اکثر ساحر سر ٹکراتے پھرتے ہین خواجہ ایک کنیز کی شکل بنکر پاس بہار کے پہونچے خاموش
کھڑے ہوے بہار نے پوچھا کہ او سمن خیر توہے خواجہ نے سر جھکا کر کہا مین نے ابھی عمرو عیار
کو دیکھا ایک جادوگر کے کپڑے اوتار رہا تھا مین نے جو پکارا جاکے گوشے مین چھپا ہے نام عمرو کا
سنکر بہار نے کہا اگر عمرو گرفتار ہو جائے لشکر اسلام کی قوت کم ہو اسوقت اسی عالم نے جاکر عیاری
کی پران وبرق کو رہا کر لیا پران نے بارگاہ میمونہ جلا دی ملکہ نے کہا چل مجھے عمرو کو بتادی
مین گرفتار کرونگی عمرو بہار کو لگا کر پیچھلا جب بہار نخلستان مین آئی عمرو نے کہا دیکھیے وہ سامنے
عمرو بیٹھا ہے جیسے ہی بہار نے ادھر منھ پھیرا عمرو نے حلقہ کمند گلے مین ڈالدیے بہار نے خواجہ
نے حباب مارکر بیہوش کیا پشتارہ باندھا نذر زنبیل کر لیا آکر باغبان سے اطلاع کی کہ مین بہار کو پکڑ
لایا ہون باغبان نے کہا خواجہ سحر نے میمونہ کے آفت برپا کر دی ہے مجلس زخمی ہوئی شگوفہ
کو زخمی کیا کتنے سردار مارے گئے آفت برپا ہے اگر آپکے نزدیک مناسب ہو تو بلبل ان کو [illegible]
بیان نے رہائی پائی میمونہ نے ایک چیخ ماری تھی صحرا سے کئی ہزار بندے چلے عمرو کی بلبل ان پر
پڑی دونون لشکر ملے میمونہ نے جو دیکھا لشکر لٹے بندہ رون کو میمونہ نے اشارہ کیا کہ بندے پلٹ
گئے صحرا مین جاکر غائب ہوے میمونہ جھلاتی ہوئی پلٹی تھی کہ خار خار روتی ہوئی سامنے آئی
کہا ملکہ میمونہ غضب ہو گیا عمرو عیار بہار کو پکڑ لے گیا میمونہ نے لاکھ سلطان بجھانیکے مگر بہار
اپنے رنگ مین رہیگی ہرکارے بیجے جامین کہ خبر لائین ہرکارے میمونہ کے روانہ ہوے بیان
وہ وقت ہے کہ برّان وغیرہ بارگاہ مین پہونچین خواجہ عمرو نے زنبیل سے بہار کو نکالا باغبان
نے کہا خواجہ کیا ارادہ ہے عمرو نے کہا سونا دینا ضرور ہے باغبان نے کہا کیا ضرورت ہے
ہوشیار تو کیجیے دیکھین تو کیا باتین کرتی ہین اب تو ہماری آپکے قبضے مین ہین عمرو نے ناچار
ہو کر بہار کو ہوشیار کیا بہار نے ہوشیار ہوتی ہی اپنے کو بارگاہ سلطانی مین پایا بران نے
پکار کر آواز دی ای ملکہ بہار تمہاری ذات سے اسقدر کشت وخون ہوے ہزارہا بندگان
خدا مارے گئے لشکر کا کیا ستم ادہوا ملکہ بہار نے بنگاہ قہر طرف باغبان وبران
کے دیکھا کہا او برّان کیا بیہودہ بکتی ہے اپنے بہن دہنوئی کو چھوڑدین تمہاری

یقین تھا کہ لڑکھڑا کر گرین خار خار وبہار کی بغلوں مین ہاتھ دیکر سنبھالا ہو اور پرے ہوا
کرلیا میمونہ نے غصے مین اشارہ کیا ایک بڑا بندر باغبان پر جا پڑا باغبان نے ہزار رد کا
وہ بندر نہ رکا باغبان کو ایک چلت دیکر بوٹا نوچ لیگیا باغبان نے ایک طمانچہ مارا بندر اُچھلا
زمین پر دمسے گرا پھر غرا کے چلا باغبان نے ایک گیند مارا کہ بندر جل گیا وہ بندر ایکدم
بھر مین پیدا ہوے تھوڑے ہی عرصے مین کئی سو بندر حملہ کرنے لگے اور ایسی چیخین مارین
کہ باغبان لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوگیا بندرون نے باغبان کو اٹھا لیا بران وخمور نے
کئی گولے مارے بندرون پر تاثیر نہین ہوئی بندر باغبان کو لیکر بھاگ گئے میمونہ نے اسوقت
طبل امان بجوا دیا لشکر پلٹے بران وغیرہ کف افسوس ملکر رہ گئین یہی چرچا ہے کہ میمونہ
بلاے روزگار ہے بندرون کے سحر نے باغبان کو عاجز کیا آخر گرفتار کر لیگئے خواجہ نے کہا
مین جا کر رہا کرونگا یہان میمونہ نے باغبان کی زبانین سوزن سے چھیدین ہتھکڑیان بیڑیان
پہنا کر ہوشیار کیا باغبان کو جب ہوش آیا زنجیرین ہلانے لگا خار خار سے کہا انھین لیجا کر قید کر
لیکن ہر وقت خیال رہے ایسا نہو کوئی عیار آکر رہا کر لیجائے مین سبکو گرفتار کرونگی ایک کو مہلت
نہ دونگی بہار کی زمرد نے کی بہار بھی کرسی پر بیٹھی ہین ایک جانب خار خار وجملہ سپہ سالار جمع
ہین باغبان کو خار خار نے قیدخانے مین بھیجدیا زاغ سیہ رو ایک جادوگر بڑا کامل داخل میمونہ
کے لشکر کا سپاہ سالار بھی ہے خار خار نے زاغ سیہ رو کو حکم دیا کہ تم باغبان کو اپنی
حفاظت مین رکھو زاغ سیہ رو نے جا کر باغبان کو ایک خیمہ مین قید کیا ہے بارہ سے
جادوگر ساتھ آپ بھی کرسی پر بیٹھا ہے حفاظت باغبان کی کر رہا ہے میمونہ تخت پر بیٹھی ہے کہ
آسمان سے ایک طائر آیا منقار سے نامہ میمونہ کو دیا نامہ دیکر چلا گیا میمونہ نے جو نامے کو پڑھا
طرف سے افراسیاب کے لکھا تھا کہ اے میمونہ جادو ملکہ سمن گلگون پوش کو واسطے تمھاری
مدد کے روانہ کیا ہے ساحرہ نہایت صاحب ابرو ہے کسی ساحر نامی کو واسطے استقبال کے بھیجنا
میمونہ نے یہ نامہ دیکھتے ہی ایک کنیز سے کہا جا کر زاغ سیہ رو سے کہو کہ ملکہ سمن گلگون پوش
کو استقبال کرکے بہ اعزاز تمام لاو زاغ سیہ رو دس ہزار جادوگرون کو ساتھ لیکر براے استقبال
سمن گلگون پوش چلا لشکر سے نکل کر ٹھہرا تھا کہ صحرا سے گرد اڑی نوبت نقارے کی آواز آئی

بلوہ ہو گیا ہے یہان ملکہ کو جو باہر معلوم ہوا کہ ہماری مالک سے بگڑ گئی ملازمان زاغ سیہ رو سے
لڑنے لگے آپس مین سحر چلنے لگی ہزارہا جادوگر مر مر گرے ملکہ سحر کرتی ہوئی باہر نکلین زاغ سیہ رو
دوڑا باہر آ کر روکا جس خیمہ مین باغبان قدرت قید ہے اُسکے دروازے پر سحر چل رہا ہے ملکہ غار
نے ہڑ بڑ کر کہا ارے دوڑ دریافت کرو یہ کیا شور ہے یہ سنتے کنیزین واسطے خبر کے گئین یہان ملکہ
اور زاغ سے مقابلہ پڑا جھلا کر زاغ نے سحر کیا سر ملکہ زخمی ہوا کنیزون نے چہار طرف سے گھیر لیا زاغ
چاہتا ہے مین تڑپ کر گردن پکڑ کر اپنے خیمہ مین رکھون وصل حاصل ہو تسکین دل ہو کنیزین جانبازی
کر رہی ہین جان دیتی ہین مگر قریب ملکہ کے نہین آنے دیتین کئی سو کنیزین قتل ہو گئی ہین قضای
کار مہتر برق فرنگی نامدار بازار بزار مین پھر رہا تھا ہڑ بڑ سنکر ایک سے پوچھا یہ کیا ہنگامہ ہے اُسنے
کہا سمن گلگون پوش فرستادہ شہنشاہ آئی تھین یہان زاغ سیہ رو اُنپر عاشق ہوا آپس مین
لڑائی ہو رہی ہے یہ سنتے ہی برق فرنگی دوڑا ساحر کی شکل بنا ہوا تھا یہان آ کے دیکھا ملکہ
سمن گلگون پوش زخمی ہین زاغ سیہ رو نے دباؤ ڈالا ہے ملکہ نے بیقرار ہو کر کنیزون سے کہا
ارے یارو ملازمان افراسیاب سب ناشنوا ہین مین نے سامری و جمشید پر لعنت کی
کوئی جا کر ملکہ ہیرات کو خبر کرے کہ آ کر ہماری جان داد بچا مین اس سیہ رو نے ارادہ کیا ہے کہ ہمارے
اوپر قبضہ کرے ہم اپنی جان دینگے مگر آبرو پر زوال نہ آئیگی برق نے آگے بڑھ کر دیکھا طرف قید
خانے کی چلا پکار کر آواز دی کیون میان زاغ سیہ رو میان باغبان کا سر کاٹ لون تو ایک
باغی کم ہو جائے یہ سنکر زاغ سیہ رو نے اشارہ کیا باغبان کا سر کاٹ لے برق فرنگی ہتو ہتو
کہتا ہوا خیمہ کے اندر آیا کہا اے باغبان ستم برق فرنگی سمن گلگون پوش کو زاغ سیہ رو
نے گھیرا ہے چاہتا ہے اُسکی عصمت پر دست انداز ہو اس روز و شور سے نکلو کہ زاغ کو مارو ملکہ سمن
کو نکال کر لیجاؤ باغبان نے اشارہ کیا برق نے زبان سے اُسکی دوزن نکالی باغبان نے
سحر کیا قید ٹوٹ کر گری اب شرارہ بنکر نکلا زاغ ہر مرتبہ جھپٹ جھپٹ کر آتا ہے چاہتا ہے ملکہ پر قبضہ
کرے کہ نعرہ ہو ستم باغبان قدرت باغبان نے آتے ہی ایک گولا مارا کئی سو جادوگر مر کر
گرے باغبان طرف زاغ کے چلا سمن کو پکار کر آواز دی اے ملکہ عالم نہ گھبرانا کیا مجال کسیکی
کہ تمھاری کنیزون کی عصمت پر بھی نگاہ ڈالے باغبان کو دیکھ کر ملکہ سمن مثل گل شگفتہ ہو گئین

پکار کر آواز دی ای باغبان خدا تمکو مظفر و منصور کرے غم و الم ہماری دل سے دور کری باغبان
نے ملکہ کو پشت پر لیا جم کر لڑنے لگا دو گولوں مین تتر اؤ کر دیا میدان کارزار لاشوں سی
بھر دیا زاغ سیہ رو نے تلوار پھینک ماری باغبان نے گولہ مارا تلوار کے ٹکڑے ٹکڑے
ہوئے خنجر مارا خنجر کو بھی باغبان نے توڑا ایک جادوگر کو مار کر تلوار اُسکی لی تلوار برہنہ لیے
ہوئے سر پر زاغ سیہ رو کے پہونچے زاغ نے کئی گولے مارے باغبان نے خالی دیے قریب
آکے تلوار ماری زاغ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا برق شمشیر جو تڑپ کر گری سپر کٹی سر پر
پہونچی یا تنہ سپر پر چلی تھی یا زمین پر جا کے تلوار نے بوسہ دیا خاک اڑی اندھیرا ہوگیا آواز
آئی کشتی مرا نامم زاغ سیہ رو بود میمونہ اس مقام پر بیٹھی تھی بہار و خار خار بھی حاضر
ہین کہ کا یک زاغ کے مرنے کی آواز آئی گھبرا کر کہا ارے ہمارے سردار کو کسنے مارا کہ
ایک کنیز نے آکر عرض کی حضور عجب معاملہ ہوا کہ زاغ سیہ رو سمن گلگون پوش کے
استقبال کو گئے دیکھتے ہی ملکہ عاشق ہوئے ایسے کلمات کہے کہ وہ لڑنے پر آمادہ ہوئین کسی
نے باغبان کو رہا کیا باغبان نے آکر زاغ کو مارا اُسکے مرنے کی آواز ہے یہ سنتے ہی میمونہ اٹھی
خار خار نے حضرت تامل فرمائین کنیز جاکر باغبان کو لیتی ہے میمونہ نے نہ مانا خود روانہ ہوئی یہان
باغبان زاغ سیہ رو کو مار کر تڑپ کر گرا سمن کی کرتین پنجہ دیکر لے اڑا فوج کو آواز دی سپاہ
نکل آؤ فوج والے بھی چلے باغبان لیکر سمن کو نکلگیا میمونہ و خار خار اسوقت آئے ہونگیر
کہ باغبان چکا تھا جھلا کر دونون پلٹین گر نہایت غصہ تھا فوراً ایک افراسیاب کو لکھی کہ ای
شہنشاہ یہ کیا معرکہ گذرا کہ سمن گلگون پوش شریک مسلمانان ہوگئی عرضی روانہ کرکے حکم
دیا کہ طبل جنگی بجے کل ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی اول باغبان اپنے لشکر مین پہونچا جو خبر ہوگئی
کہ طبل جنگی لشکر میمونہ مین بجگیا ملکہ بہاران نے بھی طبل جنگی بجوایا ملکہ سمن گلگون پوش کی خاطر کی
خاطر کی دونون لشکر دونون تیاریان ہونے لگین برق نے زنگی کو بمقدمہ رای باغبان خلعت فاخرہ
سرکار بہاران سے ملا خواجہ عمرو فکر مین خار خار کی چلے ایک فقیر کی شکل بنکر لشکر مین میمونہ کی آئے
دیکھا ملکہ بہار جادو لشکر مین انتظام کرتی پھرتی ہین کچھ گھٹتے میدان کارزار مین پھینکے کچھ پہلو
جا بجا دفن کیے خواجہ نیچے نیچے بہار کے پھرتے ہین چند کنیزان گلعذار ملکہ بہار کے ہمراہ مین

خواجہ اس فکر مین کہ کسی مقام پہ بہار غافل ہو تو گرفتار کرون بہار میدان کارزار مین شہری کر
پھول دھن کر رہی ہی ادُھر باغبان قدرت علاوہ لشکر تبان کا دی رہا ہی اُسنے بڑھکر دیکھا ہا
کی جونگاہ باغبان پر پڑی سہوت تو ہوہی ہی بے اختیار پکار اُٹھی اونمکحرام تونے افراسیاب
کا ساتھ چھوڑا باغبان نے کہا ای بہار تم اپنے ہوش مین نہین ہو کیا کلام کرون ایک سحر مین بارنگ
نیرنگی سحر جلادونگا بہار نے گلدستہ مارا باغبان نے گلدستہ کا نام گنید پھولون کا پھینکا بہار
نے خنجر پھینکا مارا گنید کٹا بہار پر آگ برسنے لگی بہار شل برق چلی اور شعلہ آتش سے نکلی گرتے
گرتے گرز پھینک مارا باغبان نے گرز اکا نام تلوار کھینچکر بہار پر جا پڑا کنیزین ہٹ گئین نہ بہار
دباغبان سے تلوار چلنے لگی خواجہ ایک نخل کی آڑ پکڑے کھڑے ہوی دیکھ رہے ہین نہ بہار
کمی کرتی ہے نہ باغبان کسی مقام پر رکتا ہی خواجہ نے رنگ در دعن عیاری کا لگا یا صرصر کی
شکل بنکر قریب بہار کے آئی کہا اے ملکہ بہار آپ باغبان پر سحر کیجیے مین حلقہ ہائے کمند مار دن
گرفتار کرلون بہار اچھا لکر بڑھی خواجہ نے حلقہ ای کمند مارے بہار لپٹی خواجہ نے حباب مار کر
بیہوش کیا دو حلقونسے دونون ہاتہ دو حلقونسے دونون پاؤن دو حلقونسے گردن و کمر باندھی چادر
بچھاکر بہار کا پشتارہ باندھا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو **تصنیف** مرزا امیر خواجہ خواجگان

عمرو ذی حشم مہتر مہتران
اڑاتا ہون کفار کی مین دھوئین
مری چال سے ہے صبا پائمال
مرا فسر ذی حشم نامدار

مری نسل سے کرپیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم گوٹ
فلک کی جو گردش کا سامان ہو
امیر عرب شیر پروردگار

مرے نام پر عذر رشید ہوا
مرا کر ہے گلشن عمل و قال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے

کہ آقا ہمارا حمایت سے ہے کنیزون نے جو دور سے دیکھا کہ عمرو نے ملکہ بہار کو گرفتار کرلیا
جھپٹ لے سحر کیے خواجہ زمین پر گرے باغبان نے جو دیکھا کہ خواجہ کی پشت پر پشتارہ بہار کا
تھا خواجہ زمین پر گرے باغبان نے بڑھکر سحر کیا کسی کا سر اڑگیا کسی کا ہاتھ کٹا کسی کا منہ ٹوٹا
خواجہ کے پاؤن زمین نے چھوڑے خواجہ کو باغبان ساتھ لیکر لشکر مین آئی اب بہار کی زنا
میرا ہوزن دی سلسل دطوق کرکے ہوشیار کیا باغبان وتبان سمجھانے لگے بہار کو جوش دی
یہی جواب دیتی ہے کہ صاحب غیرون سے محبت کرین ہین اور بہنوئی کو چھوڑین ہرچند باغبان

نے سمجھایا بہار نے نہ مانا سحر خار خار میں مبہوت ہو رہی ہو جواب سخت دیے آخر بہار کو قید کیا
یہ خبر کنیزون نے جا کر میمونہ و خار خار کو پہونچائی میمونہ نے کہا میں کل چھڑا لونگی یہ کہکر میمونہ ہوا
میں آئی سحر تیار کرنے لگی صبح کو لشکر میدان کارزار میں آیا اُدھر سے ملکہ تران وغیرہ بھی
میدان کارزار میں پہونچیں میمونہ نے پکار کر آواز دی کیون اے فرقہ خداپرستان تمھارا
مطلب کردیئے پر ہے ہم بہار کو رہا کرینگے بہتر یہ ہے کہ بہار کو بھیجدو یہ کہکر میمونہ میدان میں
آئی ظاہر میں کھڑی سب کو للکار رہی ہیں باغبان قدرت مقابلہ میمونہ میں نکلی ابھی حرف
سے سحر نہیں ہوتے باتیں ہو رہی ہیں کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا میمونہ زرد پوش
بہار کو بغل میں دبائے ہوئے آتی پکارتی ہوئی باشیدا اے سلطان یہ کنیز تھی جسکو اپنی صورت
بناکر میدان میں بھیجا میں قید خانے میں پہونچی بہار کو رہا کر لائی زبان سے سوزن نکالی قید جسم
سے جدا کی اہل اسلام نے جو یہ معرکہ دیکھا حیران ہوگئے کہ یہ کیونکر قید خانے میں پہونچی کس طرح نکال
لائی نگہبانوں نے بڑا غضب ہوا لوگ منھ تکتے رہ گئے زمین سے سحر کا ملکہ کو بغل میں دبا کے لے
بھاگی بہار نے میمونہ سے کہا اب آپ الگ ہوجائیں آپ نے بڑا احسان کیا میں باغبان سے
سمجھ لونگی میمونہ نے کہا اے بہار یہ جھگڑا طول کھینچیگا میں آج خاتمہ کرون اس تمامہ پر قبضہ ہو یکر
بہار کو ہٹا دیا آپ زمین پر آئی باغبان کو للکارا باغبان نے چپیٹ کر چاہا سحر کرون مگر یہ
خیال آیا کہ ہم مطیع اسلام ہیں پیش قدمی نہ کرنا چاہیے باغبان رکا کہا او بندر باد والی
سحر کر یہ سنتے ہی میمونہ نے ایک دستک دی ہزارہا بندر صحرا سے پیدا ہوئے بندر تو صحرا کو
چلے ہی آتے تھے مگر ایک طائر بھی سرخ رنگ آسمان سے پیدا ہوا اگرد باغبان چرخ مار رہا ہے

یہ اشعار بخوش الحانی پڑھ رہا ہے نظم

رخ پر ترے نقاب نہیں اے نگار سرخ — خورشید پر ہی لگا ابر بہار سرخ
باغ جہان میں ہو یہ دور نمک ہیں سپید — معشوق سبز فام سے خوشگوار سرخ
زرد و سفید و سبز ہیں سب عاشقوں کے رنگ — غنچے سی تو ہوا بھی اے نگار سرخ
آیا جو وہ نگار [illegible] — منہ ہو گیا خوشی سے دم انتصار سرخ
اس نثار کو خدا نے [illegible] گل بنا دیا — خون جگر سے ہی مژہ اشکبار سرخ

فرصت کہاں جو وصل میں سنبھلی ہی ہم	بوسوں سے کچھ ترے ہاتھ اے نگار سرخ
دکھلا رہی ہے بوقلموں حسن کی بہار	وہ سبز خط وہ چشم سیہ وہ عذار سرخ
باغ جہاں میں رنگ صبا کا جما ہے	دشمن کا منہ سیاہ رخ دوستدار سرخ

اسطرح اُس ساحرنے یہ اشعار گائے کہ باغبان کا چہرہ سرخ ہوگیا ہاتھ پاؤں میں رعشہ آیا
جو بندر صحرا سے پیدا ہوے تھے ایک اُنمین میمونہ مثل مرکب کے زین و لجام سے آراستہ وہ
طرارہ بھرکے قریب باغبان کے آئے کچھ آنکھوں سے اشارہ کیا باغبان جست کرکے اُسکی پشت
پر سوار ہوے جیسے ہی پشت پر میمون کی باغبان آئے میمون طرارے بھرتا ہوا چلا پیچھے پیچھے
سب بندر طرف صحرا کے روانہ ہوگئے اہل اسلام کے ہوش پراگندہ ہوے کہ باغبان ایسے ہوشیار
پر کیا امر گذرا میمونہ نے پھر کہا کہ ہمارے مقابلہ میں کوئی نہیں آتا کیا لڑائی سے مسلمان
عاجز ہوے ملکہ حیران کو ایک سناٹا ہو رہا ہے رقت طاری ہے اندر ہر مرتبہ قصد کرتی ہیں کہ
جاؤں دل دھڑک رہا ہے کلیجہ پھڑک رہا ہے اُٹھ کر گرتی پڑتی بادشاہ جاہ تخت سے کودیں
محمور نے دوڑ کر پائے تخت پر ہاتھ ڈال عرض کی اے ملکہ عالم ہمکو اجازت میدان ملے آپ مالک
لشکر ہیں ہماری افسر ہیں ایسا ہو کوئی فتور پڑے لونڈی کا گرفتار ہونا یا نثار ہو جانا برابر ہے ملکہ
حیران نے سر جھکا کر کہا اے محمور بسم اللہ لیکن ذرا سمجھ کے مقابلہ کرنا ایسا ہو کہیں شعبدہ اُسکا
چل جائے محمور نے کہا دیکھا جائے گا یہ کہکر مقابلے میں میمونہ کے آئیں میمونہ نے کہا اے محمور
بڑے افسوس کی بات ہے باغبان کا تمہارا ساتھ نہ ہوا یہ کہکر ایک چیخ ماری اے محرم راز شعبدہ باز
نے سحر کیا نہ سا ملکہ محمور تشریف لاتی ہیں دیکھا صحرا سے ایک بندریا پیدا ہوئی سامنے ملکہ محمور
کے آئی تماشے کرنے لگی اشارے کرتی ہے کہ یہ تماشہ دیکھو کہ آسمان سے ایک عقاب پیدا ہوا
زمین پر ملٹ ماری محمور نے دو دانے یاقوت کے پھینکے ایک بندریا پر پڑا اور ایک عقاب پر
دونوں جلکر خاک ہوے میمونہ نے کہا بی محمور تم بڑی گستاخ ہو دیکھو کون بلا رہا ہے محمور نے
پھر کر دیکھا صحرا میں نورالدہر کھڑے ہوے یہ اشعار پڑھ رہی ہیں نظم

جو تمنا ہے کہیں اس سے سوا دیتے ہیں	بار احسان سے زمانے کو جھکا دیتے ہیں
جلبے انصاف سے کیا لیتے ہیں کیا دیتے ہیں	جان تو لیتے ہیں ہم انکو دعا دیتے ہیں

مہربانی کی یہ معنے ہین کہ موسی کیطرح | سبز و عیب کو نظرون سے چھپا دیتے ہین
صورت شمس و قمر رنج سے خالی ہر کون | کوئی جلتا ہے کہین داغ لگا دیتے ہین
اور تو اور دم نزع بھی بہر تسکین | کوئی کہتا نہین اٹھا کہ بلا دیتے ہین
ابتر حالت ہے کہ فرقت مین عوض میرے گی | میرے مرنے کی مجھے لوگ دعا دیتے ہین
اُٹھ آنے سے بچا مین تو کہا لوگون نے | سچ ہے مردے کو یہی لوگ جلا دیتے ہین
اضطراب شب غم دیکھیے بہر تسکین | رحم کھا کھا کے مجھے لوگ بجا دیتے ہین
کیون نہ مشتاق سخن جانو نسیم گد رہین اے برق | مردے جیتے ہین جو وہ ہونٹھ ہلا دیتے ہین

مخمور بیقرار ہو کر دوڑی پکارتی ہوئی اے شہریار مین حاضر ہوئی یہ کہتی ہوئی مخمور سرخ چشم صحرا مین جا کر نکلتا نہین ناپدید ہوئی ایک ہلڑ ہوا کہ مخمور کیا دیکھ کر صحرا مین گئی کیون غائب ہوئی اور کسی نے نور الدہر کو نہین دیکھا پھر پکار کر میمونہ نے آواز دی ایکی مرتبہ ملکہ بران کو تاب نہ باقی رہی تخت سے کود کر دوڑین میمونہ نے ایک چیخ مار کر آواز دی اے میمونہ شعبدہ باز بی بُران صاحب آتی ہین سب نے دیکھا کہ ایک بندریا ڈفلی ہاتھ مین لیے ہوئے کچھ گاتی ہوئی آتی ہے سامنے آکر کھڑی ہوئی ناچنے لگی ڈفلی بجاتی ہے کہ آسمان سے ایک کلنگ سیہ آیا بران بر مین کہ کلنگ سیہ پر سوار ہون ایک برق آسمان سے گری کلنگ سیہ اور بندریا کے دو ٹکڑے ہوئے دوسری برق گری سر میمونہ کا زخمی ہوا چیخ مار کر زمین پر گری بُران نے چاہا دوڑ کر اختر بانو یہ کوئی نہین سمجھا کہ برق کسنے گرائی کلنگ سیہ اور بندریا کو کسنے مارا اور سر میمونہ کا کسنے زخمی کیا جیسے ہی ملکہ بران چلین بہار و خار خار دوڑین میمونہ کو اٹھا لیا ادھر سے لشکر اسلام برائے مدد بران پہونچا دونون لشکر مل گئے آپس مین سحر چلنے لگا بران کو بڑا غصہ تھا اس قدر اختر مارے کہ ہزار ہا کو پامال کیا قریب تھا کہ لشکر بہار و خار خار کو شکست ہو بہار نے طبل امان بجوا دیا بران نے بہار کو زخمی کیا تھا خار خار بھی زخمی ہوئی طبل امان بجوا کر وہ سب لوٹ گئی بہار نے آکر میمونہ کی زخم دوزی کی میمونہ نے آنکھین کھول کر کہا کیون اے ملکہ بہار کسنے اگر یہ برق گرائی بندریا و کلنگ سیہ ایسے مارے گئے کہ بچا زندہ ہونا مشکل [illegible]
[illegible]

بہار نے کہا مسلمانون کے مددگار مخفی بہت ہین نورافشان و برہمن رؤئین تن وکوکب روشن ضمیر و ملکہ تیران کا سکو پاس ہی تیران کو بچا لیا لیکن حقیقت مین تمہارا سحر مین شل نہین ہی کہ ایسونکے سحر سے بچ گئین میمونہ نے کہا کل سمجہ لونگی سحر کرنیوالا سامنے آئے اگر مرد ہی تو سر میدان آکر مقابلہ کرے کہدو ہماری لشکر مین طبل جنگی بجی اسیوقت طبل جنگی پر چوب پڑی یہ خبر ملکہ بران کو پہونچی بران برای مخمور و باغبان پریشان بیٹھی ہین خواجہ عمرو صلاحین ہو رہی ہین خواجہ ہر مرتبہ فرماتے ہین کہ آج تدبیر ہو جائیگی اگر کمسگر خار خار ونہ مارا تو نام اپنا خواجہ عمرو نہ پایا ہوگا یہ کہکر نوازش طبل کو حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجا اور خواجہ عمرو فکر مین خار خار کے چلے یہان خار خار وبہار و میمونہ بارگاہ مین بیٹھی ہین خار خار نے کہا اے میمونہ ہر چند کہ تمہارا سحر نایاب عالم ہی تو کر سحر کرتی ہو مین بھی کسی بات مین کم نہین ہون مگر سار بان زادی کا ہر وقت خوف لگا رہتا ہی میمونہ نے ایک دستک دی بند ریا تو کاندھی پر بیٹھی تھی زمین پر آئی میمونہ نے خار خار سے کہا ای بوا اس سے پوچھ لو جو سامری و جمشید تقدیر کرتے ہین یہ اُس سے آگاہ ہو جاتی ہے خار خار نے کہا اے ساختۂ سامری عمرو میری فکر مین کسطرح ہی کیا تدبیر کر رہا ہے بندریا نے شل انسان کے جواب دیا کہا حضور عمرو آپکی فکر مین آمنہ ہے لشکر سے اپنے نکلا ہے یہ سنتے ہی خار خار نے کہا ذرا کی دیکھیے آپکو ایک تماشہ اور دکھاؤن یہ کہکر اُسنے ایک کاغذ جیب سے نکالا کہا ملکۂ عالم اس کو ملاحظہ فرمایئے کچھ تصویرین اس کاغذ پر کھینچی تھین ملکہ خار خار نے کچھ سحر کیا نام سامری و جمشید کا لیا کہا اب حضور کاغذ کو ملاحظہ کرین میمونہ و حاضرین وقت نے دیکھا کہ خواجہ عمرو لشکر سے نکلے ایک نخل کے نیچے کھڑے ہو کر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک بڑھیا کی شکل بنکر طرف صحرا کی چلے یہان تو سب اُس کاغذ مین حال خواجہ کا دیکھ رہی ہین خار خار اٹھتی ہی اور بیٹھتی ہی کبھی سحر کرتی ہے کبھی تھولی پہ ہاتھ ڈالا کبھی سامری و جمشید کو پکارا لیکن خواجہ جو بڑھیا کی شکل بنکر چلے ارادہ ہے کہ لشکر مین خار خار کے جاوٗن کہ کانین آواز گانے کی آئی کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز ان اشعار کو بڑے لطف سے گا رہی ہی

نظم

الفت کا کل درخسار لیے پھرتی ہے	دن کو دل شب کو شب تار لیے پھرتی ہی
روح میرا جو تن زار لیے پھرتی ہے	کسی دامن کی لیے خار لیے پھرتی ہی

مجھ مین طاقت یہ کہان ہے کہ پھرون گلشن مین ۔۔۔ گردش نرگس بیمار لیے پھرتی ہے
مجھکو اُس کوچہ مین پہونچا کے کہان ہے روح ۔۔۔ کیون مری ہڈیون کا بار لیے پھرتی ہے
دیکھیے ہوتا ہون کس قفل برہمن کا شکار ۔۔۔ کو بکو الفت زنار لیے پھرتی ہے
اے صبا چاک جگر بھی ہوا مجھ وحشی کا ۔۔۔ تو گریبان مین ابھی تار لیے پھرتی ہے
کیا خبر مرغ گرفتار کے پوچھین کہ صبا ۔۔۔ بال و پر دو شپہ دو چار لیے پھرتی ہے
روز و شب ایک ہے آنکھون پہ ہے دنیا تاریک ۔۔۔ الفت کاکل خمدار لیے پھرتی ہے
ایک گل بادخزان نے نہ چمن مین چھوڑا ۔۔۔ داغ دل بلبل گلزار لیے پھرتی ہے
مر گئے پر بھی ہوے ہم نہ سبکبار ذلیل ۔۔۔ روح بار غم دلدار لیے پھرتی ہے

یہ اشعار سنکر خواجہ حیران ہوے کہ کون خوش آواز گا رہا ہے یا تو طرف لشکر خار خار کے جاتے تھے یا طرف اُس آواز کے متوجہ ہوے چند نخلستان طے کیے تو دیکھا ایک باغ عظیم الشان چہار دیواری سنگ مرمر سپید کی دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہے ہوای سرد کے جھونکے چل رہے ہین اُسی باغ کے اندر سے گانے کی آواز آتی ہے خواجہ بلاتکلف باغ مین داخل ہوے یہان خار خار و بہار و میمونہ و حاضرین وقت یہ سب سامان دیکھ رہے ہین ملکہ بہار نے کہا اے خار خار خواجہ عمرو ایک باغ مین گئے خار خار نے عرض کی حضور ملاحظہ فرمائین یہ ساربان زادہ اپنی عیاری پر بڑا ناز کرتا ہے اپنے دام مین آپ پھنسیگا لیکن خواجہ جب باغ مین آئے دیکھا گلہای رنگارنگ و شگوفہای بوقلمون چمن نہایت لطف سے آراستہ نرگس شہلا کی آنکھون پر جوبن عندلیبان پرفن پہلوے گل مین بیٹھی ہوئی زمزمہ سرائی کر رہی ہین شاخین دست تمنا درختون کا جو ہرا سبز پوشان گلشن اپنا جمال دکھا رہے ہین سرو کا اکڑنا عندلیب خوشنوا کا صبا اور گلچین سے لڑنا صیاد خود دام رگ گل مین گرفتار ہے فصل بہار خواجہ نے ایک نخل کی آڑ کر کے دیکھا بیچ مین باغ کے ایک چبوترہ مرمری پر ایک نازنین عیارہ و سا[illegible] گرد چند کنیزین چنگ مرصع ہاتھ مین لیے بصد ناز و ادا گا رہی ہے خواجہ گانا سنکر بیقرار ہوگئے نخل کے پہلو مین بیٹھے ہوے گانا سن رہے ہین ایک کنیز واسطے رفع حاجت زیر نخل آکر بیٹھی خواجہ نے [illegible] کیا [illegible] مین آئے گلچینی گلگشت جمال کی کر رہے ہین خواجہ

حیران ہین کہ مین کیونکر اپنا رنگ جماؤن کہ صاحب صحبت نے خود متوجہ ہوکر کہا کیون
گلشن تن تم کچھ نہ گاؤ گی خواجہ تو چاہتے تھے کہ مین گاؤن عرض کی بہت خوب سازون کو
حکم ہوا سازندون نے ساز ملائے خواجہ نے گنگنا کر یہ اشعار شروع کیے نظم

روز و شب صدمے اُٹھاتا ہون زمانے کے لیے
خلق ہون خلق خدا کا رنج کھانے کے لیے

بعد مردن یاد آئیگی فضای کوے دوست
خلد مین تڑپینگے ہم دنیا مین آنے کے لیے

مژدۂ جان بخش ہے یہ زہر کے قائم مقام
اُسکی جانب سے رقیب آیا بلانے کے لیے

قبر پر اُس کشتۂ ساعد کی ہو پنجے ہوا گر
گجری ہو پہنچون سے اوتارو تم چڑھانے کے لیے

مین نے جو عارض دکھانے کا سوال اُس سے کیا
ہو گیا موجود وہ آنکھین دکھانے کے لیے

لاکھ غم ہون ہم مگر ہونگے نہ دل برداشتہ
تیرے در پر بیٹھے ہین صدمہ اٹھانے کے لیے

واہ کیا انصاف اُتنا ہی ترا ای بد مزاج
ہمکو رلوایا رقیبون کو ہنسانے کے لیے

سیر کو گلشن مین جیسے لوگ جائین ای قبول
آئے ہین دنیا مین ہم دنیا سے جانے کے لیے

وہ نازنین بہت خوش ہوئی کہا خواجہ عمرو آپ نے اپنے کو کیون پوشیدہ کیا اپنے کو ظاہر کیجیے
خواجہ نے رنگ و روغن عیاری کا پونچھ ڈالا بصورت اصلی ہوکر صحبت مین اُس نازنین کے بیٹھے
خواجہ تو عاشق جمال ہو رہے ہین یعنی گلشن جمال کی کر رہے ہین سامنے اُس نازنین کے لالٹین
یاقوت نگار رکھی ہے یہ جو معرکہ خواجہ پر گذر رہا ہے بہار و خار خار و میمونہ و حاضرین وقت یہ
دیکھ رہی ہین خار خار کہہ رہی ہے حضور ملاحظہ فرمایئے عمرو کس حال مین بیٹھا ہے عمرو نے باتین کرتے
کرتے طمع تو انتہا کی ہے لالٹین کو اٹھایا جیسے ہی خواجہ نے لالٹین کو اٹھایا چھوٹی ہی وہ لالٹین
ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی جیسے ہی وہ لالٹین ٹوٹی اُس نازنین نے منہ پیٹ لیا کہا خواجہ بڑا غضب کیا
یہ لالٹین ملکہ سنگین سر انداز کی ہے وہ ہم پر آفتین برپا کریگی خواجہ نے کہا پھر ملکہ اب مین کیا کرون
اُس نازنین نے کہا خواجہ میرے واسطے بھی قباحت ہے مین تو بتلا دونگی کہ خواجہ نے لالٹین کو
یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک جادوگرنی سیہ فام بدانجام سر بشمشیر آگے ہو کر آئی نازنین
نے گھبرا کر کہا خواجہ غضب ہوا سنگین سر انداز آگئی زمین پر آکر اتری خواجہ نے چاہا اُٹھکر
بھاگون یہ خیال کر کے [illegible] اُٹھا نہین جاتا سنگین نے آتے ہی جو لالٹین کو دیکھا کہا کیون ای

ملکہ شورش جادو ہماری لاشین کو کسنے شکست کیا اُس نازنین نے تھرا کر کہا یہ حرکت خواجہ سے ہوئی پلٹ کر زمین کو اشارہ کیا کہ پاؤن خواجہ کے پکڑ لیے اور کہا او عمرو تو نے دل سامری کو شکست دی عمرو ہر چند تڑپا پھڑکا کہا حضور میں اسکی قیمت حاضر کردوں سنگین نے کہا تو اسکی قیمت کیا دیسکتا ہے سامری و جمشید نے خاص اپنے ہاتھ سے بنائی تھی ہم نے چھوکری کو روشنی کے واسطے دی تھی صاحبزادی نے تمہاری کو پسند کیا یہ کہکر اُس نازنین کو پانچ چار کوڑے مارے کہ تمام بدن اسکا نگار ہو گیا اُس نازنین سے کہا اُس گیسو بریدہ کو لیجا کر جمونے اسکے محل میں بند و وہ چاہ تاریک میں لٹکی رہے کنیزین اسی حال پر دل میں چٹکیں کہ اُسکے بدن سے قطرات خون ٹپکے ہوئے لباس پارہ پارہ بلک بلک کر روتی تھی کبھی طرف خواجہ کے دیکھکر آواز دیتی تھی کہ شہنشاہ اوج عیاری تمہاری محبت میں یہ ستم اٹھائے دیکھیے اب رہائی ہماری کب ہو نہیں معلوم تقدیر کیا دکھلائے کب دیار ترود منزل تحسین ہائے نظم

یاد گھر میں مجھے کیونکر کوئی معتطر نکرے
ای پری تیری طرح دلہن کوئی گھر کرے
تیری پلکیں کہیں یاد آئیں نہ مجھ وحشی کو
اور بیخود سے مجھے فصاد کا نشتر نکرے
صبحدم چونک کی آنکھ اپنی نہ ملو وہ پری
آئنہ سامنے جب تک کہ سکندر نکرے
توجہ الفت یہ وصیت ہے کسی عاشق کی
آگ میں کود پڑے عشق کوئی پر نکرے
بیوفا کےلیے فرہاد نے کی کوہ کنی
دلکو شیرین کیطرح سے کوئی پتھر نکرے
مین نے دل اُسکو دیا یہ نہین الفت کا یقین
جان بھی اپنی جو دے دون تو وہ باور نکرے
اقدر سوز درون ہے کہ اگر مین پھونکون
زندگی آگ مین کدم بھی سمندر نکرے
تو اگر ہو کہ یہ عشق لب شیرین کا ہو جوش
سامنا دیدہ گریان کا سمندر نکرے
آب چاہ ذقن صاف تو کب دیتا ہے
آب خنجر بھی جو چاہون تو گلا تر نکرے
نظر آجائے دو ہکو یہ نہایت کے کمال
ناز جب تک دو کمر اپنی برابر نکرے
دل بھی سینہ بھی جگر بھی یہ ہوے سب زخمی
جو کچھ ابرو نے کیا کام وہ خنجر نہ کرے
دل مرا اُنکی کبھی بات نہ پوچھی پھر
جو قسم تو نے کیا ہے کوئی دلبر نہ کرے
لات کیون ماری علی نے جو یہ دنیا ہے خوب
جو غلام اُنکا ہو وہ خواہش افسر نکرے

کام میرے اور ہوئے ہم رہے محروم قبول	کبھی ایسی کسی عاشق سے مقدر نہ کرے

اُس نازنین کا یہ اشعار پڑھنا اور اشارے کرنا کہ او عاشق جانباز مجھکو اِس ظالم کے ہاتھ سے
بچائے مجھکو یہ اسی آفت مین مار ڈالیگی مجھسے یہ جفا نہین سہی جائیگی خواجہ اُٹھنے کی لائق نہین
ہاتھ پانوں بالکل بیکار اُٹھنے مین ممکن نہین ہوتا زمین پانوں تھامے ہوئے ہے جب کنیزین اُس
نازنین کو سامنے سے لیگئین شکیل سر انداز نے عمرو کی اُکر شکلین بادمین کہا او سار بن زادگی
تیری ذات سے یہ سارا فساد برپا ہوا مین ذرا نیز بھی کا یہ خیال کیا اب کیا مین تجھکو زندہ چھوڑونگی
اس بنا سے تجھکو ماردون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ و زاری کرین اور مجھکو
ذرا ترس نہ آئے خواجہ نے کہا اے شکیل سر انداز اسقدر تنگ دلی کرنا مناسب نہین مین
متفلی آباد ایسے شہر مین گیا جہان صندوق سلق کی خدائی تھی آب سے جو وہ ایک تالاب
تھا اسپر زاغ زردہ وہ آپسمین ہم جفت ہوتے تھے دیو زاد و پریزاد پیدا ہوتے تھے تعریف
زردشت کرتے ہوئے پانی مین غائب ہو جاتے جب روز جشن ہوتا تھا تو وہی دیوزاد
پریزاد پانی سے پیدا ہوکر اعتراف زردشت مین مصروف ہوجاتے مشہور تھا صندوق
مین اُستخوان زردشت ہین اور روز جشن وہ ہنگامے ہوتے تھے کہ ہوش انسان کی بجا نہ تھی
لقا ایسا غول بادیہ ضلالت خر صحرائی ذات عجیب و غرائب دیکھکر ایسا مبہوت ہوا کہ
دیکھے بیچ سامنے صندوق کے جھکا بکتا رکہ ایسا جہاندیدہ کار آزمودہ عجائب و
غرائب دیکھکر دنگ ہوگیا آخر دستے سجدہ کے وہ بھی جھکا کہ وہ شیطان سرکار لقا تھا
بڑے بڑے شعبدے دیکھ چکا تھا ابلیس دہل زن ایسا ساحر دیکھا کہ جو دھول رتمین
جو مین لگاتا تھا ہزار کوس تک وہ آواز جاتی تھی شاید ساحران کو سنے تین جو مین لگاکر بیہوش
کیا مین آنکھ خوشحال زردشت نابنا اُسنے ایسے کو مارا ابلیس ایسا جہان دیدہ میری عیاری
مان گیا رات مین نے نہ گذرنے دی مگر تم ایسی ساحرہ کا وہ سے نہین گذری مین چاہتا
ہون کہ تم کو سجدہ کرون اے ملکۂ عالم مجکو قتل کرکے کیا حاصل ہوگا مجکو نوکر رکھ لیجیے بڑے
کام آؤنگا بہرخ کو میری قدر نہین تین روپیہ یومیہ مقرر ہے وہ بھی چھ چھ مہینے تنخواہ
چڑھی رہتی ہے غیر حاضری بھی کٹ جاتی ہے ہمتو تمہارے بس قید ہوئے اور وہان یہ

اعتراض ہوگا کہ آج عمرو سلام کو نہین آیا غیر حاضری کا دن لکھدیا جائیگا اور غیر حاضری
لکھنے والا ہی وہ ایسا سخت کمبخت ہی کہ ایک غیر حاضری کی چار دن لکھتا ہی ایسے قدردان کی
پاس رہنا نہین چاہتا سنگین سرانداز نے کوئی بات عمرو کی قبول نہ کی کھینچتی ہوئی عمرو کو
لیچلی ایک درخت مین لاکر عمرو کو الٹا لٹکا دیا چند کنیزین جو حاضر تھین اُنسے کہدیا ذرا خیال
رہے ایسا نہو کوئی اسکی رہائی کو آئے یہ بڑے بڑے اسکے معین و مددگار ہین ضرور آکر رہا کرنے کا
ارادہ کرینگے جب کوئی ساحر یا غیر ساحر آئے مجکو فوراً خبر کرنا مین سمجھ لونگی یہ کہکر سنگین سرانداز
چلی گئی بہار و خار رخار و میمونہ وغیرہ نے یہ سب معاملہ بے تکلف دیکھا خار رخار کے بہار
نے ہاتھ چوم لیے خار رخار نے کہا ابھی آپ نے کیا ملاحظہ فرمایا ہی کل میدان کارزار مین ملاحظہ
فرمائیگا سب مسلمان یہی مجھین جاکر قید ہونگے دیکھا آپ نے سارا بان زادہ کیونکر جب کر
پھنسا ساری عیاری مکاری بھول گیا مگر نہ تھا سب تعریفین کرنے لگے میمونہ نے کہا اے خار خار
کل ہم تم مکر سحر کرین خار رخار نے کہا بہت خوب کل ان سبکو مسحور کرکے خاتمہ کرین دو پہر
قلعے پر چڑھ چلین یہان تو یہ معاملہ ہو رہی ہین مگر ملکہ بران شمشیر زن سرنگون پریشان بیٹھی
مین کہہ رہی ہین کہ صاحبو میرے ذہن مین نہین آیا کہ باغبان قدرت و مخمور کہان جاکر قید
ہوے کیونکر پتہ لگاؤن اس سوچ مین بیٹھی تھین کہ ایک پرچہ کاغذ کا گود مین آگرا ملکہ بران نے
اٹھاکر اُسکو پڑھا طرف سے نور افشان کے مرقوم تھا اے نور نظر ہم پر سب ظاہر ہی جو تمپر گذر رہا
ہی مگر ظاہر ہوکر آنا مناسب نہین لوگ ہمکو معیوب کرینگے خواجہ عمرو قید ہو گئی ذرا مین نے غفلت
کی تھی سحر خار رخار کا تیار ہو گیا خواجہ عمرو ایسے عقلمند چالاک پھنسے بڑی تکلیف مین یہ شب
گذریگی بوقت سحر تم خود میدان کارزار مین نکلنا کل اس بند ریا والی اور خار رخار سے سمجھنا
ہی تم وہ سحر کرنا جو روز شکست دریا تمسے علوم مین آیا تھا کل خار رخار و میمونہ دریاے سحر تیار
کرینگی اُس دریا مین تڑپ کے گرنا اے نور نظر ہم تمہاری برد بڑھائی مین ہمکو بھی بہار کا بڑا
افسوس ہی خدا چاہے تو کل یہ تردد دور ہو جائیگا بران یہ نامہ پڑھکر خاموش ہو گئین لیکن
خواجہ کے واسطے بڑا افسوس کیا برق فرنگی نے جو استاد کا قید ہونا سنا بہت بیقرار ہوا بارگاہ
سے نکلا صحرا مین جاتے جاتے ایک مقام پر ٹھہر اور دیکھا ایک جادوگر آتا ہی برق فرنگی سے

کنارے آکر رنگ روغن عیاری کا لگایا خار خار کی شکل بنکر اسی مقام ٹہلنے لگا اُس ساحر
نے سامنے آکر سلام کیا کہا ملکۂ عالم اسوقت آپ یہان کیون تشریف لائین خار خار نقلی نے
نے کہا بیٹا مین اپنے سحر کے تیار کرنے مین مصروف تھی دل گھبرایا ادھر نکل آئی مگر بھیا دہی سحر
جو مین نے کیے ہین وہی میری خیال مین ہین مین نے تمکو نہین پہچانا اُس ساحر نے کہا غلام
قدیم سنگین سر انداز کا موسوم بہ منتظم عمرو کو جو حضور نے قید کیا ہے اُسکے انتظام کو جاتا ہون
رات بھر اُسکی حفاظت کرونگا صبح کو سرکار کی خدمت مین حضور کی بھیجونگا برق نے کہا
ملکہ سنگین سر انداز کہان ہین ساحر نے کہا وہ سامنے قصر سیاہ جو آراستہ ہے اس مین ملکہ
سنگین سر انداز بیٹھی ہین برق نے کہا مین تجھے صاف صاف کہون نہین نظر مین بران کی
نکلی ہون دیکھ وہ سامنے آتی ہے جیسے ہی ساحر پلٹا برق نے جلتے کمند کے گلے مین ڈالدیے بیہوش
کرکے اُسکو کنارے ڈالدیا منتظم کی شکل بنکر طرف قصر سنگین سر انداز کے چلا سنگین سر انداز
بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہے کہ منتظم آکر پہونچا جھککر سلام کیا سنگین سر انداز نے کہا کیون اے
منتظم تم کیون پھر آئے عرض کی حضور سے دریافت کرنا منظور تھا آپ سے دریافت
کرون کہ صبح کو عمرو کو ضرور قتل کرونگا آپکے حکم سے لوا سے شوکت حمزہ کر جانے کل عمرو
قتل ہو اسوقت مین حاضر ہوا کہ مجھکو یہ خیال آیا کہ حضور تنہا بیٹھی ہونگی جاکر حضور کا دل
بہلاؤن سنگین سر انداز نے کہا مجھکو خوف ہے ایسا نہ ہو کنیزون کو دم دلاسہ دیکر عمرو نکل جائے
لیکن اس باغ سے نکلنا دشوار ہے برق نے کہا حضور پھر کیا کر سکتا ہے کنیزون نے آنکھین
دیکھی ہین وہ کیا دھوکا کھائینگی غلام راہ مین آتا تھا ایک گویے کا لڑکا کس لطف سے یہ غزل
گا رہا تھا مین نے یاد کر لی ذرا سماعت فرمایئے یہ کہکر مسخرہ پن کرنے لگا یہ اشعار سامنے ملکہ
سنگین سر انداز کے بعد جوش خروش گانے لگا

نظم

وہ بحر حسن ہے کہ بحر مین گہر مین رہی — کبھی وہ دل مین رہیگا کبھی نظر مین رہی
وہین ہے آنکھ مین اشکو نہین جلوہ گر تری صورت — صدف صدف مین ہا اور گہر گہر مین رہی
عدم کو پہونچے اسی انتظار گزری مین — ہمیشہ گھر مین رہے ہم مگر سفر مین رہے
ہو رشک سرو جنان قد ترا یہ بوٹا سا — جو ایک پل بھی صنم میری چشم تر مین رہے

نہ رخ کو بوسہ لینگے تو ہوگا دل کو قرار — بس اب یہ تیغ بھی ای لالہ رو جگر مین رہے

ہم اپنی جان محبت مین سلکی دیتے ہین — ہمارا رشتہ جان بھی تری کمر مین رہی

وہ سادہ رو جو گزرے ہین حسن پر مفتون — تو ایکدم بھی نہ آئینہ اپنے گھر مین رہے

وہ آیا گود مین میری تو مین ہوا بیہوش — ہزار حیف کہ مین عشق رہون وہ گھر مین رہے

کہان کا وصل کوئی بات بھی ہوئی نہ غضب — تمام شب ہوئی ہم دشت سحر مین رہے

فراق یار جلائیگا دوزخ بھی ہمین — رہی بہشت مین یون جیسے سقر مین رہی

ہی دلمین داغ سینہ مین یاد ابرو کی — بلال حسن کا جلوہ ہے سیر مین رہی

دعا ہی قبول جیسے کو ہزار پردہ نہین — ہمیشہ چشم تصور ہے نظر مین رہی

اس رنگ سی برق نے یہ اشعار پڑھے سنگین نے کہا ای منظم اسوقت تمنی کس لطف سے یہ اشعار گائے جس کسی نے یہ اشعار سنے وہ تو خوب ہی گاتا ہوگا برق نے کہا حضور ایسا گاتا تھا کہ مین پہر بھر کامل درخت کے نیچے کھڑا رہا جب وہ چلا گیا تو مین ناچار ہوکے چلا آیا ہوا ای سرد جو چلتی تھی نشہ بھی شراب کا اتر گیا اگر حضور مہربانی فرمائین ایک تھوڑی سی شراب ملکن ہو پھر غلام کا گانا سنیے سنگین سرانداز نے اشارہ کیا میز پر گلابی رکھی ہے اٹھاو برق فرنگی نے گلابی اٹھائی جام لبریز کیا منہ مین انڈیل دینا چاہا رے کہا حضور پہلے آپ نوش کرین ادب سراسر خلاف ہی بعد آپکے مین پیونگا یہ کہکر گھاس سی پڑیا بیہوشی کی ملائی کہا حضور پہلے آپ نوش کرین بے ادبی معاف فرمائیگا سنگین سرانداز نے خوشی مین ہاتھ بڑھا دیا جام پی لیا گھبراکر کہا ای منظم مجھکو کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی برق نے کہا حضور اٹھکے ٹہلیں سنگین سرانداز گھبراکر اٹھی لڑکھڑاکر گری بیہوش ہوئی برق نے دو بانین سوزن دی اور پھر بیہوشی کی دماغ پر چڑھائی گویا کہ ایسا ہوا کہ قتل کرنے سے خار خار کو اطلاع ہو جائے پشتارہ باندھکر اسکو کرنے مین ڈالدیا اب حیران ہے کہ ای برق باغ مین تونے پوچھ لیا کہ خواجہ کس باغ مین قید ہین اب کیا تدبیر کرون سنگین کی شکل بنکر برق مکان سے باہر نکلا باغ کو ڈھونڈھتا ہوا چلا یہان خواجہ اپنے ٹنگے ہوئے ہین چار کنیزین گرد بیٹھی ہین ایک کنیز دم بدم اٹھکر عمرو کو آزار پہونچاتی ہی آخر عمرو نے چپکے سی کہا کیون ای ملکہ عالم کوئی تدبیر ایسی بھی ہی کہ ہماری جان بچ جائے

کنیز نے کہا خواجہ تمہارا کہنا درست ہے لیکن غار غار پر تمہی عیار ہو ان کمین صبح کو تمہیں جلاد قتل کریگا
عمرو نے چپکے سے کہا ہمارے پاس کچھ مال ہے تمہیں بلا سے لیلو مگر ہمیں بے عزت نہ کرو اس کنیز نے آخر
خواجہ تمہارے پاس کیا ہے عمرو نے کہا روپیہ اشرفیاں سب کچھ موجود ہیں لیکن یہ تینوں جو بیٹھی
دیکھ رہی ہیں انکو تو ہٹا دو ورنہ یہ مالک سے کہدینگی بدنامی ہوگی کنیز نے کہا ان تینو کو کیونکر ٹال
کردوں عمرو نے پڑیا بیہوشی کی کمر سے نکالی کہا شراب میں ملا کر یہ پلا دو بیہوش ہو جائینگی پڑیا لا کے
ان تینوں کو پلائی وہ تینوں پڑی بیہوش ہوئیں اب خواجہ نے کچھ روپیہ نکالکر کنیز کو دی کہا ہوا میرا
ہاتھ کھولدو تو میں اشرفیاں بھی دوں اسنے ہتھکڑیاں نکالیں عمرو نے کچھ اشرفیاں زنبیل سے نکالکر دیں
اس کنیز نے کہا یہ تھوڑا کیسا ہے خواجہ نے کہا ہمین ایک ڈبیا ہے اسمیں میری جان رکھی ہے اسکو
کھولکر نہ دیکھنا یہ لیکر تھوڑا ہاتھ میں دیا عمرو نے بہت تاکید کی کہ خبردار خبردار اسمیں کی ڈبیا نہ کھولنا
ورنہ میری روح کو صدمہ ہوگا یہ کہکر عمرو نے منہ ادھر سے پھیرا اس کنیز کو بڑا شوق ہوا یقین
ہوا اسمیں کوئی ہیرا ہے عمرو کیطرف سے منہ پھیر کر بیٹھی ڈبیا کو ہاتھ میں لیا زور کرکے کھولا کھولتے ہی
ڈبیا سے بیہوشی نکلی کنیز بیہوش ہوکر گری عمرو نے بتعجیل تمام اس کنیز کو زنبیل میں ڈالا جب کنیز زنبیل
میں گئی کالے کالے غلام لکڑیاں لیکر دوڑے کہتے ہوئے اسکے کپڑے اتار لو دیکھو کپڑا رہنے نہ
پائے ایک لنگوٹا رہے ہمین اس کپڑے کا حساب دینا پڑیگا خواجہ عمرو بعد سال کے حساب لیتے ہیں
اگر ایک ڈوپٹہ کم ہوا پانچ روپیہ لکھی جاتی ہیں لہذا حفاظت ضرور ہے ایسا نہو کوئی کپڑا اٹھا جائے
تو استاد جمع کاٹ لینگے جسدن تنخواہ ملتی ہے سب کتابیں دیکھی جاتی ہیں کنیز کی جان عجب کشاکش
میں ہے لونڈیاں غلام لکڑیاں تانے سر پہ کھڑے ہیں بمشکل اپنے کپڑے اتار کر دیے کپڑے
لے کر غلام یہ جا کیا اب کنیز ننگی ہوئی آئے ادھر ناؤ میں لائیں ایک لنگی اسکو جولاہو تک
ایک لنگی ہے یہ خیال رکھنا کوئی شہر جلنے نہ پائے اگر کسی شہر میں داغ لگا اور خواجہ نے کہا تم
کھایا تمہارے ہاتھ جلائے جائینگے کنیز تو اس مصیبت میں ہے خواجہ نے اس کنیز کو گرفتار کرکے ان تینوں
کنیزوں کا سر خنجر سے کاٹ کر سے بھی آ ملے اب خواجہ باغ سے نکلے حیران ہیں کہ خواجہ
یہ کیا حرکت تھی کس بلا میں آ پھنسے لشکر میں کیونکر خبر ہوگی بولی تھوڑی دور چلے تھے کہ سامنے
سے دیکھا شکلیں سرانداز چلی آتی ہے برق خواجہ کو دیکھکر خوش ہوا خواجہ کو تردد ہوا آنکھ جو ملا کر

خواجہ نے دیکھا دوڑ کر گلے سے لگا لیا کہا بیٹا برق خدا نے فضل کیا برق نے کہا استاد کیونکر رہائی پائی عمرو نے سب کیفیت بیان کی برق نے استاد چلیے سنگین سر انداز کو لے لیجیے مناسب ہو قتل کر ڈالیے عمرو نے کہا خدمت مین ملکہ بران کی لیچلو اُس قصر مین آ کے سنگین سر انداز کا برق نے پشتارہ باندھا مکان کو بالکل خواجہ نے لوٹ لیا برق اور خواجہ چلے خار خار پڑی ہوئی سو رہی ہے سحر تیار کرکے سوئی ہے عالم خواب مین دیکھا کہ عمرو چھوٹ گیا سنگین سر انداز کو گرفتار کرکے لیے جاتا ہے پس گھبرا کر اٹھی بہار کی بارگاہ مین آئی بہار کو جگایا بہار گھبرا کر اٹھی خار خار نے کہا اے ملکہ عالم آپ نے سنا مین نے ابھی خواب مین دیکھا کہ عمرو قید سے چھوٹ گیا بہار نے کہا فکر کرنا واجب و لازم ہے خار خار نے ایک دستک دی چار پانچ کنیزین آکر حاضر ہوئین خار خار نے کہا جلد خبر تو باغ دلکشا کی جہان عمرو وہان قید ہے کنیزون کو ہوشیار کر آ ایک کنیز گئی تھوڑے عرصے مین آئی کہا وہاری تین کنیزون کے لاشے پڑے تڑپ رہی ہین کپڑے تک کوئی اتار لیگیا ننگے لاشے پڑے ہین ایک کنیز کا پتہ نہین ہے کہ کیا ہوئی یہ سنکر خار خار نے سر پیٹ لیا ملکہ بہار سے کہا دیکھیے جو مین نے خواب دیکھا میرا رویائے صادقہ تھا سنگین سر انداز پر کیا گذری یہ کہکر ایک آئینہ اٹھا کر دیکھا آئینے مین صاف معلوم ہوگیا کہ برق فرنگی پشتارہ بدوش خواجہ عمرو ساتھ ساتھ ایک صحرا مین جاتے ہین ایک دستک دی کہا اے راہبران رہ نوردو لینا خواجہ عمرو و برق جاتے تھے کہ رونے کی آواز کان مین آئی کوئی آفت رسیدہ بلک بلک کے یہ اشعار عبرت آثار بہ کیفیت تمام گا رہا ہے نظم

زوال نور اب اے چشم تر تمہارا ہے — مرا ضرر نہین رونے مین ڈر تمہارا ہے
مجھے شہید کرو عزم اگر تمہارا ہے — تمہین نہ چاہیے ڈر مجھکو ڈر تمہارا ہے
بیٹھ بام پر اے جنگجو جو آ بیٹھا — مجھے یقین ہوا اب یہ گھر تمہارا ہے
قیام ایک جگہ پر تو کرکے زندہ کرو — دماغ و دل ہر اک ایجان گھر تمہارا ہے
جو تیغ کھینچلے تم آؤ سر جھکا دون میں — یہ جوہر اپنا ہے گر وہ ہنر تمہارا ہے
طریق عشق مین کعبے کی راہ مین بھولا — تو خدا کا نہین خوف ڈر تمہارا ہے
وہ داغ ہے دل روشن کی داغ سے مشکل — مزار قیس کے عاشق نشتر تمہارا ہے

گرایا کرتے ہو کعبہ کمال جرأت سے — دکھایا کرتے ہو دل یہ جگر تمہارا ہے
بسا نہ دل کو جو جنگل سے لگ رہا ہے ذرا — جسے اجاڑا ہے تمنے یہ گھر تمہارا ہے
پڑی پری تمہیں اور حور سمجھے ہیں — بشر کے ہونے کا قائل بشر تمہارا ہے
ادھر سے ایسے ہو آنکھیں چرائے بیٹھے ہو — خیال کیا ہے تصور کدھر تمہارا ہے
ابھی سے قبر میں لٹکائے پاؤن بیٹھا ہون — ہے پا تراب مرا اگر سفر تمہارا ہے
تصور آکے دکھاتا ہے میرے دل کو — تمہاری یاد میں بالکل اثر تمہارا ہے
جہان ظہور کیا تھا وہ جن شہید ہوئے — جو گھر خدا کا ہے شاہزادہ گھر تمہارا ہے
قبول کو نہ جدا جانیو کبھی اے جان — یہ دور سے بھلے ہین نزدیک پر تمہارا ہے

خواجہ نے کہا ای برق یہ کون دردرسیدہ ہے کس سوز وگداز سے گا رہا ہے برق و خواجہ اُٹھکر چلے ایک نخل کے سایہ مین دیکھا ایک نازنین نہایت حسین بال سر کے پریشان آنکھون مین آنسو بھرے ہوئی بلک بلک کر رو رہی ہے خواجہ اور برق بیقرار ہوگئے قریب جاکر اُسکے عمرو نے پوچھا ای مہ جبین ای گلعذار اے ماہ سیما اے سمن بر تو کون ہے اُس آوارگی کا کیا باعث ہوا وہ نازنین رونے لگی کہا آپ لوگ کیا پوچھتے ہین کیا حال بیان کرون ہمارا حال لائق کہنے کے نہین ہے ایک دشمن دین وایمان پر تقدیر نے مائل کرایا اُس جوش محبت نے یہ صحراے ہولخیز دکھایا خواجہ عمرو نے کہا آخر وہ کون شخص ہے اُس نازنین نے ایک تصویر بغل سے نکالی ہاتھ مین خواجہ کے دی اب جو عمرو نے بغور دیکھا تصویر صاحبقران زمان کی ہے عمرو نے کہا ای مہ جبین یہ تصویر ہماری آقاے نامدار مولاے قدر شناس کی ہے تمنے اُنکو کیونکر دیکھا نازنین نے کہا مین نے عالم خواب مین دیکھا ہے جب مین نے منت پوچھا کہ حضور سے کیونکر ملاقات ہو ارشاد فرمایا کہ خواجہ عمرو عیار ہمارا یار وفادار ہے اُسکی معرفت ہمسے ملاقات ہوگی خواجہ عمرو نے کہا ای مہ جبین حقیقت مین مین اُس شہریار کا نمکخوار ہون اُنکو تمہاری خدمت کرونگا لشکر مین چلو اُس نازنین نے کہا خواجہ جو مین نے خواب دیکھا تھا اُسکا ظہور ہوا قلب کو سرور ہوا کیون میان برق فرنگی یہ پشتاری مین کون بندھا ہے برق نے کہا شکیل سر انداز اس پشتارے مین ہے ہمارے استاد کو اسنے قید کیا تھا اسکو گرفتار کرکے لیے جاتے ہین اُس نازنین نے کہا ذرا اسکا پشتارہ کھولو برق

نے قبتارہ زمین پر رکھدیا اُس نازنین نے چلتے چلتے ہاتھ سے قبتارہ کھولا دیکھا سنگین سرانداز ہوشیار ہوئی ہے زبانسی سوزن مبتلای رنج دمن کبھی آنکھ کھولتی ہے بند کرتی ہے اُس نازنین نے ظاہر مین کہا او سنگین سرانداز تو نے ہمارے دوست عمرو عیار کو قید کیا تھا دکھانے کو ایک آدھ گھونسا ہی مارا ور نہ جو نگاہ عمرو برق کی پلٹی اُس نازنین نے سنگین کی زبانسی سوزن کو نکال لیا کہا ای سنگین سرانداز اٹھو برق نے چاہا بھاگون سنگین سرانداز نے ایک دو ہتھڑ مارا برق تو زمین پر گرا یہ طرف عمرو کے چلی عمرو نے کمر سے گور نکالا کہا ای سنگین سرانداز تو سمجھی ہے کہ مین سحر نہین جانتا یہ کہکر گور پھینکا سنگین سرانداز نے تھپکی ماری گور پھٹا چھینٹین پانی کی اڑین منھ پر جو قطرے پڑے سنگین سرانداز لڑکھڑا کے گری عمرو نے خنجر مارا سنگین کا شکم چاک تھا پاک پٹکے دیکھا وہ معشوقہ پانی ہو کے بہگئی خواجہ نے برق سے کہا چلو برق و خواجہ جست و خیز کرتے ہوئے چلے تھوڑی دور راستہ طی کیا ہے کہ دیکھا دو جادوگر چار جانب دیکھتے ہوئے پیدا ہوئے عمرو برق کو دیکھکر پکارا میان جانیوالے ذرا ٹھہر جاؤ تم راستہ بھول گئے ہو تا دو برق نے اُستاد نہ ٹھہرئیے ان سے پکار کر کہا ہم پلٹ کر آتے ہین یہ کہکر ایک جانب بھاگے وہ دونون جادوگر کھڑے دیکھا کیے پھر انھون نے پکار کر کچھ نہ کہا عمرو نے کہا ای برق ناحق کو بدگمانی تھی یہ دونون اصل مین راہ گیر تھے برق نے کہا اُستاد دل کو تو خوف ہے عقل سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ ہمارا حال خار خار دیکھ رہی ہے جب تو ہمین راہ مین آکر اُس نازنین نے روکا کیا جال پھیلایا کہ جسمین ہم ایسی مرغ زیرک پھنسے یہ باتین کرتے ہوئے جاتے تھے کہ زمین شق ہوئی وہی دونون جادوگر زمین سے نکلے اور پکار کر آواز دی کیون صاحبو تم جو بھاگے ہم کچھ تم سے مانگتے تھے راہ بھولے تھے تمسے پوچھنا منظور تھا اور تم ہمکو دشمن سمجھے ہو تو اب ہمارے ہاتھ سے کہان جاؤ گے عمرو نے چاہا کہ گلیم اوڑھ لون برق نے چاہا کہ خنجر لیکر مار دون اُن دونون نے آتش کے دانے پھینکے کہ دونون کے پاؤن زمین نے تھام لیے دونون نے آکر نعرہ کیا ایک نے آکر کہا منم گجرای اور ایک نے کہا منم گجراست خواجہ و برق کی کمر مین ہاتھ دیا لیکر چلے ہر چند عمرو و برق نے فریاد کی کہ ہمین چھوڑ دو اُن دونون نے کہا سنگین سرانداز کو مارا حکم ہے ملکہ خار خار کا کہ ساربان زادی کو اور برق فرنگی کو زندہ نہ چھوڑنا فوراً قتل کر ڈالنا عمرو نے سر جھکا دیا کہا بھائی یہ سر حاضر ہے کاٹ لو بیشک ہم سے

خطا تو ہوئی اُنسے جو ہمارے ساتھ کیا ہمنے بھی اسی مار ڈالا اب آپکو اختیار ہے ان دونون جادوگردون نے آواز دی ارے کوئی حاضر ہے دیکھا دو جادوگر اور آئے سیہ و کریہ منظر آتی تھی ان دونون نے کہا اے نگہبانان صحرائے سبزہ رنگ ہمنے کیون یاد کیا ہے انھون نے کہا عمرو عیار و برق کو ہمنے گرفتار کیا ہے ان دونون کو صحرائے مغیلان مین لیجاکر قید کرو ملکہ خارخا کو اطلاع کرو اُن دونون نے عمرو و برق کو ہاتھ پر لیا لیکر روانہ ہوے عمرو و برق بلک بلک کر دعامین مانگتے ہین کہ اے خالق بے نیاز اے رب کارساز ان ظالمون کے ہاتھ سے بچا لے

آفت مین تقدیر نے مبتلا کیا ہے تو کریم و رحیم ہے نظم

خداست مالک املاک و فالک الافلاک — برآنکہ کرد عطا نور جان بتودۂ خاک
چراست بندۂ ناچیز اینقدر بیباک — چراست آدم کمزور اینقدر چالاک
خداست آنکہ شرف داد خاک انسان را — تعلم عقل و قیاس و فراست و ادراک
بمال و دولت و زر ساخت پایہ اش افزون — سپرد گنج زر و کرد صاحب املاک
غبار چشم کدر زہر کدورت شست — نمود خاک وجودش ز ہر نجاست پاک
طریق بندگی آموخت بندۂ خود را — نہاد گردن عجزش بجا جبینے بخاک
خداست آنکہ ز قطرۂ گہر کند پیدا — ز ابر آب بیارد گل آرد از خاشاک
بہ بند حرص و طمع بندہ شد چرا پابند — کہ خانہ خانہ بگردد برائے لقمۂ کاک
چہا فقیر خدا دوست صاحب تجرید — برائے حاصل دنیائے دون شود غمناک
بجز ذات الٰہی نمیرسد انسان — بود اگرچہ خردمند و فاضل و دراک
بحمد حضرت حق باش ہندیا شاغل — بدار عافیت خود مدار از کس باک

عمرو و برق دونون بلک بلک کر دعامین کر رہے ہین اپنی جان سے بیزار وہ دونون جادوگر دونون کو کشان کشان لیے جاتے ہین جان پر یہ زیادہ روتے ہین مارنے کا ارادہ کرتے ہین خواجہ و برق خاموش ہو جاتے ہین آخر راہ مین خواجہ نے فرمایا حقیقت مین ہم بڑے مہلک ساحرانہ مین پھرے کیسے کیسے ساحر نظر سے گذرے مگر تم ایسے ساحر نہین دیکھو دمامہ ایسی ساحرہ کہ جو ایک سحر مین زمین کو آسمان پر پہونچاتی تھی فرد لسی زمین ہلاتی تھی

ہم اُسکے ملک مین پہونچے اُسنے چاہِ الماس ذوروح کا طلسم بنایا تھا در بند آراستہ کیے وہان
انسان کو راستہ نہ ملتا تھا مگر ہم پہونچے اُسکے بنائے ہوی در بند مٹائے بعد مٹانے در بند ونکے
مقابلہ مین دمامہ کے پہونچے صاحبقران کے ساحران عالم جمع تھے شہنشاہ و شہریار و
شہنشاہ طلسم ہزار اسپ و عزیزداران مالک بن زرد ھشت وغیرہ یہ بھی سب موجود
تھے آخر دمامہ کو مین ہی نے مارا لیکن تم ایسی ساحر ناہ سی نہین گذرے وہ ساحر کچھ سماعت
نہین کرتے دونون کو لیے جاتے ہین کہ صحرا کی جانب سی ایک مرد ضعیف پیدا ہوا اُسنے
پکار کر آواز دی ارے جادوگرو تمنے ان غریبون کو کیون گرفتار کیا ہی چھوڑ دو یہ سنکر
ان دونون نے جواب دیا ای شخص تجھ کیا دخل ہی یہ دونون عیار مکار کشندۂ ساحران
غدار ہمکو حکم ہی کہ انکو لیجا کر قید کرین ایسا آزار پہونچائین یہ تڑپ تڑپ کر مرین جادوگر انکو
ارا ہلے بڑھے نے قریب آکر کہا ہمین ان باتون سی کیا کام ہے جیسی مکاری کرینگے سامری و
جمشید سے سزا لینگے ہماری صلاح یہ ہی کہ انکو چھوڑ دو ایذا کو انکے خون مین مبتلا کرو اُن دونون
نے کہا بڈھے تجھ اس مقدمہ مین کیا دخل ہے ہم ہرگز انکو نہ چھوڑینگے بڈھے کہا اب تمہین چھوڑنا
پڑے کا ایک نے پشتارہ برق کا زمین پر رکھدیا تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا بلے میان
جاؤ اپنا راستہ لو ورنہ تمہارا بھی سر کاٹ لینگے یہ کہکر ہاتھ تلوار کا ارادہ کیے مین تو بڈھے کی
ہاتھ پاؤن مین رعشہ نحیف و ضعیف بھی تھا مگر بڈھے نے کلائی پر ہاتھ ڈال کر جو ایک طمانچہ
مارا سر جادوگر کا اڑ گیا دوسرے نے کہا پشتارہ رکھدے اُس جادوگر نے ناخن کا دانہ مارا
بڈھے نے ناخن کے دانہ کو دفع کر کے ایک لات ماری کہ اسکے بھی استخوان چور چور ہوی بڈھے
نے دونون کا پشتارہ اٹھا لیا کہا او مکار و جادوگرون سے میں تمکو چھین لیا مین تمہاری کباب
لگا کر کھاؤنگا اس بیٹے مین چالیس بیٹے میرے رہتے ہین اُن کو گوشت انسان سی بڑی
رغبت ہے بہت خوش ہوکر تمہارا گوشت کھائینگے برق و عمرو تڑپتے ہین منتین کرتے ہین کہ
اے پیر روشن ضمیر ہم غریبون پر رحم لازم ہی بڈھے نے کہا تم ایسی رحم کے لائق ہو گھر کے گھر
ویران کیے ملک کے ملک برباد ہوے تمہاری ذات سی بڑے بڑے فنا ہوے عمرو نے
[illegible] مگر [illegible] آپ نے کچھ فرمایا

بجا اور درست ہی لیکن ہمارا یہ کام نہین اسطرح کی باتین خواجہ ذکین کرتے ہو نے ہنسکر کہا خواجہ تمنے مجکو
نہین پہچانا تمھارے خیرخواہ دولت ہین مین نے بیٹھے بیٹھے قصر نورافشانی مین دیکھا کہ آپ
صحرا مین گرفتار ہوے خارخار بیٹھی سحر کر رہی ہی اور اُسکو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی یہ کہکر ہتھکڑیان
بیڑیان کاٹین خواجہ نے بغور دیکھا نورافشان جادو کو پایا دوڑ کر لپٹ گئے نورافشان نے کہا
خواجہ خارخار و میوہ بلاے روزگار ہین دونون سحر کر رہی ہین مین اب رخصت ہوتا ہون
آپ باتین پڑھتے ہوے جائیگا ایسا نہو پھر کسی بلا مین پھنسیے بعد تھوڑے عرصے کے صحراے
نرگس ملیگا کوئی کسیطرح کا آدمی ہے کسی سے ملاقات نہ کیجیگا یہ کہکر نورافشان روانہ ہوے
خواجہ ورق کو نورافشان نے جو راستہ بتا دیا تھا اُسیطرف چلے سیر کرتے ہوے جاتے ہین کئی
کوس راستہ طے کرکے چلے تو کہ کسی کے ہنسنے کی آواز آئی سر اٹھا کر دیکھا صحراے نرگس چمن کا [illegible]
کا آراستہ خواجہ ورق نے جو بغور دیکھا تو وہی پھول شکل انسان کے ہنس رہے ہین ایک نخل کمان
ہے اُسپر ایک عندلیب بیٹھی ہے اُسنے شکل انسان کی پکار کر آواز دی اے آیندہ و روندہ صحراے
نرگس ہے دیکھ بھال کے راستہ چلو ایسا نہو آنکھین ہوجائین تمام نگہ بازی نہین ہے صحراے پُربلا
[illegible] ہین ہم کیونکر ظاہر کرین لیکن خیر تمسے کیا چھپائین یہ کہکر اُس عندلیب نے ایک چیخ
ماری ایک غار پیدا ہوا عمرو ورق نے دیکھا اُس غار مین ہزار صندوق بھرے ہوے ہین عندلیب
نے کہا [illegible] ان سب صندوقون مین مال ہے خواجہ کی رال ٹپکی جھپٹ کر خواجہ چلے کہ ایک
صندوق [illegible] ورق نے دامن پکڑا کہا اُستاد ایسا نہو کسی بلا مین پھنس جائیے تو کیسی خرابی ہو عمرو
[illegible] پیٹ کی فکر رہتی ہے یہ کہکر صندوق پر ہاتھ ڈالا صندوق کو کھولتے ہی اُسمین سے دھوان
[illegible] پہونچا کہ خواجہ ورق نابینا ہوکر زمین پر گرے وہ عندلیب قہقہہ مار کر جادوگرنی بنی
[illegible] عندلیب نرگستان خواجہ ورق کے منھ پر ہاتھ پھیرا آنکھین بینا ہوگئین اس عرصے
[illegible] ستارہ [illegible] سحری آسمان پر چمکا تمام عالم منور و روشن ہوگیا وہ جادوگرنی خواجہ ورق کو گرفتار
کرکے لیچلی ہے کہ کانون مین آواز نوبت نقارے کی آئی دیکھا ایکطرف سے لشکر ترکان ایکطرف سے لشکر
میوہ آیا خارخار آگے بڑھی ہوئی بہار کمال زیب و زینت ہمراہ دونون لشکر میدان مین پہونچے
تھین وہ جادوگرنی خواجہ ورق کو لیے ہوے سامنے خارخار کے آئی خارخار نے کہا اسکو قید کرو

خواجہ و برق کیطرف متوجہ ہو کر کہا آپ لوگ مشکل گرفتار ہوے راہ مین کسی جادوگر نے دیکھے
عندلیب نے بڑے کارنمایان کیا کہ تم ایسے مکارون کو گرفتار کرلیا دیکھو تو آج لشکر اسلام کا کیا حال
کرتی ہون ایک جادوگر کو اشارہ کیا اُن دونون کو قید خانہ مین لیجاؤ اب لشکر جمنے لگا ادھر
برّان کو بھی مفصل خبر پہونچی کہ خواجہ عمرو و برق بھی گرفتار کرکے آئے ہین برّان نے کہا خدا ایک
ہی خار خار نے لشکر آراستہ کیا جب ہم گئین نقیب نقابت کرچکے کڑکیت کرہ کا کہکر ہنسے خار خار طرف
میدان کارزار کے چلی میمونہ نے کہا اے خار خار آج ہمارا تمھارا میدان کارزار مین بھی ساتھ ہو
بات کے سحر کا لطف دیکھا کئی جادوگر مارے گئے مین حیران ہون کہ وہ کون شخص تھا جسنے دونون بد
گردن کو مارا مین نے ہزار طرح خیال کیا اُس شخص کا نام مجھکو ثابت ہوا اب آج میدان کارزار مین
سب حال کھل جائیگا یہ سنتے ہی ملکہ برّان تخت سے کودین لشکر والون کو آواز دی صاحبو خدا امان
!تو جان دی یا آج سب کا خاتمہ کیا آپ لوگ دعا کرین یہ کہکر یہان چلین کنارے پر لشکر کے پہونچی ادھر
کہ دیکھا میمونہ و خار خار میدان مین آئین میمونہ نے ایک گولہ زمین پر مارا ایک جھیل پیدا
ہوئی اسمین ہزارہا مچھلیان پیدا ہوئین مثل برق تڑپ رہی ہین یا تو جھیل تھی یا مثل دریا کے
موج مارنے لگی جب دریا کا جوش و خروش بڑھا خار خار نے پکار کر آواز دی ملکہ برّان صاحب آئیے
دریا کے ڈوبنے پر آمادہ ہی دونون لشکر نگران ہین کہ ملکہ برّان جست کرکے آسمان مین ڈوبین
بعد تھوڑے عرصے کے سب نے دیکھا ایک حوض طلائی آسمان سے چرخ مارتا آتا ہے ایک مچھلی یاقوت تمر
کی تڑپکر کبھی بلند ہوتی ہے کبھی پھر اُسی حوض مین غوطہ مارتی ہے ناظرین کو تمام دریاے خون رواں
کے حالات معلوم ہونگے زیادہ تحریر کرنیکی ضرورت نہین حوض اس دریا پر آکے بیٹھا مچھلی تو بلند
ہوگئی حوض ٹوٹ کر پانی مین گرا دریا کا پانی کھولنے لگا مچھلیان جو تڑپ کر نکلین لشکر پر میمونہ کے
گرین اب وہ ماہی یاقوت رنگ تڑپ کر دریا مین گری مچھلیان گھیرتی ہین مگر وہ مچھلی جسپر سایہ
ڈالتی ہے مچھلیان تشنگان خون آشام جل جاتی ہین دریا سے شعلہ آتش نکل رہے ہین نخل مثل
ہیزم خشک جل رہے ہین مچھلی تڑپ تڑپ کر دریا مین گرتی ہے مچھلیون سے اپنے کو بچاتی ہے جسپر
عکس ڈالا اُسکو جلاکر خاک کیا تھوڑے عرصے مین لشکر میمونہ مین صدا فریاد و فریاد کی بلند ہوئی
جب مچھلیون نے لاکھون جادوگرون کو مارا صدائین بلند ہوئین کہ اے خار خار ہم کو بچا کر

خمار خمار نے پلٹ کر دیکھا لشکر میں آگ لگ گئی بارگاہوں پر جا کر مچھلیاں گریں جس بارگاہ پر گریں
وہ جلنے لگی خمار خمار نے پلٹ کر سحر کیا ورد کر کے مچھلیوں کو جلایا میمونہ نے پڑھ کر ایک گولہ دریا پر مارا
مچھلی الٹ گئی پھڑپھڑا کر خشکی میں گری جس طرح ماہی بے آب تڑپتی ہے اسی طرح تڑپی عیار بھی کچھ بلند
ہوا سے جلنے دیکھا ملکہ بران شمشیرزن ظاہر ہوئیں مگر چہرہ اداس عالم یاس معلوم ہوتا ہے بدن سے چنگاریاں
نکل رہی ہیں سوزش صحرا سے ہڈیاں جل رہی ہیں میمونہ نے دو گولے طرف صحرا کے مارے
خمار خمار بھی اپنا خون نکال کر طرف صحرا کے پھینکنے لگی صحرا میں غبار بلند ہوا عرصہ دراز تک کچھ
آوازیں ہیبت ناک آئیں ملکہ بران ریگستان میں کھڑی ہیں مثل نخل بید کانپ رہی ہیں بعد
تھوڑی عرصہ کے وہ غبار ہٹا ایک باغ دور کا ظاہر ہوا گلہائے رنگارنگ و شگوفہائے بوقلمون
نخل سرسبز و شاداب چمن ہائے طولانی لاجواب نہریں موج مار رہی ہیں موجوں کی روانی گرداب
نمائی عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہی ہیں پہلوئے گل میں بیٹھی ہوئی ان اشعار مصیبت
کو بصد جوش و خروش گا رہی ہیں گویا ہر ایک کو زانستہ اس باغ ہمیشہ بہار کا بنا رہی ہیں نظم

ہم ہی ہجر میں جز آہ و رسا کرنے کی	آ بنا ہی مرے اشکوں نے ہو کرنے کی
مرض عشق میں پہنچا نہ مرے پاس کوئی	کرنے دی مجکو خدا میری دوا کرنے کی
کب خل سکتا ہے ظلمات میں چھپنے کوئی	میری گردن تری زلفوں نے رہا کرنے کی
عشق دل کو ہی کیوں بس نسیم وصلت	سب چمن بھولے ہیں پیدا یہ ہوا کرنے کی
عشق کا حال عجب ہے کی نہ گر حسن نے قدر	تمہیں منصف ہو وفا کرنے جفا کرنے کی
چلی بارش میں ہوا جیسے ہو بھبی طوفان	میں تو دو وقت بھی نہیں وہ دکھا کرنے کی
مجھ مریض الم و غم سی ہو تر جیسے خفت	طلب اللہ کرے جان شفا کرنے کی
یار نے وعدہ کیا تھا مگر آئی ہے قضا	بے وفا کون ہوا اور وفا کرنے کی
رخ پر نور دکھایا نہ ہمیں خوش ہو کر	باغ بستے میں کدائی وہ لقا کرنے کی
صاف وا صاف ہوں صاف ہے مصحفی	دونوں سمت آئینہ دل کی جلا کرنے کی

عندلیبان خوشنوا کی جو یہ اشعار گائی ملکہ بران یا تو مثل بید کانپ رہی تھیں یا رعنائی و زیبائی
دیکھ کر بہ نگاہ یاس طرف میمونہ کے دیکھا میمونہ نے کہا آپ نے لشکر پھونک دیا بارگاہیں جلیں میں بھی

پھٹکے لیکن ہم آپکے خیرخواہ ہین اس باغ پر بہار مین جایئے سیر کیجیے اپنے ساتھ والون کو بھی لیجائیے
مخمور دباغبانان سے اسی باغ مین ملاقات ہوئی خواجہ عمرو و مہتر برق فرنگی بھی اسی باغیچہ
مین آپ کو بہت آرام ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا یہ سنتے ہی بُزّان دوڑین پلٹ کر آواز دی بیٹا
مجلس آؤ تھوڑی دیر سیر باغ کرین کہ غنچۂ آرزو کھلے لطف سیر ہے یہ سنتے ہی مجلس بھی دوڑی
مجلس نے پلٹ کر شگوفہ سحر ساز کو آواز دی بوا تم بھی آؤ آگے ملکہ بُزّان اُنکے بعد مجلس مجلس
کے پیچھے شگوفہ پشت پر کئی سے کنیزین اول ملکہ بزان نے داخلہ کیا سیر باغ دیکھکر
فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوا روش پٹری کو طے کرتی ہوئی جاتی ہین کہ پہلو سے
آواز آئی اے شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی نظم

ثنائے لب کا لبون پر کلام پر رہتا ہی — سخن کے وصف کا ولیکن مقام رہتا ہی
فقط مجھی کو نکالا تو اس سے کیا حاصل — تری گلی مین بڑا اژدحام رہتا ہی
ترے خیال کی آمد جو دلین ہوتی ہی — نصیب آہ کا کیا اہتمام رہتا ہی
شراب خوار نہین وا تمھوکی مندسی فقط — مدام ہاتھ مین لبریز جام رہتا ہی
کبھی نصیب ذقن کا مزا ملا ہمکو — مدام یہ ثمر سیب خام رہتا ہی
زمانہ یاد کریگا فنا کے بعد مجھے — نشے کو صفحۂ ہستی پہ نام رہتا ہی
اچھلنے لگتا ہی دل چار چار ہاتھ مرا — وہ کوچہ تجھسے جو دو چار گام رہتا ہی
جو دل ہو تو بتا ای قبول عشق کہان — اسیر تو اُس مرا ہے اس پہ کام رہتا ہی

ملکہ بزان نے سر اٹھاکے دیکھا شاہزادہ ایرج نوجوان اُفتان وخیزان چلا آتا ہے قریب ہوئے آکر عرض کی
اے ملکۂ عالم ہمنے صحراؤن کی آفتین جھیلین اپنے کو یہان تک پہونچایا ذرا ہمارے پاس آؤ حال
دل تو سنو کہ ہم پر کیا گذری ملکہ بزان شمشیرزن نے جو نقد رُخ درخشان قاسم عالیشان شاہزادہ
ایرج نوجوان کو بے تکلف آتے دیکھا دل تڑپ گیا کہا ای شہریار یہ کنیز مشتاق جمال تھی کیونکر
تمکا اتفاق ہوا ایرج نے کہا دل تو دل جان آرا کا مشتاق ہوا بزان نے دوڑ کر ہاتھ مین ہاتھ
ڈال دیا دونون عاشق و معشوق خرامان سیر باغ کرنے لگے آپس کی شکایت و حکایت
جب ملکہ بزان داخل ہو چکین اور اس بلا مین مبتلا ہوئین ملکہ بزان کے بعد مجلس و شگوفہ وغیرہ

داخل باغ ہوئین ملکہ مجلس نے دیکھا ایک جوان خوشرو کمسن حسین و جمیل مسکراتا ہوا سامنے آیا کہا اے شہزادی والا قدر آسمان خوبی کی بدر ہم مدت سے تمھارے مشتاق تھے تمھاری ملاقات کو آئے ہین مجلس سر جھکا کر اُس جوان کمسن کی ساتھ ہولی سیر باغ دیکھتی ہوئی چلی شگوفہ نے دیکھا ایک جوان خوشرو خوشخو سلاح جنگی سے آراستہ سامنے میرے کھڑا ہے شگوفہ بھی اُس پر مائل ہوئین جسقدر انیسین جلیسین مصاحبین باغمین آئی تھین ایک ایک کی ساتھ ایک ایک جوان سب سیر باغمین مصروف ہین گرسبوت لب پر مہر سکوت ایک سے ایک کلام نہین کرتا اپنے اپنے عاشقون سے حکایت و شکایت ہو رہی ہے اپنے حال سے فرصت ہو تو دوسری جانب متوجہ ہون جب بُران وسط باغمین پہونچی دیکھا ملکہ مخمور سرخ چشم شاہزادہ نور الدہر کا ہاتھ تھامی ہوی چلی آتی ہین نور الدہر بھی ہنستے ہوے مخمور سے حکایت و شکایت کر رہے ہین مخمور فرماتی ہین ای شاہزادہ صف شکن دلاور بہادر تیغ زن ہم نے فراق مین تمھارے بڑے بڑے صدمے اٹھائے فلک نے کیا کیا رنگ دکھائے نظم

سودا یہ محبت ہے جو وحشت نہ رہیگی
آنکی نظر لطف و عنایت نہ رہیگی

مین عشق کی ذلت سے جو کر بیٹھونگا انکار
عشاق وفا پیشہ مین عزت نہ رہیگی

ایسی رہے محبوب کی بچپن ہی سے خلقت
تصویر بھی کھینچنگے تو حیرت نہ رہیگی

کہتا تو چھپا عشق کا دریا جو چڑھا در
پانی کیطرح بھی مری رغبت نہ رہیگی

خوش رکھا کرو مجھکو چھپایا نہ کرو دستہ
پچھتاؤ گے جب حسن کی دولت نہ رہیگی

یارب مین تری عشق کی صد مونسی نہ نکلوں
ختم ہوگئے بت جب یہ مصیبت نہ رہیگی

کتنا ہی قبول آنکی اگر زند و نہین مٹیا
اے شیخ یہ پھر تیری مشیخت نہ رہیگی

ملکہ بُران نے کہا ای ملکہ مخمور تمنے نور الدہر کو کیونکر پایا کہا حضور جب کوہ و دشت بیابان چھانے تب ملاقات ہوئی ایکطرف سے باغبان کو دیکھا کہ اپنی زوجہ گلچین کا ہاتھ تھامے ہوے سیر باغمین مصروف ہے جو جو اس باغمین آئے دیوانہ وار وحشی مثال باغمین پھر رہے ہین خار خار نے میمونہ سے کہا اے ملکہ عالم اب چلکر باغیون ان باغمین کا حال دیکھیے کہ کس رنگ مین ہین بہار و خار خار و میمونہ مع چند مصاحبون کی آگے باغ مین داخل ہوئین سب کو

مرغ بے پر را تو بخشی پر و بال | لطف کن لطف ای خداوند جلال | مہر کن مہر ای خدای ذوالجلال
است این ناچیز عاجز خاکسار | بر کمال فضل تو امیدوار | بلکہ رہے ہین ترپ رہے ہین

یَا اَرْبَاہُ یَا اَسْتَغِیثَاہُ کی صدا بلند ہر ایک دردمند خواجہ عمرو ایسے عیار طرار و فرار خنجر گزار برق
فرنگی کے سامنے خاموش کھڑے ہین برق نے بچہ کھینچا ہے خواجہ چپ کھڑے ہین ہر نازنین کا یہی
حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے لیکن اسوقت باغبین خار خار و میمونہ و بہار اراد و سحر خوانی
ملکہ بران کے جمال بے مثال کو دیکھکر کئی مرتبہ میمونہ نے کہا ای خار خار اس نازنین کو تو قید کرلو
اسکا قتل ہونا بہتر نہین خار خار نے کہا ای میمونہ یہ ادھر کا کہاتی ہے طرفداران سلیمانین اسی نازنین
نے بڑے بڑے ستم کیے افراسیاب کو بہت ملال پہونچے جسوقت اسکا سر جائیگا تو افراسیاب کی
جان عید ہوگی اسے طلسم کو افراسیاب کے حقیر کردیا دریاے خون روان دل پرداغ ان کے ستم
طلسم ہوشربا تھا انکو اس ظالم نے مٹایا اس زور سے افراسیاب کم زور ہوگیا طلسم کا راستہ کھلا لوگون کو
آسان ہوگیا کہ باغ سیب تک پہونچنے لگے کسکی مجال تھی کہ دریا پر قدم رکھے موت کا مزہ چکھے اسکی
قتل ہونے سے مسلمانونکی کمر ٹوٹ جائیگی مہرخ وغیرہ اپنی زندگی سے بیزار ہونگی اگر افراسیاب
کے قدمون پر گرینگی علاوہ اُنکے یہی ملکہ میمونہ زرد پوش اب میرا ارادہ ہے کہ یہی سحر جاکر شک
مسلمانان پر کردن ملکہ مہرخ کا شکیل دشمن ہو بھائی کا بھائی رہزن ہو بیٹا باپ کا دشمن ہو ہر ایک
کی زبانین سوزن ہو ہرچند میمونہ نے کہا کہ مین تو سحر نہ کرونگی کہ قربان ایسی معشوقہ قتل ہو خار خار
جھلا کر آگے بڑھی ہاتھ ہلایا کہ برق گرے سب کے سر اڑ جائین ہاتھ ہلاتی ہی برق چمکی زمین پر آکر گری کہ
کسیکو آزار نہ پہونچا سکی یکایک گوشۂ باغ سے ایک آواز آئی کہ ای ملکہ خار خار میری جان تم پر نثار ذرا
ادھر متوجہ ہو خار خار پلٹی کہ کون مجھکو ایسی باتین کہتا ہے دیکھا ایک جوان زرہ پوش سر پر خود زرین
قد سمن بو غزال چشم شیر خشم ابروی خمدار پر بل پڑے ہوے پکارتا ہوا آتا ہے اے جان جہان ای آرام دل
مشتاقان ہم مدت سے تمھارے مشتاق ہین دلپر صدمات فراق ہین اب صبر نہین ہو سکتا ہماری خبر لو

جوش و خروش پر ہے بہار چمن ہنوز | پیتے ہین نوجوان شراب کہن ہنوز
پاتا نہین مین یار کو مثل سخن ہنوز | معدوم ہے کمر کی طرح سے دہن ہنوز
پرسون سے دور ا ہوان شب روز متصل | ہنستے ہین مردون سے زندہ دم تن ہنوز

رخسار یار پر نہیں آغاز خط ابھی	دیکھا نہیں ان آنکھوں نے سورج گہن ہنوز
انجام کار کا نہیں آتا خیال کچھ	غربت میں بھولے بیٹھے ہیں یاد وطن ہنوز
غفلت کی کیا امید رکھیں آسمان سے ہم	اُسنے تو داب رکھا ہے اپنا کفن ہنوز
عالم حجاب یار کا احوال سے ہے دور	خلوت نشین ہے روشنی انجمن ہنوز
اپنے صفائے سینہ کا حیران کار ہے	دیکھا نہیں ہے آئینے نے وہ بدن ہنوز
ہر چند باغ دہر میں مدت سے ہوں مقیم	آتش نظر پڑا نہ وہ سیب ذقن ہنوز

الغرض جوان نے اسطرح یہ اشعار پڑھے اور ہاتھ جوڑ کر خار رخار کے سامنے آیا کہ سراپا اُس جوان کا نقشہ دل میں اتر گیا بیتاب ہو کر کہا صاحب جو تم کو میری خواہش ہے تو میرے دل میں بھی کاہش ہے کیوں اسقدر گھبراتے ہو جو تم کہو گے میں قبول کرونگی یہ سنکر وہ جوان بڑھا دوڑ کر قدموں کو بوسہ دیا اور ہاتھ میں ہاتھ ڈالدیا گھبرا کے خار رخار نے پوچھا تمہارا نام نامی اسم گرامی کیا ہے اُس جوان نے ہنسکر کہا صاحب مجھکو صف شکن زرہ پوش کہتے ہیں اپنے ملک کا بادشاہ ہوں ساٹھ ہزار فوج دریا موج رکھتا ہوں ایک تاجر نے اگر تمہاری تصویر بیچی گویا سودا خریدا راتیں بھر کی تڑپ تڑپ کر کٹتی تھیں ایک معشوق پری چہرہ نے نام نامی تمہارا لکھ دیا تھا کاہن نجومی جمع کیے سب نے حکم لگایا باغ رنگین میں ملاقات ہوگی یہ پوچھتا ہوا یہاں تک آیا شکر ہے سامری و جمشید کا کہ تمکو پایا ہمارے کلبۂ احزان کو چلکر اپنے نور قدم سے روشن کرو قصر عالی آراستہ ہیں کنیزان ماہرو برای خدمت گزاری حاضر ہونگی خار رخار نے کہا صاحب کیا میں تمسے انکار کرونگی تمہارے مکان پر چلونگی مگر کار ضروری افراسیاب کا درپیش ہے اسوجہ سے پس و پیش ہے جوان نے جو یہ سنا کہا چلکر بیٹھیں کسی نخل کے سایہ میں آرام کریں دشمنوں کے نگاہ سے اپنے کو بچائیں ایسا نہو کوئی نظر لگا دے ہماری تمہاری جدائی ہو جائے دیکھو بی خار رخار یاد رکھو اب دل میں تاب فراق نہیں ہے ہم تمہاری جدائی میں [illegible] عاشق کا سوز [illegible] کہتا ہوں مشکلیں بلطف عنبرین موی پیشانی [illegible] آئینہ رخسار [illegible] ہے زبان پر آنا تمہاری آنے کی [illegible] ہو [illegible] استقبال [illegible] [illegible] کیا عجب ہے کہ [illegible] [illegible] جوان نے [illegible]

رو دینگی کہ صاحب برای سامری و جمشید ایسی باتین نہ کرو تمھاری بیان پر دل ٹکڑے ہوتا ہے میں عمر بھر تمھاری خدمت کرونگی خارخار بکتی ہوئی اُس جوان کے ہاتھ میں ہاتھ ایک نخل ثمر کے نیچے آکر بیٹھی اُس جوان نے اختلاط شروع کیا میمونہ بہار کہتی ہین خارخار کہان گئی ابھی سب سلمان زندہ میں تلوارین کھنچی ہوئی ہین بُرّان و ہمنوا وغیرہ سب زیر تیغ ہین اب قتل ہین کیا یہ غضب ہے بہار کہ معلوم ہوتا ہے خارخار پر کوئی افتاد پڑی میمونہ نے کہا وہ ساحرہ ہوشیار جہاندیدہ کار آزمودہ ہے وہ کسی کے دم نہ آئے مین نہ آئیگی عمرو کس مال کی کمر ہے کہ وقت بجان کار رزم استخوان دیرپی کے سامنے نیچے نہیں کچھ سکتا یہ سب شعبدہ خارخار کے ہین حقیقت مین کیا رنگ جمایا کیا عمدہ باغ بنایا اس ہوا کی کون بچ سکتا ہے اب اسی مقام پر ٹھہرین مین تلاش کرکے خارخار کو لاؤن یہ کہکر میمونہ چلی بہار اسی مقام پر ٹھہری ہوتی ہین گرد نبات سونے چاندی کے پڑے ہین مگر میمونہ تھوڑی دور چلی تھی کہ ایک آواز بہ صد سوز و گداز کانمین آئی کہ اے لختہ عالم ذرا ہمارے پاس آؤ ایک بات سنکر جاؤ تمھاری جستجو مین ہماری پاؤن نہیں ملتے کرتے تمہے پھوٹ پھوٹ کر ہمارے حال پر رو رہی ہین دیکھو تو کیا عمدہ جانور بھی پیدا کیا تمھاری ملاقات کی خواہش مین بندر بلا ہے یہ تو ناظرین کو یاد ہوگا کہ میمونہ کی کلائی پر ہر وقت بندر بیٹھا رہتی ہے جیسے میمونہ کے کانمین یہ آواز آئی بندر بھی کون کون کرنے لگی میمونہ نے پلٹ کر دیکھا ایک جوان صاحب حسن و جمال کلاہ زرین سر پر قبائی زر بفتی زیب جسم زار ایک بندر زنجیر مین بندھا ہوا خرامان خرامان آتا ہے گھبرا گھبرا کر حال دل یون سناتا ہے نظم

پیمبر مین نہیں عاشق ہون جب تک	ہے سوتی ہی سے یہ لن ترانی
سلیمان ہم ہین اے محبوب جانی	سمجھتے ہین تجھے بلقیس ثانی
دہی دیگا کباب تر کسی بھی	جو دیتا ہے شراب ارغوانی
ترے کوچے کے عشق تون کے آگے	جہنم ہے بہشت آسمانی
وہ میکش ہون دیا ہے قابلہ نے	مجھے گھسل شرب ارغوانی
لیے مین بوسۂ رخسارۂ صاف	پیا ہے جسنے آئینے کا پانی
سفیدی جو کی ہو کا نور ہر چند	کوئی نتا ہے داغ نوجوانی
نہ خوش ہو فریبی تن سے غافل	سبک کرتی ہے مردے کو گرانی

سوے جو پیشتر مرنے سے وہ لوگ | کفن جسے قبائے زندگانی
جلاتی ہے دل آتش طور کیطرح | کسی پردہ نشین کی لن ترانی

اس ڈھنگ سے یہ اشعار اُس جوان نے پڑھے اور بندر نے ایسا اشارہ کیا کہ بندریا کاندھے سے کود پڑی بندر نے بندریا کو گود مین اُٹھا لیا سینہ پر منہ رکھتا تھا اُس جوان نے میمونہ کا ہاتھ پکڑ لیا بارہ دری کی جانب چلا اور بندر آگے بندریا کو لیے جاتا ہے لیکر بارہ دری مین داخل ہوا یہان بہار راہ دیکھ رہی ہین کبھی خارخار کو پریشان ہو کر پکارتی ہین کبھی فرماتی ہین ای میمونہ کہان غائب ہو گئین میمونہ کا اُس سے ہنسنا مبارک ہوا کئی کنیزین ملکہ بہار کے قریب حاضر ہین عرض کرتی ہین حضور اسی باعث ہو گی کنیزین واسطے تلاش خارخار و میمونہ کے چلین یہان بی خارخار اُس جوان سے باتین کر رہی تھین کہ اُس جوان نے کہا کیون صاحب تم نے یہ کیا ستم کیا کہ بہار کو اپنے سحر مین پھنسایا بہتر یہ ہے کہ سحر اپنا بہار پر سے اُٹھا دو بہار و گلعذار سپہ سالار لشکر اسلام ہے اسیر ہوا افتاد خارخار نے کہا صاحب اس بارے مین تم دخل نہ دو مین بہار کے ہاتھ سے مسلمانونکو قتل کراونگی اُس جوان نے کہا چپ رہو کیا بیہودہ بکتی ہو خارخار نے کہا کیون جناب تمہین کیا مطلب اُس جوان نے کہا ہمین شہنشاہ نور افشان نے بھیجا ہے حکم نافذ ہے کہ خارخار کا سر لاؤ یہ سنتے ہی خارخار جھلا کر اُٹھی اُس جوان نے ہاتھ پکڑ لیا کہا حرامزادی اب کہان جاتی ہے چاہا سحر کرے دن سحر فراموش ہوا اُس کی طرف جوان کے دیکھنے لگی جوان نے اُٹھ کر ایک طمانچہ مارا کہ سر خارخار کا جنبر گردن سے اڑ گیا مرنا اُسکا کہ یہان بہار بیہوش ہو کر گرین کنیزین دامن سے ہوا دینے لگین یہان بی میمونہ اُس جوان سے باتین کر رہی تھین اُس جوان نے بندر کو اشارہ کیا بندر نے بندریا کو چیر پھاڑ کر پھینک دیا میمونہ گڑ گڑا اٹھی جوان نے ہاتھ پکڑا ایک چٹکی خاک کی اُٹھا کے ڈالدی میمونہ دھڑ دھڑ جلنے لگی جلنا تھا میمونہ کا کہ ایک برق چمکی تڑپ کر جو گری جتنے عاشق تن تلوارین کھینچے کھڑے تھے پہلوی نژادان مین ایرج کا سر اڑ گیا اور پہلوی محمود مین نور الدہر کا لشکر گرا جتنے جوان کھڑے تھے وہ برق اسطرح محیط ہو کر چمکی کہ سب کے سر اڑ گئے ان کا مرنا کہ سبکو ہوش آیا ملکہ بہار جو تڑپ کر اُٹھین کہا یہ بٹ مجھے کسنے بنائے کنیزون نے کہا آپ سحر مین خارخار کے تھین بہار غصے مین جا اٹھین باغ جل رہا تھا دیوارین گر پڑین آوازین آ رہی ہین کشتی مرا نام من خارخار د

سیمونہ زرد پوش بود بہار نے کہا انکو کسنے قتل کیا بحران و محمور و باغبان مع لشکر خارخار
سے چلا ایک برق جہندہ بجلی آگے آگے تڑپتی ہوئی جاتی ہو کہ سماں پر تماشا ہوا اہل اسلام تو لشکر
خارخار پر جا کے گرے بحران نے بڑھکر خنجر مروارید دار ملک محمور کا کنپتا چلا بہار سکے پیچھے تھین
ابھی گلدستہ نہین چلا تھا کہ وہ برق جو آگے تھی ایک خنجر گرا برق کے دو ٹکڑے ہوئے مگر برق
سے دھوان نکلا کہ خنجر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا جیسے ہی خنجر ٹوٹا زمین کانپی آواز آئی او پیر نابالغ
تونے غضب کیا کہ خارخار و سیمونہ کو مارا سنہ ساحر کیا شہنشاہ طلسم ہوشربا اب سب نے
افراسیاب کو دیکھا بہار نے تھراکر گلدستہ پھینکا افراسیاب نے کہا بی بہار اپنے ہوش مین نہین ہو
خواجہ و برق ایکطرف جست و خیز کرتے ہوئے تھے تو افراسیاب نے گلدستہ پر ہاتھ مارا گلدستہ
بہار پر گرے ایک غبار بلند ہوا خواجہ بغور دیکھ رہی ہین تھوڑی دیر کے بعد غبار دفع ہوا دیکھا
بہار نہین ہے افراسیاب نے کئی مرتبہ آواز دی کہ او پیر نابکار سامنے نہین آتا ہا چلا کر لشکر پر
جا پڑون بحران وغیرہ کو مارون کہ پہلوی نوہ ہوا او سبز در عقل و فراست سے دور ہوتا جاتا تھا کہ
اپنا کام کیے چلی جاتی ہین مگر زبردستی ہم سے مقابلہ کرتا ہے ارے تو وہی افراسیاب ہو کہ تجھکو
گود دیو نہین پالا اگر اسکا خیال نہ ہوتا تو طلسم بچا رہتا تھا اسے نوکرین کھاتا پھرتا افراسیاب نے آواز
دی ارے کوئی حاضر ہے پریزادون نے لاکر ایک گولہ افراسیاب کے ہاتھ مین افراسیاب نے وہی
گولہ نورافشان پر کھینچ مارا نورافشان نے ہاتھ پر روکا گولہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا کئی گولے
افراسیاب نے مارے نورافشان نے دیکھا اب بھی ہم تیرا پاس کرتے ہین ورنہ یہ گولہ تیرے سر پر
پڑیگا ٹکڑے ہو جائیگا جب افراسیاب نے نہ مانا تو نورافشان نے بھی آواز دی کہ کہان ہین
محافظان طلسم نورافشان کیا مر گئے ایک جوان خوشرو خوشخو پہلوی صحرا سے نمایان ہوا حاضر
کہتا ہوا سامنے آیا ہاتھ مین نورافشان کی ترنج سبز دیا کہا حضور یہی کافی ہے نورافشان نے اسکو
سحر پڑھکر دو تین گولے افراسیاب نے اول ایسے مارے تھے کہ لشکر بحران بہت تباہ ہوا کئی ہزار
سر لشکر گرے ملکہ بحران و محمور و باغبان وغیرہ بھاگ کر طرف قلعہ جمشیدی کے روانہ ہوگئے
نورافشان نے چاہا کہ ترنج افراسیاب پر مارون کہ آسمان سے آواز آئی ارے سیرا بجیلو
تجھے کیا کرتا ہی خبردار ترنج نہ پھینکنا ادھر افراسیاب کو آواز دی ارے سامنے سے ہٹ

افراسیاب کب اتنا بڑھا ہی جاتا ہے کہ ماہیان تڑپ گری کمر مین افراسیاب کی پنجہ دیکر قصد
کیا کہ اڑون افراسیاب نے ماہیان کی چٹیا پکڑ کر طمانچہ مارا ماہیان کا گال سوج گیا ماہیان
نے کہا اری کمبخت آج بڑھے کو بڑا غصہ ہے یہ ترنج وہ ہے کہ کبھی خالی نہ جائیگا افراسیاب نے
کہا مین تو جاؤنگا آج اپنی جان دونگا ماہیان نے نہایت افراسیاب کا پاس کیا جانتی ہے کہ اگر افراسیاب
مارا گیا تو طلسم مین پھر کون مجکو پوچھیگا طمانچہ کھایا چٹیا کے بال نچڑی لیکن پنجہ کمر مین دیکے ایڑی اس
زور سے ہکا مارا کہ افراسیاب کا کچھ زور نہ چلا بیہوش ہو گیا بیہوشی مین لے بھاگی باغ سیب مین
لیکر آئی افراسیاب کو ہوشیار کیا کسی درجہ مین حیرت بھی برائے ملاقات افراسیاب جادو آئی
تھی افراسیاب جب ہوشیار ہوا حیرت نے پوچھا خار رخار اور میمونہ پر کیا گذری افراسیاب
نے اپنا منہ پیٹ لیا کہا ای حیرت کیا بیان کرون خار رخار و میمونہ نے وہ سحر کیا تھا کہ اگر ان
سی ساحرہ اپنے ہوش مین نہ تھی مگر اس بڑھے کو سامری و جمشید غارت کرین وہی سحر کو الٹا
کر دیا خار رخار و میمونہ عجب حیرت سے قتل ہوئین مجکو نانی جان اٹھا لائین ورنہ آج بڑھے کو
زندہ نہ چھوڑتا ماہیان نے کہا اے افراسیاب اگرچہ تو بادشاہ طلسم ہوشربا ہے لیکن ضرور
کوئی عضو بیکار ہو جاتا مین جان دیکر تجکو اٹھا لائی ورنہ آج غضب ہو جاتا افراسیاب نے کہا ایک
کام تو مین نے کیا بی بہار کو گل فروش اٹھا لایا حیرت نے کہا ذرا بہار کو بلوائیے مین نے
تو یہ سنا تھا کہ ہماری اور آپکی محبت کا دم بھرتی ہے افراسیاب نے کہا وہ باعث سحر خار رخار تھا
حیرت نے کہا بلوایئے تو افراسیاب نے آواز دی اے گل فروش بہار کو لاؤ تھوڑی دیر کے بعد
دیکھا بہار جادو خود چلی آتی ہین ایک جسم مین لپٹا ہے بہار کو ہاتھ پیر دہنی طاقت کم معلوم ہوتی
ہے افراسیاب کے سامنے آکر کھڑی ہوئین افراسیاب نے پکار کر آواز دی کیون بہار اب تمہارا
کیا حال کرون یہ دن تمکو یاد نہ تھا اب اس مقام پر قید کرونگا کہ تڑپ تڑپ کر مرو گی جان دو گی کوئی
اس مقام پر جانہ سکیگا اور خبردار اگر اپنی حیات منظور چاہتی ہو تو کبھی بادشاہ اسلام کا میرے سامنے
نام نہ لینا مین اس شخص کے نام سے جلتا ہون بہار نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا کیا بیہودہ بکتا ہے اس
راہ مین جان تک نثار کرین ایسے شہنشاہ جہان کو کیونکر نہ پیار کرین اپنی تو یہ کیفیت ہے نظم

ترے ہمراہ یہ نادار کچھ لخت جگر کر دے	خطر کرتا ہے اس کوچے کا تو ای دل خبر کر دی

تنک ظرفی نکر مجھ رند کش سے تو اے ساقی
جو دینا ہے مجھے تو ایک ہی ساغر تو بھر کر دے

ہر اک گل شعلۂ آتش ہے میرے جلانے کو
چمن میں ہون تو اسکو آتش فرقت سقر کر دے

کبھی تو رحم کر دنیا یہ تو مجھ بے بضاعت کے
کسی دن ہنسکے سنگ اشک کو سنگ گہر کر دے

مجھے نے دیگا دربان سر کو ٹکرا اسقدر اے دل
کہ اب دیوار جانان مین نیا اک در اور کر دی

تری وحشت مین سیر لامکان منظور ہے مجھکو
الٰہی اس بیابان کا بھی پیدا راہبر کر دی

جو اہل عیب ہین میری ہنر کو عیب گنتے ہین
جو ہو صاحب ہنر وہ عیب کو میرے ہنر کر دی

قبول اس تحفہ کو ہر بار ہو تم آنکھین لڑاتے ہو
کہین دلکو تو چھلنی چھلنی پیکان نظر کر دی

اس بیقراری مین ملکہ بہار نے جو یہ اشعار پڑھے کہ سب دیکھنے والون کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے بہار کا قول تھا کہ کیا جوش و خروش ہے عشق قلبی اسکا نام ہے افراسیاب سنتے مین کانپنے لگا کہ اب مین کیا اسے زندہ چھوڑون گا قید مین مار ڈالونگا حیرت نے بہت منتین اور خوشامدین بہار کی لیکن بہار نے ہر مرتبہ یہی جواب دیا کہ ہوا ہم تو سامری و جمشید پر لعنت کرچکے اب تمہارے پتلون کو سجدہ نہ کرینگے حیرت نے آواز دی اے گلبوش اس گنہگار کو کوہ نیلگون پر بھیجا تجھے وہان کچھ معلوم ہوگا پکار کر آواز دینا اے نیلگون کوہ شہنشاہ نے ایک قیدی کو بھیجا ہے تب انھین پتھرون مین سے ایک جادوگر پیدا ہوگا زبانی ہماری کہدینا کہ یہ بی بی بہار جادو دشمن افراسیاب ہین اس طور سے ان کو قید کرو کہ اس باغ ویران مین تڑپ تڑپ کے مرجائین یہ بھی کہدینا کہ شہنشاہ کو اس سے محبت ہے مگر اس نے رقیب کا نام ہمارے سامنے لیا اب ہم اسکا مٹا دینا مناسب جانتے ہین جب نیلگون اسکو لیکر چلے اور انھین پتھرون مین غائب ہو جائے تو آواز دینا اے گلہاے صحرا تم بھی حفاظت کرنا کوئی غیر نہ آنے پائے یہ کہکر چلی آنا آہوان صحرا جنگل مین ملین انسے بھی یہی کہنا کہ گنہگار شاہی یہان قید ہے حفاظت کرنا جانورون کو بھی یہی کہدینا تین کوس تک یہی پکارتی آنا سب نگہبان حفاظت کرینگے گلبوش جادو قید بہار کو لیکر طرف کوہ نیلگون کے روانہ ہوئی یہان باغبان غیر دربار مین کوکب کے آئے نور افشان جادو بھی آئے ہوے ہین کوکب کے سامنے سب حال بیان کیا کوکب نے نور افشان کو گلے سے لگا لیا کہا استاد مین سب کچھ دیکھ رہا تھا

کیا خوبصورت سحر کیا اپنی ہی دام سحر مین دونون پھنسین نکل نہ سکین ملکہ نشان نے گھبرا کر کہا
سب آئ مگر ملکہ بہار نہین تشریف لائین نور افشان نے ایک کاغذ جیب سی نکالا اُس کاغذ
کو دیکھکر زانو پیٹ لیا خواجہ عمرو و برق بھی آئے ہوے ہین نور افشان نے کہا خواجہ بڑا غضب
ہوا افراسیاب جادو بہار کو لیگیا گلپوش جادو نے سحر کو افراسیاب نے پورا کر دیا کہ
بہار کو اٹھا لے گئی خواجہ ہمارا جانا تو نہایت دشوار ہی آپ کے نام پر رہائی ملکہ بہار کی مقرر ہی
اب آپ باغبان وغیرہ کو لیکر اپنے لشکر مین جائین اور بہار کی تلاش بہت جلد کرین بہار بڑی
جفا مین ہی نازک مزاج حسینان جہان کے سر کا تاج ایسا نہو دشمن اُسکے ہلاک ہو جائین اب
افراسیاب نے بڑے بڑے ساحرون کو طلب کرنا شروع کیا نیلگون جادو وہ جادوگر ہے
کہ اُسنے آنکھین سامری و جمشید کی دیکھین کوہ نیلگون مین وہ مخفی رہتا ہی تین کوس کا صحرا
اُسکے قبضہ مین ہے بہت بھٹک جائیگا لا نشان ہوا آہوان صحرا اسکو اُسنے نگہبان کیا ہی سب آپکی
جستجو مین فریاد کرین گے لیکن انجام بخیر ہے سواے آپکے اور کسی کا کام نہین جو کوئی جائیگا
گرفتار بلا ہوگا جو کچھ مجھکو معلوم تھا مین نے عرض کیا اور اگر موقع ہوگا تو ہم بھی اپنے کو پہونچائینگے
اب افراسیاب سی ہم سے روبرو گفتگو ہوگی مین چاہتا تھا کہ افراسیاب سے کلام نہ کرون یہ طلسم
نہایت سخت ہی یقین کامل ہوا کہ اب معاملہ ہوگا افراسیاب جادو بڑا مغرور ہو گیا ہے احکام
کتابہای پارینہ پر خیال نہین کرتا مناسب اُسکو یہ تھا کہ ایسی سوال اصلاح کرتا احکام جو دیکھتا ہے
ہنستا ہے کہتا ہے سامری و جمشید نے خفائی مقدمات شکست طلسم لکھ گئے یہ طلسم کبھی فتح
نہ ہوگا علمای دین کا بن زبردست تھی اپنے احکام پر عجائب و غرائب دکھائے وہ ان کو لغو
سمجھا ہی اب ظاہر مین بھی مقابلے ہونگے خواجہ کو روانہ کیا خواجہ مخمور و باغبان کو لیکر
طرف لشکر کے روانہ ہوے یہان ملکہ مہرخ بہت بیقرار ہو رہی تھین جو خواجہ جو آئے سب حال
لڑائی کا سنا ملکہ مہرخ رونے لگین کہا خواجہ کل بڑا غضب ہوا آپکا غلام شکیل جادو انتظام
لشکر کر رہا تھا کہ ایک پنجہ گرا اُسکو اٹھا لیگیا اور آواز دی منم نیلگون کوہ نشین ای مہرخ
اب شاہ نے مجھکو اطلاع کی تمکو آگاہ کرتا ہون بہت ہوشیار رہنا ملکہ بہار میرے پاس قید ہین
یہان شکیل کو بھی لیے جاتا ہون مین نے چاہا سحر کرون وہ ستا۔ لشکر آسمان مین ڈوب گیا

یہ سنکر خواجہ کو بڑا قلق ہوا کہا مین جاتا ہون انشاء اللہ بہار و شکیل کو لیکر آتا ہون یا مجکو بھی قضا لیے جاتی ہے یہ کہکر خواجہ اُسیوقت بہ تلاش کوہِ نیلگون روانہ ہوے جب وہ صحرا قریب رہا جسکا نور افشان نے پتہ دیا ہے خواجہ نے گلیم اوڑھ لی صحرا مین داخل ہوی دیکھا طائران ہوا خواجہ کے سر پر پرواز کر رہے ہین چاؤن چاؤن سے انکی یہ ثابت ہوتا ہے کہ پکار رہی ہین ای ساکنان صحرای غرائب آگاہ ہوجاؤ کہ عمرو عیار آیا یہ صدا دیکر طائر پھر درختون پر جا بیٹھے آہوان صحرا پیدا ہوی گرد خواجہ کی پھرتے ہین کبھی پکارتی ہین کہ اس صحرا مین کوئی عیار آیا ہی جب خواجہ دکھائی نہ دیے تو آہو بھی چلے گئے خواجہ نے دیکھا طائر بھی چلے گئی آہو بھی درختون کے قریب جاکر غائب ہوی اب خواجہ کو یقین کامل ہوا کہ نگہبانان صحرا آسیکے غل مچا کر چلے گئی خواجہ نے گلیم اوتاری جست و خیز کرتے ہوی چلی ایک مقام پر دیکھا ایک ساحر آتا ہی خواجہ نے ساحر کی شکل بنکر آواز دی میان ساحر کہان سے آتے ہو کہان جاتے ہو ساحر نے کہا خوب ہے مین بھی چاہتا ہون کوئی شخص ملے تو اُس سے راستہ پوچھون میان ساحر صاحب بتاؤ کوہِ نیلگون کا راستہ کسطرف ہی خواجہ نے ہاتھ اٹھا کر بتایا جیسے ہی ساحر اُسطرف پلٹا عمرو نے حلقے کمند کے گلے مین ڈال دیے اری کہکر وہ پلٹا حباب مار کر خواجہ نے بیہوش کیا خواجہ نے جو طرف بغچہ کے چلے اسکی کمر ٹٹولی ہمیانی کھول لی کپڑے اوتارنے لگے کہ ایک طائر نے نخل سے آواز دی ای نہال خوشرو تمہاری صحرا مین یہ بدعت ہو رہی ہے ساحر غریب لٹ رہا ہے عمرو نے چاہا گلیم اوڑھ لون کہ صحرا کیطرف سے ایک گنوار پکارتا ہوا آیا کہا خبردار او سار بان زادے کیا کرتا ہے خواجہ نے دیکھا وہ گنوار للکارتا ہوا قریب پہونچا خواجہ نے قصد کیا بھاگون اُسنے انگوچھا سر سے اوتار کر پھینکا خواجہ کے پاؤن زمین نے تھام لیے اُس گنوار نے آکر پہلے ساحر کو بیدار کیا ساحر نے داد بیداد کی کہ ای نہال خوشرو میری ہمیانی اِسنے لیلی گنوار نے کہا خواجہ اُسکی ہمیانی دیدو یہ غریب ساحر اسی صحرا کا رہنے والا ہی عمرو نے کہا مین کیا جانون یہ ناحق مجھ پر تہمت رکھتے ہین نہال نے کہا ای ساحر صحرا اے غرائب تیری خیر خواہی کا ذکر سامنے شہنشاہِ نیلگون کے کیا جائیگا تیری وجہ سے عمرو عیار گرفتار ہوا ساحر ایک جانب کیا وہ زمیندار عمرو کو کشان کشان لے چلا راہ مین خواجہ کہتے ہین اے نہال خوشرو

تم ایسا ساحر میری نگاہ سے نہیں گذرا یہ عیار اور جو تمہارے ہی سحر کے تھے زندہ رہنے کی
اس صحرا میں سب کو حکم پہونچ چکا ہے جو آنے گا گرفتار بہ تقدیر ہوگا ورنہ کبھی نہ اُن پر
عیار آہو حکم افراسیاب سب پر پہونچا ہے جدھر جائیں اُدھر گرفتار ہوتے ہیں غرض نہایت لطف
کی باتیں کرتی ہوئی ساتھ اُسکے چلے آتے ہیں ایک گاؤں میں آکر پہونچے دیکھا جو کھیت
بنے ہوئے ہیں چھوٹی جوار باجرہ وہاں بھی کچھ بلند ہونے آئے ہیں جنہنے اس ساحر کو دیکھا
اُسنے سلام کرکے پوچھا اس عیار کو کیونکر گرفتار کیا نہال کہتا ہے ساحر نے گرفتار کرا دیا ہے
سکانین لیکر عمرو کو آیا ایک کوٹھری میں بند کر دیا آپ بجائے دیکر قرین رخصت کی یہاں
خواجہ کوٹھری میں پڑے ہیں کہ کچھ عورتوں کی بولیں کی آواز آئی خواجہ چیخیں مار کر رونے لگے
نہال خوشرو کی بیٹی نوجوان کمسن لڑکیوں کے ساتھ کھیل رہی تھی موش صحرائی نام
قریب دروازے کے آکر پوچھا اے شخص تو کون ہے کیوں روتا ہے عمرو نے کہا بلیاں زن
میں ایک مصیبت کا مارا مزدور ہوں نہال خوشرو مجھکو پکڑ لائے کہتے تھے کھیت درست کرو
میں نے انکار کیا اور یہ کہا کہ اسقدر کام مجھسے نہ ہوسکے گا نہال نے فرمایا کہ سوایا دونگا
میں اہل وعیال دار بیتاب ہوگیا میرے منہ سے نکلا کہ میں دو آنے روز لونگا آخر مجھکو
قید کیا موش صحرائی نے قفل کھلوا دیکھا ایک مزدور دھوتی باندھے ہوئے ہاتھ پانون
بندھے رو رہا ہے عمرو بھی دیکھا ایک کنواری مگر نوجوان بھولے بھولے گال بڑکا پاجامہ
کاڑھے کی چدریا اوڑھے ہوئے کھڑی پوچھا ارے تجھے باپ نے کیوں قید کیا عمرو نے
وہی انکار کام کا بیان کیا موش صحرائی نے کہا میں تیرے ہاتھ پانون کھول دوں تو بھاگ
جا عمرو نے کہا آپ کی مہربانی سامری و جمشید تم کو سلامت رکھیں میری بہوا ڈھونڈتی پھرتی
ہوگی بچے بھوکے روتے ہونگے موش صحرائی نے آکر ہاتھ پانون عمرو کے کھولے خواجہ
جوانکے منتیں کرنے لگے کہا بی بی میں قوم کا گویا ہوں اسی جرم پر گرفتار ہوا موش
صحرائی نے کہا کوئی ٹھمری تو گا عمرو نے کہا میں بڑے بڑے شاگردوں کی خدمت میں جاتا
ہوں بڑی غزلیں گاتا ہوں مجھے چند شعر یاد ہیں سنیے موش صحرائی بیٹھ گئی خواجہ

عمرو نے یہ غزل گانا شروع کی نظم

صبح کے ہوتے ہی ہرگز نہیں جینا مجھکو　　وصل جاناں میں عبث ہے غم فردا مجھکو
اے پری تو نے جو پہنی ہے سنہری انگیا　　آج آتی ہے سونے کی سپیدیا مجھکو
سوتیوں کا نہیں گچھا یہ ترے بالوں میں　　آ لگا ہالے میں نظر عقد ثریا مجھکو
کبھی چھینٹ بھی لگانے نہیں آتے اتنا　　ہے کسی طفل کی فرقت میں یہ سودا مجھکو
اسکی انگیا کی کٹوری کے برابر دیکھ کر ست　　ساقیا اب نہ دکھا ساغر صہبا مجھکو
صبح محشر سے سوا صبح شب وصل ہے غم　　آج ہے تجھسے زیادہ غم فردا مجھکو
زاہدا کعبے کو مینا سے کو جانا ہے محال　　ہے ہراک شیشہ سے آبلہ پا مجھکو
بس میں ہے جو ہے رشتۂ الفت ناسخ　　ناتوانی نے کیا سوزن جیسی مجھکو

موش صحرائی نے بیقرار ہو کر کہا ارے تو تو خوب گا آئے بڑے میاں اور گاؤ خواجہ نے دیکھے بڑے ٹھاکر جو گاؤن میں رہتے ہیں اُنکے ساتھ جو گایا اُدھر مجھکو دی اس گنواری نے کہا کیا گردیا تھا ابھی تو کھولو بھی نہیں چڑھے رس نہیں پیرا گیا گاؤں میں مٹھائی کہا سنو آئی خواجہ نے کہا حلوائی کے یہاں سے مٹھائی منگوائی تھی اُسنے کہا میں دیکھوں خواجہ نے لال برفی زنبیل سے نکالی کہا چکھ کے دیکھو جیسے ہی اُسنے برفی کھائی کھاتے ہی بیہوش ہوئی خواجہ نے موش صحرائی کو زنبیل میں رکھا کوٹھری کا سارا اثاثہ بھی لیا موش صحرائی کی شکل بنکر باہر نکلے مکان کا اسباب اٹھا کر نذر زنبیل کیا دروازہ تو سکا نہیں تھا ہی نہیں ایک ٹٹی لگی تھی ایک آہو جست کرکے آیا خواجہ سمجھے ہرن پالا ہوا ہے خواجہ اُسکو چمکارنے لگے اُسنے شکل انسان کی آواز دی او سالا بان نادی تو نے کیونکر رہائی پائی خواجہ نے چاہا جست کرکے نکلو آہو نے منہ پر مہتاب چھوڑا خواجہ کے پاؤں زمین نے تھام لیے آہو نے غلطک ماری انسان کی شکل بنکر تیار ہوا کہا ارے تجھے ننہال خوشہ دلایا تو نے کیونکر رہائی پائی یہ کہکر منہ پہ عمرو کے ہاتھ پھیرا رنگ درد عن عیاری کا اڑ گیا کر میں پنجہ دیکر وہ ساحرہ عمرو کو لے اڑی عمرو بیہوش ہو گیا متوجہ ہوا سے آنکھیں بند ساحرہ لیکر اڑی ایک قصر میں لاکر اُتارا عمرو کو ستون سے باندھ دیا بیٹھکے شراب پینے لگی کہ آسمان پہ برق چمکی ایک ساحرہ کو دیکھا شکیل کو پنجہ میں دبائے ہوئے اتر پڑی کہا ہوا آج ہوا ان سب میں کیا کروں سالار جادو بیگم نیلگون اُس جوان کو اٹھا لا

تھا مین جو اوسکی ملاقات کو گئی اس ظالم کو دیکھکر عاشق ہوئی سالار کو سحر کرکے مارا اسکو لے آئی اب چاہتی ہون اس صحرا سے نکل جاؤن تمھارے پاس صلاح کو آئی تھی آہوان نے جو شکیل کو بہ نگاہ غور دیکھا جوان کمسن تاج پہنے ہوے لباس فاخرہ زیب جسم زبانین سوزن گرفتار رنج محن آہوان دیکھ کر مر گئی کہا بہن غزال اس جوان کو تو مین نے پسند کیا تم اور کسیکو لاتا غزال نے کہا بوا یہ نہ ہوگا مین نے اسی غصے مین سالار کو مارا تم بھی ایسی باتین کرنے لگین آہوان اٹھی کہا بوا کیا مین تجھسے پاپ کی کار رکھتی ہون غزال یہ کہکر اٹھی کہ مین تجھسے صلاح کرنے آئی تھی تم یہ رنگ لائین مین اسکو لیے جاتی ہون آہوان نے کہا مین تو نہ جانے دون گی اس جوان کو یہین رہنے دو تم چلی جاؤ غزال اور آہوان مین اس قدر تکرار بڑھی کہ آپسمین سحر ہونے لگے غزال نے کئی گولے آہوان کے دفع کیے کارد سحر نکال کر پھینک ماری آہوان کے سینے کو توڑکر پار گذری جب آہوان کو مار چکی دیکھا ایک شخص دبلا پتلا ستون سے بندھا ہے پوچھا ارے تو کون ہے عمرو نے کہا آپکا سنگتارات سی مار مار کے گوا رہی تھین دوسرے میری بیان یہ پیشہ ہوتا ہے دو سرے دیتا ہون غزال نے کہا تیرا نام کیا ہے عمرو نے کہا دل ملاؤ میرا نام ہے غزال نے کہا میان دل ملاؤ میرے معشوق کو راضی کرو عمرو نے کہا ابھی راضی کردون گا مسند پر بیٹھیے مین دو چار اشعار گاؤن غزال خوش ہوکر مسند پر بیٹھی شکیل کو سامنے بٹھالیا عمرو نے یہ اشعار شروع کیے

نظم

لگا دے شعلۂ عارض سے گر وہ آگ گلشن کو ۔ کباب سینہ سمجھین بلبلین شاخ نشیمن کو
پس از مردن تو مشت خاک چھوتی تیری دامن کو ۔ قدم رکھتا ہے کیا ظالم بچا کر میرے مدفن کو
چڑھا لے نافۂ مشکین سمجھکر کشتہ کا گل ۔ غزالان بیابان نے جو دیکھا میرے مدفن کو
چبا کر پان ظالم نے کیے گلگون لب و دندان ۔ بنایا معدن یاقوت کیا ہیرے کی معدن کو
در و دیوار جانان سے لگی رہتی ہے آنکھ اپنی ۔ بنایا چشم بینا ہم نے اب ہر چشمۂ روزن کو
حسینون کو تلاش رزق کب ہوتی ہے غربت مین ۔ لیے پھرتے ہین مثل مہ گویا نافۂ ختن کو
نہ کیون بندہ رقیبونکو جلا سکے کہ تو ہر دم ۔ جہنم مین خدا بھی ڈالتا ہے اپنے دشمن کو
سما کے نظیر شمعہ کرتا ہون شب تاریک ہجران کے ۔ بنایا شمع بزم قدسیان نے طبع روشن کو

خواجہ نے اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ غزال بے اختیار رونے لگی عمرو نے شکیل سے اشارہ
کیا کہ تو بڑے عرصے کے واسطے اقبال کرو مین ابھی اسکی گردن لیتا ہون شکیل نے اشارہ
عمرو نے کہا لو راضی ہوگیا غزال نے خوشی خوشی زبان سوزن نکالی شکیل ساحر زبردست
ہے مجھے بھی زبان سوزن نکلی کہا او ملعونہ کیا بکتی ہے کیون تیری شامتین آئی ہین یہ بھی ہمارا
احسان ہے کہ تجھکو زندہ آزاد کرتے ہین غزال جلا کر اٹھی کہ او شکیل مین تجھکو جانے نہ دونگی یہ
کہکر اُسنے گولہ مارا شکیل نے گولہ کاٹ کے اپنے کو قریب غزال کے پہونچایا کلائی پکڑ کے ایک
طمانچہ مارا وہ سر غزال کا اڑ گیا خواجہ نے دیکھا مکان ٹوٹ کر سب اسباب جل گیا خواجہ نے کہا
اے شکیل یہ معرکہ ہوا شکیل نے کہا یہ سب مکان سحر بند مین صحرا کے عجائب و غرائب آپ نے
دیکھے آہوان صحرا طائران ہوا تلاش کرتے تھے عمرو نے کہا آہو مجھکو گرفتار کرکے یہان تک
لایا مگر خدا نے فضل کیا کہ دونون جادوگرنیان قتل ہوئین شکیل نے کہا خواجہ اب یہانسے
نکاسی کیونکر ہو تین کوس تک صحرا سحر بند ہے عمرو نے کہا باہر تو نکلو خواجہ عمرو و شکیل مکان
کے باہر نکلے دو قدم چلے تھے آواز آئی خبردار او ساربان زادی کہان جاتا ہے او شکیل
غزال کو قتل کرکے جاتا ہے نکلا ڈن وہ ننھے چمک کر گری دونون کو لپیٹے اس زور و شور
سے گرے دونون کو بجز مین اٹھایا کہ دونون متوجہ ہوا کہ بیہوش ہوگئے اب یہ بعد عرصۂ دراز
کے آنکھ کھلی اپنے کو زندانخانے مین پایا شکیل کی زبانین سوزن سرنگون بیٹھا ہے ایک جانب
سے زنجیر کی جھنکار کی آواز آئی پلٹ کے جو عمرو نے دیکھا ملکہ بہار گلعذار چہرہ زرد ہونٹون پہ
آہ سرد دل مین درد آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے سرنگون بیٹھی رو رہی ہین عمرو نے اپنے کو بھی
مسلسل اور مطوق پایا حیران ہوگیا کہ یہ کیا سحر کہ ہے بہار سے پوچھا اے ملکۂ عالم یہ کیا معرکہ گذرا
بہار رونے لگین کہا خواجہ پھر تو فلک ٹوٹ پڑا ہم مسعود ہوکر مالک کوکب پر چڑھ گئی مسلمان
میرے ہاتھ سے قتل ہوئے خدا نے فضل کیا کہ نثار رفتار [illegible] گئی اُس آفت سے نجات پائی
مین مصروف جنگ تھی کہ افراسیاب نے مجھکو گرفتار کیا دون باغ سیب مین [illegible] دربار تھا
[illegible] بت [illegible] نوبت عرب غوث [illegible] کرتے ہین آخر اُسنے یہان بھیجدیا کیا عرض [illegible]
[illegible] مین شب تنہائی کے [illegible]

تاریکی کا جوش وخروش دیکھین تقدیر کیا دکھائی کیون کر اس مقام سے رہائی ملے کیون کر
غنچۂ آرزو کھلے اس بیقراری سے بہار نے چند کلمات حسرت آیات کہے کہ خواجہ وکیل
رونے لگے بہار نے کہا خواجہ رونے سے کیا فائدہ خدا آپکو صبر عطا کرے ہمین اپنی رہائی کی
بڑی ناامیدی ہے گلپوش ہمین لیکے یہان تک آئی افراسیاب نے سمجھا دیا تھا کہ سب
ساکنان صحرا احفاظت مین رہین عمرو نے کہا ذرا تو ہوا کہ طائران ہوا آہوان صحرا مجھے روکتے
تھے خدا نے اُن ظالمون کی بدعت سے بچایا بہار نے کہا خواجہ یہ بھی سنا ہے کہ صحرا سے نکلنا
نہایت دشوار ہے سارا صحرا سحر بند ہے پھر بہار نے کہا افراسیاب نے اسیوجہ سے اس مقام مین بھیجا
ہے کہ یہان نگہبان بہت ہین خواجہ نے کہا تین مقام پر ہم گرفتار ہوے بہار رونے لگین کہا
خواجہ اب قریب کوہ نیلگون آگئے نیلگون بادیہ نشین بلائے روزگار ہے پتھر دل مین مخفی رکھتا
ہے خواجہ نے کہا پروردگار اُس تک پہونچا دیگا دن انھین باتون مین کٹا پردۂ شب حائل ہوا لیلائے
شب نے زلف عنبرین کو کھولا ستارون کی افشان لمحے پر چنی بعد زینت تمام دنیا مین تاریکی
کی عملداری ہوئی شعر شب آمد سازگار عشقبازان ہ شب آمد رازدار عشقبازان + بہار
بہار رو رو کر خواجہ سے باتین کر رہی ہے کہ دروازہ زندانخانے کا کھلا ایک ساحر کو دیکھا کہ پریشان
پریشان کچھ کھانا ہاتھ مین لیے ہوے قید خانے مین آیا دو قیدی اور دیکھے ملکہ بہار کے سامنے
وہ کھانا رکھکر ہاتھ باندھنے لگا کہا اے ملکۂ عالم جسوقت سے آپ قید ہوکر آئی ہین عجب آفت
مین ہون مصیبت آپ پر مائل تیغ ابرو کا گھائل نیلگون کو مین نے بہت سمجھایا کہ او ظالم بہن
حیرت کی منظور نظر افراسیاب قید خانے مین آکر قید ہوئین ارے ظالم انکو کھانا تو بھیج آج بمشکل
اُسنے مانا کہتا تھا مین چاہتا ہون کہ بہار بے آب ودانہ تڑپ تڑپ کر مرجائے اُس نے غضب
کیا کہ مسلمانون کی شراکت کی بہن کے قتل کا ارادہ کیا ایسے ظالم کا مرجانا بہتر ہے چاہتا
تھا قتل کرے لیکن میعاد طلسم سے مجبور وناچار ہوا کہ آج مین نے بمشکل اسکو اس بات پر
راضی کیا کہ کھانا لے کر پہونچا دون اگر مجھکو قبول کرو ہر چند کہ نیلگون سے بڑا فساد پڑے گا
وساحر زبردست ہے مگر ہرچہ آید برسرم یا تو جان دونگا یا نکلونگا جو جو جفا مین پڑین گی سہونگا
شعر یا تن رسد بجانان یا جان ز تن برآید + دست از طلب ندارم تا کام من برآید + بہت

دیر تک بکا کیا جب بہار نے کچھ جواب نہ دیا تو طرف خواجہ عمرو و شکیل کے پلٹا کہا تم دونوں نے
کیا خطا کی کہ جو اس قید خانے میں آکر قید ہوے شکیل نے غصے میں کچھ جواب نہ دیا مگر خواجہ تو
جویاے تھے کہ مجھسے کلام کرے تو میں دام مکر میں پھنساؤں کہا اے شہنشاہ ساحران آپکو نیلگون جادو
سے کیا رشتہ ہے اُسنے کہا میرا سیگون جادو نام ہے قید خانوں کی حفاظت میرا کام ہے نیلگون
میرا بھائی ہے عمرو نے کہا آپ نے ملکہ بہار کو کہاں دیکھا تھا سیگون نے کہا اول نامہ شہنشاہ کا
پہونچا کہ ایک قیدی تمہارے پاس روانہ کرتے ہیں پھر گلپوش جادو قید لیکر آئی نیلگون نے ہمکو
دربار بلوایا میں اسوقت دربار میں حاضر تھا انکو دیکھکر مر گیا عمرو نے کہا اے سیگون ہم تجھسے وعدہ
کرتے ہیں کہ بہار کو تمہاری واسطے راضی کرینگے لیکن ہمکو صحبت میں نیلگون کی پہونچاؤ ہم صورت بدل
کے چلینگے افراسیاب کی نامنشی ہے اُسکو مناسب یہ تھا کہ تمکو بادشاہ کرتا آپ بعدہ نیابت رہتا
اگر آپ ہمکو سویرے سے لے چلینگے ہم اُسکو قتل کرکے آپکو بادشاہ کرینگے بہتر یہ ہے کہ تم سلطنت
کرو بہار تمہارے پہلو میں ہو یہ باتیں جو خواجہ نے کہیں سیگون خوش ہو گیا کہا آپکا نام خواجہ
نے کہا مجھے عمرو عیار کہتے ہیں ساحران مصر نے گرفتار کیا کئی جادوگروں کو یہاں بھی مار چکا
ہوں میرا یہی کام ہے اگر بسے آپ کے ہمراہ رہا تو یہ افراسیاب کو قتل کرکے آپکو بادشاہ طلسم ہوشربا
کرینگے سیگون نے کہا خواجہ میں تمہیں اپنا اب قرار دونگا عمرو نے کہا ایک دن میں سب کو
تسخیر کرونگا تمہارا جلوس ہو پھر میری عیاریاں دیکھو کیا کارہاے نمایاں کرتا ہوں آج مجھکو
قدردان ملا اب میں بھی اپنی جان لڑا دونگا میں آج تک قدردان ہی کا جویا تھا اس طرح
عمرو نے جو باتیں کہیں سیگون نے کہا خواجہ میں بے اختیار تمہیں کو دونگا تخت سلطنت
ہوشربا پر بیٹھے تمکو اپنے پہلو میں جگہ دونگا مشیر سلطنت خطاب ہو کیوں خواجہ تمکو کیونکر بہار
چپکے سے پوچھا بہار ضرور مجھسے راضی ہو عمرو نے کہا وہ خود تمپر مرتی ہے بسبب شرم و حجاب
کے بات نہیں کرتی بڑی دھوم سے تمہاری شادی ہو تمکو دولہا بنا کر لیچلیں بہار کی ہمراہی
ہم سب گلنار جوڑے پہنے ہوے ساتھ ہوں نوبت نقارے بجاتے ہوے دولہن کو بیاہ کر لائیں
یہ کہکر خواجہ نے کہا مجھکو آپ دربار میں نیلگون کے لیچلیں سیگون واسطے تین دن آدمیوں کی
کھانا لایا ہمراہی ہمراہیوں کی پہونچا دی خواجہ کو قید سے رہا کیا خواجہ نے حال پوچھا سیگون نے

کہا نیلگون کو گانے بجانے کا بڑا شوق ہے معشوقہ اُسکی نعمان پریچہرہ ہر وقت اُس سے صحبت رہتی ہے بر سر کوہ ایک باغ ہے اُسمین جلسہ ہوگا عمرو نے کہا تم صحبت مین بیٹھا مین گوئیے کی شکل بنکے ہونگا جب چوبدار آکر کہے کہ ایک گویا آیا ہے تم بلوا لینا پھر گانا سننا جب مین تقریب شراب کرون تم ہانمین ہان ملاتے جانا میگون نے سب باتین قبول کین خواجہ کو میگون لیکر بر سر کوہ آیا سامنے دکھلا دیا کہ وہ دور باغ معلوم ہوتا ہے خواجہ نے کہا آپ جائیے میگون جادو صحبت مین نیلگون کی آیا نیلگون تخت پر نعمان پریچہرہ پہلو مین دس پانچ مصاحب کنیزین نعمان کی کاسین حاضر ہین عین گرمی صحبت چوبدار نے اگر عرض کی کہ دروازے پر ایک گویا حاضر ہے میگون کہا بلوائیے صاحب بلوائیے گانا سنیے نیلگون نے کہا اے برادر بہار و تیغ و تکیں و خواجہ عمرو قید خانے مین قید ہین نئے آدمی کا نام سنکر میرا دل گھبرا جاتا ہے عیاران اسلام وہ بلا ہے روزگار ہین دیسے ایسے مقام پر پہونچے بڑے بڑے ساحرون کو مارا میری بھی فکر مین آئینگے میگون یہ سنکر گھبرا گیا کہا نہین بھائی صاحب ایسا خیال نہ کیجیے اول تو کوئی عیار یہان آ نہین سکتا اگر آئے گا تو بڑی ذلت اُٹھائے گا نیلگون نے کہا خوشی تمہاری بلاؤ گویا اندر آیا سب نے دیکھا ایک پیر زمین گیر مشروع کا پاجامہ چکن کا کرتا سرخ دوپٹہ سر پر باندھے ہوے طنبورہ کاندھے پر آیا تکے ساتھ ہی ہاتھ اُٹھ کر دُعا دیا دربار آباد رہے یہ کہکر بیٹھے نیلگون نے کہا بڑے میان صاحب کیونکر آنے کا اتفاق ہوا کہا حضور کا نام سنکر آیا ہون میگون نے کہا بڑے میان صاحب گانا سنایے گویے نے طنبورہ ملا یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

چھوڑ دے دم بھر لو بتیا الم سے دور ہے	تیرے دل سے دور ہو فرقت کی غم سے دور ہے
دانتون کو موتی لکھون طرز رقم سے دور ہے	لکھنا سنبل زلف کو اپنی قلم سے دور ہے
ساری ارباب سخا بخشش کے خود محتاج ہین	پاس دینار و درم دست کرم سے دور ہے
مرکے بھی روح اُسکے کوچے کے سفر مین ہے مدام	جو وطن اپنا ہے وہ ملک عدم سے دور ہے
سینے پہ سیدھا ہوا یہ جھک کر گلے سے دور ہو	راستی تیرے سے خم خنجر کے خم سے دور ہے
ہے فلک یہ تیری تیر نگی نئی آئی ہے نظر	ہو بہت نزدیک کے دل سے وہ جسے دور ہے
روضۂ انور ہے دلمین دل سے سیتی ہے قبول	گو بظاہر تو در شاہ امم سے دور ہے

س رنگ مین خواجہ نے یہ غزل گائی کہ معشوقہ نیلگون بیقرار ہوئی گوے موتیون کا مالا اتار
بڑے میان کو دی کہا کہ صاحب سناتے بڑھاپے مین یہ رسیلی آواز صدا مین سوز و گداز یہ لگا
کہا کہ بڑے میان اور کچھ اشعار گاؤ لیکن نیلگون چپ بیٹھا ہے دل سے باتین کر رہا ہے کہ یہ بڈھا کون
ہے کہانسے آیا ہے یہان تک کیونکر پہونچا سیلگون نے کہا کہ کہا بڑے میان تمہین کچھ شراب پیا
مین بھی دخل ہے بڑے میان نے کہا حضور مین ساقیگری خوب کرتا ہون یہ کہکر صراحی ہاتھ سے
اٹھا کر سبھون کو شراب پلاؤن سیلگون نے کہا اور بڑے میان نے یہ جواب دیا نیلگون کو اور
زیادہ تردد ہوا سوچ رہا ہے کبھی معشوق سے کہتا ہے صاحب میری جان آکر ہمارا قید ہونا مشکل
اور عمرو بھی ہین کوئی عیار نہ آیا ہو جہان یہ لوگ قید ہوے عیار و نکا آنا بند ہوجاتا ہے خواجہ عمرو
کو نیلگون کو دیکھ رہے ہین اور سیلگون کو اشارے کر رہے ہین کہ خاموش رہو مگر سیلگون کو
جلدی ہے کہ نیلگون ادھر جائے ہمارے وصل حاصل ہو عشق مین بیقرار ہے جون جون یہ باتین
کرتا جاتا ہے نیلگون کا شک بڑھتا جاتا ہے کبھی کہتا ہے بھائی صاحب آپکو بڑی جلدی ہے شراب
بھی آ چکی نیلگون کا شک جو بڑھا ایک چٹکی خاک کی پھونکدی دم بھر نہ گذرا تھا کہ آسمان پر بجلی
چمکی دیکھا ایک جادوگرنی تخت پر سوار ایک کتاب بغل مین آ پہونچی سامنے نیلگون کے اتری
نیلگون نے کہا اختر شناش اشارہ کیکے طرف عمرو کے کہا یہ کون شخص ہے جیسے ہی اسنے کتاب
کھولی عمرو جست کرکے قریب اس اختر شناس کے آیا کہا صاحب مین بھی شہنشاہ کو میری
جانب سے کچھ اور ہی گمان ہے اسنے کتاب کو کھولا دیکھتے ہی مضمون کو جانتی ہے کچھ کہے عمرو نے ایک
خنجر مارا اختر شناس کا شکم چاک قصہ پاک عمرو اندھیری مین نعرہ کرکے بھاگا نیلگون نے چاہا اٹھے
سیلگون نے ہاتھ پکڑ لیا کہا بھائی صاحب ہم آپ کو اکیلا نہ جانے دینگے ایسا نہو اس نالے کے دام
مکر مین پھنس جایئے نیلگون ٹھہر گیا مگر سیلگون کہتا ہے کیون بھائی صاحب یہ سار بان نے دہ کیو کھڑا رہا
ہو سیلگون نے کہ بھائی صاحب مین کیا جانون لیکن مین جب ہون نیلگون نے کہا ایک بڑی
خرابی ہوئی کتاب بھی جل گئی اب مین کس مین دیکھون یہ ذکر تھا کہ دروازے پر سے رونے کی آواز
آئی کوئی روتا ہوا آتا ہے آواز دی کہ شہنشاہ نیلگون کی دہائی ہے ہمین لوٹ لیا بھائی جوان مارا
گیا چھوٹے بھائی کو کڑی آتا ہے مجھکو ڈر ہے کہ مجھکو بھی قتل کرے مجھکو پناہ دیجیے اپنے دامن مین چھپا لیجیے

دیکھا ایک نازنین چہاردہ سالہ دریائے خونین نہائی ہوئی مگر نہایت حسین گل رخسار کبک
رفتار شیرین گفتار نہایت نازک غزال چشم آنکھین سوجی ہوئین اشک کا دریا آنکھون سے جاری
دوڑ کر نیلگون کی لپٹ گئی کہا اے شہنشاہ پہلو مین جو قصر حضور کے گاؤن ہے ایک عیار مکار دغاباز
نامیا دہتا اٹھتا بیٹھتا وہان پہونچا میرے چھوٹے بھائی کی گردن اتار لیے بڑا بھائی سامنے کھڑا تھا جا
شہ ہارون اُس ظالم نے دوبارہ خنجر مار دیا اُس شخص کی بھائی کا شکم چاک ہو گیا خنجر برہنہ لیے ہے
ہاری گاؤن کو قتل کرتا پھرتا ہے مین تو جان بچا کر بھاگی حضور ذرا میرے ساتھ چلین اُس خونی
کو گرفتار کرین یا قتل کرین نیلگون نے کہا ابھی بیابان بھاگ کر گیا ہے اُسی کی یہ حرکتین ہین مین
تیرے ساتھ چلتا ہون یہ کہکر تیغہ لپک کی اٹھا یا نعمان نے دامن پکڑ لیا کہا ای شہریار آپ تنہا
نہ جائیے مین جاتی ہون اگر وہ ہوئے تو گرفتار کر لاؤنگی نیلگون نے کہا مین کیونکر قبول کرون کہ تم
تلاش مین اُس ظالم کی جاؤ ایک کنیز نعمان کی شبرنگ جادو یہ کہکر اٹھی کہ آپ دونون صاحب
تشریف رکھین مین ابھی گرفتار کرکے لاتی ہون کہیے زندہ لاؤن کہیے سر حاضر کرون یہ کہکر شبرنگ نے
کہا اری نیک بخت میرے ساتھ چل مجھے دور سے دکھا دے مین گرفتار کر لونگی میرے ہاتھ سے
بچکر کہان جائے گا اور اپنی دلائی بھی اُس نازنین کو اڑھا دی شبرنگ نے کچھ اسباب سحر لے لیا
اُس نازنین کو ساتھ لیکر چلی جب قصر سے باہر نکلی شبرنگ نے پوچھا وہ عیار کس مقام پر ہے کہا حضور
سب کے گھر مین گھستا پھرتا ہے کسی کو مار ڈالا کسی کو لوٹ لیا یہ باتین کرتی ہوئی نازنین شبرنگ
کو صحرا مین لائی ایک مقام پر جھک کر کہا وہ عمرو کھڑا ہے او غضب ہے نائی کے گھر مین گھس گیا
اسکی کسوت نکال لایا ہے اوسکی جورو کا گلا کاٹ لیا شبرنگ نے گھبرا کر اسطرف دیکھا عمرو
نے کمند کے حلقے مار کر جھاپ مارا اور نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو تصنیف مصنف

مرا نام ہے خواجۂ خواجگان
مرے نام پر غدر رشید اہوا
مرا لکر ہے گلشن قیل وقال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
یہی فتح ونصرت کی تدبیر ہے

عمرو ذی حشم و مہتر مہتران
اڑاتا ہون کفار کی مین دھوین
مری چال سے ہے صبا پائمال
مرا افسر ذی حشم نامدار
[illegible] تھا ہمارا جہانگیر ہے

مری نسل سے کر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کوہ
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر یزدان دگار
جیسے ہی شبرنگ بیہوش ہو

گری عمرو نے کپڑے اتار کے زنگ دشمن عیاری کا لگا کر اسکو اپنی شکل بنایا پاؤں مین رسی باندھی
پٹی بیہوشی کی دماغ پر چڑھائی ٹانگ میں رسی ڈال کر کھینچتے ہوئے لیچلے یہان نیلگون انتظار
مین ہی گرد دیکھا شبرنگ کو عمرو کے پاؤن مین رسی باندھے ہوئے کھینچتی ہوئی لائی ہے یہ
دیکھکر نیلگون تو گھبرا گیا اور اے عمر دگرفتار ہو گیا مگر خاموش مین بیٹھا کی ملک رہا پھر نیلگون
سے پکار کر آواز دی اے شبرنگ بڑا کام کیا شبرنگ نقلی نے کہا حضور بڑا چیتے و چالاک
تھا کوسون بھاگتا تھا نیلگون نے کہا اے شبرنگ تمھاری مشقت کا تو ذکر سامنے افراسیاب
کے کیا جائیگا یہ وہ شخص مارا گیا جس کا ثانی و نظیر نہ تھا شبرنگ جادو نے عرض
کی داری مجھے بھی بڑی خوشی ہوئی ہے اور بیحال مند اس ظالم کے ہاتھ سے مارے گئے
میرا جی چاہتا ہے کہ آج خوشی [illegible] ہے یہ کہکر ہنسنے لگی گنگنا کے یہ غزل گائی نظم

قیامت اے سرو قد ہو گئی
بلا سر کی اے جان رد ہو گئی
محبت مین مارا پڑا حیف ہے
مرے دل کو بھی مجھ سے کد ہو گئی
چھٹے روح تن سے کیونکر الٰہی
گرہ مشکلکشا کی مدد ہو گئی

غلط بات کہنی سند ہو گئی
کلیجے کے جگر مین ہے نوک ناوک
مری قسمت نیک بد ہو گئی
محبت جو پنہان تھی مد نظر
کہ فوج الم لاتعد ہو گئی

ہوا شب کو عاشق تری زلف کا
بس اے عشق جانسوز حد ہو گئی
در مرگ پر لے چلا ہے مجھے
ہویدا الصمد شد و مد ہو گئی
قبول اپنے عاشق سے تھا سبکی سبب

سب تعریفین کرنے لگی اور شبرنگ اسوقت تو لجنے اسمین
رنگ سے گایا کہ عمرو کا گانا آنکھون کے نیچے پھر گیا ابھی اسنے اسی رنگ مین یہ غزل گائی تھی نیلگون
بھی تعریفین کر رہا ہے ملک النعمان کی تو وہ کیفیت ہے سب سے زیادہ تعریفین کر رہی ہے کہ میری
کنیز نے بڑا کام کیا شبرنگ نے دوڑی ہوئی میخانے مین گئی جاتے ہی شراب
مین بیہوشی ملائی پکار کر آواز دی صاحبو ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہے پیالے گلابیان
اٹھا کے لیجا کے آپس مین تقسیم کر دو شراب تقسیم ہونے لگی خواجہ عمرو کی سی گلابیان جنگل شبرنگ
محفل مین لائی سب خوش ہو گئے کہ شبرنگ کو قتل کرنے سے عمرو کا سلیقہ آگیا کس لطف
سے شراب لائی ہے جی چاہتا ہے پہلے خواجہ نے جام بھر اسر پر رکھا گاتے ہوئے
بتاتے ہوئے سامنے نیلگون کے آئی کہ ایسے بادشاہ ہون کو سب سے شراب پلانا چاہئے نیلگون

جام پلیئے دوسرا جام عمرو نے اسکی معشوقہ کو دیا سب سے زیادہ میگون کو تردد ہی کہ ہائے
کیا افسوس بات سے میرا دوست مارا گیا سبھی کی خوشی ہو رہی ہے عمرو نے آکر میگون کو بھی
جام دیا لیکن جام سادہ میگون نے پیا اب تو عمرو نے دور باندھا تھوڑی ہی عرصے مین پیکو
شراب پلا چلے میگون نے بیٹھے بیٹھے کہا ارے تم سب دیکھتے ہو یہ دوسری خداوند تشریف
لائے ہین تمہ نگ نقلی یعنے عمرو نے کہا اے شہنشاہ خداوندون کو بلیئے وہ بھی آکر شریک جلسہ
ہو نیلگون اپنے مقام سے ناچتا ہوا تھرکتا ہوا آیا خداوند لیئے شراب نوش فرمائیے دو قدم
چلا تھا کہ چیخ کھا کے گرا اور بیہوش ہوا سب مصاحب لینا لینا کہکے اٹھے جو اٹھا گر کے بیہوش
ہوا تھوڑے ہی عرصے مین سب کے سب فرش ہوے عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا میگون
نے جو خواجہ کو دیکھا دوڑ کر لپٹ گیا کہا خواجہ کیا کمال کیا مین تو تمھارے واسطے روتا تھا کہ
ہائے میری تقریب کون کریگا بھلا جادو کیونکر راضی ہوگی عمرو نے نیام نیلگون کو قتل کر د
میگون نے ارادہ کیا کہ نیلگون کو قتل کرون خواجہ کپڑے اتار رہے ہین جبلے یک کڑیچیا مارا
اسکا سر اڑ گیا نعمان کی بہن ریحان جادو اپنے مکان سے چلی کہ چلکر بہن سے ملاقات کر آؤن
آسمان پر اڑی ہوئی آتی تھی کہ کان مین جادوگرنیون کے مرنے کی آواز آئی گھبرا کے جھپٹی آکر
آسمان سے دیکھا کہ بہن بہنوئی بیہوش پڑے ہین میگون جادو نیلگون کا بھائی خنجر خون
آلودہ ہاتھ مین لیئے ہوے نیلگون کو قتل کیا چاہتا ہے ایک طرف ایک شخص دبلا پتلا ننگا کپڑے
سب کے اتار رہا ہے ریحان جادو کا کلیجہ ہل گیا ایک گولا اسنے میگون پر پھینک مارا
میگون چونکہ غفلت مین تھا غش کھا کے گرا عمرو نے دیکھا کہ یہ کیا ہوا کچھ آفت آسمانی آئی
بجا ہا مین جست کر کے بھاگون کہ ریحان نے للکارا چند دانے آتش کے پھینکے خواجہ عمرو بھی لڑکھڑا کے گرے
ریحان نے آکے بہن بہنوئی کو ہوشیار کیا باران سحر برسایا سب اہل محفل ہوشیار ہوے نیلگون
نے جو اپنے بھائی کو بیہوش دیکھا گھبرا گیا نعمان نے پوچھا کیون بہن ریحان یہ کیا ماجرا ہے
ریحان نے کہا ہوا مین تمہاری ملاقات کو چلی تھی راہ مین جادوگرنیون کے مرنیکی آواز میرے کان
مین آئی گھبرا کر دوڑی آکے دیکھا یہان میگون صاحب اور یہ عیار خنجر لیئے ہوے آپ کو قتل کرنے
جاتے تھے مین نے سحر کیا جس سے میگون کو بیہوش کیا اور پوچھا کہ آپکے بھائی صاحب ہین

ایسا انکو سحر کرکے بیڑین انکو بیہوش کرکے عمرو کو گرفتار کیا منیگون نے سر پیٹ کر کہا ارے
سیگون میرے کیون دشمن ہو گیا زبان مین ہو رہی دیکھ ہوشیار مرد کا ایک جادوگرنی نے ترتکر
عرض کی ذرا فوج کو تو ملاحظہ فرمائیے نیلگون نے جو باہر نکل کر دیکھا عجب تماشہ ہوا ہے بعضے
بلبلاتے پھرتے ہین بعضے گا رہے ہین بعضے دوڑے دوڑے پھرتے ہین بعضے کنوئین مین
گر رہے ہین جہان چشمے مین جھانک کر دیکھا اپنی تصویر پانی مین نظر آئی ہائے بھائی کہا اور
کود پڑے غرق دریائے لعنت ہوئے سیکڑون اسطرح گرے نیلگون سر پیٹتا ہوا دوڑا
جا کے باران سحر برسایا جب سبھون کو ہوش آیا کوئی اپنے بھائی کو روتا ہے کوئی بیٹے کا نام لیکر
چیخین مارتا ہے کوئی زوجہ کو ڈھونڈھتا پھرتا ہے ارے بھائی جوان عورت کسی کے ساتھ نکل گئی
قریب والے کہتے ہین وہ پہلے ہی سے بد وضع تھی آج اسے حیلہ ملا نکل گئی نیلگون جا کر سخت
خفا ہوا کہا ارے یارو ملزم کرو سامری و جمشید نے سب کو بچا لیا تھوڑی دیر میری سالی
نہ آتی تو سب کا خاتمہ تھا ریحان نے اگر بڑا کام کیا لشکر کو مطمئن کرکے بارگاہ مین آیا بھائی کو
ہوشیار کیا کہا کیون بھائی صاحب مین نے کیا خطا کی کہ جو تم درپے قتل ہوئے سیگون نے
اپنے کو جو اس حال مین پایا عمرو کو بھی قید دیکھا بیقرار ہو کر پکار اٹھا نظم

بنائے غم و رنج رخصت ہوئی — گیا دل ترے پاس فرحت ہوئی
جنون پر جو مائل طبیعت ہوئی — پڑین سختیان غم کی سنگت ہوئی
مجھے اپنا بندہ سمجھتے ہین سب — الٰہی بتون کی یہ قدرت ہوئی
چھپے تھے زمین کے تلے پہلے ہم — پھر آنکھون سے پوشیدہ تربت ہوئی
مرض کا تقاضا نے کیا جب علاج — کبھی پھر دوا کی نہ حاجت ہوئی
حیا مین رکین شاک نکلی قبول — یبوست گئی تو رطوبت ہوئی

نیلگون نے ہنسکر کہا بھائی صاحب یہ پہیلی تو مین نہین سمجھا عمرو نے انگوٹھے سے اشارہ کیا کہ
اے نیلگون حال عشق نہ پوچھو ضبط کرو انشاء اللہ سمجھا جائیگا سیگون خاموش ہو رہا ہے
لاکھ لاکھ منایا گون نے پوچھا سیگون نے کچھ جواب نہ دیا جھلا کر نیلگون نے حکم دیا عمرو کو
ساتھ لیجا کر قید کرو بھائی صاحب کو قید خانہ پر مقرر کرنے سے یہ نفع ہوا کہ عمرو نے قید سے پائی

کنیزیں حیران ہو گئیں کہا داری ہمارے ذہن میں نہیں آتا کہ حضور نے کیا فرمایا اسلم کچھ
سوچ کر خاموش ہو رہی ہے دمبدم قید خانے میں جاتی ہے جمال شکیل دیکھ کر چلی آتی ہے بلکہ
بیٹھتی ہے تو گھبرتی ہے خواجہ عمرو نے جو اسکو کئی مرتبہ آتے دیکھا شکیل کو بہ نگاہ حسرت دیکھتا اور چلی
گئی عمرو نے کہا اے شکیل اسلم جادوگرنی تم کو بہ نگاہ محبت دیکھتی ہے شکیل نے کہا استاد میں اسکی
خدمت گذاری کو حاضر ہوں عمرو نے کہا اے فرزند کوئی تدبیر ایسی ہو کہ یہاں سے نکلیں نیلگون
قتل ہو جائے اور بہار بھی رہائی پائے اپنے لشکر میں عزت پہونچ جائیں پھر جائے گر زندگی
ہوئی شکیل نے کہا تو پھر میں اسکو دام مکر میں لون عمرو نے کہا تو بیٹا چپ کیوں ہو اسلم
پھر گھبرائی ہوئی آئی شکیل کو بہ نگاہ حسرت دیکھنے لگی شکیل نے کہا اے جان عالم یہاں تشریف
لائیے ہم کچھ آپ سے بات کرینگے اسلم خوشی خوشی قریب آئی شکیل سے کبھی ایسی
باتیں ہونے لگیں شکیل سنتے تھے کہا صاحب ہماری قید میں جان جاتی ہے اسلم
اسلم نے خوش ہو کر کہا یہ صاحب جان و مال تمہارا ہے واسطے خدا کے شکیل نے کہا اس قید خانے
سے ہمکو نکالو اسلم نے کہا آج رات کو نکال دیگی شکیل نے خوب بجا ہوا اسلم نے ہر ایک
کنیز کو ہر کام کے بہانے سے رخصت کرنے لگی کسی سے کہا سیر مکان جاؤ شام تک سب
کنیزوں کو رخصت کر دیا شام کو قید خانے میں آئی شکیل کی بلائیں لیں کہا صاحب جلد میں تمکو
نکال لیجیوں شکیل رونے لگا کہا صاحب سنو تو اپنے دوستوں کی مصیبت پر دل کڑھتا
ہوتا ہے ایسی تدبیر کرو کہ بہار و خواجہ و ہمیلون بھی دوست ہیں ان سب کو بھی اپنے ہمراہ
میں لیجیں اسلم کانپ گئی کہا اے شکیل مجھے خوف ہے کہ نیلگون بڑا ساحر ہوشیار ہے اگر اسکو خبر
ہو گئی تو قیامت برپا ہو گی کل شب کو یہ ہو کہ میں بھی صحبت میں بیٹھی تھی کہ افراسیاب کا نامہ آیا جسمیں
یہی مضمون تھا کہ اے نیلگون بہار کو سمجھا و ہمارے وصل پر راضی کر جب میں اسکی صورت
دیکھا یاد آتی ہے طبیعت گھبرائی ہے اسلم نے یہ حال ہے کہ قلب پہ ہجوم غم و ملال ہے بقول شاعر نظم

نامہ اس بدخو کو لکھنے کا تم بھی نہ چاہیے — گالیاں دے پھر کے مجھکو نامہ بر بھی چاہیے
دل پھنسانے کو محبت میں جگر بھی چاہیے — چاہیے نامے تو نالوں کو اثر بھی چاہیے
عشق کے سودے میں رونا بھی ہمارا دیکھا — تلخی لب خنجر ہی پہ چشم تر بھی چاہیے

اب ہیں اے وحشت دل گھر میں آرام سے	پھرتے پھرتے تھک گیا جنگل میں گھر بھی چاہیے
بیمار دن کو آئی ہے ملک عدم سے کمک روح	کب تلک رہیے یہاں سیر فلک بھی چاہیے
یہ حال ہے تو محشر بھی ہوگا اسے قبول	مبتدا کے واسطے آخر خبر بھی چاہیے

تاکید لکھا تھا کہ اے نیلگون جسطرح بن پڑے ہمارے وصل پر راضی کرو تو کیا عجب ہے کہ نیلگون
خود قیدخانے میں آئے بہار کو سمجھائے تم اب جلدی نکل جاؤ شکیل نے کہا میری زبان
سے سوزن نکالو زبان شکیل سے سوزن نکالی اب جو شکیل ہنسا تمام آہن ٹوٹ کر گر گیا
شکیل نے فقط بہار کی زبان سے سوزن نکالی بہار نے جو کہا سارا قید آہن ٹوٹ کر زمین پر گرے
بہار نے خواجہ کو رہا کیا اسلم ہاں ہاں کرتی ہے کوئی نہیں سنتا میگون نے خواجہ کو اشارہ
کیا اے شہنشاہ اوج عیاری مجھے بھی چھوڑو نا خواجہ نے زبان سے میگون کے بھی سوزن نکالی
اسلم کہتی ہے خواجہ کیا کرتے ہو خواجہ نے نہ مانا میگون کو بھی رہا کیا خواجہ و میگون و بہار
و شکیل و اسلم قیدخانے سے باہر نکلے ہیں کہ زمین شق ہوئی نیلگون نے سر نکالا للکار کر
آواز دی ادا اسلم یہ کیا غضب کیا اور بہار کو پکارا بہار نے چند شاخیں نخل کی توڑ کر پھینک
ماریں نیلگون پر شعلہ ہائے آتش گرے نیلگون دفع کرنے لگا خواجہ تو گلیم اوڑھ کر
کنارے ہوئے اسلم و میگون و بہار و شکیل سب نے ملکر نیلگون پر سحر کیا نیلگون پر
آگ برسی خنجر تیغ تلوار پڑی گریں نیلگون نے سحروں کو دفع کیا اور پکار کر آواز دی اے ساکنان
کوہ نیلگون یہ سب باغی بادولت کے ساتھ بے ادبی کرتے ہیں خبردار یہ نکل نہ جائیں یہ کہتے
ہی نیلگون نے چیخ ماری اسلم تو تھرتھرا کر گری بیہوش ہوگئی زمین شق ہوئی ہزارہا جادوگر زمین
سے نکلے دس جادوگر شکیل پر جا پڑے دس نے میگون کو پکڑ لیا بہار جانب میگون
دیکھتا ہے کہ ارے ساربان زادہ کہاں گیا خواجہ عمرو گلیم اوڑھے ہوئے کھڑے ہیں یہ سب
معاملہ دیکھ رہے ہیں کہ نیلگون پر جا پڑوں اس پر کوئی عیاری کروں مگر ہوشیاری نیلگون کی
دیکھکر حوصلہ نہیں پڑتا شکیل و میگون و اسلم تو گرفتار ہوگئے دس جادوگر جو بہار کی جانب چلے
بہار نے گجرے توڑے ہاتھوں سے دستک دی پکار کر آواز دی اے جنون خیز شور انگیز ان کو نیست
کچھ بار بار سو رہے گلے میں پڑے تھے وہ پھول بکھرا اے اختر جادوان سب کا انسرا اے تھا

پھوٗں گرتے ہی بھول گیا وجد کرنے لگا جمال بے مثال بہار دیکھکر پکار اٹھا نظم

مقتل سے تو جو سر کو مرے کاٹ کر پھرے
لے لے کے میرے نامے کبوتر بہت گئے
اللہ رے جوش اشک کے دریا بہا دیے
پھر نا ادھر نہ حضرت دل یار پاس سے
میری طرف سے نامہ کبوتر جو لے گیا
اللہ ری نازکی کہ دہن رنگ ہو کبود
دو تیغ سے منھ نہ موڑے مری آہ آتشین
دھو ہاتھ چشمہ لب جانان سے اے قبول

تن پانون پر نثار رہو سر گرد سر پھرے
گردان ہو گئے نہ ادھر سے ادھر پھرے
جس جس طرف کو دشت مین ہم چشم تر پھرے
سینے مین اب جگہ نہ ملیگی اگر پھرے
دوش صبا پہ یار کی جانب سے پر پھرے
گر دست دہم بھی ترے رخسار پر پھرے
طوفان سے کبھی نہ مری چشم تر پھرے
سو خضر آکے خشک لب اور چشم تر پھرے

بہار نے صورت زیبا دکھاکر آواز دی او عاشق کی ذب کیون بیہودہ بکتا ہے کیا تیرا مطلب ہے اختر نے کہا اے ماہ آسمان خوبی واے مہر درخشان محبوبی میری جان جاتی ہے جاہتا ہون سر کو قدمو نپر نثار کردن ستارہ بھی اختر کا گردش مین آیا بہار نے کہا نیلگون کا سر لا دو تو ہم تمھارے ساتھ شادی کرین اختر مع دس جادوگرون کے نیلگون پر جا پڑا تلوارین کھینچ لین کوئی مارے نیلگون ان سحرون کو کب مانتا ہے اشارون مین دفع کر رہا ہے جا ہتا ہے ان پر سے سحر اتارون کہ یہ اپنے ہوش مین نہین ہین مگر سحر نہین اترتا آخر غصے مین آکر اختر پر جا پڑا تیغ آبدار کو جنبش دی برق چمکی مع اختر دسون کے سر اڑ گئے اختر کی لاش پر خوب رویا پکار کے یہ کہتا ہے یارو مجھسے بڑی خطا ہوئی کہ ایسے رفیق کو مارا لیکن بہار نے دو چار سحر ایسے کیے کہ نیلگون کی رنگت زرد دل مین درد بہار سے لڑ رہا ہے مگر جون جون دیر ہوتی ہے سلطر جمع ہوتے جاتے ہین شکیل نیلگون دا سلم کو گرفتار کر چکا ہے زبانون مین سبکی سوزن گڑی ہے رنج و محن بہار سے سحر چل رہا ہے ہر طرف سے بہار پر بلوا بہار نے کنگھی سے جادو گرون کو جال سے مثال اپنا دکھا کر دیوانہ بھی کیا اور قتل کر ڈالا ہزار ہا لاشہ زمین پر لوٹ رہی ہے نیلگون اپنی پریشان کا مجاہے کہ ایسا نہو بہار تڑ بھڑ کر نکل جائے تو بڑا غضب ہو دشکین دیتا ہے سحر کرتا ہے بہار گلعذار سب سحرون کو دفع کرتی ہے کبھی چھینٹے کبھی پھول بکھیر دیگر ہے

سوکھے ہوئے جو ہاتھوں میں لیے ہوئے تھے وہ پھینک مارے پھول برسنے لگے جب نیلگون
عاجز ہوا ایک دو تھپڑ زمین پر مارا ایک ساحر سیہ فام زمین سے نکلا ہاتھ میں اسکی ایک گیند تھا
لیکر اس گیند کو سامنے نیلگون کے آیا کہا اے شہنشاہ کیا حکم ہوتا ہے کہا بہار کو لینا لیکن
معشوقہ شہنشاہ طلسم ہوشربا ہے سحر میں بھی یکتا ہے یہ سنتے ہی وہ جادوگر بڑھا پکار کر آواز دی
اے ملکہ بہار گلعذار جنگی چلی آؤ نیلگون کی اطاعت کرو بہار نے چاہا پھول پھینکوں اس
ساحر نے وہ گیند کھینچ مارا بہار نے پھول پھینکا وہ گیند پھٹا ایک ٹکڑا ابر کا اسمیں سے نکلا
اڑکر سر پر بہار کے آیا کڑکڑا کر برسنے لگا بہار جھپٹ کر بلند ہوئی کہ اس ابر کو توڑ کر نکل جاؤں جب
قریب ابر کے پہونچی ہاتھ پاؤں کی طاقت کم ہوئی لڑکھڑا کے زمین پر گری وہ ابر مثل سرپوش
کے بہار پر چھا گیا بہار اسکے اندر بند ہوئی اس ساحر سیہ فام نے نیلگون سے کہا اب جاکر
گرفتار کر لو نیلگون بڑھا قریب ابر آیا ہاتھ سے اشارہ کیا ابر شق ہوا اسنے دیکھا بہار بیہوش
پڑی ہے کنیزوں کو آواز دی افراسیاب نے ہر مرتبہ تاکید لکھی ہے کہ بہار کی شان و شوکت
میں فرق نہ آنے پائے ہر چند کہ وہ مجھسے باغی ہے مگر مجھے بڑا خیال ہے کنیزوں نے آکے بہار
کی زبان میں سوزن دی بہار و شگیل و اسلم کو گرفتار کر کے لشکر میں لا کر قید خانے میں قید کیا
چند جادوگر پہرے حفاظت مقرر کیے ایک جادوگر موسوم بہ سرجوش سب کا افسر کیا مدت سے
اسلم پر عاشق ہے آکر کرسی پر بیٹھا دل میں یہ خیال ہے کہ آج اس سے وصل حاصل کرونگا
آج تو معشوقہ قبضے میں آئی ہے لیکن نیلگون جو بیٹھ کر دربار میں تو مصاحبوں سے کہہ رہا ہے
کہ کیا فسادی یہ لوگ ہیں مسلمان بڑے صاحب اقبال ہیں یہ باتیں کر رہا تھا کہ آسمان پر سناٹا
ہوا دیکھا کہ افراسیاب جادو تخت پر سوار تخت اڑائے ہوئے آتا ہے نیلگون واسطے تعظیم
اٹھا سب ساحر اٹھ کھڑے ہوئے افراسیاب کا تخت آکر اترا نیلگون نے کہا حضور کا نامہ غلام
کو پہونچا کیا گذارش کروں کہ کس آفت میں ہوں بھائی صاحب میگون جادو دشمن ہوئے
غلام کا یہ قول ہے کہ جو شخص حضور کا دشمن وہ ہمارا دشمن ہے انکو بھی قید کیا آج ایسا بلوہ ہوا تھا
نکل گیا میں ہی ایسا تھا کہ بہار کو گرفتار کیا افراسیاب نے کہا اے نیلگون مجھکو بیٹھے بیٹھے
خیال آیا کہ میرا رفیق بلکہ شفیق کس رنگ میں ہے جاکر دیکھ آؤں وہ تدبیر کروں کہ اگر سامری و جمشید

ابھی ملک الموت کو بھیجیں تو تمہاری روح قبض کریں نیلگون نے خوش ہو کے کہا اے شہنشاہ وہ کیا تدبیر ہے افراسیاب نے کہا القاب سامری کتب سامری سے نکالا شراب جلد جمع کرو ہیں القاب سامری پڑھوں تمکو شراب پلاؤں تم ترے سامری و جمشید کو بھی اختیار نہ رہے نیلگون نے کہا آپ کی پرورش اپنے غلام کو آپ سرفراز کرتے ہیں کنیزوں سے اشارہ کیا ارے شراب لاؤ جمع کرو یہاں تو شراب جمع ہونے لگی اب حال قیدخانے کا تحریر کیا جاتا ہے کہ سرخوش جادو عاشق اسلم جو نگہبان زندانخانہ ہوا سالہا سال سے صدمات فراق اٹھاتا تھا جب پردۂ شب حائل ہوا ٹہلتا ہوا زندان خانے میں آیا اسلم سر جھکائے ہوئے بیٹھی رو رہی ہے سب سے زیادہ یہ صدمہ ہے کہ معشوق اس حال میں مبتلا ہے بیکڑیاں بیڑیاں پہنے ہوئے مجنون دنیا ہا دشمن کے گھر میں گرفتار اسلم اس حال میں ہے کہ سرخوش قیدخانے میں آیا پاس اسلم کے بیٹھ گیا کہا اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان بخوبی آگاہ ہو کہ مجھکو سالہا سال گذرے تمہارے عشق میں جلتے ہوئے آخر عرض بھی کی مگر آپ نے قبول نہیں فرمایا جان نثار کرنیکو حاضر ہوں ہرچند کہ جانتا ہوں کہ اسی قیدخانے کی وجہ سے آپ پر اور میان میگون پر آفت آئی ہے نیگم میں ساقون کو تڑپتا تھا یہ اشعار زبان سے نکل جاتے تھے

نظم

آنکھوں میں گل ہیں خار جو وہ گلبدن نہیں	دریائے خون رواں ہے بہار چمن نہیں
ایسا تو خوبرو کوئی شیرین سخن نہیں	ہے چشمۂ حیات تمہارا دہن نہیں
دل عاشقوں کے پستے ہیں رفتار ناز سے	محشر بپا ہے یار تمہارا چلن نہیں
روئے صبیح یار سے نسبت ہے کیا اُسے	ایسا لطیف کوئی گل یاسمن نہیں
بوسے کا نام لیتے ہی دیتے ہیں گالیاں	یہ طرفہ ماجرا ہے زبان ہے دہن نہیں
آنا وہ تم بھی چھوڑ دو اس آن بان کو	معشوق خوش مزاج کا ایسا چلن نہیں

یہ اشعار پڑھ کے رونے لگا کہا ملکۂ عالم میں بخوبی جانتا ہوں کہ نیلگون بلائے روزگار ہے مگر اب اس سرحد سے نکل چلو آپ کی محبت میں گھربار سب چھوڑا وطن سے منھ موڑا اسلم نے کہا اے سرخوش تو ہمکو مصیبت میں مبتلا دیکھکر بادو ڈالتا ہے ایسے حال میں مجھے اور اسلم [illegible] پھر جو دہن میں

آئیگا دیا کیجیئیگا سرجوش سمجھا کہ معشوق ہو جیسا کہ اقرار نہیں کرتی جب اس آفت سے
مین چھڑا دونگا اس سرحد سے نکال لیجاؤنگا تو ضرور قبول کریگی جوش عشق مین انجام کا خیال
نہ رہا بیتابی دل بڑھی سوزن زبان سے اسلم کی نکال لی اسلم نے فوراً سحر کیا سب قید ٹوٹ کر
زمین پر گری کہا تیرے ساتھ کتنے جادوگر یہان موجود ہین ہاہو کر اُنکو بھی رہا کرا لیا نہو وہ
فساد برپا کرین سرجوش تو باہر نکلا چالیس جادوگر یہان موجود ہین گھبرا کے کہنے لگا ماجو
مین تو آپ اس ملک مین نہ رہونگا تم سبھونکی کیا صلاح ہے تم سب ساحر میرے ساتھ نکل چلو
ایک ایک کو سرفراز کرونگا کسی بادشاہ کی جاکر نوکری کرینگے یا کہین دعوی خدائی کر کے
بیٹھینگے جو کام کرینگے اُسمین ترقی ہوگی سب ہان ہان تو کر رہے ہین لیکن پریشان ہین کہ اس
سرحد سے کیونکر نکل سکینگے اگر نیلگون کو خبر پہونچیگی تو قیامت برپا کریگا یہان اسلم نے رہا
ہوتے ہی اول شکیل کو رہا کیا شکیل نے بہار کو چھڑایا میگون نے اشارہ کیا میگون کی
بھی زبان سے سوزن لی سرجوش جادو باہر صلاحین کر رہا ہے کہ اندر سے قیدخانے کے
میگون نکلا آواز دی او سرجوش کہان جاتا ہے سرجوش نے پلٹ کر دیکھا سر پیٹ لیا کہا
کہ یارو سب رہا ہوگئے اب کیا کرون کیون بی اسلم یہ کیا غضب ہوا اسلم نے کہا اُدھر گھوڑے سے
قیدخانے مین ہم پرو باد ڈالتا ہے سب جادوگر ملکر سحر کرنے لگے بہار و شکیل سحرون کو دفع کر رہے
ہین چاہتے ہین لڑ بھڑ کر نکل جائین سرجوش بھی مصروف جانبازی ہے ایک جادوگر نے کہا یارو
یہ ساحران غدار بلاے روزگار ہین بہار گلعذار میگون مکار ان لوگون کا روکنا نہایت
دشوار ہے مالک کو خبر کردو ایسا نہو یہ سب نکل جائین وہ جادوگر بھاگا یہان وہ وقت ہے کہ افراسیاب
شراب منگوائی ہے پیتے گلابیان قرابے لا کے رکھے گئے افراسیاب نقلی القاب سامری پڑھا جاتا
ہے کہ جادوگر دوڑتا ہوا آیا آ کے اُسنے عرض کی اے نیلگون غضب ہوگیا سب قیدی رہا ہوے
زندانخانے پر لڑائی ہو رہی ہے بہار نے ایسے سحر کیے کہ غلاموں کے سامنے کسی کے سر بچے کسی کی دونون
سوا کون جواب دے سکتا ہے نیلگون نے کہا دو شہریار سنا آپ نے جبدن سے بی بہار گرفتار
ہوئی مین بھی اکثر گذرتا ہے غلام کی جان آفت مین ہے افراسیاب نقلی نے کہا ایک ایک
جام تو پیلو نیلگون نے کہا دونا زہر کر جل جائیگی یہ سنکر دوڑا افراسیاب ناچار ہو کر رہ گیا جب

نیلگون ساحرون کو لیکر نکل گیا تو افراسیاب نے کہا مین بھی جا کر دیکھون کیا ہوا گر خواجہ نے کلیم
اوشحال اب جو جا کے دیکھا بہار و شکیل قفل برق کے تڑپ رہے ہین نیلگون نے نعرہ کیا اے بہار
کیون شامتین آئی ہین تم نیلگون جادو مین وہی ہون جسنے تمکو گرفتار کیا تھا بہتر یہ ہے
کہ دونون ہاتھ باندھ لو شہنشاہ ابھی آئے ہوتے ہین خطا معاف کرا دونگا بہار نے گلدستہ
مارا آگ برسنے لگی نیلگون اسکو دفع کر رہا ہے افراسیاب کا نام سنکر ہاتھ پاؤن مین بہار کے رعشہ
ہے نیلگون کو جو دیکھا کہ شعلۂ آتش مین پھنسا ہے لیکن آگ اسکے جسم پر تاثیر نہین کرتی پانی پیا کر
شعلۂ آتش بجھاتا ہے ملکہ بہار نے دونون پاؤن زمین پر مارے غرق زمین ہو کر بچا لین نیلگون جو
شعلۂ آتش سے تڑپ کے نکلا بہار کو نہ دیکھا چہرہ مرجھا گیا طرف اسلم کے مڑ کر کہا او اسلم بتلا بہار
کہان گئی اسلم نے کہا مین کیا جانون پہلے تو نیلگون نے جھپٹ کر مرجوش پر گرز مارا کہ اسکے سینے کو توڑ کر
پار گذرا اسلم پر آگ برسا دی اسلم مثل سیم خشک جلنے لگی شکیل نے بھی دونون پاؤن زمین پر
مارے غرق زمین ہو کر بھاگا نیلگون نے مرجوش کو تو مار ڈالا اسلم کو جلا دیا میگون کو گرفتار
کیا بہار و شکیل کو ہر چند ڈھونڈھا نہ پایا میگون کو لیکر پلٹا لیکن افسوس کرتا ہوا کہ بہار و شکیل
نکل گئے دیکھون اب شہنشاہ کیا فرماتے ہین محل مین آیا افراسیاب کو نہ پایا حیران تھا کہ
شہنشاہ کہان گئے جادوگرون نے کہا کہ آپ کے پیچھے پیچھے تشریف لیگئے تھے یہ فرماتے تھے کہ مین
بھی جا کر سیر کرون نیلگون کو بڑا افسوس ہوا کہ ایسے شرف سے محروم رہے کہ عمر چڑھ جاتی
دولت لازوال ہاتھ آتی میگون سے پوچھا کیون بھائی صاحب آپ کیون میرے قتل کے درپے
ہوے میگون نے دیکھا کہ بہار نکل گئی اب عشق کا ذکر بیکار ہے ہاتھ باندھ کر کہا بھائی صاحب
عمرو نے نہین معلوم مجھکو کیا کر دیا تھا کہ مین اپنے ہوش مین نہ رہا اب مجھکو ہوش آیا نیلگون
سوچا کہ عمرو نے کچھ کھلا دیا ہوگا کہا بھائی صاحب اب مناسب یہ ہے کہ بہار کو تلاش کرو مجھے
شہنشاہ سے بڑی خفت ہوگی میگون نے کہا مین تلاش کر کے لاؤنگا نیلگون جادو نے
کہا مین سرحد دارون کو نامے بھی لکھتا ہون اس چالیس کوس کے گرد مین جہان جا مین گرفتار ہون
میگون کے ساتھ دس ہزار جادوگر گئے یہ بہار و شکیل کی تلاش مین چلا نیلگون نے اسیوقت
چند نامے اپنے سرحد دارون کو لکھے کہ جسوقت ملکہ بہار کا گذر ہو و شکیل کو بھی باندھ لو فوراً

گرفتار کر کے یہاں روانہ کرو نامہ روانہ کر کے یہ تو مطمئن ہو کے بیٹھا لیکن شکیل جادو
غرق زمین ہو کر کئی کوس پر جا کے نکلا ایک نخل کے سایہ میں کھڑا ہوا سوچ رہا ہے کہ کس طرف سے
اپنے لشکر کو جاؤں کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا ایک تاجدار تخت پر سوار بارہ ہزار جادوگر
پشت پر لگائے ہاے ابر سیاہ آسمان پر تڑپتے ہوئے سرتاج جادو خراجگزار افراسیاب
ساحر لاجواب برائے مدد حیرت جاتا ہے سرتاج کی نگاہ پڑی ایک ساحر نوجوان تاج سر پر
چہار جانب دیکھ رہا ہے عیار اُسکا صبار دہ ہے اس سے کہا جا کر دریافت تو کر یہ نوجوان کون ہے
کہ جو سایہ نخل میں کھڑا ہے صبار و قریب آیا رعب و دبدبہ شکیل کا دیکھکر برائے تسلیم
خم ہوا کہا حضور ہمارے افسر سرتاج جادو دریافت کرتے ہیں آپ کا نام نامی و اسم گرامی
کیا ہے شکیل نے کہا جا کر کہدو فرزند ملکہ ضخ تاجدار شکیل تا مدار ہے بھول گیا ہے راستے
کو دیکھ رہا ہے عیار نے جا کر سرتاج سے کہا سرتاج نے کہا یہ تو بڑی نعمت ملی ملکہ حیرت بہت
خوش ہونگی ان لوگوں نے بڑے فساد برپا کیے یہ کہکر ساری فوج کو اشارہ کیا کہ بلوہ کر کے اُس
جوان کو گرفتار کر لو بارہ ہزار جادوگر لینا لینا کہکر چلے شکیل نے جو دیکھا کہ یہ جیا میرے
گرفتار کرنیکو آتے ہیں زمین سے سنگ ریزے اُٹھا کر مارے لشکر پر تیغ کے پتھر برسنے
لگے سرتاج نے دفع کرتا ہے پتھر برسنا نہیں موقوف ہوتے کئی ہزار جادوگر مرگئے
سرتاج الٹے ترکیبیں کرتا ہے کچھ بن نہیں پڑتا شکیل نے سحر کی بوچھار کردی ایک
کو مار کر گھوڑا ابھی لیا تلوار کھینچے ہوئے لڑتا بڑھتا قریب سرتاج کے پہونچا سرتاج نے کئی ہاتھ
تلوار کے مارے شکیل نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر پھینکدی کمر میں ہاتھ ڈالکر سرتاج
کو اٹھا لیا سرتاج نے آواز دی اے شہریار الامان شکیل نے ہاتھ روک لیا سرتاج مع لشکر
مطیع اسلام ہوا اسی مقام پر بارگاہ استادہ ہوئی شکیل کو لاکر داخل بارگاہ کیا سرتاج
خدمت میں مصروف ہوا شکیل کو مقدمہ بہار میں بڑا تردد ہے سرتاج سے بھی ذکر کیا کہا ہے
برادر حیران ہوں کہ بہار کو کہاں تلاش کروں اگر بدون بہار لشکر میں گیا سب کا قلق ہوگا
سرتاج نے ہرکارے روانہ کیے شکیل اُترا ہوا ہے کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا میگون جادو
مع دس ہزار سوار آکر پہونچا لشکر کو دیکھکر ہرکارے بھیجے کہ دریافت کرو یہ کسکا لشکر ہے ہرکاروں نے

آکر خبر دی کہ شکیل جادو اسفرت جاتا تھا سر تاج جادو کو زیر کر کے اسی مقام پر آ پڑا ہی یہ سنکر میگون اسی مقام پر آ پڑا پیام بھیجا کہ اے سر تاج یہ تنے غضب کیا اطاعت مذہب اہل اسلام کی کرلی ہم شہنشاہ سے کہکر خطا معاف کرا دینگے اگر اسکے خلاف کیا تو اس ذلت سے ہم گرفتار کر کے لیجائینگے کہ شہنشاہ فوراً قتل کرینگے شکیل نے سر تاج سے یہ معاملہ سنا جواب صاف دیا کہ میگون سے جاکر کہدو جو تجھسے ہو سکے مقدور کر میگون نے طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین طبل جنگی بجنے تیاریان ہونے لگین صبحکو دونون لشکر میدان مین آئے میگون نے قصد کیا ہے کہ میدان کارزار مین نکلون کہ آسمان پر سناٹا ہوا اسنے دیکھا ملکہ بہار گل عذار جادو تخت پر سوار آکر موجود ہین شکیل نے آواز دی ملکۂ عالم آیئے میگون نے جو بہار کو دیکھا تڑپنے لگا پکار کر آواز دی اے شہنشاہ خوبی واے سرو باغ محبوبی آپکے واسطے مین نے بڑی جفائین اوٹھائین قید مین ڈالا گیا ظلم سہا تو سرفراز فرمایئے عجب کیفیت ہے بصورت نظم

چہرۂ یار مرے دل پہ بلا لاتا ہے	حسن جو کہتا ہے وہ عشق بجا لاتا ہے
خواب مین دیو ڈراجاتا ہے آکر ہر شب	زلف کا عشق مرے سر پہ بلا لاتا ہے
کج گلزار مین گل ہنستے ہین مین بھی خوش ہون	خبر آمد کی تری پیک صبا لاتا ہے
کہین ملتا نہین ہرگز وہ بت ہرجائی	دل بیتاب مجھے روز تھکا لاتا ہے
تلخ کر جاتا ہے ہر روز دہن آکے طبیب	زہر کا جام پلانے کو بنا لاتا ہے
حال دل کہتا ہون جب مین تو وہ کہتا ہے قبول	تو تو ہر روز نئی بات بنا لاتا ہے

ملکہ بہار جادو نے ان اشعار و کلمات کو سنکر جواب بھی نہ دیا طرف شکیل کے متوجہ ہوئین آکر اترین پوچھا اے برادر یہ کیا معرکہ ہے شکیل نے سب کیفیت بیان کی ملکہ بہار نے کہا یہ جب میدان مین آئے تو احوال معلوم ہو مجکو بدنام کرتا ہے شکیل نے کہا آپ تامل کرین مین جا کر مردود کو للکارتا ہون بہار کو روک شکیل میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی او میگون ہمارے مذہب مین تقدم جائز نہین مگر تیرا نام بڑا ایسا غصہ ہے کہ مین خود نکلا آ اب میرے مقابلے مین آ ہرچند شکیل نے پکارا مگر میگون نے مقابلہ کا ارادہ کیا نہ کرو ہیر کر لیگیا شکیل ناچار میدان کارزار سے پلٹا اپنے بارگاہ مین بیٹھا بہار بھی سرگردان کر رہی ہین ادہر شکیل لشکر والے

کیسے پریشان ہونگے کتنا عرصہ ہوا لشکر کی جدائی کو شکیل نے کہا انشاء اللہ عنقریب چلینگے اس سرحد سے
خدا ہمکو عافیت نکالے نیلگون بر ابادشاہ جلیل ہو اسکی سرحد سے نکلنا بہت دشوار ہی گر خیر
نکلجائینگے لیکن میگون جو پلٹ کر آیا مصاحبونکے سامنے بیٹھ گیا اور رونے لگا کہا یارو اب مین
کیا کرون کچھ سمجھ مین نہین پڑتا ہلے کیا کرون عمرو نے مجھسے وعدہ کیا تھا عمرو کا نشان نہین ملتا
مصاحبون نے کہا حضور اسقدر بیقرار ہون کوئی صورت نکل آئیگی میگون نے کہا اسیوجہ سے مین
میدان مین نہ نکلا کہ فساد بڑھ جائیگا ورنہ سحر مین کیا مین کسی سے کچھ کمی کا رکھتا ہون شکیل
کی کیا حقیقت تھی بہار پر بھی غالب آسکتا ہون لیکن اسکی محبت نے مجھکو مغلوب کیا ہی میری مرضی
ہے کہ آج خود جاکر بہار کو چرا لاؤن پھر میان شکیل کا مارنا اور سرتاج کا زیر کرنا کچھ
بات نہین ہی سبنے کہا حضور یہی مناسب ہے وہ پھر بات گئی میگون اپنے مقام سے اٹھا پرواز
پیدا کرکے لشکر بہار مین آیا ایک نخل پر آکر بیٹھا ایک بارگاہ کے دروازے پر دیکھا بارہ چودہ
کنیزین بیٹھی ہوئی حفاظت کر رہی ہین حاضر باش ناظر باش پکار رہی ہین میگون زمین پر آیا اور دو
اٹھا گیے دیکھا ملکہ بہار گلعذار آرام فرما رہی ہین جوانی کی نیند ساق بلورین جو کھل گئی آنکھون کے نیچے
اندھیرا آتا ہی زلفین عنبرین عارض انور پر صاف ثابت ہوتا ہی کہ ناگنیان من کے ۔ سنے کو آئی ہین
سوتے مین سینے بہا ہیہ سحر کیا جب سوچا کہ اب سحر تاثیر کر چکا قریب آکر ملکہ بہار کی مرہانے سوزن
دی بیہوش کر دیکر لے بھاگا صبح ہوتے ہوتے اپنے لشکر مین پہنچا اپنی بارگاہ مین آیا ملکہ بہار کو سامنے
بٹھایا آپ لباس فاخرہ پہنکر تاج سر پر رکھا بہ تکلف تمام گرد مصاحب اب ملکہ بہار کو ہوشیار کیا
بہار نے جو اپنے کو گرفتار پنجہ تقدیر پایا شرما کے سر جھکایا میگون نے پکار کر آواز دی ای ملکہ عالم
مین مدت سے آپ پر جان دیتا ہون مجھسے گستاخی تو سرزد ہوئی معاف فرمایئے جب کچھ چارہ نہ دیکھا
تو حضور کو چرا لایا غلام کا کہنا قبول فرمانا ضرور ہی قلب مضطر ہمارا تا بیہوش ہی ملکہ بہار نے
غصے سے مڑ کر میگون کو دیکھا میگون مصاحبون سے اشارہ کر رہا ہی یارو اس سرکش کو سمجھاؤ
میرا کہنا نہین مانتی جو مصاحب قریب آیا ملکہ نے بہ نگاہ قہر اسکی جانب دیکھا زبان سے فرمایا
کیا بیہودہ بکتا ہی اس ملعون کی شامتین آئی ہین ہمین قتل کرے یا گرفتار کرکے پاس نیلگون
کے بھیجدے میگون تڑپ رہا ہے کہ اپنے دوست صادق محب وافق عمرو عیار کو

کہا تمھے لاؤں یہ باتیں ہوتیں کہ لشکر میں ہلڑ ہوا ایک جادوگر نے پڑھکر مژدہ دی کہ خواجہ عمرو
تشریف لاتے ہیں میگون یہ سنتے ہی دوڑا اور دروازے پر آگئے دیکھا خواجہ عمرو بصورت
اصلی آتے ہیں میگون دوڑکر خواجہ عمرو سے لپٹ گیا کہا اے یار تم اور کہاں تھے میرے
آنکھیں تمکو ڈھونڈھتی تھیں عمرو نے کہا میں قید سے ہوا ہوا اس فکر میں نکلا کہ اپنے لشکر میں کو
پہونچاؤں لشکر والے سب پریشان ہونگے میگون نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری بہار
کے نام پر میری جان جاتی ہے میں اسکو گرفتار کرکے لایا مگر وہ معشوقہ سرکش ہیں مانتی آپ
چلکر راضی کر دیجیے خواجہ نے کہا اے میگون تم وہ جوان رعنا ہو کہ وہ تم پر خود جان دیتی ہے
میں ابھی چلتا ہوں عمرو نے سب حال پوچھا میگون نے رو رو کر کیفیت بیان کی خواجہ دربار
میں آئے بہار کو دیکھکر فرمایا کیوں ملکۂ عالم چاہنے والے کسی کو ملتے ہیں کیوں انکار کرتی ہو
اشارے سے فرمایا ہم بھی دو چار کوڑی کا روزگار کرلیں ملکہ بہار نے مسکرا کے کہا آپکو اختیار
ہے خواجہ نے کہا اے میگون ذرا کنارے آؤ تو میں تمسے مفصل کہدوں میگون خوشی خوشی
کنارے آیا عمرو نے کہا وہ خود تمپر جان دیتی ہے مجھسے کہا کہ مجھکو کیوں چرا لایا میں تو انھیں کی
تلاش میں تھی لیکن چاہتی ہیں جلسہ آراستہ ہو میں ساقی گری کروں سبکو شراب پلاؤں جوڑا
بھاری منگاؤ زیور بھی عمدہ مہیا ہو وہ دلہن بن کے بیٹھے تمھارے سر پر سہرا بندھے تم دولہا
بنو میگون خوش ہو گیا کہا خواجہ میں عمر بھر کا غلام ہوں عمرو نے کہا میں بھی قدردان کا جویا
تمامرد و فا کرنے والا ہوں ملا افراسیاب کو مار کر تمکو بادشاہ کردوں نیلگون مسخرے کی کیا
حقیقت ہے میگون ان باتوں سے پھول گیا گلے سے موتیوں کا مالا اوتار کر بنادیا خواجہ نے آکر
جلسے کو آراستہ کیا کنجی میخانے کی لی سب شراب کو خراب کیا لشکر میں تقسیم ہونے لگی مشہور ہوا کہ
خواجہ عمرو ساقی ہونگے اب کوئی باقی نہ رہیگا سب [illegible] لشکر میں شراب تقسیم ہونے لگی
لیے گلابیاں آراستہ کرکے محفل میں [illegible] بہار کو لا کر ایک گوشہ میں بٹھا دیا اور زنانے
جوڑے بھاری لیے جواہر آگے صندوقچے [illegible] بیٹھے ہیں [illegible] لشکر میں سب شراب پینے لگے
شکیل جادو جو اپنی بارگاہ میں بیٹھا تھا بہار کے واسطے بہت فکر تھی تاج جادو [illegible]
ہے کہ حضور گھبرا میں پاس میگون کے پیام بھیجتے ہیں اگر اسنے بہار کو چھوڑ دیا ہے

تو بہتر ورنہ بلوہ کرکے جا پڑینگے لوٹ کر اسکو مارینگے بہار کو پکڑ لائینگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے
دوڑے ہوئے آئے کہا اے شہریار عجب معرکہ ہے سارے لشکر میں شراب تقسیم ہو رہی ہے مشہور ہے
کہ خواجہ عمرو ساقی ہیں کوئی باقی نہ رہے یا تو شکیل پریشان بیٹھا تھا یا بے اختیار ہنس پڑا کہا
لو صاحب جو پیر و مرشد وہاں پہونچگئے لیکن کیا رنگ جمایا ہے بصورت اصلی عیاری کر رہے ہیں
سرتاج اے شہریار دس بارہ ہزار جادوگروں کا لشکر ایکیلے خواجہ کیا کرینگے شکیل نے کہا
وہ اکیلے دس لاکھ پر بھاری ہیں اب اطمینان ہو گیا ہرکارے مقرر کیے کہ ہمکو خبر دم بدم کی پہونچانا
ہرکارے اسطرف لشکر نگار کے روانہ ہوئے یہاں خواجہ نے محفل میں بیٹھکر اول چند اشعار
گائے بعد اوسکے جام بھر کر سرور کہا میگون کو شراب پلائی تھوڑے ہی عرصہ میں ساری محفل
کو خواجہ شراب پلا چکے بہار کو گوشے میں بٹھایا تھا زبان سے سوزن نکال لی تھی میگون تو
شراب پیکر مبہوت ہوا تھا خواجہ نے کہا چلیے معشوقہ آپکو بلاتی ہے میگون خوشی خوشی اٹھا تھی
ہی زمین پر گرا باہر لشکر والے جو تھی پیکر کے بیہوش ہوے دربار میں جب سب بر لب فرش ہو
چکے خواجہ نے خنجر کھینچکر اول میگون ہی پر جا پڑے بے محابا مارا سر اوسکا جدا ہوا بلا بھی کڑک کر گریں
سحر کے جادوگر تقو و کمو جلانے لگیں شکیل نے جو میگون کے مرنے کی آواز سنی یہ بھی سرتاج کو
ساتھ لیکر آ پڑا آتے ہی لشکر کو قتل کرنے لگا خواجہ غل مچانے میں ہی شکیل میرا نقصان نکرو
میں کپڑے تو ننگے اتار لون پھر تمکو جلانے کا اختیار ہے قرضدار مجھے حیران کرینگے شکیل تو جواب
بھی نہیں دیتا بہار بھی پھول پھینک رہی ہیں جسپر پھول پھینکے وہ جلکر خاک ہوا تھا نے کار
نیلگون جادو دربار میں بیٹھا ہے گلے میں موتیوں کا مالا تھا اوسمیں کا ایک موتی ٹوٹا نیلگون
نے سر پیٹ کر کہا کہ میرے بھائی کو کسی نے مار ڈالا جھولی میں ہاتھ ڈالکر وقائع سامری نکال اسمین
دیکھکر کہا یارو دشت خاشاک میں بھائی میرا مارا گیا افسوس کہ سرحدداروں نے خبر نلی یہ کہکر بلند ہوا
کئی ہزار جادوگر پشت پر چلے یہاں خواجہ عمرو و بہار و شکیل و سرتاج لشکر میگون کو قتل کر رہے ہیں
کہ آسمان سے نعرہ ہوا تھم نیلگون جادو بہار نے چاہا کہ میں دونوں پاؤں مار کر غرق زمین ہو جاؤں
نیلگون نے گولہ پھینکا بہار کے پاؤں زمین نے تھام لیے زبان بند ہو گئی شکیل کی جانب پلٹا
للکارا او حیوان کیا کرتا ہے ایک گولہ پھینکا شکیل بھی زمین پر گرا سرتاج نے چاہا کہ میں

شکیل و سنبھالون میگون نے تلوار ماری ہر ایک سر کاٹا دونون ہوئے نیاگون نے زمین
پر اتر کر ایک دو تمغہ اخواجہ کو بیہوش ہو گئے بہار و شکیل کی زبان مین سوزن دا
سیکو گرفتار کر کے اس مقدمہ پر [illegible] کو قید خانہ مین بھیجا آپ رخی بارگاہ مین آیا مصاحبون
صلاح کی کہ تم سبھون کی کیا رائے ہر ان قیدیون کی وجہ سے ہمارے بڑی بدنامی ہوئی گئی ہر
یہ لوگ رہا ہو گئے تو نہایت سامری و جمشید کی بہین وقت پر آگئے ہر جو ان سبھون کو گرفتار
کیا ورنہ سامنے شہنشاہ کے بری [illegible] ہوتی شہنشاہ فرماتے کہ تجھے تمھاری حوالے مین اسواسطے
قید کیا تھا کہ [illegible] حفاظت نہ کی اب تم سب مصاحبون کی کیا صلاح ہر سب نے
عرض کی کہ خدمت مین شہنشاہ کی بھجوا دیجیے بڑی بات یہ ہر کہ عمرو عیار بھی قید ہر
انکی گرفتاری پر شہنشاہ بہت خوش ہونگے انکے ہاتھ سے بڑے بڑے آزار پہونچے ہین
شہنشاہ انکو فوراً قتل کر لینگے سب نے یہی صلاح دی کہ خدمت مین شہنشاہ کی بھیجین نیاگون نے
لشکر اپنے ملک سے بلایا ارادہ ہوا کہ سب کو اپنے ہمراہ لے جائے [illegible] عیار [illegible] ہوا جو لشکر
سب تیار ہوا نگہبانون سے کہا قیدیون کو لاؤ نگہبان جو قیدخانہ مین گئے دیکھا شکیل و بہار
[illegible] بیچ مین لاش خواجہ [illegible] نگہبانون نے کہا ارے قیدیو شکیل نے کہا
ارے بھائی نیاگون سے جا کے کہو کہ خواجہ [illegible] نے انتقال کیا شہنشاہ ہمارے [illegible] اب کوئی
باقی نہ رہا کس کو یاد کرین اب ہمکو قید سے کون چھڑا سکتا جان افراسیاب نے قید کیا [illegible]
[illegible] پہونچے اور ہمکو [illegible] افراسیاب [illegible] سے مقابلہ کیے [illegible] افراسیاب نے [illegible] کو جمع کیا
انھون نے [illegible] افراسیاب نے سب کچھ کیا مگر کچھ بھی نہ ہو سکا بہار کا تو عجیب ہی حال ہر جان
دینے پر آمادہ فرماتی ہین دبلا پتلا آدمی نازک فراق عیارون کے [illegible] شب کو ہمکو کھانا نہ دیا تڑپ تڑپ
کے مر گیا نگہبانون نے جا کر نیاگون سے کہا حضور بڑا غضب ہوا عمرو عیار مر گیا نیاگون حیران ہوا کہا
صاحب عیارون کے بارے مین حکم شہنشاہ ہر کہ مقدمے مین ان مکارون کی قتل و عدم قتل کا ہمکو اختیار ہر
اب مین کیا جواب دونگا [illegible] تدبیر سے پاس کیون نہ لائے ایسا نہ ہو کہ شہنشاہ خفا ہون آخر سب نے
یہ صلاح کی کہ حضور لاش پھنکوا دیجیے کوئی اب شہنشاہ کے سامنے ذکر نہ کرے ہم عمرو عیار کو نہین جانتے
کوئی آپکا دامنگیر نہوگا یہی بات ٹھہری کہ لاش جنگل مین پھنکوا دیجیے [illegible] دو گردون کو حکم ہوا کہ لاش

عمرو کا اٹھا کر لیجاؤ جنگل مین پھینک کے چلے آؤ احول تباہ و دکر لشکر کا سپہ سالار ہر انسے عرض کی کہ حضور دو چار کی کیا ضرورت ہے مین اکیلا لاش کو لیجاؤنگا پھینک کر چلا آؤنگا نیلگون نے کہا ایسے مقام پر پھینکنا کہ جانوران درندہ اسکے لاشہ کو کھا جائین احول نے آکے جنازہ جو عمرو کا اٹھایا مہتیکل و بہار جان دینے پر آمادہ ہوے فرزن نے روکا بہار بلک بلک کے کہتی تھی انکی ذات سے بڑی امید تھی کہ بادشاہ تجواہ سے ملائینگے اب ہمین لشکر اعدا سے کون ملائیگا مگر البتہ کشش عشق محبت سے امید ہے کہ شاید وہان تک پہونچ جائین فقط

نظم

فرط شوق اس بت کے کوچے مین لیجائیگا — کعبۂ مقصود تک جھکو ندا لیجائیگا
ہاتھ کر پر بھی مجھ کو بیتابی دل بے قابو نہ چھوڑ — ناتوان ہون باد کا جھونکا اڑا لیجائیگا
روتے روتے جان جاویگی فراق یار مین — اشک کا دریا مرا مردہ بہا لیجائیگا
منزل تک پہونچے نہ دیکھا تھا ویسا ہی نہین — دست اخوان سے یوسف کو بھیڑیا لیجائیگا
ایک گل اس باغ کا بوسے وفا رکھتا نہین — سبزۂ بیگانہ شوق آشنا لیجائیگا
دو سے لیگا دست تیغ قاتل بیباک کے — آتش مقتول اپنا خون بہا لیجائیگا

اسطرح بلک بلک کے بہار رو رہی تھی کہ سننے والون کے کلیجے پھٹتے تھے احول بادو لاشہ خواجہ کا اٹھا کر لیگیا جنگل مین جا کے پہونچا ایک درخت کے نیچے لاشہ رکھا خیال مین احول کے گذرا کہ ذرا منہ کو کھول کے دیکھون جیسے ہی عمرو کا منہ کھولا خواجہ قہقہہ مار کر ہنسے کہا میان احول بسم اللہ اب بیہوش ہو جائیگا احول ڈر کا کانپنے لگا کہ مردہ باتین کرتا ہے خواجہ نے کہا ابے کیون ڈرتا ہے مین برم ساحر ہون عمرو کے مردے مین سما گیا ہے کہ پھر کو کھا جاونگا یہ کہکے خواجہ اٹھ بیٹھے ہی احول کو ایک چپت مارا احول چیخ کھا کے گرا بیہوش ہوا عمرو نے اسکے کپڑے اتار لیے اسکو تو صحرا مین پھینک دیا اسکی شکل بنکر روتے ہوے لشکر مین نیلگون کے آئے لوگ پوچھتے ہین میان احول کہتے ہین بھائی مجھ سے نہ بولو بی دمامہ میان ششش میرے پیچھے دوڑے ہوے آتے ہین کہتے ہین عمرو عیار کو کیون مارا ہم اسکے تابعدار تھے یہ کہتا ہے کبھی ناچتا ہے کبھی ہنستا ہے کبھی روتا ہے لوگون نے جا کر نیلگون کو خبر کی کہ احول دیوانہ ہو گیا عمرو کا لاشہ پھینکنے گیا تھا وہان سے سڑی ہو کر آیا نیلگون یہ سنکر دوڑا بیرون بارگاہ آکر دیکھا احول رقص کر رہا ہے پکار کر آواز دی اے احول خیر تو ہے کہا حضور ششش و دمامہ مجھکو

نیلگون کے لائے نیلگون نے گلوری دربار ہاتھ ملکر ایک طمانچہ مارا کہ چوبدار لڑکھڑا کر گرا خواجہ تو اتنی دیر مین
خدمتگار کی شکل بنکر کھڑے ہوئے نیلگون نے آواز دی اسکی مشکین باندھو چند جادوگر ٹوٹ پڑے
میان مروت کی مشکین باندھ لین جب ہوشیار کیا تو وہ دہائی دینے لگا کہتا تھا اے شہنشاہ مین چوبدار ہون
تو مار پیٹ سے بچا رہا اغفر بنکر تو عجیب جان آفت مین پڑگئی مین وہی پرانا چوبدار ہون سرکار کی عملداری
رہی مین احول نہین ہون لوگون نے کہا اسکا منہ دھلایئے اب جو لوگون نے اسکا منہ دھلایا دیکھا وہی پرانا چوبدار
فریاد کر رہا ہے کہ حضور مجھے بڑے زور سے طمانچہ مارا غلام پر کچھ رحم نہ کیا مین یہ جانتا تو کبھی شراب لیکر نہ آتا
اب تو اہالی دربار بہت حیران ہوئے کہ یہ کیا معرکہ ہے چوبدار نے کہا حضور مین میخانے مین گیا میان
احول نے میرے ساتھ یہ کام کیا اب تو سارے لشکر مین غل ہوا کہ عمرو مردہ ہوکر زندہ ہوگیا چوبدار
کو چٹیان کھلوادین آپ نکل گیا بہار و شکیل نے جو یہ حال سنا تو انتہا کی بیقراری تھی یا خوشی ہوئی
شکیل نے کہا انشاء اللہ اب رہا ہونگے خدا خواجہ کو سلامت رکھے انکی ذات سے امید ہے کہ وہ ہمکو
آکر رہا کرینگے لیکن خواجہ اپنا لشکر مین پھر رہے ہین اس فکر مین ہین کہ نیلگون کو کیونکر گرفتار کرون
بہار و شکیل کو کیونکر چھڑاؤن نیلگون نے سفر موقوف رکھا کہ جب عمرو گرفتار ہوجائے تو یہان سے کوچ ہو
ایک دن پھرتے پھرتے پشت لشکر پر خواجہ پہونچے گانے کی آواز سنی پشت پر خیمے کی آکے سراچہ
چاک کیا دیکھا ایک نازنین نہایت حسین مسند پر بیٹھی ہوئی ہے ایک شوخ و شنگ موسومہ گلرنگ
قوم کی ڈومنی مجلی مجلی کے یہ غزل گا رہی ہے نظم

یہ کس رشک مسیحا کا مکان ہے — زمین جسکی چہارم آسمان ہے
خدا پنہان ہے عالم آشکارا — نہان ہے گنج ویرانہ عیان ہے
دل روشن ہے روشنگر کی منزل — یہ آئینہ سکندر کا مکان ہے
تکلف سے بری ہے حسن ذاتی — قبائے گل مین گل بوٹا کہان ہے
جرس کے ساتھ دل رہتے ہین نالان — مرے یوسف کا عاشق کاروان ہے
قد محبوب کو شاعر کہین سرو — قیامت کا یہ اک آتش نشان ہے

خواجہ اس نازنین کو دیکھکر حیران ہوئے کہ یہ محبوب مطلوب کون ہے کہ جو اسطرح آراستہ پیراستہ زیور و جواہر
مین لدی ہوئی بیٹھی ہے خواجہ کان لگا کر سننے لگے وہ نازنین کہہ رہی ہے کہ شہنشاہ کو بڑا ملال پہونچا آج یہان بھی

تشریف نہین لائے یقین ہے شب کو آئینگے کنیزون نے عرض کی شہنشاہ نیلگون آپ کے نام پر جان دیتے ہین
کچھ تو آج صدمہ ایسا پہونچا کہ تشریف نہین لائے اب عمرو عقل سے سمجھا کہ یہ نیلگون جادو کی معشوقہ ہے
خواجہ کنارے ہو گئے سر شام اُس دروازے پر آکر ٹھہرے کنیزون کو دیکھا ایک کو اشارے سے بلایا اُسکو
بیہوش کیا اسی کی شکل بنکر اندر آئے مہر پیکر نے کہا اری گلشن کہان گئی تھی کہا حضور دربار کی خبر
لینے گئی تھی مہر پیکر نے پوچھا شہنشاہ کیا کرتے ہین دست بستہ عرض کی حضور کے اشتیاق مین ہین
یہی فکر ہوتا تھا کہ آج مین ملکہ کی ملاقات کو نہین گیا حضور مرد ہرجائی ہوتے ہین آج رنڈی کو بلایا ہے حضور
مین طبیعت بگڑی ہاں یہ خبر ہے دو پہر کا آ غنچہ معشوق پری چہرہ کہ جسکا مثل نا ممکن وہ آپکے قبضے مین ہے
آپ نے بازار کی رنڈی کیون بلائی تو میرے آگے ہاتھ جوڑنے لگے کہ ملکہ سے ذکر نہ کرنا مین تو حضور کی
خیر خواہ ہون مہر پیکر رونے لگی گلشن نقلی نے کہا حضور کنارے چلین تو ایک بات اور عرض کرون
مہر پیکر غصے مین جھلاتی ہوئی گلشن کے ساتھ تنہائی مین آئی خواجہ باتین بناتے لگے کہا بی بی سنو مرد پر
اپنی چاہت ظاہر کرے یہ لوگ مغرور ہو جاتے ہین ہر جا کر چار مصاحبون سے ذکر کرینگے فلان عورت ہمکو
چاہتی ہے ہم پر جان دیتی ہے بڑے بڑے غمزے کرتی ہے باتین کرتے کرتے خواجہ نے اُس نازنین کو بیہوش
کیا اُسکو اٹھا کر زنبیل مین رکھا رنگ روغن عیاری کا نکالا اُسی نازنین کی شکل بنکر مسند پر آکے بیٹھے اب
کنیزین آئین کہ چلئے آکر تو لطف حسن و جمال کرنے لگین کہ ایک کنیز نے آکر خبر دی شہنشاہ تشریف لاتے ہین
خواجہ واسطے استقبال کے اٹھ ٹہلنے لگے کہ نیلگون تاج پہنے ہوئے اندر آیا ملکہ کو دیکھا ہنس رہی ہین
مگر خواجہ کو خوف ہے کہ ایسا نہ ہو یہ سحر بین کامل و اکمل ہے اگر پہچان لیا تو غضب ہوگا یہ سوچکر کہا صاحب
آئیے مین تو دیر سے آپکی منتظر تھی نیلگون کو کھٹکا ہوا آج کیا باعث ہے کہ یہ مغرور حسن و جمال واسطے
استقبال کے آئی خواجہ نے تیور بدل دیکھے محبت کی باتین کرنے لگے کہا کیون صاحب آج انکو
کیون نہین سرفراز کیا کہ سرکار کو آج بڑا صدمہ پہونچا عمرو عیار نے چاہا تھا کہ سرکار پر عیاری
کرے نیلگون نے کہا کیا طاقت ہے کہ میرے سامنے عیاری کرسکے مین نے پیر مقرر کیے ہین ہر بات
کی مجھکو خبر دیتے ہین میرے اوپر کوئی عیاری نہین کرسکتا یہ مضمون سنکر خواجہ گھبرائے کہ اگر اپنا حال
کھلا پھر کوئی صورت رہائی کی نہ ہوگی اور پھر کوئی مدد گرفتاری اس ظالم کی ہوگی مگر آکر مسند پر بیٹھے باتین
کرنے لگے لیکن نیلگون کو دیکھتے ہین کہ صرف استقبال کرنے پر اسکے تیور بدلے ہین نیلگون سوچ رہا ہے کہ

کہ صورت میں قامت میں قد میں کسی بات میں فرق نہیں خلاف قاعدہ استقبال کیون کیا خواجہ پریشان ہیں کہ اگر شراب کی تقریب کرون ایسا نہو سحر کو سمجھے کہ نیلگون نے کہا ملکۂ عالم آج شراب کباب کی تقریب ہوگی یہ سنکر عمرو میں جہان اگئی کنیزون سے اشارہ کیا شراب لاؤ کنیزین جا کر قلیان شراب کی لائین کشتیان کباب کی لاکر رکھین عمرو نے ایک قلابی مین بیہوشی ملائی جیسے ہی شراب مین بیہوشی ملی شیشہ تڑاق سے ٹوٹا نیلگون نے آواز دی خبردار او ساربان زادے مین پہلے ہی سمجھ گیا تھا چاہا کہ دو ہتھڑ مارے عمرو نے جھپٹ کے تاج لیا ایک دولتی ماری کہ منہ کے بل نیلگون گرا خواجہ جست کر کے نکل گئے نیلگون نے چیخین مار کر رونے لگا کنیزین دوڑین کہ شہنشاہ کیون روتے ہیں کنیزین جو بلوہ کر کے دوڑین خواجہ گلیم اوڑھ کر آ کے بیچ مین آ گئے وزیر زادی گل پیرہن جو بیچ مین تھی عمرو نے ایک کنیز کی شکل بنکر اُسکو الگ بلایا بیہوش کر کے اُسکو بھی زنبیل مین ڈالا وزیر زادی کی شکل بنکر دوڑے کنیزون کو جھڑکا اری تم سب اندر کہان جاتی ہو ملکہ نے کسی بات کو نہ مانا ہوگا اُسی پر شہنشاہ روتے ہین تم کاہیکو اندر گھسی جاتی ہو سب کو روک کر خواجہ اندر پہونچے دیکھا نیلگون اکیلا بیٹھا رو رہا ہے عمرو نے دوڑ کر بلائین لین کہا شہنشاہ خیر تو ہے ملکہ کہان گئین جس بات پر کہیے گا مین راضی کر دونگی نیلگون نے رو کر کہا ملکہ کہان ہین عمرو عیار ملکہ کی صورت بنکر آیا تھا میرا تاج بھی لیگیا ہاے ملکہ کو کہان رکھا ہوگا کہا حضور خیمے مین تلاش کیجیے یہین کہین ہونگی وہ آپ بھاگ کر نکل گیا نیلگون نے کہا اے گل پیرہن ہاے مین کیا کرون مجھے بڑی شفقت ہے اس معشوق کو اپنے پاس رکھا ہمیشہ خدمتگزاری کرتا رہا آج یہ آفت پڑی اب مین کہان ڈھونڈھون اور تلاش کرون

نظم

آشیانہ ہو گیا اپنا قفس فولاد کا
حوصلہ کیا عندلیب خانمان برباد کا
گردش چشم بتان سے مل گیا مین خاک مین
قد کشی کو باغ مین جاتا ہے وہ بالا بلند
اے پریزاد کون ہے تیرا جو دیوانہ نہیں
اب بھی اوہت آ جو آتا ہے خدا کیواسطے

آپ نے وا نہ دکھایا گھر ہمین صیاد کا
روے گل پہچو جو منہ دیکھے مرے صیاد کا
آسمان کو شوق باقی رہ گیا بیداد کا
کاشتا منظور ہے اُس نخل شمشاد کا
شہر پر عالم ہے صحرا ہے جنون آباد کا
غم کلیجہ کھا رہا ہے آتش ناشاد کا

کمار کی گل پیرہن مجھ پر کوہ غم والم ٹوٹ پڑا ہائے میں کدھر جاؤں عمرو نے جو دیکھا کہ یہ گھبرایا ہوا اپنی
جیب میں ہاتھ ڈالکر پانچ حباب دارو بیہوشی کے نکالے گلگایوں میں دباکر منھ پر نیلگون کے مارے
نیلگون بیہوش ہوا عمرو نے چادر وہ اُسی شہر الدیا اُسکی شکل بنکر باہر نکلے اور تخت پر بیٹھے عمرو گھبرایا ہوا
ہی بیٹھتے ہی حکم دیا شکیل و بہار کو لاؤ جادوگر جاکر شکیل و بہار کو لائے عمرو نے دیکھتے ہی آواز
دی کیوں بہار تمھارے واسطے میرا بھائی مارا گیا اب بہتر یہ ہو کہ مجھکو قتل کرو بہار نے
شرماکر سر جھکالیا شکیل کو ڈانٹ کر اونالائق تو نہیں سمجھاتا شکیل نے بھی جواب سخت دیا خواجہ
عمرو کوڑا پکڑ کے اُٹھے کہ مارے کوڑوں کے کھال اُدھیڑ دونگا قریب شکیل کے آکر بائیں آنکھ
کا تل دکھایا شکیل قدموں پر گر پڑا کہا میں آپکا مذہب اختیار کرتا ہوں خواجہ نے شکیل کو
رہا کیا بہار کو بڑا غصہ ہوا شکیل کو کیا ہوگیا مذہب لات پرستی اختیار کیا شکیل نے رہا ہوتے
ہی کان میں بہار کے کہا خواجہ بشکل نیلگون ہیں بہار نے اشارہ کیا میں بھی اطاعت
کرتی ہوں بہار و شکیل کو رہا کیا پہلو میں تخت کے جگہ دی بڑے بڑے ساحر جمع ہیں دست راست
کو وزیر اعظم عقاب جادو دوسرے پہلو پر سحاب جادو خواجہ نے سحاب سے کہا ہمیں کھٹکا
کھٹکا ہوتا ہے کہ عقاب مسلمانوں سے ملگیا ہے اسکی مشکیں باندھو سحاب نے کہا اے عقاب شہنشاہ
کو تمھاری جانب سے شک ہے زبان میں سوزن دے لو اگر تمھاری شرکت دریافت ہوئی تو قتل کیے جاؤ گے
ورنہ رہا کردیے جاؤگے عقاب نے زبان سامنے کردی کہ سرکار کو اختیار ہے سحاب نے عقاب کی
زبان میں سوزن دی عمرو نے کہا ہمنے اسکا کلھا ہوا نامہ پکڑا ہے سحاب اسکا سر کاٹ لے سحاب
نے عقاب کا سر کاٹ لیا عمرو عیار یہاں سحاب سے خواجہ نے کہا ہمنے تمھارے افسر کو قتل کیا
سحاب نے بھی ہمکو ... کیا جلد سر کاٹ لیا یہ تمھارے افسر کا دشمن تھا تم اسکا سر کاٹ لو عمرو عیار نے
عقاب نے اٹھکر سحاب کو قتل کیا اب بارگاہ میں عمرو نے اس تدبیر سے سرداروں کو قتل کرانا شروع
کیا ایک جادوگر خونریزی ... دیکھ ... ماہ جادو نام بارگاہ سے گھبرا کر اٹھا کر جاکر ہمشیرہ سے کہوں کہ آج
شہنشاہ مجنون ہوگئے ہیں آپ سمجھائیے کئی افسر مارے جا چکے اب آستین تلوار چلا چاہتی ہے دوڑتا
ہوا اُسی خیمے میں گیا جانتے دیکھا خیمے میں سناٹا پڑا ہے نیلگون کا ہاتھ چادر سے کھلا ہوا تھا
ماہ نے دوڑ کر چادر ... اٹھایا نیلگون کو بیہوش پایا بیہوشی کی دوا لخلخہ سے آثار ہوشیار کیا

نیلگون گھبرا کر شعلہ ماہ نے کہا حضور آپ کی شکل کا ایک جوان تخت پر بیٹھا ہوا ساحرونکو قتل کر رہا ہے نیلگون کڑک کر چلا اُس وقت پہونچا کہ خواجہ تخت پر بیٹھے ہوئے جادوگرونکو قتل کر رہے ہین نیلگون نے وہین سے نزدیک جا کر اور سر زبان زد ہوئے تم نیلگون جادو ہو نے کہا ای جادوگر دلیا میری شکل بہ رسا زبان زیادہ آتا جو اسکا عیب جادوگر نیلگون پر سحر کرنے لگے عمرو نے چاہا تخت پر سے اُٹھ کے بھاگون نیلگون نے دونون ہاتھ بڑھا دیے ایک ہاتھ سے برتن جلی گئی سر کے سر اڑ گئے دوسرے سے جو اشارہ کیا تھا کچھ قطرات آب گرے خواجہ لڑکھڑا کر گرتے گرتے آواز دی ای بہار بچانا بہار نے اُٹھتے اُٹھتے آواز دی اے گل اندام جلد آ ایک کنیز زمین سے پیدا ہوئی اُسنے گلدستہ ملکہ کے ہاتھ مین دیا بہار نے کئی پھول توڑ کر ہاتھ مین لیے گلدستہ تو نیلگون پر کھینچ مارا آواز دی اے نسیم و شمیم اسکی خدمت کرو وہ جو پھول ہاتھ مین تھے وہ عمرو پر پھینک مارے عمرو پرست ہو نیلگون کا اثر بہار نے دیکھا نیلگون پر پھول برسنے لگے ہوا تند چلی یہ تو اپنے کو بچا رہا ہے شکیل نے بھی کچھ سحر نیلگون پر کیا کہ تلوارین خنجر برسنے لگے بہار نے عمرو کی کمر مین پنجہ دیا شکیل سے کہا سحر کرتے ہوئے نکل چلو بہار و شکیل لڑتے ہوئے چلے بہار نے کچھ نیو بھی اپنا نیلگون پر پھینک مارا تین نیلگون پر گرے شکیل نے تاج سر کا پھینک مارا نیلگون تو ان آفتون مین پھنسا ہوا ہو بہار و شکیل تو نکل گئے لیکن نیلگون پر جو سحرونکی بوچھار ہوئی لاکھ لاکھ اپنے کو سنبھالا مگر موت ہو کے پکارا تھا نظم

صبح فرقت بھی شب وصل نم انجام مین ہے	ہجر جانان وصل نبل وصل دل آرام مین ہے
کیا مرا یار مرے گھر کے قریب آ پہونچا	نور خورشید جہانتاب در و بام مین ہے
دل کو مثال خط زیبا نے پھنسایا خط مین	مین ترے دام مین ہون دانہ تر دام مین ہے
نہ چھپے موت کے پنجے سے وہ زلف گیسو	یہ چراغ سحری حشر تلک اس شام مین ہے
جلوہ عالم کا ترے جام مین ہے ای جمشید	جس سے عالم کا ہے جلوہ وہ مرے جام مین ہے
شعر کے ربط سے دل خوب ہے آگاہ قبول	معجزہ گو نہین داخل مگر الہام مین ہے

قریب تھا کہ اپنے سردارون پر تلوار کھینچکر بڑھے کہ ایک طائر پیدا ہوا اُسنے سر پر آ کے نیلگون ایک چیخ ماری منھ سے آگ نکلی [illegible] ایک سر پر [illegible] ہو گیا جو ہستی آیا بہ ہوش آتے ہی [illegible]
[illegible]

سنکر اُسکے مرے کسی کے رو کے نہ رُکے نیلگون نے کہا مین سرزاد ونگا لشکر اسلام مین گھسکر بہار و شکیل
کو پکڑ لاؤنگا اسیوقت اُسنے لشکر تیار کیا ساتھ ہزار جادوگر ساتھ لیے آپ تخت پر سوار ہوا نوبت ونقارے
بجاتا ہوا چلا خواجہ و بہار و شکیل جو یہان سے نکلے تین کوس پر آکر زیر نخل شہرے ہین کہ نوبت نقارے
کی آواز کان مین آئی راستے سے ہٹ گئے ایک گوشے مین آکر دیکھا میان نیلگون با لشکر جاتا ہو کوچ
کیے ہوے جاتے ہین خواجہ نے کہا اے بہار و شکیل طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ ہمارے لشکر پر
فوج کشی کی خاص ہماری تمھاری تلاش مین نکلا ہو اے بہار حقیقت مین یہ سحر بڑا زبردست ہو مین نے بیہوشی
واسطے گلابی مین ملائی اُسکو خبر ہوگئی مین کئی عیاریان کرچکا مگر سب خالی گئین اب مین جاتا ہون جہان یہ لشکر
اُتر یگا وہین ملاقات کرونگا تم اتنا کام کرو کہ اپنے کو گوشے مین چھپاؤ سحر کو اُسکے رد کو میری عیاری کا رنگ جم جائے
مین اُسکو تا بہ لشکر جانے نہ دونگا کیا کیا تدبیرین کین اُسکے معشوق کی شکل بنا جب بھی اُسکو شک گذرا وہ بھی عیاری
خالی گئی انشاءاللہ اس طرح مین مارونگا کہ اُسکو کچھ کھلانے پلانے کی تدبیر ہو الگ عیاری کی جائے تم
فکر کرو بہار نے کہا آپ جایئے مین سحر کو اُسکے رد کی ہون بہار و شکیل تو ایک گوشے مین آبیٹھے اسباب سحر
جمع کرلیا سحر خوانی کرنے لگے خواجہ نے لشکر نیلگون کا پیچھا کیا مسافر کی شکل بنے ہوے آتے ہین کئی
کوس پر لشکر نیلگون کا شہر ابارگاہ استادہ ہوئی لشکر اسی مقام پر اُترا بارگاہ مین آکر بیٹھا کہا ہے میرے
سحر نے خبر دی ہو کہ بہار و شکیل و خواجہ راہ مین ہین ابھی لشکر مین نہین پہونچے پر بھی میرے پیر نے مجھکو یہ
بتائی کہ راہ مین بھی کچھ فساد ہوگا سامری و جمشید حفاظت کرینگے یہ باتین کر رہا ہو کہ چوبدار نے عرض
کی ایک کنیز نہایت حسین خوشرو ملکہ حیرت کا نامہ لیکر آئی ہو امیدوار باریابی ہو نیلگون نے ہنسکر کہا
مقدور نے صورت دکھائی کنیز کو بلا لو کنیز اندر آئی اب جو نیلگون کی نگاہ پڑی ایک نازنین حسین خوشرو
خوش خو خال ہند چشم جادو آنکھون مین ملال قدرے نشۂ وحشت کے پڑے ہوے پیشانی لوح خوش بختی ہوئی
سامنے آئی مثل ہلال شب اول سر تسلیم خم ہوئی نیلگون صورت زیبا دیکھکر بیتاب ہوگیا نامہ ہاتھ سے لے لیا
نامہ کھولا اُسمین مضمون تھا اے نیلگون ہم نے سُنا کہ آپ سامری سے بھی معلوم ہوا کہ تم نے بڑے بڑے
صدمے اُٹھائے لہذا یہ نامہ بھیجا جاتا ہو ہماری مصاحب خاص کہ خوشخرام آتش مزاج نامہ لیکر آئی ہو ہمنے
ایک سحر اسکی معرفت بھیجا ہو اُسکو اپنے قبضے مین کرو نامہ پڑھکر کاغذ تو مٹھی مین دبا لیا نگاہ محبت
جمال جمیال کو اسکی نازنین کے دیکھو رہا ہو خیال کرتا ہو کہ سب اعضا دست پا لاک محبت و ناز غمزے ہمراہ

آسمان دلربائی کی ماہ سب طرح کے خیال اُسکے دل مین یہی صورت زیبا دیکھکر بیقرار ہوگیا زانو بدلنے
لگا کہا آؤ صاحب بیٹھو تمنے بڑی عنایت فرمائی ہنس ہنسکے کہتا جاتا ہی کون ساحر ملکہ عالم نے بھیجا ہو دل
مین شک تو اُسکے پڑا ہی مگر صورت زیبا پر اُسکی مبتلا ہوا ہی کبھی ہاتھ بڑھاکر اُسکے ہاتھ پر رکھدیا کبھی کچھ
آنکھون سے اشارے کرتا ہی نازنین نے کہا صاحب تم تو مجھکو ٹھگ ہو مین کہاے جاتے ہو کنارے
چلو کہ مین سحر تعلیم کردن ملکہ کا سب کاروبار میرے سپرد ہی ملکہ عالم جلد ہی گھبراتی ہونگی ہر چند کہ دل
فریفتہ ہی لیکن یہ کہنے لگے اُٹھا کر مین دوسرے خیمے مین تخلیہ کرلون تو آپ کو لیچلون خواجہ عمرو جو خیال
کرکے دیکھتے ہین عشق مین تو مبہوت ہو رہا ہی مگر ایک خیمے کی جانب چلا تنہائی مین آیا اوراق سامری
نکالکے دیکھے صاف صاف اسمین مرقوم تھا کہ یہ کنیز عمرو عیار ہی خواجہ کو بھی اُسکے جانے سے بہت پریشانی
ہوئی سوچے کچھ کتاب وغیرہ دیکھنے گیا ہی یہ کہکر اُٹھے کہ مین سحر درست کرلاؤن خواجہ نے پشت
پھیری ہی چاہتے ہین باہر نکل جاؤن کوئی دو چار قدم چلے تھے کہ پہلو سے نعرہ ہوا او ساربان زادے
کہان جاتا ہی مین پہلے ہی سب طرح کے احکام دیکھ چکا تھا تیرے آتے ہی مجھکو کھٹکا ہوا تھا خواجہ نے دیکھا
نیلگون قریب آگیا ایسا نہو سحر کرکے گرفتار کرے برابر ایک جادوگر کھڑا تھا اُسکو عمرو نے خنجر مارا وہ
مرکر گرا خواجہ بھاگے جادوگر کے مرنے سے اندھیرا ہوا اندھیرے مین ٹٹولنے لگا لیکن عمرو کو نہ پایا سحر
کے مرنے سے دیر تک اندھیرا رہا جب روشنی ہوئی دیکھا تو غائب ہوگیا کہا یاد کیا بلا کا عیار ہی کیا
جلد نکل گیا مین سحر نہ کرنے پایا لیکن مین بھی اب تلاش مین اُس ظالم کی جاتا ہون یا تو اسکو تلاش
کرکے لایا یا اپنی جان دی اگر اُسکی عیاری چل گئی تو اُسنے مجھکو مارا اور اگر میرا سحر چل گیا تو مین باندھ کر لایا
یہ کہکے جھولی سحر کی بائین ہاتھ پر ڈالی اوراق سامری بھی رکھلیے تیغ کھینچے ہوے چلا جنگل مین تلاش کرتا
پھرتا ہی جس مسافر کو آتے ہوے دیکھا گولہ مار دیا کسی گنوار کو کھیت پر دیکھا تلاش کے واسطے پھینک مارے جلادیا
کئی سو آدمی اُسنے جنگل مین مارے جب ورق سامری کا نکالکر دیکھا ہی اسمین لکھا کہ بیگناہون کو مارا عمرو دستیاب
نہین ہوا ایک طرف سے آواز آئی ارے تو کون ہی جو جنگل مین وحشت کرتا پھرتا ہی دن سامری سے نہین ڈرتا
بندگان خداوند کو بلا وجہ قتل کیا نیلگون نے پلٹ کر دیکھا ایک جادوگر نہایت زبردست گولا ہاتھ مین
لیے ہوے آتا ہی لیکن نہایت غصے مین کہتا ہی ارے یہ صحرا استقام گذرگاہ سامری و جمشید ہی ایسا نہو کوئی
خداوند نکل آئین نیلگون نے کہا آپکا نام کیا ہی کہا میرا نام صحرا نورد صحرا ہی عجائب غرائب سامری

کی سیرگاہ ہی تجھکو کس کی تلاش ہی کہ یکتا ہون کو قتل کرتا ہی مسافر بن کے خون مین ہاتھ بھرتا ہی
مجھسے مفصل حال بیان کر اس صحرا کا کوئی کام ہماری بغیر دستگیری کے غیر ممکن ہی تجھکو کچھ شہنشاہ طلسم ہوشربا
سے بھی توسل ہی نیلگون نے کہا ای صحرانورد مین شہنشاہ کا خراجگزار ہون میرے ملک مین قید بہار
کی آئی جسدن سے بہار قید ہوئی بڑی بڑی افتادین پڑین ہزارہا جادوگر مارے گئے بھائی قتل ہوا
مین اب لشکر کشی کرکے جاتا تھا کہ اُس ظالم نے یہان بھی مجھکو ستایا میرے ایک جادوگر کو مارکر نکل گیا
مین اُسکی تلاش مین نکلا ہون کئی سو آدمی مارے گئے مگر وہ ظالم نہین ملا صحرانورد قہقہہ مارکر ہنسا کہا
ای نیلگون اس صحرا مین بے ہماری مدد کے عمرو نہین ملسکتا مین ابھی تلاش کرکے لاتا ہون وہ ساحرہ
باتین کررہا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک بادشاہ ساحر ذی جاہ تخت پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار
ساحران نامدار چلا آتا ہی نیلگون نے جو دیکھا بڑھکر آواز دی ہی افہام تاجدار کہان جاتے ہو کہان سے
آئے ہو صحرانورد بھی کھڑے ہین افہام نے جواب دیا ای برادر نیلگون تم جنگل مین اکیلے کیون کھڑے ہو
یہ کہکے تخت سے کودا نیلگون نے سب اپنا حال بیان کیا افہام نے کہا میرے پاس فرمان شہنشاہ ہوشربا
پہونچا مین برائے مدد خداوند لقا جاتا ہون خداوند کا نامہ بھی میرے پاس ہی شکایت ساحران مرقوم ہی کہ
جو جادوگر برائے مدد مابدولت آیا اُسنے غور کیا قدرت نے اُسکو غارت کردیا مین یہ لکھے چلا ہون کہ کبھی
مزور کا خیال بھی نکرو ذرکا جاتے ہی مسلمانون کو قتل کرکے قدرت کو قیطول پر پہونچادونگا مگر اب تجسے
ملاقات ہوئی چلکے ان مسلمانونکو بھی قتل کرون عمرو کی تلاش مین بھی مصروف ہون تمھارا اس جفا مین مبتلا
ہونا بہت شاق ہی خداوند لقانے بھی تحریر فرمایا کہ جسنے عمرو قتل کیا اُسکا قدرت پر احسان ہوگا یہ کہکے
مردمان فوج سے اشارہ کیا اسی مقام پر بارگاہ استادہ کرو اُسی وقت بارگاہ استادکی افہام تاجدار کے
سب ملازم اُتر پڑے افہام نے نیلگون کا ہاتھ پکڑ کہا بھائی بارگاہ مین تشریف لیچلیے شراب وکباب
کا چرچا ہو پھر ہم آپ ملکر عمرو کو تلاش کرینگے نیلگون نے کہا اس صحرا کے مالک میان صحرانورد آئے
ہین کہتے ہین ہم ابھی عمرو کو گرفتار کرکے لادینگے افہام نے کہا میان صحرانورد صاحب آپ بھی
تشریف لائیے بارگاہ مین تھوڑی دیر بیٹھیے پھر عمرو کو گرفتار کرلائیے گا صحرانورد و نیلگون و افہام
بارگاہ مین آئے صحرانورد کہنے لگے بیٹھتے ہی مین عمرو کو دم بھر مین لے آؤنگا ایک جام شراب کا
ہمکو ملوائیے ابھی عمرو کو [illegible] دستے کہا کہ بیان [illegible] گئی میان صحرانورد

تا ایاغ بجانے لگے کہا حضور شراب کو دیکھکر ہمین نشہ ہوتا ہی کسی سے پیسے یہ دعا یہ دعا بھیکہ چھیڑے چند اشعار ایک اُستاد کے یاد آ گئے ہین انکو بھی سماعت فرمایئے افہام نے ایک ملازم سے اشارہ کیا وہ طبلہ بجانے لگا میان صحرانورد نقل نے یہ اشعار شروع کیے

نظم

آگیا جب دم وہ عیسیٰ دم ہوا بھر جائیگی
بھاگ جائیگا مرض کوسون قضا بھر جائیگی

سر فرو عاشق ترا اُسوقت ہوگا عشق سے
جب گلے پر تیغ اے گلگون قبا بھر جائیگی

تیز ہی تو ذبح پر لیکن ہون ایسا بیگناہ
باڑھ تیری تیغ کی اے بت دغا بھر جائیگی

بے گنہ ہون زیر خنجر حشر تک تڑپونگا مین
قتل سے قاتل نہ ہو لیگا قضا بھر جائیگی

جب دکوچے نکالنے نکلی ہی قبول
ضد سے طبع نازک اُس گل کی سوا بھر جائیگی

اسطرح غزل صحرانورد نقل نے گائی کہ افہام نے کلیجہ پکڑ لیا کہا میان صحرانورد کیا کہنا صحرانورد نے کہا مین سامنے سامری و جمشید کے گاتا ہون ابھی آپ نے کیا کمال دیکھا ہزارون کمال بھرے ہوے ہین سب حاضر اونگا ملاحظ فرمایئے گا افہام نے کہا اے نیلگون یہ شخص تو طلیعے مین رکھنے کے لائق ہی نیلگون نے کہا اے افہام کیا کہون مجھے اپنے سامنے بربھی عمرو کا گمان ہوتا ہی ذرا ورق دیکھو خواجہ تو گھبرائے کہ اُنے ورق دیکھا اور زندگی پر حرف آیا لیکن نیلگون نے ورق نکال لیا اب جو دیکھا تو یہ نوشتہ پایا کہ اے نیلگون عمرو کسی جنگل مین ہوگا یہان عمرو کہا صحرانورد تمھارا دوست ہی یہ عمرو کو پکڑ لائیگا اب تو نیلگون کو اطمینان ہوا کہا میان صحرانورد اب مین نے ورق دیکھ لیا آپ گائیے مین بجائیےمین شراب پلائیے خود سامری نے لکھا ہی کہ صحرانورد عمرو کو گرفتار کر لائیگا اب ناظرین پر واضح ہو کہ ملکہ بہار و تکمیل بگلے کی شکل بنے ہوے سحر کر رہے ہین نوشتہ تقدیر نیلگون پلٹ دیا عبارت کو سحر کرکے بدلا قبہ بارگاہ پر بیٹھے ہوے سحر خوانی مین مصروف ہین کہ خواجہ کی عیاری پوری ہو عمرو نے جو نیلگون کو مہربان پایا اب تو خوش ہو کر بیٹھے مگر حیران ہین کہ اوراق سامری دیکھکر متوجہ کیونکر ہوئے خواجہ نے اور دو چار شعر گائے شراب کا جزبلی الٹ پلٹ کیا یا اطمینان بیہوشی ملا لی کہا حضور اب شراب نوش کرین مگر لشکر والون کو بھی بانٹنا منظور ہو ان الفاظ پر نیلگون کو شک ہوتا ہی لیکن بہار و تکمیل بڑی جان صرف کر رہے ہین نیلگون کو گمان ہوتا ہی بہار پھر رنگ دبا جاتی ہین نیلگون خود جلدی کر رہا ہی کہ میان صحرانورد ایک جام خواجہ نے پکار کر آواز دی سب شراب پئیں مین ہم ساقی

ہونگے کوئی باقی نہ رہے پہلے گلابیان کنر جادوگرا تھا تھا کرلیگئے اب عمرو نے جا . لبریز کیا پہلے تو نیلگون کو پلایا نیلگون جام لیکر بے تکلف پیگیا دوسرا جام افہام تاجدار کو دیا ملازمون سے پکارکر آواز دی صاحبو آج یہ ہو سب جادوگر ابانی محفل پینے لگے تھوڑے ہی عرصہ مین سب پی چکے - نیلگون بیٹھے بیٹھے بلبلایا گھبرا کے اپنے مقام سے اٹھا کہا میان صحرا الورد و عمرو آنا ہر دو قدم چلا تھا کہ لڑکھڑا کر گرا افہام بھائی صاحب کہکے اٹھا یہ بھی گر کر بیہوش ہوا سب دربار والے جب بیہوش ہو چکے لشکر مین جوتی پیزار چل رہی ہے بہار و شکیل قبہ بارگاہ سے دیکھ رہے ہین کہ خواجہ نے سبکو بیہوش کیا نعرہ کرکے نعرہ عمرو

بباغ دین زمکرش آبیاری
عمرو آن شاہ عیاران عیارہ

کزان اُستاد عیاران عالم
جہان سرسنگ در خنجر گزاری

سراپا دانش و عقل مجسم
بہر کشور بلاے جان کفار

نعرہ کرکے خنجر کھینچا چاہتے ہین نیلگون کو قتل کرین قضاے کار افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا ہے مصاحب بھی حاضر ہین کسی کے منہ سے نکلا کہ نہین معلوم نیلگون پہ کیا گذری افراسیاب نے اٹھا کر کتاب سامری کو دیکھا منہ پیٹ لیا کہا غضب ہوا نیلگون قتل ہوا چاہتا ہے اور ستم دیکھو نیلگون دھوکا کھانے والا نہ تھا بدون اوراق سامری کوئی کام نہ کرتا تھا بہار و شکیل نے یہ غضب کیا کہ عبارت اوراق سامری کو بدل دیا یہ کہکر افراسیاب نے کچھ اشارہ کیا ایک برق چمک کر غائب ہوئی بہار و شکیل قبہ بارگاہ شگافتہ کیے ہوے دیکھ رہے ہین یا تو خواجہ بہوش و خروش خنجر کھینچکر چلے تھے یا ٹٹولنے لگے ایک جادوگر بیچ مین ملا نیلگون جانکر اسی کو خنجر مار دیا اسکا سر کٹ گیا خون کا فوارا گلوے بریدہ سے نکلا لکہ ابر بنکر تیار ہوا اسی سے پانی برسا اول قطرہ نیلگون پہ پڑا نیلگون بیدار ہوا دیکھا عمرو ایسا عیار طرار فرار حیران حیران دیکھ رہا ہے نیلگون اٹھتے ہی للکارا او ساربان زادے میری مدد غیب سے ہوئی کسی نے مجھکو مبہوت کر دیا تھا اب ہوشیار ہوا یہ کہکر ایک سحر کیا عمرو لڑکھڑا کے گرا شکیل و بہار نے جو یہ معرکہ دیکھا بہار نے کہا اے شکیل یہ کیا ستم ہوا اسی لکہ ابر سے کل ساحرون پر باران سحر برس گیا سب ہوشیار ہوے نیلگون نے کہا اے سفاک جادو عمرو کا سر کاٹ لے سفاک تلوار کھینچ چلا عمرو نے بیقرار ہو کر پکارا اے خالق زمین و سماء وعدہ لا تخف ... یہ بیوعدے کے خلاف ہوتا ہے مجھے بچالے تو کریم و کارساز ہے یہ پہلوان قتل کیا جاتا

نظم

بہار لگیجہ پھول سر پر شکیل کے ڈالے نیلگون نے کہا بی بہار تمھارا ابھی علاج کرتا ہون یہ کہکے
دوسرا گولا مارا بہار نے کاٹا اس گولے سے برق جھکی سر بہار کا بھی زخمی ہوا شکیل و بہار لڑکھڑا کر
گرے نیلگون تیغ کھینچکر چلا کر بہار و شکیل کا سر کاٹ لون کہ پہلوے نخل سے آواز آئی ای نیلگون
یہ خیرہ لے یہ تیغہ بہار کش ہو پلٹ کے نیلگون نے دیکھا افراسیاب تیغہ کھینچے ہوے آتا ہی نیلگون
نے سلام کیا افراسیاب نے کہا ان پر تو سحر کردے ایسا نہو نکلجائین نیلگون نے گولا پھینکا افراسیاب
نقلی یعنے عمرو نے نعرہ کر کے خنجر مارا نیلگون کے دو ٹکڑے ہوے مرتا نیلگون کا بہار و شکیل
اُٹھے بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من نیلگون جادو بود افراسیاب باغ سیب
مین بیٹھا تھا یکایک درخت مین آگ لگ گئی افراسیاب نے کہا غضب ہوا ارے نیلگون مارا گیا
تڑپ کر چلا یہان بہار و شکیل خواجہ لشکر کو تباہ کر کے چلے ہین کہ پشت سے نعرہ ہوا او بہار
کہان جاتی ہو مین افراسیاب جادو خواجہ نے چاہا گلیم اوڑھ لون ہاتھ زنبیل تک نہ گیا
خواجہ بھاگے بہار و شکیل نے بڑھ کر افراسیاب پر سحر کیے افراسیاب پر خنجر برسا کے آپ بھی طرف صحرا کے
بھاگے خواجہ و بہار و شکیل بھاگے ہوے جاتے ہین افراسیاب نے ایک سنگ ریزہ اُٹھا کر
مارا جدھر یہ تینون بھاگے ہوے جاتے تھے نگاہ اٹھا کے دیکھا ایک کوہ فلک شکوہ سد راہ ہی تینون بہت
گھبرا گئے بہار نے کہا خواجہ اب کدھر جائین ناچار ٹھہر گئے بہار نے سب زیور اپنا اُتار کر پھینک مارا
افراسیاب نے ایک چشم زدن مین دفع کر دیا کچھ انگو سے اشارہ کیا تینون لڑکھڑا کر گرے
افراسیاب تیغہ کھینچکر چلا تینون نے بلک کر دعا کی خواجہ پکار اٹھے ای خالق بے نیاز ای رب کارساز
اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے ان تینون نے جو تہ دل سے دعا کی ایک برق تڑپ کر افراسیاب پر گری
پہاڑ دو ٹکڑے ہوا ایک سنہرہ پنجہ پیدا ہوا اور سینہ پر افراسیاب کے آیا پنجہ نے افراسیاب کو
دھکیل دیا ایک پنجہ کمر مین عمرو کی ایک ایک بہار و شکیل کی کمر مین پڑا اُڑا کر طرف آسمان کے لیگیا
افراسیاب نے ایک گولا پھینکا گولا جا کر پھٹا افراسیاب نے دیکھا برہمن رو مین تن تینون کو لیے
ہوے جاتا ہی افراسیاب نے للکارا او برہمن بچے یہ گستاخی بادولت کے ساتھ برہمن نے کچھ جواب
نہ دیا تینون کو لیکر نکل گیا افراسیاب رنجیدہ پلٹا طرف باغ سیب کے گیا یہان ملکہ مہرخ وغیرہ
انتشار اور انتظار مین تھین کہ بہار و شکیل و عمرو کو لا کے برہمن نے سر جھکایا برہمن رو مین تن رخصت ہوکر

طرف نور افشان کے گئے اہل اسلام مین بہار کے آنیکی بڑی خوشی ہوئی یہ داستان جلد سوم

دو کلمۂ داستان حیرت بیان آمد جیحون دریا بار اور جانا خواجہ و عیاران اسلام کا برائے عیاری اور گرفتار ہونا سب کا و دریاے جیحون پر آمد بران و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

چل ای ساقی مہ لقا خوش ادا
گھٹا عین ہی وقت پر آگئی
کہین ہین ترانے کہین رقص ہے
کہا بلبلون نے کہ نوروز ہے
چہکنے لگا عندلیب قلم
دل غمزدہ کو یہ کاہش ہوئی
کہین بلبلون کے بھی ہین چہچہے
مضامین نو کا ہوا امتحان
مضامین نو کی سدا فکر ہے
کبھی ہجر دلبر کی تقریر ہے
نکلتا ہے آہون کا دلسے دھوان
شب وصل دم مین سحر ہوگئی

اگر ابر سیہ نے دکھایا مزا
جو طاؤس گلشن مین رقصان ہے
کہ کوئل نے کی منزل عشق طے
بہار مضامین کی آمد ہوئی
گل نظم کے ہونگے سامان بہم
لکھو داستان جلالت نشان
بہار گلستان کے سامان ہوی
وہ لکھے مضامین رنگین بہم
طلسمات کا ہر جگہ ذکر ہے
کبھی وصل دلبر کے سامان ہین
کہ عاشق رہا عمر بھر شادمان
قلم لکھ فسانہ جلالت نشان

چمک زنی برق کی ہوا گئی
بہار مضامین کی سامان ہوی
پپیہے کی آواز دلسوز ہے
تو ہے نظم مضمون کی کد ہوئی
قلم ہمکو مضمون کی خواہش ہوئی
کہ مین سرد پر وجد مین قربان
ہوا جوش پر بحر طبع روان
کہ ہے وجد مین آج میرا قلم
کبھی عشق و الفت کی تحریر ہے
سحر ہوگئی تو پشیمان ہوے
نہ آرام الفت مین پایا کبھی
کہ ہے جوش پر بحر طبع روان

چہرہ عروس اسمان قلزم زخار داستان سرائے و شناوران دریای بیکنار رعنائی و زیبائی گوہر آبدار سخن کو زیب گوش سامعان ذیہوش کرتے ہین **شعر مصنف** مرصع نگاران شیرین سخن ۔ چنین مے طرازد رنگ کمن ۔ افرا [illegible] ہے اس معاملے سے بلبلانے سب ۔ **آیا بہار** کے نکل جانیکا انتہا کا صدمہ ہے سرنگون بیٹھا ہے کہ آسمان پر غرا ہوا سنئے دیکھا ایک آسمان پر قائم ہوا [illegible] ناگاہ ایک صدا آئی دیکھا ایک جادوگر تاج زرین پہنے ہوئے قوی ہیکل کا جسم

چل سکتی ہے شہنشاہ نے ہماری قید کر لیا چالاک کے یہ سنکر ہوش اڑ گئے خاموش ہو کر خیال میں
بیٹھا ہے کہ اے چالاک کیونکر اسکی بارگاہ میں جاؤں کچھ سوچ کر کنارے آیا تو دیکھا کہ لشکر اسکا ایک
صحرا میں اترا ہے رنگ و روغن عیاری کا لگا کر بوضع خدمتگاروں کی دیکھی انھیں کی شکل بنکر
لشکر میں آیا دیکھتا ہے سامنے بارگاہ استادہ ہے طرف بارگاہ کے چلا جب قریب بارگاہ کے پہونچا دیکھا
ایک چھوٹی سی جھیل ہے اُسکے کنارے بارگاہ استادہ ہے چالاک نے پائچے چڑھائے جھیل میں اُتر کر چلا
چند قدم چلا تھا کہ دریا نے جوش مارا چالاک لڑکھڑا کے گرا ہر چند چاہا کہ سنبھلوں نہ سنبھل سکا ایک نہنگ
پیدا ہوا چالاک کو نہنگ نگل گیا بیہوش ہو گیا تھوڑی دیر میں جو آنکھ کھلی دیکھا جیحون تخت پر بیٹھا
للکار رہا ہے کیوں او نا عیار کچھ عیاری سے کی بطرز موسیٰ کہا پردہ بارگاہ کا اٹھا دو پردہ جو بارگاہ کا اٹھا
دیکھا ایک دریا تھا موج مار رہا ہے کہا او نا عیار تیرا ساتھی ہے ارے ذرا برق کو بھی اسکو دکھا دو چالاک نے دیکھا
برق فرنگی سلسل و طوق کیے ہوئے جادو گر گھیرے ہوئے برق تڑپ رہا ہے ماران سیاہ جسم میں لپٹے ہوئے
چالاک کے ہوش اڑ گئے جیحون نے تخت سے اتر کر چالاک کی بھی کمر میں پنجہ ڈالا اسی دریا میں پھینک دیا اب
جو چالاک کی آنکھ کھلی اپنے کو پہلوئے برق میں پایا ماران سیاہ گرد لپٹے ہوئے ہیں سر پر
چار جانب سے دریا گھیرے ہوئے اس عجائب و غرائب کو دیکھ کر چالاک کے ہوش اڑ گئے چالاک نے یہیں سے کوچ کیا
قریب لشکر حیرت ملکہ حیرت کو خبر ہوئی کہ جیحون دریا بار آ پہونچا حیرت نے وزیر زادوں کو برائے استقبال بھیجا
جیحون نے لشکر اُسی مقام پر معہ نزول صحرا میں ایک جانب دریا موج مار رہا ہے جیحون تنہا بارگاہ
حیرت میں آیا جھک کر سلام کیا پائے تخت کو بوسہ دیا پہلوئے تخت میں دنگل بچھا تھا اس پر بیٹھا
کہا حضور دو عیار تو میں نے گرفتار کیے دریا میں قید ہیں حیرت نے پوچھا کون سے عیار ہیں کہا
ایک برق دوسرا چالاک بن عمرو چالاک کا نام سنکر حیرت کو بیحد افسوس ہوا
پوچھا چالاک نے کیا عیاری کی تھی کہا فدوی تنگ آکر بسری بارگاہ میں آنکا ارادہ کیا حضور عیاری کیا کرے
میرے سامنے اب کوئی عیار نہ آسکیگا عیاری کا دھڑکا جاتا رہیگا حیرت نے کہا اے جیحون عیار ولی سے بچنا
جیحون نے کہا آپ ملاحظہ کرینگی ایک رہا سبکی آبرو لینے کو کافی ہے حیرت سے دیر تک باتیں کیا کیا
پوچھا حضور کو حکم افراسیاب سے پہنچ گیا کہ مقدمہ جنگ میں مجھے اختیار ہے میں طبل جنگ بجواتا ہوں
حیرت نے کہا تمہیں اختیار ہے ہمکو حکم پہونچ چکا ہے جیحون اپنی بارگاہ میں آیا حکم دیا طبل جنگی بجے

کا ہے خبرین لیکر بھاگے یہان ملکہ مہرخ دربار مین بیٹھی ہوئی خواجہ عمرو سے ذکر کر رہی
ہین کہ برق و چالاک گئے تھے ابتک واپس نہ آئے نہین معلوم اُن پر راہ مین کیا گذری
باغبان نے کہا اے ملکۂ عالم یہ حیجون بلاے روزگار ہے حقیقت مین اسکا مثل نہین اب جو
حسب اس سے مقابلہ کرین سمجھ بوجھ کے مقابلہ کرین ملکہ بہار نے کہا انشاء اللہ ٹنگے
چنوا دینگے باغبان نے کہا ملکہ بڑی مشکل پڑیگی یہ ذکر تھا کہ ہرکارے آکر ہوئے بعد
دعا و ثنائے شاہی کے عرض کی چالاک و برق قید ہوگئے مگر غلامون نے سارے
لشکر کو چھان ڈالا نہین معلوم ہوتا کہ دونون کہان قید ہین یہ پتہ غلامون کو نہ ملا اور
حیجون نے طبل جنگی بجوادیا ملکہ مہرخ نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے بموجب
حکم ملکہ مہرخ کے لشکر مین طبل جنگی بجنے لگے تیاریان ہونے لگین خواجہ عمرو اپنے مقام
سے اُٹھے ملکہ مہرخ نے کہا کیا ارادہ ہے عمرو نے کہا مین فکر مین برق و چالاک کی جاتا ہون
یہ کہکر کنارے پر لشکر کے آئے ٹہلتے ہوئے کنارے لشکر حیجون کے پہونچے دیکھا صحرا مین
ایک دربار ہے بیچ مین صحرا کے بارگاہ حیجون استادہ ہے گرد لشکر اُترا ہے خواجہ کاسے اسکے
رنگ و روغن علیحدہ لگا کر افراسیاب کی شکل بنکر تیار ہوئے تخت زر جلدی نکالا اُسپر
سوار ہوکے چلے اور حیجون اپنے مقام پر بیٹھا ہے گرد سردار جمع ہین کہ آسمان پر شاہ ہوا دیکھا
افراسیاب جادو تخت اُڑاے ہوے آتا ہے سب سروقد تعظیم کھڑے ہوگئے افراسیاب
اُترا ایک گوشے مین صحرا کے آکر اول تخت کو اپنے غائب کیا حیجون تخت سے اترا اور
افراسیاب تخت پر آیا حیجون سے کہا مجھکو معلوم ہوا ہے کہ عمرو تمھاری فکر مین نکلا ہے
مین اب اسواسطے آیا کہ تمکو آگاہ کرون شراب جمع کرو جسکو بلاؤنگا سو برس عمر بڑھیگی
لقاب سامری یاد کرکے پڑھ دیا ہون وہی پڑھ دونگا مگر کوئی غریب امیر باقی نہ رہے
سبکو شراب پہونچے مٹکے گوشے بیٹھے افراسیاب نے اسم سامری پڑھکر لشکر مین بھیجدیئے جام
بھر بھر کرکے بیہوشی ملائی زمین پر جام رکھدیا کہا اے حیجون بیٹا حیجون نے جیسے ہی جام اٹھایا
پہلو مین افراسیاب کے حباب نے دیا نوش بجائے حیجون کا بیٹھا ہے حیجون نے شراب مین
دیکھا ایک حباب شناوری کر رہا ہے حیجون نے نگاہ تہ طرف افراسیاب کے دیکھا رنگ روغن

بیٹھا ہی رنگ و روغن نکالا ہی صورت بدل رہا ہی جیحون بڑھا خدمتگار بھی اسکے ساتھ سب چلے
اُس خدمتگار نے کہا تم سب نہین ٹھہرو ورنہ سبکو دیکھکر بھاگ جائیگا جیحون نے اور سبکو
روک دیا خدمتگار ساتھ ساتھ چلا جب جیحون کنارے پر لشکر کے پہونچا خدمتگار نے کہا وہ
سامنے عیار بیٹھا ہی ایک گول بیچ ہر وقت سر جیحون سے قطرے پانی کے ٹپکا کرتے ہین
جیسے ہی جیحون ادھر دیکھنے لگا خدمتگار نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے اور نعرہ کیا منم
جانسوز بن قران جیسے ہی حلقے کمند کے گلے مین جیحون کے پڑے قطرات آب سر سے
ٹپک کر حلقہ ہاے کمند پر گرے حلقے کمند کے جل گئے کچھ قطرے سر پر جانسوز کے پڑے
جانسوز مُنہ کے بل زمین پر گرا جیحون نے کمر مین بجہ دیکر اُٹھا لیا طرف دریا کے لیکے
بھاگا لاکر دریا مین جانسوز کو بھی پھینک دیا برکا نے یہ معاملہ دیکھکر بھاگے آکر مہرخ
سے بیان کیا کہ جانسوز بھی گرفتار ہوا ملکہ مہرخ نے مُنہ پیٹ لیا کہا لو صاحبو خاتمہ ہوا
سب عیار گرفتار ہو گئے صرف ضرغام و مہتر قران باقی رہے خدا انکو اس ظلم و بدعت
سے بچائے سونا کسیکا کیسا رات بھر لشکر مین تلاطم رہا بوقت سحر لشکر میدان مین آیا ضرغام
نے جاکر مہتر قران سے کہا کہ خلیفہ صاحب غضب ہوا عیار سب گرفتار ہو گئے فقط تم اور
آپ باقی ہین مین تو جاتا ہون یا جیحون کو قتل کرونگا یا اپنی جان دونگا یہ کہکر ضرغام بھاگا
دوسرے دیکھا لشکر کفار میدان کارزار مین آرہا ہی ضرغام ایک ساحر کی شکل بنکر لشکر جیحون مین
آیا دیکھا جیحون ابھی بارگاہ سے برآمد نہین ہوا ٹہلتا ہوا در بارگاہ جیحون پر آیا پوچھا سرکار کیا
کر رہے ہین خادمون نے کہا جامہ خانے مین تشریف رکھتے ہین ضرغام نے کہا ہمین کچھ
عرض کرنا ہی یہ کہکے اندر بارگاہ کے گیا دیکھا جیحون بیٹھا لباس پہن رہا ہی ضرغام کو یہ خبر
نہ تھی کہ اسکے جسم سے سباب سحر پیدا ہوتے ہین قریب جاکر کہا اے شہنشاہ ملکہ حیرت جادو
نے دعا کہی ہی اور فرمایا ہی کہ تمنے جا عیارون کو گرفتار کر لیا اب نہین کا ایک کا بیا
باقی ہی جسکا صاحب بغدۂ گران لقب مشہور ملک عرب و عجم ہی ذرا اس سے اپنے کو بچائیگا
جیحون نے کہا میری طرف سے آداب و تسلیمات عرض کرنا اور کہنا کہ مین سب طرح ہوشیار ہون
ضرغام نے کہا وہ کسیکی شکل بنکر آئے گا آتے ہی بغدہ ماریگا اُسکا بغدہ کبھی خالی نہین

جاتا یہ سنتے ہی جیحون نے کہا ای برادر ماسکی کیا مجال ہی کیا حقیقت ہی کہ میرے پاس آ سکے
مگر آپ نے مجھے آگاہ کیا نہایت عنایت ہوئی مین ہوشیار ہون ضرغام ٹھرا یا ہوا ہی کہ ایسا
نہو سحر کر بیٹھے مگر کہا دیکھیے وہ گوشے مین سے جھانک رہا ہی جیسے ہی جیحون پلٹا ضرغام نے
حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے حلقے کمند کے پڑتے ہی بالو نے قطرۂ آب گرا کمند جلگئی
ضرغام ہزلکم اکر گرا ایک قطرہ پانی کا منھ پر پڑا رنگ روغن عیاری کا اڑ گیا جیحون نے کہا اے
تو کون ہی ضرغام نے جواب دیا اے مسخرے سنم ضرغام شیر دل تیرے مارنے کو آیا تھا جب
ہمارے قبلہ و کعبہ قید ہو گئے تو اب مین رہائی کی کیا خوشی بدنام تو نہ ہونگے پہلو مین جاکر
انکے ہم بھی قید ہونگے جیحون نے کمر مین پنجہ دیا باہر لیکر نکلا ساحرون نے کہا حضور یہ کون ہی
کہا یارو کیا کہون عیارونکا تار بندھ گیا مگر یارو تمنے کیون اندر آنے دیا جادوگرون نے کہا
ایسا فقرہ اسنے کیا کہ ہم لوگون نے کہا اندر جاؤ ہم یہ نہ جانتے تھے کہ عیار مکار ہی جیحون نے
کہا ایک صاحب اور باقی ہین بہت سے جادوگر وہان کھڑے ہین پہلو مین ایک زنگی بھی
کھڑا ہی اسنے پوچھا حضور کو کیونکر معلوم ہو جاتا ہی کہا مین نے اپنے بالون پر سحر کر رکھا ہی بالون
سے قطرہ پانی کا ٹپکا کمند جلگئی اور مین دریافت بھی کر سکتا ہون ابھی بتلا دون کہ وہ کالا
کہان ہی یہ کہکے جیب سے کاغذ نکالا کاغذ دیکھتے ہی کہا ارے یہ مہتر قران ہی کہ لو ساحل
جادو اسکا بھتیجا برابر کھڑا تھا اسنے چاہا مہتر قران کو پکڑ لون قران نے ایک بغدہ ساحل کو
مارا کہ اسکا سر پھٹا اندھیرے مین مہتر قران نے بغدہ جیحون کو بھی مارا جیحون کی کمر پر بغدہ پڑا
جیحون منھ کے بل زمین پر گرا مہتر قران سمجھے مین نے اسکو مارا بغدے کو گردش دیتے
ہوے بھاگے جسپر بغدہ پڑا اسکا سر پھٹا لشکر سارا اسکا تیار کھڑا ہی جادوگر دوڑے کہ
مہتر قران کو گرفتار کرلین مہتر قران نے حقۂ آتشبازی نکالکر کھینچ مارا فوراً آگ کے
لمبی شعلے بھڑکے کئی سو جادوگر جلے مہتر قران لڑ بھڑ کر نکلگئے جادوگرون مین ہلڑ ہوا جیحون
کی ناک سے خون جاری ماتھے سے خون ٹپک رہا ہی جادوگرون نے اٹھایا جھلتا ہوا تھا
سر سے خون کے قطرے ٹپکتے ہوے جادوگرون نے ماتھے پر پٹی باندھی کہ گیدن مست
پر سوار ہوکے چلا سب لشکر اسکی پشت پر صحرا مین دریا جوش مار رہا ہی جب یہ

کینہ سے پر ہوا ہو کے چلا دریا کا جوش و خروش بڑھ گیا موجہائے دریا مثل دستۂ شمشیر آبدار
چمک دکھا رہے ہیں گرداب خنجر بگزان مچھلیاں تڑپ تڑپ کے بلند ہوتی ہیں جیحون ساحر دانتوں
سے کہتا ہے یارو مجھے سامری و جمشید نے بچایا مگر یہ لغدہ پڑا اگر سر پہ پڑتا سر پھٹ جاتا
سامری و جمشید نے بچا لیا لیکن دیکھو تو ان مسلمانوں سے کس طرح پیش آتا ہوں اب تو
میں نے یہ بھی سوچ لیا کہ یہ عیار رستم خصال سہراب جلال جب لشکر میں قدم رکھے یا بدولت
کو احوال معلوم ہو جائے ایسے کا قریب آنا بہتر نہیں اگر کبھی لغدہ سر پر پڑ جائے فولاد ہو
تو وہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے قران پلٹ کر رنجیدہ کبیدہ خدمت میں ملکہ مہرخ کی آئے ملکہ
مہرخ بارگاہ سے برآمد ہوتی ہیں ایک جانب ملکہ بہار گلعذار ایک جانب باغبان قدردار
و رعد و برق و برق لامع ایک جانب ملکہ گلگونہ رنگین پوش کئی ہزار کنیزیں پشت پہ ملکہ
مہرخ سے عرض کرتی ہوئی چلی آتی ہیں کہ حضور یہ بڑا ساحر زبردست ہے حقیقت میں اس سے
مقابلہ میں مشکل ہوگی یہ ذکر تھا کہ حضرت قران آکر پہنچے ملکہ مہرخ کو سلام کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا
تمام کیفیت بیان کی ملکہ مہرخ نے کہا خدا نے بڑا فضل کیا اے قران اب جانے کا ارادہ نہ کرنا اسنے
یہ بھی تدبیر کر لی ہوگی کہ جب لشکر میں جاؤ گے وہ پہچان لیگا قران کنارے ہوئے اتنا تو کہا
کہ حضور یہ ہو سکتا ہے کہ استاد قید ہوں اور میں نہ جاؤں ملکہ مہرخ لشکر کو لیکر میدان
کارزار میں آئیں دیکھا جیحون دریا پار صفیں جما رہا ہے لشکر ملکہ مہرخ کا بھی آکر جما نقیبوں نے
نقابت کی کڑکا کڑکیت کہکر ہٹے جیحون نے اپنا گینڈا بڑھایا ماتھے پر پٹی بندھی ہوئی سامنے
تخت ملکہ حیرت کے آیا حیرت نے پوچھا اے جیحون خیر تو ہے کہا حضور قران نے مجھکو گرایا
حیرت نے کہا بڑے صاحب نصیب تھے کہ جو قران کے ہاتھ سے بچے جیحون نے
آنکھوں میں آنسو بھر کے کہا بھائی میرا ہاتھ سے ساربان زادہ کے قتل ہوا بھتیجے کو
قران نے مارا میرے کلیجے پر اسکا داغ ہے اب امیدوار ہوں کہ میدان کی اجازت ملے
تماشائے جنگ ملاحظہ فرمائے ملکہ نے کہا سامری و جمشید کے سپرد کیا جیحون
بہ شان زرہ و نشان میدان آیا پکارا آواز دی اے نو خدا پرستان جسکو تمنائے مرگ
ہو نکلے مدعا نافرمان نے آکر ملکہ مہرخ سے عرض کی کنیز کو اجازت میدان کارزار

کاوشِ خلق سے چھوٹا جو ہوا سودائی — داغ سودا گلِ بیمار نظر آتا ہے
گر یار نہاں ہو تو اچنبھا کیا ہے — کب ہمارا بدن زار نظر آتا ہے
خود فراموشی نہیں یار کو یوسف کی طرح — ورنہ ہر کوئی خریدار نظر آتا ہے
جلنے سے عمر رواں اپنی ٹھہر جاتی ہے — جب ترا جلوۂ رفتار نظر آتا ہے
بخل سے زر کو سمجھتا ہے وہ اجزائے بدن — گل کے مانند جو زردار نظر آتا ہے
شب فرقت میں سیہ خانہ ہے تاریک السی — شمع دیکھوں تو سیہ مار نظر آتا ہے
ایسی فرقت میں ہو گردش کہ مرے تن سے — دائرہ صورتِ پرکار نظر آتا ہے
بھاگ جاتا ہے وہیں پیک اجل بالیں سے — جب مجھے قاصد دلدار نظر آتا ہے
جانتا ہوں انھیں آنکھوں کو دیکھ آیا ہے — مست جب دم کوئی میخوار نظر آتا ہے
گرچہ ہوں ہند میں لیکن مجھے ناسخ ہر دم — روضۂ حیدر کرار نظر آتا ہے

ان اشعار کی آواز جو کان میں جیحون کے پہونچی چہرہ سرخ ہوا ہونٹوں پر خشکی آنکھوں میں تری حواس میں ابتری ملکہ گلگونہ نے اُس عقاب سے کچھ اشارہ کیا وہ عقاب تڑپ کر سر پہ جیحون کے آیا پروں نے سر پٹا پر پڑتے ایک ایک چنگاری آگ کی نکلی عقل لاجواب جلنے لگا وہ خاک جو سر پر جیحون کے گری آہ کا نعرہ کیا گریبان چاک کرنے لگا خاک زمین سے اُٹھا کر منھ پر ملنے لگا اس حال زار سے سامنے ملکہ گلگونہ کے آیا کہا اے شہنشاہ اقلیم سحر و ساحری اے گل خندان چمن برتری امیدوار ہوں کچھ خدمت غلام کے سپرد ہو ہمیشہ در دولت پر حاضر رہوں پلکوں سے جاروب کشی کروں کلام کا امیدوار ہوں کچھ تو زبان سے فرمائیے اب غلام کو نہ ترسائیے ملکہ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ دیکھ زمین پر کیا پڑا ہے خاک اُٹھا کر منھ پر ملنے لگا کہا اب تو غلام بہت مضطر و بیقرار ہے کلام فیض انجام کا بہت عرصے سے امیدوار ہے کیا کہوں جو کیفیت ہے نظم

خود فروشی کے لیے آپ جو بازار چلے — نقد جاں لیکے ہزاروں ہی خریدار چلے
اُڑکے چشمک جو خیابان سے خبردار چلے — ساتھ ہی تھامنے عصا نرگس بیمار چلے
ہم ہوے قتل جو تم ناز سے اے یار چلے — ہو قیامت اگر اس چال سے رفتار چلے

وہ خون جسم پر پڑ جیحون کو ہوش آیا ملازمان حیرت کو جواب دیا تھے دیکھا زنگمن لڑ کر زمین پر گری تھی جیحون نے بیٹھ کر اسکا سینہ چاک کیا اور جگر نکالا آواز دی و گلگونہ نے جیسے ہی جگر پر نگاہ کی گلگونہ کی پری رنگت متغیر ہوئی جب جیحون نے وہ جگر گلگونہ پر کھینچ مارا تھے پر آکے پڑا گلگونہ نے تین چیخ کی ہے معلوم ہوتا تھا کہ بدن میں آگ لگ گئی چیخ کھا کر گری بیہوش ہو گئی دوسری صورت یہاں پر یہ مذکور ہوئی کہ وہاں افراسیاب نے باغ سیب میں بیٹھے بیٹھے کتاب سامری دیکھی جیحون کو دیکھا گلا کاٹا چاہتا ہے پکار کر آواز دی ارے سرفروش کس گوشے میں بیٹھی تو میرے سامنے نہیں آئی زنگمن سیہ فام سامنے آئی کہا اے سرفروش جلد جا کر جیحون کی خبر لے تیرین گلگونہ کے قتل ہو گیا اپنا گلا کاٹا چاہتا ہے تو اپنے کو اسپر نثار کر سامری و جمشید نے تجھکو اسی دن کے واسطے پرورشس کیا تھا مگر چشم زدن میں اپنے کو پہونچانا بہت جلد جانا یہ سنکر وہ زنگمن روانہ ہوئی بطور مذکور پہونچی اسکے قتل ہوئی جیحون نے جگر زنگمن کا لیکر گلگونہ پر پھینک مارا گلگونہ چیخ کھا کر گری بیہوش ہوئی باغبان نے پکار کر کہا کہ بارو گلگونہ کو بچاؤ سحر افراسیاب کا نہ جیحون کو کیا یہ قدرت تھی کہ گلگونہ کا یہ حال کرتا جیسے ہی جیحون نے یہ قصد کیا کہ جا کر گلگونہ کو اٹھا لون باغبان نے جھپٹ کر گیند مارا جیحون نے اس گیند کو ہاتھ میں تھام لیا اسی گیند پر اپنا خون ڈالکر باغبان پر پھینک مارا گیند جا کر پھٹا باغبان پر قطرات خون گرے باغبان بھی برابر گلگونہ کے گرا فوج مسلمانان جا پڑی تمام ملازمان جیحون بھی آپڑے مگر اب جیحون کا حال یہ ہو دریائے خون زنگمن میں نہایا ہوا جسپر جا پڑا اسکو بیہوش کر دیا باغبان کے بیہوش ہونے کے بعد بہار نے جو یہ ہنگامہ دیکھا تنگ آکے سحر کرتی ہیں مقابلے پر جیحون کے نہیں جاتیں جب گلدستہ مارا سو دو سو کو دیوانہ کیا شاہزادوں نے اپنے لگے لڑنے حیرت بھی جیحون کی شریک ہوئی بہار کا سحر مٹا بازو بند جیحون نے باغبان و گلگونہ کو اٹھا لیا دونوں کی زبان میں سوزن دی اپنے ملازمون کے سپرد کیا لڑتا ہوا بہ فخر و تکبر قریب تخت حیرت آیا کہا حضور نے غلام کا سحر دیکھا حیرت نے ہنسکر کہا تمہارا کیا کہنا جیحون لمڑا حیرت سے باتیں کر رہا ہے سحر جانبین سے

ہو رہی تھی کہ صرصر شمشیر زن بھی کسی طرف سے پہنچی ناگاہ پشت پر جیحون کی مہتر قران
آکر سے تین تلوارین جیحون کی ماریں تین مرتبہ کے منہ سے نکلا ای جیحون اپنی جان بچاؤ
کا کیا کھڑا ہے قران نے بہ نگاہ غضب صرصر کو دیکھا عمر تو بھاگی جیحون نے چاہا مہتر قران
کو پکڑ لون سحاب سرخ پوش رسالہ دار لشکر جیحون کا برابر کھڑا تھا مہتر قران نے اسکو
بغدہ مارا اندیشے مین بھاگے حیرت کے تخت پر بھی ایک لات ماری حیرت تخت
سے گری جیحون نے ہاتھ تھام کر سنبھالا کہا ای ملکہ خادم کا کیا ترے غضب کا ہے اگر
صرصر نہ کہتی میرا سر مجھسے کھدتا مین نے سحر کرنا تھا کہ جب عیار لشکر مین آئے مجکو خبر
ہو جائے اسوقت مین حضور سے باتین کر رہا تھا اسوجہ سے غافل ہوا حیرت نے کہا ای جیحون
شکر کرو سامری وجمشید کا کہ ہمارے شہنشاہ کو خبر ہوگئی یہ سحر انکا تھا ورنہ گلگونہ کے
سحر سے نہ بچتے جیحون کہنے لگا ہاں شہنشاہ کی پرورش ہے اگر وہ پرورش نہ فرمائینگے تو کون
پرورش کریگا آج حقیقت مین سحر گلگونہ نے قیامت برپا کی سامری وجمشید نے بچایا
حیرت نے کہا سرفروش تیز رو ہوئی سامری نے اپنے زمانہ مین سرفروش کو بنایا
تھا افراسیاب پر نثار ہونے کا حکم دے رکھا تھا افراسیاب نے اپنے بدلے اسکو نثار کیا
حیرت کے کولے مین بڑی چوٹ آئی تھی کہ تخت پر سے گری تھی کہا ای جیحون اب جنگ
موقوف کردو یہ دونون بڑے شخص تمنے گرفتار کئے یہ بھی سحر افراسیاب تھا کہ باغبان
بیہوش ہوگیا جیحون نے طبل بازگشت بجوایا ملکہ مہرخ بیٹھین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے
فرماتی ہین کہ آج باغبان ایسا شخص گرفتار ہوا برق کو زبان سے کہا خبر تو لو کہ گلگونہ وباغبان
کو کہان قید کرتا ہے اسی قیدخانے پر جلوہ کرکے جائین کسی قیدخانے پر جلوہ کرکے ترکیب
انکو چھڑا لائین یا خود بھی گرفتار ہون چند روز پیشتر کا ہے لشکر اسلام سے برلے خبر چلے
جیحون ہمراہ تخت حیرت کے چلا تھا جب قریب دریا کے ہوئی ملکہ گلگونہ کی کمر مین پنجہ دیا
دریا مین اٹھا کے پھینک دیا ایک مچھلی پیدا ہوئی گلگونہ کو نگل گئی باغبان کو بھی پھینک دیا
ایک مچھلی بصد جوش وخروش نکلی باغبان کو بھی نگل گئی برق سے خاک اڑاتے ہوے
پلٹے ملکہ مہرخ پاس آکر دربار مین بیٹھی ہین گلگونہ وباغبان ہی کا ذکر ہو رہا ہے کہ عیارون نے

لشکر کے لوگ بھاگے جاتے ہیں عمر اگر یہ وہان بارگاہ آہنین نقیبون سے کہا سارے
لشکر میں پکار آؤ جس کسی کو جان اپنی عزیز ہو نکل جائے اگر بہ خدمت پروردگار ہماری
فتح ہوگی چلے آنا ورنہ اختیار بانی ہے حقیقت میں ہم بہت مجبور و ناچار ہیں لشکر میں جو یہ
خبر گئی نامرد و بزدلے تو یہ کہکر بھاگنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ اہل اسلام پر آفت ہے
دیکھیے تقدیر کیا دکھائے یہاں تو یہ کیفیت ہے حیجون نے ملکہ حیرت سے کہا آج مسلمانوں میں
بڑی جنگ گذری آپکی ہمشیرہ صاحبہ نے دریا پر بڑے زور مارے مگر کچھ نہ ہوا بی مہرخ تو
ناچار ہوکر بیٹھ گئیں حضور کو مناسب یہ ہے آپ بادشاہ ہیں وہ رعیت آپ بدعہد کہان
تک کیجائیگی حکم دیدیا جاوے کہ ہمنے تین دن کی مہلت دی ہے بس میں صلاح کر کے چلے
آؤ خطا معاف کیجائیگی اگر اسکے خلاف کیا تو کوئی زندہ نہ بچیگا حیرت نے یہ حکم لکھوا دیا
ملکہ مہرخ نے بھی یہ سنا یہاں حیجون حکم مشہور کر کے طرف اپنی بارگاہ کے چلا ایسا ہی جو چوبدار
خادم خدمتگار در دولت پر حاضر تھے ایک چوبدار قوی تن قوی ہیکل رہا ہے جیسے حیجون کو
آتے دیکھا جھک کر سلام کیا حیجون کے سحر نے خبر دی کہ یہ چوبدار مہتر قران ہیں بے اختیار
منھ سے نکل گیا کہ ارے یہ مہتر قران ہے اسکو پکڑو لوگ جب دوڑے مہتر قران نے جسکو
عصا مارا کسیکا سر ٹوٹا کسیکا ہاتھ ٹوٹا کئی جادوگر مر کر گرے مہتر قران جست و خیز کر کے
نکل گئے حیجون بہت خائف ہوا گرد بارگاہ کے آگ روشن کر دی آپ تو بارگاہ میں جاکر
بیٹھا جادوگروں سے کہا اگر کوئی غیر آوے تو گرفتار کر لینا میں نے سنبھالا ورنہ پکڑ لیا تھا
لیکن میرے ہاتھ سے نکل گئے تھے اب تو یہ مقام پر قید میں جہان پیک خیال بھی
نہیں جا سکتا یہاں تو یہ حال ہے لیکن ملکہ بران شمشیر زن باغ نگارین میں داخل ہیں
گرد باغ کے فوج حفاظت کا جمگھٹ شام کو صحبت میں ناچ گانا رہا لیکن ملکہ بران کو ایرج
نوجوان کا خیال بندھا رہا جب جاکے پلنگ پر سوئیں دیدۂ ظاہری بند دیدۂ باطنی وا ہوئے
ایرج نوجوان کو دیکھا کہ سامنے آتے ہیں جیسے ہی ملکہ بران کی نگاہ پڑی بیقرار ہوکے
پکار اٹھیں کہ شیر بیشۂ صاحبقرانی برادر یوسف ثانی مزاج کیسا ہے آج تو عرصے کے بعد
آپ کو دیکھا اپنی تو یہ کیفیت ہے

نظم

آپ ہم پر اگر کرم کرتے
دیکھکر جام یا وہ جم کرتے
بیڑیاں سخت تنگ ہو جاتیں
تیغ فولاد تم علم کرتے
کوئی تو ہو جہان میں اپنا
آپ ہم سے جو ربط کم کرتے
حکم دیتے جو بادہ نوشی کا
جان صدقے ہو سب عجم کرتے
دل نہ ہوتا جو منقبض تو قبول

دل جگر سون پہ کچھ ستم کرتے
تم اگر جلوہ ایک دم کرتے
پاؤن میرے اگر ورم کرتے
جب نگہ پیر سے رقیبوں نے
غم نہ تھا اگر تو غم کرتے
رنج تجھکو کیا چھٹا غم سے
ہم لبوں سے دہن بہم کرتے
دل ہمارا سوا تجھ جاتا
شعر کچھ اور بھی رقم کرتے

سجدے میں گذر جو ہم کرتے
سینہ تو کعبہ دل حرم کرتے
جوہر سخت جان عیاں ہوتے
تم نہ کرتے جو قتل ہم کرتے
ربط عم سے کمال بڑھ جاتا
رحم کرتے تو وہ ستم کرتے
اے صنم ہند میں اگر آتے
اور گیسو جو پیچ و خم کرتے
یہ اشعار جو برآن نے پڑھے

ایرج نے کہا صاحب کیا تم پوچھتی ہو ہمارے والد نامدار عیار نانا جان کے گرفتار ہوگئے اگر ایک ہفتہ اور خبر نہ لوگی تو پھر مفت ملاقات نہ ہوگی جسوقت سے یہ خبر وحشت اثر سنی ہے کیا کہیں کہ جو بیقراری ہے سو جسے کئی دن سے سیر کو بھی نہیں گئے بارگاہ میں جا کر بیٹھے مگر دل بیٹھ جاتا ہے کیا اپنی کیفیت کہیں ہمارا ہزار ہا کوس پر مسکن وہ جان گرفتار رنج و محن اگر اختیار ہوتا تو بڑے دادا جان خود تشریف لاتے خواجہ عمرو کو قید سے چھڑا لیتے کاشکے ہم زندہ ہوتے اس مقدمے کی خبر پائی تھی اطلاع کرنے آئے تھے برآن نے کہا میں حاضر ہوں گی یہ کہکر ہم دوڑیں ایرج پیچھے ہٹے میر فرش کی ٹھوکر لگی ملکہ برآن گریں ہنگامہ مل گئی یہ تو بڑی مصیبت ہے کہ آنکھ جو کھلی اپنے کو اسی مقام پر پایا چیخ مار کر رو دیں مجلس و شگوفہ دوڑ پڑیں مجلس نے پوچھا مادر مہربان خیر تو ہے مزاج کیسا ہے برآن نے کہا بیٹا کیا بیان کروں لشکر مہرخ کی خبر لو منگواؤ ملکہ نے اور مجلس نے اسیوقت ایک کنیز موسوم بہ شعلہ رو کو واسطے دریافت خبر کے روانہ کیا شعلہ رو بھڑک کر چلی یہاں ملکہ مہرخ دربار میں پریشان حیران بیٹھی ہیں کہ سامنے شعلہ رو آکر ہو پہنچی پوچھا کیوں ملکہ عالم مزاج کیسا ہے ملکہ مہرخ نے کہا اے شعلہ رو کیا پوچھتی ہو چالیس سردار مع عیار گرفتار ہوئے تقدیر سے جو سب چھوان جادو نے عجب سحر کیا ہے کیا کیا سحر ہوئے لیکن دریا ہی غالب یا اب تین دن کی مہلت ملی ہے دیکھیے اسکے بعد کیا ہوتا ہے فراسیاب نے

اسکو بڑے زور و شور سے بھیجا ہی دیکھین اب تقدیر کیا دکھاتی شعلہ رو یہ حال اور گذشتہ
حال دریافت کر کے بھاگی دروازے پر باغ نگارین کے آکر آئی چہار جانب سر اٹھا کے
دیکھنے لگی ملکہ مجلس دروازے پر ٹہل رہی ہین کہ شعلہ رو آکر پہونچی مجلس نے گھبرا کر پوچھا
کیون شعلہ رو خیر تو ہی تمھارا چہرہ بہت اترا ہوا ہی کیا خبر دریافت کی شعلہ رو رونے لگی
کہا وہ حال پر ملال دیکھا ہی کہ بیان اسکا نہین کر سکتی میرا کلیجہ پھٹا جاتا ہی دیکھکر رونا آتا
ہی حضور کیا عرض کرون بارگاہ مہرخ مین سنا ہی بہار و باغبان وغیرہ چالیس سردار و پانچ
عیار یہ تو دریاے جیحون مین غرق ہوگئے کوئی کہتا ہی جیحون نے قید کیا ہی دیکھیے انجام کار کیا ہو
مجلس نے ایک آہ کا نعرہ کیا اتنا تو کہا کہ ارے خواجہ بھی قید ہوگئے شعلہ رو نے کہا خواجہ
عمرو کو گرفتار ہوے ایک ہفتہ ہوا اور ابتک وہ جیحون کو چھوڑتے کوئی نہ کوئی تدبیر کرتے
مجلس نے پلٹ کر دو چار کھلونے اور اسباب سحر لیکر جھولی مین ڈالا کہا مادر مہربان سے
ذکر نہ کرنا مین ابھی پلٹ کر آتی ہون یہ کہکر جست کی اڑتی ہوئی مجلس بھی یہان اتفاق
سے حیرت نے جیحون سے کہا قیدیون کو نکالو بہار کا دربار سمجھا جائے بڑا مطلب مجھے بہار
سے ہی اور کسی سے کیا واسطہ جیحون بارگاہ حیرت سے نکلا ہی طرف دریا کے چلا ہی اہالی
لشکر کو اشتیاق ہی کہ دیکھین قیدی کیونکر نکلین جیحون وسط لشکر مین پہونچا تو چاہتا ہی
کنارے پر جاؤن کہ آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا او جیحون کہان جاتا ہی مین آ پہونچی خواجہ
عمرو کو کہان قید کیا جیحون نے فوراً گولہ مارا مجلس نے گولے کو دفع کیا ایک کھلونا مٹی کا
نکالا پھینکتے ہی وہ کھلونا پھٹا ٹکڑے اسکے جو دریا مین گرے دریا مین کئی سو زیادہ ہوئی نہروش
مچھلیان نکلین چاہا مجلس پر جا پڑین مجلس تڑپ رہی ہی تیغہ ہلالی ہاتھ مین جس مچھلی پہ تیغہ
مارا اسکے دو ٹکڑے ہوے جیحون سر ہلا رہا ہی ایک دو ہتڑ زمین پر مارا ایک نہنگ خون آشام
نے سر نکالا چاہا مجلس پر چڑھ دوڑے مجلس نے دیکھی تیغہ پھینکا نہنگ نے تیغے کو منہ مین لیا
جب تیغہ شکم مین نہنگ کے پہونچا تمام بدن مین نہنگ کے آگ لگ گئی جلنے لگا جلکر دریا
مین جو گرا مچھلیون نے نہنگ کو چیر پھاڑ کر کھا لیا جیحون نے سر پیٹا اپنے ہاتھ سے گولہ سحر کا
دریا پر مارا چیخین مار رہا ہی کہ ہائے غضب ہوتا ہی دریا میرا لٹا جاتا ہی اے ملکہ عالم میری مدد کیجیے

ٹوٹ نکلے حیرت کی بارگاہ سے نکل مانی مصوّر و صورت نگار و سرما و ابریق و زمرد و
یاقوت وغیرہ بڑے بڑے ساحر پشت بر پشت حیرت نے نکل کر دیکھا مجلس نے وہ سحر
کیے ہیں کہ دریا ... مٹا چاہتی ہے مچھلیاں بحسرت تماشائے مجلس کے دیکھ رہی ہیں حیرت
نے نکلتے ہی کچھ ہونٹ ہلانے کچھ ہاتھ ہلایا کچھ آنکھوں کو گردش دی سب نے دیکھا کہ
آسمان سے ایک ساحر سیہ فام بد انجام سامنے ملکہ حیرت کے آیا ہاتھ باندھ کر عرض کی
کیا ارشاد ہوتا ہے حیرت نے کہا مجلس کو لے اس چھوکری نے بڑا غضب کیا ہے یہ سنتے ہی
وہ ساحر تڑپ کر چلا کمر سے تلوار نکالی مجلس پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا ملکہ مجلس نے سحر کیا
ساحر رک کا پھر تلواریں مارنے لگا مجلس جب کچھ اشارہ کرتی ہے یا سحر کرتی ہے وہ ساحر رک
رک جاتا ہے مگر پھر برس پڑتا ہے دو تین تک تلواریں لگا میں مجلس روکتی جاتی ہے آخر پھیلا
بڑا شانے سے مجلس کے خون نکلا وہ خون بیچ چلو میں لیکر اس ساحر پر پھینک مارا
معلوم ہوا کہ تودہ بارود میں آگ ڈالدی مثل ہیزم خشک کے جلنے لگا جیحون نے اسکے
جلانے میں بڑی کد و کاوش کی مگر کچھ نہ ہوا خاک ہوکر پانی میں گرا صدہا مچھلیاں جل گئیں
حیرت نے کہا اے جیحون تو نے دیکھا یہ چھوکری بڑے غضب کی ہے برآن کو اسیر نار ہے میں
دلوا فشان نے اسکو تعلیم کیا ہے اے جیحون تجھکو جبر کرنا مجلس نے اس جوان کو مار کر سر چپہ کیا
یا نون ... شعلہ جوالہ بنکر ہوا دریا میں گردن جیحون نے اپنا خون لے کر دریا میں پھینکا دھو
سے دھوان نکلنے لگا مجلس نے پانی برسایا دھوان نابود ہوا جیحون نے چند سنگریزے
اور کچھ خاک اٹھا کر جب میں پھینکی دریا سے نعرہ ہوا اے آنے والے یہاں غیر کا گذر نہیں
یہ مقام عیش گاہ سامری پرستان ہے سب نے دیکھا ایک جوان بڑا قددار سیاہ رو زرد چشم
کوتاہ گردن تنگ پیشانی شیطنت کی یہی نشانی منہ کو مثل قعر بلا کھولے ہوئے دھڑ دھڑاکا
مارکر نکلا جیسے شیر کو ... ہے مجلس سوچی کہ بلائے سامری یہی ہے خدا اسکے شر سے بچائے ملک
پھینکتے ہی اسنے قریب آکر چاہا گردن پکڑ لون ایک شعلۂ آتش آسمان سے گرا وہ شعلۂ آتش
نہ تھا خنجر باڑھ دار برہنہ تھا خنجر جو سر پر پڑا اس جوان کے دو ٹکڑے ہوئے مجلس نے آواز
دی وہ مارا دو ٹکڑے جو ہوئے تھے دو ٹکڑوں کے دو جوان بنکر تیار ہوئے دو طرف سے

عالیشان ہین خواجہ نے پرورش کیا پس شاہزادے نے بیقرار ہو کر مجھسے فرمایا کہ ہمارے
قبلہ و کعبہ قید ہوگئے ای شگوفہ مجھے رہ رہ کے خیال آتا ہی کہ اگر خدا نخواستہ خواجہ سے
ساتھ افراسیاب بہ بدی پیش آیا اور قتل کر ڈالا اگر تمام دُنیا کو قتل کرینگے پھر خواجہ سے
نہ ملینگے کسکی کیا مجال ہی کہ افراسیاب سے لڑیگے عمرو ہی کا کلیجہ ہی کہ افراسیاب سے برابر
کے مقابے پڑتے ہین کس کس زور و شور سے لڑتے ہین خدا انکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچائے
شگوفہ تمہاری بڑی داری نہ گھبرائیے کیسے کیسے مقام پر قید ہوے خدا نے انکو رہا کیا
اب بھی رہا ہو جائینگے ملکہ فرماتی ہین ای شگوفہ جلد خبر منگا و شگوفہ نے کہا شعلہ رو
گئی ہوئی ہی خبر لاتی ہوگی یہ ذکر تھا کہ شعلہ رو سامنے سے روتی ہوئی آئی ملکہ برآن
گھبرا کر کھڑی ہوگئین کہا ای شعلہ رو جلد بیان کر کیا سحر گذرا شعلہ رو نے کہا وارثی چالیس
سردار پانچون عیار گرفتار ہوگئے اور بی مجلس بھی گئین لونڈی در باغ پر جب آئی پہنچے بی
مجلس نے حال پوچھا مین نے بیان کیا وہ روانہ ہوگئین برآن نے کہا ارے غضب ہوا
مجلس جاتے ہی نوعہ پڑیگی شگوفہ ایک عرضی قبلہ و کعبہ کو لکھو کہ حضور جواب دین کہ مجلس
پر کیا گذرا شگوفہ نے چند فقرے لکھکر شعلہ رو کو دیے کہ قصر جمشیدی میں جا کر قبلہ و کعبہ
کو یہ نامہ دینا جواب لیکر جلدی آ شعلہ رو اُدھر گئی ملکہ برآن اسباب سحر جسم پر آراستہ
کر رہی ہین نوشے بھی کھل گئے تختہ بات میں نکالے وہ بھی اپنے پاس رکھے شگوفہ کانپ
رہی ہی وہان کوکب قصر جمشیدی مین بیٹھے ہین برہمن انکو خبر دے چکا ہی کہ حیجون نے
لشکر سلام پر قیامت برپا کردی ملکہ سامنے مجلس کے وہ خنجر و تلوار جو گرا تھا وہ تاثیر سحر
برہمن بھی کوکب بہی ذکر کر رہے ہین کہ دیکھیے دریاے سحر حیجون کا کیا انجام ہو ہمکو بھی جانا
پڑیگا کہ شعلہ رو کنیز آکر پہونچی عرضی ہاتھ مین کوکب نے عرضی پڑھکر کہا مجلس لیلی
نادانی کی آخر جا کر آفت مین پھنسی شعلہ رو نے عرض کی ملکہ برآن کا ارادہ ہی کہ لشکر
کشی کر کے جائین دریاے سحر حیجون کو شاہین کوکب نے کہا انکین اختیار ہی کتنا فیلا
ہم بھی وقت پر پہونچین گے مجلس کے مقدمے مین یہ جواب دینا کہ مجلس بھی مبتلاے
بلا ہوگئی سردار بھی مصیبت مین لیکن کہنا کہ بی بی یہ دریاے حیجون بھی دریاے

خون رواں سے کمتر نہیں ہے سمجھ کر جاتا ہم بھی اپنے کو وقت پر پہونچائینگے برہمن کو بھی خبر ہے
یقین ہے کہ برہمن بھی اپنے کو پہونچائے برہمن آٹھ پہر ہماری خیر خواہی میں مصروف رہتا ہے
اُسکو سب باتونکی خبر ہے شعلہ رو جواب لیکر چلی شعلہ رو اُسوقت جواب لیکر پہونچی کہ ملکہ براں
تخت پر سوار ہو چکی ہیں بلور چہار دست سپہ سالار لشکر کا انتظام کر رہا ہے کہ شعلہ رو آکر
پہونچی براں نے باشتیاق تمام حال مجلس کا پوچھا شعلہ رو نے کہا زبانی شہنشاہ کی
معلوم ہوا کہ ملکہ مجلس بھی جا کر قید ہو گئیں ملکہ براں نے ایک آہ کی غم سے حالت اپنی
تباہ کی لشکر کو اشارہ کیا بلور چہار دست آگے بڑھا شگوفہ سحر ساز انتظام کرتی ہوئی
اس جاہ و حشم سے لشکر طرف قلعۂ رنگین حصار کے چلا یہاں حیجون جادو نے تین دن کی
اہل اسلام کو مہلت دی تھی وہ تین دن گذر ے حیجون دریائے حیرت میں آیا عرض کی
حضور نے دیکھا مسلمان سرکشی سے باز نہیں آتے ہیں میں نے تین دن کی مہلت دی تھی میں سمجھا
تھا کہ یہ لوگ آپس میں صلاح کر کے حاضر خدمت حضور ہونگے اور سرکار کی اطاعت کرینگے
مگر یہ مسلمان بہت مغرور ہیں عقل و فراست سے دور ہیں اب غلام جا کر طبل جنگی بجواتا ہے صبح کو
ان سب سے سمجھونگا انکا قتل ہونا ہی بہتر ہے اگر یہ لوگ زندہ رہینگے پھر فساد برپا کرینگے
حیرت رونے لگی کہا اے حیجون مجھکو بہار کا بڑا غم ہے دس بیس دن میں یا کبھی شہنشاہ
حیات اگر تشریف لائینگے اور وہ مجھسے پوچھینگے کہ بہار کو کیا کیا تو میں کیا جواب دونگی
انکا سحر و ساحری میں مثل نہیں ہے مجھکو خوف یہ ہے کہ کہیں فساد نہ برپا ہو والد نامدار
فرمائینگے تو نے بہار کو جلد تو اسوقت میں کیا جواب دونگی اے حیجون اگر ہو سکے تو بہار کو
بچا لو اپنے ملک میں لیجا کر قید کرو جسوقت والد نامدار پوچھینگے میں انکو پیش کرونگی حیجون
نے کہا میں بہار و مخمور کو گرفتار کر کے اپنے ملک میں لیجاؤنگا شہنشاہ نے بھی یہی ارشاد کیا تھا
کہ بہار و مخمور کو بچا لینا شہنشاہ مخمور پر جان دیتے ہیں حیرت نے زانو حیجون کا دبایا اشارے
سے کہا جہانتک ہو سکے مخمور کو قتل کر ڈالو ورنہ مجھکو یقین کامل ہے کہ مخمور میری ایکدن
موت نہیں حیجون نے کہا میں سمجھ لونگا کل کے بعد اگر کوئی مسلمان براے علاج تدبیر کیجے گا
تو کوئی نہ دیگا یہ کہکے اشارہ سے ادبی بارگاہ میں آ کر کہا طبل جنگی بجاؤ دوافسر دن نے اُسیوقت

طبل جنگی بجوا ہرکارے اہل اسلام کے جو بیدار جو سوتے تھے حاضر تھے خبر میں لیکر بھاگے
ملکہ مہرخ دربار میں اپنے بیٹھی ہیں وہ نگل جو خیال پڑے ہیں انکو دیکھ کر روتی ہیں فرماتی ہیں
کیوں صاحبو ہمارے صلاح کرنے والے قید ہوگئے اب کس سے صلاح کریں خواجہ عمرو
ہوتے تو اُنسے صلاح کرتے کہ اب کیا انتظام ہو ہم تو آمادہ مرگ و نہایت تعضا ہیں
رعد و برق لامع بیٹھے ہوئے تڑپ رہے ہیں ایک ایک کا یہی قول ذکر ہے
ہمارے سرپرست نہ شد گیا پروردگار معین و مددگار ہے ہرکارے آکر ہوچکے ہاتھ اٹھا کر
دعا و ثنائے بادشاہی بجالائے قطعہ کہ تا سبزہ و غنچہ باشد بہ باغ + گل شگفتہ باد چو دشمنا
چرغ + ہمیں سعادت بنام تو باد + ہمہ عالم بکام تو باد + سرکار کی عمر درازہو دشمن
کو سوز و گداز ہو جیوں ملعون نے پھر طبل جنگی بجوا دیا کل . . وہ بڑا گل کر معرکہ
آرا ہو آتش کینہ فساد کو روشن کرے ملکہ مہرخ نے آنکھوں میں آنسو بھرکے دربار
بار و کہدو کہ ہمارے لشکر میں بھی بہ فضل ایزدی طبل جنگی بجے یہاں بھی نقارۂ رزمی
گرجا کرتا صاف ظاہر تھا کہ نقارہ چوب سے سرنگوں ہے لشکر میں تلاطم ہوا ہر ایک کا ہوش
گم ہر مقام پر یہی چرچے ہیں کہ گردوں دون و انقلاب بو قلموں نا آج دولت کے ہم
سکے و خاک مذلت کسکے سر پڑے دیکھیں تخت سلطنت پر کون جلوہ گر ہو تختۂ تابوت
کسکو میسر ہو اکثر سپاہی بھاگے جاتے ہیں یہی ہر ایک کا قول ہے کہ اب لشکر اسلام پر زوال ہے
خواجہ ایسا عقیل و فہیم گرفتار ہو گیا کچھ زور نہ چلا چالیس سردار گرفتار ہیں کیسے کیسے
ساحران زبردست بادۂ سحر و ساحری سے مست لیکن کچھ کسیکا زور نہ چلا فلک تفرقہ پرداز نے
تفرقہ پردازی دکھائی کیا کیا لشکر کا جاہ و جلال ہوا کیسے کیسے ساحر آکر شریک ہوئے در
باغبان قدرت کی شراکت ملکہ بہار کی جہالت نافرمان و ہلال وغیرہ جانبازو
سرفروش ہمیں نافرمان کیسی لڑیں کہ ہراول لشکر اسلام مشہور ہوئیں انکی مجبوری گرفتار
ہوں اب کون صورت فتح کی ہو نکل چلو اپنی جان بچاؤ جو مرنے والے مرد دیکھے
ہیں فرزندونکو سمجھ رہے ہیں ای نور نظر ہمیشہ نمک شاہنشاہی کھایا یہ جاہ و جلال
پایا آج آخر مصیبت ہے خبردار قدم پیچھے نہ ہٹے اسطور سے لڑو کہ کافروں کے

جی چھوٹ جائین ہمارے ہاتھ سے امان نہ پائین آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہو رہے ہین شریک
مصیبت اہل اسلام ہو رہے ہین خواجہ عمرو کا نام سبکو ورد ہی ہر ایک کا یہی قول ہو کہ اہل اسلام
عجب آفت مین مبتلا ہین خدا اس آفت سے بچانے کا فرزند کی مراد نہ بر لائے آج کی شبکو
مہتر قران یاد دیکر خواجہ عمرو کی بلک بلک کے روئے جسوقت لشکر حیجون مین آئے حیجون
بارگاہ مین بیٹھا ہی گھبرا کر بارگاہ سے نکل آیا چوبدار سے کہا فلان نخل کے سائے مین اگر
مہتر قران نامو ٹھہرا ہوا ہو ساحر کی شکل بنا ہو جا کے گرفتار کر لو حقیقت مین مہتر قران
ایک نخل کے سایے مین آکر ٹھہرے ہین دوکانداروں سے کچھ حال پوچھ رہے ہین کہ چوبدار
نے آکر ہاتھ پکڑ لیا آواز دی یہ مہتر قران ہی مہتر قران نے ایک قمہ مارا چوبدار کا سر پھٹ گیا
مہتر قران زہیر کر نکل گئے رات بھر مین کئی پھیرے مہتر قران نے کیے جب آکر لشکر مین
ٹھہرے حیجون نے نکلکر ساحر سے کہدیا وہ ساحر آیا اسنے آکر آواز دی یہ مہتر قران ہی
پکڑ لو مہتر قران نے ایک جادوگر کو مارا اور نکل گئے صبح ہوتے مایوس ہوے درۂ کوہ مین
آکر رونے لگے دل سے کہتے ہین ای قران اسقدر کد و کاوش کی مگر کچھ نہ ہوا افسوس
اگر خدا نے فضل کیا اور خواجہ عمرو رہا ہوے تو مین کیا جواب دونگا فرمائینگے تم ہمارے
جان نثار مشہور ہو ہماری رہائی کی فکر نہ کی درۂ کوہ مین بیٹھکر خوب روئے صورت بدلکر
دیکھا لشکر مہرخ آتا ہی اس حال پر ملال سے کہ صفین صف ماتم نشان لشکر پر ہجوم غم و الم
افسر سرنگون لعبتون کے کلیجے خون ہر ایک پریشان آپس مین ہر ایک کا یہی قول ہی
لشکر کی رعنائی زیبائی دم سے خواجہ عمرو کے تھی جب خواجہ نہ ہوے تو لشکر کیسا
مہتر قران بھی ایک جانب کھڑے ہوکے دیکھنے لگے طرفے لشکر حیرت کے نقارے
کی آواز آئی مہتر قران نے دیکھا حیرت تخت پر سوار حیجون دریا بار ایک کرگدن
مست پر سوار سب اہالی لشکر گھیرے ہوے دریا کو جوش و خروش آج تو دریاے
حیجون ابل رہا ہی ہزارہا مچھلیان و نہنگان خون آشام دریا مین شناوری کر رہے ہین موجے کا
غل تا غارے پرشنا حباب خیمے مین آنکھین نکالے ہوے حیجون ملکہ حیرت سے کہتا ہوا
آتا ہی کہ دریا کو ملاحظہ فرمائیے ہمین وہ عجائب و غرائب بھرے ہین کہ کل اہل اسلام

کے واسطے یہی دریا کافی ہی کوئی نہ بچ سکیگا آج اور زیادہ لطف ہوگا دریا موج مار کر اسقدر بڑھیگا
کہ سارے لشکر کو غرق کردیگا مین رات بھر جاگا ہون اس فکر سے غافل نہین ہوا اب کچھ سحر کی
ضرورت نہین ہی شب بھر اسی سحر کو زور دیا لشکر کو آراستہ کرتا ہون۔ ای ملکۂ عالم آج ملاحظہ
فرمائیے گا کہ کس رنگ سے سحر ہوتا ہی دریاے سحر جانور دکھاتا ہی دوڑ دوڑ کر اہل اسلام
دریا مین گرینگے اہل اسلام دریا سے کاہ و کہربا کا عالم ہوگا لبون پر سبکا دم ہوگا غلام کو
اجازت میدان کارزار ملے جاکر آفت برپا کرون ملکہ حیرت نے اجازت دی جیحون
میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میدان
کارزار مین نکلے ملکہ نرگس جادو بہن ملکہ سُرخ مو کی طاؤس اپنا بڑھا کر سامنے ملکہ مہرخ
کے آئین عرض کی اجازت میدان کارزار مرحمت ہو کنیز سر اپنا قدم اقدس پر نثار کرے اپنی
بہن ملکہ سرخ مو سے جاکر ملے ملکہ نے فرمایا بسم اللہ ای ملکہ نرگس تھوڑا سا ہمارے اور
تمھارے پس وپیش ہی اصل یہ ہی بقول قمر اشعار ناسازے زمانہ کیسے کہان کہان تک
بیزار ہوگئی ہی جسم حزین سے جان تک + رکھکر لحد مین مردہ کوئی نہ پاس ٹھہرا + خویش و عزیز
سارے بس تھے فقط یہان تک + ہم بھی تمھارے بعد آتے ہین گوشۂ قبر آکر بساتے ہین
ملکہ نرگس روتی ہوئی سامنے جیحون کے آئی جیحون نے پکار کر آواز دی کیون ملکہ نرگس
مسلمانون نے تمکو تیل ماش تجویز کیا چلے تمھین اُٹھین دیکھو دریاے تہ امواج لطف سنج
آفت ناک ایک ایک موج جسکی آسمان پر سر کھینچتی ہی دیکھو کس آبرو سے بھر رہا ہی مچھلیان
کس لطف سے تماشہ دکھاتی ہین نہنگان خون آشام کس مزے سے شناوری کررہے ہین
پنجۂ مرجان تمکو سلام کرتا ہی کف دست مرجان پر مروارید بے بہا رکھے ہین تمھین نذر دینگے
سلام کررہے ہین فدا فدا تک جاؤ یہ باتین جو جیحون نے کہین ملکہ نرگس کو ایک جوش وخروش
ہوا طرف دریا کے دوڑین قریب دریا کے ہو کر طاؤس سے اُترین جمجم سے دریا مین پھاند
پڑین ایک مچھلی پیدا ہوئی نرگس کو نگل گئی لشکر مین غل ہوا کنیزان نرگس کئی سو
ہاے ملکہ عالم کہکے دوڑین جو میدان مین آئی جیحون نے کہا جاؤ تمھاری بی بی بلاتی ہین ہر
کنیز نے یہ سنا طرف دریا کے دوڑی اور دریا مین پھاند پڑی کئی سو کنیزین جب جاکر

دریا مین بجاتی مین آخر ملکہ مہرخ رونے لگین کہا صاحبو کہان جاتی ہو کیون اپنی جان دیتی ہو
حیحون نے پکار کر کہا ای ملکہ مہرخ تم خود آؤ تمہارے ہی سحر کو دیکھین بادشاہ لشکر کی بنکے
بیٹھی ہو دیکھین تو کیا کمال ہی ذرا اس دریا کو روکو دیکھو تو کیا دریاے معقول ہی ملکہ مہرخ
یہ سنتے ہی تخت سے کودین ارادہ کیا کہ حیحون پر جا پڑون بڑھکر گولا ماردون کہ اس ملعون
کا سر پھٹ جاے تمام سردار قدمون سے ملکہ مہرخ کے لپٹ گئے سب یہی کہتے ہین
کہ ای ملکۂ عالم آپ نے جوش سحر حیحون دیکھا نرگس کیا کسی سے سحر مین کم تھی کیسے کیسے
سلطے ملک پر کسو کے پڑے ان معرکونکو دیکھا کن کن ساحرون سے لڑی آج میدان مین
جا کر حیحون کے قابو مین ہو گئی جوائش احوان نے کہا دیکھی کیا ملکہ مہرخ فرماتی ہین صاحبو
مین جا کر اُس سے مقابلہ کرتی ہون اگر مین جا کر اپنے رنگ سے لڑون بہتر ہی ورنہ مجھکو
مار ڈالنا اگر مین اُسکے دام مکر مین پھنسون تم سب بڑھکر مجھکو قتل کرنا مین تم سبکی بادشاہ
ہون جان جاے صدقہ بلا پوش سے لیکن آبرو مین میری فرق نہ آئے خدا مجھے روز سیاہ
نہ دکھلائے میری آبرو تم سبھو نکے ہاتھ ہی سردارون نے جو زمانا کہا آپکو ہم نہ جانے دینگے
بیقرار ہو کر مہرخ نے تاج سر سے اتار آپکار اٹھین ای رحیم و کریم ای سمیع و علیم کشاکش
مین مجھکو تقدیر نے ڈالا اب یہ وقت مدد ہی آواز غیب سے آجائے کہ سب بلا دور ہی

تیری کارسازی بے نیازی تمام عالم پر ظاہر ہی **نظم**

سالکان راهِ دین را در ثواب انداختی — اہل دنیا را بزندان عذاب انداختی
ذرہ را نسبت تو بخشیدے بجرم آفتاب — آب تاب بحر در جسم حباب انداختی
ابر گریان را تو اندر گریہ کردی مشتعل — برق را در پیچ و تاب و اضطراب انداختی
ذوق و شوق خود عطا کردی دل بیتاب را — لذت دیدار در چشم پر آب انداختی
حق پرستان را بقرب خویش خوش کردی عطا — عاصیان را در عتاب و در خطاب انداختی
خرم آن مردی کہ از فضل تو شد کارش تمام — واے آن شخصی کہ او را در حساب انداختی
بندۂ ہندی شما اندر دین و دنیا سرفراز — چون نظر بر وی تو ای عالیجناب انداختی

اسوقت سارا لشکر مبتلاے مصیبت گرفتار دام آفت بلک بلک کر دعائین کر رہا ہی ادہر

ہر طرف سے صدائے آمین بلند جیحون خود پسند جو یہ غرور لشکر اسلام میں دیکھا قہقہہ مار کر ہنسا
آواز دی کیوں اے مسلمانو ابھی تم پر کوئی بدعت نہیں ہوئی اسی دریا سے تلواریں برساؤنگا
سبکے سر کٹ کٹ کر گر پڑینگے ایک دریا سے ہر طرح کا سحر پیدا ہوگا میرے ہاتھ سے بچکر کہاں
جاؤگے دریائے سحر نے سبکو گھیر لیا حقیقت میں اہل اسلام نے سر اٹھا کر دیکھا جہانتک
نگاہ کام کرتی ہے دریائے ذخار موج مارتا معلوم ہوتا ہے اس میں مچھلیوں کی ترقی
نہنگان خون آشام منہ مثل قبر کھولے ہوئے دریا سے تڑپتے ہیں گرداب سے دریا
کے نکلتے ہیں پھر اسی میں غوطہ مار کر غائب ہوتے ہیں قمقام نے کہا لو صاحبو ہم لوگ بالکل
بیکار ہوئے گرد دریا کے بیچ میں پھنس گئے جیحون تسکین دیتا ہے کبھی بیٹھتا ہے کبھی اٹھتا ہے
کبھی غل مچاتا ہے گو دریائے ساحری ہے مسلمان نہیں ماہیان دریا کا جوش و خروش
ہے ہمارے حال سے کیا آگاہ نہ تھے آجتک شہنشاہ نے اور ساحروں کو بھی نکما اور بد انجام
آئے اور تم لوگوں سے مل گئے اب ابرو پر بل تو گھبرائے ہو کیوں اسقدر روتے ہو
آکر ملکہ حیرت کے قدموں کو بوسہ دو اتفاق بر دبی و شہنشاہ خطا معاف کر دینگے ان
باتوں پر جیحون کی اور زیادہ لشکر میں جوش و خروش ہوا ملکہ مہرخ نے فرمایا یہ بیہودہ
بکتا ہے تو بادشاہ ہو نمک حرام ہے اپنے ولی نعمت کو قید کر لیا اسیر ہے نہ جوتے ہوتے
مقدور نہ کرے یہ کہکر بخور و خوشبو دعا میں پڑھنے لگیں تو دلت سے ... دی نگین میں یک گرد عظیم
صحرا سے اڑی کہ روئے آفتاب چھپ گیا اسقدر غبار اٹھا کہ آسمان پر ہوئی جب گرد
شق ہوئی ایک لکا ... پیدا ہوا جس میں ... برق کی چمک ... زمزمہ کی
بزبان حال یہ چند اشعار حیرت آثار پڑھ رہے ہیں

نظم

چمن میں شاد ہو اے دل شب فراق گیا
یقین ہو گیا شبنم کو آفتاب آیا

ان انکھڑیوں میں نشہ شراب آیا
سحر زخست کے روز کا جو منہ حجاب آیا

میں محو ہوں اب تجلی ہوئی نشاں میں
ابھی جو جوش میں ... مضطرب آیا

اسیر ہونے کا اتنا ہے شوق بلبل کو
جگایا نالوں نے صیاد کو جو خواب آیا

خیال صبح میں سو نہ ہو آنکھ بند نہ کھلی
دکھائے آئینہ جبتک نہ آفتاب آیا

کسیکی محرم آب روان کی یاد آئی
حباب بحر کے جو برابر کوئی حباب آیا
شب فراق مین مجھکو سلانے آیا تھا
جگایا مین نے جو افسانہ گو کو خواب آیا
جو ظلم ہو تو ہوا اہل عمل کا پیرو کار
کمر سے زلف کو انداز پیچ و تاب آیا
جلوۂ حسن مہ چاردہ کو بھول گیا
مراد پر جو ترا عالم شباب آیا
اصول دین جو سنے گوش نے زبان نے کہا
مجھے سوال نکیرین کا جواب آیا
محبت مے و معشوق ترک کر آتش
سفید بال ہوے موسم خضاب آیا

طائرون کی زمزمہ سرائی ابر کی رعنائی زیبائی سب حیران ہو کر دیکھنے لگے ابر قریب لشکر اسلام کے آکر شق ہوا سب نے دیکھا بلور چہار دست انتظام فوج کرتا ہوا مرکب باد رفتار پر سوار پشت پر تین لاکھ ساحران نامدار علمہاے سرخ و سفید کے پھریرے کھلے ہوے پھریرون پر حمد الٰہی اور نعت رسالت پناہی بخط جلی مرقوم آمد فوج کی دھوم ہنس سحر پر ملکہ بران شمشیر زن دختر بلند اختر کوکب صف شکن تاج زرین سر پر دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے چہرہ آفتاب عالمتاب آنکھین معشوق لاجواب بروے خدار کھنچی ہوئی تلوار سینے پہ ابھار زنار پستان پر عجب کیفیت صاف ظاہر کہ دو نقارہ سرکش اپنے بنگ مین پر خمش ہاتھ مین ایک ماہی یاقوت رنگ بران نے جو لشکر اسلام کا یہ حال دیکھا بیقرار ہوگئین پکار کر پوچھا ملکہ مہرخ خیر تو ہی ملکہ مہرخ نے جواب دیا ای معین و مددگار نوبت بجان کارد بہ استخوان ہین اس حیحون ملعون نے سب سردارونکو دریا مین ڈبو دیا کل ملکہ مجلس بڑے جوش و خروش مین آئین اسی دریا مین وہ بھی ڈوبین خدا اُس سے تمکو ملائے ہمارا حال قابل بیان کرنے کے نہین ہی یہ سنتے ہی ملکہ بران نخس کو چھوڑکر بلند ہوئین ماہی یاقوت رنگ جو ہاتھ مین تھی اوّل اُسکو پھینکا آواز دی او حیحون اپنا جوش دکھا اپنے ہوش مین آ اپنے نزدیک بڑا کام کیا یہ دریا بنایا ماہی سرخ رنگ جو دریا مین گری دریا مین ایک جوش پیدا ہوا مچھلیان تڑپ تڑپ کے نکلین وہ اکیلی ماہی یاقوت رنگ ہزارون سے جنگ کر رہی ہی جسپر سایہ ڈالا وہ مچھلی جلکر خاک ہوئی ملکہ بران نے بلندی پر سے جھولی مین ہاتھ ڈالا ایک تیلا سنہرا نکالا آواز دی ای ہیلو نشین جمشید اس دریا مین شنا دری

کریگا نہنگ و مچھلیوں سے لڑیگا پتلے نے سر ہلایا زبان سے کہا سب طرح حاضر ہون حضور حکم تو دین ملکہ نے اُس پتلے کو دریا مین پھینکا سب نے دیکھا ایک جوان رعنا شمشیر برہنہ بدست باوہ جرأت سے مست تماشہ داری کر رہا ہی جس نہنگ نے سر نکال اُسکو ہاتھ تلوار کا مارا نہنگان خون آشام اُس جوان کو گھیرے ہوئے مین مگر وہ جوان شیرانہ جنگ کر رہا ہی جیحون نے جو یہ معرکہ دیکھا جھولی مین ہاتھ ڈالا ماش کا آٹا نکالا ایک پتلی بنائی اپنی ران کاٹ کر خون لیا اُس پتلی کو اُس خون مین ملایا کہا ای جمیس سامری کسی مقام پر نہ رکنا یہ جوان جسنے زبان سے پتلی نے بات نو کہی لیکن مثل بید کانپنے لگی جیحون نے اُس پتلی کو دریا مین پھینکا وہ جوان لڑ رہا تھا کہ کان مین آواز آئی صاحب یہ کیا کر رہے ہو ذرا ادھر تو دیکھو اُس جوان نے سر اُٹھا کے دیکھا ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین ایک کشتی پر سوار مسکراتی ہوئی یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی کشتی کو کھیتی ہوئی آئی ۔ نظم

نازو ادا ہی سب تجھے دلارام کے لیے
وحشت مین کعبے کو جو گیا لوٹے بار سے
عاشق ہون ہر طرح سے گنہگار ہون ترا
اچھا نہین مقابلہ اُس چشم شوخ سے
وہ نونہال آئے الٰہی مراد پر
ہر چند اپنا نامۂ عصیان سیاہ ہو
مثل کمند اپنی رسائی ہوئی اگر
رکھواے زلفین یا رنہ ہون ہی مرغ دل
جاتا ہی بہر غسل جو ای خوش دہن تو
آتش جو جاتے باے توکل کو تھی

یہ جامہ قطع ہی ترے اندام کے لیے
سے لئے جنون نے جامۂ احرام کے لیے
دو جہت تصور نہین لزام کے لیے
اکدن شکست فاش ہی بادام کے لیے
حاصل ہو پختگی ثمر خام کے لیے
ہوگا سفید صبح ہر شام کے لیے
ای قصر یار بوسے لب بام کے لیے
پیدا کیے ہین حلقۂ دام کے لیے
جلتا ہی عود گرمی حمام کے لیے
جو صبح کو نہ نہیے شام کے لیے

اُس جوان کی آنکھین سرخ ہو گئین یا تو نہنگان خون آشام کو قتل کر رہا تھا یکایک ہاتھ پھیلا دیے بے اختیار ہو کر پکارا اُٹھا ای معشوق گل اندام ای مقبول خاص و عام یہ عاشق صادق تیرا جو یہ تھا تمھارا یہی رہنے کا مقام ہی شہباز قوی تن میرا نام ہی

جیحون و تسکین دے رہا ہی کچھ غل مچاتا ہی کبھی تالیان بجاتا ہی کبھی پکارتا ہی ای جلیس
کنارے دریا کے عمدہ جلسہ ہو کسی بات مین کمی نہ ہو مزاج مین برہمی نہ ہو کبھی خون کاٹ
کاٹ کر اپنا پھینکتا ہی کشتی اُس نازنین کی قریب اُس جوان کے پہونچی نازنین نے ہاتھ بڑھایا
جوان نے ہاتھ دیا اُس پری چہرے نے اپنی کشتی پر اپنے عاشق کو سوار کر لیا آپسمین دونونکے
بوسہ بازی ہونے لگی اُس نازنین نے پہلو سے ایک گلابی نکالی جام پر کیا اُس جوان
کے سامنے پیش کر دیا اور زبان سے بھی کہدیا کہ یہ جام محبت ہی اسکو نوش کرو پھر ہم تم
چلکر کنارے بیٹھین جو کہوگے وہ قبول کرینگے ہم بھی مدت سے ہجران دیدہ صدمات
کشیدہ تمہارے ملنے کے مشتاق تھے آج تقدیر نے رسائی کی اُس جوان نے ہاتھ
بڑھایا تھا کہ جام شراب لیکر پی جاؤن ملکہ بُران نے موتیونکا مالا گلے سے اُتارا پکار کر
آواز دی او نمکحرام بدانجام یہ کیا بیہودہ پن ہی ایسا شراب کا بھوکا تھا یہ کہکے موتیون کا
مالا پھینکا وہ موتیونکا مالا جام شراب مین گرا موتی ٹوٹے شراب شعلہ بنکے اُڑی ایک
دہماکا ہوا جام جو ٹوٹا یہ انجام ہوا ایک ٹکڑا سر پر اُس نازنین کے پڑا سر پھٹا کشتی ٹوٹی ایک
دہوان نکلا وہ جوان تیغ بکف دریا مین گرا مچھیون اور نہنگان خون آشام سے لڑنے
لگا ماہی یاقوت رنگ بیچ مین ماہیان دریا کے جسطرح بیچ مین شمع گرد پروانے جو مچھلی
تیغ سے گری جلکر خاک ہوئی جوان نہنگان خون آشام سے لڑ رہا ہی ملکہ بُران نے جو دیکھا
کہ مچھلیان ہزارون جلین نہنگ قتل ہوے مگر جوش و خروش دریا کا کم نہین ہوتا
ملکہ بُران سر جھکا کر طرف دریا کے چلین موتیونکے مالے پھینکتی ہوئین جب موتی گرے
دریا مین تلاطم بڑھا دہوان نکل رہا ہی پانی اسقدر گرم ہوا کہ مچھلیان تڑپ تڑپ کر
ریتی پر گر رہی ہین ملکہ حیرت نے پکار کر آواز دی ای جیحون غضب ہوا بُران ایسی
دریا دل دریا مین جاتی ہی اسے روک یہ کہتا تھا کہ جیحون نے یک دستک دی
ملکہ بُران دریا کے قریب پہونچی ہین کہ دریا سے ایک زنگی تیغہ برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے
نکلا للکار کر آواز دی او بُران شمشیر زن ملازمان سامری سے یہ بے ادبی یہ کہکے
تیغہ مارا ملکہ بُران نے مثل پہلوانان صف شکن و بصورت جوانان تیغ زن باڑھ

بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر دور پھینکدی ایک طمانچہ مارا کہ سر زنگی کا اُڑ گیا دو بارا
پھر دریا مین غرش ہوئی ایک زنگن نے جھک کر سلام کیا ملکۂ عالم تشریف لائیے میری
آنکھون پر بیٹھیے حضور کو میان نوشانوش طلب کرتے ہین نوشانوش جادو وہ شخص
ہی کہ سب قیدی اُسکے قبضے مین ہین ملکہ نے کہا کون کہا حضور خواجہ عمرو وغیرہ اُسکے
پاس قید ہین اگر حضور تشریف لےچلین تو وہ قیدیونکو آپکی خدمت مین حاضر کریگا ملکہ
بران زنگن کے ساتھ چلین جیسے ہی دریا مین قدم ملکہ بران نے رکھا زنگن نے دام جمشیدی
مارا یہان جیحون ملکہ حیرت سے کہتا ہائے اب یہ زنگن ملکہ بران کو ڈبودیگی جیسے ہی زنگن
نے دام جمشیدی مارا بران کے کان مین آواز آئی ای نور نظر بچنا اس دل مین نہ پھنسنا
جیسے ہی جال پڑا ملکہ نے تڑپ کر اختر مروارید جو ڈبیے نکالا اختر کی جو ضو پڑی دام جلنے
لگا بران تڑپ کر نکلین دام کے ٹکڑے اُڑ گئے بران تڑپ کر زنگن پر گرین طمانچہ مارا
کہ زنگن کے دو ٹکڑے ہوے زنگن کو مار کر ملکہ بران نے غوطہ مارا غرق دریا ہو کر
ہاتھ ہلائے برق چمکائی اختر مروارید کو پھینک مارا اختر مروارید دریا مین گرداب سر کو
ٹکرانے لگے موجین تلوارین بنگئین جیحون نے دیکھا دریا مین تلوار چل رہی ہر چند زنگی
کنارے دریا کے پیدا ہوے موجونکی تلوارین کی رہت مین دریا کو آنچ رہنے ہین جیحون
بھی یہان سے حیرت سے کہا کہ بران نے غضب کا سحر کیا دریا مثل چاہتا ہو مین
کہ تلنا دو کا وہ نظام زندگی دریا مین ہو گئی سب مین دہین جا کر گردن بیتیا ہون
یکایک دونون پانون زمین مین مارے غرق زمین ہوا وسط دریا مین جا کر کلانشادی
کرتا ہوا جاتا ہی ملکہ بران جو غوطہ مار کر دریا مین پہونچین اختر مروارید مشعل دکھارہا ہی
ملکہ بران کے پانون زمین پر قدم ہوے دیکھی باب قصر سیاہ بنا ہی دروازے پر
ایک جادوگر بلند بالا کئی ہزار ساحر ونکو لیے ہوے بیٹھا ہی ملکہ بران کو جو آتے ہوے
دیکھا مشعل اختر مروارید روشن اُسکی روشنی مین ملکہ چلی آتی ہین جدھر رخ کیا دریا
شق ہو گیا کہ نوشانوش نے آواز دی ای بران کیون جان سے اپنی بیزار ہوئی
کہ جو دریا مین قدم رکھا ای ساحران غدار دختر کوکب کو مار لو دریا سے جیحون

ہین یہ داخل کیونکر ہوئی ہمارے آقا کا یہی حکم ہے کہ اس مقام تک کوئی نہ آنے پائے تین ہزار جادوگر بُرآن پر ٹوٹ پڑے برآن نے اندر دریا کے جنگ شروع کر دی جب اختر کو اشارہ کیا یا تو بصورت مشعل بجھا یا بصورت خنجر برآن کے تڑپ کے گرا کئی سو کے سر اُٹھ گئے نوشا نوش نے سحر کیا کہ ملکہ برآن پر خنجر برسنے لگے صدہا خنجر توڑے جب خنجر برپڑنے لگے اور ملکہ برآن زخمی ہوئین ایک طرف سے دیکھا ایک نہنگ چلا آتا ہے ایک طرف سے ماہی یا قوت رنگ پہلو پر ملکہ برآن کے آگئی خنجر اپنے جسم پر لینے لگی کبھی سر پہ سایہ ڈالتی ہے کبھی سینہ سپر ہوتی ہے ماہی یا قوت رنگ پر بھی زخم پڑنے لگے نوشا نوش نے ایک خنجر اپنے خون سے سُرخ کر کے پھینکا طرف برآن کے وہ خنجر چلا نہنگ جو پیدا ہوا تھا اُس نہنگ نے خنجر پر اپنے جسم سے اژدھر لگائی کہ خنجر ٹوٹ کر گرا نوشا نوش نے اُسی ترکیب سے تلوار پھینکی نہنگ نے تلوار کو بھی توڑا اور وہی نہنگ جھپٹ کر سامنے نوشا نوش کے آیا ایک سنہرا بچہ جسم سے اُس نہنگ کے پیدا ہوا چمکتا ہوا وہ بچہ زبردست قریب نوشا نوش بدست کے آیا ہاتھ کئی مرتبہ ہلایا مراد یہ تھی کہ سحر نہ کر نوشا نوش کب مانتا ہے سحر کی بوچھاڑ کر رہا ہے مگر حیران کہ یہ نہنگ کیا چیز ہے یہ سنہرا بچہ کیسا معلوم ہوتا ہے شاید جیحون نے سحر کیا ہے وہ ہماری دستگیری کریگا یہ سوچکر بچے پر سحر نہ کیا مگر برآن پر آگ برسا دی ہزارہا شعلہ بھڑکا برآن نے اختر مروارید سے دفع کیا لیکن تلوارین مہلت نہین دیتین جھناجھن گر رہی ہین اُس جا مین جو خواب کا خیال آیا کہ ایک نوجوان نے عالم خواب مین فرمایا تھا کہ خواجہ عمرو مبتلائے مصیبت ہین ای معبود میرے تابہ خواجہ ہوگیا نہین معلوم کس بلا مین مبتلا ہونگے افسوس صد ہزار افسوس ویکھین اُس شاہزادے کو کیونکر آگاہی ہو اور دل خانہ خراب اسقدر نہ بیتاب و بیقرار ہو نظم

دل مین اُس شوخ کے جو راہ نہ کی	ہمنے بھی جان دی پر آہ نہ کی
پردہ پوشی ضرور تھی ای چرخ	کیون شب بوالہوس سیاہ نہ کی
تشنہ لب ایسے ہم گرے جی پر	کہ کبھی سیر عیدگاہ نہ کی
اُسکو دشمن سے کیا بچائے وہ چرخ	جسنے تدبیر خسف ماہ نہ کی

کون ایسا کہ اُس سے پوچھے کون / پرسش حال داد خواہ نہ کی
تھا بہت شوق وصل تو نے تو / کمی اے حسن رشک ماہ نہ کی
عشق مین کام کچھ نہین آتا / گر نہ کی حرص مال و جاہ نہ کی
تاب کمظرف کو کہان سے تجھے / دشمنی کی عدو سے چاہ نہ کی
تن بھی کچھ خوش نہین دوا کر کے / تجنے اچھا کیا نباہ نہ کی
محتسب یہ ستم غریبون پر / کبھی تنبیہ بادشاہ نہ کی
گریہ و آہ بے اثر دونون / کسنے کشتی مری تباہ نہ کی
تھا مقدر ہمین اُس سے کم ملنا / کیون ملاقات گاہ گاہ نہ کی
دیکھ دشمن کو اُٹھ گیا بیدید / میرے احوال پر نگاہ نہ کی
مومن اس ذہن بے خطا پر حیف / فکر آمرزش گناہ نہ کی

آنکھون سے آنسو جاری یاد ایسج مین دلکو بیقراری لیکن نوشا نوش نے اپنا شانہ
کاٹا خون چلو مین لیا چاہتا ہی بران پر کھینچ مارے وہ پنجہ چمکتا ہوا قریب آیا ہاتھ پر ہاتھ پڑا
وہ خون زمین پر گرا نوشا نوش نے پکار کر کہا ارے یہ ہاتھ زبردستی کرتا ہی میرا خون
گرا دیا یہ کہکے شعلہ ہاتھ پر گرایا ہاتھ پر جو شعلہ گرا اُس پنجے پر آبلہ پڑ گیا بس وہ پنجہ شکل
برق کے چمکا جھک کر قریب نوشا نوش کے آیا ایک طمانچہ پڑا کر سر نوشا نوش کا اُڑ گیا
اُس پنجے کے اُنگلیان چمکائین ایک برق چمکی کئی سر کے سر اُڑ گئے نوشا نوش کے
مرتے ہی دروازہ اُس قصر کا کھلا برآن نے دور سے دیکھا خواجہ مع عیارون کے مسلسل
و مطوق بیٹھے ہین چالیس سردار سرنگون سبکی زبانون مین سوزن ملکہ بہار کی رنگت
متغیر گلگونہ جیب چمنی برآن نے جو سبکو اس حال پر ملال سے دیکھا ملکہ بران نے چین
کو اس مکان مین گھس جاؤن کہ جیحون جادو پہلو سے پیدا ہوا دروازہ بند کیا
آواز دی او برآن آگے نہ بڑھنا ملکہ برآن نیچے کھینچکر جا پڑین دونون مین صبح جلنے لگا
کہ نہنگ کو دیکھا پہلو سے پیدا ہوا شکل انسان کے آواز دی او جیحون کیون تھا مین
آئی ہین جیحون نے گولہ مارا نہنگ کی پیشانی پر پڑا نہنگ نے تین چرخ کھاے منہ

سے ایک حباب چھوڑا دیکھنے میں حباب ہو مگر گولا آہن کا پیشانی پر لگے جیحون کی پڑا سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے ایک دتاٹا ہوا حیرت تخت پر تھی کہ زمین تھرائی دریا جا بجا سے غائب ہوا پانی مثل شعلۂ آتش جلنے لگا مچھلیاں جلیں نہنگ جلکر خاک ہوئے آواز آئی کشتی مرا نام میں جیحون دریا بار ربود دریا سب غائب ہوا فوج جیحون نے جو دیکھا کہ لاشہ جیحون کا پڑا ہی ملکہ بُران سر سے خون بہتا ہوا تیغچہ برہنہ ہاتھ میں چمک کر نکلیں غبار اُس مقام پر اُڑ رہا ہی آوازیں مہیب آرہی ہیں حیرت نے پکار کر آواز دی یارو غضب ہوا جیحون کو بُران نے مارا دریا بھی بعد جوش و خروش مٹا یہ تین لاکھ فوج جیحون کی ملکہ بران پر جا پڑی بُران نے سب دریائے فوج میں خوطہ مارا کسیکو طمانچہ مارا دیا جب دیکھا ہزارہا ساحر بلوہ کر کے چلے نہنگ خونخوار دس ہزار کا افسر بڑے جوش و خروش سے آتا ہو گوٹ پھینکتا ہوا برقیں چمکاتا ہوا ملکہ بُران نے اختر مہ دار یہ پھینک مارا پکار کر کہا او تسخیر لینا اختر مروارید جا کر سامنے نہنگ خونخوار کے چمکا آنکھوں میں چکا چوند آئی سر اُٹھا کے دیکھا ایک طائر خوش رنگ بڑے لطف سے زمزمہ سرائی کر رہا ہو کبھی پکار رہا ہی ای نہنگ خونخوار ذرا سماعت ذرا سے یہ اشعار عبرت آثار سے مستفید ملتجی طلسم

جہاں سے تنگ کو تیری زمیں تریں گذرے
جو تجھ پہ بس نہ چلا اپنے جی سے گذریگا

نہی ہی صور سرافیل آہ بے تاثیر
کہ میرے دم پہ قیامت نفس نفس گذرے

نجاؤں کیونکہ سوے دام آشیانے سے جب
خیال حسرت مرغان ہم قفس گذرے

یہ اور کو تو ہدایت جو خود ہوں آوارہ
یہ ہم کاش کہ جوں نالۂ جرس گذرے

وفائے غیرت و شمشیر غیرت کام کیا
نہ اب ہوس سے بھی بوالہوس گذرے

یہ نیم جان و عمر ہجر کی وہی انصاف
جو تیرے جان بن ہم گذر دس برس گذرے

دکھاؤں ناقہ لیلی خرام ... تجھے
کبھی ادھر سے جو اُس شوخ کا فرس گذرے

کہاں رہ رابطہ تابان ب ... محبت
ہزار سال ہیں سیکڑوں برس گذرے

یہ اشعار پڑھتا ہوا ... سامنے نہنگ خونخوار کے آیا اور نہنگ نے یہ اشعار سے مبہوت ہوا اپنی فوج پر تلوار کھینچ لے جب ... مردوں نے دیکھ کہ ہمارا افسر ہمکو قتل کرتا ہی

اُٹھین ابر سے پانی برسنے لگا جسپر قطرہ پڑا اُسکو ہوش آیا سب ملکہ بُراّن پہ پھٹ پڑے
بہار کا گلدستہ چلا ملکہ گلگونہ رنگین پوش مثل برق جہندہ تڑپنے لگی جسپر جا پڑی اُسے
قتل کیا لیکن ابر سے جو پانی برسا بلاَل سحر افگن و شمشیر مو کا کل کُشتا بیہوش ہوکر
گرون شکیل جادو حیران و پریشان یا تو سحر کر رہا تھا خاموش ہوکر کھڑا ہوا حیران حیران
چار جانب دیکھ رہا ہے بہار نے پکار کر آواز دی اے شکیل خیر تو ہے مزاج کیسا ہے شکیل
نے گھبرا کر کہا کلیجے مین آگ جل رہی ہے کیا حال اپنا بیان کرون بہار ملتی ہوکر ملکہ بُراّن
نے دیکھا مخمور نے بھی قتل کیا سے ہاتھ روکا بہار نے پکارا اے مخمور فوج کے بلوے مین
سحر کیون کرتے کرتے رک گئین مخمور نے کہا اے بہار کچھ حال نہ پوچھو عجب کیفیت
ہے دل پر ہجوم غم والم ہے کیا کہون **نظم**

اُٹھنے وہ شکوے کرتے ہیں کس کس ادا کے ساتھ
بیطاقتی کے طعنے ہیں عذر جفا کے ساتھ

پھر عیادت آئے وہ لیکن قضا کے ساتھ
دم ہی نکل گیا مرا آواز پا کے ساتھ

بے پردہ غیر پاس اُسے بیٹھا نہ دیکھتے
اُٹھ جاتے کاش ہم بھی جہان سے حیا کے ساتھ

وہ لالہ رو گیا تھو گلگشت باغ کو
کچھ رنگ بوے گل کے عوض ہے صبا کے ساتھ

اُسکی گلی کہان یہ تو کچھ باغ خلد ہے
کس بہانے مجھکو چھوڑ گئی موت لا کے ساتھ

آتی ہے بوے داغ شب تار ہجر مین
سینہ بھی چاک ہو نہ گیا ہو قبا کے ساتھ

گلبانگ کس کا مشورہ قتل ہو گیا
کچھ آج بوے خون ہے دہانی ہوا کے ساتھ

آنیکے وعدے سے تھی خوشی یہ خبر نہ تھی
ہے اپنی زندگانی اسی بیوفا کے ساتھ

کو جست اپنے غیر کا منہ ہے ہٹا سکے
عاشق کا سر لگا ہے ترے نقش پا کے ساتھ

اللہ ری گمرہی بت و بتخانہ چھوڑ کر
مومن چلا ہے کعبے کو اک پارسا کے ساتھ

ملکہ بہار نے پکار کر آواز دی ان باتون کا یہ وقت نہین ہے مخمور نے کچھ جواب نہ دیا مگر لڑائی
موقوف کر دی مینہ جو برسا اب سوائے چند سردارون کے سب نے لڑائی سے ہاتھ روک لیا
ملکہ بُراّن حیران مگر باغبان و گلگونہ و بُراّن نے لشکر کو ویران کر دیا ہے لاشون سے
میدان بھر دیا ہے آخر باغبان نے گھبرا کر کہا اے بُراّن خدا خیر کرے یہ لوگ جو لڑتے لڑتے

رُک گئے یہ علامت سحر افراسیاب ہی اگر بن پڑے تو نکل چلو کہ ملکہ مہرخ بھی لشکر کو لیکر آپڑی ہین ملکہ بہار نے قصد کیا کہ مین اُبھر کر نکل جاؤن بازو و تکمہ دیگر کوئی دس گز بلند ہوئی ہین کہ ابر سے ایک زنجیر پیدا ہوئی قریب تھا گلے مین ملکہ بُرّان کے پڑے ملکہ بہار ہاتھ سے زنجیر ہٹاتی ہین زنجیر گلے کے پاس چلی آتی ہی چاہتی ہی گلے مین پڑجاؤن ملکہ بران آخر ہشتین دو زنجیرین پیدا ہوئین صاف جنسے معلوم ہوتا ہی کہ ہاتھ پاؤن باندھنے آتی ہین بران کو پریشانی اختر کو نکالکر چمکایا عکس جو زنجیر ونکا پڑا اختر سیاہ ہونے لگا ملکہ بران نے گھبرا کر اختر جوڑے مین رکھا بیقرار ہوکر دعا کرنے لگین کہ ای معبود میرے اس آفت سے بچا نا نظم

خداوند دنیا و عقبے یکے است	بہر دو جہان کارفرما یکے است
بہر کشور و شہر و ملک و دیار	یکے مالک ملک مولا یکے است
بہر سلطنت ہست حکم احد	بہر مملکت شاہ والا یکے است
یکے اہل قوت یکے اہل زور	یکے قادر است و توانا یکے است
دوئی دخل یابد نہ در وحدتش	کہ ذات خداوند یکتا یکے است
زملکیتش نیست چیزے بروں	کہ مالک بہر زیر و بالا یکے است
سمیع و علیم و بصیر و قدیر	خداوند دانا و بینا یکے است
برون است گو خلقتش از شمار	تعلق مگر جملہ ایا یکے است
ہمہ رابدرگاہ والاے او	یکے آرزوی و تمنا یکے است
یکے مطلب است و یکے مدعا	یکے ہست منشا یکے التجا

جتنے عرصے مین ملکہ بُرّان نے دعا کی آٹھ زنجیرین ابر سے پیدا ہوئین قریب ہی کہ جسم بہار وغیرہ مین لپٹ جائین بران نے جو ملک کے دعا کی تیر دعا ہدف مراد تک پہونچا ملکہ بُرّان ناچار ہوکر ٹھہر گئین ہر طرف زنجیرین زنجیرین معلوم ہوتی ہین سامنے ایک چھوٹا سا نخل تھا اُسکی شاخ سے ایک برق چمکی کہ آٹھون زنجیرین ٹکڑے ٹکڑے ہوگئین زمین پر جو گرین جسپر زنجیر پڑی اُسکا سر پھٹ گیا کئی سو جوان ان زنجیرون سے قتل ہوے لشکر مہرخ مین ہنگامہ ہوگیا فریاد و الغیاث کی صدا بلند ہوئی ہزار طرحسے زنجیرون کو روکا

زنجیرین ہو رہین کسیکا سر پھٹا کوئی زمین پر گرا پھڑک پھڑک کر تمام ہوا ملکہ مہرخ پریشان ہو گئین کر باغبان لڑتا ہوا قریب ملکہ مہرخ کے آیا کہا اے شہنشاہ و لشکر اسلام بران نے کیا کار نمایان کیا ہے ساحر زبردست کو مارا بڑے لطف سے سبکو چھڑایا لیکن اس بربین افراسیاب جادو ہے اگر لڑ بھڑ کر نکل چلیے تو بہتر ہے ورنہ کچھ آفت آیا چاہتی ہے چالیس سردار جو چھوٹ کر گئے صرف مین اور بہار و گلو رنہ مصروف جنگ ہین اور سب اپنی جان سے تنگ ہین دیکھیے سب حیرت مین کھڑے ہین مخمور ایسی ساحرہ لیکن آفت مین مبتلا ہے دیوانہ وار اشعار عاشقانہ پڑھتی پھرتی ہے ان سبکو اٹھا کر ہوا دار پر سوار کر لیجیے ملکہ مہرخ نے بڑھکر اپنے فرزند شکیل کو پکارا شکیل نے کچھ جواب نہ دیا مہرخ نے پکار کر کہا کہ اے فرزند اپنے ہوش و حواس درست کرو یہ کیا حال ہے جب ملکہ مہرخ نے بہت پکارا تب شکیل نے جواب دیا اے مادر مہربان مین آپ کو کیا جواب دون مین تو اس خیال مین ہون **نظم**

وہ ہنسے سنکے نالۂ بلبل کا	مجھے رونا ہے خندۂ گل کا
دھیان ہے غیر کے تحمل کا	ہوش دیکھا ترے تغافل کا
ہم کسی شانہ بین سے پوچھین گے	سبب آشفتگی کا کل کا
لاش کسکی ہے یہ عدو سے نہ پوچھ	مین ہون کشتہ ترے تجاہل کا
حال ساقی سے کیکے روتا ہون	کہ محرک ہے خندۂ قلقل کا
نکہت اس زلف کی صبا مین ہے	اڑ گیا رنگ بوے سنبل کا
جلوہ دکھلائے تا وہ پردہ نشین	مین نے دعوے کیا تحمل کا
نالۂ شب نے یہ ہوا باندھی	ہو گیا گل چراغ بلبل کا
حیلۂ بیخودی سے ہے مومن	توڑنا ہمکو شیشۂ مُل کا

ملکہ مہرخ کے منھ پیٹ لیا دفعتاً سے لہا شکیل ہوش مین نہین ہے خدا اسکو بچائے باغبان قدرت نے ایک گولہ جھولی سے نکالا اپنا خون ڈالا کہا مین تو افراسیاب پر وار کرتا ہون مہرخ ہان ہان کیا کہین مگر باغبان کب مانتا ہے گولہ اس ابر پر مارا بہا گولہ جاکر ہو بیٹھا اس سے جگہ رہا نہ لیکن ابر جلنے لگا کچھ شعلہ ہاے آتش نکلے یکایک

ایک دناٹا ہوا کہ زمین کانپ گئی چند نخل اُکھڑ کر گرے شامنین گشین ابر بیچ سے شق ہوا دیکھا
سب نے افراسیاب خانہ خراب ایک مرکب پر سوار سحر کر رہا ہے اب تو چہار جانب سے
افراسیاب پر گولے پڑنے لگے سرداردن نے برتین چمکائین ملکہ مہرخ نے گولے مارے
مگر افراسیاب پر تاثیر نہ ہوئی افراسیاب نے باغبان کو للکارا او نمکحرام اب میرے ہاتھ
سے بچکر کہان جائیگا ہائے کیا کرون جب تجیون مرلیا تب مجھکو خبر ہوئی ورنہ کسکی مجال تھی کہ جیون
پر ہاتھ اُٹھاتا اُسکی موت ہی آپہونچی تھی ان قیدیون کو چھڑا لیا مجا ما بدولت کو صدمہ پہونچا
پہلے بی بران کی فکر کرلون پھر تمھاری بھی تدبیر ہوگی ملکہ بران نے جو افراسیاب کو دیکھا
ہوش وحواس اُڑ گئے افراسیاب نے آواز دی او سلطان الحکما تیری نبض شناسی
کسدن کام آئیگی قارورہ ہی دیکھتا آتا ہے یا کچھ تشخیص مین بھی دخل ہے سب نے دیکھا کہ
صحرا سے کچھ تکتیان بوٹیان ٹوٹین وہ بوٹیان اُڑتی ہوئی قریب بران کے آئین بران
کھڑے کھڑے غائب ہوگئین افراسیاب نے زمین پر آتے آتے ایک گولہ لشکر اسلام پر مارا
گولہ جو پھٹا کئی سو کے سر اُڑ گئے یہ سردار شکیل وغیرہ جو جب کھڑے تھے آپنر افراسیاب
نے آواز دی اسے یہ جو مبہوت ہین اِنکو تو گرفتار کرلو ملازمان حیرت برائے گرفتاری
سرداران چلے تھے کہ پہلو سے نعرہ ہوا او نامرد غضب کیا کہ بران کو پکڑ لیا اُسکا خدا حافظ
ونگہبان ہے بس بہتر یہ ہے کہ پلٹ جا سب نے دیکھا افراسیاب جس مقام پر کھڑا ملبلا رہا تھا
جھونکا ہوا کا چلا کوکب روشنضمیر بصد جاہ و توقیر مقابلے مین افراسیاب کے آگیا اور
سرداران مہرخ کو اپنی پشت پر لیا زمین پر اُترتے اُترتے گولہ مارا دونون مین سحر ہونے
لگے سرداران اسلام الگ ہوگئے حیرت لشکر کو لیکر الگ ہوئی دونون کی جنگ مین شعلے
بھڑک رہے ہین تلوارین برس رہی ہین اکثر جو لوگ سامنے تھے وہ قتل ہوئے کوکب
تلوار پکڑ کر سامنے پہونچا کہا او نامرد ہمسے مقابلہ کر تب تجھکو مزا سحر کا ملیگا اُنیر سحر کرتا ہے
کہ جو اب تجھسے عاجز ہین افراسیاب نے ایک گولہ مارا کوکب نے گولے کو ہاتھ مین
روک لیا مگر ہاتھ مین آبلہ پڑگیا ضبط کرکے وہی گولہ پھینکا مارا افراسیاب نے گولے کو
کاٹا دو دو سحر اِن دونون مین چلے ہین کہ ہیوت سے آواز آئی ای فرزند کوکب تم ہٹ جاؤ مین

اس مغرور سے سمجھ لونگا سب نے دیکھا نور افشان جادو پسینے پسینے جست کرکے قریب
کوکب کے آیا کہا ای فرزند مین بران کے ساتھ تھا نوشا نوش وجیحون وہ ساحر تھے
کہ بھلا بران کو مانتے دربا مشایا قدم با قدم بُرآن کے ساتھ رہا قیدیون کو رہا کیا اب
افراسیاب نے جو نور افشان کو دیکھا تیغ کھینچکر چلا کہتا ہوا ای نور افشان تجے غضب
کیا جیحون و نوشا نوش کو مارا اس ہوشربا مین ایسے ایسے بہت پڑے ہین تم اب دمبدم
آسنے لگے تمھاری قضا میرے ہاتھ سے ہی بکتا ہوا چلا جا ہا نور افشان پر جا پڑون کبھی کہتا
ہی تم لوگ تو کیا ہو اگر سامری و جمشید زندہ ہوتے تو مین اُنسے نہ رکتا نور افشان نے کہا
او مغرور تیرے غرور نے طلسم ہوشربا کو برباد کرایا دماغ مین تیرے سودا ہی اب بھی بہ صلاح
سمجھاتا ہون کہ میرے سامنے سے ہٹ جا افراسیاب کب مانتا ہی چاہتا ہی نور افشان جادو
پہ جا پڑون کہ آسمان سے نعرہ ہوا او افراسیاب کیا کرتا ہی ارے یہ پُرانا جادوگر ہی ایسا نہو
کوئی فعل کر بیٹھے تو تیرا زوال دولت ہو منتہا سیان زمرد پوش یہ کہکے بڑے زور و شور سے
گری افراسیاب کی کمر مین پنجہ دیکر اُٹھا لیگئی لشکر اسلام کے ساتھ نور افشان و کوکب بھی
بلبلٹے حیرت اپنی بارگاہ مین گئی نور افشان و کوکب ساتھ ملکہ مہرخ کے بارگاہ مین آئے
نور افشان نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری آپ نے دیکھا افراسیاب جادو نے
ملکہ بہار کو گرفتار کرلیا ایسے مقام پر بھیجا ہی کہ خدا اسکی جان بچائے قصر کنگرہ شکن ہی
ایک ساحر زبردست وہانکا حاکم ہی اُسنے بُرآن کو قید کیا ہی وہی آنکر لیگیا خواجہ نے کہا اب
انشاء اللہ مین جا کر رہا کرونگا نور افشان نے کہا وہانتک رسائی دشوار ہی عمرو نے کہا
خدا راہبر ہی مین تو اپنے کو پہونچاؤنگا انشاء اللہ رہا کرکے بران لاؤنگا نور افشان نے
کہا خواجہ درمیان مین صحرا ے ظلمی ہی وہان گئے اور پھنسے اگر وہ خود کسی وجہ سے
نکل کے آئیگا تو البتہ رہائی ہوگی اگر وہ اپنے مقام پر رہا تو وہانتک رسائی دشوار ہی
خیر خدا مالک ہی عرصے صلاحین رہین لیکن کسی بات پر قیام نہ ہوا آخر کوکب اور
نور افشان رنجیدہ کبیدہ طرف طلسم نور افشان کے گئے یہان خواجہ عمرو کو تردد ہی
چالاک ستہ بھی کبھی مرتبہ کہا کہ اگر ہوسکے تو حیرت سے دریافت کرو کہ قصر کنگرہ شکن

تک کیونکر رسائی ہو چالاک بھی کئی مرتبہ گیا مگر حیرت سے بھی دل نہ معلوم ہوا لیکن افراسیاب
نے سرحدداروں کو نامے لکھے ہین کہ یارو صدہا سردار شریک مسلمانان ہوے اب لشکرکشی
کرکے آؤ جا بجا نامے پہونچے سرحدداروں نے اپنے مقام مقام سے کوچ کیے منزل بمنزل
آتے ہین ملکہ ناہید گوہرپوش بادشاہ قلعہ مروارید نگار ساتھ ہزار نازنینان مہ جبین کا
لشکر ہمراہ منزل بمنزل آتی ہین کہ گذر انکا صحرائے طلسم حیرت خیز مین ہوا ہر روز صبح کو
سوار ہوتی ہے پھر شام کو اسی مقام پر پہونچتی ہے متحیر دل اسکے پریشان ہوکر کہا کیون صاحبو
یہ کیا معرکہ ہے یہ منزل سخت ختم نہین ہوتی وزرا نے عرض کی یہ صحرا متعلق ہے قصر کنگرہ شکن
کے ایک نامہ اسکو تحریر فرمائیے کہ وہ راہ راست بتادے ملکہ نے اسیوقت ایک نامہ لکھا
کہ اے برادر بجان برابر صفدر تیغ زن قصر کنگرہ شکن ہم بھٹک رہے صحرا مین آکر پھنس گئے ہین
جلد اپنے کو پہونچاؤ یہ لکھکر ایک کنیز کو خوب سمجھا دیا کہ نامہ ہاتھ مین قصر کنگرہ شکن کے
دینا اور زبانی بھی کہنا کہ اگر آپ کو فرصت نہ ہو کسی ملازم کو بھیجیے وہ ہمکو آکر راہ راست
بتائے اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو ہم ایک عرضی شہنشاہ کو لکھین وہان سے کوئی راہبر آجائے گا
قصر کنگرہ شکن رات کو پڑا ہوا سو رہا تھا کہ عالم خواب مین ملکہ ناہید گوہرپوش کو دیکھا صبح کو
پریشان اٹھا سرداروں نے دیکھا کہ آج شہنشاہ بہت پریشان ہین قصر نے قاصر ہوکر ایک
ٹھنڈی سانس کھینچی کہا یارو کیا پوچھتے ہو کیا حال بیان کرون اتفاق ہوا کہ مین قصر پر
ملکہ ناہید کے گیا وہ بہت پیش آئین گھڑی دو گھڑی خیال رہا قصد ہوا شادی کا پیغام دون لیکن
پھر ارادہ نہ کیا شب سے عجب بیقراری ہے شغل آہ وزاری ہے شب بھر یہ کیفیت رہی نظم

ناسخ

رات کو مین نے مجھے یار نے سونے نہ دیا — رات بھر طالع بیدار نے سونے نہ دیا
خاک پر سنگ در یار نے سونے نہ دیا — دھوپ مین سایہ دیوار نے سونے نہ دیا
شام سے وصل کی شب آنکھ نہ جھپکی تا صبح — شادی دولت دیدار نے سونے نہ دیا
ایک شب بلبل بیتاب کے جاگے نہ نصیب — پہلوے گل مین کبھی خار نے سونے نہ دیا
جب لگی آنکھ کراہا یہ کہ بدخواب کیا — نیند بھر کر دل بیمار نے سونے نہ دیا
درد سر شام سے اس زلف کے سودے مین — صبح تک مجھکو شب تار نے سونے نہ دیا

رات بھر کین دل بیتاب نے باتین مجھسے ۔ رنج و محنت کے گرفتار نے سونے نہ دیا
سیل گریہ سے مرے نیند اُڑی مردم کی ۔ فکر بام و در و دیوار نے سونے نہ دیا
باغ عالم مین رہین خواب کی مشتاق آنکھین ۔ گرمی آتش گلزار نے سونے نہ دیا
سچ ہی غمخواری بیمار عذاب جان ہی ۔ تا دم مرگ دل زار نے سونے نہ دیا
تکیہ تک پہلو مین اُس گل نے نہ رکھا آتش ۔ غیر کو ساتھ بھی یار نے سونے نہ دیا

مصاحبون نے عرض کی غلام اس معمے کو نہ سمجھے قصر کنگرہ شکن نے کہا بدولت نے رات کو
ناہید گوہر پوش کو خواب مین دیکھا دل پر ہجوم غم و الم ہی عیش و راحت مین فرق دل
دریاے محبت مین غرق سب نے کہا حضور اسکا تردد کیا آپ بادشاہ صحراے طلسمی ہین کسی کی
حکومت و ثروت اُنسے بہت زیادہ ہی آج اس صحراے طلسمی مین وہ فخر آپ کو حاصل ہی
کہ اگر شہنشاہ بھی اس صحرا مین آئینگے جبتک آپ راستہ نہ بتائینگے تب تک راہ نہ ملیگی
یہ ذکر تھا کہ ایک چوبدار نے بڑھکر عرض کی در دولت پر ایک کنیز نامہ ملکہ ناہید گوہر پوش
کا لیکر آئی ہی خوش ہوکر کہا یارو میری آہ نارسا نے رسائی کی یقین ہی یہی لکھا ہوگا مین تجسے
شادی کرونگی لوگون نے کہا حضور آپ کے بھی تو حسن و جمال اور جاہ و جلال کا تمام طلسم مین شہرہ
ہی یقین ہی عاشق ہوئی ہون کہا ارے نامہ دار معشوق کو بلاؤ اسوقت کی خوشی کچھ بیان
نہین کر سکتا فرد قاصد رسید و نامہ رسید و خبر رسید ✣ در حیرتم کہ جان بکدامی کنم نثار ✣
عجب ساعت سعید ہی بلکہ روز عید ہی چوبدار نے جا کر کنیز کو بلایا کنیز نے آکر سلام کیا قصر تو
اسطرح بیقرار تھا کہ اُٹھ کھڑا ہوا کہا ای قاصد معشوق خوشخو دیکھون اس نامہ معشوق مین کیا
لکھا ہی کنیز حیران کہ یہ کیسی باتین کرتا ہی نامہ ہاتھ مین دیا قصر کنگرہ شکن نے نامہ پڑھا
بھائی صاحب کا لفظ دیکھکر بہت بگڑا کہا ای کنیز تو جا عرض کرنا کہ مین خود حاضر ہوتا ہون
صاحب نہ لکھا وارث نہ لکھا بھائی صاحب لکھ لکھا ہی مین آکے سمجھا دونگا کنیز کو تو خلعت
دیکر رخصت کیا بارہ ہزار جادوگرون کے افسر خانہ بدوش سے کہا کہ اپنی فوج تیار کرو
بدولت کل خود جائینگے مین انکو اپنے قصر مین لاونگا کہ میری دعوت قبول کیجیے
پھر یہان سمجھ لونگا صبح کو سوار ہوا خانہ بدوش سنگ گئے ہمراہ سواری کرتا ہوا چلا

قصر کنگرہ شکن نے بہت بھاری لباس پہنا یہان کنیز نے ،کر اوّل حال بیان کرکے کہا
طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ آپکا ذکر ہو رہا ہی تھا کہ مین نامہ لیکر پہونچی نامے کو آنکھون پر رکھا
سینے پر رکھا مگر ایک لفظ پر بہت بگڑے بھائی صاحب کیون لکھا ملکہ نے فرمایا وہ دیوانہ ہوا
ہی اسیوجہ سے میرے ماں باپ سے ملنے آئے تھے کہ اپنا مطلب نکلے دیوانہ ہو وحشی ہی
مجھے اُسکے نام سے نفرت ہی خیر جب تشریف لائینگے تب سمجھا جائیگا صبح کو دربارگاہ پر
بیٹھی ہین کہ لکۂ ابر سرخ و سیاہ آسمان پر نمایان ہوے ملکہ ناہید اُٹھکر بارگاہ مین آئین ابر
شق ہوا قصر کنگرہ شکن آکے اُترا دل خانہ بدوش کو بھیجا کہ جاکر ملکہ سے کہنا کہ خود
قصر کنگرہ شکن آپکی رہبری کو آیا ہی خانہ بدوش نے آکر سلام کیا بیان کر دیا کہ خود شہنشاہ
آئے ہین ملکہ نے کہا تشریف لائین خانۂ بے تکلف ہی اسیطرح تخت پر بیٹھی رہین استقبال
کو بھی نہ گئین قصر کنگرہ شکن اکڑتا ہوا اندر بارگاہ کے آیا ملکہ کو تخت پر دیکھا کہ معشوق
پری پیکر دونون عذار رشک شمس و قمر حسین مہ جبین ہونٹون پر مسی کی لگاوٹ یمن
دل ربائی ایسا بدحواس تھا کہ آتے ہی پایۂ تخت کو بوسہ دیا پہلوے تخت مین کرسی تھی
اُسپر آکے بیٹھا ملکہ نے ساقی بچے کو اشارہ کیا ساقی بچے نے لاکر جام دیا اُٹھکر سلام کرکے
پی گیا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا دماغ مین تو تعرض ہوا اپنے مقام سے اُٹھا
دست بستہ عرض کی مین امیدوار ہون کہ میری دعوت قبول فرمائیے ایک شب کے
واسطے تشریف لے چلیے ملکہ نے کہا صاحب تم اسقدر عجز کیون کرتے ہو تمھاری ہی
عملداری مین اُترے ہین ایک شب اور رہجائینگے مطلب صرف ہمارا اتنا تھا کہ ہم راہ
سے آگاہ نہ تھے اس صحراے طلسمی مین آکر پھنس گئے ہمکو راستہ بتادو ملکہ حیرت سے
بڑے مقابلے پڑے ہین شہنشاہ نے بتاکید لکھا تھا کہ آپنے کو جلد پہونچا دو ایک شب
سے زیادہ ہمکو تکلیف نہ دیجیے قصر کنگرہ شکن نے کہا مین آپکے ساتھ خود چلکر
راستہ بتادونگا ملکہ نے کہا تم چلو ہم بھی آتے ہین قصر خوشی خوشی اپنے مقام پر
آیا ایک باغ نہایت عمدہ آراستہ کیا یہان ملکہ ناہید گوہر پوش سوار ہوئین مقام پر
آکے قصر کنگرہ شکن کے پہونچین قصر نے کسی اعزاز و اکرام مین قصور نہ کیا براے

استقبال آیا اور اپنے ہمراہ لے چلا پاے انداز بچھاتا ہوا زر و جواہر لٹاتا ہوا لیکر باغ مین آیا ملکہ نے دیکھا باغ نہایت تکلف سے آراستہ گلہاے خوشبو چہار جانب سامان روشنی ہی آنے سے ملکہ کے باغ مین بہار تازہ آئی طفلان غنچہ چاہتے ہین باتین کرین زلف سنبل کا پیچ و تاب نرگس شہلا کو نگاہ ملانے مین حجاب قمریون کی صدا مین کوکو فاختۂ قلندر مشرب کے دلق خاکستری زیب جسم صداے حق سرہ باغ پر بہار عندلیبان خوشنوا کی پکار یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین بقول شاعر

نظم

گیسوئے مشکین رخ محبوب تک آنے لگے — چشمۂ خورشید مین بھی سانپ لہرانے لگے

دور کر ڈالی پسینے نے نقاب گلعذار — قطرۂ شبنم بھی دیوار چمن ڈھانے لگے

چال لیلی کی کنار جو جو وہ خوش قد چلا — بید مجنون کی طرح سے سرو تھرانے لگے

ظلم مردون پر کیا مشق خرام یار نے — ہر قدم پر کاسۂ سر ٹھوکرین کھانے لگے

کالی مسی کی دھڑی ہو گیا لکھوٹا پان کا — رنگ عاشق کے تمہارے لعل لب لانے لگے

آنکھ پھیری تونے جس سے دم فنا اسکا ہوا — مُردے کے آثار زندہ مین نظر آنے لگے

مشک کی بو سے نگہ کرکے بدماغی سی ہوئی — یاد زلف یار آئی سر کو ٹکرانے لگے

مر بھی جاؤن تو نہ آتش تیرے در پر آئے وہ گل — کام تمکین کو غرور حسن فرمانے لگے

ہر طرف تختے بچھے کنیزان گلعذار ماہ رخسار براے خدمتگزاری مقرر کی ہین ملکہ اپنی کنیزون سے فرماتی ہین اسقدر خاطر مدارات کا کیا باعث ہی ضرورت تو ہماری ہی یہ کیون اسقدر جھکا جاتا ہی کنیزین عرض کرتی ہین ہمارے ذہن مین اور کچھ آتا ہی عجب نگاہ سے آپکو دیکھ رہے ہین صاف ثابت ہی کہ آپ پر عاشق ہوے ملکہ ناہید نے اُس کنیز کو جھڑک دیا کہا کیا بیہودہ بکتی ہی اگر یہ خیال محال اُنکے دل مین ہی تو کیا کسیکو کسی خانگی سمجھے ہین دیوانے ہوے ہین یہ کیا بیہودہ خیال ہی یہ کہتی ہوئی اُٹھین وسط باغ مین جو چبوترہ ہی وہان تخت بچھا ہی اُسپر آکے بیٹھین مین ذنگل پرآکے قصر کنگرہ شکن بیٹھا ناچ سامنے ہونے لگا جام شراب کا گردش مین آیا بات کبھی زیادہ آچکی ہی قصر کنگرہ شکن نے جو ملکہ کو شگفتہ پایا اپنے مقام سے اُٹھ دست بستہ ہو کر عرض کی مین کچھ کہا چاہتا ہون ملکہ

نے کہا فرمائیے قصر کنگرہ شکن نے کہا یہ عنایت و مرحمت ہے آپ نے دعوت قبول کی نہایت
سرفراز ہوا امیدوار ہوں کہ غلام کو بہ شوہری قبول فرمائیے ملک و مال سب آپ کے
قدمون پر نثار کرون ملکہ کے تیوری پر بل پڑ گئے بقہر و غضب تمام جواب دیا کہ ای شخص کچھ دیوانہ ہو
گیا خانگی کسبی بنایا اسی واسطے آپ نے ہماری دعوت کی تھی دعوت مین آپکو عداوت
منظور ہوئی باپ شاہ کے ہم تم دونون خراج گزار ہین تمہارے صحرا کا راستہ بتانے سے
اسواسطے تمکو تکلیف دی تم اور کچھ سمجھے ہم شاہ کو نامہ لکھینگے آپ راستہ نہ بتائیے راہبری
کیسی گمراہی پر قدم مارا یہ کہکے کنیزون کی طرف دیکھا کہا جلد لشکر تیار کرو ہم اسیوقت کوچ
کرینگے قصر کنگرہ شکن قدمون پر گر پڑا کہا کہ میری گستاخی کو معاف فرمائیے مین ساتھ چلکر
راستہ بتادونگا ملازمون سے کہا خدمتگزاری کرو مین نے خوشامد کرکے ملکہ کو منع کیا ہے ملکہ
نے عرض کی اگر غلام سے ملال ہو تو مین صحبت سے اٹھ جاتا ہون کنیزونکو برائے خدمتگزاری
مقرر کیا آپ رنجیدہ کبیدہ خاطر بارہ دری مین آیا آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے بیٹھا ہے
مصاحبون سے کہا کہ ہائے کیون یارو کیا تدبیر کرون ملکہ نے جواب صاف دیا سب نے کہا آپنے
جلدی کی زبان سے کہدیا ایک دو دن مہمان رکھیے ساتھ چلیے راستہ بتائیے جب وہ چار
روز ساتھ رہیگا آہوے وحشی کا رام ہونا کیا دشوار ہے جب رسم بڑھیگا ضرور قبول
کریگی ملکہ یہان صحبت مین بیٹھی ہین جب زلف سیاہ شب کمر سے کھل چکی بآرام
فرمایا صبح کو کہا آپ چلکر ہمکو راستہ بتادیجیے قصر نے کہا آپ کے ساتھ چلونگا کہکے کمین
کنیزونکو ساتھ لیے ہوئے سر مین معروف ہین قصر کنگرہ شکن منزل جا کر ان کے ہمراہ
ہے قریب قصر کے پہونچین دروازے پر ایک کنی سو جادو گر بیٹھے ہین قفل مکان مین بند
ہے کراہنے کی آواز آتی ہے ملکہ نے پلٹ کر پوچھا کیون بادشاہ اس مکان مین کون ہے قصر
کو تو بات کرنے کی بہت خوشی ہوئی ہے دست بستہ عرض کی ملکہ یہان شمشیر زن دختر
کوکب صف شکن نے بڑا غضب کیا تیجون جادو کو مار دیا اسکا مثالیا شہنشاہ کو غصہ
آیا برآن او رفتہ کرکے غلام کے سپرد کیا ہے منظور شہنشاہ کو یہ ہے کہ یہ تڑپ تڑپ کر مر جائے
آب و دانہ بھی مین نے بند کیا ہے چاہتا ہون تڑپ تڑپ کر مر جائے ملکہ کو بڑا ملال ہوا کہا

ای قصر ذرا ہم بھی دیکھیں کس قیدی پر کیا آفت ہی قصر نے قفل کھولا دروازہ وا کیا ملکہ ناہید
کی نگاہ پڑی ایک نازنین آفتاب جمال ابرو رشک ہلال گل گل عارض مرجھائے ہوئے آنکھیں
نرگس شہلا تھیں یا نرگس بیمار ہو گئیں ہونٹوں پہ خشکی سر نگون غم سے کلیجہ خون کرتا ہی کہ زمین پر خراب
ہی مثل مرغ بسمل زمین پر تڑپ رہی ہی دو دن دو راتیں گذریں آب و دانہ بند نہایت دردمند
زبان زین سوزن ماران سیاہ جسم میں لپٹے ہوئے قفل بار آتشین دہن پہ بیقرار و مضطر قصر نے
کہا بس دیکھ چکیں باہر چلیے ملکہ نے چاہا تھا کلام کرون قصر نے کہا حضور اس دشمن سے
کلام کرنے کا حکم نہیں ہی اسنے دریائے خون ردان کو شایا گلی پریزادون کو توڑا جیحون
اسی ظالم کے ہاتھ سے مارا گیا دریا اسکا مٹایا تب شہنشاہ نے حکم دیا کہ اس ظالم کو ایسے
طور سے قید کرو کہ یہ تڑپ تڑپ کر مرجائے ملکہ ناہید کا دل ہلگیا آنکھوں میں آنسو بھرے
ہوئے باہر نکل آئیں قصر کنگرہ شکن کو کچھ جواب نہ دیا دل کے ٹکڑے ہوگئے باہر نکل
آئیں مگر نہایت رنجیدہ کبیدہ قصر نے ہاتھ باندھ کر عرض کی آج کی شب کو آپکو اور تکلیف
ہوگی کل غلام آپکے ساتھ چلے گا ملکہ اپنی بارگاہ میں آئیں چند مہ جبین پاس بیٹھی ہیں
مشتری زہرہ جبین وزیرزادی بھی موجود ہی ملکہ بے اختیار مشتری کے گلے میں ہاتھ ڈالکے
رونے لگیں مشتری نے کہا کیوں حضور خیر تو ہی اس بے حیا نے کل چلنے کا وعدہ کیا آپ
اس سے کچھ خوف نہ کیجیے کیا مجال کہ کسیطرح آپ کو ہاتھ لگا سکے کیا حضور کسی بات
مین اُس سے کم ہیں ملکہ کا رونا اور زیادہ ہوا کہا ای مشتری مجھے اس بات کا کچھ
خوف نہیں عجب طرحکا سحر گذرا میں اپنے کو نفرین کرتی ہون ای مشتری اصل یہ
ہی مجھسے کسیکی تکلیف نہیں دیکھی جاتی ملکہ بران شمشیرزن دختر کوکب روشن ضمیر بادشاہزادی
طلسم نورافشان اُسکی لونڈیون نے کبھی یہ رنج و ملال نہ دیکھے ہونگے کس مصیبت مین
اُسکو قید کیا ہی غضب سامری اُنکی جان پر ٹوٹے ایسے محبوب مطلوب پر آب و دانہ بند
کیا ہی خواہ افراسیاب سے یا گھٹے مین رات کے وقت بران کو چھڑالاؤنگی مشتری نے عرض
کی حضور بڑا فساد برپا ہوگا افراسیاب سے دشمنی ہوگی ملکہ ناہید نے کہا افراسیاب
خود پسند ظلم و بدعت کا بانی اول اپنے بادشاہ کو پکڑ لیا کیا اُنکی آہ اسپر نہ پڑے گی

جس دن سے تم لوگ چین کو قید کیا ہے اسدن سے آرام نہیں پایا بادشاہ سنگ روکا تو رد دکیس
والے سنگ کشی کرتے تھے کیا کیا ستم ٹوٹ پڑتے مسلمانوں نے ہمارا چراغ گل کردیا ہے کہ
اسد غازی اور انکا قید ہونا ہمارے حضور و بادشاہ غضبان سب ادھر شریک ہوے
افراسیاب نے کہا اگر لیا ہمارے تو مرتے ہیں حضور کے نام پر جان دیتے ہیں میرے
دشمن ہونگے تو کیا کرینگے خواہ سلطنت رہے یا جائے حال براں پر میرا کلیجہ پھٹا جاتا ہے
مشتری نے کہا واری ہم آپ کے ساتھ ہیں ملکہ ناہید نے تڑپ تڑپ کے دن کاٹا
جب شہنشاہ زرین پوش معہ جوش وخروش فوج شہنشاہ اس طرح سے شکست کھا کے بے اختیار
بھاگ نکلا شہنشاہ معہ اراکین دولت جبل تخت زمردی پر جلوہ فرما ہوا فوج انجم لے
صحراے فلک میں خیمہ بلند ہوا تب ملکہ قصر کنگرہ شکن نے چند کنیزوں کو بھیجا کہ
جاکر بخدمت عرض کرو جلسہ آراستہ ہو شراب لائے مگر نے جواب دیا جا کر حضرت سے کہدو
آج ہماری طبیعت سست ہے جس وقت طبیعت درست ہوگی شریک ہونگی قصر صحبت
آراستہ کرکے باغ میں بیٹھی ملکہ ناہید نے لباس سحر سے پیراستہ کیا مشتری ساتھ ہوئی
ملکہ وزیرزادی کو لیکر ایک گوشے میں گئیں دونوں پاؤں مار کر غرق زمین ہو زمین نقب
سحر کاٹتی ہوئی چین قید خانے میں آئیں تالا مکان سے باہر تھا جب دربان حاضر باش و
ناظر باش کی صدائیں بلند کرتے ہیں ناہید کی جو نگاہ پڑی ملکہ براں کو دیکھا تڑپتے ہیں
بیہوش ہوگئی ہیں معاف ثابت ہو کر شاہ سحری جمک رہی ناہید بہت روئی ملکہ براں
کے جسم میں جو ماران سیاہ لپٹے ہوے تھے انکو مار زمین سے دور کیا مشتری سے کہا
انکو گود میں اٹھاے ہوشیار نہیں ہیں باتیں مشتری سے کی واری کیا ہوش آے
تمہیں شبانہ روز نہیں آب ودانہ گذرے کیا ستم ہے اس ملعون قصر کنگرہ شکن کو ترس نہ آیا ہرچند کہ
افراسیاب نے حکم دیا تھا اس بیجا کو اسنے ذرا اکرام کا خیال نہ رہا مشتری نے گود میں ملکہ براں کو
اٹھایا اسیطرح نقب دیتی ہوئی اپنی بارگاہ میں آئیں سب کنیزوں کو رخصت کردیا ناہید نے سر براں کا
زانو پر رکھا مشتری دوڑ دوڑ کے کھانے پینے کی چیزیں لائی حلق میں پانی ٹپکانا شروع کیا
جب چند قطرات آب ٹپکائے اسپر بھی ملکہ براں کو ہوش نہ آیا ناہید رونے لگی کہا مشتری

سینے پر ہاتھ رکھو دیکھو آمد شد نفس باقی ہی یا دشمنوں کا دم نکل گیا مشتری نے پیشانی پر ہاتھ رکھا
سینے کو ٹٹولا کہا حضور جان تو باقی ہی مشتری نے تلوے سہلائے تب ملکہ بران کو ہوش آیا
آنکھ کھولکر سر اپنا زانو پہ ناہید کے پایا ایک وزیرزادی تلوے سہلا رہی ہی ملکہ بران
اٹھ بیٹھین فرمایا ای مونس و غمخوار تمکو ہمارے حال پر کیون رحم آیا اپنا نام بتاؤ ملکہ ناہید
نے کہا پہلے کچھ نوش فرمائیے پھر مین نام بھی بتاؤنگی ملکہ نے چند لقمے نوش کیے ناہید نے اپنا
نام و نسب بتایا یہ بھی کہدیا کہ قیصر کنگرہ شکن مجھپر عاشق ہوا ہی مین نے انکار کیا ہی آپ کے
حال زار کو دیکھکر میرے دلکو بیقراری ہوئی ملکہ بران نے کہا پھر یہان سے نکل چلو راستہ
ہم پیدا کر لینگے راہبر کامل راستہ بتائیگا مین قید خانہ سے نکل آئی صبح کو فساد برپا کرے گا
گھر پر اسکے مقابلہ ہونا بہتر نہین ناہید نے کہا بہتر مین آپکے ساتھ ہون مشتری سے کہا
رات ہی کو لشکر تیار کرو مشتری نے چپکے چپکے اپنی فوج کو آراستہ کیا ملکہ بران کو مخفی ساتھ
لیا گرد کنیزین بیچ مین بران و ناہید پوشیدہ تخت پر سوار ہوئین مشتری پہلو مین لشکر کو لیکر
نکل گئین صحراے طلسمی مین آکر ناہید نے عرض کی اسی صحرا مین ہم تین دن بھٹکے اور پھر کے
اسی مقام پر آگئے تھے ملکہ بران نے خرمہرہ وارید نکالا مثل مشعل اسکو روشن کیا راہ مین پھینکا
زمین سے ایک پتلا سنہرا پیدا ہوا اسنے اس مشعل کو ہاتھ مین لیا پکار کر آواز دی اسی کے پیچھے
سب وہ حسب چلے آئین سب اسکے پیچھے پیچھے چلے آتے ہین تین کوس تک وہ پتلا
آگے آگے آیا ایک نخل سے سامنے مین پکر آواز دی مبارک ہو کہ صحراے طلسمی طے ہوگیا
اب فقط ایک باقی ہی گذرنے دیکھیں کہ ستارۂ سحری چمک چکا پیش رو لشکر کو بڑھا دیا عقب
مین لشکر کے چلین دوپہر کو ایک صحراے سبزہ زار ملا اسمین لشکر کو اتارا صبح کو قیصر جو
اٹھا پہرہ والون نے خبر دی حضور ملکہ ناہید تشریف لیگئین یہ خبر سنتے ہی گھبرا گیا کہا یارو
یہ کیا غضب ہوا ملکہ کیونکر چلی گئین ہے ہے میری زندگی کیونکر ہوگی مین نے تو وعدہ کیا تھا
کہ مین ہمراہ چلونگا ہاے میرا کہا نہ مانا یہ کہکے پکار اٹھا نظم

یہ انفعال گذشتہ مین آب آب ہوا
دل اپنا خون جو بے ساقی و شراب ہوا

ز میرا کاسۂ سر کاسۂ حباب ہوا
ہواے سرو سے لیا کیا جگر کباب ہوا

شکارگاہ جہان مین عزیز تھا ہر دل　　بچا جو باز سے مین طعمۂ عقاب ہوا
بنایا جادۂ رہ مجھکو خاکساری نے　　پھرا جو مجھسے زمانے مین وہ خراب ہوا
کیا مدام مجھے اشک آتشین نے تر　　ہمیشہ میرے نہانے کو گرم آب ہوا
ملا نہ صورت دولاب غیر کوزہ آب　　ہزار چرخ چلے لاکھ انقلاب ہوا
دعاے وصل صنم ہائے دل شکستہ نہو　　نہ کر کرامت آتش کسے جواب ہوا

مصاحبوان نے عرض کی حضور اسقدر بیقرار نہ ہون جب صحراے طلسمی مین جاکر عشقیہ کی
آپ ہی سے مدد کی خواہان ہوگی۔ یہ ذکر تھا کہ کان مین رونے کی صدا آئی قیصر گنگرہ شکن نے
کہا ارے یہ کیا معرکہ ہو دیکھا خانہ بدوش نگہبان زندان خانے کا روتا پیٹتا سر پیٹتا آیا کہا
حضور بڑا غضب ہوا جسے صبح کو قید خانہ کھولا مجھے تھے کہ بُران سے انتقال کیا ہوگا اندر
جاکر دیکھا ان سیاہ مرے پڑے مین ہتھکڑیان بیڑیان کٹی ہوئی موجود ہین مگر بُران ندارد
یہ سنتے ہی قیصر گنگرہ شکن گھبرا گیا کہا یارو غضب ہوا شہنشاہ نے تاکید کی تھی کہ بُران کا دھیان
رکھنا یہ کیا غضب ہوا مین شاہ کو کیا جواب دونگا سب مصاحب آکر جمع ہوئے کہا حضور خیر تو ہے
کہا صاحبو مجھپر فلک ٹوٹ پڑا ناہید گوہر پوش کا دیا قیامت ہوا میری جان پر بنی تو دوسری
آفت یہ آئی کہ بُران قید خانے سے غائب ہوگئی لیکن صحراے طلسمی سے نکلنا دشوار ہوگا آخر کار
کیونکر آیا اسطرح سے لیا صحراے طلسمی سے کیونکر نکلا ہوگا اسی سوچ مین تھے کہ ایک مصاحب نے
عرض کی اس حال کی ایک عرضی شہنشاہ کو لکھیے کہ بُران قید خانے سے غائب ہوگئی اتنا
حضور تحریر کرین کہ کون لیگیا جو کوئی لے گیا ہوگا صحراے طلسمی مین مبتلا ہوگا لشکر کشی کرکے
چلیے اُس دزد باغی کو جلکر گھیر لیجیے اُسکا بھی سر کاٹ کے خدمت شاہ مین روانہ ہو قیصر نے کہا
میری عقل مین فقیر معشوق کا جدا ہونا بڑا غضب ہوا اُسیوقت ایک عرضی لکھکر خانہ بدوش
کو دی کہا ای برادر اسے کو خدمت شاہ مین پہنچا جواب باصواب لیکر جلد آؤ
خانہ بدوش عرضی لیکر چلا افراسیاب جادو داخل باغ سیب بزم نازنینان حسین
جمع مین کہ خانہ بدوش نے عرضی دی افراسیاب نے عرضی کو پڑھکر نہایت برہم ہوا تب جامری
اُٹھا کر دیکھی [illegible] قیصر گنگرہ شکن [illegible] ہوئے اُسکو محبت

مین قیدیونکو دکھا دیا اُسکا یہ انجام ہوا وہ قیدی کو نکال لیگئی اب صحرائے طلسمی سے بھی بہ آسانی
نکاسی ہوگئی بُرّان صاحب اختر مردا یدتھی اُسی زدمہ پہ نکل گئی لیکن فلان صحرائے سبزہ زار مین
لشکر اُسکا فروکش ہے یہ جواب لکھا افراسیاب نے واپس دیا خانہ بدوش جواب لیکر آیا
قصر کنگرہ شکن جواب دیکھکر گھبرا گیا خانہ بدوش نے اُسیوقت ساٹھ ہزار کا لشکر تیار کیا
قصر کنگرہ شکن اُسیوقت تلاش مین ملکہ ناہید کی چلا جہان ناہید مع بُرّان صحرا مین فروکش
ہین کردیکھا صحرائے گرداڑی قصر کنگرہ شکن گینڈے پر سوار پشت پہ ساٹھ ستر ہزار ساحران
غدار آکر اُترا ملکہ بُرّان بیمار ہوگئی ہین ملکہ ناہید باہر نکل آئی ہین قصر نے جو ملکہ ناہید
کو دیکھا کلیجہ دھڑکنے لگا خانہ بدوش کو حکم دیا ملکہ سے جاکر آداب و تسلیمات عرض کرو
کہنا کہ ای ملکۂ عالم شہنشاہ نے مجھکو خبر دی ہے کہ ملکہ بُرّان کو آپ لائین ہین آپکا تابعدار ہون
قیدی کو مجھے حوالے کر دیجیے اور مجھے سرفراز فرمائیے اگر اسکے خلاف کیجیے گا تو عالم
سے فساد ہوگا خانہ بدوش نے جاکر ناہید سے کہا ملکہ ناہید نے جواب دیا کہ ای
خانہ بدوش تم کہدینا کہ فساد کا تو ہمین ڈر نہین جسطرح تمھارے مزاج مین آوے ہم
حاضر ہین ہم قیدی کو تمھارے نہین لائے اور جو تمنے ہمسے کہا وہ سراسر تمکو سودائے خام
ہے کبھی ایسا خیال نکرنا یہ جواب جو قصر کنگرہ شکن کو پہونچا بڑا تردد ہوا کہ مین کیا کرون
معشوق سے لڑون ملکہ بُرّان نے فرمایا ای ناہید کہدو کہ بُرّان ہمارے پاس ہین دیکھو وہ
ہمارے ساتھ کیا کرسکتا ہے ناہید نے کہا جہانتک بنتا ہے وہانتک تو مین پردہ کرتی ہون
اور جب حال کھلجائیگا تو پھر سمجھا جائیگا یہان قصر کنگرہ شکن کا عیار صیقل صبا رو اُس سے
کہا کہ ای صیقل ذرا تحقیق مین تو جاکر دریافت کرو کہ بُرّان ناہید کے ساتھ ہین یا نہین صیقل
چلا صورت بدل کے لشکر مین ملکہ ناہید کے داخل ہوا اس فکر مین تھا کہ مین اپنے کو بارگاہ
مین پہونچاؤن قضائے کار خواجہ عمرو و برق بھی ساتھ ہی بالا دوی کو نکلے مسافر کی
تلاش مین ہین کہ کوئی مسافر ملے تو اُسکی گردن لین دم نکل آئے کوئی مسافر نہ ملا کہ اُسکو
لوٹتے ایک مقام پر خواجہ کو غصہ آیا کہا ابے تیری وجہ سے بُھنی نہ ہوئی جواب دیکر برق کو
بیہوش کیا اُسکو زنبیل مین رکھ لیا تلاش مین مسافر کی چلے ایک پہاڑ پر چڑھ گئے دیکھا ایک

لشکر نخلستان مین اُترا ہوا ہو اور ایک لشکر صحرائے سبزہ زار مین حیران ہوئے کہ یہ کسکے لشکر ہین
ایک ساحر کی شکل بنکر پہاڑ سے اُترے طرف لشکر کے چلے یہان صیقل پھرتا ہوا قریب
بارگاہ ملکہ ناہید آیا ایک کنیز کو فقرہ دیکر الگ بلایا اُسکو بیہوش کیا کنیز کی شکل بنکر
بارگاہ مین آیا دیکھا ملکہ بُران شمشیر زن مسند پہ بیٹھی ہین مگر بخیف و زار چہرہ اُترا ہوا رنگ زرد
متغیر ناہید تشفی کر رہی ہو حضور بڑی خلش کی جو یہان تشریف اب سے ملک مین پہونچ
جاتے مطمئن ہوتے دیکھیے اب اس سے کیا گذرے ملکہ بُران فرماتی ہین ای ناہید
مین عدالت سے مجبور و ناچار ہوں ورنہ تجھے کہدیتی کہ طبل جنگی بجوا دو خدا چاہتا تو
اس مردود بیحیا کو بھاگنے کی تجہد نہ ملتی ملکہ ناہید فرماتی ہین مین نے ابھی تک اُس سے
سخت کلمی نہین کی آپ کی مرضی ہو تو ملوا بھیجون روبرو اُسکو سمجھاؤن کہ حقیقت مین
ہم بُران کو لائے مگر اب تم معاف کرو اگر اُسنے مان لیا تو فبہا اور نہ مانا تو مقابلہ ہوگا
جو سامری وجمشید نے چاہا ویسا ہی ہوگا ملکہ بُران نے کہا کیون ای ناہید مقدم افسوس
ہو کئی دن تک آج ہماری صحبت مین ہو تب ابتک سامری وجمشید ہی کا نام لیتی ہو بھو
سامری وجمشید مثل ہمارے تمھارے ساحر تھے اُن پر لعنت کرو خدائے برحق کا مذہب
اختیار کرو ناہید نے کانپ کر کہا مین نے آپکا مذہب بھی اختیار کیا اُسیوقت مطیع اسلام ہوئی
صیقل نے یہ سب معاملہ اپنی آنکھون سے دیکھا غصے مین نکلا کہ جاکر شاہ سے اطلاع کرون
وہ انکو سبکو قتل کرین بی ناہید کو دیکھو کیا ہو گیا اطاعت دین اسلام بھی کر لی یہ سوچتا ہوا لبجاتا
ہو لشکر سے ملکہ ناہید کے نکلا اُدھر سے خواجہ آتے تھے آواز زنگ کی سنکر زرغہ نخلستان مین
پیچھے دیکھا عیار باتہائے عیاری سے آراستہ جست و خیز کرتا ہوا آتا ہو خواجہ حیران کہ یہ
کون ہو کہان جاتا ہو لیکن طریقے سے معلوم ہوا کافر ہو خواجہ نے راہ مین حلقہ ہائے کمند
بچھا دیے صیقل جست و خیز کرتا ہوا اُس مقام پر آیا حلقۂ ہائے کمند مین پھونکا خواجہ
نے شیر کی آواز دی یہ لڑکا کمند کو جھٹکا ہا صیقل گرا صیقل کو خواجہ نے اُٹھکر حباب مارا
بیہوش کیا یہ تو دیکھا کیا کہ ساحر نہیں ہو تو نارے آکر اُسکو درخت سے باندھا ہوشیار کیا بصورت اصلی
کوڑا لیکر کھڑے ہوئے صیقل کی جو آنکھ کھلی اپنے کو اس حال پُر ملال مین پایا خواجہ نے کہا

بتلا تو کون ہو چلے تو اسنے غلط بتلایا خواجہ نے ایک دو کوڑے مارے بلک گیا سب
صاف صاف بتا دیا یہ بھی کہا کہ بران کو دیکھکر آیا ہون اپنے شاہ سے اطلاع کرنے
جاتا تھا یہان گرفتار ہوا آپ اپنے نام نامی سے آگاہ فرمایئے خواجہ نے اسکو بیہوش کرکے
زنبیل مین ڈالا برق کو زنبیل سے نکالا حال ملاقات بران سنکر بڑا متعجب ہوا برق سے
حال بیان کیا کہا اے فرزند ایک گوینے کے لڑکے کی شکل بنو مین گویا بنتا ہون بارگاہ ملکہ
ناہید مین چلنا منظور ہے برق نے خواجہ کے ہاتھ چوم لیے کہا استاد زنبیل مین جاکر بڑی
مصیبت اٹھائی جا بجا مارا مارا پھرتا تھا کہین ٹھہرنے کی جگہ نہ ملتی تھی تب ثابت
ہوا کہ یہی برق فرنگی ہوش بزرگون نے دعوتین مین حال ہوشربا بیان کیا ہے سب
کیفیتین بیان کین کوئی آفت دیتا تھا کہتے تھے کل حال ہوشربا بیان آپ نے بلایا
مجھکو آنا پڑا برق جب کل کیفیت کہہ چکا عمرو نے کہا بیٹا دربار مین قیصر کے چلنا منظور ہے
برق رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک لڑکے کی شکل بنا خواجہ ایک نوجوان گوینے
کی شکل بنے برق سے صاف کہا درمیان قصر کنگرہ شکن کی گردن مین برق نے کہا
وہین چلے برق دائرہ بجاتا ہوا خواجہ کے گلے مین ڈھول گردن سے باندھتے ہوئے
تانین مارتے ہوئے چلے جس راہ مین سنا بیقرار ہوگیا لشکر قیصر مین آئے بازار مین
بیٹھکر گانے لگے تمام بازار کے لوگ جمع ہوگئے پاس چوبدار نے جاکر قیصر کنگرہ شکن
سے کہا حضور آج دو گوئیے آپ کے لشکر مین آئے ہین کیا غضب کے گانے والے
ہین تمام بازار کو تسخیر کرلیا سب لوگ تماشے مین ہین توقیر کی صحبت کے رونق مین قیصر نے کہا
بلالو چوبدار نے آکر برق و خواجہ سے کہا خواجہ نے کہا میان مرتبے صاحب ہم
بازار کے رہنے والے ہین بادشاہی درباروں مین ہمارا کیا کام ہے مرتبے نے کہا آپکو
سرکار نے بلایا ہے خواجہ و برق چوبدار کے ساتھ چلے جا کر دیکھا ایک تخت پر قیصر بیٹھا ہے
گرد و صاحب رفیق و شفیق خواجہ نے آکر سلام کیا اور دعائین دین یاد مین ملکہ
ناہید کی قیصر حیران بیٹھا تھا کہا میان گوئیے صاحب کچھ گاؤ خواجہ نے برق کو
اشارہ کیا خواجہ نے گائیکی درست کی برق نے گانے کے بعد غزل شروع کی مطلع

صحرائے مغیلاں کا اگر مرحلہ آیا / پھولی ہوئی قسمت کو لیے آبلہ آیا
استادہ کو باندھے ہوئے راہ میں ہیں ہم / لوٹا اسے یوسف کا اگر قافلہ آیا
سودا ہی رہا گیسوے پیچاں کا تمہارے / شانہ کی طرح ہاتھ نہ یہ سلسلہ آیا
یاقوتی لب کی تری اللہ ری تفریح / پیری میں جوانی کا مجھے ولولہ آیا
ہر چند کرے ظلم و ستم جور و جفا یار / دانتوں ہی سے کاٹا جو زباں پر گلہ آیا
اکدم نہ جدا ہوتے تھے یا پہروں ہوتا / کیا اسکا سبب ہے کہ جو یہ فاصلہ آیا
بے آہ کیے جان نہیں بچتی اب اے دل / بیتابی سے ہے تنگ مرا حوصلہ آیا
تھا شوق زبس منزل مقصود کا آتش / طے اسکو کیا سامنے جو مرحلہ آیا

اس رنگ میں یہ غزل گائی کہ قصر کنگرہ شکن جوش کھاے ہوئے ہے دیر تک رویا کیا کہا میاں
گویے تم صاحب حقیقت میں تم اپنا مثل نہیں رکھتے مگر کیا کہیں ایسے سرکش سے سامنا پڑا ہے کہ
راتوں کی نیند اڑ گئی لطف زندگی جاتا رہا کسی صورت سے چین نہیں ملتا عمرو نے کہا وہ
کون ہے کہ جو آپ ایسے کو قبول نہیں کرتا رو رو کر سب حال اسنے بیان کیا خواجہ نے کہا
اسنے یہاں دعوت میں بلائیے ہمیں فقط دکھا دیجیے اسیوقت راضی کر دینگے یہ تو خاص
ہمارا کام اسی میں ہمارا نام ہے مجکو لوگ دل ملاؤ کہتے ہیں مجھے وہاں لیچلیے میں اسیوقت
راضی کر دونگا بیتاب تو ہو ہی رہا تھا ملکہ ناہید کو ایک نامہ لکھا کہ اے شہنشاہ خوبی داکی
سرو باغ محبوبی دو گویے ایسے نایاب میرے پاس آئے ہیں کہ میری کبھی نگاہ سے نگذرے
تھے اگر حکم ہو تو انکو لیکر خدمت میں آؤں حضور سنینگی تو بہت خوش ہونگی یا تو مجکو سرفراز فرمایئے
یا مجکو اپنی صحبت میں بلایئے یہ نامہ جو پاس ناہید کے پہونچا ملکہ نے سب سے صلاح کی سب نے
کہا آپکا جانا تو مناسب نہیں مگر یہاں بلا لیجیے ملکہ بران کو مخفی کیجیے اور ملکہ بُرآن اسقدر بیمار ہیں
کہ آٹھ پہر پلنگ پر پڑی رہتی ہیں جواب میں لکھا کہ اے قصر کنگرہ شکن تمہیں آؤ دیکھو جی لگے ہماری
صحبت میں ملکہ بُرآن نہیں ہیں قصر یہ جواب نامہ سنکر بہت خوش ہو گیا دونوں گویوں کو ساتھ
لیا دو مصاحب خدمتگار بھی ہمراہ لیے یہاں ملکہ ناہید نے جلسہ آراستہ کیا بُرآن کو ایک
خیمہ میں [illegible] خدمتگاری [illegible] استقبال کیا بارگاہ میں

لاکر بٹھایا قصر کنگرہ شکن چہار جانب دیکھتا ہو کہیں بُرآن کا نشان نہیں ملتا حیران ہو کہ شہنشاہ نے مجھکو کیا سمجھ کے بلکا خواجہ کی نگاہ جمال جہان آرا ے ناہید پر پڑی کلیجہ تھام لیا برق فرنگی کی نگاہ مشتری زہرہ جبین وزیرزادی پر پڑی بیقرار ہو گیا قصر کنگرہ شکن نے کہا ای ملکہ عالم شہنشاہ افراسیاب ہمہ دان ہمہ گیر ہین اُنھون نے مجھے لکھکر بھیجا کہ ناہید بُرآن کو چھڑا کے لیگئین ناہید نے کہا آپ صاحب ملک و مال مین اپنی عقل سے سمجھے مجھے بُرآن کیا واسطہ قصر کنگرہ شکن نے عرض کی مین تو اسوقت گویّونکو لیکر حاضر ہوا ہون حضور اِنکا اِسوقت گانا سُنین خواجہ نے ڈھول کے تکڑے باندھے برق نے دائرے کو چھیڑا اور گنگنا کر یہ اشعار شروع کیے

نظم

آشنا گوش سے اُس گل کے سخن ہی کسکا	کچھ زبان سے کہے کوئی یہ دہن ہی کسکا
پیشتر حشر سے ہوتی ہی قیامت برپا	جو چلن چلتے مین خوش قد یہ چلن ہی کسکا
دست قدرت نے بنایا ہی تجھے ای محبوب	ایسا ڈھالا ہوا سانچے مین بدن ہی کسکا
کسطرح تجھے زنا نگین بتین الفان کرو	بوسہ لینے کا سزاوار دہن ہی کسکا
شادی مرگ سے بھولا مین سمانا نہین	گور کہتے ہین کسے نام کفن ہی کسکا
دہن تنگ ہی موہوم یقین ہی کسکو	کمر یار ہی معدوم یہ ظن ہی کسکا
باغ عالم کا ہر اک گل ہی خدا کی قدرت	باغبان کون ہی اُسکا چمن ہی کسکا
سرو سا قد ہی نہین مد نظر کا میرے	گل سا رخ کسکا ہی غنچہ سا دہن ہی کسکا
یار کو مجھسے محبت تو نہین ای آتش	خط مین القاب یہ پیر شفق من ہی کسکا

اِن اشعار کو سنکر ملکہ ناہید بیقرار ہو گئین مشتری دمبدم لڑکے ہی کو دیکھتی ہین فرماتی ہین حضور ملاحظہ فرمائین اس لڑکے کا عضو عضو پھڑکتا ہی بولی بولی بے چین ہی کمبخت کسقدر کا یہ خوش آواز ہی بات بات مین اسکی سوز و گداز ہی ملکہ ناہید نے کہا ای قصر کنگرہ شکن اگر تمھارے نزدیک مناسب ہو تو ان دونون کو آج اسی مقام پر چھوڑ جاؤ ہم تنہائی مین گانا سُنینگے قصر نے گویّے کو پاس بُلایا کہا لو اب تو ملکہ تسخیر ہو گئین بعد ہمارے جانے کے ذکر کرنا گویّے نے کہا حضور خود لیکر ملکہ کو آپ کے پاس آؤنگا پستے ہو تو ہونگا اُتار کے دیا کہ بہت راضی کرونگا

عمرو نے کہا میں تمکو خورسند کرونگا قصر کنگرہ شکن خواجہ عمرو و برق کو چھوڑ کر اپنی طرف اپنی بارگاہ کے آیا جیسے ہی بارگاہ میں آکر بیٹھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا ایک طائر اُڑا ہوا آیا آتے ہی کاندھے پر قصر کنگرہ شکن کے بیٹھ گیا گلے میں دیکھا ایک نامہ پڑا ہے نامے کو کھول لیا سرنامہ پر مہر افراسیاب پائی قصر نے نامہ کھولکر پڑھا بہ قہر و غضب لکھا تھا کہ او بیوقوف شاہان سابق حماقت زدہ تھے کہ تجھ ایسے کو صحراے طلسمی کا بادشاہ کیا تیرے عیار صیقل کو عمرو نے گرفتار کر لیا ملکہ بُران بارگاہ ناہید میں موجود ہیں تجھکو آگاہ کرتا ہوں کہ بُران آج کل بیمار ہیں سحر و ساحری سے مجبور و ناچار ہیں یہ دونوں گوئیے جو تیرے یہاں آئے تھے عمرو و برق ہیں اب کہ بُران کی مضبوط ہو گئی لیکن جس مقام پر تو فروکش ہے اُسکے پہلو میں قلعہ ہے قلعۂ قطرہ خیز اُسکا نام ہے بادشاہ وہانکا باران خونریز ہے باران کو بلوا کر رات ہی کو شبخون مارجہانتک ہوسکے عمرو و برق کو پکڑ لینا دونوں کو گرفتار کرکے مابدولت کے پاس روانہ کر بُران کا اختیار تجھکو دیا چاہے قتل کر خواہ لیجا کر قید کر مگر آب و دانہ بند کرنا کہ بھڑک بھڑک کر جان دے مگر خبردار خبردار اِس تحریر میں تامل نہ کرنا اور ناہید پر جو عاشق ہوا ہے وہ ہرگز تجھکو قبول نہ کریگی تیرے نام سے بیزار ہے اب عمرو اُسکو لشکر اسلام میں لیجاے گا مضمون نامے کا پڑھکر قصر نے اُسیوقت باران خونریز کو نامہ لکھا دو پہر سے شب نہ گذرنے پائی تھی کہ باران فوراً آکر اترا بارہ ہزار ساحروں سے آیا ہے قصر نے جاکر استقبال کیا سب کیفیت بیان کی باران نے کہا چلیے جاتے ہی لشکر پر برس پڑونگا دونوں بادشاہ تو اُسیوقت تیار ہوے یہاں بعد جانے قصر کے بُران جو صحبت میں آئیں ناہید نے سب حال بیان کیا کہا قصر دو گوئیے چھوڑ گیا ہے ملکہ بُران نے کہا بلاؤ تو خواجہ و برق آئے بُران نے دیکھتے ہی دونوں کو پہچانا اُٹھکر خواجہ کے گلے میں ہاتھ ڈالدیے کہا لو ملکہ ناہید مبارک ہو ہمارے مددگار مونس و غمخوار خواجہ عمرو آگئے خواجہ نے چلیے سے ملکہ بُران سے کہا ناہید نہایت حسین ہے بُران نے کہا حاضر ہیں اِسکو مطیع اسلام کر چکی برق بھی ملکہ بُران کے قدموں سے لپٹ گیا کان میں کہا حضور کی مشتری زہرہ جبین پر غلام کی جان جاتی ہے تمو

تعریف فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ یہ آرزو بھی پوری ہوگی یہاں تو سب بغل مگر جیسے خواجہ ناہید

سے کے سامنے گا رہے ہیں رنگ اپنا ناہید پر جا رہے ہیں لیکن خواجہ دیکھتے ہیں کہ ان کا عجب حال ہو علالت سے پریشان خواجہ کو بڑا تردد ہو ملکہ ناہید کہتی ہیں قصر کنگرہ شکن ساحر زبردست ہو خواجہ نے کہا میں جاکر لاتا ہوں یہ کہکر خواجہ نے بانہاے عیاری جسم پر آراستہ کیے یہ کہکر نکلے کہ میں قصر کو گرفتار کرکے لاتا ہوں خواجہ لشکر سے نکلے تھے چند قدم چلے ہیں کہ دیکھا چہار جانب سے ساحر جلوہ کیے آتے ہیں اسباب سحر ہاتھ میں خواجہ نے آواز سنی کل کی آڑ پکڑکے دیکھا کہ قصر کنگرہ شکن اسباب سحر ہاتھ میں گینڈے کو بڑھاے ہوئے آتا ہو دوسری طرف سے ایک اور ساحر سیہ فام بڑے تن و توش کا کہتا ہوا ای برادر نہ گھبرا دیکھی میں نے سُنا کہ تم ناہید پر عاشق ہو میں تمہیں گرفتار کر دونگا اِس کلام کو سُنکر قصر رونے لگا کہا بھائی اگر میں ایسا سوچتا اُسکو گرفتار کرلیتا مگر سحر میں طاق شہرۂ آفاق حقیقت تو یہ ہو ایسی حسین ہو کہ فلک نے بہ این پیرانہ سالی ایسا معشوق نوجوان نہ دیکھا ہوگا نظم

دکھلائینگے کیا یار کا شمس و قمر انداز	ایجاد نئے ہوتے ہیں شام و سحر انداز
موسیٰ کو غش آجائیگا جلوے سے تمہارے	دم دوگے مسیحا کو اگر ہو یہی انداز
دیوانہ ہوا جسنے رخ یار کو دیکھا	رکھتا ہو پری کا بھی جمال بشر انداز
دل صید کہ عشق ہیں کب سے ہو نشانہ	للہ اڑا دے اِسے کوئی قدر انداز
پابوس کو ہر روز گیا یار کے گھر میں	جھکا کیے سر کو پس دیوار و در انداز
منھ پھیر نہ بیٹے کے طلبگار سے ظالم	دل توڑکے کعبے کو ڈھا خانہ برانداز
دکھلائی ہو زانو کی صفا یار نے جسے	موتی مری آنکھوں کے کیے ہیں نظر انداز
جانبر کوئی ہو دیگا نہ دل تم سے لگا کر	جو ناز ہو آفت ہو قیامت ہو ہر انداز
واپس دل احباب کو لیلے کے ہو کرتے	یہ غمزہ نیا ہو یہ نہ تھا بیشتر انداز
گل سُننے کو نالے ہمہ تن گوش میں آتش	بلبل نے اُڑایا ہو تمہارا مگر انداز

یاران خونریز نے کہا بھائی اسقدر بد حواس ہوا پنے کو سنبھالو یہ بھی تمہاری زبانی معلوم ہوا کہ اُسکو تم سے نفرت ہو تمکو یہ محبت ہو قصر کنگرہ شکن نے کہا بھائی اسکو لڑائی کا سامنا ہو جب انسے بہت اُمنگی سمجھ بوجھ خواجہ یہ عدد دیکھکر بھاگے یہاں ناہید و مشتری دربرابر جب

رہی ہین کہ خواجہ گھبراے ہوے آے کہا ملکہ ناہید غضب ہوا کوئی جادوگر باران خونریز ہی
قصر اسکو اپنے ہمراہ لیکر براے شبخون آتا ہی ملکہ بران گھبرا گئین کہا خواجہ مجھ مین سحر لڑنے کی
طاقت نہین ناہید نے کہا حضور نہ گھبرائین کنیز سینہ سپر ہوگی برق تڑپ کر ایک جانب ہو گا خواجہ
کنارے ہوے گلیم اوڑھلی ناہید و مشتری خیمے سے نکلین نکلتے ہی قرنا کرائی جب تک لشکر کو
تیار کرین باران و قصر کنگرہ شکن لشکر پر آپڑے ایک ایک ساحر پر ملکہ ناہید کے دشمنوں نے
قبضہ کیا ہی تھوڑے ہی عرصے مین کئی ہزار ساحر مارے گئے ملکہ ناہید تڑپ تڑپ کے گرنے لگین
جسپر سحر کیا اسکے دو ٹکڑے کیے کبھی برق بنکے گرین تڑپ کر نکل گئین خانہ بدوش سامنے
سے آتا تھا ملکہ ناہید کو جو سحر کرتے دیکھا للکارا کہ ای ناہید بدسعد سرکشی نکرو جسدن کہ
افراسیاب ارادہ کریگا ملک کے ملک ویران ہو جاینگے یہ کہکے گولا مارا ملکہ نے گولے کو
کاٹ کر آواز دی کہ تیری بھی یہ مجال ہی کہ ہمارے مقابلے مین آیا یہ کہکے کان سے بالی اتاری
اسکے مروارید بے بہا پھینک مارے وہ موتی جا کر بیٹھے کچھ قطرات آب سر پر خانہ بدوش
کے گرے موتیونکی آبرو گری چند پھول برسے خانہ بدوش جھومتا آنکھین سرخ ہوئین رنگ
چہرے کا متغیر ہوا پکار اٹھا ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی میری جان جاتی ہی سرفراز فرمائیے
مین غلام ہون ملکہ ناہید نے کہا نام تمھارا خانہ بدوش ہی ابھی تمھین سحر و ساحری کا ہوش ہی
بات کا سمجھکر جواب دو خانہ بدوش پکار اٹھا مین کیا حکم سے باہر ہون راز عشق سے آگاہ ہون

سانپ کا زہر وہ گیسو مین نگلنے والے — آہو چشم چھلاوے کو ہین چھلنے والے
کشتہ ہم بھی تری نیرنگی کے ہین یا دہر — اور زمانے کیطرح رنگ بدلنے والے
کشش عشق مین بارے اثر اتنا تو ہوا — پھر کھڑے ہوتے ہین منھ پھیر کے جانے والے
حسن نے روشنی خورشید کی پیدا کی ہی — شب کو باہر نہین وہ گھر سے نکلنے والے
آئینہ رکھکے کیا ہی جو کبھی تو نے بناؤ — خاک مین ملگئے ہین دیکھ کے جلنے والے
پاؤن تک لیکے بھی پہونچے نہین اے مایۂ ناز — کف افسوس ہی ہاتھ ہین ملنے والے
گوش زد ہو تو کہین کوس سفر کی آواز — چل کھڑے ہونگے کمر باندھکے چلنے والے
ہی سوزش بھی گرمی ہی اگر نالون کی — صورت موم ہین فولاد پگھلنے والے

ہوئین جلد کچھ تدبیر کیجیے ایسا نہ ہو دشمنون پر بھی زوال آجائے ملکہ بُرّان اپنے مقام سے اُٹھین
لیکن ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہے پا بالکل جواب دیتا ہے بمشکل باہر نکلین دیکھا فوج کفار کا بلوہ ہے
بلوہ ہو اہل اسلام بہت رکگئے بُرّان کو دیکھکر رُکے ورنہ بھاگ جانا چاہتے تھے بُرّان نے جو
قصر کنگرہ شکن کو آتے ہوئے دیکھا سحر کیا قصر نے اشارون مین دفع کردیا دو چار سحر جو
آپس مین چلے قصر دیاران نے مٹھیان خاک کی زمین سے اُٹھائین طرف بُرّان کے پھینکین
غبار زرد بلند ہوا اُس غبار مین ملکہ بُرّان بگھر گئین ہر چند چاہا کہ غبار سے نکلون نہ نکل سکین
زبان مین لکنت ہاتھ پاؤن بے طاقت لڑکھڑا کر گرین ملکہ بُرّان بیہوش ہوئین دونون نے
بڑھکر گرفتار کرلیا اب تو فوج والے بھاگے دو ہزار آدمی گرفتار ہوئے خیمے لوٹ لیے بارگاہون
مین آگ لگا دی لوٹ مار کرکے وہین بارگاہ مین استادگی مین اُتر پڑے لیکن قصر اپنا بیدار
تھا حکم کیا ناہید کو بلاؤ ملازم ناہید کو لائے جیسے باران نے جمال جہان آرائے ملکہ ناہید
کو دیکھا بیتاب ہوگیا کہا جانی قصر کنگرہ شکن ہین جنہون نے آکر لڑائی کو فتح کیا ورنہ بڑی خرابی
ہوتی بُرّان کو یہ گرفتار کرسکتے بڑی ساحرہ زبردست ہے ناہید کو مین دو مشتری کے تم خریدار ہو
تھا ایسا احسان ہوگا مشتری کیا ناہید سے کم ہے ہماری طبیعت اسی پر آئی ہے قصر نے کہا
بس خاموش رہو مین نے اسی کے جوش محبت مین سب کام کیا ناہید میری معشوقہ ہے مشتری کو
تم لے لو مین اپنی معشوقہ پر قبضہ کرون ملکہ ناہید دونون کی باتین سن رہی ہین پھر قصر نے
کہا جس سے معشوق راضی ہو باران نے ہاتھ باندھکر کہا کیون ملکۂ عالم آپ نے تو مجھے
پسند کیا ہوگا مین عمر مین بھی اس سے کم ہون سحر و ساحری مین بھی میرا شہرہ ہے اگر مین
نہ آتا تو یہ لڑائی فتح نہ ہوتی ملک بھی میرا وسیع مرتبہ رفیع باران تو یہ باتین کررہا ہے
کنیزین غلام سپہ سالار سب جمع ہین ایک کنیز نے ملکہ سے اشارہ کرکے کہا آپ یہ جواب
دیجیے کہ آپس مین لڑو جو سحر مین غالب آئیگا وہی ہمارا شوہر ہے ملکہ نے کہا اے باران مجھے
توجہ تمہاری ہی جانب ہے لیکن قصر کنگرہ شکن سے مقابلہ کرو جو سحر مین غالب آئے ہین
اُنکے ساتھ شادی کرون باران طرف قصر کے چلا کہا تجھے معشوق نے کیا کہا مین آپ
ایسون کو دیوانہ جانتا ہون اگر اپنی جان بری چاہتے ہو اس معشوق کا نام نہ لینا ورنہ مارے

تلوارون کے ٹکڑے اڑا دونگا قصر نے کہا ارے دیوانے تجھ ایسے مین نے بہت سے
تعلیم کر ڈالے تیری کیا حقیقت ہے باران وقصر مین سرو رہا تلوار چلنے لگی لشکر مین بلوہ ہوا
افسر بھی ایک دوسرے پر جا پڑا کنیز جو برابر ملکہ ناہید کے کھڑی تھی چپکے سے کہا انہین تو
گوشت خودمان سگ ہو رہا ہے مین تمھاری زبان سے سوزن نکالتی ہون منم خواجہ عمرو
ناہید شگفتہ ہو گئی کہا خواجہ بڑا غضب ہے برّان ومشتری قید ہین عمرو نے کہا مین انکو بھی
جا کر رہا کر دونگا ناہید نے اشارہ کیا بسم اللہ خواجہ نے زبان سے سوزن نکالی ناہید
تڑپ کر سحر کرنے لگی وہان برق فرنگی ایک جادوگر کی شکل بنا ہوا دوڑتا ہوا اس خیمے پر
آیا جہان مشتری وبرّان قید ہین جادوگرون سے کہا ارے نکمو تم دیکھتے ہو کہ لشکر مین بلوہ
ہو گیا تم قیدیون کو لیے بیٹھے ہو جا کر شریک جنگ ہو جادوگرون نے سر اٹھا کے دیکھا حقیقت
مین سب آپس مین لڑ رہے ہین افسرون سے آپس مین تلوار چل رہی ہے باران وقصر سے آپس
مین گوے ترنج دنارنج بڑے زور سے چل رہے ہین یہ جادوگر بھی دوڑے برق اندر خیمے کے
ہو گیا مشتری کی زبان سے سوزن نکالی برّان کو بھی رہا کیا برّان تو تھرّائی ہوئی اٹھین برق
نے مشتری کو آگاہ بھی کر دیا کہ استاد نے ناہید کو رہا کیا مین تمھاری فکر مین آیا مشتری کو تو
جانبازی برق کا خیال ہوا کہ بیشک عاشق جانباز ہے تڑپ کے خیمے سے نکلی مشتری تو جا کر
ملکہ ناہید کے ساتھ ہوئی ملکہ برّان اسی مقام پر کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہین قصر نے لڑتے
لڑتے ایک مقام پر ایک پیچ ماری کہ باران کا تنہا پانون مین اسکے گز آہن کا پڑا تھا پانون
سے اتار کر باران پر کھینچ مارا باران کا سر پھٹ گیا قصر لڑتا ہوا باہر نکلا دیکھا ناہید ومشتری
لڑ رہی ہین برّان نے آگ برسادی سوچا کر ناہید ومشتری کا گرفتار کرنا آسان ہے پہلے
برّان کی فکر کرلون یہ سوچ کے چلا فوج والون نے جو باران کی آواز سنی کہ باران مارا
گیا قصر نکل کر برس پڑا اپنی اپنی جان بچا کر بھاگنے لگے لیکن برّان وقصر کا سامنا پڑا
برّان نے جو سحر کیا قصر نے دفع کر دیا برّان کا سحر بوجہ لعابت کے زور نہین پکڑتا اس بیچارے
جو برّان کو سست پایا خنجر پھینک مارا ایک دستک بھی دی خنجر چپک کر گرا کہ سر برّان کا زخمی ہو خیال
مین گذرا اسی ظالم کی وجہ سے مین نے یہ آفتین اٹھائین یہی مشہور ہے کہ جہان مسلمانون کا خون

کریگا وہ زمین آباد نہ ہوگی صحرا تو ہمیشہ سے ویران ہی اور زیادہ برباد ہو جائیگا رعونظالم کا خاتمہ
کرو ن شہنشاہ بھی بہت خوش ہو گئے یہ سوچکر تلوار کھینچی بُرآن کا سر جو زخمی ہوا ضعف کا تو غلبہ تھا
سر پکڑ کے بیٹھ گئی ناہید نے جو دور سے دیکھا بُرآن بہت زخمی ہی قصر کنگرہ شکن بڑا سے قتل جاتا
ہی ناہید تڑپ کر گری اُترتے اُترتے گولا مارا قصر کنگرہ شکن نے کارو سحر نکال کر کھینچ ماری
سر ملکہ ناہید کا زخمی ہوا مشتری نے آکر سحر کیا قصر نے ایک دو ہتھڑ مارا کہ مشتری بھی گری
ان دونوں کو زخمی کر کے تلوار پکڑ کے چلا کہ بُرآن کا سر کاٹوں پکار کے آواز دی کہ بُرآن کو قتل
کرونگا للکارتا ہوا جاتا ہی کہ او دختر کو کب تو نے شاہ کو بڑے بڑے صدمے دیے جیحون کا خون
کیا بالا بالا جائیگا خواجہ عمرو و برق نے جو دور سے دیکھا یہ دونوں بیقرار ہو گئے مالک ملک کے دعا ئین
مانگنے لگے کہ ای خالق کون و مکان ای رب زمین و زمان اب دختر بلند اختر کو بچا لے **نظم**

ای علیم است مر ترا معلوم
میرسد از تو جا بجا مقسوم
تو قدیری و تا در قدرت
ہر رقم شد ز کلک تو مرقوم
کس نشد از تو غفلت مایوس
نہ باسم تو دیگرے موسوم
جا بجا ابر رحمت بارد

حاش [illegible] بود [illegible] معدوم
تو رحیمی [illegible] ان
تو مقیمی و قائم و قیوم
مالکی و زمانہ مملوک
نیست کس از عنایت محروم
کشتہ سر سبز از عنایت تو
نخل امید بار بر آرد

تو سخی و قاسم و رزاق
رحمتت میرسد بہر محروم
نقش ہر نقش از تو شد منقوش
حاکمی و ہمہ جہان محکوم
نزد گر کس [illegible] ہمسر
ہر زمین ہر ولایت ہر بوم
خواجہ کو اسقدر بیقراری

کہ پچھاڑین کھا رہے ہین برق تڑپ رہا ہی قصر کنگرہ شکن قریب بُرآن کے پہونچا تھا
چاہتا ہی ہاتھ تلوار کا مارے کہ جلوے سے آواز آئی او نامرد کیا ستم کرتا ہی اپنی نامردی پر مرتا ہی
قصر نے برہمن روئین تن کو دیکھا کہ سر برہنہ آتا ہی وجہ یہ ہی کہ برہمن اپنے قصر مین بیٹھا تھا
یکایک نقشۂ بُرآن پر جو نگاہ پڑی ملول و حزین دیکھا کہ تاب ہوا تھا کہ دیکھی یہ حالت بُران کا معلوم
ہوا اسیطرح ہائے نور نظر کہتا ہوا دوڑا بالون پر گرد پڑی ہوئی جست کر کے سامنے قصر کے آیا اُسنے
وہی تیغ برہنہ برہمن پر ماردیا برہمن نے بائین ہاتھ کی کلائی پر ہاتھ روک لیا قصر چاہتا تھا سحر
کرے نکلون کہ برہمن نے ایک طمانچہ مارا کہ سر قصر کا اُڑ گیا دیر تک سنگ باری و برف باری

رہی بھاگنے آواز آئی کہتی مرا نام من قصر کنگرہ شکن بود گردن سے اسکی ایک طائر نکلا قلقلین
مارتا ہوا طرف باغ سیب کے چلا یہان برہمن نے چند اشارون مین فوج کو تباہ کیا خواجہ
و برق بھی ظاہر ہوئے برہمن نے برآن و ناہید و مشتری کو جو زخمدار پایا یہ دل سے
قبول کیا کہ انکو اسی حال مین چھوڑ کے چلا جاؤن ایک تخت سحر سے بنایا تینون شاہزادیون کو
اسپر ڈال لیا ناہید و مشتری تو ہوشیار ہین مگر برآن بیہوش و مدہوش خواجہ و برق تو نہ
قبول کرتے تھے مگر برہمن نے پشت سوار کر لیا کہا آپ دیکھتے ہین کہ برآن کس حال مین
ہے اس قید مین برآن نے بڑی عیبت اٹھائی آپ انکو اپنے لشکر مین لیجائین شہنشاہ کو جب
بیٹی کو اس حال مین دیکھینگے بہت پریشان ہونگے خواجہ و برق بھی سوار ہوئے سمیت
لشکر کے برہمن تخت اڑاتے ہوئے چلے افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا تھا کہ طائر آکر پہونچ
پکار کر آواز دی ای شہنشاہ گیتی ستان میرے مالک کو برہمن نے مارا افراسیاب نے گھبرا کر
کہا ارے تیرے مالک کو برہمن نے کیونکر پایا طائر آہ آہ کر کے جل گیا خاک سے اسکی آواز
آئی کہ ای افراسیاب متعلقین سامری و جمشید سے کہانی قصہ پوچھتا ہوا افراسیاب نے غصے
مین آکر زانو پر ہاتھ مارا کتاب سامری اٹھا کر دیکھی کہا یارو غضب ہوا قصر کے مرے
سوت سوار تھی صحراے طلسمی سے کیون نکلا غصے مین اٹھا کہا کہان جائینگے یہ لکھا افراسیاب
تو غصے مین چلا برہمن نے برآن کے سر مین ٹانکے دیے خواجہ و برق نے ناہید و مشتری
کے سر مین بخیہ کیا پٹیان مرہم کی خواجہ نے زنبیل سے نکالین تینون کے سر پر چڑھا دین
تخت اڑاتے ہوئے جاتے مین دوراہے پر آکے پہونچے برہمن نے کہا خواجہ آپ انکو
لشکر ظفر اثر مین لیجائین مین اپنے مقام پر جاتا ہون تخت سے اترے برآن نے کہا مین
طرف قصر جمشیدی کے جاؤنگی ناہید و مشتری بھی ساتھ ہین ناہید نے سر جھکا کر ملکہ برآن
سے کہا مین لشکر مین خواجہ نے کیا منہہ دکھاؤنگی اگر آپ تشریف لیچلین تو بہت مناسب
ہے برہمن ان سب صاحبون سے جدا ہوا چاہتا ہے کہ پہلو سے آواز آئی او برہمن بیچے
تیری قضا میرے ہاتھ سے ہے میری رونق طلسم یعنی قصر کنگرہ شکن کو مارا اب میرے ہاتھ سے کیونکر
بچیگا خواجہ نے چاہا گلیم اوڑھ کر بھاگون افراسیاب نے کہا او ساربان زادے کہان جاتا ہے

اشارہ جو کیا خواجہ زمین پر گرے برہمن نے چاہا کہ خواجہ پر سے سحر اُتار دوں افراسیاب نے
جھپٹ کر برہمن پر گولا مارا افراسیاب اور برہمن سے سحر چلنے لگا بُرّان و ناہید و مشتری
پاؤں مار کر زمین میں غرق ہوئیں خواجہ زمین پر لوٹ رہے ہیں اُٹھ نہیں سکتے برہمن کو جان
افراسیاب دم نہیں لینے دیتا سحر پر سحر کر رہا ہے برہمن جانبازی کر کے دفع کر رہا ہے دنیا بھی
سحر کرتا ہے افراسیاب نے نخل کی جانب اشارہ کیا برہمن ہر مرتبہ قصد کرتا تھا کہ خواجہ پر سے
سحر اتار دوں کہ یہ نکل جائیں سیوجیہ سے افراسیاب نے درخت کی جانب اشارہ کیا نخل
سے ایک پتہ ٹوٹ کر گرا اُسنے ہی پتہ کی صورت بنکر خواجہ کو اُٹھائے گیا برہمن کو بڑا قلق ہو
برق فرنگی نے غار میں سے دیکھا کہ برہمن پر بڑی آفت ہے اور یہ بھی دیکھا کہ اُستاد کو پتہ
اُٹھائے گیا غار میں سے نقب کھودتا ہوا ایک نخل کی پشت پر نکلا سوچنے لگا کیا تدبیر کروں
صرصر کی شکل بنکر دوڑا پکارتا ہوا اے شہنشاہ کیا کہنا برہمن آپ سے کیا مقابلہ کر سکتا ہے لونڈی
بھی آ پہنچی قریب جو پہنچی کہا شہنشاہ کو لیا جن میں اسکو گرفتار کر لونگی افراسیاب نے
سُنکر میرا برق نے اپنی جان دیکر ہاتھ پاے مُند افراسیاب پر مارے اور حباب مار کر
بیہوش کیا افراسیاب گرا برق نے کہا اے برہمن تم تو جاؤ میں انکی خدمت کرونگا برہمن
نے کہا اے برق تمنے بھی بڑا کام کیا کہ اس وقت افراسیاب کو بیہوش کیا اب ہاتھ نہ لگاؤ
جان بچا کر نکل جاؤ برق نے کہا آپ جانیے آپ کو ان باتوں سے کیا کام ہے برہمن تو پروانہ
پیدا کر کے روانہ ہوا برق نے منہ پھیلا کر تاج افراسیاب کا لیا کلاہ گوشہ میں پتھر کو لیکر
مارا ایک شیر پنجہ زمین سے پیدا ہوا اُسنے پتھر کو روک لیا جب برق پتھر مارتا ہے پنجہ پیدا ہوتا
ہے پتھر کو روک لیتا ہے کئی پتھر برق نے مارے پنجے پیدا ہوئے پتھر روک لیے جسم پر افراسیاب
کے کوئی پتھر نہ پڑا تب تو برق جھلایا اُسنے توبڑے سے تھیلا بارود کا نکالا تمام بارود جسم پر افراسیاب
کے چھینکی ایک پڑی توبڑے سے نکالی اُسکا فتیلہ بنا کے سینے پر افراسیاب کے پھینکا ایک
سرا لیکر بھاگا اور جا کر اُسمیں آگ لگائی فتیلہ جلتا ہوا چلا کہ آسمان سے آواز آئی کہ ظالم کیا
کرتا ہے دیکھا ماہیان زمرد پوش مثل شعلہ جوالہ آتی ہے برق بھاگا ایک غار میں جا کر اپنے
کو گرا دیا ماہیان نے آگ کو بجھایا افراسیاب کو ہوشیار کیا کہا اے افراسیاب تو نے

عزت ہوشربا کی مٹا دی ایک عیار حقیر و ذلیل نے بجبر عیاری کی اگر مین نہ ہوتی جلا دیتا تب
افراسیاب نے کہا نانی جان جسکے واسطے آیا تھا وہ سب نکل گئے لیکن عمرو کو مین نے پکڑ لیا آج
اسکو باغ سیب مین لیے جاتا ہون تڑپ تڑپ کر مرے اور نکاسی ممکن نہ ہو باغ سیب
سے کیا آسکتا ہو اگر رہا بھی ہوگا تو باغ ہی مین بھٹک بھٹک کر رہے گا ماہیان نے کہا
افراسیاب باغ سیب مین اس مکار کو نہ لیجا وہان بھی کچھ فتور برپا کریگا افراسیاب نے کہا آپ
جانیے جو مناسب ہوگا وہ کرونگا ماہیان تو چلی گئی افراسیاب نے آواز دی ای نخل سر سبز
ہماری امانت کو لاؤ دیکھا ایک ساحر بیخ نخل سے عمرو کو کاندھے پر لادے ہوئے پیدا ہوا عمرو
کو سامنے افراسیاب کے ڈالدیا آپ بیخ نخل مین غائب ہوا افراسیاب نے عمرو کی کمر مین
پنجہ دیا عمرو کو لیکر طرف باغ سیب کے چلا خواجہ کی جو آنکھ کھلی دیکھا افراسیاب مجکو لیے
جاتا ہو قہقہہ مار کر ہنسے کہا آج کا دن مثل عید کے ہو کہ میرا شہنشاہ مجکو لیے جاتا ہو کیا بندہ نوازی
ہو کیا پرورش ہو ایسے قدردان کسکو ملتے ہین خاص آپکے واسطے طلسم مین آیا آپ نے بھی
ویسی ہی عنایت فرمائی کچھ شعر مین نے نئی غزل کے یاد کیے ہین پر کو کساد فرمائیے ابھی دل
کبھی خوش نہ ہوگی افراسیاب نہین نہین کرتا ہو خواجہ نے گنگنا کے یہ ۲ شعار شروع کر دیے نظم

بہار آئی چمن مین چلی ہوائے قدح	بڑھے وہ مست جنہیں یاد ہو دعائے قدح
دکھا رہی ہو عجب آئینہ صفائے قدح	مرور آسے ہو جو ہو صورت آشنائے قدح
نکال دے ہے کدورت اگر صفائے قدح	نثار شیشے کے ہو محتسب فدائے قدح
شراب خوار کریگی بہار رحمت حق کو	دکھائیگی لب بیگانہ آشنائے قدح
صراحی دار ہی گردن نہین فقط انکی	دو چشم مست کی گردش بھی ہے ادائے قدح
شراب عشق کی پیتے ہی ہوش اڑ جاتے	کہ ابتدا مین ہوا حال انتہائے قدح
فراق یار مین دوران سر ہو دور شراب	نہ کے شیشے سے توڑ دل یہ ہو سزائے قدح
یہ جلوہ مہ و خورشید سے کھلا آتش	ہنوز باقی ہو دور فلک مین جائے قدح

تر زور دستو ہے خواجہ ہاتھ پر افراسیاب کے چڑھتے ہوئے تانین مارتے ہوئے جاتے ہین
فضائے کار کوہ سنگ پارہ پر بیہوش ملکہ صنم سیہ پوش مع ۱۰ ہزار کنیزون کے

اپنے کوہ سنگ پارہ پر پہنچی اور مصروف عیش و عشرت ہوکر کان مین عمرو کے گانے کی آواز پہنچی ملکہ صنم نے کنیزون سے کہا ارے یہ کہان سے آواز گانیکی آتی ہو کوئی گا رہا ہی کلیجہ نکالے لیتا ہو کنیزون نے بھی سُنا کہا حضور آسمان پر سے آواز آتی ہو سامری و جمشید کا ناس ہے یہین یکایک سناٹا ہوا دیکھا شہنشاہ طلسم ہوشربا ایک شخص کو ہاتھ پر لیے ہوئے ہوے ہین وہ گارہا ہی افراسیاب چلا آتا ہی صنم سیہ پوش نے اُٹھکر سلام کیا عرض کی ای شہنشاہ غریبخانے کو مقدوم میمنت لزوم سے روشن فرمائیے افراسیاب کی جو نگاہ جمال صنم سیہ پوش پر پڑی بیتاب ہوگیا اُتر آیا صنم سیہ پوش نے پوچھا شہنشاہ کہانسے آتے ہین افراسیاب نے کہا لڑنے مقابلہ پر ہمین گیا تھا اس سار بان راوے مکار کو گرفتار کرلایا صنم نے پوچھا یہ کون شخص ہی خواجہ نے پکار کر کہا حضور مجھے سُنیے مین ایک بھیک ہون زبردستی مجھکو پکڑ لائے کہتے ہین تو عمرو عیار ہی مین بیچارہ غریب محتاج دن بھر بھیک مانگتا ہون رات کو بال بچون مین جاکر جو نصیب ہوا کھا پیکے سو رہا افراسیاب نے کہا ای صنم سیہ پوش یہ جھوٹا ہی بڑے بڑے ساحر اسنے مارے یہ باتین افراسیاب کر رہا تھا مگر خواجہ ہر بات مین یہ کہتے جاتے ہین حضور یہ مالک ہین مین انکو جھوٹا نہین کرسکتا اِنھین کا کہنا سچ ہی اب سبکو مار پیٹ کے نکل جاؤنگا مجھے کون قید کر سکتا ہی کہ ایک طائر آکے پہونچا منقار مین نامہ دبا ہوا وہ نامہ افراسیاب کی گود مین ڈالدیا افراسیاب نے پڑھا طرف سے آفات چہار دست کے مرقوم ہی کہ افراسیاب زبانی کنیزان سامری کی معلوم ہوا کہ تونے عمرو کو گرفتار کیا او بیوقوف ایسے مکار کو باغ سیب مین لیے جاتا ہی وہان جاکر یہ فتور کریگا دستون کو دشمن بنا دیگا خدمت مین حیرت کی بھیجدے اور تاکید لکھ بھیج کہ جاتے ہی اسکو قتل کرادین زندہ نہ رکھین اگر یہ مارا گیا لڑائی کو فتح کرلیا افراسیاب نے نامے کو دیکھکر صنم سیہ پوش سے کہا آج شب کو اِسکو اِسی مقام پر قید رکھو بوقت سحر اسکو خدمت مین ملکہ حیرت کی پہونچا دینا قفس آہنی منگا کر قفس آیا قفس مین عمرو کو بند کیا کہا ای صنم سیہ پوش اسکو اپنے پاس رکھو لیکن خبردار اسکے پاس کوئی نہ جائے یہ بڑا مکار ہی نہین معلوم کیا آفت برپا کریگا صنم نے قفس لے لیا سامنے لٹکا دیا افراسیاب تو چلا گیا صنم سیہ پوش ٹہلتی ہوئی قریب آئی کہا ای

شخص سچ بتلا تو کہ یہ کیا معرکہ ہی عمرو نے کہا حضور بڑی بات بڑی دہت بندہ میری کیا مجال تھی کہ میں شہنشاہ سے جھوٹا کرتا جو فرماتے ہیں بجا اور درست ہی میں صحرا میں گاتا تھا کہ کوئی راہ گیر نکلے گا کچھ غریب پر ترس کھا کے پیسہ ٹکہ دیجاویگا شہنشاہ پہونچ گئے کہا ہمارے سامنے گا ہم تجھے کچھ دینگے میں دل توڑ توڑ کے گایا ایک پیسا نہ دیا کہا ہم تجھکو ساتھ لیکے قید کرینگے مجھکو لیے جاتے تھے اب یہان چھوڑ گئے حضور کو اختیار ہی غلام کے دو چار اشعار سنلیجیے تب حال میرے کہنے کا کھلے صنم سیہ پوش نے کہا وہ تو فرما گئے ہیں کہ تم اسکے پاس نہ جانا عمرو نے کہا اتنی جادوگرنیان بیٹھی ہیں میں دُبلا پتلا کہان بھاگ کر جاؤنگا دو چار جنتنوں نے بھی کہا حضور کہان بھاگ کر جا سکتا ہی قفس کھولا عمرو کو نکالا خواجہ صنم کے سامنے آکر بیٹھے کہا حضور سازندونکو بلائیے سازندے بھی آکر حاضر ہوے جب ساز آراستہ ہوا عمرو نے سامنے صنم سیہ پوش کے یہ اشعار شروع کیے نظم

ہر حال میں ہی اپنے مرا یار دلفریب — گفتار دلفریب ہی رفتار دلفریب

مژگان چشم یار کی تعریف کیا لکھوں — جان کاہ جان خراش دل آزار دلفریب

انداز حسن دہر میں اک سحر ہی نئی — رکھتا ہی ہر شگوفہ یہ گلزار دلفریب

دیوانے گرد رہتے ہیں گھر میں یار کے — چشمہ پری سے روزن دیوار دلفریب

دنیا میں آکے جی نہیں جانے کو چاہتا — دلکش ہر ایک کان ہی بازار دلفریب

سودے عشق کے لیے ہی خوشجمال شرط — یہ جنس چاہتی ہی خریدار دلفریب

عالم میں مجھکو تمام خوشرو کی ہی تلاش — پیدا ڈھونڈھتا ہی گنہگار دلفریب

اُس گل نے گوش دلسے سنا لیکن جنبش — آتش یہ کیسے ہیں ترے اشعار دلفریب

الغرض عمرو نے یہ غزل گائی صنم سیہ پوش بیقرار ہو گئی سب اہل محفل تعریفین کرنے لگے صنم سیہ پوش نے محبت سے روپے منگا کر دیے کہا صاحبو یہ شہنشاہ کو کیا ہو گیا ہی بیچارے غریب کی بھی بڑی ... ہو کر دس پانچ روپے دیدیے یہ لوگ نہال ہو گئے اسکو عمرو بنایا خواجہ رقم پیشہ کر رہے ہیں بیچ میں بیٹھے ہیں صحبت آ... وہانی سب چیزونکو شمار کر رہے ہیں کہ سب کو بیہوش کرکے دو چار کو ٹھکانے لگا رہو جاینگا اسکو رنگا رہے ہیں باتیں بنا رہے ہیں صنم کہتی ہی

میان گویتے صاحب تمنے اپنا نام نہ بتایا کس خاندان سے ہو عمرو نے کہا مین تانسین کا پوتا ہون
چھوٹا تانسین میرا نام ہی ہمارے خاندان مین کئی پشتون سے یہی کام ہوتا چلا آتا ہی مین کو حضور کو
خوب راضی کرونگا اور یہ کیا مین ساقی گری خوب کرتا ہون میخانے کی کنجی مجھے دیجیے پھر مزا
دیکھیے آپ کو بڑا لطف حاصل ہوگا مین اب آپ ہی کے پاس رہو صنم سیہ پوش کہتی ہو میان
تانسین صاحب کے پوتے مین تمکو نوکر رکھونگی شہنشاہ سے صفائی کرا دونگی جس بات کا
شہنشاہ کو غصہ ہو وہ اُتر جائیگا خواجہ نے کہا حضور وہ چاہتے ہین کہ مین کچھ نہ دون صنم کہتی ہو کہ مین
تمکو اسقدر دونگی کہ تمکو کسی سے لینے کی خواہش نہ رہیگی خواجہ خوش بیٹھے ہین رنگ اپنا جما
رہے ہین شراب طلب کی ہی کنیزونکو حکم ہوا کلید میخانے کی لاکر چھوٹے تانسین کو دو کلید
میخانہ خواجہ کو ملا چاہتی ہی کہ ایک ابر زمرد نگار آسمان پہ ظاہر ہوا خواجہ سمجھے اصلی کوئی
صاحب آتی ہونگی بڑے زور شور سے ابر آیا پہاڑ پہ آکے ابر شق ہوا عمرو نے دیکھا ملکہ
زمرد جادو وزیرزادی ملکہ حیرت جادو کی آکر پہونچی خواجہ نے ارادہ کیا کہ اُٹھ کے
بھاگون زمرد نے اُترتے اُترتے سحر کیا کہ باذن عمرو کے زمین نے پکڑلیے اور کہا اے صنم یہ
ستمگار تھا آپ کی جان کیونکر بچی صنم سیہ پوش نے کہا بیچارہ غریب گویا ہو تمنے کیون
سحر کیا زمرد ہنسنے لگی کہا اے صنم سیہ پوش تمھین کیونکر ثابت ہوا کہ یہ گویا ہو صنم نے کہا کہ
شہنشاہ قید کرکے دیکھیے یہ کہتا ہی کہ مین گویا ہون اور حقیقت مین ایسا گاتا ہی کہ رنگ جما دیا
دل چاہتا ہی اسکو آنکھون مین رکھین زمرد نے کہا حضور یہ عمرو عیار ہوگا نا اسکا سحر کامل ہی
چار سو سردار شہنشاہ کے مسلمان کرلیے نہین معلوم شہنشاہ نے اسکو کیونکر گرفتار کیا یہ کیا
کسیکو ملتا ہی چاہ زمرد پر شہنشاہ نے میلہ کیا تھا اسکی رقد کی قیامت آپ دیکھین کہ اس ظالم
نے سارا میلہ لوٹ لیا اپنے سردارونکو رہا کرکے لیگیا شہنشاہ کو اسقدر غصہ تھا کہ بذات خود
نوبت شکست پہ شکست دی مگر اس ظالم نے اپنی ہی کی وہ تدبیر کر رکھی تھی کہ لشکر نگین حصار
سے لشکر نہ ہٹایا برابر مقابلہ کیا زمرد نے سب حال صنم سیہ پوش سے بیٹھکر بیان کیا خواجہ
سنتے جاتے ہین اور فرماتے ہین بی وزیرزادی صاحب اسقدر لگائی بجھائی نکرو مجھ غریب
مسکین کے قتل ہونے سے تمکو کیا نفع ہوگا بھلا حضور یہ آپ کی عقل مین آتا ہی کہ مین نخیف

وضعیف سارے میلے کو لوٹ لون اور کوئی مجھکو نہ قتل کر سکے صنم سیہ پوش حیران ہوکر وزیرزادی
کا کہنا کیونکر نہ اعتقاد کرون لیکن یہ غریب بھی سچ کہتا ہو اکیلا ہو کیونکر میلے کو لوٹ سکتا آخر
صنم سیہ پوش نے کہا بی زمرد ہر چند کہ مین اسکے کمال کی بہت مشتاق ہوئی لیکن تم اسکو
لیتی جاؤ ملکہ حیرت کو اختیار ہو خواہ قتل کرین خواہ بخشین زمرد نے کہا مین اسکو لیجاؤنگی
عمرو نے قہقہہ مار کر کہا ملکہ حیرت رحم دل ہین مجھکو جاتے ہی رہا کرینگی کوئی بھی تکلیف مجھکو
نہ ہونچیگی زمرد نے کہا بھلا نگوڑے میرے ساتھ چل تو مین فوراً تجھکو قتل کراؤنگی عمرو نے
کہا یہ آپ سے نہ ہوسکیگا ضرور رحم آئیگا زمرد نے عمرو کو گرفتار کیا مسلسل ومطوق کر کے
جس قفس سے خواجہ نکلے تھے اسی قفس مین پھر بند کیا اُٹھا کر اپنے تخت پر رکھا لیکر چلی
صنم سیہ پوش کو بڑا افسوس ہو بعد جانے زمرد جادو کے ایک عقاب بنکر یہ بھی چلی بارہ
کوس پر جاکر زمرد اتر پڑی عمرو کا قفس لٹکا دیا آپ بارگاہ مین بیٹھی ہو کنیزون سے
کہ رہی ہو بی صنم سیہ پوش کی موت نہ تھی گھڑی بھر مین سبکو قتل کر ڈالتا اب یہان سے لشکر
اسلام ولشکر حیرت بارہ کوس پر باقی ہو قضاے کار مہتر برق فرنگی تاجدار بالا دوی کو
نکلے تھے ایک بلندی پر دیکھا ایک لشکر اترا ہوا ہو برق فقیر بنکے لشکر مین آیا دریافت
کیا معلوم ہوا لشکر زمرد جادو ہو وزیرزادی ملکہ حیرت کی کسی کام کو گئی تھی پلٹی ہوئی
جاتی ہو ایک ساحر کی زبانی یہ بھی سُنا کہ خواجہ عمرو قید مین یہ سنکر برق تڑپ گیا کنارے
آیا کچھ سوچ کے صرصر کی شکل بنکر چلا لشکر مین ہلڑ ہوا کہ بی صرصر آتی ہین زمرد نے کہا ارے
صرصر کو بلا لو کہا کہ بی صرصر یہان آؤ تمھارے عاشق قید ہین ذرا انکو دیکھ جاؤ صرصر نقلی اندر
بارگاہ کے آئی صنم سیہ پوش عقاب بنی ہوئی نخل پہ سے بیٹھی دیکھ رہی ہو حیران ہو کہ یہ
شخص کیونکر رہا ہو گیا یہ عمرو عیار نہین ہو مگر نخل پر بیٹھی ہو یہان صرصر نقلی جو اندر آئی عمرو کا
جو قفس دیکھا کہا لیون واری یہ نگوڑا موا مونڈی کاٹا کیونکر قید ہوا زمرد نے سب حال بیان
کیا صرصر نقلی نے کہا واری مین بھی نہ جاؤنگی ایسا نہ ہو نگوڑا چھوٹ جائے میری خبر پائیگا
تو وہ ضرور آئیگا اب آج طلب جلسے مین جھنگر کا ڈون نگوڑا شرمائیگا یہ کہکے صرصر نے
ساز طلب کیا سازندے سازملائے
یہ غزل شروع کی نظم

کیفیتیں ہیں بادۂ ناب وصل کی — آنکھیں نشالی ہیں شب مہتاب وصل کی
کہتا ہے ناز سے مجھے یوسف نہ جانیے — تعبیر پوچھتا ہوں اگر خواب وصل کی
کہنا پیام بر کہ بیان تو ہو آج کل — حالت وہاں تباہ ہے بیتاب وصل کی
بیداریاں جو ہیں شب فرقت میں دیکھو — تعبیر مل رہی ہے مجھے خواب وصل کی
مینا و جام و شمع کو سینکو یا نسے دور — صورت نہ دیکھو ہجر میں اسباب وصل کی
کیا فکر جام و شیشہ و کیفیت اے صنم — افزوں شراب ہجر سے ہے آب وصل کی
بیدار ہے فراق سے ناسخ کا ہے کلام — مجھے سکھاتیں ہیں سوا خواب وصل کی

صنم سیہ پوش کہ چنگل عقاب نخل پر بیٹھی ہے گانے کی آواز جو کان میں پہنچی حیران ہوگئی
قبۂ بارگاہ پر آبیٹھی برق نے بعد تھوڑی کے عرض کی اے وزیرزادی بڑی خوشی کی بات ہے کہ عیار
مکار قید ہوا آج تو سب شراب پئیں میں ساقی گری کروں کوئی باقی نہ رہے زمرد نے کہا اے
صرصر اختیار ہے کہا کلید میخانہ مجھکو دیجیے مجھے تو حفاظت منظور ہے رات اس طور سے کٹے
کہ سب ہوشیار و بیدار رہیں زمرد نے بلا تکلف کنجی میخانے کی دیدی جانتی ہیں کہ صرصر
خیرخواہ دولت ہے لشکر مسلمانان یہاں سے قریب ہے بیدار رہنا مناسب ہے صرصر نے
میخانے میں جاکر شراب کو خراب کیا آواز دی صاحبو شراب لیجاؤ تمام ملازم دوڑے
شراب اٹھا اٹھا کر لیگئے لشکر میں ہر مقام پر جلسے قائم ہوے کسی سی گلابیان صرصر نقلی جلد جلد
آراستہ کرکے بہ تکلف تمام محفل میں لیکر آئی سب خوش ہوگئے صنم سیہ پوش قبۂ بارگاہ سے
دیکھ رہی ہے اب صرصر نے پھر ایک غزل عاشقانہ گائی جام شراب سر پر رکھا کہا دیکھیے
عمرو اسیطرح ساقی گری کرتا ہے سامنے زمرد کے آکے سر جھکایا زمرد نے موتیوں کا مالا گلے
میں ڈالدیا تھوڑے عرصے میں صرصر نقلی نے سبکو شراب پلائی صنم سیہ پوش نے سر
اٹھاکر دیکھا لشکر میں تہلکہ برپا ہوگیا کوئی گا رہا ہے کوئی بجاتا ہے کوئی ناچ رہا ہے کوئی دوڑا
دوڑا پھرتا ہے صنم سیہ پوش حیران ہے کہ یہ سبکو کیا ہوگیا یہ دیوانے کیوں ہوگئے تھوڑے
عرصے میں صنم سیہ پوش نے دیکھا محفل میں بھی وہی رنگ ہونے لگا گانیوالوں کی حالت
خراب سازندے بیتاب کوئی اٹھتا ہے کوئی اوکتا ہے یکایک زمرد جادو بھی مسند سے

اٹھی پکار کر آواز دی بی صرصر مین بھی تمھارے ساتھ حرکت کرونگی یہ کہکے چلی تھی کہ ٹھوکر کھا کر گری برق نے جھوم کر نعرہ کیا نعرۂ برق تصنیف مصنف

مرا نام ہی برق خنجر گزار
سکے کون مکار وفدا ہون
در مکر پہ میرا پھیرا رہا
چیلا وہ ہون مین نام بھی برق ہی

تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون
ارسطوے زعیلم شاگرد ہی
بزیر قدم غرب ہی شرق ہی

کہ اُستاد ہین خواجۂ نامدار
کرون سیکڑون کوس کی راہ طے
تڑپ سے مری چرخ بھرا رہا

صنم سیہ پوش حیران دیکھ رہی ہی یا تو صرصر کی شکل تھی یا ایک انگریز کو دیکھا لمبی ٹوپی پہنے ہوے بوٹ چڑھا ہوا پتلون جاکٹ پہنے ہوے چلے قریب قفس عمرو کے آیا کہا اُستاد آداب عرض کرتا ہون فلاد نے سارے لشکر کو بیہوش کیا اب شوق سے نکلکر لوٹیے مارئیے خواجہ جیسے ہی قفس سے نکلے برق سے کہا آپ تو باہر جائیے آپ چور ہین برق نے کہا اُستاد مین نے بڑی شفقت کی عمرو نے کہا یہ بھی کوئی عیار ہی صرصر بنکے چلے آئے ہین رہا ہو جانا برق نے دوڑ کر ایک جادوگرنی کو ایک خنجر مارا جب تو خواجہ نے ایک طمانچہ مارا برق طمانچہ کھا کے زمین مین گرا جادوگرنی کے پانون کے چھلے اُتار لیے خواجہ نے برق کو گردن پکڑ کے دوڑا دیا برق پھر پلٹ کے چلا آیا کہتا ہوا کہ اُستاد مین سب کپڑے اُتار دون آپ زنبیل مین رکھتے جائیے عمرو نے کہا آپ الگ رہیے آپ چور ہین برق و عمرو سے تکرار ہو رہی ہی اب صنم سیہ پوش نے بخوبی پہچانا کہ یہ عمرو اور یہ برق اسکا شاگرد ہی بیٹھے بیٹھے سحر کیا دونون گرے صنم سیہ پوش زمین پر آئی باران سحار برسا کے زمرد کو ہوشیار کیا زمرد کی جو آنکھ کھلی ساری محفل کو بیہوش پایا صنم سیہ پوش کو قریب پایا کہا ملکہ تم کیونکر آئین صنم سیہ پوش نے کہا مین اس ظالم کو گوتا سمجھی تھی شاگرد اُستاد جو لڑے تب مین نے پہچانا اب مجھکو معلوم ہوا کہ یہ عمرو عیار ہی یہ شاگرد اسکا برق خنجر گزار ہی دم بھر مین سارے لشکر کو بیہوش کیا زمرد نے کہا اگر مین نہ پہونچتی یہی حال تمھارا عمرو کرتا سارے لشکر کو قتل کر ڈالتا زمرد نے کہا اے صنم سیہ پوش مین آج ہی لشکر حیرت مین جاتی ہون صنم نے کہا دونون کو یہین قتل کیجیے اب مین یہی چاہتی ہون کہ انکا قتل ہو جانا ہی بہتر ہی زمرد نے کہا عیار دو کے لیے حکم قتل کا نہین ہی شہنشاہ کو انکے قتل کا اختیار ہی صنم

تو رخصت ہو گئی زمرد نے قصد کیا کہ اب یہاں سے کوچ کرون کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا ملکہ سکان ستین آتی ہو مردا فراسیاب کو جاتی تھی سنا کر ملکہ زمرد جادو وزیرزادی حیرت کی یہان اتری ہوئی ہین سکان پلٹ پڑی زمرد نے ملکہ سکان کو آتے ہوے دیکھا باہر آکر استقبال کیا پوچھا بوا کہانسے آتی ہو سکان نے کہا نامہ شہنشاہ کا پہونچا ہین براے مدد حیرت جاتی ہون یہ جاتے ہی بی بہار کو بیڑہ کو قتل کرونگی سنا کہ بی بہار نے بڑی سرکشی کی ہو زمرد سب حال بیان کرتی ہوئی طرف بارگاہ کے ہیچ سکان نے پوچھا تمھارے یہان آنیکا کیا باعث ہوا زمرد نے کہا بوا مین کار سرکار کو نکلی تھی ایک نفت مین مبتلا ہوئی سون عمرو و برق کو گرفتار کیا عمرو و برق یہی ہین ان دونون نے جلکو مارا ہوتا سکان نے ہو نام عمرو کا سن کہا بوا مین ہمیشہ نام عمرو کا سنا کرتی تھی آج تمھارے پاس قید ہوتین ذرا اسکا گانا سنونگی زمرد نے کہا بڑے ساحری جمشید اس نابکار کا گانا نہ سنیے اسکا گانا جادو ہی سکان نے کہا بی بی جھوٹا نہ سنئے اسیطرح قید کرلیجیے ہم تم ساتھ چلینگے ہمارے سامنے غیر ساحر کی کیا حقیقت ہو اگر بھاگ بھی جاوے تو سو کوس سے پکڑ وا بلا سکتے ہین یہ کہتی ہوئی بارگاہ مین آئی قفس عمرو کا اتار لیا زمرد ہان کرتی ہی رہی بوا آنیہی بات نہین دیکھو بہت پچھتاؤگی سکان نے کہا بوا غیر ساحر کی کیا لیاقت کہ ہمارے سامنے بھاگ سکے بوا ہمسے شرط کرلو اگر ہوا بنکے بھاگ جاے سو کوس سے پکڑ وا بلا نہین لاکھ زمرد چیخی مچی مگر سکان ستین نے کچھ نہ مانا عمرو کو قفس مین سے نکال لیا برق نے چپکے سے کہا استاد یہین باہر نکلوا لیجیے خواجہ نے کہا چپکا بیٹھا رہ برق خاموش ہو رہا خواجہ آکے صحبت مین بیٹھے سکان کی تعریفین کرتے ہین فرماتے ہین ای ملکہ عالم آپ ایسے فیاض سخی نگاہ سے نہین گذرے بھلا مین حضور کے سامنے بھاگ کے کہان جاؤنگا سکان نے کہا اب زیادہ باتین نہ بنایئے گا نا سنایئے گا نا سنکر آپ کو پھر قفس مین بند کرونگی مین جاؤنگی میری منزل کھوٹی ہوتی ہو خواجہ نے کہا اب آپ کہان جایئے گا سکان نے کہا اب باتین نہ بناؤ خواجہ نے یہ اشعار عاشقانہ گائے نظم

چمنستان کی گئی نشو و نما پھرتی ہو		رت بدلتی ہو کوئی دن مین ہوا پھرتی ہو
خال مشکین کو ترسے کرتے ہین فتنے سجدے		عنبرین گیسوؤنکے گرد بلا پھرتی ہو

خاک چھنوا رہی ہے کوچۂ قاتل کی تلاش
نشۂ مے نے نقاب رخ زیبا اُٹھا
قتل کسکس کو کرے دیکھیے ہنگام خرام
پانو تک یار کے پہونچیگی لٹک کر یہ
وہ جنون خیز ہے وہ مایۂ سودا ہے وہ زلف
اپنے جامے سے ہو نہیں سکیش مفلس باہر
صبح محشر کے سوا صبح شب ہجر نہیں

ساتھ ساتھ اپنے خراب ہی تھا پھرتی ہے
ٹھوکرین کھاتی اُن آنکھونکی حیا پھرتی ہے
یہ قدم سے جو لگی اُنکے حنا پھرتی ہے
پھیرنے سے کوئی وہ زلف دوتا پھرتی ہے
دیکھیں ہے جو پری برہنہ پا پھرتی ہے
یہن ہوئی ہوئی دستار و قبا پھرتی ہے
یہ بلا وہ نہیں آتش جو بلا پھرتی ہے

ملکہ سکان سنکے بیقرار ہو گئی کہا کہ خواجہ کیا کمال کرتے ہو خواجہ نے دیکھا کہ برق قفس میں جیٹھا رو رہا ہے نگاہ یاس طرف خواجہ کے دیکھ رہا ہے خواجہ کو رحم آگیا فرمایا ملکۂ عالم آپ نے کیا گانا سنا سازندے خلاف تھے یہ شاگرد میرا طبلہ بجائے تب سنیے سکان نے کہا بی زمرد برق کو بھی پنجرے سے نکال دو زمرد نے کہا حضور مین آپ کو منع کرتی ہون آپ میرا کہنا نہیں مانتیں عمرو ہی کا نکال لینا مجھپر شاق ہے دوسرے فتنہ انگیز کو بھی آپ نکلواتی ہیں بس اب آپ گانا سن چکیں اب عمرو کو قفس میں قید کیجیے اور آپ تشریف لیجائیے سکان نے کہا بوا زمرد تم تو ایسی بیوفائی کی باتین کرتی ہو گویا ہمارے تمہارے کبھی کی ملاقات نہیں عمرو کو پھر ہو چکا قفس سے نکلے نگوڑا ہمارے سامنے سے بھاگ نہ گیا عمرو نے گڑگڑا کر کہا حضور میں یہ نحیف و ضعیف کہاں بھاگ جاؤنگا میں قدردان کا جویا تھا آج مجھکو قدردان ملا اب میں آپکے پاس سے کہاں جاؤنگا خواجہ نے ذرا سا عطر آنکھوں میں لگا لیا اسقدر آنسو نکلے کہ خواجہ کو ہچکی لگ گئی ملکہ سکان گھبرا گئی کہ ایسا نہ ہو اس نحیف و ضعیف کا دم نکل جائے پشت پر ہاتھ رکھکر کہا خواجہ اسقدر نہ روؤ میں نے اب تمہارا گانا سنا میں تمہاری جان بچا لونگی عمرو نے کہا مجھے سب نے بدنام کیا ہے میں بھلا کسے قتل کرونگا میں اس لائق ہوں کہ کسیکو قتل کرون میں نے کبھی چونٹی کو بھی اپنی دانست میں پانو تلے نہیں ملا تا حق مجھکو ایسی ایسی باتین یہ لوگ کہتے ہیں بی زمرد کو میں نے ایک دن بیہوش کیا ہو گا تھا انکا پائجامہ اُتار کر بیچ لیا اسی پر یہ میرے ساتھ دشمنی کرتی ہیں اب میں توبہ کرتا ہون اب مجھسے کبھی ایسی حرکت نہ ہوگی مجھے یہ لوگ بدنام نکریں ورنہ میں اپنی

جان نہ ہوگا سکان نے کہا خواجہ تم نہ گھبراؤ تمہاری جان کے ساتھ میری جان ہے سکان نے کہا ای زمرد و برق کو پنجرے سے نکالو سچ کہتا ہے جو جسکے ساتھ کا سازندہ ہوتا ہو اسیکے ساتھ اسکا رنگ بندھتا ہے زمرد نے کہا مین برق کو پنجرے سے نہ نکالونگی زمرد و سکان سے تکرار ہونے لگی سکان نے کہا بوا زمرد تمہاری شامتین تو نہین آئی ہین خواجہ نے بھی چپکے سے کہا ای ملکۂ عالم یہ بڑی حرامزادی ہے ملکہ حیرت کو گالیان دیتی ہے جنکی نوکر ہے آپ کو کیا مانیگی آپ برق کو نکال لیجیے انکا کہنا نہ مانیے سکان اٹھی جب قفس کیجانب چلی زمرد بھی اٹھی کہا ای سکان الگ رہو ورنہ ایک گولا مارونگی سر پھٹ جائیگا سکان نے دف سے گولا مارا زمرد تو ہٹ گئی کسی کنیزون کے سر پھٹے اتو سب کنیزین بلوہ کر کے زمرد کی کنیزون پر جا پڑین سکان نے ہاتھ کو جو ہلا دیا کئی سو کنیزون کے سر اڑ گئے عمرو نے جھپٹ کر قفس برق کا کھولا برق تڑپ کر نکلا نکلتے ہی حقہ آتشبازی کا مارا اور پکار کر آواز دی زمرد حرامزادی کا سر کاٹ لو لالہ زمان سکان اندر بارگاہ کے گھس آئے اتو سحر چلنے لگا ہزار کنیزون کے لاشے گر گئے سکان نے سحر کیا کہ بارگاہ مین آگ لگ گئی زمرد تڑپ کر نکلی باہر نکل کر اسنے بھی سحر کیا بارگاہ جلکر گری خواجہ و برق حقہ ہاے آتشبازی مار رہے ہین لشکر زمرد پر آفت برپا ہے جو حقہ آتشبازی اُنکا چل رہے ہین سکان نے آگ برسائی سلیں گرائین خواجہ و برق ہر مرتبہ پاس سکان کے آتے ہین کہتے ہین ہم آپ کے تابعدار ہین عمر بھر آپ ہی کے ساتھ رہینگے سکان نے کہا خواجہ مین آپ کے ساتھ ہون خواجہ نے اور دو چار حقے آتشبازی کے مارے کئی سو جادوگر جلے ساحر جانتے ہین سحر کی آگ ہے جسپر شعلہ گرا وہ جلنے لگا وہ روغن انفط خواجہ نے پھینکا جب قطرہ گرا وہ جلنے لگا جلکر خاک ہوا ہر طرف ہنگامہ گیرودار بلند ہے کا فر زرد منہ ہو لڑنے والے لڑ رہے ہین عین گرمی جنگ تھی کہ سکان و زمرد سے سامنا پڑا زمرد نے کئی سحر کیے سکان نے خنجر کھینچ مارا سر زمرد کا زخمی ہوا برق نے ایک چھنیک مارا پانون زمرد کا زخمی ہوا اب زمرد نا چار ہوئی فوج کا خیال کیا چار ہزار ساحر اسکے مارے گئے اور سکان کی فوج بھی بازی لڑ رہی ہے زمرد نے دیکھا اب پانون نہین ٹھہرتا جب سکان سے مقابلہ کیے سکان سحر مین غالب آئی خیال مین گذرا کہ اب نکل چلو ایسا نہ ہو مین گرفتار ہو جاؤن زمرد جادو نے ساتھ والون کو اشارہ کیا صاحبو نکل چلو اب نہین ٹھہر سکتے ایسا نہ ہو کہ مین

یہاں تو تشتہ ہمین خجستہ مینش و نشہ گرم ہو لیکن زمرد جادو خدمت مین ملکہ حیرت جادو کی
پہونچی سبز زمی ران سے خون بہتا ہوا لباس پر تھا حیرت نے گھبرا کر پوچھا ای زمرد خیر تو ہی
زمرد نے سر پیٹ لیا سب حال رو رو کر بیان کیا کہا حضور بی سکان صاحب نے عمرو و برق
کو مجھسے چھین لیا اب فلان مقام پر اتری ہین عمرو و برق انھین کے ساتھ ہین آپ کی
مدد کو آتی تھین یہ بھی ایک فریب تھا نام آپ کا لیا عمرو و برق کو قید سنکر گھبرا گئین آخر
زبردستی چھین لیا حیرت یہ سنکر کہ سنبھلنے لگی پیٹ سے دیکھا کاؤس نہنگ سوار دنگل پر
بیٹھا تھا حیرت نے کہا ای کاؤس جلد جا وہی سکان کا سر لا شہنشاہ نے لشکر و شور
سے عمرو کو گرفتار کیا اسکے اوپر یہ آفت خراج گزارون نے خوب سر اٹھایا ہو انکو سزا لے
معقول ہونا چاہیے کاؤس باہر نکلا ساٹھ ہزار کا لشکر تیار کرکے گینڈے پر سوار ہوا یلغار
کرکے چلا قضاے کار سے لشکر اسلام کے جو موجود تھے یہ خبر دریافت کرکے بھاگے دربار
مہرخ مین آئے آکر سب خبر عرض کی تمام کیفیت بیان کی اور کہا کاؤس نہنگ سوار
ساٹھ ہزار فوج لیکر براے گرفتاری سکان گیا ہو یہ سنتے ہی ملکہ مہرخ نے چوکی رکھوا دی
پکار کر آواز دی ای سرداران نامی و ای پہلوانان گرامی سکان نے ہمپر احسان کیا خواجہ برق
کو رہا کیا ہرکارون کی زبانی یہ بھی معلوم ہوا کہ اسنے اطاعت دین اسلام اختیار کی لہذا تم
مین کوئی ایسا ہو کہ جا کر سکان کو بچائے اور کاؤس نہنگ سوار کو روکے ملکہ سکان پر کوئی
زوال نہ آنے پائے ملکہ مہرخ کی زبان سے یہ پورا کلمہ نہ نکلنے پایا تھا کہ اپنی کرسی پر سے
ملکہ گلگونہ رنگین پوش اٹھین کہا یہ کنیز جائیگی ملکہ مہرخ نے کہا ای گلگونہ تمسے افراسیاب
کو بہت کد ہو ایسا نہو وہ چھپا وقت پر آ جائے ہر چند ملکہ مہرخ نے فرمایا مگر ملکہ گلگونہ نے
کہا اب تو کنیز اٹھ چکی اب نہ جانا میرے واسطے معیوب ہو کنیزون کو آواز دی سپہ سالار
انکے لشکر کا مجنون تیغ بند حاضر تھا حکم ہوا لشکر جلد تیار کرو بارہ ہزار ساحر تیار ہوے ملکہ مہرخ
نے کہا لشکر تو اور لیلو گلگونہ نے کہا آپ کا اقبال ساتھ ہو کچھ فوج کی ضرورت نہین بارہ ہزار
ساحرونکو ساتھ لیکر ملکہ گلگونہ چلین یہان ملکہ سکان خواجہ عمرو کے ساتھ مصروف عیش و
عشرت ہین اور قصد ہوتا ہو کہ طرف لشکر اسلام کے جائین مگر گانے سے خواجہ کے ملکہ

سکان کو سیری نہین آتی یہ بھی چرچہ رہتا ہوا سو وقت بیرون بارگاہ آکر بیٹھی تہین خواجہ بھی کرسی پر
ایک طرف میان برق فرنگی سکان سے باتین کر رہے تہے اتنے مین گرد اڑی کاؤس جادو
ساٹھ ہزار ساحران غدار سے آکر پہونچا کاؤس کا لشکر قریب عملداری ملکہ سکان پڑا اسنے
ایک نامہ ملکہ سکان کو لکھا کہ ای ملکہ عالم تمہارے بزرگون سے اور ہمارے بزرگون سے رسم و مراسم
رہا لیکن آج تمنے بڑا غضب کیا وزیرزادیون ملکہ حیرت کی زخمی کیا قیدیونکو چھین لیا بہتر اسی
مین ہے کہ عیارون کی مشکین باندھکر خدمت شہنشاہ دولت کی لاؤ مین تمہاری خطا معاف
کرادونگا ورنہ سزا ہے کامل دونگا کہ دیکھنے والونکو عبرت ہو ایک ساحرنے یہ نامہ جاکر ملکہ سکان
کے ہاتھ مین دیا ملکہ نے یہ نامہ پڑھکر سر جھکا لیا خواجہ نے کہا کیون حضور خیر تو ہے تب ملکہ
سکان نے نامے کا مضمون سامنے خواجہ کے بیان کیا خواجہ نے نامہ ہاتھ سے سکان
کے لیکر چیر پھاڑ کے پھینک دیا اور ساحر سے کہا شہنشاہ سے جاکر کہدینا کہ ہم سامری و جمشید
پر لعنت کر چکے ہم نمکحرام کے پاس نہ جائینگے جس بیحیا نے اپنے ولی نعمت کو قید کر لیا اسکی صورت
خدا نہ دکھائے ہم ایسے نمکحرام کے ساتھ کبھی نہ جائینگے ساحر کو نکلوا دیا نامے کو چاک کیا ساحر
نے جاکر کاؤس سے کہا ملکہ تو آپ کو دیکھکر ڈری تھین لیکن وہ دبلا پتلا تہا عیار بھی بیٹھا
تہا اسنے بڑا غصہ کیا نامہ سرکار کا چاک کر ڈالا یہ سنتے ہی کاؤس نے طبل جنگی بجوایا ملکہ
سکان نے بھی طبل جنگی بجوایا لیکن خواجہ سے کہ رہی ہین اس بیدین سے مقابلے مین بڑی
مشکل پڑیگی نہایت ساحر زبردست ہے ہمارے ملک کے قریب رہتا ہے خواجہ فرماتے ہین
ملکہ نہ گھبراؤ حیرت سے تو کبھی دبے نہین یہ کیا بیچارا ہے صبح کو سمجھا جائیگا سکان نے کہا خواجہ
ہمارا لشکر بہت کم ہے وہ لشکر بہت لیکر آیا ہے خواجہ نے کہا پروردگار مالک ہے نہ گھبراؤ لیکن
کاؤس نہنگ سوا شام تک بیٹھا رہا رات کو عقاب بنکے طرف لشکر سکان کے چلا
خواجہ عمرو کسی ضرورت کو بیرون بارگاہ آئے تھے انتظام کرتے پھرتے تھے برق فرنگی
در بارگاہ پر دیکھ رہا ہے کاؤس ایک نخل پر آکے بیٹھا عمرو کو جو دیکھا چل گیا کندے باندھکر
گرا عمرو کی کمر مین پنجہ دیا لے اڑا غل ہوا کہ خواجہ عمرو کو کون لیے جاتا ہے برق فرنگی تڑپ کر
دوڑا اتنا تو پلٹ کر کہا اے سکان غضب ہوا خواجہ عمرو کو کوئی لیے جاتا ہے جھپٹا ہوا جاتا

بیٹھا ہوا کہ عقاب استاد کو لیے جاتا ہے جب جنگل مین دیکھا اُسنے دیکھا کہ عقاب ایک
درخت پر بیٹھا ہے خواجہ عمرو پنجے مین دبے ہوئے ہین برق نے چاہا کسی شکل بنکر سامنا
کرون کہ عقاب پھر اُڑا برق خنجر کی صورت بنا ہوا جاتا ہے دیکھا کہ بارگاہ کاوس مین پہنچا
اُتر گیا برق در بارگاہ پر حیران ہو کر کھڑا ہو گیا دیکھا اہل فوج کمیدان رسالدار اندر بارگاہ
کے چلے جاتے ہین برق بھی حاضر ہونا چاہتا ہے اندر جا کر دیکھا کاوس بیٹھا ہے عقاب نے سامنے
عمرو کو ڈال دیا ہے افسران فوج تعریفین کر رہے ہین کاوس کہتا ہے اسی عمرو کے یہ شہرے تھے
اب مین اسکو قتل کرتا ہون برق تڑپ رہا ہے کہ کیسی صورت بنکر کچھ عیاری کرون استاد کو
چھڑا دون مگر کچھ بن نہین پڑتا سب افسران فوج یہ کہتے ہین دہائی شہنشاہ سا راج آپکی کون مقابل
کر سکتا ہے آج آپنے لشکر اسلام کا خاتمہ کر دیا آج تک کسی سے ملا ایسا نہین ہوا کاوس کہتا ہے کون
ایسا تھا کہ عمرو کو گرفتار کرلے یہ تماشے کہانتک یہ کام تھا لشکر اسلام کا خاتمہ ہو گیا اسیکے بھروسے
پر سب لڑتے تھے باغبان و تیمور و بہار وغیرہ اسیکی وجہ سے شریک مسلمانان ہوئے حقیقت
مین مانے کیا کیا عیار مان کیں ہین شہنشاہ کے دل سے مرتبے بتخانے مین بات تو قلیل ہی کی
گریبان سحر چاک ہوا کاوس نے حکم دیا کہ میدان خونی کی اب تیاری کرو اسیوقت وارن استاد
ہونے لگین برق نے جو یہ معاملہ دیکھا بیقرار ہو کر بھاگا سامان ملکہ سکان سیمتن بیٹھی ہوئی روتی
ہین کہتی ہین یارو غضب ہوا خواجہ عمرو گرفتار ہو گئے ہائے مین کیا کرون کہ برق فرنگی آکر پہنچا
لیکن روتا ہوا آیا کہا ملکہ عالم غضب ہوا استاد کو کاوس گرفتار کرکے لیگیا اب قتل کا سامان
ہو رہا ہے اپنے سامنے سے استاد کو ہٹاتا نہین اگر قید کہین کرتا تو مین فوراً عیاری کرتا سکان
نے اسباب سحر جسم پر آراستہ کیا کہا فوج کو تیار کرو مین جاکر اپنی جان دونگی ہائے کیا غضب ہے مین
لشکر اسلام و جان نثار مرد رخاص عام ہوا سیر آفت ہر چند کہ مین سحر مین اسکے ہم سر نہین ہون لیکن
یا جان دیدیا یا اسکو مارا اور خواجہ کو چھڑا لائی کہکر جادو مین پر سوار ہو مین ستارہ بنکر آسمان
پر چلی لشکر سے کہدی کہ تم سب آؤ برق بھی ساحر بنا ہوا لشکر کے ہمراہ چلا اب یہان پر تو
کاوس باہر نکلا خواجہ کو ساحران کشان کشان لیے ہوئے آتے ہین وارث استاد مین جلاد
تیار کھڑے ہین ہر طرف ہی غلغلہ ہے کہ عمرو کو قتل کرو کاوس نے اشارہ کیا عمرو کو جلاد نے

[illegible] یا آپ تیر و کمان لیکر کھڑا ہوا کہ ہرکارے نے آ کر خبر دی حضور لشکر مسلمانان نکلا آتا ہو چاہیے
مین کر [illegible] عمرو کو رہا کرے جا مین سکان نے کہا کیا مجال کیا تاب و طاقت یہ کہکر تیر و
کمان لیا پڑھا گولا جھولی سے نکالا جنگل مین گولا مارا تھوڑے عرصے مین سنے دیکھا کہ ایک
دریا جنگل مین پیدا ہوا جوش مارنے لگا برق جو لشکر کو لیے ہوے پہونچا دیکھا کہ اس پار
قتل خواجہ کا سامان ہے بیچ مین دریا جوش مار رہا ہے ساحران سکان سیتن کو آبرو کا خیال
جانتے ہین وہ دریا دیکھ کے اس پار جا مین جو دریا مین پھاندا موجۂ دریا کی تلوار چلی سر کٹ کر
الگ ہوا حباب بندِ زنادری کرنے لگا لاشہ غرق دریا ہوا کئی سے جادوگر اس پل کو دے
جو گرا دھڑ سے اسکا سر جدا ہوا برق نے جو یہ سانحہ دیکھا سبکو روکنے لگا کہتا ہے یارو تامل کرو
جو گرتا ہے وہ قتل ہو جاتا ہے وہان سامان قتل خواجہ قریب ہاے کیونکر ہو یہان جیسے ہی
کاوس نے قصد کیا کہ تیر و کمان اٹھاؤن عمرو کو تیر ماردون کہ سکان سیتن آسمان آ کے
چمکی عمرو کو جو دار پر دیکھا کہ سکے گری زنجیر کاٹی عمرو کو پنجے مین دبا لیے ادھر کاوس نے
جو دیکھا للکارا کہ او سکان مین نے پہچانا یہ کہکے گولا مارا سکان یا تو اڑتی ہوئی جاتی تھی کہ
آسمان مین ڈوب جاؤن کاوس نے جو گولا مارا گولا پھٹا سکان الٹ گئی زمین پر آئی ہے
لیکن عمرو کو پنجے مین دبائے ہوئے ہے چاہا کہ پھر جست کر کے نکلون کاوس نے دوسرا گولا کھینچ
مارا سکان کا سر بھی زخمی ہوا لیکن عمرو کو پنجے سے نہین چھوڑتی اسی حال مین لڑ رہی ہے کئی سحر
جادوگر مارے جب کاوس سحر کرتا ہے سکان زخمی ہوتی ہے شانہ و پشت و پہلو زخمی نہین چھوڑتی
لیکن عمرو کو کلیجے سے لگائے ہوئے ہے ہر مرتبہ کہتی ہے کہ اے شہنشاہ اہل عیاری آپکو خدا
بچالے مین چاہتی ہون آپ پر سے جان کو نثار کرون جنازہ میرا مذہب اسلام مین اٹھائیے گا
سب سرداران اسلام ساتھ ہون مشہور ہو جاے کہ سکان خواجہ پر نثار ہو گئی خواجہ فرماتے
ہین میرے ہاتھ پاؤن بیکار ہین سحر کاوس کا اتار دو مین چھوٹون تو حرامزادے کو
ماردون سکان کہتی ہے خواجہ مین مہلت نہین پاتی کیونکر [illegible] ساحرونکا بلوہ اس
بچا کے سحر کا زور و شور یہ خواجہ کیا تدبیر کرون کاوس پکار رہا ہے نامردو اسے گرفتار کرو چار
طرف سے ساحر بلوہ کر کے چلے ہین اسوقت سکان کا بلکنا تڑپنا دعا مین مانگنا خوب بہت

بیقرار ہیں حیران ہیں کہ بلوے سے ان نامرادوں کے کیونکر خلاصی ہوگی بلوہ کر کے فوج چلی ہے چاہتی ہے کہ گرفتار کر لیں اسوقت سکان کی بدحواسی گرفتاری کا یقین دیکھ پکار اٹھی اے حلال مشکلات عالم اے رب اکرم میری امداد کر نظم

خدا یار است و ہمراز است و محرم ‏ ‏ خدا محبوب و دمساز است و ہمدم

خدا مشکل‌کشائے جن و انسان ‏ ‏ خدا فتاح باب ہر دو عالم

خدا حاجت روای خلق محتاج ‏ ‏ رفیق است و انیس حالت غم

خدا در کثرت و قلت عیانست ‏ ‏ دہد جلوہ بہر و بیش و بہر کم

خدا موجود در ہر چیز باشد ‏ ‏ بہر وقت و بہر حال و بہر دم

گہے در ذرہ روشن گہ بخورشید ‏ ‏ گہے در قطرہ حاضر گاہ دریم

گہے خندان بگلشن چون گل ‏ ‏ گہے بر سبزہ گریان مثل شبنم

گہے در مملکت گرد سلیمان ‏ ‏ گہ اسکندر گہے دارا گہے جم

گہے در شادی و عیش و مسرت ‏ ‏ گہے اندر بکا و رنج ماتم

ز ہر صورت خدا صورت نماید ‏ ‏ نقاب از چہرۂ انور کشاید

ملکہ سکان سیمتن نے تہ دل سے جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہنچا ایک جادوگر آگیا تھا دام جمشیدی مارا کہ جال میں پھنسا لوں اس مہ جبین کی مشکیں باندھکر سامنے کاوس کے لیجاؤں ملکہ عاجز ہو رہی ہیں پکار اٹھیں اے کریم مجھے بچا لے اس جال سے رہائی پانا غیر ممکن ہے ناگہ ایک برق جال پر گری کہ جال کے ٹکڑے اڑا دیئے جادوگر کا سر اڑ گیا ملکہ نے سر اوٹھا کر دیکھا ایک ابر آسمان پر برنگ گلنار چھایا ہوا ہے اس سے برقیں گرنے لگیں کاوس نے جھلا کر گولا مارا پکاری یہ کون ہے کہ میرے ساحروں کو قتل کر رہا ہے گولہ جو ابر پر پڑا ابر شق ہوا دیکھا عقاب بلند پرواز پر ایک نازنین گلگون پوش سوار ہاتھ ہلا رہی ہے اور انگلیوں سے برقیں گر رہی ہیں جس پر برق گری اسکا سر اڑ گیا بیست بارہ ہزار کنیزیں خوبرو دو دو تحفہ جوڑے بھاری جسم پر ہے اس نازنین عقاب سوار نے نعرہ کیا کہ اے سکان نہ گھبرانا میں ملکہ گلگونہ رنگین پوش ہے کہکر تڑپکر گری اور سکان سیمتن کو آکر سنبھالا خواجہ ہے

گلے میں پڑا اک سر خم ہو گیا ملکہ نے کارد سحر جھینک ماری سینے کو توڑ کر پار گذری طاؤس مر کر گرا صدائے گیرودار بلند ہوئی ایک ابر سیاہ آسمان پر آیا کڑک کے گرا اُسی ابر سے آواز آئی کشتی مرا نام تھا کاؤس نہنگ سوار ہوا ابر میں لاشہ کاؤس کا لٹیا ابر لاش کو لیکر بلند ہوا اُس ابر سے رونے کی صدا آئی کہ زمین تھرائی ملکہ نے یہاں سب لشکر کو قتل کیا مال و اسباب لوٹ لیا خواجہ نے خزانے پر قبضہ کیا چونکہ دن قلیل باقی تھا اُسکی بارگاہ میں آکر اتر پڑی سکان سمیتن کو ہوا دار پر ڈال کے لائے ملکہ گلگونہ نے زخم دوزی کی فوج ملکہ گلگونہ رنگین پوش قاعدے سے اتر پڑی برق و خواجہ بھی آ کر بیٹھے صحبت عیش و جشن آراستہ ہوئی ملکہ گلگونہ بھی سمجھی ہیں کہ نئے کا فوائد کا سامان ہو رہا ہے ملکہ سکان سمیتن کہ انکی زخم دوزی ہوئی ہے یہ بھی سمجھی ہیں خواجہ کے گانے پر عاشق ہیں یہ عرض کیا خواجہ اگر مناسب ہو تو گا دیجیے خواجہ نے سنتے ہی گانا شروع کیا یہ غزل شروع کی نظم

وہ افسون ہے ہماری شعر خوانی
ہمیں ورد شراب ارغوانی
وہ ترک آیا لگا ای آتش گل
عیان ہو جائیگا راز نہانی
بہینگے مثل دریا دیدۂ تر
سلامت ہو دوا اپنی ناتوانی
خدا کے حکم سے ہے قوت نطق
مگر کالے کلو کی ہے گرانی
مرادون ہے آتش خزانہ

جو سنتا گنگ ہو جاتا فغانی
دل عالم ہو عشق حسن داغ
کباب طائران بوستانی
ہوا کوئی نہ ہے اس سے آگاہ
بہینگے ابر ان شمعون کا پانی
رلاتا ہے وصال یار تنہا
کلام اپنا ہے ہاتف کی زبانی
نہیں واقف ہم اُس تیکی کر کر
ہر اک بیت آئین ہے گنج معانی

مبارک ابر کو دریا کو پانی
رہے ہر فرد تیری نشانی
کرینگے یار کو عریان شب وصل
رہی مشتاق گوش یہ کہانی
ارادہ کی صبا مثل ہر کا
[illegible] ہوکرتا ہے پانی
[illegible] ودو لب بوسہ خال
خدا کے واسطے ہے غیب دانی
ملکہ گلگونہ گوش ہوش سُن

رہی ہیں سکان سمیتن ہمہ تن گوش بالکل مدہوش میاں برق بجا رہے ہیں بڑے لطف کی صحبت ہے یکا یک لشکر میں ایک شور ہوا کہ سردار [illegible] بارگاہ میں آئے خواجہ نے پوچھا ارے یار وضیر تو ہے عرض کی صحرا قریب تھا ایک شیر جنگل سے نکل آیا [illegible] بعد ہا آدمی مار ڈالے ملکہ گلگونہ نے کہا یعنی ارے صاحبو یہ شیر [illegible] ملتا ہے دیکھے اُنہ ماشی کا ماردین

جنگل میں بھاگ جائے یہ کہتی ہوئی بڑھی دیکھا شیر قریب بارگاہ آچکا ہے بڑا شیر منہ پر
اُسکے خون ٹپک رہا ہے کئی سو شیر مکان نہنگ کو چیر ڈالا ہے چبا کر پھینک دیا جسپر جا پڑا اسکو
پامال کیا گئی بارگاہ میں گردن ملکہ بکا آگیا تو ملکہ نے کہا او سنگ صحرائی ہمارے سامنے یہ بے ادبی
تجھ اسم سحر پڑھکر دانہ ماش کا پھینک مارا شیر نے وہ دانہ منہ میں لے لیا اور زیادہ تیز ہو کے چلا
جب تو گلگونہ نے کہا اسکو نابود ہون کچھ بال تو ڑ کر پھینکے چند ماران سیاہ قریب شیر کے
پہونچے مگر شیر سے معترض نہوئے جب شیر نے دُم کا ٹلی دی وہ سیاہ زمین پر ہو رہے تھے ملکہ نے
گولہ مارا شیر نے گولہ بھی منہ میں لے لیا او جست کر کے برابر گلگونہ کے آیا ملکہ کو اپنے منہ میں
دبا لیا پر پرواز بلند اکیسے اُڑ کر چلا خواجہ نگہ او رچھے ہوتے کنارے کھڑے تھے پکار کر
کہا یارو یہ شیر صحرائی نہ تھا افراسیاب تھا اے برق کچھ فکر کرتا پلٹ کر سکان کو کہا آپ تو
ہمارے لشکر میں جایئے ہم تلاش میں گلگونہ کی جاتے ہین ایک جانب برق چلا ایک جانب
خواجہ تھوڑی دور جاکر خواجہ نے دیکھا حقیقت مین افراسیاب جادو ملکہ گلگونہ کو منہ
مین دبائے ہوئے اُڑا ہوا جاتا ہے خواجہ جست کر کے آگے بڑھے ایک نخل کی آڑ پکڑ کر صورت اپنی
حیرت جادو کی بنائی سر برادو چیا سا زخم لباس جابجا سے پھٹا ہوا پکار کر آواز دی اے
شہنشاہ آپ کہانسے آتے ہین کس فکر مین ہے کوکب دنورافشان نے لشکر سرا تباہ کیا
مین زخمی ہوکر بھاگی کوکب نے دور تک تعاقب کیا سامری نے بچا لیا مصور وصورت
نگار وغیرہ سب قتل ہوگئے افراسیاب گھبرا گیا فوراً زمین پر اُتر آیا کہا اے حیرت کاؤس ہنگ
سوار کو برائے مقابلہ سکان بھیجا تھا یہ ملام گلگونہ اُسکی مدد کو خود بھی دیو نہ کر کے کاؤس کو
مارا بادولت باغ سیب مین تھے کاؤس کے بر لاش لیکر باغ سیب مین آئے مین اس
ظالم کو پکڑ لایا اس ذلت سی اسکو قتل کرونگا کہ سبکو عبرت ہو سہر کیا سحر گذرا حیرت نے
کہا صرصر عیاری کر کے بہار کو گرفتار کر لائی تھے اُس سے اجتناب خطاب کیا اُنھون نے
جواب سخت دیے بنیہ ارادہ قتل کا کیا کوکب دنورافشان آپہونچے مرشد زادے قتل ہوے
ہر طرف سے رونے کی آواز آتی تھی مین بھی خوب لڑی کوکب کے ہاتھ سے زخمی ہوئی
افراسیاب نے زانو پیٹ لیا کہا ہائے مرشد زادہ مارا گیا برادر قدرت

کا خون زمین پر گرا کہین قیامت نہ آجائے بڑا غضب ہوا ہین کوکب و نور افشان جادو
کو گھسکر یا ذرا گا حیرت نے کہا او نگوڑے آتے ہین ہوشیار ہوجایئے افراسیاب اُدھر دیکھ رہا تھا
حیرت تھی اس نے حلقہ ہای کمند گلے مین ڈالدیے حباب مارا کہ افراسیاب جادو بیہوش ہوا
گلگونہ چھوٹ کر افراسیاب کے ہاتھ سے الگ گری مگر سمجھے کہ افراسیاب گرے بیہوش
ہے عمرو نے کمند پھینک کر تاج افراسیاب کا لیا چادر بچھا کر پشتارہ گلگونہ کا باندھا
پشتارہ بھاری ہے خواجہ نے بمشکل پشتارہ اُٹھایا لنگر بھاگے مگر چلنے سے مجبور کہین
گھٹنے ٹیک ٹیک دیتے ہین کہین پر نخل ٹھہر گئے بڑی مشکل سے خواجہ راہ طے کر رہے ہین
صحرا کا سناٹا کہین آدمی کا نام ونشان نہین سر اُٹھا اُٹھا کر دیکھتے ہین کہ خدا خیر کرے تو برق
آجائے وہ بھی شریک ہو کہین آدمی کا نام نہین کوئی کوس بھر راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا صحرا مین
ایک نالہ ہے تھوڑا سا پانی بہ رہا ہے خواجہ عقل سے سوچے کہ پھاند کر نکل جاؤن گا پشتارے کو
دوش پر سنبھالا بمشکل جست کی چند قدم کا نالا تھا لیکن خواجہ بیچ مین گرے پانی سے آواز
آئی او ساربان زادے تیری مکاریون سے دل کباب ہوگیا منم ملکہ ماہیان زمردپوش
عمرو نے دیکھا نالا ہے نہ پانی ہے ریتی پر مین پڑا ہون پشتارہ گلگونہ کا الگ پڑا ہے ایک
پانون سو سو من کا معلوم ہوتا ہے اُٹھا نہین جاتا ہے ماہیان کھڑی ہوئی گالی باندھ رہی ہے
عمرو نے سلام کیا کہا نانی امان آپ کو اسقدر غصہ ہم لوگون پر مناسب نہین ہم تو آپ کے
تابعدار ہین ماہیان نے کہا او نگوڑے موئے موذی کاٹے جہان تو نے میرے بچے
کو بیہوش کیا مین اسی مقام پر آ کھڑی ہوئی ہون کہ تو بھلا وہ سے بھاگ کر نکل جاتا ہے خواجہ
نے کہا نانی جان بڑے بڑے ساحر سنیے دیکھے آپ ایسے چست وچالاک میری نگاہ سے
نہین گذرے میری افراسیاب سے صفائی کرا دیجیے مین قدمون پر گردن بیشک میرے
ہاتھ سے بڑے بڑے ساحر مارے گئے ہین منفعل ہون معاف فرمایئے اپنی خدمت مین مجکو
لیجیے اسد کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دون مہرخ و بہار وغیرہ کو مشکین باندھکر لاؤن طلسم
نور افشان تباہ کر دون لیکن آپ مجھپر مہربان ہین تمام عالم کو درہم برہم کر دون ماہیان
نے کہا او ساربان زادے مجھے بھی افراسیاب سمجھتا ہے تیرے رگ و ریشے مین مکاری ہے

مین تیرے ان فقرون مین نہین آؤنگی آج تمکو اور اس گلگونہ کو پردۂ ظلمات مین لیجاتی
ہون ایسے مقام پر قید کرون کہ تڑپ تڑپ کر مرو اتنے خواجہ کی آنکھین جوش و خروش مین آئین
کہا او بیہودہ کیا بکتی ہے جس ملک مین قید کریگی اُس شہر کی تباہی کا وقت آگیا ماہیان نے
کہا دیکھون تو اب کیونکر رہائی پاتا ہے یہ کہکے آواز دی اُسنے نگہبان طلسمی جلد حاضر ہو دیکھا ایک
فولادی تیلا ماہیان کے سامنے آیا ماہیان نے کہا ارے نگوڑے تجھے کچھ شہنشاہ کی بھی
خبر ہے فلان صحرا مین بیہوش پڑے ہین جاکر ہوشیار کردے اور یہ خبر سُنادینا کہ ملکہ ماہیان
نے عمرو و گلگونہ کو گرفتار کرلیا تم باغ سیب مین جاؤ مین ان دونون کو سرحد ظلمات مین
لیے جاتی ہون ملکہ تاریک ظلمات پسند کا شہر ہے وہانسے تا قید حیات رہائی نہ پاینگے
ماہیان ملکہ گلگونہ و خواجہ کو لیکر روانہ ہوئی تیلے نے آکر افراسیاب کو ہوشیار کیا کہ اے
اُٹھے افراسیاب اُٹھا مگر غصے مین کانپتا ہوا چاہا اُٹھکر ایک طمانچہ مارون تیلے نے دست بستہ
عرض کی مجکو ملکہ ماہیان نے بھیجا ہے مین خود نہین حاضر ہوا گلگونہ و عمر کو ملکہ عالم طرف
پردۂ ظلمات کے لیگئین افراسیاب اُٹھکر طرف باغ سیب کے روانہ ہوا جب باغ مین آیا
انیسین جلیسین مصاحبین دوڑین افراسیاب آکر تخت پر بیٹھا حیران ہے کہ یہ کیا امر گذرا
کہ ماہیان زمرد پوش آکر سوچی افراسیاب نے کہا کیون نانی جان گلگونہ و عمرو کو کیا
کیا ماہیان نے کہا سرحد پردۂ ظلمات مین ملکہ تاریک ظلمات پسند کہ میری کنیز خاص محرم اخلاص
ہے ہمیشہ میری خدمت مین رہی وہ ایسی حفاظت کریگی کہ تا قید حیات رہائی نہ پاوینگے افراسیاب نے
کہا عمرو و دغا باز ہے مجھے خوف آتا ہے کہ پردۂ ظلمات مین نہ دھنسے لگے ماہیان نے کہا کیا مجال
آٹھوین دن سن لینا کہ دونون تڑپ تڑپ کے مرگئے ماہیان چلی گئی افراسیاب گلگونہ پر
جان دیتا ہے برائے ملاقات تاریک ظلمات پسند چلی یہان خواجہ و گلگونہ کی جو آنکھ کھلی
اپنے کو ایک مکان تنگ و تاریک مین پایا ایک عورت سامنے کھڑی ہے بڑا سا قد سیاہ فام
پائجامہ جھول بائین ہاتھ پر پڑی ہے کہتی ہے وسارینان زادے تو لے شہنشاہ پر رہا تنگ
جتنین کیے کہ آخر بیچارہ ماہیان اس سرحد مین لائین ہزارون گنہگار یہان آکر مرگئے کسیکو خبر بھی
نہ ہوئی کہ کون قید ہوا کیونکر مرگیا یہان کے مردے دفن کیے جاتے ہین نہ جلانے کا حکم نہ گور نہ کفن

ٹانگ پکڑ کے کھینچا اور پھینکا یا زاغ و زغن لاش کو کھا لیتے ہیں اب تم طعمۂ زاغ و زغن ہو گئے
عمرو نے کہا ملکہ عالم ذرا بیٹھ جائیے آپ تو حسن و جمال میں یکتا ہیں آپکی صورت کی ساحرہ
ہماری نگاہ سے نہیں گذری **تاریک** نے کہا میں نہ چھونگی باتیں نہ بنا مجھے مرد کے نام سے
نفرت ہے چالیس جلشنین میرے پاس ملازم ہیں اُنسے کچھ شغل ہو جاتا ہے یہ کہکے چلی گئی تاریک
آکر اپنے مکان میں بیٹھی کنیزان سیاہ رو تیرہ دروں سامنے حاضر ہیں چالیس جلشنین عمدہ کپڑے
پہنے ہوے خدمت میں حاضر ہیں شراب بٹتی ہوتی پی رہی ہے طنبورہ چھیڑکر آپ ہی گاتی بجاتی
ہے جلشنین تعریفیں کر رہی ہیں کہ آسمان پر لکہ ابر سیاہ اُٹھا ابر قریب آکر ابر پھٹا **تاریک** نے
دیکھا بڑے بھائی صاحب آتے ہیں **روسیاہ جادو** تاج سر پر پہنے ہوے اکیلا تخت کو
اُڑائے ہوے آیا **تاریک** نے اُٹھکر سلام کیا **روسیاہ** نے دعا دی آکر مسند پر بیٹھا کہا
کیوں ہمشیرہ میں نے سُنا ہے بی **گلگونہ** تمھارے پاس آکر قید ہوئی ہیں **تاریک** نے کہا ہاں برادر **عمرو**
و گلگونہ دونوں آکر قید ہوے لیکن تم نے کیوں پوچھا **روسیاہ** رونے لگا کہا ہمشیرہ کئی سال
کا زمانہ گذرا جب شہنشاہ نے اسکو جرم عشق پر قید کیا اتفاق سے میرا بھی گذر ہو گیا دیکھکر
اس ظالم کو مر گیا کئی برس ہوے مجھکو ہجر جھیلتے ہوے جان پر کھیلتے ہوے اب میں نے خبر
پائی کہ وہ آنکر میری ہمشیرہ کے پاس قید ہوئی آج مجھکو چین نہ پڑا یہ کہکے **روسیاہ تاریک**
کے قدموں پر گر پڑا کہا ہمشیرہ میری زندگی تمھارے ہاتھ ہے ایک نگاہ دیکھ لوں ہاتھ جوڑوں
قدموں پر گروں اگر وہ راضی ہوگی تو میری زندگی ہے ورنہ موت کا سامنا ہے اس طرح بلک بلک کے
روسیاہ نے یہ حال بیان کیا **تاریک** کا بھی دل بھر آیا تسکین دینے کو کہا بھیا میں اُسے
بلا دونگی تمھارے پہلو میں بٹھا دونگی میں بھی اُس پر تاکید کرونگی کہ تم کو قبول کرے
روسیاہ نے کہا پھر بلوایے مجھکو اُسکا جمال جہان آرا دکھایے میں عذر کروں شاید
وہ سرکش مان جائے اگر نہ مانے تو میں اپنے کو اُسکے سامنے ہلاک کروں وہ بھی جان لے کہ
عاشقان صادق ایسے ہوتے ہیں **تاریک** نے کہا بھیا میں ابھی بلواتی ہوں قیدخانے
میں تمھارا جانا بہتر نہیں **عمرو** ایسا مکار وہاں موجود ہے ایسا نہو کچھ فتور کرے میں یہیں اُسکو
بلواتی ہوں یہ کہکے آواز دی ارے **ظلمات تاریک بخت** کو بلا دو وہی نگہبان زندانخانہ ہے

اُسکے اختیار مین قیدیون کا آب و دانہ ہے چاہتی ہے کنیز بلا نے ظلمات کو جائے کہ آسمان سیاہ ہوا سب دیکھنے لگے افراسیاب جادو تخت پر سوار چلا آتا ہے سب کھڑے ہوگئے تاریک نے روسیاہ سے اشارہ کیا اے برادر اتو شہنشاہ آگئے روسیاہ خاموش ہو رہا لیکن کلیجہ دھڑکنے لگا افراسیاب آکر پہونچا تاریک نے قدمون کو بوسہ دیا افراسیاب تخت پر آکے بیٹھا تاریک نے پوچھا اے شہنشاہ آج کیون تکلیف فرمائی سار بان زادہ قید ہے آج آٹھوین روز لاش دیکھ لیجئے گا سر خدمت مین بھیجونگی افراسیاب نے کہا اے تاریک کیا کہون کتنے سال گذرے کہ مین گلگونہ پر عاشق ہون عمرو نے اُسکو چھپا لیا اسکی وجہ سے کئی مزاج گہوارون سے بگڑی مگر دل نے نہ مانا آجتک وہی جوش و خروش ہے مین نے خود جا کر لشکر مین گرفتار کیا راہ مین عمرو نے مجھکو بیہوش کیا لیکن تاج امان نے بڑا کمال کیا نا بینے مل مخفی ہوکر عمرو ایسے مکار کو دھوکا دیا دونون کو گرفتار کر لیا اُنکی راے مین یہ آیا کہ سرحد ظلمات مین قید کرین تمھارے سپرد کیا ہے اے تاریک مین اسواسطے آیا ہون کہ رضامندی اُسکا سامنا کرونگا وہان کئی مرتبہ گیا کیا کہون کہ مین نے کیا کیا کیا اُس ظالم نے سوا انکار کے اقبال نکیا لہذا انکو مناسب یہ ہے کہ اُس ظالم کو میرے واسطے راضی کرو تاریک نے طرف روسیاہ کے اشارہ کیا کہ سنتے ہو شہنشاہ کا کیا حال ہے روسیاہ نے جواب دیا وہ سرکش مجھسے راضی ہو جاے پھر شہنشاہ بکاکرین تاریک نے سر جھکا لیا افراسیاب سے کہا کل شہنشاہ تشریف لائین لونڈی اُسے راضی کر رکھیگی کیا مجال کہ میرا کہنا قبول نکرے افراسیاب سے تاریک نے چٹکی کرلی کہ مین رضامند کردونگی کیا مجال ہے کہ میرا کہنا نہ مانے یہ پردہ ظلمات ہے یہان کسیکی سرکشی نہین چل سکتی افراسیاب تو روانہ ہوگیا روسیاہ سے تاریک نے کہا اے برادر سبحال تخنا اب کیونکر ہو سکتا ہے کہ مین تمھارا سامنا کراؤن دو چار روز صبر کرو اگر افراسیاب کو نہ منظور کریگی تو تمھاری تقریب کرونگی تمھارے پہلو مین بٹھادونگی تم ایسا جوان اُسکی نگاہ سے نہ گذرا ہوگا روسیاہ یہ باتین سنکر رنجیدہ اُٹھا اپنے قصر مین آیا مُنھکر سوچنے لگا جی مین کہتا ہے کہ اے روسیاہ ہمشیرہ نے تو یہ باتین کہدین لیکن وہ سپردی واسطے شہنشاہ کے کریگی میرا ذکر کا ہیکو ہوگا اپنا کام اپنے ہاتھ سے

کرو یہ ثابت ہو چکا ہے کہ قید خانے کے دروازے پر کوئی نگہبان نہیں رہتا وہاں جانا کیا مشکل
ہے یہ سوچکر پرواز پیدا کیے سحر میں طاق شہرۂ آفاق قریب قصر زندان آیا اب منظور ہوا اندر
جاؤں یہاں **خواجہ** و **گلگونہ** باتیں کر رہے ہیں **خواجہ** قیدخانہ میں موت نیکر ہم آئے ہیں
تاریک کا بھائی **روسیاہ** مدت سے عاشق ہے اگر اُسنے کنڈی پینے جواب صاف دیا وہ
وہ ضرور فساد برپا کریگا **خواجہ** فرماتے ہیں خدا کرے وہ ہی بچیا آئے کوئی صورت رہائی کی تو
نکلے ملکہ **گلگونہ** کہتی ہے **خواجہ** وہ بچیا بڑا ظالم ہے نہیں معلوم کیا فتور برپا کریگا خدا اُسکی عزت
سے بچائے وہ بلا سے روزگار ہے یہ باتیں تھیں کہ دروازہ قیدخانہ کا کھلا دیکھا **روسیاہ** اکڑتا
ہوا سامنے آیا **گلگونہ** دیکھکر کانپنے لگیں **روسیاہ** بیٹھ گیا ہاتھ باندھکر قدموں پر گرا کہا
اے شہنشاہ اقلیم حسن و جمال اے ماہ آسمان کمال میں آپ کا شیدا ہوں اس غلام کو سرفراز
فرمایئے کئی سال مجھکو ہوئے راتیں ہجر کی کاٹے نہیں کٹتیں تڑپ تڑپ کے سحر کرتا ہوں آپکے
ہجر میں مرتا ہوں میں تو غلام ہوں بقول شاعر فرد کیونکر ہوائے وصل صنم دل سے جائیگی
عادت بگڑ گئی ہے یہ مشکل سے جائیگی ۔ تو مجھسے صبر نہیں ہو سکتا کل شہنشاہ بھی تشریف
لائے تھے میری بہن **تاریک** کو سمجھا گئے ہیں کہ ہمارے واسطے ملکہ **گلگونہ** کو راضی کر دیں میں نے
بھی یہی چاہا تھا کہ اُسکی معرفت آپ سے ملوں اُنکو تامل ہے میں نے اپنے دل سے کہا میں خود آپکے
محبوب مطلوب پاس جاؤں حال دل بیان کروں دیکھوں کیا حکم ہوتا ہے ملکہ **گلگونہ** نے کہا
کیا بیہودہ بکتا ہے ایسے ایسے خیال محال دل سے نکال ڈال اگر تجھکو یہ ناز ہے کہ تیری بہن کے پاس
قید ہیں تو قتل کر کہ ہم اس کشاکش سے چھوٹیں ایسے کلمات منہ سے نہ نکال **روسیاہ**
بگڑنے لگا جب تو **خواجہ** نے پکار کر آواز دی میاں **روسیاہ** صاحب آیئے آپ معشوق سے
کیسی باتیں کرتے ہیں **روسیاہ** نے پلٹ کر دیکھا ایک شخص دبلا پتلا حقیر ذلیل ہتھکڑیاں بیڑیاں
پہنے بیٹھا ہے قید آہن کے سبب سے ہل نہیں سکتا **روسیاہ** قریب **خواجہ** کے آیا کہا اے
شخص کیا بکتا ہے **عمرو** نے کہا آپ اس کوچہ سے بالکل نابلد ہیں معشوق اپنی زبان سے اقرار
کرے کہ ہم وصل پر راضی ہیں آپ میری ہتھکڑیاں کاٹ دیں میں ابھی ملکہ کو راضی کر دوں روسیاہ
نے کہا تو کون شخص ہے **عمرو** نے کہا میں نے گود میں کھلایا ہے آپ کا ذکر تو اکثر کیا کرتی ہیں مجھ

فرمایا تھا کہ پردۂ ظلمات میں ایک ہمارا عاشق صادق ہے روسیاہ اُسکا نام ہے وہ دلسے ہمسے
محبت کرتا ہے افراسیاب کو نہ قبول کرینگے اُسکے یہان جاکر رہینگے صاحب ملک ومال ولیاقت
وجاہ وجلال سب کچھ اُسامری نے مرحمت فرمایا ہے ملک اپنا ہمارے قدموں پر نثار کردیگا روسیاہ
نے کہا میان کھلاے صاحب سچ کہتی ہو عمرو نے کہا سامری وجمشید کی قسم ہے کہ اکثر یہی ذکر
آیا ہمیشہ آپ کی تعریف کرتی ہیں صاف تو یہ ہے کہ آپکے نام پر مرتی ہیں روسیاہ نے
نے کہا تم کیون قید ہوے عمرو نے کہا ملکہ کے ساتھ تھے ہم بھی پکڑ لیے گئے ہمیری تاکید ہے
کہ ملکہ کو راضی کرو ہم جان دینگے مگر تمھاری طرف سے کہینگے تم قدرشناس فلک اساس ہو
ایسی تعریفین خواجہ نے کین کہ روسیاہ کا چہرہ سُرخ ہوگیا کہا میں تجکو وزیر کرونگا بلکہ ہمیشہ
تمھاری غلامی کرونگا عمرو نے کہا کہ میں بھی آپ کو خوب راضی کردونگا یہ سنکر روسیاہ نے ہتکڑیان
بیڑیان عمرو کی نکالین اب تو خواجہ ہنستے ہوے اُٹھے کہا میان روسیاہ اب اپنے گھر میں معشوق
کو لیچلو مگر ملکہ کو دلھن بننے کی حسرت ہے ہم تمکو دولھا بنائینگے تمھارے سر پر بھاری سہرا
باندھینگے ایسی باتین خواجہ نے کین کہ روسیاہ بھول گیا خوشی میں پل کر رہا ہے اپنے
جی میں کہتا ہے کیا دوست ملا اسکی وجہ سے معشوق راضی ہوجائیگا یہ اُسکا کھلایا ہے
عمرو اُٹھکر طرف ملکہ گلگونہ کے چلے روسیاہ سے کہا آپ منھ پھیر کر بیٹھے روسیاہ منھ پھیر کر
بیٹھا اب خواجہ پاس گلگونہ کے آئے اشارہ کیا گلگونہ بیٹھی جادو خواجہ نے کہا اے ملکہ عالم
وقت رہائی آگیا یہان سے نکل چلوگی یا اسی روسیاہ سے کہونکہ ہمکو بھی بچا دو ملکہ نے فرمایا
یہ راہ پردۂ ظلمات ہے اسطرف مجھے کبھی آنیکا اتفاق نہیں ہوا مگر نکل چلینگے خواجہ عمرو
نے زبان سے گلگونہ کے سوزن نکالی ملکہ نے سحر کیا کہ سب قید ٹوٹ کر گری خواجہ نے زنبیل
سے گلابی نکالی ایک جام لبریز کرکے سامنے روسیاہ کے لائے کہا لو ملکہ عالم نے اپنی جھوٹی
شراب تمکو دی ہے روسیاہ نے دونون ہاتھ پھیلا دیے جام لیکر پی گیا پیکر گھر ایا اپنے مقام
سے اُٹھا اُٹھتے ہی گرا گرتے گرتے بیہوش ہوا خواجہ نے روسیاہ کو اپنی صورت بنایا گنڈا
گلے میں ٹھونسدیا گلگونہ و خواجہ قیدخانے سے نکلے ملکہ نے ایک تخت بنایا اُس پر آپ بھی
سوار ہوئی خواجہ کو بھی سوار کرلیا تخت اُڑاتی ہوئی لیکر چلی قصہ اسد کار

تاریک ظلمات پسند بیٹھے بیٹھے سوچی کہ جاکر گلگونہ کو واسطے افراسیاب کے سمجھاؤں
قیدخانے پر آئی دروازے پر آتے ہی دیکھا گلگونہ تو نہیں ہے عمرو بیہوش پڑا ہے اندر آئی
آتے ہی ایک لات ماری کہ او ساربان زادے اُٹھ بتلا گلگونہ کہاں گئی جب دو تین لاتیں ماریں
تب روسیاہ گھبرا کر اُٹھا گلے میں گنبد ٹھسا ہوا تھا بول نہیں سکتا غین غین کہنے لگا تاریک
نے اور دو چار طمانچے مارے کہ ارے دیوانے بولتا نہیں یہ اشارے کرتا ہے تاریک نے چلا کر
بلانا شروع کیا تاریک جو غصے میں چیخی پانچ چار کنیزیں دوڑی ہوئی آئیں کہا واری کیا ہوا
تاریک نے کہا یہ نگوڑا بولتا نہیں گونگا بنگیا ایک کنیز نے کہا دیکھیے کیسا گلا پھولا ہے گلے کا جو [illegible]
لیا روسیاہ نے منہ کھول دیا ایک کنیز نے ہاتھ ڈالکر گنبد نکالا گنبد کا نکلنا کنیزوں نے بھی
دو چار طمانچے مارے روسیاہ اُٹھکر بیٹھنے لگا کہا ہمشیرہ صاحبہ آپ نے مجھکو اسقدر مارا کہ میرا
منہ سوج گیا تاریک نے کہا بھڑوے مکار اب بھائی بنتا ہے بتلا کہ گلگونہ کہاں گئی روسیاہ نے کہا
حضور آپ مجھے نہیں پہچانتی میں آپکا بھائی روسیاہ ہوں عمرو مجھکو بیہوش کرکے ڈال گیا آخر روسیاہ کا
منہ دھلایا تب معلوم ہوا کہ روسیاہ جلوہ ہے تاریک نے کہا بھائی صاحب یہ کیا ہوا پھر روسیاہ نے رو رو کر
سب حال بیان کیا اور کہا میں عمرو کو کبھی دیکھا نہ تھا اُسنے مجھسے کہا کہ بی گلگونہ کو کھلایا ہے یہی
میں نے دھوکا کھایا اُسنے مجھکو شراب پلا کر بیہوش کیا دونوں نکل گئے تاریک نے کہا اے
روسیاہ تمھاری تقدیر میں ذلت لکھی تھی کنیزوں کے ہاتھ کے تھپڑ کھانے سیر ہے پیٹ بھی بدنامی
ہوئی لیکن یہ سرحد ظلمات ہے کیا نکل سکتی ہیں میں ابھی جا کر لاتی ہوں صحرائے ظلمات میں بھٹک
رہے ہونگے صحرائے ظلمات وہ مقام ہے کہ سامری نے اُس صحرا میں دھونی لگائی دھوئیں سے
جنگل سیاہ ہوگیا کسکی مجال ہے کہ وہاں تک کا چلے [illegible] وہ [illegible] گلگونہ بڑی ساحرہ
[illegible] ست ہے مگر کیا مجال کہ اُس بیابان کو طے کرے [illegible] تاریک چلی روسیاہ نے کہا میں بھی چلوں
تاریک نے کہا تم نہ جاؤ ایسا نہو کہ اُسے دیکھکر [illegible] تمہارے عشق نے [illegible]
[illegible] میاں کو [illegible] دعویٰ [illegible] نہیں [illegible] خلاف
ہوا تمھارے مقدمے میں کچھ نہیں کہ [illegible] اور کوئی کرتا تو میں اُسکو خدمت میں [illegible]
کی [illegible] کردیتی روسیاہ نے کہا میں ضرور جاؤنگا میں آپ کو اکیلا اُسکے مقابلے میں کیونکر جانے دوں

ایسا نہ ہو کہ آپ پر کوئی زوال آجائے وہ ساحر زبردست ہے تاریک نے کہا لاکھ زبردست ہے
لیکن یہ مقام سرحد پردۂ ظلمات ہے کیا مجال کہ یہاں سے گذر سکیں یہ کہکر تاریک چلی رو سیاہ
بھی ساتھ ساتھ چند کنیزیں بھی ہمراہ ہولیں بڑے جوش وخروش میں تاریک و روسیاہ دوڑے
ہیں لیکن ملکہ گلگونہ خواجہ کو ساتھ لیے ہوئے تخت کو اڑائے ہوئے جاتی ہیں کوئی دو کوس اسے
گئے کیا تھا کہ ایک صحرا نظر آیا سارا جنگل دھوئیں سے بھرا ہوا ہے گلگونہ نے کہا خواجہ یہ صحرائے
ظلمات معلوم ہوتا ہے خلا اس سے لسان دو اکثر زبانی افراسیاب کی سنا کہ صحرائے ظلمات
سے نکلنا دشوار ہے خواجہ نے کہا میں آئے جاؤں اور کسی راستے سے جاؤں گلگونہ نے کہا
خواجہ یہ سب مقام سحر بند ہے کیونکر اس سے نکاسی ہوگی آپ اگر جانے کا ارادہ کرینگے تھک
تھک کر اسی جنگل میں رہ جائیگا سب طرح مشکل ہوگی گلگونہ نے تخت بڑھایا دھوئیں میں تخت کو
ڈھونڈا تخت کو ٹھہرا کر آواز دی اے نیلم و فیلم ہمارے نکل جانیکی تدبیر بتاؤ ہماری نکاسی دشوار
ہے دیکھا صحرا میں سے دو جوان سبزہ رنگ سفید لباس پہنے ہوئے آکر حاضر ہوئے عرض کی کہ غلام
آگے بڑھتے ہیں ہم اپنی جان سرکار پر فدا کرینگے ہمارے عقب میں چلی آئیے یہ کہکے دونوں جوان
تلواریں چمکاتے ہوئے آگے بڑھتے چلے یہ دونوں جوان دھوئیں میں داخل ہوئے ایک آواز
مہیب آئی دھواں داہنے بائیں ہٹ گیا بیچ میں ایک سڑک سی پیدا ہوئی گلگونہ نے کہا خواجہ
آپنے ملاحظہ کیا یہ آپکی کنیز کی تدبیریں ہیں اب آپکو کوئی نہیں روک سکتا ملکہ نے تخت بڑھایا
جو راستہ ظاہر ہوا تھا اسی راستے پر چلیں وہ جوان آگے آگے تلواریں چمکاتے ہوئے جاتے ہیں
دس قدم تخت سے آگے بڑھتے ہوئے تھے تھوڑا ہی راستہ طے کیا تھا دیں پہلو میں تخت کے ایک
اُسپر ایک طائر بیٹھا تھا طائر اپنے مقام سے اڑا اور سر پر دونوں کے سایہ ڈالتا ہوا نکل گیا
سب سایہ طائر کا ان دونوں کے سر پر پڑا نیلم نے کہا کیوں فیلم طائر آکر نکل گیا تم کیوں نظر نہ
کیا فیلم نے کہا کیوں دیوانہ ہوا ہے اڑتے ہوئے طائر کو کیونکر پکڑتے اس طرح یوں دیکھکر
ہوش اڑ گئے نیلم نے کہا او فیلم تیری کچھ شامت آئی ہیں ہوش اڑتا ہے ساتھ اور غصے کرتا ہے میں
گرفتار کر لیتا اتنا نیلم تو تھے مار ادو دونوں میں جھگڑا ملکہ گلگونہ یہاں ہاں رہی ہیں کہا
یہ آپس میں لڑتا کیسا آپس میں نہ لڑو جونہی ملکہ گلگونہ منع کرتی ہیں آپس میں لڑ رہے

ملکہ عالم میں اسطور سے شراب پلا دون کہ اگر جیتی ہو تو پی جائے ساقی گری کہ ذات سیکو باقی نہ
چھوڑون عروس نے اپار کرکہا آج ہی گلعذار ساقی ہونگی کوئی باقی نہ رہیگا ایسا ہی شراب کی
محفل میں رکھی ہین گلعذار تعلی نے اُن سبکو اولٹ پلٹ کے بیہوشی ملائی گھنگرو پانون مین باندھ ترنم
کا سہ پر گاتی ہوئی بتاتی ہوئی سامنے عروس کے آئی عروس نے اُس جام کو گلعذار کے
ہاتھ سے بعد جوش سرور اپنے ہاتھ مین لیا جو منھ لگائے وہ جام سیاہ ملکہ گلگونہ کے پیش کیا
گلگونہ نے از انتہائے انجام پی لی اب تو خواجہ نے دوسرا جام عروس کے سب اول تو دینا
گنگرے ہو کے کچھ اشعار گائے عروس شراب پی گئی اب تو خواجہ نے دورہ شراب کا شروع کیا
جو طریقہ خواجہ کا سی لیکن گلگونہ جو یہ جام حسرت پیا چہرہ سرخ ہوا آنکھیں اُبل آئیں گھبرا کے اُٹھ بیٹھی
عروس سے کہا کیوں صاحب یہ ہو سکتا ہے کہ شہنشاہ کو بلواؤ چاہے اُنکے صفائی ہو جائے عروس
نے کہا آپ نہ گھبرایئے مین آپ کو لیچلونگی چلتے ہی صفائی کرا دونگی یہ نہیں ممکن ہے کہ مین عرض کرون
اور شہنشاہ اُسے قبول نہ کرین عمرو ان کلمات کو سنکر گھبرا گیا جی مین کہتا ہے اگر مین نہ آیا تو
ملکہ کی عصمت مین فرق آتا عجب حال ہے جیسے اچھے عاشقان صادق ہوتے ہین وہ مزاج کا حال
و سبب اعروس سی تقاضا ہے کہ ملکہ عالم اب چلو چاہے اُنکے صفائی کرادو اب کہا ابتک
فراق نصیب رہے اپنے عاشق کے قریب رہیں عمرو تو اس تردد مین شراب پلانے کی جلدی
کر رہا ہے خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو گلگونہ دشمن ہو جائے تھوڑے ہی عرصے مین خواجہ نے
سب کو شراب پلا دی گلگونہ نے گھبرا کے کہا اے ملکہ عروس چلو خدمت مین شہنشاہ کی جاتی
ہون مجھسے بڑی خطا بن سرزد ہوئی ہین خواجہ نے آخر کو بڑھ کر ایک جام آخری دیا وہ بیہوشی گلگونہ
کو بھی پلادیا عروس اپنے مقام سے سنبھل کر اُٹھی کہا چلو خدمت شہنشاہ مین چلیں صفائی ہو جائے
گلگونہ و عروس باہم اُٹھیں لڑکھڑا کر گریں بیہوش ہو گئیں کنیزیں جو باقی بچی تھیں جو
اُٹھی گری تھوڑی ہی دیر مین سب گر کر بیہوش ہو گئیں عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ عمرو لنتیف مصنف

میرا نام ہے خواجہ خواجگان	عمرو ذی حشم ہے تمنا ہیں ان	مری نسل سے ہے ملک پیدا ہوا
مرے نام پر عقد شیدا ہوا	اُڑاتا ہون کفار کے مین دھوئین	بھگاتا ہون دشمن کو بےغم کو مون
ہلاکت ہے گلشن قیل و قال	مری چال سے ہے صبا پائمال	فلک کی بھی گردش کا سامان ہوا

اسیر عرب شیر بیدرد کا نعرہ کرنا اول خواجہ عروس	مراقبہ دیکھنا نامدار کر آقا سمار اجبا گمبیر مے	نقصان قامری گرد باد پوش کا بھی فتح و نصرت کی تدبیر سے

پہنا ہوا زیور اتار کر اسکو قتل کیا انکے بدن کے کپڑے اتارنے لگے اور قتل کرنے جاتے ہیں کہ گلگونہ
ہوشیار ہوئیں ہوشیار ہوتے ہی خواجہ کے قدموں پر گر پڑیں کہا خواجہ تمنے بڑا احسان کیا
جسوقت سے مینے اس مکارہ کی صورت دیکھی تھی دل کہتا تھا یا یہ قدموں پر افراسیاب
کے گرون آپ نے میری آبرو و عصمت بچالی بلکہ مرنے سے عروس شب اول کے باغ جلوہ کا
وہ صحرائے سبزہ دار بھی جسکا خواجہ لوٹ مار کرتے ہیں بڑے عرصے کے بعد اس باغ ویران پایا
زاغ و زغن کی آوازیں آتی ہیں وہ صحرا بھی جلکر خاک ہو گیا گلگونہ کہتی ہیں خواجہ نکل چلو تم
ساحرہ کو تمنے مارا خواجہ فرماتے ہیں ملا دو چار کوڑی کا روزگار تو کرلیں جب لشکر میں جاسینگے
صاحب پوچھینگے اتنے عرصہ کے بعد آئے ہمارے واسطے کیا لائے اصل تو ادا ہونا دشوار ہے سود تو
ادا ہوتا رہے غرض کہ خواجہ بارہ دری میں گئے وہاں کا بھی فرش و فروش لیا اب خواجہ گلگونہ
جاتے ہیں کہ روانہ ہوئے اقتضائے کارستاریک ظلمات پسند غصے میں چلی تھی اول صحرائے
دخانیہ میں پہنچی دیکھا صحرا صاف پڑا ہے کہیں دھوئیں کا نام نہیں ایک مقام پر آکے دیکھا
لاشہ دخان سیہ رو کا پڑا ہے کہا اے روسیاہ بڑے غضب کی بات ہے گلگونہ دخان
کو مار کر نکل گئی روسیاہ نے کہا جلدی چلو ایسا نہو وہ نکل جائیں کہا اے روسیاہ دخان
بھی ایسا نہ تھا لیکن نہیں معلوم کسوجہ سے مارا گیا تھے چلے سبزہ دار کی مالکہ عروس ہے اسکی
بھی سیر [illegible] نہ دیکھی ہو گی یقین ہے اسنے گرفتار کیا ہو صحرائے دخانیہ سے نکلی تھی کہ آسمان
پر خورشید [illegible] پڑتا ہے [illegible] پہنچے وہ جاتے ہیں زبان پر انکی یہ لفظ جاری ہے ہائے ہائے
ملکہ عروس شب اول [illegible] سے ہمارا ساتھ چھوٹا ہے صحرا ترک ہوا اب کہاں جائیں کس
مقام پر رہیں مگر ظلمت تاریک نے ایک زاغ کو اشارہ کیا وہ زاغ سیاہ اسکے کاندھے پر آکے بیٹھا
[illegible] عروس پر کیا سانحہ [illegible] کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے
[illegible] مصیبت پر کلیجہ [illegible] کو [illegible]
[illegible]

آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے کہا کیوں ای سیاہ رو تونے سنا ایسی جادوگرنی مرگئی کہ دہشت
پردۂ ظلمات بے چراغ ہوگیا یہ لشکر تاریک بہت بیقرار ہو کر روئی اب سیاہ رو سنبھالتا ہی
کہتا ہے ملکہ عالم اسقدر بیقرار نہ ہوجیے یہاں سے چلیے اور اُسکو چلکر دیکھیں تاریک نے آنسو پونچھے
یہ قہر و غضب تمام چلی یہاں خواجہ و گلگونہ تخت تیار کرکے اُسپر سوار ہوے ہیں کہ نعرے کی آواز
آئی او گلگونہ کہاں جاتی ہے دیکھا تاریک ظلمات لپیٹ در و سیاہ دونوں اگر زمین
پر اترے سحر کرنے لگے ملکہ گلگونہ سحر دفع کر رہی ہیں لیکن یہ دونوں نے آگ برسا دی خواجہ چاہتے
ہیں بھاگ کر نکل جاؤں ہر طرف پہاڑ معلوم ہوتے ہیں جاتے ہیں گلیم اُڑھے ہوں ہاتھوں میں رشتہ
زنبیل تک ہاتھ نہیں جاتے خواجہ پشت پر گلگونہ کی کھڑے ہیں فرماتے ہیں اے ملکہ گلگونہ
مجھکو تو پہاڑوں نے گھیر لیا گلیم نہیں اُوڑھ سکتا ایسا سحر کرو کہ میں نکل جاؤں اگر دو دو ہاتھ کرنے
کے لائق ہوں تو جاکر عیاری کروں ہر چند گلگونہ سحر کرتی ہے کہ خواجہ کے گرد سے یہ پہاڑ ہٹیں
لیکن نہیں ہٹتے ہر طرف خواجہ کو اندھیرا معلوم ہوتا ہے خواجہ گلگونہ کا دامن پکڑے کھڑے
ہیں آگ برس رہی ہے مگر گلگونہ اپنے کو بچاتی ہے اور خواجہ پر باران سحر برساتی ہے کہ خواجہ
شعلۂ آتش سے بچیں اسوقت سے سیاہ رو نے ملکہ گلگونہ کو دیکھا ہے تڑپ رہا ہے کہ یہ معشوق
حسین تحوکر رہی ہے بس جان جہان لشکر دیکھا ایسے کلمات جو سیاہ رو کہے ملکہ گلگونہ نے غصے
میں جواب دیا اور جیسا کیا [illegible] وہ کہتا ہے سیاہ رو تاریک سے کہا ٹھہرے میں اسکو پکڑ
لیتا ہوں یہ کہکے دوڑا اور جا کر ملکہ کو لپٹ جاؤں گلگونہ نے بجلی کان سے اُتاری اُتار کر پھینک
ماری ایک برق تڑپ کر گری کہ سیاہ رو کے دو ٹکڑے ہوئے تاریک نے سر پیٹ لیا کہا ارے
ستمگر تو نے [illegible] بولا اور خونخوار آن دونوں کو لپیٹا جیسے نام خونخوار کا لیا رو و سیاہ
کالا شور [illegible] خون مثل فوارے کے اُڑا گلگونہ خواجہ عمرو [illegible] پڑی ہیں دونوں
[illegible] گلگونہ [illegible] زبان بند ہوئی تلوار کھینچ [illegible] تاریک چلی کہ دونوں
کا [illegible] ایک شہر ہر دو کا نامی ا
[illegible]
[illegible]

سلہ رکھا ہے اسنے خنجر کمر سے نکالا اسپر اپنی ران کا خون ڈالا اور چیخی آواز دی کہ ارے تو کون ہے
کہ میرے سحر کو یون روک لیتا ہے شیر نے خنجر پر دم مارا وہ خنجر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا کچھ خون برسا
شیر نے منہ میں پھونک ماری گلگونہ وعمرو پر اپنا عکس ڈالا شکل انسان کے آواز دی ارے
تم نکل جاؤ میان مجھے نامناسب نہین خواجہ وگلگونہ بھاگے ایک اندھیرا ہوا تاریک نے دیکھا
خستہ شاہ کوکب روشن ضمیر تیغ بکف کھڑا ہوا ہے تاریک نے سحر کی بوچھار کردی کوکب نے
تلوار کو ہلا دیا برق کڑک کر گری کہ تاریک ظلمات پسند کے دو ٹکڑے ہوئے کوکب تاریک
کو مدد کر طرف اپنے ملک کے روانہ ہوا یہ مرات واقعہ دیکھ رہا تھا خواجہ وگلگونہ تھوڑی دور
نکل کر سوچے تھے کہ کان میں آواز آئی کشتی مرا نام سن تاریک ظلمات پسند ہو گلگونہ
نے کہا خواجہ کو کید و سنفر نے آکر تاریک کو مارا گلگونہ نے تخت سحر تیار کیا خواجہ
کو بھی بٹھا لیا طرف لشکر اسلام کے چلی یہان لشکر اسلام پر یہ سحر گذرا کہ میمون ابلق سوار
طرف سے افراسیاب کے آیا طبل جنگی بجا کر میدان کارزار مین نکلا ملکہ بہار اسکے مقابلے مین
آئی جیسے جمال بہار دیکھا متوالہ ہو گیا کبھی منت کرتا ہے کہ حضور مین غلام ہون مجھے اپنی تابعداری
مین قبول کیجیے ملکہ بہار غصے مین فرماتی ہین ادبجا ہمارے مقابلہ مین آیا سحر کر زور تیری سحر کا
دیکھین کیسا ساحر ہے افراسیاب نے تجکو بڑے ناز سے بھیجا ہے ہم بھی دیکھین کیسا ساحر ہے
میمون اپنی کہے جاتا ہے گریبان پھاڑ ڈالا کلاہ سر سے پھینک دی کبھی پکارتا ہے حضور ذرا سن لیجیے نظم

چاہے نقد دل مشتاق زلف یار کو — ہے بجا گر ہو خزانے سے محبت مار کو
عطر ملتا یون تو ہے مشاطہ زلف یار کو — مشک نافہ جیسے لیجائے کوئی تاتار کو
خط نے کیا سودا بنایا کاکل خمدار کو — کردیا بیکار مور ناتوان نے مار کو
کردیا قاتل رقیب سخت دل نے یار کو — کسطرح ہوتی ہے تیری سنگ سے تلوار کو
ایک تمنا ہے جوانمردی ہی ناسخ ترکرس — عمر بھر مین ہے دم آب انتقا تلوار کو

ملکہ بے اختیار ہنس پڑی کچھ اچھلون کا ہاتھ سے کھولا دکھا دیجیا ہمارے مذہب مین نقد مجاز ہستی
کچھ تو سحر کر ابھی دیوانہ خام ہے پھر پختہ دیوانہ ہو جائیگا اسنے کچھ خاک اٹھا کر پھینکی ملکہ بہار نے وہ گجرا
پھولون کا پھینکا [illegible] میمون کے سر پر گرا جیسے ہی میمون بڑے غصے مین آکر ایک

دشنک دی پھول سب جلکر خاک ہوئے آواز دی او بے پر و بال طائر خوش جمال بی بہار نے
ہمیں سحر کیا جواب تو دے دیکھا زمین سے ایک طائر پیدا ہوا حقیقت میں مضغہ گوشت بے بال و پر
زد جست کرکے بہار کے سر پر منقار ماری بہار کے سر سے خون کا سرّاٹا نکلا اپنے خون
میں نہا گئیں لہرا کر زمین پر گریں بیہوش ہوگئیں میمون ابلق سوار رہے جان جہان لگ
لپٹا باغبان کو تاب نہ باقی رہی جھپٹ کر گنبد مارا جھونکے ہوا کے چلے میمون نے آواز دی ای
ہمائے شاہ سبز میان باغبان کو لینا ایک جانور اڑتا ہوا آیا سر پر باغبان کے چلو مارا
باغبان بھی لڑکھڑا کر گرا اور بیہوش ہوا برق لامع کڑک کر جا پڑی جیسے ہی میدان کارزار
میں پہنچی کہ میمون نے آواز دی ای طاؤس زرین بال بی برق لامع کی دعوت بھی ضرور ہے دیکھا سامنے
ایک طاؤس زرین بال آسمان پر آیا چیخیں مارتا ہے طاؤس زرین بال کی آواز جو کان میں
برق لامع کے پہنچی برق لامع بھی بیہوش ہوئی میمون چلا کہ تینوں کے سر کاٹ لوں ملکہ
مہرخ نے تخت بڑھایا ملکہ حیرت نے کہا بڑھ میمون کی مدد کرو دونوں لشکر آپس میں گتھے تیغ
ہونے لگے ہزار ہا لاشہ گر گئیں دناٹا سناٹا گولوں کا برق چمک رہی ہے رعد کی گرج بجلی کی کڑک
دریای خون جاری ساحروں کی سنگباری ہزارہا سر ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں لیکن میمون ابلق
سوار مثل شیر خشمناک جس افسر کے سامنے پہنچا کسی طائر کا نام لیکر آواز دی وہی طائر افسر کے سر پر
آیا طائر پکارا آ وہ افسر بیہوش ہو مہرخ کے تخت پر ایک گولہ مارا تخت ٹکڑے ٹکڑے ہوا مہرخ
تخت پر سے گریں گرتے ہی غرق زمین ہوگئیں وہیں میمون کے جا کر نکلیں قصد کیا گردن پکڑ کے
اسکو اٹھا لیا وقت آسمان پر لیجا کر چیر کر پھینکا دن میمون ابلق سوار نے آواز دی اے
عندلیب خوشنوا تیری زمزمہ سرائی کا مشتاق ہوں عندلیب نے آکر سر پر ملکہ مہرخ کے آواز
دی اے بادشاہ لشکر اسلام مقام ادب ہے جیسے ہی اسکی آواز ملکہ مہرخ نے سُنی گر کر بیہوش
ہوگئیں جھپٹ کر میمون ابلق سوار نے ملکہ مہرخ کو اٹھا کر سیہ دار پر ڈالا ملکہ مہرخ کو جو
لازموں نے تخت پر نہ دیکھا لشکر والوں کو پریشانی افسروں کو حیرانی افسران فوج سب
بیہوش ہوئے دو پہر کے عرصے میں اُسنے سبکو پکڑ لیا لشکر والوں نے جب دیکھا کہ بزد کٹنے لگا
مہرخ کی بارگاہ فلکی میمون ابلق سوار بہ قہر و غضب تمام بارگاہ ملکہ مہرخ میں گھس آیا

بادشاہ کی بارگاہ مثل عروس شب اول آراستہ میزوں پر شراب و کباب جملہ اشیا موجود
ہیں جا بجا مسند و تکیے جواہرات کے اٹھانے لگا کہ مسند و تکیے اٹھا کر جھولی میں رکھے کہ گوشہ
بارگاہ سے رونے کی آواز آئی پلٹ کر دیکھا ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین پری پیکر
رشک قمر آفتاب جمال خجستہ خصال ماہ منیر حسن میں بے نظیر بیٹھی ہوئی رو رہی ہے صورت
زیبا دیکھ کر میمون مر گیا بے پسینے حیران و پریشان کلیجہ پکڑے ہوئے قریب آکر بیٹھ گیا پوچھا
اے نازنین تو کون ہے تیرے رونے کا کیا باعث ہے اُس نازنین نے کہا میرا حال لائق بیان
کرنیکے نہیں اقبال تاجدار باپ میرا برائے مدد حیرت آیا ہاتھ سے عیاروں کے
مارا گیا بدگاہیں لشین مجھکو بھی پکڑ کے لائے مہرخ کا بیٹا شکیل جادو مجھپر عاشق ہوا
سوال وصل کیا مجھکو ظاہر ہوا کہ سامری و جمشید پر وہ لعنت کرتا ہے خدائے نادیدہ
جسکو دیکھا بھالا بھی نہیں اُسکی پرستش کرتا ہے میں نے جواب دیا اے شخص مجھکو قتل کر ڈال
مگر تیرا وصل نہ قبول کرونگی تین دن سے آب و دانہ بند نہایت دردمند ہیں مجھکو
قید کر رکھا ہے تم کون صاحب ہو جو میری عزت پر رحم آیا میمون ابلق سوار نے کہا
میں شاہزادہ [illegible] طلسم ہوشربا میں سے ہوں برائے مدد ملکہ حیرت آیا سب مسلمانوں کو
پکڑ لیا میں تمکو اپنی خاتون محل قرار دونگا ہماری ہم مذہب ہو اقبال تاجدار میرا دوست
صادق مصاحب لائق تھا میں تمہارا وہ رتبہ کرونگا کہ شاہزادیاں رشک کریں اُس
نازنین مہ جبین نے کہا اے ظالم تین شبانہ روز مجھپر بے آب و دانہ گذرے ہیں
کچھ مجھے کھلا دے ایک جام شراب بھی پلا کہ مجھ [illegible] اسکا شوق وہ ذرا رہا [illegible]
کسی [illegible] قبول نہیں کیا وہ شخص سب اشیا [illegible] لاکر [illegible] گریہ
[illegible] نہیں [illegible] تیرے ہاتھ سے شراب [illegible]
ابلق سوار نے [illegible] طلسم ہوشربا [illegible] نازنین [illegible]
[illegible]
[illegible]

بجا ہاکر جام پی جاؤں کہ ایک طائر پیدا ہوا اسنے آواز دی ای میموں ابلق سوار کیا کرتا ہے یہ بڑا
مکار برق نامدار ہے یہ سنتے ہی میموں اٹھا قصد کیا سر کردن برق نے دیکھا کہ کار از دست
رفتہ و تیر از کمان جستہ مطلب فوت ہوتا ہے خنجر کھینچکر نعرہ کیا فردم برق رفتار خنجر گردے ضم
بکار لیکن گران بر ہزار ۔ یہ کہکر خنجر مارا میموں نے اشارہ کیا خنجر ہاتھ سے برق کے چھوٹ کر گرا
کے گرا میموں نے پکار کر آواز دی کوئی حاضر ہے خدمتگار حاضر حاضر کہکر اندر آیا کہا حضور کیا
حکم ہوتا ہے میموں نے کہا یہ برق فرنگی عیار ہے رنگ و روغن بھی چہرے سے میں نے
اتار دیا ایک نازنین کی شکل بنکر بیٹھا تھا میں ایسا ساحر زبردست نہوتا تو اسنے مار لیا تھا اسکی
مشکیں باندھکر لیجاؤ کسی خیمے میں جاکر قید کر دے خدمتگار نے جاکر پچھاکر پشتارہ باندھا اور لیچلا
میموں ابلق سوار دل میں سوچا یہ بھی کوئی عیار نہو میں نے نام نہ پوچھا اس کے اثر کو ذرا تنبیہ
کیا پکار کر آواز دی اے خدمتگار ٹھہر جا ۔ وہ وقت ہے کہ لشکر میں جا بجا ابھی تلوار چل رہی ہے
علا زمان ملکہ مہرخ الجھے ہوئے ہیں سردار انکے جا بجا جو بیہوش پڑے ہیں جا سنتے ہیں انکو
پڑھکر ہوشیار کریں کوئی تو ہماری سرپرستی کرے زخم ادھر ادھر گھٹنے ٹیک دیے ہیں پاؤں
بیکار ہوئے لیکن ہاتھ چلے جاتے ہیں خدمتگار نے جو آواز میموں کی سنی پلٹ کر آواز دی جو
حضور نے فرمایا ہے وہ سب مجھے یاد ہے بہت احتیاط سے قید کرونگا آپ کیوں خفا ہوتے ہیں
میموں نے پکار کر کہا ارے ٹھہر جا خدمتگار نے کہا میں نہ ٹھہرونگا یہ کہتا ہوا بھاگا جاتا ہے
میموں سمجھ گیا کہ ضرور کوئی عیار ہے میری بات کا الٹا جواب دیتا ہے ساحروں سے کہا
ارے اس خدمتگار کو پکڑ لو چند جادوگر دوڑتے ہوئے ارے ٹھہر جا کہاں لئے جاتا ہے نامدار پائے
ہیں جب سے دیکھا کہ ساحر [illegible] میں تحفہ شتابی نکال کر [illegible] ہاتھ سے [illegible] جلا
[illegible] کے گریبان میں آگ لگ گئی [illegible] پکار کر آواز دی [illegible] حضور مجھے [illegible]
[illegible] ہو گیا [illegible] میموں [illegible] ساحر [illegible] میں [illegible]
سنے کہا حضور میری سنیے آپ کیوں ذرا سی بات [illegible] میں جہاں سب [illegible]
سے وہاں جاکر قید کرونگا میموں نے کہا [illegible] مطلب [illegible] ساحر نے کہا دیکھیے وہ بھاگا جاتا ہے
آپ کا حکم کوئی نہیں مانتا میموں [illegible] ارے میرے خلاف کرتے ہو اس ساحر نے جھپٹ مارا

اور بغدہ پڑا میمون نے پلٹ کر کہا ارے تو کون ہے یہ سنکر مہتر قران نے اشتفاق کے سر پر بغدہ
مارا اسکا سر پھٹا اندھیرا ہوا مہتر قران ساحرون کو مارتے ہوئے بھاگے مہتر قران نکل گئے
میمون نے کہا کیا ستم کا عیار ہے ہائے اشتفاق کو مار گیا بھاگ کر مہتر قران صحرا مین آئے حیران
ہین کہ یہ طائر کیا چیز ہے ٹہلتے ہوئے طرف گوشہ صحرا کے چلے دور سے دیکھا ایک نخل پر ہزار ون
طائر بیٹھے ہین عقاب و باز عندلیبان خوش نوا آنکھین بند سر جھکائے بیٹھے ہین مہتر قران نے
ایک بلندی سے دیکھا ایک ساحر کتاب ہاتھ مین سکو دیکھتا ہوا چلا جاتا ہے جس نخل پر طائر بیٹھے
ہین وہ نخل بھی ساتھ ساتھ چلا آتا ہے مہتر قران نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا
ایک خواجہ سرا کی صورت بنکر تیار ہوئے بھولے بھولے گال شملہ سر پر اونچی کمر باندھے ہوئے
ایک کاغذ ہاتھ مین برابر سے اس ساحر کے نکلے پلٹ کر کہا بھائی صاحب آپ کہان جاتے
ہین ملاحظہ کتب کا بڑا شوق ہے اس ساحر نے سر اٹھا کر کہا میان صاحب تم کہانسے آتے ہو
کہان جانیکا ارادہ ہے مہتر قران نے کہا ایک بیگار ہے میان اپنے صاحب رنگ تو
شاہزادی پر عاشق ہوئے ہین ہمکو تصویر دی ہے کہ صاحب تصویر کو تلاش کرو صبح سے
پھر رہے ہین کہین پتہ نہین ملتا کئی محلے ہو گئے یہ کہکر تصویر ساحر کے ہاتھ مین دی یہ بھی کہا
بھائی اگر اس صاحب تصویر کو تم جانتے ہو تو ہمین بتا دو کہ اس گردش سے بچین ساحر نے جو تصویر
کو کھولا تصویر پر جو نگاہ پڑی دیکھا ایک مہ جبین نہایت حسین نقاش نے ہر مقام پر لکھا ہے عذر
کہ اسکے حسن و جمال کی کیا تصویر کھینچتا مین بروقت تصویر کشی عاجز ہو گیا ساحر نے جو تصویر کو
دیکھا ہوش اڑ گئے پسینے پسینے ہو گیا دل دھڑکا کلیجہ پھڑکا کہا میان صاحب یہ تصویر کس معشوق
مطلوب کی ہے مہتر قران نے کہا بھائی مین کیا جانون [illegible] یہ تصویر دی کہا میری معشوق
کو جاکر ڈھونڈھ لاؤ [illegible] میرے پاؤن تھک گئے [illegible] کہا میان صاحب تم تلاش
کر لو گے [illegible]
خالی نہین بیٹھونگا ساحر نے ہاتھ باندھ کر کہا میان صاحب یہ تصویر دیکھ کر میری جان پر بنگئی کیونکہ
یہ عشق بلا ہے نا کہانی ہے میان [illegible]
نہین کچھ [illegible]

ہو گا اپنے قتل کو ہمکن اب مین پیاسا ہون
بلا سے مجھکو ایذا ہو بڑی جوش جنون ہوگی
گیا گو جان سے میرا ہی سوز غم ریشکر کرتا ہون
گلو ہی نالہ کو کرتا ہون وقت تیغ خاموشی
تعاقب کچھ سمجھ کر بھی کسی کا کوئی کرتا ہی
حلاوت کچھ تو ہی جو دیکھی اپنی جان شیرین کو
شکار اپنی ہمای حسن کا شاید کرکھیلیگا
بسر ہو جائیگی کل کے سایہ مین فقیرون کی
ابھی سیف بانسی ہون مین کیا زد و انتظار تشنہ

مزا دیتا نہ مجھکو کاش اس شیرین کلامی کا
زبان خار صحرا کو نہ صدمہ تشنہ کامی کا
کباب دل مین تو کچھ نقص تھا رکھا نہ خامی کا
مبادا بار خاطر ہو کسی طبع گرامی کا
نہ تھا اندیشہ فرعون مجھی موسی کی حامی کا
مزا چکھتے ہین مردم جان کنی کی تلخکامی کا
پہنتا ہو مرا صیاد پیراہن دو دامی کا
مبارک اہل دولت کو ہو تمغہ نمامی کا
کوئی کافر جو منکر ہو مری معجز کلامی کا

یہ سنکر اس ساحر نے جو بڑھے قران نے کہا میان ساحر صاحب مین وزیر اعظم کا نوکر ہون آپ تصویر دیکھکر ایسے بیقرار ہو گئی مگر مین معشوق مین تمھاری ہی پاس لاؤنگا مجھے نقدی دلوایئے تو ایسا بھی ہو سکتا ہی آپ اس لشکر کے ساتھ ساتھ کیون جاتے ہین ساحر نے کہا میان صاحب مین تو میمون کی جان کا نگہبان ہون یہ طائر مین نے بناکر بٹھا دیے ہین جو کوئی عیار اونکے سامنے آیا یا کسی دشمن کا ان کا سامنا ہوا مین کتاب دیکھا کرتا ہون فورا طائر کو روانہ کرتا ہون وہ طائر جاکر انکو آگاہ کر دیتا ہی مہتر قران نے کہا اب مین آپسے صاف کہون پتہ تو مین معشوق کا لگا چکا اور معشوق نے پیغام بھی قبول کیا دیکھیے یہ خاصدان بھر کر گلوریان دی ہین کہ ہمارے چاہنے والے کو دینا ایک گلوری مین اپنا اگال بھی ڈال دیا ہی حقیقت مین وہ اگال ہی یا یاقوت احمر کے ٹکڑے ہین ساحر نے کہا وہ گلوری مین دیکھون قران نے کہا ہم بدنام ہو جاینگے ساحر منتین کرنے لگا کہ بھائی میرے دل کو تسکین ہو گی قران نے خاصدان کھولا سب گلوریون مین چاندی کے ورق لگے ہوئے تھے ایک گلوری مین سونے کا ورق لگا تھا قران نے کہا اسی مین اگال اس پری پیکر کا ہی ساحر نے اسی گلوری کو اٹھا لیا قران نے ہر چند کہا کہ یہ گلوری نہ لو اس مین زہر ملا ہی کھاتے ہی مر جاؤگے ساحر نے کہا بھائی روح کو راحت قالب کو قوت ہو گی یہ کہکر گلوری کھا گیا جیسے ہی پیک حلق سے اتری نعرہ مارا کہ کھینچی مجھکو آسمان پر

لیے جاتا ہی مہتر قران نے کہا ذرا ٹہلو جیسے ہی ساحر دو قدم چلا بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی منہ کے
بل گرا بیہوش ہوا مہتر قران نے بغدہ نکالا مگر سوچا کہ اسکے مرنے کی اسکو خبر ہو جائے تو خرابی ہوگی
بغدہ سے زمین کھودی ساحر کو زندہ درگور کیا وہ سب طائر آگ مین بند کیے ہوئے جو درخت کے اوپر
بیٹھے تھے اسکے دفن ہوتے ہی زمین پر گر پڑے سب لاش کے آنے کے تھے مہتر قران نے وہ
نامہ بھی اٹھالی اپنی توبڑی مین رکھی اب ایک ساحر کی شکل بنی جست و خیز کرتے ہوئے چلے
دیکھا لشکر میمون کا جاتا ہی اسکی لشکر سے کوس بھر آگے بڑھ گئے لیکن میمون آگے آگے بہت سے افسر
بڑھے ہوے جاتے تھے سب نے دیکھا ایک گاؤن کے قریب ایک نخل کلان ہی وہان ہزارون
گنوارون کا مجمع ہی ڈھول جھانجھ بج رہی مین گنوار کچھ پھول ہار وغیرہ ہاتھ مین لیے دوڑے
جاتے مین دمبدم جادر چڑھتا جاتا ہی ایک افسر نے بڑھکر پوچھا یارو یہان کیا معرکہ ہی ایک گنوار
نے کہا آج یہان کالی کی مورت پیدا ہوئی ہی کمر تک پیدا ہو چکی پہلی فقط سر ظاہر ہوا تھا اب
ہمارے گاؤن مین خوب آبادی ہوگی پتھر کی مورت خود بخود پیدا ہوئی زمین سے افسر یہ سنتے ہی
دوڑا جاکر دیکھا حقیقت مین سنگ سیاہ کی مورت زمین سے پیدا ہوئی ہی کمر تک نکل چکی ہی افسر یہ
دیکھکر بھاگا آگے میمون ابلق سوار سے کہا حضور چلکر درشن کر لیجیے زمین سے کالی کی مورت نکلی ہی
مین تو جانتا ہون کہ آپکی وجہ سے یہ کرامت ظاہر ہوئی ہی آپنے مسلمانون کو گرفتار کیا نام سامری و
جمشید روشن ہوا اس نام کو مسلمانون نے بالکل مٹا دیا تھا خاص آپکی واسطے یہ کرامت ظاہر ہوئی ہی
درشن کرنا ضرور ہی میمون تخت پرسے کود پڑا کہا ای شترابچو ار جادو حقیقت مین نام سامری و
جمشید مٹ چکا تھا مین نے پھر روشن کیا تو سچ کہتا ہی کئی سے ملک افراسیاب کے پامال ہوئے ہر جگہ پر
مسجدین بن گئین اب مین ان قیدیون کو پہونچا کر جا بجا پھر دیر بنواؤن گا تب نام سامری و
جمشید اچھی طرح سے روشن ہوگا یہ کہکر اسی طرف چلا سب افسر بھی پیچھے پیچھے اشتیاق مین چلے میمون
بیچ کہتا ہوا جاتا ہی صاحبو وہ کرامات ظاہر ہوئی ہی جو کبھی آجتک ظاہر نہوا تھا کالی کی مورت کا ظاہر
ہونا اب مذہب سامری کو رونق ہوگی اور تمام عالم مین مشہور ہوگا کہ فلان سمر
پیتن پر سامری و جمشید نے ظہور فرمایا بنے اور اپنے نائب کو
[illegible] روانہ کیا ہے اور یہ بھی یقین [illegible] کہ کالی جی سمجھے [illegible]

اس مجمع عام مین آیا ملازمون نے بڑھکر گنوارون کو ہٹایا ڈھول اور جھانجھ جو بج رہی تھی
اسے بھی موقوف کرایا اسقدر چڑھاوا چڑھا ہی کہ شیرینی و روپیہ کا انبار ہی زمیندار آپسمین لڑ
رہی مین وہ کہتا ہی میری سرحد ہی دوسرا کہتا ہی کہ میری سیر اسی مقام پر تھی کئی سال ہوی مین نے
بوجہ خشک سالی نہین بویا دوسرا کہتا ہی کہ یہ کھیت ہمارا ہی ای بھائی یاد تو کرو کہ یہان گڑھا تھی تو
ہمارے دادا نے اسکو پٹوایا تھا محل پیدا والون سے دریافت کرو پرانے پرانے زمیندار بتا دینگے ملازمان
میمون ماہرلق سوار نے مار مار کر سبکو ہٹایا کہا یہ سب ہمارے مالک کا صدقہ ہی اری نادانو
مذہب سامری و جمشید مٹگیا تھا ہمارے آقا نے روشن کیا مسلمانون کو گرفتار کر کے لائے ہین
یہ سحر مین تمی ہو کہ کسیکی زبان مین سوزن بھی نہین دی عیاران اسلام بڑے مکار و
غدار ہین جو عیار عیاری کرنے آیا سامری و جمشید کے حکم سے ایک طائر آگیا عیار کے ہوش اڑے
ہمارے آقا آگاہ ہوگئے تین عیارون کو پکڑ لیا جو باقی ہین انکی بھی تدبیر ہوجائیگی ضرور وہ
عیاری کرنے آئینگے فوراً پکڑے جائینگے سب کو سمجھا کر ہٹایا اب ساحر پشت پر آکر ٹھہرے ہوئے
میمون ابلق سوار سب کے آگے بڑھا دیکھا تصویر سنگ سیاہ بیچ نخل کے برابر سے پیدا ہوئی ہی
نصف جسم زیر زمین ہی کمر تک جسم برآمد ہوا ہی دونون ہاتھ زمین پر رکھی ہوئی آنکھین بھی
بڑی بڑی مگر گردش ندارد بقول شخصے آنکھین بھی پتھرا گئین دور سے میمون نے ڈنڈوت
کی سر جھکایا جیسے ہی میمون نے آنکھ سے آنکھ ملائی آنکھین تصویر کی گردش کرنے لگین میمون
نے کہا دیکھو صاحبو میرے آتے ہی آنکھون نے گردش کی اپنے بندے کی سرافرازی کی اب تصویر کا
بایان ہاتھ اٹھا اشارے سے میمون کو قریب بلایا میمون سجدے کرتا ہوا جیسے ہی قریب پہونچا
ہاتھ نے طرف بیچ نخل کے اشارہ کیا ساری فوج مین پکار ہی کہ دیکھو صاحب ہمارا سردار کیا
مقبول درگاہ سامری و جمشید ہی تصویر سنگی سے اشارون مین باتین ہو رہی ہین پلٹ کر
میمون نے دیکھا ہاتھ کے نیچے ایک کاغذ پڑا ہی میمون نے کاغذ اٹھایا دیکھا بخط جلی مرقوم ہی اے
میمون ابلق سوار تو مقبول بارگاہ سامری و جمشید ہوا تجھسے ہوئی مذہب کو پھر روشن کر دیا بجلدوی
قدرت آسمانی پر بلا بھیجے تو میمون نے مونچھون پر تاؤ پھیرا کہا صاحبو ہوئی ذو سوختہ و مجھ پر مہربان
[illegible] تھا حضور ایک سطر اور باقی ہی اسے تو پڑھ دیجیے اس سطر کو جو پڑھا تو لکھا تھا

ای میمون تخت منگوا ہماری بغاوت مین پڑا ہوا تھا تخت پر سوار کیجئے تیر و ساتھ تیر ... اور
افراسیاب معزول ہوا تجھے بادشاہ ... میمون نے خوش ہوکر کہا ... تخت لا
لاکر رکھا گیا سرداروں نے پوچھا حضور آپکی ... کیا کہا تھا جو چہرہ آپکا ...
خوشی سے بند قبا سرکار کے ٹوٹے جاتے ہین میمون نے کہا یارو ایک ... بادشاہ
بادشاہ کرونگا اصلی بات کیونکر کہون ایک افسر نے کہا ہم خیرخواہان دولت ہیں ... ہمت
بھی خوش کیجئے میمون ایاق سعاز خوب ہنسا کہا بھائی تمکو آج کا برا انجام ہے میان افراسیاب
معزول ہوے اب سلطنت طلسم ہوشربا ہمکو ملی مگر مین ایک کام کرونگا لاچین ...
اپنا وزیر کرونگا وہ بھی بیچارہ کئی خطا ہے ابھی اسباب کو منہ سے نہ نکالنا یہ کہکر ...
سب صاحب ہٹ جائیں جھولی شانے سے اتار کر الگ پھینکدی کہا اب مین اسباب ...
پاس نہ رکھا کرونگا پرزادین لیکر آیا کرینگی یہ کہکر آستینیں چڑھائیں پہلو ... بیجنے ...
جھکا تصویر سنگی نے بایان ہاتھ اوسکی چٹیا پر ڈالا دایان ہاتھ بلند کیا بائین ہاتھ سے جھٹکا مارا
میمون زمین پر گرا دا ہنے ہاتھ سے بغدہ مار کر نعرہ کیا نعرہ مہتر قران تصنیف مصنف
منم مہتر گرد میدان کین ✤ ز عیاری من بلرزد زمین ✤ منم مہتر ذی حشم نامدار ✤ لقب گشت مہتر
قران ذوالفقار ✤ میمون کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوے مرنا میمون کا کہ ہنگامہ بلند ہوا آندھی سیاہ
اٹھی آگ برسنے لگی پتھر برسے مہتر قران اسی اندھیرے مین اٹھی جسکو بغدہ مارا کسی کا سر پھٹ گیا
کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی کا منہ ٹوٹا بغدے کا یہ رنگ ہو کر اگر اٹھا پڑ گیا تو سر کے ہزار ٹکڑے ہوے اگر سیدھا پڑا
تو زمین پر آئے بغدے نے بوسہ دیا اسطرح مہتر قران لڑتے ہوئے جاتے مین کئی سو جادو
گر ذاکو مارا آٹھ لاکھ ساتھ تھے سب بلوہ کرکے قران پر چلے مہرخ و بہار کو ہوش آیا برق لانے
کڑک کر اٹھی رعد نے ایک چیخ ماری کئی سو جوان چرخ کھا کر گرے ناک و کان سے خون جاری
مان نسر ہو بیٹھے کی آواز سنی کڑک کر گری سب کے سر کاٹ کر آسمان پر گئی بہار نے بڑھکر ایک غنچہ سے
کچھ پھول کچھ پتے لیکر پھینک مارے صدہا دیوانے ہوگئے گریبان چاک کیے اشعار عاشقانہ پڑھنے
لگے اپنے ہوش سے باہر ہین سر کرتے پھراتے ہین جب جمال بے مثال بہار پر نگاہ پڑی اس ...
مین پکارے ہین ای شہنشاہ خوبی ہماری عرض قبول ہووے نظم

نگاہ اوسکو فریب نرگس مستانہ آتا ہی
نہایت دل کو مرغوب بوسہ خال مشکین کا
خوشی سے اپنی رسوائی گوارا ہو نہین سکتی
فراق یار مین دلبر نہین معلوم کیا گذری
بگولے کی طرح کس کس خوشی سے خاک اڑاتا ہون
سمجھتے ہین مرے دل کی وہ کیا نافہم نادان ہین
تماشا گاہ ہستی مین عدم کا دھیان ہی کسکو
صبا کی طرح ہر اک غیرت گل سے مین لگ چلتی
زیارت ہوگی کعبے کی یہی تعبیر ہی اسکی
پھنسا دیتا ہی مرغ دلکو دام زلف پیچان مین
عتاب و لطف جو فرماؤ ہر صورت سے راضی ہین
خدا کا گھر ہی بتخانہ ہمارا دل نہین آتش

اسی مستی مین عنفین گردشین جب پیمانہ آتا ہی
دہن تک اپنی کبھی تک دیکھیے یہ دانہ آتا ہی
گریبان پھاڑتا ہو تنگ جب دیوانہ آتا ہی
جو اشک آنکھون آتا ہو سو بیتابانہ آتا ہی
تلاش گنج مین جو سامنے ویرانہ آتا ہی
حضور شمع بے مطلب نہین پروانہ آتا ہی
کسے اس انجمن مین یاد خلوتخانہ آتا ہی
محبت ہی سرشت اپنی ہمین یارانہ آتا ہی
کسی شب سے ہمارے خواب مین بتخانہ آتا ہی
تمھارے خال رخ کو بھی فریب دانہ آتا ہی
شکایت سے نہین واقف ہمین شکرانہ آتا ہی
مقام آشنا ہی یان نہین بیگانہ آتا ہی

چار سے سرداران نامی مین لاکھ سے اڑ رہی ہین چار سے سردارون پر سب کا بلوہ ہی ملکہ بہار کا یہ حال ہو کہ سحر کرتے کرتے ہاتھ سے خون کے قطرات ٹپک رہے ہین رعد و برق سحر کرتے کرتے تھک کر سایے مین ایک نخل کے کھڑی ہین برق لامع کی تیز تیز آواز پڑ گئی سحر مین کمی مزاج مین برہمی ملکہ ہلال سحر افگن انگشت نما ہوئی چمک مین سحر کرتے کرتے فرق آگیا سیح موی کاکل کشا پریشان با نجمان قدرت حیران بلوہ ساحرون کا کم نہین ہوتا ملکہ مہرخ اسقدر لڑین ہزارون کو مارا چہرے پر ہوائیان اڑ رہی ہین سردارون کو جو اپنی شکست دیکھا بدحواس و بیقرار ہوگئین بہار ایسی ساحرہ ہزارون کو دیوانہ کیا پھول برسا کر سیکڑون کو مارا اب ناچار ہوکر ایک نخل کے سایے مین آکر ٹھہرین رنگ رو متغیر جسم پر لخت خون کے جمے ہوئے کبھی سنگریزے اٹھا کر پھینک مارے پتھر برسا کر دس بیس مارا کبھی کسی درخت کی شاخ پھینک ماری جسپر پڑا جلکر خاک ہوا پھر اسکا پتہ نہ ملا باغبان کی کلائیون پر جب لڑتے لڑتے ورم آگیا تو رٹھک کر قریب بہار کے آکر کھڑا ہوا پریشان ہوکر کہا ای ملکہ بہار

اب تو قوت لڑنے کی باقی نہیں کئی لاکھ ساحروں سے مقابلہ ہے دیکھیں فلک کیا دکھائے کہ ملکہ مہرخ کو دیکھا
سنی ہوئی آمین کہا اے باغبان و بہار سب سردار ہماری لڑتے لڑتے تھک گئی ہیں لاکھ ساحروں
کا لشکر تھا لاکھ قتل ہوئے اور دو لاکھ اب بھی باقی ہیں ہر چند کہ افسر کلان مارا گیا مگر شہور جادو سب
کو سنبھال رہا ہے قریب ہے کہ ہماری ساحر لڑتے لڑتے بیہوش ہو جائیں ہو سکتا ہے کہ ٹھہر کر نکلنا میں
غیرت نہیں تقاضا کرتی باغبان نے کہا میرا بھی یہی حال ہے بہار نے اپنے ہاتھ دکھائے کہ سحر
کرتے کرتے خون ٹپک رہا ہے مہرخ کو دیکھا سب سردار اسی مقام پر آ گئے ہر ایک کا یہی حال
ہے کہ لڑتے لڑتے اب سحر کرنے کی طاقت نہیں کیا عجب ہے لڑتے لڑتے گر پڑیں ملکہ مہرخ نے
جو سرداروں کو پریشان پایا بے قرار ہو کر دعا کی اے مالک بے نیاز و اے سمیع و بصیر تیری غیرت
کا مقام ہے کہ ان بیباکوں کے سامنے سے بھاگ کر جائیں برق و چالاک و ضرغام بھی جو لے
انھوں نے بھی یہی عذر بیان کیا قضائے کار خواجہ عمرو و ملکہ گلگونہ رنگین پوش جو تخت کو
اڑائے ہوئے آتے تھے دو تین کوس پر جلوہ کی آواز کان میں آئی ملکہ گلگونہ نے کہا خواجہ کسی
مقام پر ساحر لڑ رہی ہیں یہ کہہ کر گلگونہ نے اسی جانب تخت کو بڑھایا ایک پہاڑ پر آ کر تخت کو اتارا اب
جو سر اٹھا کر دیکھا ایک صحرا میں جنگ ہو رہی ہے ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ چاروں سردار مجبور نا چار بحسرت
سحر کر رہی ہیں ہاتھ سوجے ہوئے قطرے خون کے ٹپک رہے ہیں شہور جادو آواز دے رہا ہے یارو
ہمارے افسر کو مارا افغان توستے میں سب جا کر ٹھہرے ہیں جلوہ کر کے گرفتار کر لو دو لاکھ ساحر جلوہ
کر کے چلے گلگونہ نے کہا خواجہ نہیں معلوم کیا فساد پڑی کہ ہمارے سب سردار مجبور نا چار ان
نالائقوں سے لڑ رہے ہیں لیکن سحر میں وہ زور و شور نہیں یہ کہہ کر ملکہ گلگونہ پہاڑ سے کود پڑی
ہی نعرہ کیا منم گلگونہ رنگین پوش یہ کہہ کر ایک گولا زمین سے مارا [illegible] خواجہ نے ایک معلوم
کر چالیس حصے آتشبازی کے [illegible] کئی ہزار جادوگر جل گئے گلگونہ تیز کر شہور کے مقابلے میں پہنچی
شہور نے ایک گولا مارا گلگونہ نے گولے کو کاٹا دو چند ستارے پھینکے کئی سو جادوگر
مر کر گرے شہور نے اپنے کو بچایا تلوار کھینچ کر ملکہ گلگونہ پر جا پڑا گلگونہ نے اپنے کو بچا کر ایک
سحر ایسا کیا کہ تلوار جو شہور کے ہاتھ میں تھی وہ گلگونہ کے ہاتھ میں آ گئی وہی تلوار گلگونہ نے
چلائی سر کو بچا کر کمر پہ ہاتھ مارا شہور کے دو ٹکڑے ہوئے آندھی سیاہ اٹھی سنگباری

و برفباری ہوئی اور بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام منشور جادو و بود مشہور کا مرنا گلگونہ نے
آگ برسادی ساٹھ ہزار ساحر مر گئے خواجہ نے حقہ ہای آتشبازی مارے یہ چار سو سردار جو
بکھرے تھے انھون نے بھی سنگریزے اٹھا اٹھا کے پھینکے باغبان نے گیند پھولون کا مارا بہار
نے چند شاخین نخل کی توڑ کر پھینکین صدا فریاد فریاد کی ساحرون مین بلند ہوئی سب نے آواز دی
ہم کو امان دو اطاعت کرتے ہین مہرخ نے سب سردارون کو منع کیا کچھ ساحر دامن صحرا کو دامن باد پر
جان کے بھاگ گئے لاکھ ساحر مطیع اسلام ہوئے چونکہ سب سردار تھکے ہوئے تھے بارگاہین و
خیمے جو میمون کے ساتھ تھے اسی مین سے ایک بارگاہ کلان مین آکر ملکہ مہرخ داخل ہوئین اور
گلگونہ نے سب کیفیت اپنی بیان کی ملکہ مہرخ نے کہا اے گلگونہ اسوقت تمہارا آنا بہت غنیمت
ہوا ہر چند کہ مہتر قران نے میمون کو مارا وہ ہم سب کو گرفتار کرکے لے چلا تھا مگر تین لاکھ ساحر
جو ساتھ تھے ان سے مقابلہ تھا یہ ذکر تھا کہ مہتر قران بھی آکر داخل بارگاہ ہوئے مہرخ نے قران
کو بڑا بھاری خلعت دیا کہا اے قران یہ عیاری کیونکر چلگئی قران نے کہا اول مین نے صحرا مین
جاکر بیٹھن جادو کو زندہ درگور کیا جیسے سحر سے مارا آتا تھا تب میمون مارا گیا رات بھر سب اسی
صحرا مین رہے صبح کو ملکہ مہرخ کو تخت پر سوار کیا سب سردار ساتھ ہوئے نوبت نقارے بجاتے ہوئے
جانب پشتہ زرنیخ چند رکے چلے یہان سب طرزمان ملکہ مہرخ جنکو میمون دھوین
مین گرفتار کر لیا تھا جب میمون مرا وہان یہان دھوان برطرف ہوا ہرکارون نے حیرت
کو خبر دی دیکھیے لشکر مین ہلچل ہو رہی ہے دھوان برطرف ہو گیا حیرت نے کہا بڑا
غضب ہوا یقین ہے کہ میمون مارا گیا جب تو اسکا سحر برطرف ہوا حیرت بیرون بارگاہ آکر بیٹھی
لشکر مہارانی مین دیکھا سب خوشیان منا رہے ہین حیرت کے خیال مین آیا کہ شہنشاہ کو ایک نامہ لکھون
سب مفصل معلوم ہو جائیگا اس فکر مین تھی کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی حیرت
گھبرا کے دیکھنے لگی دیکھا ملکہ مہرخ تخت پر مع سردار گھیرے ہوئے ایک طرف سے آواز زنگ کی آئی دیکھا
خواجہ برق جانسوز و ضرغام و چالاک و قران جیسے عیار شلنگین لگاتے ہوئے
پیچھے ان سب کے ملکہ مہرخ داخل لشکر ہوئین حیرت کو ہرکارون نے خبر دی راہ مین میمون
مارا گیا اور حیرت نے منہ پیٹ لیا ایک نامہ کل مضمون کا لکھکر طرف افراسیاب کے

روانہ کر دیا اور یہ بھی لکھا کہ کنیز نے جو شمار کیا تو میعاد اسد غازی تمام ہوئی اب سرکار اسکی قتل کا سامان کرین نامہ اسطرف گیا یہ داستان متعلق جلد چہارم ہو کیفیت آمد افراسیاب و فکر و تدبیر قتل اسد نامدار جلد پنجم جو حقیر نے لکھی ہے اس سے ناظرین کو بخوبی واضح ہوگا ملکہ مہرخ اس فتح کا جشن ہفت روزہ ترتیب دیا ہو اہل اسلام مصروف عیش و نشاط ہین ان سبکو اس حال مین چھوڑیئے

دو کلمہ داستان جلالت عنوان صاحبقران زمان تشریف لیجانا طلسم بطلیموس مین و فتاحی طلسم مذکور از دست زبردست صاحبقران عالیوقار و دیگر حالات

متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

ساقی مجھے لطف میکشی ہے
ساقی اب لے خبر ہماری
مضمون شراب ناب لکھنا
اس فصل مین ہو شراب مستی
ہو صحبت رقص بادہ خواران
جلسے یارون نے پھر جمائے
لو ساقی مہوش اب آیا
ہو ساقی مہوش کو کوشش
گلزار طرب کا پھول ساقی
اب جوش مین سب کو ہوش آ گ
کیا حسن ہو ساقی سیمبر
مشتاق یہ چاند ہو سحر کا
احوال امیر کا رقم ہو
ناظر کو ہو جوش جسکو پڑھ کر

میخانۂ دل مین مے بسی ہو
ناظم ملک سخن کے ہم ہین
ہر ذرہ کو آفتاب لکھنا
رندون کی ہو آج آمد آمد
ہو جوش پہ فصل ابر باران
سب بادۂ عیش کے ہین طالب
پھر مژدہ میکشی سنایا
وہ ساقی آفتاب طلعت
ہو خوب نہو ملول ساقی
ساقی کے تو رند مے خون ریز
رنگ رخ صاف گل سی بہتر
ہو ساقی خوش قد و گل اندام
کچھ حال طلسم بیش و کم ہو
ہر اہل نظر پڑھے فسانہ

ہر وقت ہو شغل بادہ خواری
رندون مین بھی صاحب کرم ہین
ہر وقت ہو شغل مے پرستی
اب ساقی مہ لقا کرے کد
سب رند جھپٹ جھپٹ کر آئے
ساقی کے ملینگے اب مطالب
ہو جام جہان نما کی گردش
خوش خلق و حسین و خوبصورت
رندان شراب نوش آئے
اس جلسہ مین کسکی امتحان مین
شیدا ہو کلام ہر قسم کا
دے بادۂ لالہ گون کا بھر جام
رنگین مضمون ہون سراسر
حاسد کو الم کا ہو بہانہ

ہان ساقی آفتاب طلعت
کردو مجھے خوشی سے مدہوش
قربان ہے جان بھی قمر کی
اس نام پہ جان بھی فدا ہے
لکھتا ہے قلم نیا فسانہ

ہو شرب شراب شل شربت
لطف مئے ناب جب اٹھایا
اس نام سے دل مین قوت آئی
ہم عاشق ذکر مرتضےٰ ہین
جوش یہ فکر ہے دکھانا

مینائی قلم ہو بہ سر جوش
ساقی کوثر کا یاد آیا
آنکھون مین سرور آگیا ہے
یہ نایب خاص مصطفےٰ ہین

چہرہ فشا جان طلسم شعبدہ بازی

وطی کنندگان مراحل نیرنگ سازی اس داستان جلالت عنوان کو قرطاس بیضا اقتباس پر کلک سطوت شیم سے یون تحریر فرماتے ہین قطعہ سخن نغمان کرآمدجان ؛ درین زیر نہ پردۂ اسمان ؛ درین پردہ آوازنا آمد چونے ؛ باحوال جم یا باحوال کے ؛ ناظرین والا مقام بلند احتشام ان مضامین خجستہ آمین سے بخوبی ماہر ہون سامعان رفیع مرتبت پر یہ احوال بتصریح ظاہر ہون جو حقیر عرض کرتا ہے بعد فتح طلسم ہوشربا وطلسم فتنہ نور افشان صاحبقران زمان ان محزون سے بخوبی مہلت نہ پا چکے تھے کہ لندھور و قاسم گرفتار ہو کر سامنے ہفت پیکر کے پہونچے اور اسکو سجدہ کیا کہ اب آگے بڑھکر ذکر کردن گا کہ صاحبقران کس حال مین ہین یہ ذکر طلسم بطلیموس متعلق ہفت پیکر ہے زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان داخل بارگاہ سلیمانی ہین جس روز سے کہ طلسم ہفت پیکر کا سلسلہ شروع ہوا جملہ فرزندان عالی وقار وشاہان نامدار تدبیر فتح طلسم ہفت پیکر مین روانہ ہو گئے وہ لوگون پر عاشق پڑی ہین تخت امیر ونگل پر سرنگون بیٹھے ہین ناظرین آگاہ ہونگے کہ شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم و دانا ہند رستم زمان لندھور بن سعدان دو دو فرزند دیگر مقید ہو کر سامنے ہفت پیکر کے پہونچے ہفت پیکر کو سجدہ کیا چند عرصہ تک قاسم و لندھور داخل قصر عشرت رہے بعد چندی حکم ہفت پیکر کا حکم ہوا کہ قاسم و لندھور جا کر صاحبقران کو راہ راست پر لاوین یہ دونون شیر بجمعیت کثیر برائے مقابلہ صاحبقران روانہ ہو چلے ہین کہ ان سب کا ذکر طلسم ہفت پیکر کی تحریر مین ظاہر ہوگا مقام ہفت پیکر طلسم وسیع ہے کیا تعجب ہے کہ طلسم ہفت پیکر اگر تحریر ہوا تو ناظرین والا مقام ہوشربا کو فراموش کرین عجب رنگ مین طلسم ہفت پیکر واقع ہوا ہے منجملہ عجائب یہ ہے کہ سات پہاڑون پہ ایک شخص خدائی کرتا ہے اور ہر مقام کا راز دل بتاتا ہے

ابھی تک اس طلسم مین خواجہ عمرو کا گذر نہین ہوا انشاءاللہ احوال خواجہ عمرو گذارش کرونگا
صاحبقران نے جو اسوقت دربار مین سر اٹھایا بطور انجام طلسم فتنہ نور افشان صاحبقران
نے دربار مین سناٹا پایا دنگل نشینان بارگاہ نذار و جواہر بن عمرو کو مقام پر خواجہ کے بیٹھا ہی
صاحبقران نے آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا قاسم ایسا شیر دل طلسم ہفت پیکر مین پہونچگیا اور
لندھور بھی ان کے ساتھ مین خدا دونون کا حافظ ہو اول علمشاہ گئے وہ کیونکر نہ جاتے فرزند
نوجوان صاحب شوکت و شان بہادر بے نظیر حسن مین رشک ماہ منیر ایسے فرزند کی جب
خبر سنی بیتاب ہو کر چلے گئے یہ غضب تو دیکھو کہ کسی نے ہمارا ساتھ نہ دیا ہمین یہان افسوس کرنے
کو چھوڑا خدا خواجہ عمرو کو جلد تک پہونچائے طلسم ہوشربا سے انکو مہلت ہو یا لقا بھاگ کر جائے تو ہم
کو بھی وہان جائین ہم تو عاقے تعاقب مین ہین آیا تو اس نے چھپا کو تخت سلطنت سے تختہ تابوت پر
کھینچا اس ہوس مین جان دی اس کلام حسرت انجام صاحبقران پر حاضرین وقت بھی
آبدیدہ ہوئے سمجھانے لگے کہ حضور مسخر کن بحر و بر مین انشاءاللہ ضرور تھا انکی ہاتھ سے فتح ہوگا
ان سب شیرون نے طلسم ہفت پیکر کا قصد کیا ہی جا کر طلسم ہفت پیکر مین جو فرداً فرداً پہونچینگے اور
دربندون کو فتح کرینگے طلسم مین غدر ہو جائیگا آپ کے فرزند رستم ہوجب ارشاد خواجہ زادگان محل
مین فتاح مین حضور بھی ان منازل عجایب و غرایب کی سیاحی مین خواجہ زادی بیان کر چکی
ہین کہ ہفت طلسم آپ کے دست حق پرست سے فتح ہوگا یہ ذکر تھا چند عیار ناگاہ ان خواجہ
عمرو نامدار حاضر ہوئی کہ جنگل کی شرق کی طرف سے ایک گرد عظیم بلند ہوئی غلام جو واسطے تحقیق
خبر گئے ایک بادشاہ عالی جاہ سیاہ کپڑے پہنے ہوئے ہین لاکھ لوح پشت پر طریقے سے معلوم
ہوتا ہے کہ ہفت پیکر پرست ہے خود بھی پہلوان زبردست ہے حضور کے لشکر کی طرف آتا ہے
صاحبقران نے چند تاجدارون کو حکم دیا کہ تم جاؤ اس بادشاہ کو باعزاز و اکرام استقبال کر کے
لاؤ چند شاہان عالی وقار و تاجداران نامدار برای استقبال گئے دیکھا ایک بادشاہ بے
ہوش وحشیانہ آتا ہے مولائے جہان و دستگیر بیکسان صاحبقران زمان
کمان پہ تشریف رکھتے ہین کہ یہ تاجدار ہمراہ اپنے ساتھ اس بادشاہ کو لیکر خدمتمین حاضر
صاحبقران کی ہوئی صاحبقران نے تعظیم کی اپنے پہلو مین کرسی پر جگہ دی کئی سو پہلوان

اس بادشاہ کے ساتھ ہین وہ بھی سب بیٹھے امیر نے ساقی کو اشارہ کیا سب کو اسنے جام شراب پلایا
جب اس بادشاہ کا دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا اپنے مقام سے اٹھا تاج اتار کر مثل فریادیون
کے قدمون سے صاحبقران کے لپٹ گیا عرض کی ای فریادرس بیکسان وای دادرس غریبان
اس حقیر کو برجیس تاجدار کہتے ہین خداوند ہفت پیکر کہ جو خداوند طلسم ہفت پیکر ہین حقیقت مین
ای شہریار اسنے وہ عجائب وغرائب مقرر کیے ہین کہ جسکو دیکھکر عقل کو حیرانی ہی فراست حکما کو
سرگردانی ہی ساتون پہاڑون کی خبر رکھنا ہر ایک کے دل کا حال بتانا بعض مقام پر میلے بھی لگتے
ہین کروڑ کروڑ آدمی جمع ہوتا ہی اس جا ؤ مین آواز دیتا ہی کہ اتنے لات پرست اتنے سامری
وجمشید کے بندے اسقدر ہمارے بندے اس بستی مین موجود ہین ای شہریار جب کبھی شمار کیا تو فرق
نہین پڑا کہان تک وہان کے عجائب وغرائب عرض کرون جب حضور کا داخلہ ہوگا تو حال
کھلجائیگا میرا قلعہ برجیس نگار طلسم ہفت پیکر سے کوئی کوس بھر واقع ہوا ہی مین بھی وہان کا
خراجگذار ہون میرے شہر مین کبھی کوئی ساحر نہین آیا پہلوان خراج لینے آتے تھے میرا فرزند ارجمند
مریخ تیغزن نہایت جری بہادر صف شکن تیغزن تھا ایک پہلوان موسوم بہ خلخال کج
طینت ایک مرتبہ خراج لینے آیا کچھ کلمات غرور زبان سے کہے میرے فرزند سے تکرار ہوئی میرے فرزند
نے اسکو پکڑ کر پھینکدیا اور کہا ہم آج سے خراج نہ دینگے ساتھ والون کو خلخال کج طینت کے
مار کر بھگادیا ان سبھون نے جا کر کوہ جنت جوش پر فریاد کی آواز آئی جا کر اپنے مقام پر بیٹھو ہم نے
اسکو اپنے بندون سے باہر نکال دیا اس بلا مین وہ مبتلا ہوگا کہ اپنی جان سے بیزار ہوگا ای
شہریار اس امر کو تین دن گذرے تھے کہ میرا فرزند واسطے شکار کے گیا کسی نے ذکر کردیا کہ دشت
لالہ زار مین جو کوہ بوقلمون ہی سنتے ہین کہ وہان بطلیموس حکیم نے طلسم بنایا ہی اس طلسم مین
مال بیحساب ہی جو اپنے زمانے کا صاحبقران ہوگا وہ اس طلسم کو فتح کریگا میرے فرزند نے
کہا کہ مین اپنے زمانے کا صاحبقران ہون مین ہی جا کر فتح کرونگا ہرچند وزرا امرا نے منع کیا
اور کہا پہلے چلکر اپنے والد سے دریافت کر لیجئے اسنے نہ مانا نہین معلوم کسطور سے دشت لالہ زار مین
گیا کوہ بوقلمون مین جا کر غائب ہوا ملازمون نے آکر مجھسے بیان کیا مین حضور روتا پیٹتا کوہ جدی
پر گیا اس روز کوہ برجدی کے قریب میلا تھا حضور اسکے عجائب وغرائب کیا بیان کرون

ایک تاجر نے آکر فریاد کی کہ یا خداوند آپ نے مجھے مال بےحساب دیا مگر اولاد نہین ہوئی سات
شبانہ روز مین نے کہین تصویر سنگی سے آواز آئی کہ جا تیری زوجہ ابھی حاملہ ہے تاجر جو پلٹ کر
گھر پہونچا جا کر دیکھا کہ دائیان بیٹھی ہین دردزہ مین زوجہ مبتلا ہے وہ تاجر کیونکر اعتقاد نہ
کرے لات پرستی چھوڑ کر ہفت پیکر پرست ہوا اوسکے یہان فرزند ہوا عقیل فہیم بہادر خوبصورت
سب اس لڑکے کو عطیہ خداوند کہتے ہین ایک شخص نے آکر فریاد کی کہ میرا فرزند غائب ہو گیا ہے
تصویر سنگی سے آواز آئی کہ فلان صحرا مین تیرا بیٹا پھر رہا ہے اس شخص نے جا کر اسی صحرا مین اپنے بیٹے
کو پایا حضور مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ جو جسنے خواہش کی وہی اسکی آرزو پوری ہو گئی غلام جا کر
پہونچا سجدہ کیا فریاد کی کہ یا خداوند میرا فرزند دشت لالہ زار مین جا کر غائب ہوا توبہ کرتا ہون کہ اب
کبھی سرکشی نہ کرون گا بقدر غضب تمام آواز آئی کہ او بےحیا تیرا فرزند غضب خداوندی مین
مبتلا ہوا ہم نے تجکو اپنے بندون سے جدا کیا عمر بھر اس مصیبت مین رو رو ئیگا تیرا بیٹا کبھی تجھے
نہین ملیگا بعد حکم ہوا اسکو باہر نکالدو بندون نے نکالا غلام نے لاکھ فریاد کی کہ مگر اس سنگدل نے کچھ نہ
سنا مجکو نکلوا دیا حضور شداد و فرعون و نمرود و زبرجد شاہ سب بھیاؤن کے پاس گیا
ہر ایک نے یہی جواب دیا تیرا بیٹا قہر خداوند ہفت پیکر مین مبتلا ہے ہم دخل نہین دے سکتے سات
برس ہوئے تجکو گشت کرتے اب حضور کا نام نامی سنا کہ آپ اپنے زمانے کے صاحبقران
دادرس بیکسان ہین تمام عیش و راحت مجھے حرام ہے فرزند کی جستجو سے کام ہے حضور میرے
فرزند کو مجھسے ملا دین یا غلام کو قتل کرین اب بہت مجبور و ناچار ہون زندگی سے بیزار
ہون صاحبقران نے گلے سے لگا لیا فرمایا کہ اس ہفت پیکر نے مجھے بھی بڑا صدمہ پہونچایا
ہے انشاءاللہ اسکی بھی سرکوبی کرونگا اب مین ضرور تمہارے ساتھ چلونگا یا تمہارے
فرزند کو تم سے ملاؤنگا یا اپنی جان دونگا وزرا نے عرض کی کہ شہریار لقا لعین سے
مقابلہ ہے آپ کے جانے کے بعد قیامتین برپا کریگا طلسم ہوشربا کے ساحر بھی زمین [illegible]
کا سنا صاحبقران نے سیمٹ ذوالیدین کو طلب کیا فرمایا سلیمان عنبرین موی کو بھی کہ
ایک نامہ لکھو مضمون یہ ہو کہ ہم برای کار ضروری جاتے ہین چالیس روز تک جنگ موقوف
ہو جیسا نامہ لکھا گیا تھا ہتین سلیمان عنبرین موی کو بھی فرمایا سلیمان نے تا

بھی ذکر نہ کیا عیار کو جواب دیا صاحبقران نے اگر ہمین مہلت دی ہماری کہنے پر ہمسے جنگ
کی ہمنے بھی ان کو چالیس روز کی مہلت دی چالیس روز ہرگز طبل جنگی نہ بجیگا صاحبقران کو
جب یہ جواب پہونچا انتظام لشکر کیا مقبل کو ہمراہ لیا بارہ ہزار غلام اسکے ساتھ ہوی جواہر
بن عمرو عیار کو ساتھ لیکر صاحبقران برجیس تاجدار کے ساتھ چلے بعد قطع منازل وطے
مراحل برجیس صاحبقران کو بہلا پھسلا کے قلعہ مین لایا کئی روز صاحبقران کی دعوت کی
ایک روز شب کو صاحبقران نے فرمایا کل ہم طرف کوہ بوقلمون کے جائینگے برجیس قدمون
پر گرپڑا کہا ای شہریار مین مسلمان ہوتا ہون حضور کی جرأت وشوکت مجھپر ظاہر ہوئی آپ جانے
کا ارادہ نہ کرین امیر نے فرمایا یہ کبھی نہو گا سب رئیسان شہر بھی آکر حاضر ہوئے کہا ای شہریار
جو کوہ بوقلمون مین گیا پھر پلٹ کر نہ آیا صاحبقران نے فرمایا اگر حیات مستعار باقی ہی تو سی
چند دن کے اندر مریخ تیغزن کو پیر آئینگے اگر موت قریب آئی ہی تو مجبور و ناچار ہین صاحبقران
نے کسی کا کہنا نہ مانا جواہر بن عمرو و مقبل کو مع بارہ ہزار غلامون کے ساتھ لیکر جسوقت شہر
برجیس نگار سے چلے ہر گلی و کوچہ سے صدائی گریہ و بکا آتی تھی صاحبقران سب کو سمجھاتے ہوی
شہر سے باہر نکلے اب اشقر دیو نژاد کو ہمیں کیا ملحوظ رہی کہ ہم بیان صاحبقران ساتھ ہین اور
جواہر بن عمرو رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے چلا آتا ہی امیر نے درمیان کے سو طے کیے ٹھیک
دوپہر کا وقت تھا کہ دشت لالہ زار مین پہونچے دیکھا لالہ زار با دل داغدار کھلا ہوا تمام صحرا
سرخ ہو رہا ہے ہر چند دھوپ بہت تیزی پر ہی لیکن صحرا نہایت سرسبز و شاداب درختون پر
ہزارہا طائران زمزمہ سرا بیٹھے ہوئے کریلین کر رہے ہین جیسے ہی صاحبقران کو دیکھا
پر پرواز پیدا کر کے اڑے تمام لشکر پر اپنا سایہ ڈالا بعض طائر پر کھول کھول کر صاحبقران
کے قریب آتے مین ترنم سرائی کر کے نکلجاتے ہین بعض پھول پھول پہلوی ٹہنی مین جا بیٹھے
منقارین کھولے ہوئے زمزمہ سرائی کرنے لگے انکی آواز سے یہ شعر ثابت ہوتی تھی

قد صنم سے اگر آفریدہ ہوتا تھا	نہ سرو باغ کو اتنا کشیدہ ہوتا تھا
ہوا ہے زلف سے گستاخ کسقدر شانہ	ہماری پاس بھی دست بریدہ ہوتا تھا
نہ کھینچتا تھا زلیخا کو دامن یوسف	اسی کا پردۂ عصمت دریدہ ہوتا تھا

ویانہ ساتھ جو صبر و قرار نے نہ دیا — روانہ ملک عدم کو جریدہ ہوتا تھا
شتاب سے کوئی مٹتا ہو باطلون کی حق — پھوا اختیار سے کیا برگزیدہ ہوتا تھا
نہ جانتا تھا غضب ہے نگہ کا تیر او دل — بچنی کو سامنے آفت رسیدہ ہوتا تھا
رُلاتا شام و سحر کس طرح نہ طالع پست — بلند سر سے مرے آبدیدہ ہوتا تھا
گریز یار نے برباد کر دیا ہمکو — غبار راہ غزال رمیدہ ہوتا تھا
نہ آئی دامن دایہ مین نیند ای آتش — درون دامن خاک آرمیدہ ہوتا تھا

صاحبقران یہ اشعار سنتے ہوئے مرکب کو پھینکے ہوئے قریب کوہ بوقلمون پہنچے دیکھا تو ایک کوہ سر بفلک کشیدہ کسی مقام پر کوئی درہ نہین معلوم ہوتا صاف ظاہر ہو کہ راستہ بند ہے ایک مقام پر تختہ سنگ تھا امیر نے اسپر ہاتھ رکھکر اسم اعظم پڑھا پتھر گرا راستہ پیدا ہوا صاحبقران بسم اللہ کہکر مع اپنے ساتھ والون کے اس کوہ مین داخل ہوئے صحرای لالہ زار ہی برجیس تاجدار دیکھ رہا ہو اسکے ملازمون نے عرض کی جب ہمارا شاہزادہ گیا ہو درہ کوہ سے راستہ نہین ملا پہاڑ پر چڑھ گیا اس پہاڑ پر جا کر اسطرف کو دوڑا یہ نیا معاملہ گذرا کہ صاحبقران کو راستہ ملا امیر اس درے کو طے کرتے ہوئے چلے آتے ہین مقبل وغیرہ ہمراہ ہین بعد چند ساعت کے پہاڑ سے صاحبقران باہر نکلے دیکھا صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا نخل سبز و شاداب و صحرا لاجواب صاحبقران سیر دیکھتے ہوئے چلے آتے ہین تھوڑی دور راستہ طے کیا تھا کہ دور سے ایک قلعہ دکھائی دیا نہایت بلند و مرتفع صاحبقران قلعے کو دیکھتے ہوئے آتے تھے کہ اندر سے قلعے کے ایک تاجدار برآمد ہوا چالیس پچاس ہزار فوج پشت پر امیر کو دیکھکر پیادہ پا ہوا پیدل سامنے آیا جھک کر سلام کیا ہاتھ باندھکر عرض کی حضور نے غلام کو سرفراز کیا آپ لائق تخت و تاج ہین تخت پر سوار ہو جیئے اس ملک مین فدوی رہتا ہو حضور کی عدالت سے یہ عدل آباد ہوگا کل رئیسان شہر نے بھی پیغام دیا ہو کہ صاحبقران زمان ہمیر حاکم ہون صاحبقران نے کہا خدا میرے تاجدار کو سلامت رکھے مجھے تخت سے کوئی واسطہ نہین مین تخت پر نہ بیٹھونگا نہ تاج سر پر رکھونگا اس تاجدار نے عرض کی پھر شہر مین چلنا کیا ضرور ہے یہین حضور کے اُترنے کا اسی مقام پر سامان کر دون صاحبقران نے کہا بہتر

اختیار ہی اس تاجدار نے پلٹ کر کارندون سے کہا کہ بارگاہ راحت پسند نکلوا کر لاؤ کارندے
گئے ایک بارگاہ عالیشان لیکر آئے بارگاہ پہلوی قلعہ مین استادہ ہوئی ملازمون کے لیے
خیمے سراپردے درست ہو گئے بازارین لگ گئین سب سامان کر کے وہ تاجدار صاحبقران کو
بارگاہ مین لایا امیر کو مسند پر بٹھایا کہا اس مقام پر تشریف رکھین صاحبقران بیٹھے تاجدار
چلا گیا دیکھا امیر نے کہ چند ساقی بچے شراب و کباب لیکر حاضر ہوئے چند سردارون کو وہ
تاجدار چھوڑ گیا ہے جواہر بن عمرو و مقبل بھی باہر ہین یہی تاجدار کے سردار صاحبقران کو
گھیرے بیٹھے ہین حکایات و فسانہ ہای عجیب و غریب صاحبقران کے بہلانے کو بیان
کرتے ہین شب اس عیش و نشاط مین گذری صبح کو ان سردارون نے عرض کی حضور
گھبرا گئے ہونگے برائے چند ساعت صحرا مین چلکر شکار کھیلیئے صاحبقران نے کہا بسم اللہ
صاحبقران پشت مرکب پر سوار ہوئے ان سردارون نے اشارہ کیا چند ملازم دوڑے
ہو لیے گئے پہلے قراول میر شکار لیکر حاضر ہوئے صاحبقران ان سبکو ساتھ لیکر واسطے شکار
کے ایک صحرا مین آئے شکار کھیلتے کھیلتے دیکھا ایک آہو سامنے آیا امیر نے اسپر گھوڑا ڈالا
وہ آہو جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہے صاحبقران پہونچنے پاتے کہ تیر مارین وہ آہو جاتے جاتے
قریب ایک باغ کے پہونچا اس باغ مین آہو گھس گیا صاحبقران نے بھی غصے مین گھوڑا ڈال
دیا دیکھا باغ نہایت پر بہار ہے چمن مین جا کر آہو غائب ہو گیا امیر آہو کو ڈھونڈھتے پھرتے ہین
چند روشین ٹہلے تھے کہ ایک طرف سے کچھ عورتون کے بولنے کی آواز آئی دیکھا ایک طرف
سے آگے آگے ایک نازنین مہ جبین پشت پر چند کنیزان زرین پوش لباس فاخرہ زیب جسم
سب کے آگے نازنین ہے تاج مرصع سر پر رکھا ہوا دریای جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن رنگ
چمن پری پیکر سمن چہرہ رشک قمر نہایت ناز و ادا سے سامنے کی جھک کر سلام کیا بڑے ناز سے نگاہ
ملائی اور مسکرا کر کہا آپ نے مجھے سرفراز فرمایا آپ تشریف لائیے آپکا سرفراز کرنا باعث فخر و افتخار ہوا [illegible]
مین تشریف لائیے چند ساعت بیٹھیے پھر آپکو اختیار ہے کیونکہ بخدمت [illegible] لیکن تکلف سے وہ نازنین
[illegible] ان کو لیکر بارگاہ مین آئی عرض کی سب کنیزان نے کہا صاحبقران زمان تشریف لائے ہین
[illegible] تھی ہی آرزو تھی کہ کہیں جا کر حضور سے ملون تقدیر نے رسائی کی کہ آپ

میرے مقام تک تشریف لائے شب کو بھی یہی چرچا تھا کنیزون سے پوچھیے مین نے کئی مرتبہ قصد کیا
کہ مین خدمت امیر مین جاؤن مگر یہ بھی خیال تھا کہ حضور مجھے نہین پہچانتے شاید میرا حاضر ہونا ناگوار خاطر
ہو اب تو مین نے بڑا مرتبہ پایا صاحبقران نے فرمایا مین بھی یہی چاہتا ہون کہ میرے تمھارے
جدائی نہو تمھارا طریقہ بہت پسند آیا انشاء اللہ تو ہم اس مقام پر فرحت بخش مین یقین ہے عرصہ
تک رہنا ہو ہم روز آئینگے اس نازنین نے پکار کر کہا مہمان عزیز کے واسطے شراب وکباب لاؤ
کنیزین گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لیکر حاضر ہوئین اس مہ جبین نے جام لبریز کیا پنجۂ نگارین
پر رکھکر عرض کی یہ جام محبت ہے صاحبقران نے فرمایا نہین معلوم تمھارا مذہب کیا ہے ہم شراب
کیونکر پئین نازنین نے کہا مطیع اسلام ہون اب تو صاحبقران نے جام نوش کیا ہنس ہنسکر باتین
کر رہے ہین کہ کنیزون نے بڑھکر عرض کی اصلاح تاجدار تشریف لاتے ہین امیر نے فرمایا کہ
اصلاح کون اس نازنین نے کہا جن صاحب نے آپکو مہمان کیا ہے وہ نازنین واسطے استقبال
کے اٹھی اور مسکرا کر کہا ہمارے یہی مالک ہین صاحبقران نے کہا مین بھی جاؤن اسنے کہا
نہین وہ بہت خوش ہونگے کہ ہمارے مہمان کی خاطر کی اے شہریار یہان مہمان نوازی کا بڑا
چرچا ہے اسی وجہ سے مین نے کچھ خوف نہین کیا امیر بھی واسطے استقبال کے اٹھنے لگے
نازنین نے منع کیا کہ آپ مہمان ہین تشریف رکھین مین استقبال کرکے لاتی ہون یہ
کہکر وہ نازنین گئی تھوڑی دیر مین وہ نازنین اس تاجدار کے ساتھ آئی تاجدار نے آکر سلام
کیا اور نازنین کی تعریفین کرنے لگا کہ اے سنبل عذار تو نے مجھپر بڑا احسان کیا میرے مہمان
کا دل بہلایا وہ تاجدار بھی آکر بیٹھا کنیزین باہر چلی گئین تاجدار نے کہا اے شہریار اگر یہ کنیز پسند ہو
تو مین خدمت مین حاضر کرون جہان حضور کے اور اسباب عیش و نشاط مین اسکی ذات سے بھی
دل لگی رہیگی جو آپکے مذہب مین طریقہ شرعی ہو اسکے ساتھ عقد کیجیے امیر نے فرمایا کیا مضائقہ ہے پس
تاجدار نے اسیوقت حکم کیا کہ قاضی کو بلاؤ دو مرد معتبر کہ باریش سفید آکر حاضر ہوئے ایجاب وقبول
ہو کر صاحبقران کا عقد اس نازنین کیساتھ ہوا بعد عقد تاجدار نے عرض کی حضور یہین تشریف
رکھینگے یا اپنی بارگاہ مین چلینگے امیر کو اسی نازنین کی خواہش تھی فرمایا آج [illegible]
اے اصلاح تاجدار یہ مقام نہایت دلچسپ ہے یہان دل لگا اصلاح نے کہا [illegible]

ہی تاجدار نے چلتے چلتے اس نازنین سے کہا تجھکو مناسب یہ ہی کہ خدمتگذاری مین صاحبقران کی کوئی
دقیقہ باقی نہ رہنا اُس نازنین نے کہا حضور خاطرجمع رکھین بہت لطف سے خاطرداری کرونگی
وہ تاجدار تو یہ باتین کرکے چلا گیا وہ نازنین خاطرداری کرنے لگی کبھی پہلو سے پہلو ملا کر بیٹھتی ہے
کبھی پشت پر ہاتھ رکھدیا اگر عمر نے اسکا منہ لیا نازنین ہنس دیتی ہی کہتی ہی گھبرائیے نہین شب تو
قریب ہی اُسمین آپکی خدمتگزار ہون جب دن گذر گیا آفتاب مرجھایا شاخ کہکشان سے گرا اور
داخل باغ مغرب ہوا شہنشاہ ماہ تابان مع فوج ثوابت و سیارگان تخت سپہر نیلگون پر بصد
تجمل جلوہ فرما ہوا نازنین نے سامان روشنی کا کرایا ایک کمرے کو خوب آراستہ کیا آپ مسند پر آکے
بیٹھی صاحبقران کے پہلو مین بیٹھی باتین کررہی ہی شراب کا چرچا دمبدم ہوتا ہی ایک گائن سے
اشارہ کیا کچھ گاؤ اُس نازنین نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔ غزل

جبکہ رسوا ہوئے انکار ہی بیجا باتین مین کیا ... اے صنم لطف ہی پردے کی ملاقاتین مین کیا
کوئی اندھا ہی تجھے ماہ کہے اے خورشید ... فرق ہوتا نہین انسان سے دن راتین مین کیا
یار نے وعدہ فردائے قیامت تو کیا ... شک ہی اے نالۂ دل تیری کرامات مین کیا
کوئی بتخانے کو جاتا ہی کوئی کعبے کو ... پھر رہی گبر و مسلمان مین تری گھات مین کیا
ایک مدت سے ہون سائل ترے دروازے پر ... بوسہ یا گالی ملیگا مجھے خیرات مین کیا
ایسی اونچی بھی تو دیوار نہین گھر کی ترے ... رات اندھیری کوئی آویگی نہ برسات مین کیا
دو گھڑی کی جو ملاقات تھی وہ بھی موقوف ... ایسا پڑتا تھا خلل یار کی اوقات مین کیا
پڑھ کے خط اور بھی یار سے ہونے بدظن ہم ... یار نے بھیجا سفر سے ہمین سوغات مین کیا
آتش مست جو ملجائے تو پوچھون اس سے ... تو نے کیفیت اُٹھائی ہی خرابات مین کیا

یہ غزل سنکر صاحبقران کو اور بھی جوش محبت ہوا دو پہر شب گذر چلی تھی نازنین دمبدم جام
دیتی جاتی ہی کہتی ہی آپ سلطنت کیون قبول نہین کرتے سب شہر والے آپکے مشتاق ہین امیر نے
کہا یہی باعث ہی میرے لشکر مین تاجدار نواسی بادشاہ نوشیروان کے تخت پر جلوہ فرما ہونگے
مین یہ لشکر ہے صاحبقران نے نازنین کا ہاتھ تھام کر کھینچا نازنین نے کہا ملازمون کو ہٹو دیجئے
امیر نے کہا رہنے دو سب سردار ... تاجدار کے بھیجے ہین کہ میرا اس نازنین سے

ہمراہ لیے اس کمرے میں آئے جہاں چھپر کھٹ بچھا ہے ملکہ نے دروازہ بند کر دیا روشنی
وہاں کی گل کی امیر نے کہا بھی کہ ملکہ اندھیرے میں دم گھبرائیگا وہ کہتی ہے اے شہریار افسوس
وقت فراق قریب آیا تب صاحبقران چھپر کھٹ پر آئے وہ نازنین پاس آکر بیٹھی اختلاط
ظاہری ہونیلگا جب امیر مطلب اصلی کی طرف متوجہ ہوئے اس نازنین نے دوپٹے سے منہ چھپالیا
کہتی جاتی ہے اے صاحبقران منہ میرا بند رہنے دو امیر نے جوش محبت میں اسکا منہ کھول
دیا اب جو دیکھا ایک عورت سیہ فام آنکھوں میں گڑھے پڑے ہوئے چہرے پر جھریاں جن کو
سطور مکاری کہنا چاہیے ہڈیوں کا ڈھانچا گوشت کا جسم میں نام نہیں امیر نے فرمایا ارے تو کون یہ
کہکر چاہا ایک گھونسہ ماریں اسنے منہ سے شعلۂ آتش چھوڑا پلنگ کو تڑپ کر چھپر کھٹ سے گرا دیا اور
ایک چیخ ماری کہ یارو اس جوان کو لینا چاروں کونوں سے جادوگر دوڑے کالا مار کر نکلے ایک
نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک طمانچہ مارا کہ سر اسکا اڑ گیا اندھیرا ہو
سب وقفہ باغ کے جلنے لگے ہر طرف سے صدائے گریہ و زاری بلند ہوئی عرصہ دراز تک یہی ہنگامہ
رہا بعد تھوڑی دیر کے امیر نے اپنے کو ایک صحرا میں پایا صحرائے پرخطر وحشت انگیز کانٹوں کا جنگل
مقام ہول صاحبقران اس معرکے سے حیران کمال ہیں کہ میں کہاں تھا کہاں آگیا عیش
و عشرت میں مصروف تھا وہ سامان عیش و عشرت یوں مٹا اپنے حالات اصلی صاحبقران کو بھول
فراموش ہیں حیران چار جانب دیکھ رہے ہیں یہ معاملہ ہے کہ سنبل دیو مدار جسکے ساتھ عقد
صاحبقران کا ہوا مکارہ غدارہ فکر میں تھی کہ اسم اعظم صاحبقران کسی طور سے بند کیا جائے
جب یہ نہ ممکن ہوا صبح کو سنبل دامدار خدمت میں بطلیموس جادو کی گئی کہ جو بادشاہ طلسم بطلیموس
ہے اگر وہ سن کی ہے شہریار طلسم کشا کو مبہوت تو کر دیا اپنی حالت اصلی کو بھولے ہوئے ہے طلسم کشائی
کی فکر نہیں لیکن سہراب جادو ہار گیا اگر وہ سن لیتا اس کی تیز سے ہو جاتا تو اسم اعظم فراموش ہو جاتا
لیکن طلسم کشا نے سمجھے دیکھ لیا معلوم نہیں کہ طلسم فتح کیوں ہو ہزاروں جادوگر وقت پر پہونچے سہراب
بچا نہ حمزہ کے ہاتھ سے مارا گیا اب حمزہ سحر کے زیر ن میں ہے اگر کوئی تدبیر ہو جائے تو گرفتار ہو جانا
ہے حمزہ کو ہوش آگیا تو قتل جی طلسم کی تدبیر ہونے لگے گی اگر حمزہ مجھ تک پہونچا اور مجھے اسکا خبر
نہ ہو تو پھر طلسم نہ بچیگا بہت جلد تدبیر کیجیے ورنہ یہ بخوبی ثابت ہے جلد از

دکنیز نے ملکہ بہ جستجوے تمام فکر طلسم کشائی دل سے نکال دی بادشاہ نے سوچکر کہا اے سنبل دو دو
مین اور بھی فکر کرون گا میرے طلسم کی کوئی لوح نہین پا سکتا ہر چند کہ صاحب اسم اعظم ہوتا
بڑی جلالت ہے مگر تمنے اور اصلاح نے بہت تو کر دیا لیکن اسوقت کچھ فکر و تدبیر کرنا اس کی
واجب و لازم ہے شب کو کاہن طلسم آ اور رمکر بھی بیان کیا کہ یہ شخص طلسم کشا ہے طلسم ہزار اسپ
ایسا طلسم اسی شخص نے فتح کیا دیوان قاف کو جا کر اسی نے مارا ملکہ آسمان پری کے ساتھ
شادی کی پردہ دنیا مین اگر نوشیروان ایسے بادشاہ کو شکست دی برجیس تاجدار اس جوان
کو لایا ہے تو جو یہان سے پلٹنا محل مین جانا صاحبزادی ہماری ملکہ آزاد صنوبر قد کہ گشت طلسم
انھین کے متعلق ہے یہ سب حال ان سے بیان کر دینا کہنا اپنی کنیزون کو بھیجے وہ جا کر دم مکر کو
پھیلا مین اسم اعظم بھلا دین پھر گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہے سنبل یہ سنکر محل مین گئی ملکہ آزاد
صنوبر قد اپنی صحبت مین جلوہ فرما مین بارہ سو کنیزان مرصع پوش حاضر خدمت ہیںقد رجت
مین گا ئیتین حاضر مین سامان عیش و نشاط مہیا سنبل نے جھکر سلام کیا آزاد نے خود پوچھا
کیون سنبل ہمنے سنا ہے کوئی شخص طلسم مین آیا اصلاح تاجدار گرفتار نہین کر سکے تمنے کیا کیا
سنبل بیٹھ گئی کہا واری کیا عرض کرون بڑے غضب کا عہدہ میرے سپرد ہے اکثر طلسم کشائی کو
بڑے بڑے کاہن نجومی حکیم ندیم آئے انکو گرفتار کیا پہلو مین مجکو ضرور بیٹھنا پڑا یہ جوان جو آیا
اصلاح تاجدار جو عاجز ہوسکے کہ میری طرف پھینکا مین نے وہ صورت بنائی تھی کہ عاشق
ہوا کیا کہون ملکہ عالم کیسا حسین و جمیل ہے میرے ساتھ اسکی گرمیان ہیو اپنی کو محجوب بنایا ہر بات
مین دم دیتی تھی یہانتک اشتیاق بڑھا یا کہ نکاح ہوا شب کو اس شخص کے حرکات دسکنات
سے یہی دل چاہتا تھا کہ اسکے ساتھ مکر نہ کرون لیکن یہ خیال آیا کہ کل ساکنان طلسم قتل ہو
جائینگے جرات کا اس شخص کا یہ حال ہے کہ جب میرا حال کھلا اسوقت اس جوان کو غصہ آیا تو
مین نے آواز دی سہراب و کمخواب و عتاب و سرخاب چارون جادوگر وہ صورمین
ہیبت ناک بنا کر آئے کہ اگر رستم ہوتا تو پیر زال بن جاتا مگر اس جوان نے کچھ خوف نہ کیا
سہراب کو ایک طمانچہ مار دیا مرا اسکا خنجر گردن سے اڑ گیا مین تو طبقہ زمین کا انکر بھاگی اب
وہ صحرای ویران مین ہے افسوس کرتی ہون کہ بڑی تکلیف ہوئی آپ نے والد سے

ذکر کیا تھا انھون نے کہا کہ ملکہ آزاد صنوبر قد سے بھی بیان کر دینا مین آپ سے عرض کرنے آئی تھی اپنی کنیزون اور مصاحبون کو روانہ کیجیے ملکہ آزاد یہ خبر سنکر سن ہو گئین سنبل تو روانہ ہوئی آزاد صنوبر قد دل سے کہتی ہو کہ سنبل نے عجب پیچ و تاب سے یہ مقدمہ بیان کیا کہ دل پر تاثیر ہوئی مصنف عرض کرتا ہو کہ عشق کا عجب نیرنگ ہو کسی جگہ موم کہین سنگ ہو ہر وضع کی کیفیت ہو کہین ذکر سنکر دلو بر ہوتا ہو کہین آنکھونکی نظارے سے آگ لگتی ہو بقول شاعر قطعہ نہ تنہا عشق از دیدار خیزد ٭ بسا کین دولت از گفتار خیزد ٭ درآید جلوہ حسن از رہ گوش ٭ ز جان آرام برباید ز دل ہوش ٭ ز دردن ہیچ اثرے در میانہ ٭ کند عاشق کسا ز انجا بہانہ ٭ ٭ سنبل دلدار تو یہ مضمون بیان کرکے چلی گئی مگر آزاد صنوبر قد کی دمبدم وحشت بڑھتی جاتی ہے دل مشتاق جمال روے زیبا آنکھین آرزوے دید فرحت آثار رکھتی ہین دلکو دھڑکن جگر کی پھڑکن زیادہ ہوتی جاتی ہو کبھی گھبرا کے اوٹھی سیر گلشن کا رادہ کیا گل و بلبل کو جو ایک جگہ دیکھا رشک پیدا ہوا کہ ہاے کیا سنبے کہ اپنے معشوق سے قریب ہو یہ ہجران دیدہ بیچین ہو کبھی گھبرا کر یکار اوٹھی

نظم

دل مین ساکن ہے خیال اک بت بیپروا کا
آشیانہ مری ویرانہ مین ہے عنقا کا

جب لگا نبض مری دیکھنے ظاہر یہ ہوا
لوز ہے دست مسیحا مین کف موسیٰ کا

کسکے گیسو کے تصور مین ہو طوفان سرشک
حلقۂ زلف ہو گرداب مرے دریا کا

شجر طور ہو قد اور ہو رخ شعلۂ طور
دست دلدار مین عالم ہے ید بیضا کا

وہ تو خورشید ہو اٹھے جو گلستان تراسے
چہرۂ گل مین تلون ہو وہ مین حربا کا

کیا جنون کم ہو مرا سنگ ملامت سے بھلا
جو پڑا نیل وہ اک داغ ہوا سودا کا

باغبان اپنے گل و میوہ سے رکھ خاطر جمع
مین تو مشتاق چمن مین ہون چمن آرا کا

چشم مروت بھی جو ہو نرگس میگون کا خیال
گنبد قبر مین ہو جوش خم صہبا کا

عشق مے یہ ہی کہ دم میرا خفا ہوتا ہے
گھونٹتا ہے جو کوئی مست گلا مینا کا

یاد مژگان مین جو یون جوش پہ ہے سیل سرشک
تشنہ لب کیا کوئی کانٹا ہو کسی صحرا کا

دیکھتے ہی ترے ہاتھونکو ہوا دیوانہ
ید بیضا سے ہوا ہو یہ خلل سودا کا

ہی خیال آج مجھے ایک سہی بالا کا وہی ہوگا جو ارادہ ہی مرے مولا کا		جاتے ہین عالم بالا کو جو نالے سید سے دین و دنیا کی عبث فکر ہی تجھکو آتش

ایک ہمراز نے دست بستہ عرض کی اگر حضور کو اسقدر پریشانی ہی تو کنیزین جا مین انکو بلا کر یہان لے آئین ملکہ آزاد نے کہا صاحبو وہ سردار جلیل داماد نوشیروان شوہر مہر نگار ہین بلا وجہ کبھی نہ آئینگے یہ میرا دل قبول نہین کرتا مجھے تو اور کچھ واسطہ نہین مرف دیکھ لینا چاہتی ہون کہ سنبل نے میرے سامنے جال پھیلایا یا اسکا کہنا سچ ہی مین برای گشت جاتی ہون۔ کنیزون نے چاہا تیاری کرین ملکہ آزاد صنوبر قد نے کہا مین اکیلی جاؤنگی یہ کہکر ایک طاؤس زرین بال پر سوار ہوئین طرف صحرای ویران کے یکہ و تنہا چلین یہان صاحبقران جبح کا وقت ہی تھوڑی دیر ایک نخل کے سایے مین ٹھہرے اب ایک جانب چلے دن جو چڑھا آفتاب گرم ہو نیلگا ہو نڈلی گرو کے اٹھے دھوپ بڑھنے لگی جب جھونکا ہوا کا چلا معلوم ہوا منھ پھنک گیا پیاس معلوم ہونی لگی قوت نے جواب دیا دس قدم چلے پھر کسی مقام پر بیٹھ گئے ٹک پریدان دھوپ کی شدت آفتاب کی حدت زرہ جسم مین پھنکنے لگی گر زبان چنگاری زبان بنگئین آخر گھبرا کر صاحبقران نے زرہ تاری ایک سمت پھینکدی خود سر سے اتارا وہ بھی ایک جانب پھینکدیا سر برہنہ زمین جلتی ہوا سے اڑتی ہوئین چہرے پر زردی ہونٹون پر پپڑیان جمی ہوئین تھوڑی دور جا کر تلوار کو بھی پھینکدیا تیر و کمان ایک طرف ڈالدی جستجو یہ اب مین دو دھوپ کری ہین ایک ٹیکرے کے برابر پہونچے وہان کسیقدر سایہ تھا صاحبقران کو غنیمت ہوا وہان جو بیٹھے زمین مین خشکی پائی ریت کو ہاتھ سے ہٹانے لگے جون جون ریت کو ہٹانے مین زمین ٹھنڈی نکلتی گئی دو ہاتھ گڑھا جب بن چکا امیر نے بیقرار ہو کر اس سرد ریت پر منھ رکھدیا ہوا کا جھونکا جو زور سے چلا کرارہ اس ٹیکرے کا پھٹ پڑا نصف جسم امیر کا ریت مین چھپ گیا نصف ظاہر ہی لیکن ملکہ آزاد صنوبر قد جو تلاش مین امیر کے چلی تھین پھرتے پھرتے اس مقام پر آئین جہان کا سنبل نے پتہ دیا تھا وہان امیر کو نہ پایا اب خرامان خرامان ڈھونڈھتی ہوئی پھرتین ایک مقام پر دیکھا زرہ نہایت عمدہ پڑی ہے زرہ دوڑ کر اٹھائی خیال کر کے دیکھا تو اسپر نام مبارک صاحبقران کندہ ہی زرہ کو چھاتی سے لگا لیا جی مین کہتی ہی آہا یہ پہنا ہو سونے و چاندی کی

کڑیون کی زرہ لاکھون روپیہ کا جواہر اسمین غضب ہو باشتیاق اسکو ملاحظہ کر رہی ہین اور
تھوڑی دور آگے بڑھی تھین کہ خود سر ملا اسکو جو اٹھا کر دیکھا اسپر بھی نام صاحبقران کا کھدا
تھا کہین جوشن پڑے دیکھے آنکھون سے آنسو جاری ایک جانب چار آئینے پڑے دیکھے حیران ہوکر
وہ بھی اٹھا لیے ایک مقام پر تلوار دیکھی ایک جگہ پر تیر و کمان و خنجر پایا اب تو ہوش اڑ گئے جی
مین کہتی ہین ای آزاد غضب ہوا کسی نے شاید امیر کو مار ڈالا لیکن اگر کوئی قتل کرتا یہ اشیاء
نادرہ کیون چھوڑتا اس فکر مین جاتی تھین کہ قریب اس نیزہ کے پہونچین دیکھا نصف
جسم ریت مین نصف بیرون زمین دھوپ مین تپ رہی ہے آزاد گھبرا کر بیٹھ گئین دست
نازنین سے ریت ہٹانا شروع کی جب نگاہ جمال جہان آرا پر پڑی چہرہ گرد آلود ذری عارض
پر چمک رہی ہین صاف ثابت ہوتا ہے کہ ماہ تابان پر ستارے جڑے ہین حیران جمال دمجوہ بیدار
ہو گئین بیتک توانتہا کی تھین سر لیکر زانو پر رکھا صاحبقران بیہوش ہو گئے ملے پانی تو اس
مقام پر ممکن نہین کہ حلق مین ٹپکا مین آنکھون سے آنسو جاری ہوے جب اسپر بھی صاحبقران کو
ہوش نہ آیا صاحبقران کے ہونٹ نیلے ہو رہے ہین یہ تو یقین کامل ہو کہ پیاس کی شدت سے یہ
حال کیا ہے فوراً ایک تخت پیدا کیا اسپر صاحبقران کو سوار کر لیا کل ہتھیار بھی اسپر رکھ لیے اور
آپ بھی سوار ہو مین تخت کو اڑاتی ہوئی چلین حال زار صاحبقران کے آنسو ٹپکتے ہوے
کبھی خیال آتا ہے کہ خدانخواستہ شدت عطش سے دشمنون کا دم نہ نکل جائے دیکھین کیونکر ہوش
آئے سنبل دلدار نے بڑا فتور کیا اس صحرای ویران مین پھینکا اگر چند ساعت اور نہ پہونچتی
تو قیامت تھی یہان باغ مین سب کنیزین چرچے کر رہی ہین کہ ملکہ آزاد نہایت پریشان تھین
نہین معلوم کہان تشریف لیگئین سب نے دیکھی تخت اڑا ہوا آتا ہے ایک جوان رشک یوسف
کنعان بیہوش پڑا ہوا ہے ملکہ بہ نگاہ حسرت اسے دیکھ رہی ہین یہ تخت آکر اترا ملکہ آزاد نے بارہ
دری مین لا کر صاحبقران کو چھپر کھٹ پر لٹایا آپ بیٹھ گئین یہ نیکی کرنے لگین تلوے سہلائے پانی
حلق مین ٹپکایا جب امیر نے آنکھ کھولی اپنے کو چھپر کھٹ پر پایا دیکھا ایک نازنین مہ جبین پری پیکر
خوش خو و تند خو نگاہ مین چھریان کٹاریان خنجر ابرو برای خونریزی عاشقان تیار ہین آہوان چشم
بیباک و ہوشیار ہین صاحبقران اٹھ بیٹھے گرد کنیزین تھین ملکہ نے شرما کر سر کو جھکا لیا

امیر نے فرمایا صاحب آپنے بڑا احسان کیا کہ اس صحرای وحشت خیز سے اس مکان راحت
بخش مین پہونچے کنیزین تو حیلے سے کام کے ہٹ گئین ملکہ آزاد نے فرمایا آپکا اقبال
سنبل دادار نے آپکو صحرای وحشت خیز مین پھنسا دیا تھا مگر آپکو خدا نے آپکو بچایا جب امیر نے
باصرار نام پوچھا ملکہ نے رو رو کر بیان کیا ای شہریار اپنا نام کیا بتاؤن لیکن اب چھپانا بھی ممکن نہین
مراد میری یہ ہی کہ آپنے اس طلسم پر کیون قصد کیا یہ مقام رنج ہی آپکی جستجو بیکار ہی یہ کنیز بادشاہ
بطلیموس طلسم کی بیٹی ہی آپکو طلسم سے ویران سی اٹھا لائی حال آپکا سنکر مجھکو تردد ہوا بہتر
آپ کے واسطے یہ ہی کہ جبتک جی چاہے اس باغ مین تشریف رکھیے اس باغ مین سبزہ
بیگانہ بھی نہین ہے سات سو کنیزین میری ملازم خیرخواہ اس باغ مین رہتی ہین یقین تو
یہی ہی کہ آپکا حال کوئی ظاہر نکریگی بادشاہ کو اس مقدمہ سے ماہر نکریگی جب آپکا جی گھبرائیگا
مین بیرون طلسم آپکو پہونچا دونگی صاحبقران نے فرمایا ای جان بخش حقیقت مین تم نے
جان بخشی کی اس صحرای ویران سی اٹھا لائین لیکن بدون حصول مطلب طلسم سے نکلنا
مناسب نہین برجیس تاجدار جتنے خداوندان باطل مین اون سبکے پاس ہو آیا کوہ بیچا کیا
جواب دیتے کچھ سخت و سست کہدیا اسکا بیٹا مریخ تیغ زن اسی طلسم مین قید ہی مین اس کو
وعدہ کرکے آیا ہون کہ تیرے بیٹے کو چھڑا کر لاتا ہون سات لاکھ بندگان خدا دایرہ اسلام مین
آئینگے اگر مین خالی پلٹا تو اسکو کیا جواب دونگا یا تو اپنی جان دونگا یا اس طلسم کو فتح کرونگا یہ باتین
سنکر ملکہ کی رنگت متغیر ہوگئی کہا ای شہریار لوح اس طلسم کی معدوم ہی شاید بادشاہ کو معلوم ہی خیر آپ
تشریف رکھین مین خود جاکر باپ سی دریافت کرونگی جو کوشش میری اختیار مین ہی اس سی گردن
تابی نہوگی ملکہ آزاد صنوبر قد نے ایک کمرہ مین لاکر صاحبقران کو رکھا سب کنیزونکو سمجھا دیا کہ
خبردار حال صاحبقران عالیوقار کسی پر ظاہر ہونے پائے بعد کئی دن کے ملکہ نے صاحبقران
سے کہا اب مین خدمت مین والد کی جاتی ہون احوال لوح دریافت کرکے آتی ہون چند
کنیزین خدمتمین صاحبقران کے چھوڑ دین کہدیا خبردار کوئی ملال نہ پہونچے یہ کہکر روانہ ہوگئین یہان
بادشاہ محل مین بیٹھے تھے کہ آزاد صنوبر قد نے آکر بادشاہ سی ملاقات کی جوش عشق صاحبقران مین
ضبط نہو سکا باپ کے گلے مین ہاتھ ڈالکر رونے لگین بطلیموس نے پوچھا کیون بیٹا خیر تو ہے

ملکہ آزاد نے کہا اے والد نامدار میں نے سنا کہ طلسم کشا کا داخلہ ہوا اصلاح تاجدار و سنبل وامدار نے نہیں معلوم کیا کیا یہ بھی سنا کہ سہراب جادو مارا گیا صاحبقران صحرای ویران مین پہونچے آپ نے طلسم کشا کو قید کر لیا یا اسی صحرا مین ہلاک ہوا میں آج آب و دانہ ترک ہو گیا اٹھہری ہی خیال ہو کر ایسا نہو طلسم ٹوٹنے آپکی دشمنون پر کوئی زوال آئے شاہ نے کہا ای نور نظر اسکا کچھ خیال نکرو طلسم نہین ٹوٹ سکتا لوح ایسی مقام پر ہو کہ وہان کوئی نہین جا سکتا آزاد نے کہا باباجان مجھسے مفصل فرمایئے ورنہ میرے دل کو آرام نہ آئیگا مین نے آب و دانہ بالکل ترک کر دیا مجھکو بڑا قلق ہو بطلیموس نے کہا بیٹا تم صاحبزادی ہو ایسا نہو کہ کسی کے سامنے ذکر کر بیٹھو آج تک سوا میرے کوئی آگاہ نہین وزیران سلطنت کو جنکو میری جان تک کا اختیار رہ بدون ان کی صلاح کے کوئی کام نہین ہوتا لیکن حال لوح سی مین نے انکو بھی محروم رکھا ملکہ آزاد یہ سنکر رونے لگین کہا کیون باباجان مین آپکی دشمن ہون جسمین آپکی جان کا خوف ہو اس لفظ کو منہ سی نکالون آپ مجھے اپنے ہاتھ سی قتل کر ڈالیے کہ مین کشاکش سے مہلت پاؤن بطلیموس نے کہا تمھاری دایہ اسرار شعلہ زن جسنے تمکو پرورش کیا مرن وہ جانتی ہو یہان سی بارہ کوس پر ایک صحرای صحرا مین ایک جھیل ہو جب وہ مچھلی بنکر جھیل مین گرے اندر اسکے ایک قصر ہے اس قصر کو قصر زمرد نگار کہتے ہین اس قصر مین ایک پنجرا لٹکا ہو قفس مین ایک طائر خوش رنگ ہی اس طائر کے سینے مین لوح ہی اسرار شعلہ زن اتنی بڑی خیرخواہ اسکو کون تسخیر کریگا وہ طلسم کشا کو قصر زمرد نگار تک پہونچانے لیکن ایک مقدمہ مین بہت حیران ہون تخل جادو نے مجھکو خبر دی ہو کہ صحرای ویران سے طلسم کشا غائب ہو گیا ملازمون نے ہر جا کر کل صحرا کو چھان ڈالا مگر کہین طلسم کشا کا پتہ نہین ملتا مجھکو بڑا تردد ہو ملکہ نے کہا ای والد نامدار جو کوئی طلسم کشا کو دیکھا ہو گا مین آرام سے نہ بیٹھون گی اب تلاش مین نکلونگی بطلیموس جادو نے بہت سمجھایا کہ ای فرزند مین نے تمکو مطمئن کر دیا تم اس مقدمہ مین کچھ کد و کاوش نہ کرو خود طلسم کشا مل جائیگا ملکہ آزاد باپ سے رخصت ہو کر باغ مین آئین سب احوال صاحبقران سی بیان کیا کہا ای شہریار دانا دل مان بہت سخت مزاج ہین اور خیرخواہ سلطنت ہین جب وہ شریک ہون تو لوح تک رسائی ہو اور کسی طرح لوح نہین ملسکتی مین سمجھی تھی میری کوشش کا کام ہوگا

مین اپنی جان لڑادون گی لوح آپ تک پہونچاؤن گی لیکن آپ تشریف رکھیے مین تنہا ان
امان پاس جاؤن گی اور ان دشمنون کے لوح آپ تک پہونچاؤن گی ملکہ تو اس حیلہ مین
صاحبقران کو روکتی ہین مگر امیر کا تردد بڑھتا جاتا ہے ملکہ سے نام اسرار شعلہ زن کا سنا اور یہ
بھی دریافت کیا کہ اسرار شعلہ زن کہان رہتی ہے ملکہ نے کہا یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ
ہے کہ اُسے قلعہ آتش بہار کہتے ہین قلعہ آتش بہار مین رہتی ہے ان ہی مین ایک شب کو لیٹے
لیٹے صاحبقران سوچے کہ یا امیر یہ مقدمہ مین مدد پروردگار ہوگا یون بیکار بیٹھے رہنا
جرأت کے خلاف ہے بہانے نکل چلو لوح کو تلاش کرو پروردگار نے کر لوح دیگا یہ سوچکر
اٹھے سلاح اپنے جسم پر آراستہ کیے ملکہ کو سوتا چھوڑا آپ باغ سے نکل کر شب تیرہ تار مین ایک
سمت چل نکلے جب مسافت دو تین منزل طے کرکے سرای مغرب مین داخل ہوا امیر
ایک مقام پر جاکر ٹھہرے یہان جو صبح کو ملکہ نے صاحبقران کو نہ پایا بدحواس ہو گئین
خواصون سے کہا صاحب غضب ہو صاحبقران چلے گئے مین خود تلاش کو جاؤنگی ڈھونڈھ لاؤنگی

ہرچند ضبط کرتی ہون پر نہین ہوسکتا نظم

ہے عرق آلودہ رخ پر زلف جاناں غم نہیں　　سانپ پانی کا ہے جو نہانا اس مین سم نہیں
لالہ ہے روئے گلگون پر فدا کس دم نہیں　　کب مزاج ذوگل عنبر نشان برہم نہیں
مرگیا ہین گم شدہ دن کی فرو نیز نم نہیں　　یہ عجب گلزار ہے جو قطرہ شبنم نہیں
اہل دولت کو اگر ہے بخش مطلق غم نہیں　　ہم کو بھی حاجت نہیں دنیا مین گر حاتم نہیں
میر ہو مرنے سے بھلا کیا چشم تر ہون شعلہ رو　　شرر خورشید کو دیکھو کہ مطلق نم نہیں
جو کوئی ہے باتو صنم ہے سلیمان زمان　　نخل خاتم ہو اگر قامت نہین خاتم نہیں
پڑگیا پرتو جو تیرے روے آتشناک کا　　صاف تیرے سب گل پر ہین یہ شبنم نہیں
آنکھ نرگس کی نہیں ہرگز جھپکتی سن سے　　ایک لمحے مین بہار گلشن عالم نہیں
ہین تیرے تیغہ مین پنہان پر جہان گاہ ہے　　کون ہے جو میری سوز عشق سے محرم نہیں
چشم جانان سے جو اغفت بڑا دیوانہ ہو　　آہوان وحشت تو مجنون سے مطلق رم نہیں
زلف جانان کا کوئی مضمون لیا جیسے قلم　　میری خامے کے پر پرافشون مین سم نہیں

کے بلیٹے اصلاح سے اپنے کو زمین پر گرادیا پر پرواز پیدا کرکے بلند ہوا پکار کر آواز دی اور طلسم کشا میرے کرسے کیونکر بچیگا سنبل و امداد اپنے دام مکر مین آ کر گرفتار کریگی فورًا دوسرے نخل پر سے اسی طائر نے آواز دی یا صاحبقران اگر یہ نکلگیا وہ فساد برپا کریگا کہ پھر آپ دام مکر مین اسکے پھنسینگے صاحبقران نے فورًا ایک تیر تاک کر مارا اصلاح چاہتا تھا کہ بلند ہون کہ تیر آکر سینے پر پڑا ادھر وہ پشت کو توڑکر پار گذرا اصلاح تاجدار مرکز زمین پر گرا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام مین اصلاح تاجدار بود صاحبقران اصلاح کو مار کر ایک جانب چلے لیکن جواہر بن عمرو مقبل سے باتین کر رہا تھا سب غلام جمع ہین کہ یکایک ایک دنا ما ہوا دیکھا وہ قلعہ جلکر خاک ہوا بارگاہ بھی جلکر گری جواہر و مقبل کو ہوش آیا جواہر نے کہا سے مقبل جس بارگاہ مین صاحبقران تھے وہ بھی بارگاہ جل گئی ہم تم سب بہوت ہورہے تھے معلوم ہوتا ہے کہ جسکے سحر مین تھے وہ مارا گیا نہین معلوم آقا پر کیا گذری مین تلاش مین اپنے آقائے نامدار کے جاتا ہون تم بھی لشکر پر عقب مین آؤ یہ کہکر جواہر باتہائے عیاری سے آراستہ ہوا صورت ایک ساحر کی بنکر روانہ ہوا وہ مین سوچتا ہوا چلا کہ آقا ہمارے کسی آفت مین پھنس گئے لیکن اصلاح تاجدار مارا گیا ہم اسی کے سحر مین تھے پھرتا ہوا ایک صحرا مین پہونچا درۂ کوہ سے رونے کی آواز آئی کہ کوئی ہائے ہائے کر رہا ہے اور غلام مرکاٹے لگر میری عصمت کو ہاتھ نہ لگانا تو نے مجکو میرے بزرگون سے چھڑا یا معشوق پر یہ جبر و ظلم جواہر بن عمرو ساحر بنا ہوا قریب درۂ کوہ کے پہونچا دیکھا ایک ساحر سیہ فام ایک نازنین چاردہ سالہ پر بدعت کر رہا ہے اس مہ جبین کی زبان مین سوزن اس نازنین کے ہاتھ بندھے ہوئے یہ بیچارا ساحر کہتا ہے اے جان جہان میرا وصل قبول کر وہ مہ جبین بلک بلک کے روتی ہے اور کہتی ہے اے شخص خبردار مجھے ہاتھ نہ لگانا جواہر بن عمرو نے زنگ و روغن عیاری کا نکال کر ایک گویے کی شکل بنائی تنبورہ ہاتھ مین لیا یہ غزل عاشقانہ گاتا ہوا اس پہاڑ کی طرف سے گذرا غزل

مہندی سے دل لال ہوئے دست و پائے دوست	خون شہید ناز ہوا ہے حنائے دوست
حصہ مین دوستو نکے ہے جور و جفائے دوست	دشمن خدا نخواستہ ہون خاک پائے دوست

دل کو ہوئے ہیں معنی توحید منکشف	آنکھوں کو کچھ نظر نہیں آتا سواے دوست
لامین چاہینگی سینے پہ اپنے شب وصال	کیا کیا نہ غل مچائینگی خلخال پاے دوست
کیا مال ہے ہزار کوئی مالدار ہو	ہم بھی ہیں سائل در دولتسراے دوست
زندہ سنے تو مُردہ ہو ہو جائے دم فنا	مردہ کو زندہ کرتی ہے آواز پاے دوست

اسطرح یہ غزل جواہر نے گائی ساحر نے جو گویے کو پلٹ کر دیکھا بے چین ہو گیا کہا میاں گویے صاحب یہاں آؤ ہمکو گانا سناؤ جو کہو گے وہ تمکو دینگے گویا ٹھہر گیا کہا میاں صاحب ہمکو فرصت نہیں اسوقت ہم جاتے ہیں ایک رئیس نے ہمارے کو بلایا ہے ہماری قیمت گانیکی دو آنہ مقرر ہیں ہم اس سے کم نہیں لیتے ساحر نے ہنسکر کہا مجھسے روپیہ لے لو تم گویے دنیا بھر کے پھرے ہوے سب طرحکے نشیب و فراز دیکھے ہونگے اس معشوق کو ہمارے واسطے راضی کردو جو کہو گے وہ دینگے جواہر نے کہا یہ تو ہمارا پیشہ ہے بڑی بڑی رنڈیاں ہمارے یہاں آتی ہیں ہم حضور قوم کے کنچن ہیں گانا بھی سیکھ لیا وہ ساحر ہاتھ جوڑنے لگا کہا میاں تمہارا نام کیا ہے جواہر نے کہا میاں دل ملاؤ مجھے کہتے ہیں کیسا ہی معشوق رنجیدہ ہو ہنس بات کی اور وہ مہربان ہو گیا ساحر نے کہا اس نازنین سے جا کر مدارات کرو جواہر نے کہا آپ ذرا ہٹ جائیے میں تنہائی میں چند باتیں کروں پھر آپکو بلا لونگا تم ایسے خوش رو پر خود عاشق ہو جائیگی ساحر جو باہر اوٹھکر گیا جواہر بہ محبت اوس نازنین کے قریب آیا کہا اے نازنین یہہ کیا ہو کر ہے یہہ ظالم تجھپر کیوں بدعت کرتا ہے وہ نازنین بیقرار ہو کر روئی کہا اے شخص میرا حال قابل بیان کرنے کے نہیں ہے میں کیا تجھ سے بیان کروں اے شخص تو کون ہے جواہر نے کہا میں فرزند خواجہ عمرو ہوں اس راہ سے جاتا تھا تمہاری آواز دردناک سنکر دل بیقرار ہوا یہاں چلا آیا اب تم اپنا حال بیان کرو ابھی اوس موذی کو مار لونگا میرے ہاتھ سے کیا بچ سکتا ہے نازنین نے کہا میں بیٹی ہوں ملکہ مہر شعلہ زن کی کہ جو تیسر سلطنت شہنشاہ بطلیموس ہے یہہ بجیادت سے مجھپر عاشق تھا قلعہ آتش بہار سے غفلت میں اوٹھا لایا اے عیار اگر تو نے میری آبرو و جان بچائی تو عمر بھر لونڈی بنی رہونگی تیرے حکم سے گردن تابی نہ کرونگی نام میرا محبوب پریچہرہ ہے خود بادشاہ مجھپر عاشق ہے میں نے ابتک نہیں قبول کیا جواہر نے محبوب پریچہرہ سے بخوبی باتیں کرکے اوس

ساحر کو پکارا خود بھی باہر نکل آیا کہا وہ تو خود آپ پر جان دیتی ہے مین نے جو پوچھا تو کہا خیر آدمی ہے عجب
شروع کی اس وجہ سے مجھکو بھی نفرت ہوئی ورنہ ایسے جوان کسکو ملتے ہوئے ہین قد بڑا ناک بڑی آنکھین چھوٹی
کان چپٹے ہونٹھ موٹے غرض بڑی بڑی صفتین بیان مجھے یاد نہین رہین آؤ بیٹھو شراب لاؤ معشوق کو پلاؤ
لطف وصل اٹھاؤ لو بھائی مزے اڑاؤ یہ سنکر ساحر بھول گیا ایک مٹی کے لوٹے مین شراب لایا
جواہر نے شراب مین بیہوشی ملائی محبوب کی زبان سے سوزن کو نکالا جام بھر کر ملکہ کے ہاتھ
مین دیا کہا اس ناہنجار کو پلاؤ محبوب پریچہرہ نے ناچار جام لے کر اس ساحر کو
دیا ساحر خوشی خوشی پی گیا جواہر خنجرزن نے اس ساحر کے مبہوت کرنے
کو یہ چند شعر گانے لگا نظم

لگ گئے جب آنکھ سے محبوب
کیا بگولوں نے خاک اڑائی ہے
آج بھولا سخن جو راہ دہن
بھری میں یہ پارسائی ہے
کیا ملا اس کے ہاتھ سے جام
صبحدم مجھکو نیند آئی ہے
خم شمشیر مین ہے سالک رنگ
غرق بحر آشنائی ہے

جیسے انگ آپ سے لڑائی ہے
گر ہوے تب یہ بات پائی ہے
لیچلی ہے وطن سے وحشت دور
دل کو کیا بات یاد آئی ہے
ہر قدم مین یہ ناز ہے کب سے
خط کا سر نامہ کیون حنائی ہے
ہر گلی مین ہے سائل دیدار
میری تسبیح کربلائی ہے

اس سے اک خلق سے لڑائی ہے
دیکھنا ای سحاب دیدہ تر
بارے نزدیک موت آئی ہے
وصل ہوگا شراب پی لونگا
کبک نے تیری چال اڑائی ہے
موت آئی نہین ہے پیری مین
آنکھ یان کاسہ گدائی ہے
ترک کا بعد مرگ بھی آتش

جواہر نے اس طرح یہ اشعار گانے کہ ساحر بلبلا کر اٹھا چاہا
ملکہ محبوب پریچہرہ سے اپنے جادو سے بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہوا جواہر نے
اس حرامزادے کو حلال کیا ایک شور بلند ہوا اور تک اسکے مرنے کی آواز گئی جواہر محبوب کا
ہاتھ پکڑے ہوے باہر نکلا محبوب نے کہا اے عیار طرار جو تو مانگ وہ تجھکو دون تیری وجہ
سے جان واپس بچگئی جواہر نے کہا مین روپیہ کا طالب نہین ہون صرف یہ چاہتا ہون کہ
آپکی خدمت مین رہون جو مطلب ہوگا عرض کرونگا جواہر محبوب سے باتین کر رہا تھا
سب حال اپنا بیان کیا کہ مین عمرو عیار کا بیٹا ہون جو افراسیاب سے برابر لڑ رہا ہے میرے
آقاے نامدار صاحبقران نامی گرامی اصلاح تاجدار کے مقام سے منسوب ہوے اسی مین

انھین کی تلاش مین نکلا ہون بس یہ تمھارا احسان ہو کہ میرے آقا کو تلاش کر دو محبوب
کہتی ہے بیٹے دل و جان سے تمھارے مذہب کی اطاعت کی گا نا ہیر اسنکر مجھسے مجھنے ایک
محبت ہوئی تیرے احسان کا بدلہ یہ ہو کہ خواہ میری جان جائے یا رہے تیرے کام مین سب
طرح موجود ہون قضا ہ کار اسرار شعلہ زن ماں محبوب پریچہرہ کی اپنی بارگاہ مین بیٹھی
تھی کام مقدمات کے بیٹھے سلطنت کے درپیش تھے کہ چند کنیزین روتی ہوئی آئین عرض کی
حضور کوٹھے پر ملکہ محبوب پریچہرہ کھڑی تھین کوئی انکو اٹھا لیگیا یہ سنتے ہی اسرار کوٹھے
پر آئی جب بیٹی کو نپایا آتشناک غصے مین کہا کہ کون ایسا نالائق تھا جو میری بیٹی کو اٹھالے
گیا ایک ہی یہ میری بیٹی تھی بے نشان کا نکر کھا جاؤنگی مجھسے بچکر کہان جائیگا پرواز پیدا کرکے
چلی یہ بھی جانتی ہے کہ بیٹی میری سحر مین طاق شہرۂ آفاق ایسی وہ نہین جو کسی بات مین رہ
جائے ارمی ہوئی چلی آتی ہو کہ اس ساحرہ کے مرنیکی صدا بلند ہوئی اسرار سنکر اُسی جانب چلی
جواہر محبوب سے کھڑا باتین کر رہا ہو کہ آسمان سے اسرار شعلہ زن نے دیکھا ای فرزند
کلکدوزی جواہر نے ایک ساحرہ کو جو آتے دیکھا کود کر جا گا ایک غار مین اپنی کو گرا دیا اسکر
جو تڑپکر گری بیٹی اُسے لپٹ کر چیخین مار مار کر روئی کہا ای نور نظر کون تجھکو اٹھا لایا اسکا نام
تو بتا اسکے قبیلے کو ویران کر دون لاشون سے میدان بھر دون محبوب نے پلٹ کر دیکھا ای
مادر مہربان سب حال مصیبت مآل آپسے عرض کرونگی لیکن میرا جان بخش کہان گیا اُس
نے کہا بیٹا مین نے تو کچھ کہا بھی نہین جو تمھارا محسن ہو مین اسے عزیز کرونگی محبوب نے کہا ای
مادر مہربان اگر وہ شخص چلا گیا مین اپنی جان دیدونگی ایک ساحرہ نام بدانجام مجھکو اٹھاکر
لایا چاہتا تھا میری عصمت پر دست انداز ہو اس شخص نے آکر مجھے بچایا چشم زدن مین اسکو
مار لیا مجھکو کیونکر آرام آئے آپ پکاریے اور منہ سے کہو ای شخص مین تیری نکھو نگی
تیری اطاعت مین ہمین کیا عذر ہے اسرار یہ حال سنکر بہت روئی پکار کر کہا ای شخص تو کیون
چلا گیا جلد آکر صورت دکھا مثل بیٹی کے مین بھی اطاعت کرونگی جب نہین دکھا کر اسرار نے
کہا او شخص اپنے محسن کے ساتھ کوئی بھی یہ بدی پیش آتا ہے تو نے ہماری بیٹی کی آبرو بچائی ہم
جان و دل سے تیرے شریک حال مین ذرا سامنے آ ہمکو صورت دکھا جب

اسطرح اسرار نے پکارا بت جواہر غار سے نکلا محبوب دوڑکر جواہر سے لپٹ گئیں مسکرا کر کہا صاحب تم کیون جاگ گئے تھے یہ میری مادر مہربان ہین جسکی مین خدمت کرون اسکی یہ بھی تابعدار ہین جو کہتے ہمسے کہا ہم دونون مان بیٹیان اسمین کوشش کرینگی جواہر بھی کھڑا ہوا اب تو محبوب نے رو رو کر سب حال مان سے بیان کیا کہ وہ بیچیا طالب وصل تھا لیکن اسی سخص نے آکر بچا لیا جھٹ پٹ اسے قتل کیا اسرار نے جواہر سے سب حال پوچھا تو جواہر نے اپنے داخلے کی کل کیفیت بیان کی صاحبقران کا حال بھی کہا اسرار کو سنانا آگیا سر جھکا کر کہا اے محبوب سارا طلسم ہمارا تمھارا دشمن ہوگا محبوب نے کہا دیکھا جائیگا دشمن کوئی ہوگا تو کیا کریگا بقول جواہر باپ انکے جواہر افراسیاب سے لڑ رہے ہین اسکے بھی تو اخبارون مین دیکھا ہے کئی سال لڑائی سے گذرے اب رہائی اسد غازی کا زمانہ قریب آیا ہے سب کاہن نجومی کہتے ہین اسد غازی افراسیاب کا قاتل ہے ملکہ آزاد صنوبر قد جو تلاشین صاحبقران کے نکلی تھین آسمان پر سے دیکھا محبوب پریچہرہ وا اسرار شعلہ زن اور ایک عیار طرار مکار ضرار تینون گھل مل کر باتین کر رہے ہین آزاد آسمان پر سے اتر آئی داتی امان کہکر اسرار سے لپٹ گئی فراق مین صاحبقران کے بیقرار و بیتاب تھی اسرار نے گلے لگا کر پوچھا بی بی کہا سے آئی ہو چہرہ اترا ہوا پریشان خاطر مجھسے تو بیان کرو ملکہ آزاد صنوبر قد نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی یہ اشعار پڑھے نظم

میری تربت پر کبھی تو پانون رکھدو نازسے … جی مین ہے پڑھواؤن کلمہ تمسے اعجاز سے

خندہ زن مانند گل ہون رنگ کی آواز سے … باغ عالم مین ہو کون آگاہ میری راز سے

جب کوئی مطرب پہ آتا ہے مرا اشعار گرم … ساز کے پردے مین جلنے شعلۂ آواز سے

[illegible] … ہو گیا انجام گل کا بستر آغاز سے

بچہ محبوب سخندی سے یہ پیشا ہے نہین … بانچ جسے کردیا خورشید کو اعجاز سے

قد و قامت پر [illegible] … نیزہ بازی کچھ نہین جانی ہے تیر انداز سے

آگئی آنکھون کے جو پھر جاتے ہو چلا تا ہو نہین … پہلے بجلی کوندتی ہے رعد کی آواز سے

بے رنگ طائر تصویر ترے ہاتھ مین … طائر رنگ حنا واقف نہین پرواز سے

دیکھا چاروں طرف سے آقا پر لوہا برس رہا ہے اور تلواریں صاحبقران پر پڑ رہی ہیں امیر دو تیغے
میں خالی بھی دیتے ہیں جسکے ہاتھ مار دیا اسکے دو ٹکڑے کیے لیکن پشت و پہلو بھی انکا بس
نہیں سو زور پڑا نعرہ کرکے بارہ ہزار غلام ہوا ہیں میں للکار پر بڑا ضحاک نے دیکھا بارہ ہزار
جوانوں نے استقدر تیر مارے کہ اپنے دونے قتل کیے صاحبقران نے بھی بسیقدر
مہلت پائی ہے چند غلام چار جانب سے گھیرے ہوئے اپنے آقا پر سینہ سپر کر رہے ہیں جہان
کسی نے وار کیا بڑھکر سینہ سپر کر دیا آقا کو بچاتے ہیں اپنی جان دیتے ہیں یہ ماجرا بدبختی
آنکھ دین ضحاک نے کہا یا. و بارہ ہزار نے تین لاکھ کو تنگ کر دیا دیکھیے کیا ہوتا ہے لڑائی
کا فتح ہونا دشوار ہے اس تردد میں تھا کہ پھر صحرا سے گرد اڑی ابر تیرہ و تار بھی پیدا ہوا
دیکھا تو بوتیمار جادو کہ یہ بھی تلاش میں صاحبقران کے نکلا تھا آکر پہونچا اسنے جو دور
دیکھا گھوڑے کو دوڑا کر قریب ضحاک کے آیا کہا اے ضحاک کیوں یہ کس سے لڑائی ہے
ضحاک نے کہا طلسم کش کی تلاش میں نکلا تھا یہاں تنہا پایا مگر بارہ ہزار غلام بھی اسکی مدد
کو آگئے ان بارہ ہزار نے ان تین لاکھ کو دنگ کر دیا ہے بوتیمار نے کہا آپ ہٹ جایئے
میں سب کو گرفتار کیے لیتا ہوں یہ کہکر بوتیمار نے اپنے پانچ ہزار ساحر فوج لیکر جھپٹ
کر ایک گولہ مارا غلام بیہوش ہو کر گرنے لگے جب ان ساحروں نے ہوش کے دانے پھینکے
چار کے سر اڑ گئے دو چار بیہوش ہو کر گرے صاحبقران اسم اعظم پڑھتے جاتے ہیں مقبل
ابھی بچا ہوا ہے صاحبقران کی پشت پر ہے اور غلام جو لڑتے لڑتے گرے ہیں پاؤں بہار
ہوتے ہیں ملازمان ضحاک شترب بڑھ بڑھ کر قتل کرتے ہیں اسوقت صاحبقران
کی بیقراری پانچ ہزار ساحر تین لاکھ غیر ساحر کس کس سے لڑیں کس کس کو بچائیں بڑی حفاظت ساحروں
سے منظور ہے اسم اعظم پڑھتے جاتے ہیں لیکن کئی ہزار غلام صاحبقران کے زمین پر گرے کچھ تو
قتل ہوئے کچھ پڑے بیہوش ہیں جب آواز اسم اعظم صاحبقران کا کان میں پہونچی گھبرا کر اٹھے
غیر ساحروں نے بڑھکر ہجوم کیا ایک کو دس ملکر قتل کرتے ہیں یہ حال مصیبت مآل دیکھکر
صاحبقران کو انتشار ہے اور نہایت بیقرار ہو کر پکار اٹھے اے کریم و رحیم و اے سمیع و علیم بندے
تیرے بے کسی اور بے بسی میں قتل ہوتے ہیں ان کو دشمنوں کے ہاتھ سے بچا لے

دیکھیں اب تقدیر کیا دکھائے حضور بالائے قلعہ سے آکر سرطان کی دیکھیں کہ کس دھوم سے
آتا ہے یہ طلسم عجیب مقام ہے وزیر اعظم دستور معظم صرد رانت پیر کر بیٹھے یہ مشہور ہو اسکے لشکر
میں کہ ملکہ آزاد کی وجہ سے انکی دایہ بھی شریک ہو مومنین [illegible] نے سنکر مثل بید کانپنے لگی کہا ای شہریار
غضب ہوا اب یہان سے نکلنا مشکل ہے بڑا ساحر غدار مکار جعلساز شعبدہ باز ہے سبھی طرح
سے فتور کریگا اگر حضور کے نزدیک مناسب ہو تو آپ کو مین لے نکلون ملکہ آزاد کہتی ہین
آئے دو دائی امان کیون گھبرائی ہو تم تو مذہب مین خدائے نادیدہ کی آئین اب وہی مدد کریگا
[illegible] بچپن مین اسنے سحر سکھایا ہے مگر خدا مالک ہے جان دینے والے سے ڈرنا چاہیے یہ کہنے
[illegible] صاحبقران پر نثار کیا صاحبقران تلوار ٹیک کر اٹھے فرمایا آپ لوگ قلعے مین رہین
میرا اسکو باہر اترنا ہے مین اس سے مقابلہ کرونگا آپ لوگ نکل جایئے گا دگر سنیے گا کہ فتح
ہوئی سب چلے آیئے گا اگر آپکو معلوم ہو کہ مین مارا گیا ہر کوہ عقیق عزار سلیمانی چلی جایئے گا
میرے سردار وہان موجود ہین اب لوگون کی خاطر کرینگے سب اسی طلسم پر آئینگے بعنایت
پروردگار طلسم ہوش کو دم لینا مشکل ہو جائیگا ملکہ آزاد صنوبر قد رونے لگین کہا اے شہریار خدا
نہ کرے اگر آپ کے دشمنون پر کچھ زوال آئے [illegible] تو ہم دو اپنی جان دونگی دائی امان تو
اپنے مقدمے کا اختیار ہے صاحبقران نے مقبل کو اشارہ کیا کہ اسوقت کوئی آئینہ تدبیر
کرو مرکب ہمارا آراستہ کرکے لاؤ بڑی غیرت کی بات ہے کہ ہم اسکے مقابلے مین نجائین ہم خود
اسکے مقابلے کو آئے ہین ہمنے طلسم کشائی کا قصد کیا ہے پروردگار مالک ہے اب انشاء اللہ
یہ سب مارے جائینگے ہم طلسم پر فتح پائینگے جب صاحبقران چلے ملکہ آزاد بھی ساتھ چلین
اسرار و محبوب بھی ساتھ ہولئے مومنین کی جواہر نے کہا انکو کس نہ گھبراؤ [illegible] کو آتے تو دیکھئے
خدا دکھیگا تو رات وہ گذریگی کہ مین سر اوسکا سر لاؤنگا ملکہ اسرار کہتی ہیں دائی جواہر یہ وہ
شخص ہے کہ شاہ نے جسکو وزیر طلسم لطلیموس کیا ہے وہ بڑا پروردگار ہوا اسپر عیاری کیونکر چلے
گی جواہر نے کہا چلیے تو دیکھیے کیا ہوتا ہے سب حال کھلا جائیگا مگر سرطان تھے نام سے سبکو خوف
ہوگا بادشاہ نے بڑے ساحر کو روانہ کیا ہے خدا طلسم کشا کو سلامت رکھے [illegible] بڑا طرح کی فساد برپا
کریگا صاحبقران اپنی [illegible] آئے اسرار نے بھی اپنا لشکر بلا لیا سفاک اردورد

ورنہ غضب ہوگا اگر میرا امکان جلا تو میں کہاں جاؤنگی خدمتگار نے کہا چلیے میں سامنا
کرادوں خدمتگار ہنستا ہوا چلا بڑھیا گرتی پڑتی چلی دربارگاہ پر آکر خدمتگار نے کہا بڑی
بی تم یہاں ٹھہرو میں جاکر عرض کروں بڑی بی تو وہیں ٹھہر گئیں چوبداروں سے ہنس ہنسکے
باتیں کررہی ہیں اور سب ہنس رہے ہیں سرطان سے جاکر خدمتگار نے کہا حضور ایک بڑھیا
عجب زندہ دل آئی ہے بڑھیا کہنے سے بُرا مانتی ہے عجب عجب باتیں کرتی ہے کہتی ہے ابھی
میرے چاہنے والے آتے ہیں سرکار کا حکم ہو تو بلاؤں ذرا حضور اُس سے باتیں کریں بہت
خوش ہونگے سرطان نے کہا بلاؤ خدمتگار نے باہر والوں کو آواز دی کہ بڑی بی کو یہاں بھیجو یہ
یہ سنکر جواہر کے ہاتھ پاؤں تو کانپ گئے مگر ٹیکتی برچھی پر ٹھکا اندر آیا دیکھا سرطان بیٹھا ہے
اسباب سفر تیار کررہا ہے جواہر یعنی بڑھیا نے آکر سلام کیا وہیں زمین پر بیٹھ گئی ہاتھ بلند کر
عرض کی حضور نے لونڈی کو کیوں یاد کیا سرطان نے کہا ہمارے خدمتگار نے تمہاری ظرافت
اور خوش مزاجی کا ذکر کیا ہمنے بلا بھیجا بڑھیا نے کہا اب تو میں آکر سامنے آئی کچھ اپنا مطلب
ہو تو کچھ میرا مطلب نکلے سرطان نے کہا بیان کر بڑھیا نے [illegible] عجیب ہو تماشا کہا
ذرا اسے ملاحظہ فرمائیے سرطان نے جواہر سے لیکر دیکھا تصویر ایک [illegible] ماہ جبین کی ہے
کہ نہایت حسین و جمیل قمر رخسار سینہ پر ابھار ہو نظر نہیں سماتی صفحہ کاغذ میں رعنائی
وزیبائی سرطان گرم ہو تصویر کو دیکھکر بیقرار ہو گیا کہا کیوں بڑی بی صاحب یہ صاحب
عصمت و عفت کون ہے مفصل حال بیان کرو بڑھیا نے کہا حضور یہ کنیز میری نواسی ہے
آپ ایسے شاہ ہونگے واسطے میں نے اسکو نگاہ رکھا ہے اکثر رئیس لوگ چاہتے ہیں کہ نکاح
کریں شادی کریں میں نے حضور کا جو حال سن پایا آرزو ہے کہ سرکار کے سامنے حاضر پیش
کروں بڑی چلبلی لڑکی ہے گانا بھی میں نے اسکو بتایا ہے خوب [illegible] گاتی ہے اگر حضور
چلیں تو میں خدمت میں پیش کروں جو کچھ آپ عنایت فرمائینگے وہی قبول ہے سرطان نے
کہا بڑی بی یہاں لے آؤ بڑھیا نے کہا حضور یہاں نہیں آئیگی رستہ میں چلیں تو البتہ پیش کرونـ
گی سرطان نے کہا بڑی بی میں افسر لشکر ہوں یوں میرا [illegible] جانا [illegible] مشہور ہو
جائیگا بڑھیا نے کہا آپ تردد نہ کیجئے پہلوئے قلعہ تو قریب ہے [illegible] باغ میں میرا

مکان ہی حضور چلیں تو وہاں بہت آرام پائینگے سر شوہر اس بڑھیے کا مالک تھا تھوڑا زمانہ گذرا کہ
سنو انتقال کیا اب میں نے یہ تدبیر کی ہیں کہ کسی وزیر یا بادشاہ کے سپرد کروں گی کہ وہ بھی
انگوٹھی یہیں پاکے جب جا کر محل میں بیٹھیگی گرد کنیزیں مثل ستاروں کے بیچ میں یہ ماہ تاباں آپ
بھی خوش ہوجائینگے یہی مقام بزرگ کرونگی کہ کیا صاحب نصیب ہے ایسے شہنشاہ کی قریب ہے
سرطان نے کہا اچھا بڑی بی چلو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں یہاں تم لشکر سے نکل جاؤ میں لشکر
کے دیکھنے کے حیلے سے آتا ہوں نگاہ بڑھیا نے لیٹیا تھالی کرنی پڑی باہر نکلی بیرون لشکر جا کر ایک
جانب چلی سرطان بھی خیمہ سے باہر نکلا بڑھیا کو دیکھا یا وہ جاتی ہے حیران تھا ایسا ہو بڑھیا بڑھاپے
اور میں اسکے ساتھ نہ ہو چون ای سرطان عجب دولت لا زوال ہے آسمان خوبی کی بدر
کمال ہے جھٹ کر قریب آیا بڑھیا نے جنگل میں آکر بتایا وہ سامنے جو اونچا سا مکان ہے اس
میں بیٹھی ہوگی بے ماں باپ کی چھوکری مجھکو یاد کر رہی ہوگی دیکھیے کوٹھے پر کھڑی ہے میاں
سرطان صاحب بڑا حسین چاند سا ہے دن بھر ساری گھر میں روشنی رہتی ہے
جیسے چاند چمک رہا ہے سرطان جو ادھر بڑھا جواہر نے لپکا پتھر کا کرکے نے ہاتھ میں ڈال
ہی ویسے سرطان اری کہکر لپٹا جو ہر نے جواب مارکر بیہوش کیا چاہا دریکھا تو پایا
باندھوں سرطان زمین پر نہیں اٹھتا جواہر لاکھ زور کر رہا ہے مگر اسکو جنبش نہیں جب تو
جھلا کر جواہر نے خنجر کھینچا چاہا کہ مار دوں اسکا سر اڑ جائے کہ کان میں آواز آئی او
نابکار کیا کرتا ہے خبردار قتل نکرنا جواہر نے پلٹ کر دیکھا نخل سے ایک زاغ سیہ آواز دے
رہا ہے کہ خبردار قتل نکرنا جواہر نے کچھ خیال نکیا ہرچند اسنا روکا اس نے چاہا کہ
خنجر ماردوں زاغ نے منہ سے کنکر چھوڑا جواہر کے ہاتھ پر ایک تھپلی پڑی کہ خنجر چھوٹ کر
الگ گرا جواہر بھی لڑکھڑا کر گرا زاغ نے نخل سے اتر کے پہلے اپنا منہ جواہر کے مس کیا
جواہر کے چہرے سے رنگ و روغن عیاری کا اڑ گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی سرطان بھی
یا سامری کہکر اٹھ بیٹھا سرطان نے دیکھا زاغ سیہ رو کہتا ہوا
ساحران وا وزیر اعظم طلسم بطلیموس آگیا یہ شخص قتل کرتا تھا میں اسکو گرفتار
کرکے جاتا ہوں اتنے میں سرطان جھلا کر کہنے لگا ارے تو کون ہے جو مجھے قتل کرتا تھا جواہر

نے کہا منم جواہر خنجر زن فرزند عمرو پرفن سرطان یہ سنتے ہی اپنے مقام سے اٹھا کہتا ہوا او نا
عیار میرے قتل کا ارادہ کیا تھا کیا مجال ہی کہ بہرام فلک بھی مجھکو قتل کر سکے مین وزیر بادشاہ
طلسم بطلیموس ہون کسکی مجال ہی کہ مجھے قتل کر سکے یہ کہکر اہل لشکر کو آواز دی دوڑو جاد و ساحرو
کہا اسکی مشکین باندھلو طلسم کشا کا عیار ہی بادولت کو قتل کرنے آیا تھا زاغ سیہ ورونے اسکو
گرفتار کیا ساحرون نے آکر اسکی مشکین باندھین لیکر لشکر مین آیا کہا اسکو لیجا کر قید کرو مقتاج
نے جواہر کو لاکر ایک خیمے مین قید کیا ہرکارے لشکر صاحبقران کے حاضر تھے انھون نے دیکھا
کہ مقتاج چالیس جادوگر لیکر خیمہ پر بیٹھا ہرکارے بھاگے آکر صاحبقران سے عرض کی ہی
شہریار جواہر قید ہوگیا ایسی عیاری کی کہ بارگاہ سے لگا کر جنگل مین لیگیا وہان جاکر بیہوش
بھی کیا پھر نہین معلوم کیا باعث ہوا کہ وہان پکڑا گیا اب سرطان نے قید کیا ہی سامان سحر
کر رہا ہی دیکھیے صبح کو کیا ہو اب صاحبقران کو بڑا تردد ہوا ہرکارون نے حکم دیا کہ اگر قتل
کا ارادہ کرے تو ہمکو خبر فوراً پہونچانا ہرکارے روانہ ہو گئے جادو پھر رات گذر کر جب شاہ سحری
آسمان پر چمکا صاحبقران لشکر کو ساتھ لیکر بفر فریدونی و بحشمت جمشیدی میدان کارزار
مین آئے دیکھا ادھر سے سرطان گرم خو مع سرداران غدار میدان کارزار مین آکر پہونچا صفین
درست ہو نیلگین کہ صحرا سے گرد اٹھی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار پچاس ہزار سوار و پیدل
پشت پر امیر نے ہرکارونکو اشارہ کیا دریافت کرو کہ یہ کون آیا ہی وہ سرطان کے قریب
آیا آپس مین صاحب سلامت ہوئی اس پہلوان نے کہا اے سرطان گرم خو اظلام کوہ پیکر
میرا نام ہی نامہ شاہ کا میرے پاس پہونچا کہ جاکر طلسم کشا کو گرفتار کر دو مین اپنے مقام سے روانہ
ہوا اور پہلوان بھی یقین ہی کہ آتے ہون بادشاہ کا حکم ہی کہ اس قلعہ کو کھدوا ڈالو
اسرار و محجوب و آزاد کی مشکین باندھکر لاؤ سرطان نے کہا مین فکر مین بیٹھا تھا کہ اسم
اعظم کے بند کرنے کی تدبیر کرون عیار حمزہ نے ایسی پریشانی مین ڈالا موقع ہوا کہ مین سحر
تیار کرتا اظلام نے کہا حضور تامل فرمائین غلام مشکین باندھکر لائیگا خدمت شہنشاہ کے
پہونچائیگا آپ اور طور سے سحر کیجیگا ملکہ اسرار و آزاد و محجوب ان سبکو کیا ہوگیا کہ جو یہ طلسم کشا
کی شریک ہوگئین سرطان تو خاموش ہو رہا سردار بول اٹھے کہ اے اظلام کوہ پیکر طلسم

کشا نہایت حسین وجمیل ہی یہ لوگ جب طلسم مین گئی پہلا بادشاہ کے دھبہ لگایا بطلیموس
زیبا شاہ نے صاحب قہر وخشم اسکی دختر ایسی حرکت کر بیٹھی . ظلام نے کہا مجھکو اجازت دیجیے
کہ جاکر طلسم کشا کو لاؤنگا . وہ طلسم کشا نہایت حقیر ہی ہم سمجھتے تھے کہ بڑے قد وقامت کا جوان
ہوگا میری تلوار کے بار سے اسکی کلائیان ٹوٹ جائینگی جاتے ہی مشکین باندھ لونگا سرطان
نے کہا جو خوشی تمہاری چاہتا ہی ظلام جاؤن جاکر صاحبقران سے مقابلہ کرون کہ پھر غبار
گرد زری سب دیکھنے لگے جب دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا ایک پہلوان دیو خصال عفریت
نشان گینڈے پر سوار پشت پر دو لاکھ سوار وپیدل فوج کی دل کے ون دار دی کرتا ہوا آکر
پہونچا لیکن نہایت مغرور ومتکبر ہی بہ کبر ونخوت سرطان کو سلام کیا سرطان نے کہا اے
افہام بن مفہوم کیونکر آنے کا اتفاق ہوا اسنے کہا نامہ شہنشاہ کا پہونچا کہ جاکر قلعہ آتش
بہار پر طلسم کشا کو گرفتار کرو اجازت دیجیے فیصلہ کرکے آج ہی پلٹ جاؤنگا سرطان نے کہا
سامری وجمشید کے سپرد کیا افہام بن مفہوم گینڈے کو ٹھکرا کر میدان مین آیا ملکہ آزاد ضنوبر
خاموش کھڑی ہی آنسو آنکھون مین بھرے ہوئے جی مین کہتی ہی کہ اے آزاد ایکدم کیواسطے
یہ سامان انکا خدا انکو بچائے بڑا جادوگر مع ساحرون کے پانچ لاکھ کا فوج مین خدا انکا
مالک ہی کہ افہام بن مفہوم فیل دندان میدان مین آکر پکارا اے فرقہ خدا پرستان وای
زبردستان سوای طلسم کشا کے اور کسیکو نہین چاہتا مقبل نے قصد کیا تھا جب اسنے نام
امیر کا لیا مقبل تو ٹھہرا گیا صاحبقران نے مرکب اپنا بڑھایا ملکہ آزاد کیطرف دیکھکر فرمایا لو
صاحب ہم میدان کارزار مین جاتے ہین تحقیق خدا کے سپرد کیا یہ کلمہ سنکر آزاد نے رکاب
پر ہاتھ رکھدیا عرض کی اے شہریار یہ پہلوان ایسا زبردست ہی کہ بادشاہ نے اسکو فخر پہلوانان
خطاب دیا ہی اسکا کوئی پرسش نہین خدا آپکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچائے صورت روز سیہ دکھا
امیر نے فرمایا ملکہ اسقدر کیون گھبرائی ہو انشاء اللہ بہ یک ضرب شمشیر اسکو دو پارہ کرونگا
اور اگر میری قضا اسکے ہاتھ سے ہی تو مجبوری وناچاری ہی بہ ہزیمت وتوش دابے آئے
زیر بھی ہوئے اور مارے بھی گئے لندھور بن سعدان ایسا پہلوان بعنایت خدا اسکو
دو مرتبہ زیر کیا اول کا ذکر کوچک باختر میں اور دوم کا ذکر نوشیروان نامے مین ہے کہ وہان کفار کی

شریک ہوگیا تھا دیوانہ ڈگو نگا بنا تھا اور اور لوگوں کو بھی زیر کیا اور علاوہ اسکے دو وجہ اور بھی مشہور
ہیں اول تو یہ کہ پردۂ قاف میں ارچنگ آہن شاخ ایسے دیو کو مارا دوسرے دنیا میں برسر باختر
ملک قرہ کوک عقرب چشم زحل پیشانی کو مارا یہ بیچارا کیا چیز ہے تم کو اسوقت بہت متفکر پاتا
ہوں ملکہ آذر نے کہا اے شہریار میں کیا عرض کروں جو کچھ میرے دل پر گذرتی ہے یہ پہلوان
اسقدر زبردست ہے کہ سرگروہ پہلوانان طلسم کہلاتا ہے کیونکر عرض کروں کہ حضور اسکے مقابلے
میں جائیں اگر نام ہو تو کوئی اسکو جبار سمجھاوے ہرچند کہ ادھر بھی ایسا ساحر موجود ہے کہ وزیر بادشاہ
طلسم ہے لیکن حضور کسی طرح بچیں میں تو حضور کے واسطے مضطر ہوں مشوش خاطر ہوں و نام ہوئی
چاہتی ہوں کہ جان میری جائے مگر آپکو خدا آفت سے بچائے یہ سنکر صاحبقران
نے فرمایا ہمارے یہاں دستور نہیں کہ غیر ساحر سے ساحر مقابلہ کرے ہو خدا حافظ ہمکو اب دیر
ہوتی ہے جانے دو یہ کہکر صاحبقران نے گھوڑا بڑھایا مقابلہ افہام بن مفہوم فیل
دندان میں آ پہنچے تھے گرد زن ہوئے گیند امیر نے دیکھا کہ پہاڑ سی ہستی تھا دراز ہی کہ
بیس قدم اسکا گنبد سا تھا قدم مرکب صاحبقران کا بنا افہام نے جمال جہان آرا دیکھا
زلفین کاکلیں تا بدوش مژگان چشم شہ چشم سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری سپر فولادی پشت پر
نیمچہ ہلالی زیب کمر حیران جمال محو دیدار ہوگیا کہا اے صاحبقران آپنے ارادہ طلسم کشائی کا
کس جرات پر کیا تمام افسوس ہے کہ ہم ایسے پہلوان ملازم بادشاہ طلسم لطیفوس ہیں اگر تم
ہماری اطاعت کرو تو جاکر خدمت معاف کراویں اگر کہنا ہمارا نہ مانا ہم مشکیں باندھکر لیجاوینگے
خدمت میں بادشاہ کی ہوتی پیشگی میں اپنے لشکر کا تجھے بادشاہ کرونگا صاحبقران نے
فرمایا کیا بیہودہ بکتا ہے جو کچھ تجھسے ہوسکے قصور نہ کر اسنے اٹھاکر نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے
کی سنان پر لیا نیزہ چلنے لگا دونوں لشکر گران میں بڑی دھوم سے نیزہ چلتا ہے سب
تعریفیں کر رہے ہیں کہ صاحبقران کس مزے سے لڑ رہے ہیں دو گھڑی کامل نیزہ بازی ہوئی
امیر نے ایک مقام پر نیزہ کا نیزہ کو جھٹکا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے مردود دیو خصال کے نکلگیا
نیزہ جو ہاتھ سے نکلا افہام بن مفہوم فیل دندان مثل ابر کے گرجا اور للکارا اور آواز
دی اے جوان تونے غضب کیا دو دریا سے لشکر گران میں اور تونے نیزے کو میرے

حوالی کیا مین بسہولت رہ رہا تھا یہ نہ جانتا تھا کہ تو میرا نیزہ نکال دیگا لیکن وہ جو محبت تھی اب وہ
عداوت و دشمنی سے تبدیل ہوئی نیزہ کا قتل ہونے کی دلیل ہوئی اب بچنا دشوار ہے ضرب تیغ سے میری کوئی
بچا نہین دیکھ خبردار ہوشیار رہنا یہ کہکر تیغ لنگر دار جوہر دار نیام انتقام سے کھینچا اژدہا تھا کہ بل کر
کے غار سے نکلا تھا۔ کردار کیا کہ او حمزہ اب کیونکر بچیگا امیر نے گرد اسپر کا سر کھینچا گھوڑے کو ٹھکرا کر
چلے منظور یہ تھا کہ زیر بغل بازی لپٹ پڑون اس مغرور کا غرور مٹاؤن لیکن گھوڑا جو جہنہ کیا مرکب
تڑپ کر چلا وہان موش خانہ تھا دونون پاؤن موش خانے مین گھوڑے کے جا رہے گرد اسپر کا
سر سے ہٹا خود بھی سر انور سے گرا سر برہنہ پر تلوار پڑی کھچا کے کی صدا آئی امیر نے بتعجیل دستانہ
مار دیا تیغہ سر سے نکلا چادر خون کی چہرہ بے نظیر پر آئی صاف ثابت تھا کہ ماہ درخشان پردہ
شفق مین پنہان ہوا اس حال پر ملال مین صاحبقران نے بھی ہاتھ بادار کا مارا ایک تیغہ
عقرب سلیمانی کاٹ مین لاثانی دست زبردست صاحبقران عالیتبار تیغہ بر رقابہ جو زنگ
گرا اسپر کے دو ٹکڑے ہوئے وہان سے جو تیغہ گرا خود و دو ملغہ درع چین کو کاٹتا ہوا تا دار پر
پہونچا سنے دستانہ مارا تیغہ جو سر سے نکلکر گرا گینڈے کی گردن قلم ہوئی اقتام کود کے الگ
ہوا فوج بھی اسکے ساتھ دو ڈھائی لاکھ ہو سب افسران فوج لینا لینا کہکر دوڑ پڑے
امیر نے زخم سر کو باندھا تیغہ علم کیے ہوئے فوج کفار پر جا پڑے ادھر سفاک سپہ لار و مقبل
وغیرہ بھی جا پڑے سرطان گرم خو فوج ساحران کو لیکر آ پڑا امیر نے جو گھٹا کفر کی آتی دیکھی تو
بڑھکر نعرہ کیا بشنید ای کافران بیحیا وای نابکاران پر دغا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند
بشناسد نعرہ صاحبقران تصنیف مصنف

امیر عرب حمزه ذی حشم
چو رستم نسنجان پی دار و گیر
شده بر سرم فتح و نصرت نثار
زدم دیو عفریت را در مصاف
شد از جنگ بیدین ذلیل و نزار

منم قاتل کافران جهان
پریافت کنجاب ملعون فراز
گذر جون بجولانگه قاف شد
بلرزه فتادند دیوان قاف
درانجا چو ماه و ادب یافتم

منم صاحب چتر و تیغ و علم
ز تیغم گریزنده نوشیروان
چو در باختر جنگ شد آشکار
جزایر پر از عدل و انصاف شد
سمندون بدبخت گشته شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

امیر نعرہ کرکے جا پڑے لڑائی مین مصروف ہوئے جب ملکہ آزاد وغیرہ نے دیکھا کہ ساحرونکا

بلوہ ہے امیر اسرار اخفر بچکر بڑھ رہے ہین جسکے ہاتھ مارا اس کے دو ٹکڑے یہ دونون نوا شمشیر
ہوا یا ملکہ آزاد جسکو برق و اسرار شمشیر زن و محبوب پریچہرہ بھی تیغ زنی مین مصروف
ہوئین لڑائی گھمسان کی ہو رہی ہے ادھر کے آٹھ لاکھ ادھر کے پچاس ساٹھ ہزار گویا اسقدر
کمک تھا مقابل جانبازی کر رہا ہے تیغ زنی مین مصروف جب تھککر جا رو چار سوار
کو گرا دیا اسطرح لڑ رہا ہے ملکہ آزاد لڑتی ہوئی سامنے سرطان کے پہونچین سرطان اور آزاد
سے سحر ہونے لگا سرطان بلاے روزگار ہے صاحبقران لڑتے لڑتے تھک گئے مین
کئی مرتبہ شدہ ہمت الحنک ٹوٹا مگر صاحبقران اسی طرح جنگ مین مصروف ہین سرطان
نے آزاد کو زخمی کیا قصد کیا بڑھکر سر کاٹ دون اسرار نے بڑھکر مقابلہ کیا ملکہ آزاد کنارہ
ہوئین اسرار سے دو گھڑی کامل سحر چلا ایک مقام پر سرطان نے نعرہ کرکے جو ہاتھ مارا یا
ایک برق سر پر اسرار کے گری اسرار بھی زخمی ہوئی محبوب پریچہرہ جا پڑی ماں کو ہٹایا خود
مقابلہ کیا دو گھڑی کامل اس سے بھی سحر چلا آخر یہ بھی ہاتھ سے سرطان کے زخمی ہوئی کنیزین
دوڑ پڑین اسرار زخمدار بیقرار قریب آزاد کے آئی اسرار کو دیکھکر آزاد نے کہا اے مادر
مہربان مین بھی زخمی ہوئی اب قدم نہین ٹھہرتا تمہاری خوشی ہو تو نکل چلین اب نہ لڑین تو
دیکھین کیا ہو نکل جائین تو بہتر ہے اسرار نے کہا میرا بھی یہی حال ہے تمام بدن ہجوم غم وملال
ہے میرا بھی یہی قصد ہے کہ نکل جاؤن آزاد نے پلٹ کر دیکھا صاحبقران لڑتے ہوئے ایک
نخل کے سایے مین پہونچے وہان ٹھہر کر دم غشی چلا آتا ہے دل بسبب زخمداری کے تھرتھراتا ہے
ہاتھ بلاے جاتے ہین جو سامنے آیا اسکو دو ٹکڑے مارا لیکن تلوار کمر کاٹتی ہے ہاتھ کے دو پرکالے
نہین ہوتے امیر کو یقین ہوا سبب ضعف کے جیسے گرز کا تلوار کو نیام تمام مین کیا دونون ہاتھ
گھوڑے کی گردن مین ڈال دیے بیساختہ فرمایا اے مرکب جیسے ہو سکے اس حرف سے نکل مرکب نے
جو اپنے راکب کو سست پایا ایک طرف لے نکلا ہر چند تنہا کا مجمع ہے مگر مرکب دو لتیان
مارتا ہوا صاحبقران کو لیکر طرف صحرا کے نکل گیا یہان ملکہ آزاد و اسرار و محبوب نے جو
صاحبقران کی آواز نپائی قصد کیا طرف قلعے کے جائین مگر ممکن نہوا آخر یہ تینون طرف
صحرا کے بھاگین دشمن صحرا کو مثل دامن مادر جانکر نکل گئین ایک درہ کوہ مین جا کر تینو چھپین

بلک نے ایک کی زخمد وزری کی ملکہ نزاد صنوبر قد نے کہا ای مادر مہربان ہم تم تو بخوف جان اس طرف نکل آئے نہیں معلوم اس شہریار پر کیا گذری دل کی وحشت بڑھتی جاتی ہے

طبیعت گھبراتی ہے سحاب عجب نادیکھے تماشا میں بغیب اہل

مرگیا میں بیقراری سے تُو کچھ غم نہیں ... کشتۂ سیماب ہوں جو لائق ماتم نہیں

بوستان وصف عرق آلودہ رخ میں ہے گلاب ... حرف میں یہ گل نہیں نقطے میں یہ شبنم نہیں

یہ دہان جام سے آواز آتی ہے مدام ... آج یان جز کاسۂ سر کچھ نشان جم نہیں

نام تیرا میرے ہونٹھوں سے جدا ہوتا نہیں ... ای پری پیکر دہن میرا الم از خاتم نہیں

بوسہ محبوب سے ہے درد کا یہ نکتہ شک ... شکوہ بیجا ہے کہ کچھ وہ اور میں توام نہیں

رو نگمانہ نہیں اس پر عیان خط شعاع ... تیرے گالون کے برابر تیر اعظم نہیں

گذرے عاشق اپنے معشوقوں سے تجھکو دیکھکر ... سامنے خورشید کے ربط گل و شبنم نہیں

تو جو آیا باغ میں تو چشم بد کے واسطے ... آگ ہے یہ گل نہیں اسپند ہے شبنم نہیں

ابر قاتل پرچھی دیتے نہیں انسان عبث ... پیکر و شمشیر و خنجر میں بھی ہرگز دم نہیں

تر وہ گل ہر آب خجلت سے جو رویا بہت ... خوب سی بارش ہو جب تک دلا شبنم نہیں

اپنی استغنا سے ہے باغ جہان ایسا خجل ... کون شاخ پر ثمر ہے جسکی گردن خم نہیں

عجب اسے کہتے ہیں بند ہر عرق منہ پر شباب ... اختلاط گل سے رنگین قطرۂ شبنم نہیں

باعث رنج اہل دنیا ہے ہر ناسخ گفتگو ... غیر خاموشی ہے زخم دہان مرہم نہیں

یہ اشعار پڑھکر ملکہ خوب روشن اسرار نے کہا بی بی گھبراؤ پروردگار نے چاہا تو کچھ نقصان نہ کریگا وہ اپنے زمانے کے صاحبقران ہیں ایسی سختیاں اکثر پڑی ہونگی سب جادوگر دہین رہ گئے صرف دس بارہ ہزار کنیزیں ساتھ آئی ہیں انھیں میں سے چند کنیزوں کو واسطے خبر کے بھیجا کنیزوں نے جاکے دیکھا کہ دونوں پہلوان دسرطان سے جب دیکھا کہ کوئی اثر انکا نہ باقی رہا ضرغام بن مفہوم سے کہا تو نے حمزہ کو مارا میں نے تینوں جادوگرنیوں کو مارا دختر شاہ بھی میرے ہاتھ سے قتل ہوئی چند کنیزیں لاشیں ان سب کی لے کر طرف صحرا کی بھاگ گئیں قلعہ سے لومسرطان نے بڑھکر دو چار گولے ایسے مارے کہ سا کنان قلعہ ہلے

فریاد کرنے لگے ساحری وجمشید کے واسطے دلانے لگے مگر پھاٹک نہ کھولا سرطان گرم خو بڑا
ساحر زبردست ہی کئی مرتبہ دانزدی کہ اگر پھاٹک نہ کھولوگے تو قلعہ کو اڑا دونگا تب ناچار
ہوکر سب نکل آئے یہ سب ساحر داخل قلعہ ہوئے اب جو اسنے دریافت کیا معلوم ہوا کہ یہ لوگ
زندہ نکل گئے سرطان گرم خو نے چند ہرکارے واسطے خبر کے روانہ کیا کہا دریافت کرکے آو
کہ یہ سب لوگ بھاگ کر کہان گئے عیار مہلیل رفو درفت ہی اسنے کہا مین جاتا ہون خبر
مفصل لاتا ہون یہ کہکر مہلیل چلا مہلیل ہر وقت قیدخانے پر جواہر کے آتا تھا دیکھ جاتا
تھا اور تاکید کرتا تھا اس مکاری کی اچھی طرح حفاظت کرنا جواہر جب دیکھا کہ مہلیل نہ آیا
ممتاج جادو جو نگہبان تھا اس سے پوچھا کہ عیار صاحب کیون نہ تشریف لائے اسنے کہا
وہ برای تلاش مسلمانان گئے مین جواہر رونیلگا ممتاج جادو نے پوچھا اری قیدی کیون
روتا ہی جواہر نے کہا یہان آئیے تو عرض کرون ممتاج جادو اندر آیا جواہر نے کہا دروازہ
بند کرو کیونکہ میرے پاس کچھ مال ہی وہ آپکی خدمتمین حاضر کرون آپ سعی کرکے مجھے بچائیگا
ممتاج سوچا کہ مفت مین مال ملتا ہی اسکو لینا چاہیے اسنے بھی کہا ای عیار مین مقرب وزیر اعظم
ہون سفارش تیری ضرور کرونگا جواہر نے نکال کر دس مین دبیہ ویکچھ اشرفیان بھی دین
باتین کرنے کرنے کہا اور مال لنگوٹ مین ہی ذرا میری ہتکڑی نکال دیجیے تو حاضر کرون ممتاج نے
ہتکڑیان نکالین جواہر نے ہاتھ ڈالکر لنگوٹ سے کچھ نگینے نکالے ایک ڈبیہ بھی نکالکر دی کہا اسکو نہ
کھولیے گا اسمین میری جان وایمان ہی جب مین مارا جاؤن تو میری قبر مین یہ ڈبیہ رکھدیجیگا
اور جو بچ نگا تو آپسے لیلونگا ممتاج کو زیادہ اشتیاق ہوا کہا آخر اسمین کیا چیز ہی جواہر نے کہا
اسکو نہ پوچھیے نام بتانے سے میرا دل ٹکڑے ہوتا ہی قبلہ وکعبہ خدا جونکہ آپ کو یہ نعمت دیکہتا
تو ہون جب مین قتل ہوجاؤن تو اسکو میری قبر مین رکھدیجیگا اسکی وجہ سے مجھپر عذاب بھی نہ
ہوگا سب طرح عزو عافیت رہیگی ممتاج کو اور زیادہ اشتیاق ہوا آخر ڈبیہ کو کھولا اسمین سے
بیہوشی اڑی ممتاج بیہوش ہوگرا جواہر نے بہ تعجیل تمام اپنے کو اسکی صورت بنایا آپ اسکی شکل بنکر
باہر نکلا جادوگر وںنے کہا ہوشیار بیٹھے رہنا مین ایک کار ضروری کو جاتا ہون یہ کہکر ایک جانب چلا
کہ جاکر صاحبقران کو تلاش کرون مگر امیر کو جو مرکب لیکر نکلا شب بھر مین کئی کوس آیا

یک مقام پر آکر رکا یہاں مقبل وسفاک بھی شکست خوردہ زخمدار و بیقرار وانکبا رحب کسی
منزل پر پایا غلاموں کو اپنے ساتھ لیکر ایک جانب کو بھاگ نکلے ایک دشت پر فضا میں جاکر ٹھہرے
کہ حال تو تحریر ہوگا مگر صاحبقران خجل و پشیمان مع سب گروہ ننھا ہی کا رشتہ صلاہی سروقد
دختر حاکم بازوار کے سطے سیر کے نکلی تھی آسمان پر اڑی جاتی تھی کہ وہ نگاہ جمال جہان آرا
صاحبقران پر پڑی بلندی سے اتر آئی حیران حیرت جمال جہان آرا کو دیکھنے لگی پشت و پہلو پر
تیر و نیزے کے زخم پیر [illegible] خون تلوار جو دیکھے کمسن تھی ڈری آخر تاب نہ ہوئی ڈرتے ڈرتے قریب
آئی نتھنوں پہ ہاتھ رکھا آمد و شد نفس کی پاکر دل کو تسکین ہوئی کہ یہ شخص ابھی زندہ ہے چند
کنیزیں اسکے ساتھ تھیں اسنے ایک چادر پانی منگوائی آمادہ ہوئیں کہ میں خود اوٹھاؤں
کنیزوں نے کہا آپ ہاتھ نہ لگائیے کنیزیں کس واسطے ہیں کنیزوں نے اوٹھایا ملکہ نے کہا کہ ہمارے
باغ کی طرف لے چلو شہزادی سروقد خود بھی ساتھ ہے کبھی سینے پر ہاتھ رکھا کبھی نتھنوں پر اور
کبھی گھبرا کر نبض پر ہاتھ رکھتی کہتی ہے نبض بہت سست ہے غرض نہانی باغ میں لیکر
آئی بارہ دری میں اوتارا اور مرکب کو بھی ساتھ لائی ہر مرکب سرچشمی کو دیکھکر بہت حیران ہو
کہتی ہے کیوں صاحبو میں آنکھ کا مرکب کہاں سے آیا دیکھو تو اس چمن میں بندھوا دیا امیر کے
علاج میں مصروف ہوئیں جراح کو بلایا بہت کچھ روپیہ دیکر کہا اور جو مانگیگا وہ دونگی
یہ شخص زخمدار ہماری حویلی میں پایا میں اوسکو اگر [illegible] ہوں علاج محبت سے کرتا جراح نے
زخموں کو دھو کے پٹیان باندھیں صاحبقران کو بعد دو پہر کے ہوش آیا سرہانے اپنے ایک
آفتاب عالمتاب ستارہ پاری دیکھی سنجیدہ و جہاندیدہ کو دیکھ گھبرا کر اوٹھ بیٹھے کہا شہزادی
سروقد نے شرما کر کہا بیٹھو صاحب اگر نہ ہوتے میں تو صاحبقران نے فرمایا نہیں ایسا نہو کہ [illegible]
والا قدر [illegible] کیا یہ مجھکو کیونکر یہاں اتفاق ہوا شہزادی سروقد نے کہا میں بیٹی ہوں حاکم
بازوار کی صحرا میں واسطے سیر کے نکلی تھی آپکو فرش زمین پر پڑے دیکھا اوٹھوا لائی آپ بلا وہی
واسطے لائی ہوں چند [illegible] حاضر ہیں صاحبقران نے جو اسکا نازنین مہ جبین کو دیکھا
حیران حیران جمال کو دیکھ رہے ہیں وہ شاخ گلشن حسن کی گردن جھکی کر رہی تھی [illegible]
سے کہہ چلے اپنا نام بتلایئے امیر نے بلا تکلف کہا کہ نام میرا صاحبقران ہے [illegible]

طلسم مطلبیموس آیا ہوں یہ جو امیر نے کہا شہلا گھبرا گئی اشارے سے منع کیا کہ یہ نام نہ لیجیے سمجھکر بات
کہیے کنیزیں سُن رہی ہیں یہیں لوح طلسم ہے میں دختر رازدار طلسم ہوں وہ مالک لوح طلسم
اور احکام رازدار اسکا نام ہے یہ باتیں جو یہاں ہوئیں کنیزیں آپس میں چرچا کرتی ہوئیں باہر
نکلیں ملکہ نے کہا گھبرا کر ارے شہریار آپنے بڑا غضب کیا اپنا نام اصلی بتا دیا ایسا نہو اینچ
کوئی جا کر مادر مہربان سے اطلاع کردے تو غضب ہوجائے شہلا سے سروقد میرا نام ہے
صاحبقران نے فرمایا اے ملکہ شہلا اسکا خوف کہاں تک کرینگے آخر لڑینگے مرینگے ہمنے سعی
پائی در مقام احکام رازدار رہ گئے ہم پہلے ہی خبر پاچکے ہیں کہ احکام رازدار کے قبضے میں لوح
ہی شہلا گھبرائی باہر آئی وہ کنیزوں کو سمجھایا کہ ہوا اور مہربان سے اطلاع نکرنا سبھوں نے کہا حضور
ہم کاہیکو اطلاع کرینگے ایک کنیز چنچل نامے گھبرا کر اوٹھی سوچی کہ جا کر ملکہ احکام رازدار سے اطلاع کرنا چاہیے
گراس ہوں نے منع کیا نہیں معلوم کیا ہوا اور اگر یہ شخص لوح پا گیا تو سب ساکنان طلسم قتل ہوجائینگے
یہ سوچتی ہوئی بھاگی احکام رازدار کے قصر میں پہنچی ہر کہ چنچل جا کر پہونچی جھکار سلام کیا احکام
احکام نے پوچھا اے چنچل آج کہاں آئیں کہا حضور آپکی صاحبزادی آپکے قتل کی درپے
ہیں آپ تو بچایئے کل سے تماشہ کشا باغ میں ملکہ شہلا سے سروقد کے آیا ہوا ہی اور خود امیر
وہ خود کہتا تھا کہ ہم تیرے یار ہیں قتل احکام رازدار جائینگے اگر صاحبقران آپ تک آگئے تو حضور
کو کیسی تباہی ہوگی کچھ انتظام کیجیے یہ سنکر احکام رازدار نے کہا کہ اس شوخ دیدہ نے بڑا غضب
کیا طلسم کشا کو اپنے گھر بلایا چنچل نے کہا حضور قلعہ آتش بہار پر مقابلہ پڑا تھا وہانسے زخمی ہوکر
آئے تھے صحرا میں بیہوش پڑے تھے ملکہ شہلا عاشق ہوکر اوٹھا لائیں احکام نے کہا معلوم
ہی تھی کہ قلعہ آتش بہار پر بڑے بڑے مقابلے میں شاہ طلسم نے بڑا بندوبست کیا ایسے
ایسے پہلوان بھیجے لیکن انھوں نے انکے ٹکڑے اڑا دیے اب بھاگکر یہاں آئے ہیں میں خواہ مخواہ
[illegible] کو بلا کر یہ کہتا تھا کنیزیں آگئیں ایک پہلوان کو بیمار میں دیکھا قوی تن قوی من پہلوان صف
شکن [illegible] رازدار کو سلام کیا کہا اے ملکہ عالم کیا حکم ہوتا ہے احکام نے کہا ای مردم وز مجو
عجب [illegible] آفت ہے سخت [illegible] بیٹی نے اپنے باغ میں طلسم کشا کو جگہ دی تم فوج لیکر جاؤ گر
[illegible] میں انکا [illegible] تو [illegible] مشکیں باندھکر لانا ملکہ شہلا کا کچھ پاس نکرنا اگر وہ سکے سرہ نیاں

لشکر میں ہلڑ ہوا ہرکاروں نے یہ خبر فولاد کو پہونچائی کہ آپ کا عیار امیر کو لینے گیا تھا مارا گیا
لاشہ مزبلے پر پڑا ہے فولاد نے کہا صبح پھر بھاڑ کر کھا جاؤنگا صبح کو دونوں لشکر میدان کارزار
میں آگئے فولاد مع لاکھ دیوزادوں کے میدان میں آیا صفیں جمائیں صاحبقران اشقر پا
آسمان پری تخت پر سوار ہوئیں کل فوج ہمراہ ہے فولاد میدان میں آکر اشتلم کرنیلگا چوب
دست ہلا رہا ہے صاحبقران مشتاق ہیں کہ میرا نام پکارے تو میں جاؤں آمادہ کھڑے ہیں کہ
آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی نقابدار زرہ پوش جسکے سر پر باز سایہ فگن تھا ہی
برائے شکار جاتا تھا بارہ ہزار زرہ پوش دیو سے جو ادھر سے گذرا عیاروں نے اسکے عرض کی اے
شہریار صاحبقران سے اور فولاد سرگردان سے مقابلہ ہے نقابدار نے جھککر دیکھا صاحبقران
آگے لشکر کے کھڑے ہیں دیو فولاد شیلگیں لگا رہا ہے نقابدار تخت سے کود پڑا للکارا دیو چلایا
چپلکو ہیاں کر رہا ہے مردان عالم بیکار فولاد نے چوبدست کو گردش دی جھپٹ کر نقابدار پر وار
کیا نقابدار نے کلہ چوبدست پر ہاتھ ڈالدیا ایک جھٹکا مارا کہ فولاد منہ کے بل زمین پر آیا بخوف
جان چوبدست چھوڑ دیا لپٹ پڑا نقابدار نے کونے پر لادکے مارا دھپے لٹے کا لٹھا زمین
پر گرا نقابدار جست کرکے چھاتی پر سوار ہوا آواز دی او بیحیا شناخت میں پروردگار کی
کیا کہتا ہے فولاد نے کلمہ سخت کہا نقابدار بقہر و غضب تمام سینے سے اوٹھا ایک پاؤں کو
دونوں ہاتھوں سے تھاما ایک کو دونوں پاؤں سے دباکر چیر ڈالا مارا اشل کر پاس کنہ چیرکر
پھینکدیا تمیں لاکھ دیو اوسکے چڑھے صاحبقران بھی نعرہ کرکے جا پڑے بارہ ہزار جوان
ہمراہیان نقابدار بھی گرم جنگ ہوئے تلوار چلنے لگی ہنگامہ گیرودار بلند ہے امیر نے بڑھکر
علم فوج گرایا فوج نقابدار کے ... سب طرف صحرا کے بھاگے صاحبقران نے راہ میں نقابدار
نے سلام کیا امیر نے جواب دیا نقابدار نے پھر بہی کمر نماز کی شہریار اب با چشمان صاحبقرانی
سنے میں کیا عذر ہے صاحبقران نے بڑھ کے جو ہرہائے نقابدار بہادر تمنے میرے ساتھ
بہت نکی متقرکی ہے ہر مرتبہ ایسے ہی کمالات کرتے ہو آج کی یہ ہے آپکے فیصلہ ہو جائے نقابدار
نے ہاتھ جوڑ کر کہا اے شہ ... میں یہ نہیں چاہتا آپکے مقابلہ کروں میری آنکھ ہوئی متی ان
قرار پا جانے لقا کو قتل کرون فقط یہ حسینی کا سر ... جو آپ حکم کرین وہ بجالاؤن امیر نے کہا

ان باتوں سے باتیں نہیں مل سکتے میرے تمھارے مقابلے پر موقوف ہے نقابدار نے سر جھکا لیا
عرض کی اے شہریار آپ صاحبقران اعظم محترم و محتشم ہیں میں آپ سے کیونکر مقابلہ کروں امیر نے فرمایا
آج سے باتوں کا نام نہ لینا نقابدار نے آنکھوں میں آنسو بھر کے کہا یہ تو میرا عہدہ ہے کیونکر نہ
طلب کروں حضور مقابلہ نہ کریں کسی امتحان پر مقرر رکھیں صاحبقران نے غصے میں فرمایا اے
نقابدار بس زبان کو بند کر دے یہ میدان کارزار ہے نیزہ لیکر سامنے آ نقابدار نے پھر سر جھکا لیا
کہا حضور نہایت سخت ہیں امیر نے فرمایا جو اشیا تجھے عمر صرف کر کے پیدا کیے ان کو تم مانگتے
ہو ممکن نہیں کہ بدون مقابلہ دیدوں تجھے زیر کر دے لو اگر شاید ہم غالب آئے احوال تمہارا
کھل جائیگا نقابدار خاموش ہو رہا کہا اے شہریار جو آپ کی مرضی ہوگی وہی ہوگی اسوقت تو میں
بضرورت جاتا ہوں اب کی مرتبہ جو حضوری ہوگی جسطرح آپ فرماتے ہیں وہی ہوگا یہ کہکر
نقابدار تخت پر سوار ہوا اسی طرح نوبت نقارے بجاتا ہوا روانہ ہوگیا امیر نے پلٹ کر کے
آسمان پری سے فرمایا حقیقت میں یہ نقابدار نہایت صاحب شوکت و شان ہے فی الواقع
اپنے زمانے کا صاحبقران ہے دیکھیے اس مقابلے میں کیا گذرے ہر مرتبہ وہ نہایت عذر
کرتا ہے آسمان پری نے بھی سمجھا کے کہا یا صاحبقران کسی امتحان پر مقرر کیجیے کسی فرزند
کو اپنے لڑوایے امیر نے فرمایا ملکہ تمہیں اس مقدمہ میں کیا دخل ہے بدون مقابلہ میں بانے
ہرگز نہ دونگا جسطرح ہوسکے چاہیے مجھے کسی فرزند پر اعتبار نہیں مجھے بھی بڑا تردد ہے کہ اسکے
مقابلے میں کیا ہوگا پروردگار میری آبرو رکھے یہ باتیں کرتے ہوئے صاحبقران داخل
بارگاہ ہوئے آسمان پری سمیت صاحبقران دو چار روز رہنگے جلسہ آراستہ کیا اور
ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز و گلہ بین آکر حاضر ہوئیں پریزادان دُر در گوش
مرصع پوش سامنے آکر کھڑی ہوئیں یہ اشعار گانے لگیں

نظم

سبزۂ خط سے گالوں کا رنگ اڑ گیا	یاسمن انصاف دیکھو سنبلستان ہو گیا
آیا مجھکو جو اس زلف پریشاں کا خیال	دم میں مجموعہ عناصر کا پریشان ہو گیا
ہوئے خم تیغ ابرو کہتے ہی آیا مجھکو شہید	قدم ظالم کمان تیر مژگان ہو گیا
جوش وحشت نے پر نہ دی فصل بہار	پاں گریباں اے جنوں گل کا گریباں ہو گیا

اس قدر مضمون ترے دست حنائی کے لکھے
چاند چھپتا ہے جو وہ دن ہوتی ہے مشتاق خلق
ہم مردن بھی ہے باقی مجھے خوش چشموں کی چند
پانوں بھی اب یہ جنون کرتے ہیں کانٹوں کی نذر
ہم وہ مجنوں ہیں کہ جو خورشید رو آیا نظر
مشتعل ایسے ہیں اوسکے دست نازک جوڑ
سر اوٹھا کر جو چلا اس دشت وحشت خیز میں
شمع کافوری جلاتے تھے سواروں کی گور پر
کوئی دم پیری بھی رہتی ہے بسان صبحدم
رشک اب آتا ہے ناسخ بخت بلبل پہ مجھے

جو قلمدان میں قلم تھا شاخ مرجان ہو گیا
ہو گئی گلزار دستی جو نظر وہ شمع پنہاں ہو گیا
سبزۂ تربت چراگاہ غزالان ہو گیا
سر تو دست نثار سنگ طفلان ہو گیا
صبح ساں اپنا وہیں چاک گریبان ہو گیا
طائر رنگ حنا بھی مرغ بریان ہو گیا
پا رکھا دو ان سے وہیں خار مغیلان ہو گیا
دیدۂ غول بیابان سے چراغان ہو گیا
مثل شب عہد شباب آنکھوں سے پنہان ہو گیا
جب کھلا غنچہ مرا انگشت گریبان ہو گیا

ہیں گرمی صحبت میں صاحبقران نے فرمایا اے ملکۂ عالم ہم کل جائینگے نہیں معلوم اس سوختہ آتش فراق دلگداختہ بوتۂ اشتیاق پر کیا گذری خدا جانے کیا حال ہو۔ آسمان پری نے گھبرا کر پوچھا کیا کوئی شاہزادی والاقدر ہے امیر نے فرمایا نہیں ملکۂ عالم کچھ ہمارے پہلوان تھے اپنے سرداروں میں مقبول ہے نہیں معلوم اُن لوگوں پر کیا گذری ہم جنگ میں مصروف تھے جہاں فرستادہ تمہارا اوٹھا لایا تھا وہیں پہونچا دو جاکر دیکھیں وہاں کیا گذری آسمان پری نے کہا اے شہریار میں خواجہ عبدالرحمن جنی سے سب حال تحقیقات کراکے آپکو روانہ کرونگی صاحبقران نے فرمایا ملکہ کچھ ضرورت نہیں ہے لاکھ طرح جان لڑائی مگر لوح کے ملنے کی کوئی صورت نہوئی اب پروردگار اپنا فضل کرے جاکے لوح طلسمی ناسمل ہو چند باتوں میں رات گذر گئی ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ملکہ آسمان پری کی پریشانی امیر کو جانے میں جلدی صاحبقران نے نماز توسے فراغت حاصل کرکے سلاح جسم پر لگائے ملکہ نے چاروں حاملان تخت کو طلب کیا چاروں حاملان تخت آکر حاضر ہوئے امیر تخت پر سوار ہوکے اشقر کو بھی تخت پر سوار کر لیا حاملان [illegible] ہوا طرف [illegible] نے چلے پردہ [illegible] سے گذر چکے تھے پردۂ دنیا میں آئے [illegible] تشت بزرگ [illegible] میں گاؤں کا نما دھر [illegible] جنگل کر

نکلتا ہی گرمی آتش سے پھنک کر گر پڑتا ہی امیر اس مقام پر ٹھہر گئے دیوزادون سی فرمایا تم جاؤ
مین راز آتش کو دریافت کرون گا دیکھون یہان کیا معرکہ ہی صاحبقران زمین پر آئی دیوزادون
نے عرض کی حضور ہم کو رسید طلب ہوگی رسید ہمین عنایت فرمایئے امیر نے ایک پرچہ لکھکر دیدیا
کہ جس مقام پر ہمین منظور تھا اسی مقام پر ہم پہونچ گئے دیوزاد تو اسطرف چلے گئے صاحبقران
اسم اعظم پڑھتے ہوئے قریب آگ کے پہونچے اسم اعظم پڑھتے ہوئے اندر آگ کے چلے امیر نے خیال
کیا گرمی نہین معلوم ہوتی آگ شق ہوتی جاتی ہے جدھر قدم بڑھاتے ہین آگ بجھتی جاتی ہی وسط
مین آگ کے آکر دیکھا ایک تختہ سنگ پر ایک جوان تاجدار بیٹھا ہی ملول وحزین و سرنگون زبان
مین سوزن تمام ماران سیہ جسم مین لپٹے ہوئے اس قید سخت مین ہی کراہ رہا ہی امیر نے قریب آکر
فرمایا اے شخص تو کون ہی کسنے تجکو قید کیا اس قیدی نے اشارے سے کہا زبان سے سوزن
نکالیے تو بات کرون امیر نے بیخوف اوسکی زبان سی سوزن کو نکالا اسنے سحر کیا ماران سیہ مر کر
گرے اوٹھکر وہ جوان قدمون پر امیر کے گر پڑا کہا اے شہریار آپکا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی
اس مقام تک کیونکر تشریف لائے امیر نے فرمایا صاحبقران میرا نام ہی پردہ قاف سے آتا
تھا یہ آگ دیکھکر دل کو خود بخود اشتیاق ہوا کہ دیکھنا چاہیے یہان کیا ہی برائے فتح طلسم
بطلیموس نکلا ہون وہ جوان رونے لگا کہا اے شہریار منقل جادو میرا نام ہی احکام زنار کا بیٹا جو مالک مقام طلسم
بطلیموس ہے اگر مجھ سے جادو مجھکو عاشق ہوکر اوٹھا لائی ہر روز آکر اپنے وصل پر
آمادہ کرتی ہی مین نے ابتک قبول نہین کیا خواب بھی دیکھا تھا کہ ای منقل جادو نہ گھبرا تجکو
آکر صاحبقران رہا کرینگے اسی امید پر جیتا تھا مقام شکر ہے کہ خدا نے آپکو پہونچایا میری رہائی
کا وقت آیا حضور آپ اب میرے ساتھ چلیے لوح لیجیے طلسم فتح کیجیے امیر نے فرمایا ای منقل
یہ عنایت پروردگار ہے کہ تم تک پہونچے تم میرے ہاتھ سے رہا ہوئے منقل نے کہا حضور
آپ کا مذہب بھی مین نے اختیار کیا حضور کے ساتھ رہونگا ہر مقام پر کام آؤنگا یہ ذکر تھا
کہ آسمان پر برق چمکی منقل نے گھبرا کر کہا حضور گرم خو آپہونچی اب حضور ہوشیار رہین صاحبقران
نے فرمایا مین ہوشیار ہون کہ گرم خو آکر پہونچی امیر کو آواز دی اے جوان تو کون ہی کہ جو میری
معشوق کو رہا کیا اور گستاخی یہ کہ یہین پر ٹھہرا ہے یہ کہکر تیر لا مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا

وہ گرد پڑا سر پر آنکے گرم خو کے گر اعتبار شعلۂ آتش گرم خو پر گرے گرم خو نے جھلاکر ہاتھ کے واسنے
پھینکے شعلہائے آتش امیر پر گرے امیر نے اسم اعظم پڑھا شعلۂ آتش برطرف ہوئے گرم خو جھلاکر
زمین پر گری ایک شیر کی شکل بنکر حملہ کیا امیر نے اسم اعظم پڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا گرم خو کے دو ٹکڑے ہوئے
مرتا گرم خو کا آگ برسی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من گرم خو ــــ جادو بود پڑھکر منقل
تاجدار نے قدمون کو بوسہ دیا کہا اے شہریار بڑی مکارہ کو آپ نے مارا اب میرے ساتھ چلیے
مین حضور کے واسطے فکر لوح کرونگا مگر حضور بڑی سختی ہے خدا آپ کو تا بہ لوح پہونچا سے
لوح آپ کو حاصل ہو بعد حصول لوح بڑے بڑے ہنگامے ہون گے لطیموس قیامتین
برپا کرے گا اور جمشید خود آجائے گا زمین تہ و بالا کر دیگا بڑا ساحر زبر دست ہے امیر منقل کے
ساتھ چلے امیر پشت مرکب پر سوار منقل رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے چلا صاحبقران کو لیکر ایک
صحرا مین آیا وہان ایک نخل خار تھا کہا حضور اسکو اکھیڑین ایک اژدہا ظاہر ہوگا اوسکے دہن مین بلا
تکلف پھاند پڑیے گا بالائے قصر پہونچیے گا وہان نہایت مقام معقول ہے ایک نخل ہے اسمین ایک
قفس لٹکا ہے قفس مین ایک طائر ہے ہر چند وہ چیخے مگر آپ کچھ خیال نہ کیجیے گا اس جانور کو لیکر
توڑ ڈالیے گا لوح حاصل ہوگی صاحبقران نے بقوت صاحبقرانی نخل کو اکھیڑا جیسے ہی نخل
اوکھڑا اوسنے نقب پختہ کا ظاہر ہوا ایک اژدہا قلابۂ آتشین چھوڑتا ہوا منہ پھیلائے ہوسکے نقب سے نکلا
منقل نے آواز دی حضور کچھ دیر نہ کرین بسم اللہ داخل ہون امیر بیخوف دہن اژدر مین پھاند پڑے
منقل نے پر پرواز پیدا کیے اوڑتا ہوا چلا لیکن بہ تعجیل جاتا ہے صاحبقران کی جو آنکھ کھلی اپنے کو
ایک قصر مین پایا منقل نے جو بیان کیا تھا وہی سب باتین پائین دیکھا ایک نخل مین قفس لٹکا ہے
طائر امیر کو دیکھتے ہی پھڑپھڑانے لگا غل مچاتا تھا ای احکام رازدار دور طلسم کشا آپہونچا اوہ
صاحبقران نے بہ تعجیل قفس کو توڑا طائر نے لاکھ اپنے کو صاحبقران سے بچایا مگر امیر نے طائر کو پکڑا
قفس سے باہر نکالا دونون ٹانگین پکڑین چاہتے ہیں چیر ڈالون مگر احکام رازدار جو اوس مقام پر بیٹھی
تھی یکایک طائر کے چیخنے کی آواز کان مین آئی کہا ارے یہ کیا ہوا غضب بابا قصر طلسم کشا کیونکر آپہونچا
جھپٹ کر اوٹھی کہتی ہوئی چلی کہ شاید سنبھالے سرو قدکوئی فتور کیا باغ سے بھاگ گئی بس
اوسی نے وہین سے کچھ تدبیر کی پشت پر ہزارون جادوگرنیان کئی ہزار جادوگر چلے احکام

اسوقت آکر پہونچی کہ صاحبقران ہاتھ مین طائر کو لیے ہوئے ہین چاہتے ہین کہ اسکو چیر ڈالین کہ
احکام نے آواز دی او طلسم کشا کیون طائر کو ستاتا ہی یہ کہکر گولہ مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا گولہ
پھٹ کر زمین پر گرا احکام نے سر پیٹ لیا کہا او صاحبو اور غضب دیکھو سحر بھی جواب دیتا ہے چار
طرف سے بلوہ کر کے طلسم کشا کو پکڑ لو طائر کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچاؤ طائر پھڑکتا ہی میرے
ہوش اُڑتے ہین ہائے کیا کرون میٹی پر یہ معرکہ گذرا اگر باغ سے نکھر کر بھاگ گئی مگر ساحرون کو
اشارہ کیا از بلوہ کر کے حمزہ کو پکڑ لو ایک ہاتھ مین امیر کے طائر ہی ایک ہاتھ مین تلوار ساحر بلوہ کر کے
آئے سب طرف سے سحر کرنے لگے امیر اسم اعظم پڑھتے جاتے ہین اتنی مہلت نہین پاتے کہ طائر
کو چیر کر لوح حاصل کرین ہزارون جادوگرون نے سب طرف سے بلوہ کیا امیر جب اسم اعظم
پڑھتے ہین سحر الٹے پلٹتے ہین مرنے کی ساحرون کے آواز بلند ہے جن ساحرون نے پڑھکر گولے
مارے وہ گولے اونھین کے سینون کو توڑ کر پار گذرے احکام رازدار حیران ہوئی کہ یہ کیا معرکہ
ہے نیچے جھکا ایک پتلی جھولی سے نکالی کہا اے تصویر سامری مفصل بتلا کہ یہ کیا معرکہ ہے طلسم
کشا پہ سحر کسی کا کیون نہین تاثیر کرتا میرا بھی سحر الٹا پلٹتا ہے پتلی قہقہہ مار کر ہنسی پھر دیر تک روتی
آخر مین کہا ای احکام رازدار یہ صاحبقران زمان مالک تاج و دنیا اور دین ہے سحر کیونکر تاثیر کرے
اسم اعظم کے مالک اور طلسمات کے سالک ذرا سمجھکر سحر کرنا یہ کہکر پتلی گر پڑی احکام رازدار نے
اُٹھا کر جھولی مین رکھ لیا کنارے بیٹھکر سحر کیا کچھ ماش کے دانے امیر کے گرد پھینکے امیر کی زبان
مین لکنت آنے لگی جب تو امیر نے جست کی مجمع ساحران سے ہٹے منظور ہوا کہ ساحر کو چیر ڈالون
ساحر بلوہ کر کے بڑھے تیر بے خطا اون نے پھینکے تلوارین کھینچین نیزے لے کر بڑھے احکام
رازدار علحدہ کہ رہی اسے مین نے تدبیر کی ہے اسم اعظم بھلایا چاہتی ہون یہ کہکر مٹھی بھر
ماش کے دانے ہاتھ مین لیے ارادہ ہوا پھینک مارون اسم سحر پڑھ رہی ہے لیکن شہلا جو
سروق مع سات سے جادوگرنیون کے درہ کوہ مین جا کر چھپی تھین یہان سے پانچ
کوس پر وہ مقام ہے باہر درہ کوہ کے ٹہل رہی ہین ساتھ والیون سے کہتی ہین طلسم
کشا کو کہان تلاش کرون کون دشمن تھا کہ اوٹھا کر لیگیا کہ نعرہ امیر کی آواز کان مین آئی نعرہ
کی امیر کے آواز بارہ کوس تک جاتی ہے شہلا نے گھبرا کر کنیزون سے کہا دیکھو نعرہ صاحبقران کی

آواز آئی شاید کسی مقام پر لڑ رہے ہین مگر نہین معلوم کس مقام پر ہین کنیزون نے سر اٹھا کر کہا دیکھیے
قصر نوح پر آفت برپا ہے صدہا طائر اڑ رہے ہین کچھ جل جلکر گرتے ہین شہلا اسی وقت سحر کر کے
بلند ہوئی بشکل عقاب قصر نوح پر آئی دیکھا صاحبقران جاتے ہین طائرون کو چیرون احکام راز
دار سحر کر رہی ہے مٹھی مین ماش کے دانے لیے ہو جاتی ہے کہ پھینک مارون کہ زبان امیر کی بندہو
ساحر گھیرے ہوئے مین تڑپ اور بیقرار رہے ہین شہلا یہ حال دیکھکر بدحواس ہو گئی حیران ہے کہ کیا
تدبیر کرون کہ ایک طرف سے سناٹا ہوا دیکھا ایک طائر سناٹا بھرے ہوئے آسمان پر آیا مگر بیتاب
بے تڑپ رہا ہے عقاب نے طائر کو جو دیکھا بڑھکر آواز دی ارے تو کون ہے طلسم کشا قتل چاہتا ہے
اس طائر نے کہا منم منقل تاجدار فرزند احکام رازدار عقاب نے کہا منم شہلا سر قدہ شہلا
نے کہا اب کیا ارادہ ہے جلدی مین یہ بھی نہین پوچھا کہ بھائی تم کو کون لے گیا تھا منقل نے
کہا اے ہمشیرہ کسی طرح طلسم کشا کو بچاؤ شہلا نے کہا بھیا مین بھی جان و دل سے حاضر ہون
اب آپس مین دونون نے عہد کر لیا کہ احکام کو مارو دونون نے گولے سحر کے تیار کیے سحر کرتے
ہوئے بڑھے پشت پر احکام کی آکے دونون نے گولے مارے احکام ادھر کھکر پلٹی دیکھا
بیٹی اور بیٹے نے گولے مارے ہین سینے پر آکر دونون گولے پڑے توڑ کے پشت کو پار گئے بس
مرنا احکام کا کہ اندھیرا ہو گیا دونون بھائی بہن تڑپ تڑپ کے گرنے لگے ہزارون ساحرون
مار کے ڈالدیا اتنی مہلت جو امیر کو ملی ذرا ہوش درست ہوتے چالاک و چست ہوئے طائر کو
پھر لوح طلسمی اوسکے پیٹ سے نکلی امیر نے جو لوح کو گردش دی ساحر نابینا ہونیلگے جس پر عکس لوح
پڑا وہ نابینا ہو گیا نابیناؤن کو منقل و شہلا قتل کر رہے ہین آخر ساحرون نے امان مانگی
صاحبقران نے ہاتھ روکا مرنے سے احکام رازدار کے قصر گرا صاحبقران زمین پر آئے
سب نے اطاعت کی شہلا و منقل نے آکر قدمبوسی کی امیر اسی باغ مین اترے جواہر خوزن
جڑا پھرتا تھا جو قریب اس باغ کے پہونچا دیکھا ہزارون ساحر اترے ہوئے ہین ایک جادوگرنی
نہایت حسین و آراستہ تاجدار معقول انتظام کر رہی ہین جواہر نے آکر پوچھا یہ لشکر کسکا ہے ایک نے
کہا یہ لشکر طلسم کشا فروکش ہے جواہر در دولت پر آیا چوبدار سے عرض کرائی امیر نے فرمایا بلاؤ جواہر نے آکر امیر کو
دیکھا روتے ہنستے لپٹ گیا حال پوچھا امیر نے فرمایا بمشکل تمام بعنایت رب ذوالاکرام لوح تو حاصل ہوئی ہے جواہر نے

پڑین۔ فنا دین پڑین مگر شہما سے سرو قد و مشقل تاجدار ان دونون نے مل کے احکام راز دار کو مارا اسطرح لوح طلسمی ملی اب لوح کو ملاحظہ کرو ن تو احوال معلوم ہو جواہر نے تمام حال سنکر شکر کیا کہا اے شہریار آپ ماشاءاللہ صاحب اقبال مین کیا راہ پردہ قاف کیا اس رہبر کا ملنا مدد پروردگار تھی صاحبقران کو آزاد صنوبر قد کا بڑا خیال ہے فرماتے ہین اے جواہر آزاد وغیرہ کو تلاش کرو اب لوح جدھر ہدایت کریگی مین تو اسطرف جاؤنگا حیران ہون کہ انکو کہان پاؤنگا اسے جواہر آزاد کا غائب ہونا قلب پر صدمہ ہے نظم

جگر کو داغ مین مانند لالہ کیا کرتا
لبالب اپنے لہو کا پیالہ کیا کرتا

ملا نہ سرو کو کچھ اپنی راستی مین پھل
کلاہ کج جو نہ کرتا تو لالہ کیا کرتا

جریدہ مین رہ پر خون عشق سے گذرا
جرس سے قافلہ مین بحث نالہ کیا کرتا

بچا لیا اسے ٹوٹا جو سر سے دریا کے
حباب لے کے یہ خالی پیالہ کیا کرتا

نہ کھایا غصہ کبھی خواجہ سے قسمت کے
پھنسے جو حلق مین مین وہ نوالہ کیا کرتا

بلا سے بہ ہوئی داغون سے سرخی کا وزر
سلوک نیک زراعت مین ژالہ کیا کرتا

دیا نوشتہ تو ادس سب کو دل کی سجدہ مز
خدا کے گھر کا بھلا مین قبالہ کیا کرتا

نہ کی عقل گر ہفت آسمان کی سیر
کوئی یہ سات ورق کا رسالہ کیا کرتا

مری طرف جو انہین کھینچی کشش لگی
بتون کو بر ہمنون کا حوالہ کیا کرتا

کسی نے حال نہ پوچھا دل شکستہ کا
کوئی خرد کے ٹوٹا پیالہ کیا کرتا

مہ دو ہفتہ سی ہوتا تو لطف تھا آتش
اکیلا پی کے شراب دو سالہ کیا کرتا

یہ اشعار پڑھکر صاحبقران بہت روئے فرمایا نہین معلوم ان سبھون پر ہماری بعد کیا گذری شب تو صاحبقران نے اسی مقام پر بسر کی بعد نماز سحر لوح کو ملاحظہ کیا کچھ نوشتہ نہ پایا شہما و مشقل کو طلب کیا فرمایا کیا باعث ہے کہ لوح مین کچھ نوشتہ نہین نکلا حیرت مین مگر پڑھے نہین جاتے مشقل نے عرض کی اے شہریار مہربان فرمایا کہ یقین اگر کوئی یہان سے لوح لے جائے تو دریائے ہفت قلزم پر کیونکر جائیگا اسمقام پر مسکن ساحران جلیل ہے ایک ایک ساحر بادشاہ طلسم کا کفیل ہے ہر ایک کا یہی ارادہ ہے کہ دریائے طلسم کشاکو نہ جانے دین راہ مین مار لین

امیر نے فرمایا مقام ہفت قلزم کہان ہی منتقل تاجدار نے عرض کی غلام نہین آگاہ ہی صاحبقران
نے فرمایا کیون شہلا تم کو کچھ آگاہی ہی شہلا نے عرض کی اتنا جانتی ہون کہ مشرق کی طرف جایئے
تو کیا عجب ہی کہ مقام مقصود دستیاب ہو صاحبقران نے فرمایا آپ لوگ اسی مقام پر رہین مین
جاتا ہون شہلا و منتقل بیقرار ہوے عرض کی کیونکر ہو سکتا ہی کہ حضور کو ایسے مقام پر جانے دین
اور ساتھ نہ چلین حضور تشریف لے چلین لونڈی غلام بھی آتے ہین صاحبقران فوراً تیار ہوے
جواہر نے باتہاے عیاری آراستہ کی صاحبقران پشت مرکب پر سوار ہوے طرف مشرق کے
چلے یہ دونون کبوتر بنے ہوے بالاے سر صاحبقران آتے ہین صاحبقران نے دن بھر رہروی کی
شام کو ایک نخل کے سایے مین آکر ٹھہرے شب کو بیٹھے ہین کہ رونیکی آواز کان مین آئی میر
کے دل مین ترحم ہی اپنے مقام سے اٹھکر چلے سنا کہ کوئی بلک بلک کے رو رہا ہی اور پکارتا ہی
اے فلک کجرفتار کہانتک بدعت کریگا اے معبود حکم ہو ملک الموت کو کہ قبض روح کرے اب بھی
کشاکش نہین او مٹی صدمہ جدائی نے بیتاب کیا ہی یہ سنکر صاحبقران اور بیتاب ہوئے ہین کہ کوئی
ہجران دیدہ آفت کشیدہ ہی تھوڑی دور پر آکر دیکھا زیر نخل ایک جوان بیٹھا رو رہا ہی تاج کو سر
سے پھینک دیا ہی تڑپ رہا ہی کبھی دعامین کرتا ہی کبھی اٹھتا ہی کبھی بیٹھتا ہی عجب حال زار مین ہی
صاحبقران قریب آئے گھوڑے سے اترے فرمایا اے شخص کیا درد ہی کہ رنگ تیرا زرد ہی عرصے
تک اسنے کچھ جواب نہ دیا بعد سعی و ساز امیر نے بازو تھام کر ہلایا فرمایا ای برادر حال اپنا مجھسے مفصل
کہو اس شخص نے کہا اے شخص میرا حال کہنے کے لائق نہین آپ اگر سنینگے تو آپکو صدمہ ہوگا مین تو انتہا
کے رنج مین ہون آپ کو رنجیدہ کرنے سے کیا فائدہ امیر نے فرمایا ہم تمھارے رنج مین شراکت
کرینگے رنج تمھارا مٹائینگے جس سے جدا ہو اس تک پہونچائینگے جب امیر نے اسطرح کے کلمات
کہے تو اس شخص نے کہا ای شہریار کیا حال بیان کرون رمال تاجدار مجکو کہتے ہین یہان
سے قریب ایک قلعہ ہی قلعہ اختر شناس اسکو کہتے ہین ثابت نوجوان میرا فرزند دلبند
تھا کیسا جوان حسین تیغزن صف شکن بڑے بڑے پہلوان جمع کیے تھے بائیسوان برس تھا
کوٹھے پر ورزش کر رہا تھا کہ ای شہریار اس ساعت کو اگر یاد کرون جلا کر خاک کرون ورزش کرتے
کرتے غائب ہو گیا خاندان مین ہمارے علم رمل و کہانت چلا آتا ہی سب بھائی بند جمع ہوگئے

بطور رمل و نجوم کے دیکھا تو پتے سے معلوم ہوا کہ کوئی ساحرہ اٹھا لیگئی اس جوان پر عاشق ہوئی تھی
قلزم قطرہ زن اسکا نام ہے میں فوج لیکر چلا تھا آج تیسرا دن ہے کہ اسنے بھی جدا ہوا یہاں سے
قریب ایک دریا ہے اسکو قلزم زخار کہتے ہیں دریا پر قلزم زخار کا قبضہ ہے کیا مجال ہے کہ کوئی
آنے پائے ایک صحرا میں مع فوج اترا ہوا تھا انکو بیٹھا ہوا پا کر بارگاہ سے نکل آیا ولولۂ جنون دل
پر طاری ترقی پر آہ و زاری جب روتا پیٹتا قریب دریا کے پہونچا دیکھا دریا جوش مار رہا ہے ہزارہا
ساحر کنارے مکان بنائے ہوئے ہیں اے شہریار نئی بات یہ ہے کہ انکو بھی لوگ خاص
باش و ناظر باش کی صدا دیتے ہیں ہر چند قریب دریا کے جا با کہ جاؤں نہ ممکن ہوا دریافت کرنے
سے معلوم ہوا کہ قلزم جادو اس دریا کے اندر رہتی ہے جان کے خوف سے پلٹ آیا اور جاتا
تو کیا کرتا وہ ساحرہ میں غیر ساحر ایک نقطہ بھی سحر کی نہیں جانتا یہاں بیٹھکر رونے لگا نہ راہ ملتی
نہ روئے ماندن آج کئی دن سے اسی مقام پر بیقرار پڑا ہوں اور فوج بارہ ہزار یہاں سے کوس بھر
پڑی ہے ان کو جاکر کیا روسیاہ دکھاؤں اب اسی مقام پر پڑا رہونگا تڑپ تڑپ کر جان
دونگا یہ کہکر رمال تاجدار خوب رویا کہا اے شہریار یہ حال ہے اس امید کا بر آنا نہایت محال
ہے صاحبقران نے کہا اے رمال تاجدار نہ گھبراؤ ہم وہاں تک جائینگے تمھارے فرزند کو رہا کر
لائینگے ہم تو اس دریا کے جویا تھے تو نے نام ہمارا سنا ہوگا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان صاحبقران
زمان ہمارا نام ہے برائے فاتح طلسم بطلیموس آیا ہوں لوح طلسمی دستیاب ہوئی اب خون
قلزم جادو کی ضرورت ہے وہاں تک ضرور جاؤنگا باتیں کرتے کرتے ستارۂ سحری آسمان پر
چمکا غواص قلزم دریائے مغرب میں شناوری کرکے بر سر جادۂ مشرق برآمد ہوا قطرات ضیا و
شعاع ٹپکتے ہوئے چرخ زبرجدی پر آکر ٹھہرا رمال تاجدار نے عرض کی حضور لشکر میں چلیں
صاحبقران نے فرمایا وہاں کی کیا ضرورت ہے تم نشان دریائے قلزم بتاؤ قضائے کار دو
چار خدمتگار رمال تاجدار کے اپنے شاہ کو ڈھونڈھتے ہوئے آئے ایک نخل کے سائے میں جو
اپنے مالک کو بحال خراب دیکھا کہ ایک شخص سے باتیں کر رہے ہیں آکر سلام کیا کہا حضور کل
لشکر آپکا مشتاق ہے سب حیران و پریشان ہو رہے ہیں آپ یکہ و تنہا کیوں نکل آئے دو خادموں
نے جاکر لشکر میں خبر کی چند سردار تاج و تخت لیکر آئے رمال تاجدار نے کہا اے شہریار تاج و تخت

مین نے فراق مین فرزند کے ترک کیا وشت پیمائی وصحرا نوردی اختیار کی امیر نے زبردستی تخت پر سوار کیا بعد ہروی لشکر مین آکے پہونچے امیر نے دیکھا ساٹھ ستر سردار بارہ ہزار جوانان صف شکن تیغزن سب بادشاہ کو دیکھکر خوش ہو گئے لاکر داخل بارگاہ کیا جب خاصہ سامنے آیا امیر نے سوال مذہب کیا رمال تاجدار نے کہا اے شہریار مین خواب دیکھکر سلمان ہوا اپنے لشکر والون کو بھی سلمان کر چکا صاحبقران نے خوش ہوکر خاصہ نوش فرمایا ہر چند رمال نے سامان عیش وراحت مہیا کیا امیر نے کسی شے پر توجہ نہ فرمائی بوقت سحر ارشاد فرمایا کہ اے رمال تاجدار اب ہمکو چلکر وہ مقام بتادو جو کچھ ہونا ہوگا وہ ظاہر ہوگا لشکر والون نے کہا ہم اپنے تاجدار کا ساتھ نہ چھوڑینگے ہمین بھی ساتھ لیتے چلیے صاحبقران نے رمال تاجدار کو تخت پر سوار کرایا کل لشکر کو ساتھ لیکر کوچ کیا تھوڑی دور چلے تھے کہ صحراے گرداڑی جیب وامن گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا جواہر خنجر زن چلا آتا ہے صاحبقران خوش ہو گئے جواہر نے کہا حضور اب کہان تشریف لیے جاتے ہین صاحبقران نے سب حال بیان کیا کہ رمال تاجدار کیوجہ سے دریاے قلزم کا اب پتہ ملا اب وہین چلتے ہین انشا اللہ چلکر قلزم جادو کو قتل کرینگے اسکے خون سے لوح کو دھوینگے سب حرف ثابت ہونگے جواہر چپ ہو رہا صاحبقران چلے بعد قطع منازل وطے مراحل دشت پیمائی کرکے سامنے اس دریا کے جاکر پہونچے امیر نے دور سے دیکھا ایک دریاے قہار موج مار رہا ہے سردار کوئی کنارے پر نہین مکان تو حقیقت مین بنے ہوئے ہین مگر سب مکان خالی معلوم ہوتے ہین کوئی رہنے والا معلوم نہین ہوتا صاحبقران نے فرمایا اے رمال تاجدار یہ سب مکان خالی پڑے ہین رمال نے عرض کی خدا جانے اے شہریار کیا سر کہ ہے جب مین آیا تھا تو ہر مکان مین وٹس وٹس بیٹھے جادوگر تھے امیر نے فرمایا کوئی باعث ہوگا کہین چلے گئے ہونگے یہ کہکر کے اسی مقام پر بارگاہ کو ایستادہ کرایا صاحبقران وغیرہ سب وہین اتر پڑے جلد بعد اخلے کی چوب پڑی ہزارہا مچھلیان دریا سے نکلین امیر کو دیکھکر غوطہ دریا مین مار گئین چونکہ سامنے کوئی ساحر وغیرہ ساحر نہین معلوم ہوتا جواہر خنجر زن ٹہلتا ہوا قریب دریا کے پہونچا ایک مچھلی دریا سے نکلی جواہر کے لپٹ گئی کشان کشان لیچلی جواہر نے آواز دی اور پکار کر کہا آقائے نامدار غلام کو بچائیے

امیر صدا اسے جواہر سنکر اٹھے بیٹے کو جا پڑون مچھلی لیکر جواہر کو دریا مین گرگئی صاحبقران نہایت
پریشان ہوئے ڈہلتے تھے ہین اپنے کو دریا مین گرادون تا یہ قلزم جادو کیونکر پہونچون بس
رمال نے عرض کی کیا گذارش کرون صاحبقران کو بڑا انتشار ہی مگر جواہر بن عمرو کو جو دریا مین
مچھلی لیکر ڈوبی جواہر بیہوش ہوگیا اب جو آنکھ کھلی بیٹھا ایک مکان مین پایا دیکھا ایک قصر عالی
نہایت آراستہ ہی اسمین ایک جادوگرنی مسند پر بیٹھی ہی پانچ سات جادوگرنیان کال ووٹال
وہان ٹہل رہی ہین کچھ بیٹھی ہین جواہر نے اپنے کو اس جادوگرنی کے سامنے بیٹھے دیکھا اُس جادو
گرنی نے پکار کر آواز دی او ظالم کیون کنارے دریا کے آیا آخر یہ سر کہ گذرا جو قریب دریا کے آئیگا
اسکا یہی حال ہوگا جواہر رونے لگا کہا ملکہ عالم مین ناواقف تھا اسوجہ سے دریا کے کنارے
آیا ورنہ کاہیکو آتا قلزم کو اسپر رحم آیا چاہا کہ رہا کردے کہ ایک جادوگر کے منہہ سے نکلا کہ حضور یہ عیار
ہے جسکا صبح آپ نام لیتی تھین اسی کا فرزند معلوم ہوتا ہی یہ لوگ ساحرون کے قاتل ہین ساحرہ
سے آنکھ ملی اور مارا قلزم نے کہا لے جاکر اسے قیدکرو جو کوئی ہوگا حال ظاہر ہوجائیگا ایک جادوگر
موسوم بہ قطرہ زن ہے اسنے کہا نگہبانی میرے سپرد کیجیے قلزم نے کہا لیجا دکل سب گرفتار ہو
جائینگے قطرہ زن ہاتھ پکڑکے جواہر کا لیچلا لاکے ایک خیمہ مین قید کیا جب جواہر کو قطرہ
زن کو لیکر قیدخانے مین آیا جواہر چیخین مار کر رونے لگا کہا اے قطرہ زن مین ایک غریب
محتاج ہون اوس لشکر کا نوکر بھی نہین چار پیسے کے لالچ مین چلا آیا مین تو آپ کا بھچک
ہون جسکو گویا کہتے ہین دو چار شعر سنیے تو آپکو حال معلوم ہو کہ مین کون ہون یہ کہکر جواہر
نے سامنے قطرہ زن کی یہ غزل گانا شروع کی غزل

شہر کو نالون نے مجھ مجنون کے صحرا کردیا
جوش سیل اشک نے چشمون کو دریا کردیا

ہنسکے بولا یار مین مارے خوشی کی مرگیا
قصہ طولانی تھا دو باتون مین برپا کردیا

پیشتر بھی قطعۂ گلزار تھا وہ سادہ رو
خال خط نے اور چہرے کو تماشا کردیا

جنبش مژگان کیون پر کھینچ لائی جان کو
زخم دل کے چور کو نشتر نے پیدا کردیا

کچھ نظر آتا نہین اسکے تصور کے سوا
حسرت دیدار نے آنکھونکو اندھا کردیا

کیا چمک کر نکلا تھا صورت ملانے یار سے
سامنے خورشید کے آئینے کف پا کردیا

آہ و نالے سے سوا چرچا خموشی کا ہوا	پاس رسوائی نے ہم کو اور رسوا کر دیا
ایک دن پہونچا نہ دست یار تک مکتوب شوق	طالع بد نے کبوتر کو بھی عنقا کر دیا
خط مشکین نے کیا اندھیر روے یار پر	روے روشن دیدۂ عاشق مین کالا کر دیا
یار کا رخسار ہے رنگین ہے آتش رشک باغ	جب نقاب اٹھا در گلزار کو وا کر دیا

یہ اشعار جواہر نے اسطرح گائے کہ قطرہ زن بیقرار ہو گیا کہتا ہے اری تو بڑا کامل ہے جواہر
نے کہا ذرا میرے پاس آیئے تو مین اپنا کمال دکھاؤن آپ تو دور بیٹھے ہین قطرہ زن ملا
آیا جواہر نے کہا تشریف رکھیے جب قطرہ زن بیٹھا کہا کیون حضور اب ہم قتل کیے جاینگے کہ بخشے جاینگے
قطرہ زن نے کہا طلسم کشا کے لشکر سے تم بھی آئے ہو اسوجہ سے تمپر عیار کا گمان ہے شاید ملکہ
قلزم رہا کر دین نہایت عقلمند ہین چند ساحرون نے جو کہدیا کہ یہ عمرو عیار کا بیٹا ہے ملکہ کا شک
بڑھ گیا ورنہ رہا ہو جاتے اب مشکل ہے جواہر نے کہا حضور تھوڑی دور یہان سے گانون ہے
مین وہین رہتا ہون مان بہنین سب بیتاب ہونگی کہتی ہونگی ہمارا بھیا کہان گیا مین کچھ روپیہ
دون وہ پہونچا دو تو بڑا احسان ہوگا قطرہ زن سوچا اسکا مال لے لینگے تو کون پوچھیگا کہا لاؤ
ابھی ہم پہونچا دین جواہر نے بہت خوب کہکر کے روپیہ نکالا سامنے قطرہ زن کے پیش کیے
قطرہ زن نے کہا اور بھی کچھ ہے یا یہی قدر تھے جواہر نے کہا ابھی بہت کچھ ہے یہ کہکر اور روپیہ
نکالے آخر مین ایک ڈبیہ نکالی کہا دیکھو بھائی اسے کھولنا نہین جواہر جو منع کیا اور زیادہ
قطرہ زن کو اشتیاق ہوا ڈبیہ کو کھولا اسمین سے بیہوشی اڑی قطرہ زن بیہوش ہوا
جواہر نے اسکو اپنی شکل بنایا آپ اوسکی صورت بنکر تیار ہوا دماغ پر بھی بیہوشی کی
چڑھا دی کہ ہوشیار ہو کر بھاگ نہ جائے یہ تدبیر کرکے جواہر باہر نکلا ساتھ والون سے کہا اندر
نہ جانا مین ابھی آتا ہون یہ کہکر ٹہلتا ہوا بارگاہ مین قلزم کی آیا قلزم کو دیکھا مسند پر بیٹھی ہے
ایک ایک سے کہہ رہی ہے صاحبو کیا غضب کا میرا عہدہ ہے کچھ بن نہین پڑتا عیار کی حفاظت
دل کو پریشانی قلب کو حیرانی سب اپنا عیش و آرام تھا ایک ساحر نے کہا حضور حقیقت مین اس
عہدے کا سنبھالنا آپ ہی کا کام ہے ہم لوگونکا یہ حال ہے لوگونکے دل کو پریشانی ہوتی ہے یہ ذکر
تھا کہ میان قطرہ زن نے سامنے آکر جھک کر سلام کیا قدمونکو بوسہ دیا دست بستہ

عرض کی اے ملکہ عالم عجب معرکہ گذرا غلام اسوقت سو گیا خواب میں سامری و جمشید کو دیکھا سب صاحب موجود تھے سامری نے گلے پر میرے ہاتھ رکھدیا کہا علم موسیقی تجھکو دیا اب تیرے برابر کوئی گانے والا نہوگا امیدوار ہوں کہ ذرا امتحان کیجے قلزم نے سازندون کو اشارہ کیا کہا ہان قطرہ زن سناؤ قطرہ زن بیچ میں آ بیٹھا گنگنا کے یہ غزل گائی غزل

ہی جیسے دست یار میں ساغر شراب کا — کوڑی کو ہو گیا ہے کٹورہ گلاب کا
صیاد نے تسلی بلبل کے واسطے — کنج قفس میں حوض بھرا ہی گلاب کا
دریاے خون کیا ہی تری تیغ نے رواں — حاصل ہوا ہی رتبہ سرونکو حباب کا
جو سطر ہی وہ گیسوے حور بہشت ہے — خال پری ہی نقطہ ہماری کتاب کا
نو آسمان ہیں صفحہ اول کی تو لغت — کونین اک دو ورقہ ہی اپنی کتاب کا
بچوایئے نہ چاندنی میں بام پر پلنگ — منحوس ہی قران مہ و آفتاب کا
حسن و جمال سی ہی زمانی میں روشنی — شب ماہتاب کی ہی تو روز آفتاب کا
اللہ رے ہمارا تکلف شب وصال — روغن کے بدلے عطر جلایا گلاب کا
مسجد سے میکدے میں مجھے نشہ لیگیا — موج شراب جادہ تھی راہ ثواب کا
انصاف سے وہ زمزمہ میرا اگر سنے — دم بند ہو وی طوطی حاضر جواب کا
الفت جو زلف سی ہی دل داغدار کو — طاؤس کو یہ عشق نہو گا سحاب کا
پاتا ہوں ناف کا کریا رمیں مقام — چشمہ مگر عدم میں ہی گوہر کی آب کا
آتش شب فراق میں پوچھونگا ماہ سی — یہ داغ ہی دیا ہوا کس آفتاب کا

قلزم خوش ہوئی کہا اے قطرہ زن یہ تجکو بڑا کمال ملا قطرہ زن نے کہا حضور ایک امر ہی اور جمشید ارو زخواب میں آینگے قلزم نے کہا ہماری طرف سے عرض کرنا کہ طلسم کشا ہماری فکر میں آیا ہی ہم کو اسکے ہاتھ سے بچا ئیں ایسا ہو طلسم کشا ہم تک پہونچ جائے جواہر تو گھبرایا ہوا ہی کہا حضور کنارے چلیں اور بھی راز و نیاز سامری و جمشید نے کہی ہیں آپسے عرض کروں آیندہ آپکو اختیار ہی قلزم ادھر بارہ دری میں لیکر آئی جواہر نے دیکھا ہر میز پر دو دو چار چار تیلیاں سنہری رکھی ہیں وہی جواہر نے چھوڑ دیے قلزم نے کہا بھیا یان

کرو جواہر نے کہا حضور مقدمے مین طلسم کشا کے سامری و جمشید نے حکم دیا ہے وہ سب عرض کرونگا
سحر بھی بتا دون انگیٹھی منگائیے اسمین آگ روشن کیجیے ایک پتلی پیدا ہوگی وہ بچنے کی صورت
بتائیگی ابھی سب حال کھل جائیگا قلزم نے آواز دی کوئی حاضر ہو جلد انگیٹھی لاؤ کنیزین
انگیٹھی لا مین انگیٹھی دیکر چلی گیئن جواہر خوش ہو کہ اب بیہوش کرونگا قلزم اٹھا کہ نکالون
آگ روشن کرون جیسے ہی قریب میز کے آئی ایک پتلی ہنسی اور بول اٹھی بی بی آگ سلگا
قلزم رکی اور کہا ارے کیون نہ آگ سلگاؤن خیرخواہ میرا حکم سامری بتاتا ہو دوسری ذکر
حضور انکو تو بات نہین کرنا آئی صاف صاف یہ ہو کہ یہ قطرہ زن نہین ہو جواہر خنجر زن عیار
ہو قلزم نے پلٹ کر آواز دی او ظالم اب کہان جائیگا جواہر نے چاہا بھاگون قلزم ایک دو تھپڑ
مار دیا جواہر زمین پر گرا قلزم نے آواز دی ارے کوئی حاضر ہو کنیزین آمدائین دیکھا ایک عیار پڑا ہوا
ہو ملکہ غصے سے کانپ رہی ہین کہتی ہین ارے یہ یہان کیونکر آیا قطرہ زن پر کیا گذری چند کنیزین
دوڑی ہوئی اس خیمہ مین گیئن جہان جواہر قید تھا دیکھا عیار بیہوش پڑا ہی لاکھ لاکھ پکارا
مگر بیدار نہوا آخر چھینٹ بیہوشی کی دماغ سے کھولی منھ دھلایا تب معلوم ہوا کہ یہ قطرہ زن
ہو باہر کر کے لا مین قلزم نے حال پوچھا قطرہ زن نے سب کیفیت بیان کی قلزم کانپ گئی
کہا ای قطرہ زن اب دھوکا نہ کھانا کہا حضور اب کیا دھوکا کھاؤنگا یہ کہکر جواہر کو پھر قید خانہ
مین لایا اب بڑی بدعت شروع کی آب و دانہ جواہر پر بند کیا کہا او ظالم تونے غضب کیا میری
جان سامری و جمشید نے بچائی اگر کنیزان سامری نہ بتلاتین تو تونے ملکہ کو بھی مارا ہوتا جواہر
چپ بیٹھا ہے یہان قلزم نے حکم دیا کہ حمزہ پر لشکر لیجائے کہ دریا مین نہ آسکے بھون ڈ کہا بہت
مناسب ہی قلزم نے حکم دیا نہنگ جادو سے نہد و فوج ما بیان لیکر مقابلہ حمزہ مین جاکر اترے
پھر جو حکم دین وہ کرے ایک کنیز نے جاکر دریا پر آواز دی اے نہنگ خونریز لشکر ماہیان
لیکر جاؤ مقابلے مین طلسم کشا کے اترو پھر جیسا حکم دینگے ویسا کرنا یہان صاحبقران کرسی پر
بیٹھے ہین واسطے جواہر کے بیقرار ہین رمال تاجدار تخت پر بیٹھا ہو سب سردار جمع ہین کہ دریا
مین جنبش ہوئی ہزار ہا مچھلیان نکلنے لگین آ آکر ریتی مین لوٹ رہی ہین کہ ایک ذرا آئی زمین
تھرائی تھوڑی عرصے کے بعد غبار وغیرہ برطرف ہوا دیکھا ایک بارگاہ استادہ ہو گرد بارہ چودہ ہزار جادوگر

اترے ہوئے ہیں تھوڑی دیر میں بازارین وغیرہ بھی آراستہ ہوگئیں صاحبقران حیران
ہیں کہ لشکر کہان سے آیا اب لشکر آیا ہے یقین ہے کہ طبل جنگی بجے اسی خیال میں دن گذر رات ہوئی طبل
جنگی نہ بجا ہرکارون سے فرمایا خبر لو تو کیا معرکہ ہے طبل جنگی کیون نہ بجا ہرکارے گئے تھوڑی دیر میں پھر
آئے عرض کی اے شہریار آج لوگ تھکے ماندے تھے اسوجہ سے طبل جنگی نہین بجا تین دن تک
صاحبقران نے انتظار کیا طبل جنگی نہ بجا تیسرے دن صاحبقران جاکر پلنگ پر لیٹے مین
یہی خیال ہے کہ دیکھیے کیا ہو دیدۂ ظاہر بند ہوے دیدۂ باطنی وا ہوئی عالم خواب مین ایک
بزرگ کو دیکھا امیر برای تسلیم خم ہوئے ان بزرگ نے فرمایا ای فرزند کیون اتنا متردد ہوا امیر نے
سب کیفیت بیان کی کہ برائے قتل قلزم آیا ہون لشکر اوسکا میرے مقابلے مین آیا نہین معلوم
قلزم کہان ہے طبل جنگی بجا مقابلہ ہوتا مین تلاش قلزم کرتا ان بزرگ نے فرمایا ای فرزند تم
تمکو یہ دھوکا دیا ہے کہ لشکر مقابلے مین بھیجدیا سالہا سال اگر تم رہوگے یہی رنگ رہیگا تو
مناسب یہ ہے کہ صبح کو جوانب طرف مشرق کے روانہ ہو تین کوس نکلکر ایک مقام تختہ سنگ
ہے اس تختہ سنگ پر یہ اسم پڑھنا فوراً ایک ماہی پیدا ہوگی کلان اسکے دہن مین پھاند پڑنا باقی
جو معاملہ ہوگا سمجھکر انتظام کرنا جب قلزم جادو تمھارے ہاتھ سے قتل ہو خون سے اوسکے
لوح کو دھو لینا پھر دریا مین غوطہ دینا یہ لوح تمھارے کام کی ہوگی احکام بتائیگی بس
صاحبقران صبح کو سوکے اٹھے یکہ و تنہا مسلح ہوکر اسی جانب چلے سردارون نے چاہا ساتھ
چلیں امیر نے فرمایا وہ مانع ہوے کہ میرے جانیکا ذکر نہ کرنا یہ بات مشہور ہو تو بہتر ہے یہ فرماکر اسی
جانب چلے قریب تختہ سنگ پہونچے وہ اسم تعلیم کردہ بزرگ پڑھنا شروع کیا چند بار پڑھا تھا کہ دریا میں
جوش و خروش پیدا ہوا ایک ماہی کلان نے منھ نکالا دہن طول اشارہ کرتی تھی کہ میرے دہن
مین پھاند پڑیے امیر بسم اللہ کہکر اسکے دہن میں پھاند پڑے صاف ثابت تھا کہ کسی بلندی سے
گرے ہون یکایک پاؤن زمین پر قائم ہوئے دیکھا قصر مین قلزم کے کھڑا ہون امیر نے للکارا
او مکارہ اب کیونکر میرے ہاتھ سے بچیگی قلزم نے سحر کیا آگ برسائی اور چیخ ماری ارے
لشکر والو دوڑو طلسم کشا آگیا یہان رمال تاجدار وغیرہ نے دیکھا کہ لشکر والے بیقرار ہوکر
دریا مین پھاند پڑے دس پانچ کنیزین قلزم کی امیر سے لڑ رہی ہین کہ فوج آپہونچی

امیر سجدہ کرکے لڑنے لگے وہ ساحر بھی پڑھ پڑھ کر سحر کرتے ہیں جسنے سحر کیا امیر نے اسکو مارا
امیر چاہتے ہیں ذرا بھی مہلت پاؤں تو اپنے کو تا بہ قلزم جادو پہونچاؤں کہ پہلو سے آواز آئی
ای شہریار نہ گھبرائیگا غلام آپکا آپہونچا منم اشراق جنی امیر نے دیکھا ایک جوان خوشرو تیغ
کھینچ لڑتا ہوا آتا ہے منہ سے شعلۂ آتش بھی چھوڑتا ہے جسپر شعلۂ آتش پڑتا ہے وہ ساحر جل جاتا ہے
تلوار کو جنبش دیتا ہوا قریب امیر کے پہونچا عرض کی غلام فوج سے لڑتا ہے آپ قلزم کی جانب
توجہ کریں امیر قلزم کی طرف چلے قلزم نے آواز دی یارو اس غلام نے کیونکر رہائی پائی اسکو
گھیر کر مارو تمام فوج نے اشراق جنی کی طرف توجہ کی جب کوئی ساحر سحر کرتا ہے اشراق
غرق زمین ہوتا ہے اس ساحر کا سحر دوسرے ساحر پر پڑتا ہے اوسکو ہلاک کرتا ہے پھر اشراق
زمین سے پیدا ہوا دو چار کو قتل کیا اور غرق زمین ہو گیا اسطرح جنگ کر رہا ہے کہ ساحرونکو
تنگ کر دیا امیر جو سامنے قلزم کے پہونچے اسنے سحر کیا دریا نے جوش مارا اشراق نے
آواز دی حضور دریا میں کود پڑیں ورنہ قلزم نکلجائیگی اگر یہ غائب ہوئی تو اسکا ملنا دشوار
ہوگا امیر دریا میں کود پڑے اب جو تہ پر پاؤں قائم ہوئے کئی نہنگ امیر پر منہ پھیلا کر چلے
صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا نہنگان خون آشام کو قتل کیا اب پانی غائب ہوا اپنے
کو قریب قلزم کے دیکھا قلزم نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تیغ عقرب پر روک کر بہ تعجیل ہاتھ
مارا قلزم نے ہرچند چاہا کہ تڑپ کر نکل جاؤں لیکن تیغ بے قتاب جو پڑا قلزم کے دو ٹکڑے
ہوئے جسم سے قلزم کے بجائے خون شعلۂ آتش نکلے ساحر جلنے لگے تھوڑی ہی عرصہ
میں سب ساحر نیست و نابود ہوئے اشراق نے عرض کی حضور چلکر اپنے عیار کو رہا کریں
ثابت اختر شناس بھی وہیں قید ہے خون سے اوسکے لوح کو دھوئیے امیر نے آکر
خون سے قلزم کے لوح کو دھویا پھر پانی میں دھویا اب حرف ثابت ہوئے اشراق
کے ساتھ صاحبقران اس مقام پر آئے جہاں جواہر قید تھا دیکھا جواہر بیہوش پڑا ہے امیر
نے اسے اٹھایا فرمایا کیا حال ہے جواہر نے عرض کی غلام تین شبانہ روز سے بے آب و دانہ
ہے حضور کا تشریف لانا میری زندگی کا بہانہ ہوا ورنہ اب دم نکل جاتا امیر نے جواہر کو کھانا
کھلایا کہ پہلو میں مقبرے رونیکی آواز آئی امیر اس مقبرے میں آئے دیکھا ایک جوان خوشرو

خوشخو جیت پڑا ہی ایک پتھر اوسکی چھاتی پر رکھا ہوا ہی امیر قریب آئے پتھر چھاتی سے ہٹایا اوس جوان
کو ہاتھ تھام کر اوٹھایا پوچھا ای جوان کیا تیرا نام ہی عرض کی غلام کو ثابت اختر شناس کہتے ہین
فرزند ہون رمال تاجدار کا قلزم مجھپر عاشق تھی حصول مطلب مین مجھپر جبر کرتی تھی آج شب کو یہ
بدعت کی کہ پتھر چھاتی پر رکھدیا مراد یہ تھی کہ تڑپ تڑپ کر مرجائے خدا نے غلام کو بچایا امیر نے مذہب
کو پوچھا عرض کی غلام سجدہ کر چکا بزرگان دین خواب مین آئے تھے آپ کے آنے کی خبر دی کہ
صاحبقران آکر رہا کرینگے شکر ہی کہ آرزوی دل پوری ہوئی غلام کا بھی اس طلسم مین ساتھ ہونا
واجب و لازم ہی باپ بھی غلام کا خدمت اقدس مین رہیگا حال ہماری جانبازی کا حضور پر ظاہر
ہوگا قلزم جادو خزانہ دار بھی تھی ایک مرد ضعیف نے کنجیان خزانہ کی لا کر امیر کو دین اب
رمال تاجدار بھی آکر بیچارہ دو ربا بھی تائب ہوگیا امیر نے باپ بیٹونکو ملوایا ایام مہاجرت کو یاد
کرکے دونون خوب روے خزانہ سپرد کیا خزانہ کو دیکھکر امیر نے عمرو کو یاد کیا آنکھون سے اشک
حسرت چھلک پڑے فرمایا یارو ہمارا یار وفادار ابتک نہ ملا نہین معلوم کس آفت مین ہی خدا وہ دن
کرے کہ خواجہ کو پروردگار ہم سے ملائے ثابت اختر شناس نے عرض کی اس طلسم مین حضور
خواجہ کو بھی دیکھینگے ضرور ان سے ملاقات ہوگی حضور تردد نہ فرمائین صاحبقران خزانہ کو
نکلواکر بیرون قلعہ آئے صحرا مین آکر اترے ثابت و رمال باپ بیٹے عرض کرنے لگے حضور لوح کو
ملاحظہ کرین کہ حال ظاہر ہو غلام از روی ستارہ شناسی کے عرض کرتا ہی کہ بہت جلدی کرین فوراً
سوار ہون ایسا نہو بادشاہ طلسم کو خبر ہوجائے امیر نے لوح کو دیکھا ستارہ شناسون نے بھی زائچہ
کھینچا عرض کی اے شہریار لوح کیا خبر دیتی ہی امیر نے فرمایا لوح کا حکم ہی کہ مع لشکر طرف شمال
کے جاؤ یہ کہکر امیر نے اسیوقت اشقر تیار کرایا سوار ہوکر چلے رمال و ثابت بھی ہمراہ ہوے
یہان بطلیموس تخت پہ بیٹھا ہی کہ ہرکارون نے آکر خبر دی ای شہریار طلسم کشا تا بہ دربار
قلزم پہونچا قلزم کو قتل کیا لاشہ قلزم در دولت پر حاضر ہی بطلیموس نے کہا لاشہ سامنے آیا بطلیموس
بہت رویا کہا یا عجب زمانہ نہین ہرچند یہ لوح طلسم کشا کو ملگئی اور درست بھی ہوگئی اب حکم و
احکام بھی نکلینگے مگر مجھ تک آنے کو ہزار رہا ال چاہئین مین ابھی تدبیر کرتا ہون یہ کہکر
بلایا سرطان و گرم خو وزیر کو آواز دی ای سرطان تمہین جاؤ تم ایک قلعہ فتح کرکے بھی آئے ہو

تھین ہمراہیان طلسم کشا کی تدبیر کرو فلان درۂ کوہ مین گیبو رہیہ بدنصیب آزاد صنوبر قد و
اسرار شعلہ زن و محجوب پریچہرہ جاکر ٹھہری ہین اول انکو جاکر قتل کرو پھر اسکے بعد راہ مین
طلسم کشا کو روکو مین پہلوانون کو نامے لکھتا ہون وہ بھی آکر تمھاری مدد کرینگے سرطان تین
لاکھ فوج لیکر چلا یہان ملکہ آزاد صنوبر قد و اسرار شعلہ زن و محجوب پریچہرہ مع سات سے
کنیزون کی بیرون درہ کوہ اتری ہین صاحبقران کو یاد کر رہی ہین کہ صحرا سے گرد اٹھی لکہ ہای ابر سی
ظاہر ہوئی یہ تینون عورتین اسطرف دیکھنے لگین جب دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا سرطان گرم خو
تخت پر سوار پشت پر تین لاکھ ساحران غدار نرے زور و شور سے لشکر آپہونچا اسرار نے کہا لو
بی بی غضب ہوا اب سامنا موت کا ہوا آزاد نے کہا ای مادر مہربان تم کیون گھبراتی ہو قادر مطلق
بچانیوالا ہی سرطان نے اترتے ہی حکم دیا درہ کوہ کو چار جانب گھیر لو ملازمون نے سب طرف سے
گھیر لیا سرطان نے شام کو طبل جنگی بجوا دیا آزاد نے بھی خبر سنکر نوازش طبل حکم دیا رات بھر ان تینون
نے خوب سحر تیار کیے صبح کو ملکہ آزاد صنوبر قد طاؤس زرین بال پر سوار ہوئین درہ کوہ سے
باہر نکلین ایک جانب اسرار شعلہ زن ایکطرف محجوب پریچہرہ پشت پر سات سے کنیزین
اسلحہ میدان کارزار مین آکے پہونچین ادھر سے سرطان آیا تخت پر سوار تین لاکھ
ساحر پشت پر سب بلبلا رہے ہین اپنی جمعیت پر نازان ہے دونون طرف صفین آراستہ ہوئین نقیبون
نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے سرطان نے بائین جانب دیکھا بھائی اسکا بھتان فیل پیکر
گینڈے کو بڑھا کر قریب آیا عرض کی اجازت میدان کیجئے سرطان نے اجازت دی اور کہا ای برادر
آزاد ہی کو پکارنا یہ ان سب مین افسر ہے بھی ساحرہ زبردست ہے بھتان گینڈے کو بڑھا کر میدان
مین آیا پکار کر آواز دی اے فرقہ غدارستان سوای بی آزاد کے اور کسی کو نہین چاہتا وہ میدان
آئین تو احوال معلوم ہو ایکدن وہ تھا کہ ہم انکا پاس کرتے تھے اب خیال نہ کرینگے ملکہ آزاد نے
طاؤس زرین بال کو بڑھایا آواز دی او بیحیا تو کیا لحاظ کریگا کتے کی موت مریگا بھتان
نے گولہ مارا ملکہ نے تولے کو کاٹ کے آواز دی ای شعلہ خوار آتش ریزا اسکو لینا کنیز
نے درہ کوہ کو کھولا ایک دریای آتش بھڑک کر نکلا درہ کوہ سے موج مار کر طرف بھتان کے
چلا بھتان نے رسنگ دی اسم سحر پڑھکر ماش کے دانے پھینکے گرد روانہ ہوا آخر گینڈے سے

گو دا گینڈا اسکا حبت کرکے دریاے آتش مین جا پڑا جلکر خاک ہوا تھوڑے عرصہ مین دریا نے آکر
بہتان کو بھی گھیر لیا آخر بہتان منہ کے بل گرا جلکر خاک ہوا ملکہ آزاد نے دستک دی دریا
زیر کوہ مین چلا گیا پکار کر آواز دی او سرطان اور کسیکو بھیج سرطان نے دہنی جانب دیکھا ایک
ساحر صفدر فیروز جنگ گھوڑیکو بڑھا کر سامنے آیا اجازت لیکر میدان مین پہونچا آتے ہی
ملکہ پر سحر کی بوچھار کردی آگ گرائی پانی برسایا تلوارین پھینکین خنجر پھینکے لیکن آزاد صنوبر
قد سب سحرونکو دفع کرکے تڑپ کر قریب پہونچین آواز دی او بحیا تونے صد ہا سحر کیے ایک
وار تو ہمارا بھی قبول کر یہ کہکر پنجہ مارا اسنے سپر سحر کو چہرہ کی پناہ کیا مگر پنجہ برق مثال جو ٹکرا گرا
سپر کے دو ٹکڑے ہوے صفدر نے اپنے گھوڑیکو گرایا آزاد نے پنجہ روک کر کہا ای صفدر
کچھ خوف خدا بھی ہے کیا سمجھکر مجھسے مقابلہ کرتے ہو دو چار کلمے ایسے کہے کہ اسکو خداوند
کریم کا اعتقاد ہوا وہاں سے ہاتھ باندھکر قدمونپر گرا کہا حضور جا کر بہ اطمینان بیٹھیں غلام
مقابلہ کریگا آزاد نے کہا اے صفدر اس معرکے مین داخل ہو تم لشکر مین ہمارے چلو مین اسیر
وزیر کی خواہان ہون اسکو اس عہدہ پر بڑا گھمنڈ ہے صفدر آکر فوج مین داخل ہوا آزاد صنوبر
قد نے پھر پکار کر آواز دی او سرطان اور کسیکو بھیج کہ ہمارے مقابلہ مین آئے مجھسے مقابلہ کرے
سرطان نے خود تخت کو بڑھایا ہر چند وزرا فیروزن نے قصد کیا سرطان نے کہا یہ کیونکر ہو
بے وفا بغیر میرے جلائے نہ مانیگی صفدر جا کر شریک ہو گیا اسکو بھی سزا سے مقتول دونگا یہ کہکر
گینڈا طلب کیا زنجیرون سے کمر باندھی جھومتا ہوا سامنے ملکہ آزاد کے پہونچا پکار کر آواز دی اے
ملکہ عالم کچھ سحر کیجیے آزاد نے کہا خدا طلسم کشا کو سلامت رکھے انکے لشکر کا قانون ہے کہ پہلے کافر
کا حربہ اٹھا لو تب حربہ کرو تیرا سحر جب پورا ہو چکیگا تب ہم بھی سحر کرینگے سرطان نے ایک
ترنج پھینکا ملکہ نے اونگلی سے اشارہ کیا وہ ترنج گرد مین پر گرا آواز دی ای شعلہ خوار آتش بزم
مغرور کو لینا وہیں دریاے آتش درہ کوہ سے نکلا موج مار کر قریب اسکے آیا سرطان گینڈیسے
کو دوا گینڈا تو اسکا شعلہ آتش مین گر پڑا سرطان کو گرد دریاے آتش نے گھیر لیا سرطان دریا مین گرا
تڑپنے لگا ہزارہا شعلے پیدا ہوے آخر تڑپتے تڑپتے بلند ہو کر دستک دی ابر تیرہ و تار چھا گیا ملکہ آزاد
نے بھی دستک دی مگر ابر سیاہ آگرا آسمان پر گھر گھرا کر برسنے لگا اسقدر پانی برسا کہ دریاے آتش کو

بجا دیا ملکہ آزاد نے اسی دریا و آب مین گر کر غوطہ مارا ماہی سرخ رنگ بنکر مثل شعلہ جوالہ نکلین جا با تڑپ کر سینے مین پڑے دن توڑ کر پشت کو پار گئی دن سرطان نے ایک تھپکی ماری مچھلی زمین پر گری گر کر غرق زمین ہوئی زمین کو توڑ کر پہلو سرطان کے آئی قصد کیا پہلو پر پڑے دن سرطان نے طمانچہ مارا مچھلی زمین پر گری ابھی تڑپ کر سر پر آئی سرطان نے ایک وسنگ دی برق گری سر مچھلی کا زخمی ہوا تڑپ کر دریا سے الگ ہوئی آزاد کی اصلی صورت ظاہر ہوئی دیکھا سر آزاد کا زخمی ہے آزاد نے اپنا عکس ڈالا دریا نابود ہوا سرطان آزاد کو زخمدار دیکھکر دوڑ پڑا ادھر سے اسرار آ پہنچا سرطان اور اسرار سے دو گھڑی کامل سحر چلا آخر سرطان نے اسرار کو بھی زخمی کیا محبوب نے جو یہ سحر کر دیکھا تاب نہ باقی رہی دوڑ پڑی آکر سرطان سے مقابلہ کیا چند سحرون مین محبوب بھی زخمی ہوئی اب کنیزین آڑین دونون لشکر آپس مین ملکہ کی کنیزون سے کٹ کے لڑنے لگے دس ہزار مین دو گھڑی دس بیس ہزار مین چار گھڑی لڑین بھڑین سو دو سو کو مارا آخر کو قتل ہوئین تھوڑے عرصے مین سب قتل ہوئین ملکہ آزاد نے دیکھا اب کنیزین قتل ہو گئیں دو چار کنیزین قریب والی باقی ہین ملکہ آزاد ایک گوشے مین کھڑی کر رہی ہین اور دعائین مانگ رہی ہین کہ کارساز اب مدد کر یہ بلا ہمارے سر سے رد کر

نظم

سائل درگاہ والا ہر امیر

فیضیاب خوان نعمت ہر فقیر	نیک و بد اندر جہان رزاق او	مے خوانش ہر صغیر و ہر کبیر
محرم ہر راز پوشیدہ خداست	واقف ہر حالت مافی الضمیر	تاجدار از کند محتاج نان
بینوایان را کند اہل سریر	تنگدستان را بلطف بیکران	گنج وافر بخشد و مال خطیر
فی الحقیقت فیض بے اندازہ اش	خارج از حد قلیل ست و کثیر	ہر مقید مخلصی یابد از و
زود کند حاصل رہائی ہر اسیر	در زبان پارسی ہندی نوشت	نسخہ مطبوع و نظم دل پذیر

تہ دل سے جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یکایک صحرا سے گرد اڑی سب دیکھنے لگے دیکھا آگے آگے صاحبقران زمان گھوڑے پر سوار جواہر خنجر زن رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے تخت پر رمال تاجدار ثابت اختر شناس انتظام فوج کرتا ہوا امیر نے جو دیکھا تین لاکھ جادوگر آزاد و اسرار و محبوب کو قتل کیا چاہتے ہین تاب نہ رہی دہین سے نعرہ کر کے آڑے صفون کو درہم و برہم کر دیا نکلے رمال بھی فوج لیکر آ پڑا یہ بھی مصروف جنگ ہوا امیر لڑتے ہوئے قریب آزاد کے پہونچے ہاتھ پکڑ کر سنبھالا فرمایا

ملکہ ہوشیار ہوا سقدر بیقرار نہ ہو آزاد نے مسیحا کی صدا سنکر آنکھیں کھولیں جمال جہان آرای صاحبقران
کو دیکھا عرض کی ای شہریار خدا اسنے صورت زیبا دکھائی کیسے لوح کا کیا ہوا امیر نے فرمایا بعنایت
پروردگار لوح پخنہ ہو کر حاصل ہوئی لوح کو دیکھکر ملکہ آزاد کی جسم مین جان آگئی کہا ای شہریار خدا
نے بڑا فضل کیا خدا الحمکار ہی بچای سرطان گرم جو بہانت ساحر زبردست ہی امیر نے فرمایا اسکی موت
لیکر آئی ہی انشاء اللہ مارا جائیگا چند سوار و پیدل صاحبقران نے قریب آزاد کے چھوڑکر آپ
مصروف جنگ ہوی صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا سب جوان مبتلا بہ سحر ہوی ثابت اختر شناس
شیر دل جوان ہی سحر جو ہوا تلوار روک لی حیران چہار جانب دیکھ رہا ہی صاحبقران بہت
چاہا قریب جاکے اسم اعظم پڑھوں یا عکس لوح ڈالوں کہ سحر ان پر سے اتر سے بیچ مین پہنچ نہین
آگے سکتی اگر دس ہزار ہٹے بیس ہزار آگئے دم بدم فوج کے ریلے اس مقام پر بڑھتے جاتی مین ہر
چند چاہتے مین وہانتک پہونچون مگر ممکن نہین ہوتا نہایت حیران و پریشان شمشیرزنی کر رہی
ہین کبھی لوح کو گردش دیتی ہین کبھی اسم اعظم باواز بلند پڑھتے ہین ساحروں پر اگر لوح کا
عکس پڑا تو بیکار ہو ہو اگر اسم اعظم کی صدا کان مین آئی گونگے بہرے ہوگئے حیران حیران اڑتے
ہین جس ساحر نے ثابت پر سحر کیا وہ دیکھ رہا ہی کہ رفیق ثابت کے ثابت قدم کوی محبت جانباز
سرفروش بڑھ بڑھ کر اپنی جان دیتے ہین اپنے آقا کے پاس کسیکو آنے نہین دیتے لڑائی میں
مصروف جان بچا ثابت کی ان کی جنگ پر موقوف سب دعائین کر رہی ہین ای خالق لیل و نہار
ای پروردگار ہمارے آقا کو بچالے اب وہ ساحر بڑھا اور لوگونکو سحر سی ہٹاتا ہوا قریب ثابت
کے پہونچا چاہا زسول مارون ثابت نے ہر چند چاہا اپنے کو بچاؤن لیکن ممکن ہوا ہاتھ پاؤن بیکار
مجبور و ناچار آخر پکارا خدایا اے پروردگار اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے در اجابت وا تھا فوراً
دعا قبول ہوئی آسمان سے ایک برق چمکی کہ زسول ہاتھ سے اس ساحر کے گر پڑا دوسری
برق چمکی کہ سر ساحر کا اڑ گیا ثابت نے رہائی پائی لیکن یہ نہ ثابت ہوا کہ کسنے اس ساحر
کو مارا ثابت پھر لڑائی مین مصروف ہو گیا صاحبقران جس مقام پر لڑ رہی
ہین دیکھتے ہین کہین پر برق چمکی دس پانچ کے سر اڑ گئے اور کہین تلوار چمک کر گری
دو چار کے سر اڑ گئے امیر حیران ہین کہ یہ کون مدد کر رہا ہی ایک مرتبہ ایک غول پر بجلی

سختی پڑی لاکھون ساحرون نے عیز ساحرون کو آکر گھیر لیا سرطان کہتا ہے اے قوم لاکھون جو
اور وہ تھوڑے سے ہین بلوہ کرکے گھیر کر گرفتار کرلو وہانپر ایک برق گری کہ جا بجا بٹ گئی ایا
صاحبقران پر پھر بلوہ کیا ایک شخص پر لاکھون حربے پڑنے لگے اب ساحر سحر نہین کرتے
نیزہ و تیر مار رہے ہین امیر کس کس کو روکین سرطان ساحرونکو ترغیب دے رہا ہے کہ یارو
تم سب کا مرتبہ سامنے شاہ طلسم کے بڑھاونگا عہدہ ہای جلیل دلاونگا ساحر بھی مصروف جانبازی
ہین امیر حیران و پریشان ہین کہ رہے ہین داہنے ہاتھ مین تیغہ تقوب بائین ہاتھوین گرداب کا
جسکو ہاتھ مارا اسکو دو ٹکڑے ہوے ہنگامہ گیرودار بلند ہے ہاتھ ہر طلسم کشا کو پکڑو جو ساحر بلوہ کرکے
آتے ہین ہاتھ سے صاحبقران کے مارے جاتے ہین ایک مقام پر جو ساحرون ملکر بلوہ کیا
تلوارین نیزے مارنیلگے امیر بہت حیران ہوے چند زخم بھی جسم پر لگے یکایک ایک برق کڑکڑ گری کہ
سے ساحرون کے سر اڑگئے پھر ایک تلوار گری تلوار نے بھی کئی سو کو قتل کیا صاحبقران نے سر
اٹھا کر دیکھا ملکہ شہلا و منقل تاجدار دونون بھائی بہن لطف سے سحر کررہے ہین صاحبقران
دیکھکر شگفتہ ہو گئی کہ یہ دونون بھی موجود ہین آزاد و اسرار و محجوب ان تینون شاہزادیون
نے زخم باندھے آزاد کہتی ہے دائی امان دیکھو ماشاء اللہ کس زور و شور سے صاحبقران لڑتے ہے
ہین لاکھون ساحرونکو مارا جسجگہ پر لڑتے ہین ہزار ہا لاشہ وہان پڑے ہے اگر کسیکا سر زخمی ہوا
وہ نکلکر گرا بھاگا ملکہ آزاد نے دیکھا چند جادوگر بھاگے جاتے ہین گولے مارکے ان سبکو قتل کیا
اتنے میں اسیطرح تینون شاہزادیان لڑنے لگین مگر ملکہ آزاد بڑی حسن سے لڑ رہی ہین منقل تاجدار
جو آسمان پر لہرا رہا ہے اسنے جس جادوگر کو دیکھا کہ بڑا ساحر ہے زنجیر کر ساحر کی چیزین نکالنے لگا
قصد کیا کہ جا پکڑون تڑپکر گرا کمر مین پنجہ ڈیکر اٹھا لیگیا مشل کر باس کمند چیر کر پھینکدیا دوپہر تلوار
چلی اب وہ وقت آیا کہ ساحر زرین پوش نے فرار پر قرار کیا بھاگکر قلعہ مغرب مین چھپا شہنشاہ ماہ
تابان مع جمعیت فوج ثوابت و سیارگان نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا اسیطرح لڑائی جمع رہی تو
سرطان نے ..... کو حکم دیا فوراً مشعلین نخشبا جو روشن ہوگئی سحر بھی کیا کہ چند پتلے فولادی پیدا
ہوے مشعلین ہاتھوں مین دوڑتے دوڑتے پھر رہے ہین میدان روشن ہوگیا تلوار چمک رہی ہے کمانین
کڑک رہی ہین ہنگامہ گیرودار بلند شہلا و منقل آسمان پر سے سحر کررہے ہین ہزارون جادوگرون کو

بھائی بہن نے مارا جسکو چاہا اٹھا لیگئے اور پکڑ لیگئے بلندی پر جا کر چیر ڈالا کسیکو سحر کرکے جلا دیا ہزارونکو
اسیطرح مار ڈالا چار پہر رات گذر کر ستارہ سحری آسمان پر چمکا شہنشاہ روز تابان نے سپر زرین آفتاب
کو پشت پر لگایا نیزہ خطوط شعاعی کو ہاتھ میں لیا خنجار تیغہ بدست بڑے عظم و شان سے تخت زبرجدی
پر قائم ہوا لڑائی اسی طور پر ہو رہی ہے صاحبقران کو خیال آیا کہ یہاں ہو رہا ہے لڑتے لڑتے گھوڑے پر
سے گر پڑے شمشیر زنی کرتے ہوئے بڑھے لیکن نہایت حیران ہیں آزاد و اسرار یہ دونون جادو
گرنیان ذبے باہوئی آگئیں سحر کرتی ہوئی چلیں آزاد کے ہاتھ سے خون ٹپک رہا ہے سر کا زخم بگڑ گیا ہوا
ہر مرتبہ رکاب پر سر رکھدیتی ہیں عرض کرتی ہیں کہ کنیز اب جنگ سے عاجز ہے اسرار بھی خوب خوب
سحر کر رہی ہے مثل و ستھلا نے جو آسمان سے دیکھا کہ صاحبقران کی کلائیون پر ورم آیا مگر لڑتے
بھڑتے جاتے ہیں دونون بھائی بہن جم کر سحر کرنے لگے کبھی کسی سردار کو اٹھا کر لیگئے ایسی گھمسان
کی لڑائی ہے کہ کوئی سر اوٹھا کر نہیں دیکھ سکتا کہ آسمان سے کیا آفت آتی ہے لڑائی میں مصروف ہیں
کسیکو خبر آسمان کی نہیں ساحر بھی لڑتے لڑتے تھک گئے ہیں لاکھ جادوگر مارے گئے اور ہزارون
بھاگ گئے اب ڈیڑھ لاکھ ساحر باقی ہیں صاحبقران کے ساتھ والون نے لڑتے لڑتے گھٹنے
ٹیک دیے بیرین چہرون پر کھنچے ہوئے جھوم رہے ہیں قبضۂ شمشیر چوم رہے ہیں اس حال میں بھی
اگر حریف قریب آگیا ہاتھ تلوار کا مارا کہ اوسکو دو ٹکڑے کیے کسی کو دم زیادہ قریب بلایا کہ بھائی
ہم مارے جاتے ہیں پانی پلا دو واشرفیون کی ہمیانی کمر میں ہے وہ لیلو کافر نے جو یہ بات سنی دوڑ کر پانی
لایا ڈیڑھ ہتھی زیر بغل چھپی ہوئی رکھی تھی نکالکر ایک ہاتھ مار دیا دونون پاؤن اس کافر کے اڑ گئے کہا
بھائی کوئی باتین کرنیوالا پاس نہ تھا تھوڑی دیر میں تم جہنم میں جا رہے ہمارا داخلہ بہشت میں ہوگا
چند ساعت کا ساتھ غنیمت جانو کافر کے پاؤن کٹ گئے تھے منھ کے بھل زمین پر گرا کہا بھائی تم نے زادہ دھوکا
دیا لیکن صاحبقران لڑتے بھڑتے قریب سرطان کے پہونچے للکارا کہ او نامرد ازلی
و ابدی کہانتک بدی کرے گا مردان عالم سے مقابلہ کر ادھر ہتھ تلوار چلتی گذری لیکن
تو سامنے نہ آیا سرطان نے دیکھا لوح طلسمی صاحبقران کے گلے
میں اسم اعظم الٰہی ورد زبان ابروون پر بل پڑے کہتی سے خون
ٹپک رہا ہے شوکت و شان صاحبقران دیکھکر چاہا بھاگ جاؤن

مگر غیرت نے دامن پکڑا گو یہ صاحبقران کو مارا صاحبقران نے لوح کو جنبش دی تو دیکھکر زمین
پر گرا سرطان نے ہاتھ ہلایا مینھہ برسنے لگا دوسرا ہاتھ جو ہلایا آگ برسنے لگی کئی سے ساحر
اسی کے چیلے فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی اسنے پلٹ کر دیکھا کئی سے ساحر میرے چیلے
امیر پر تاثیر ہوئی اتنی بلا جب جبکی صاحبقران قریب ہو چکے سرطان نے جو امیر کو قریب
پایا ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے روککر جواب مین ہاتھ مارا سرطان نے سپر سحر کو چہرے
کی پناہ کیا عکس لوح پڑا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سر پر تلوار گری سر بھی زخمی ہوا تلوار کاٹتی
ہوئی چلی سرطان نے اپنے کو زمین پر گرا دیا امیر بھی گھوڑے پر سے کود پڑے جا بجا اسی دبا
بیٹھوں سرطان غلطک مار کر بلند ہوا امیر کی نگاہ لوح پر پڑی نوشتہ پایا کہ اگرچہ
سرطان نکلجائیگا بڑا فساد برپا کریگا امیر نے تیر و کمان لیکر تاک کر تیر مارا سینہ پر کینہ پر پڑا
توڑ کر پشت کو پار گذرا بجاے خون جسم سے شعلہ ہای آتش گرے جس ساحر پر شعلہ گرا جلکر
خاک ہوا کئی ہزار جادوگر اسطرح مرے اندھیرا ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا
نام من سرطان گرم خو بود چند طائر کلان پیدا ہوئے لاشہ سرطان سے لپٹ گئے لے اڑے
طرف بادشاہ طلسم کے چلے صاحبقران نے جب یہان سرطان کو مارا لشکر جرات
مین ہجوم رہے مین جواہر رکاب سے لپٹا ہوا ہے ہر مرتبہ صاحبقران کو سنبھالتا ہوا کہتا
ہوشیار رہی کیا کہتا جاتا ہے اے شہریار بڑی لڑائی پڑی مگر حضور نے بعنایت خدا فتح کی
چند ساعت حضور اور ہوشیار رہین انشاء اللہ اب صدا الامان بلند ہوا چاہتی ہے پچاس ہزار
ساحر جو باقی رہگئے تھے انھون نے چادر ہلائی الامان کی آواز آئی صاحبقران نے تلوار کو
نیام انتقام مین کیا سب ساحر حاضر خدمت ہوئے مقبل و شہلا بھی آسمان سے اترے امیر کو نذریں
برابر حاضر ہین ملکہ آزاد صنوبر قد نے جو شہلا کو دیکھا کسیقدر رشک ہوا مگر امیر نے ہاتھ
دبایا کہا اے آزاد ان باتون مین دخل نہ دیجیے اپنے زمانہ کے صاحبقران ہین جا بجا ایسی
اتفاق رہتے ہین آخر سب صاحبقران کو لیکر بارگاہ مین آئے زخم دو زبان ہو نیلگین امیر بیہوش
ہوگئے سردار برای خدمتگزاری موجود ہین علاج کر رہے ہین دوسرے دن امیر کو ہوش
آیا سردارونکو منتظر پایا صاحبقران اٹھے ملکہ آزاد وغیرہ بھی حاضر ہین سب نے عرض کی

اے شہریار اب آپ فتاحی طلسم مرحلجات میں مصروف ہوں امیر نے بعد نماز سحر لوح کو ملاحظہ
کیا سب سردار آمادہ ہیں کہ ساتھ جاینگے امیر نے جب لوح کو ملاحظہ کیا تو فرمایا کسی کا ساتھ جانا
ہمارے ساتھ نہوگا آزاد نے عرض کی کنیز ضرور اپکو پہونچائیگی صاحبقران مضمون
لوح سے ماہر ہو چکے سب سے رخصت ہو کر صحرا میں آئے ایک کنوان کہ نہایت کہنہ تھا اسکے
قریب آئے کچھ اسم پڑھا کنوئیں سے پانی نے جوش مارا صاحبقران دونوں پاؤں جما کر بسم اللہ
کہکر جہم سے کود پڑے آزاد پر پرواز پیدا کرکے ایک جانب گئیں شہلا نے ایکطرف رخ
کیا جواہر ایک جانب چلا اشراق جنی بھی اسی کنوئیں میں پھاند پڑا جہاں صاحبقران عمر
تھے مگر صاحبقران کے جو پاؤں زمین پر قائم ہوئے آنکھ کھول کر دیکھا ایک دشت لالہ زار
درختوں پر اثماران گلنار زمزمہ سرائی میں مصروف تمام صحرا میں معلوم ہوتا ہے آگ لگی ہوئی
ہے ایک پہلو پر ایک چاہ دیکھا لوح کو ملاحظہ فرمایا لوح میں نوشتہ نکلا کہ کنوئیں کے قریب جو گرز
رکھا ہے گرز کو اٹھا کر رہٹ پر مارو جب رہٹ اوسمیں گرے تم بھی برابر پھاند پڑنا امیر نے گرز گران
سنگ اٹھایا جھپٹ کر رہٹ پر مارا رہٹ جھپکر کنوئیں میں گرا امیر بھی فوراً اس کنوئیں میں
پھاند پڑے بعد چند ساعت جو زمین سے پانون آشنا ہوئے ایکطرف سے آواز آئی اے طلسم
کشا یہاں کیوں آیا معلوم ہوا تیری قضا آئی ہے امیر نے دیکھا ایک دیو کئی سے گز کا دار
شمشاد ہلاتا ہوا قریب پہونچا امیر پر وار کا ہاتھ مارا امیر نے کلہ عمود پر ہاتھ ڈالدیا اور
اور ایک ہاتھ کا جھٹکا مارا دیو منہ کے بل جھکا وار چھوڑ کر لپٹ پڑا امیر نے اکھیڑ کر مارا اس
اسکا کھینچکر پھینک دیا بجائے خون کے اسقدر پانی نکلا کہ دریا ہو گیا امیر نے لوح کو دریا میں
ڈالدیا لوح مثل کشتی بنگئی امیر کشتی پر سوار ہوئے قریب ایک قصر کے آکر کشتی ٹھہری قصر
میں ایک ساحر بیٹھا سحر کر رہا تھا اسی کے سحر سے دریا کا جوش بڑھتا جاتا تھا امیر نے تیر دکمان
لیکر تاککر تیر مارا پشت کو توڑ کر پار گذر امرنا اسکا کہ دریا غائب ہونیلگا تھوڑی دیر میں دریا نایاب
ہوا امیر نے لوح اٹھا کر گلے میں ڈالی کئی ہزار ساحر قصر سے نکلے لینا لینا کہکر دوڑے امیر لوح کو
دیکھکر لڑنے لگے وہ ساحر سحر نہیں کرتے تلوار و تیر سے لڑتے ہیں امیر لڑتے لڑتے وسط میں پہونچے
ایک ساحر کہ نہایت زبردست تھا اسکا ہاتھ تھام لیا فرمایا اے فیلقوس مجھکو مقام پر جالینوس کے

پہونچا تیری بھی رہائی ہوگی اس ساحر نے امیر کو کاندھے پر سوار کیا پرواز پیدا کرکے بلند ہوا اور ساحرون نے کہا ارے طلسم کشا کو کہان لیے جاتے ہو فیلقوس نے کچھ جواب نہ دیا امیر کو لیکر روانہ ہوگیا وہ ساحر اسی قصر میں داخل ہوکر غائب ہوگئی ایک مکان مین لاکر فیلقوس نے امیر کو اتارا امیر نے دیکھا قصر وسیع عمارت۔ تیغ فیلقوس نے کہا غلام اب رخصت ہوتا ہے امیر نے فرمایا ہم برادر سے ویسی تو ملاقات کرو میر فیلقوس کو ہمراہ لیکر ایک قصر عالی مین آئے دیکھا ایک تخت زربجدی بچھا ہے اسپر ایک مرد پیر بیٹھے ہین کرسیون وغیرہ پر رفیقان معقول بیٹھے ہین اس مرد ضعیف کے آگے قلمدان وکاغذ رکھا ہے مریض سامنے حاضر ہین اس مرد پیر نے نبض دیکھی اور نسخہ لکھدیا فیلقوس نے کہا حضور بھی نبض دکھائین حکیم جالینوس یہی ہین امیر نے کہا پہلی تو نبض دکھا دیکھون تیرے لیے کیا تجویز کیا ہوتا ہے فیلقوس نے بڑھکر نبض دکھائی ان مرد پیر کے ایک ہاتھ مین شیشہ قارورہ رکھا تھا ایک ہاتھ سے نبض دیکھی ایک ہاتھ سے شیشہ قارورہ رکھا سر فیلقوس کے ڈالدیا فیلقوس جلنے لگا آخر جلکر خاک ہوا امیر نے بڑھکر کہا او بچیا یہ تونے کیا کیا اسنے کہا آپ مریض ہین آپ کسی بات مین دخل نہ دیجیے نبض دکھایئے اور چلے جایئے امیر نے کہا مین خود نبض شناس ہون تیری نبض دیکھونگا یہ کہکر بڑھے اسنے قلمدان سے چاقو نکالا اپنا ہاتھ کاٹا تو قطرات خون جو ٹپکے اسنے ساحر پیدا ہونیلگے جو ساحر اٹھا امیر پر حملہ آور ہوا تھوڑی دیر مین کئی ہزار ساحر امیر پر حملے کرنیلگے ہر طرف سے گیرو بگیر کی صدا ئین بلند ہین ہمشبیہ جالینوس آواز دے رہا ہے ارے یہ طلسم کشا ہے بلوہ کرکے گرفتار کرلو امیر اٹھتے بیٹھتے تخت پر چڑھ گئے فرمایا او دغاباز تو خود نہین آتا اسنے غل مچایا ارے یارو اس ظالم کے ہاتھ سے مجھے بچاؤ مجکو قتل کیا چاہتا ہے امیر جب تخت پر پہونچے ہمشبیہ جالینوس کی کتاب اعمالی اوسمین نوشتہ تھا کہ اسکو زندہ نہ چھوڑیے امیر نے فوراً اسے تخت سے الگ کیا کتاب پر قبضہ کیا سب جادوگر اڑنے رک گئے امیر تخت پر بیٹھے مریض کی نبض دیکھنا شروع کی مریض دعائین دے رہے ہین مصاحب وندیم تعریفین کر رہے ہین صاحبقران مریضونکو بلاتے ہین کہتے ہین جلد آؤ وقت مطب تمام ہوا جاتا ہے بعد وقت مطب پھر کسی کی نبض نہ دیکھی جائیگی جو محروم رہا پھر صحت نہ پائیگا مریض دوڑ دوڑ کے آتے ہین نبض دکھاتے ہین اور چلے جاتے ہین سب

تعریفیں کر رہے ہیں یکایک صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار
لاکھوں سوار و پیادوں پشت پر آتے ہی اُسنے مریضوں سے پوچھا جانشین حکیم جالینوس کہاں ہیں سب
مریضوں نے پہلوان سے کہا اندر بیٹھے ہیں وہ پہلوان بقہر و غضب تمام چلا قریب قصر آکر ساتھ والوں
سے اشارہ کیا وہ لوگ نیزہ و تبر قصر پر مارنے لگے صاحبقران تخت پر بیٹھے تھے ہنگامہ جو سُنا نقیبوں
سے پوچھا یہ کیا معرکہ ہے نقیبانے عرض کی گردون گرز گردان در دولت پر حاضر ہے امیدوار حضور
نے امتحان کا ہے امیر اپنے مقام سے اٹھے فرمایا عجب بر خاست ہوا اب وقت جنگ و جدل ہے
یہ کہتے ہوئے صاحبقران باہر نکلے وہ حکیم جسکو تخت سے اُتار دیا وہ روتا ہوا سامنے
اس پہلوان کے آیا کہا اے پہلوان جہان یہ گردون گرز گردان طلسم کشا نے مجھکو تخت سے
اُتار دیا چاہتا ہے پہلوان کچھ جواب دے کہ نعرہ امیر کی آواز آئی زمین تھرائی امیر نے اس آتے
ہی اس حکیم کو للکارا او مکار جعلساز یہی کتاب لے جا کر تخت پر بیٹھ وہ دعائیں دیتا ہوا قریب
امیر کے آیا ہاتھ بڑھایا کہا کتاب دیجیے امیر نے ہاتھ کلائی پر ڈال دیا اور ایک جھٹکا مارا کہ منھ
کے بل وہ گرا امیر نے عکس لوح ڈالا حکیم نے ایک چیخ ماری اے طلسم کشا نے جلا دیا جسم سے
حکیم کے آگ نکلی مثل ہیزم خشک جلکر خاک ہوا آواز آئی گشتی مرا نام من ہم شبیہ جالینوس بود
افسوس کس مردیم و جان دادیم و بہ مطلب خود نہ رسیدیم اس پہلوان کو غصہ آیا گینڈے کو بڑھا کر قریب
امیر کے آیا کہا او جوان اس بجنطالی کیا خطا کی تھی امیر نے فرمایا او نامرد تو اسکی دادرسی کو آیا ہے
گینڈے سے اتر کے مقابلہ کر اگر دعویٰ پہلوانی ہے یہ سراسر نادانی ہے کہ تو گینڈے پر اور ہم پیدل وہ
گینڈے سے کودا گینڈا اسکا گویا قید و بند سے چھوٹا ایک جانب بھاگا وہ پہلوان جھومتا ہوا
سامنے امیر کے آیا کہا او دبلے پتلے میں تجھسے کیا لڑوں اگر تجھکو مارا تمام فوج والے کہینگے ہمارا آقا
نامی و پہلوان گرامی نامنصف تھا اب بڑا مقابلہ یہ ہے کہ رومال سے ہاتھ باندھ لے میرے ساتھ چل میں
شاہ سے خطا معاف کرا دونگا یہ مجال نہیں ہے بادشاہ کی کہ میرا کہنا نہ مانے امیر نے فرمایا بیچارہ مجھ
تک کیوں نہیں آتا دور سے باتیں بناتا ہے یہ کہکر قریب پہونچا اسنے نیزہ مارا امیر نے نیزہ کو نیزے کی
سنان پر لیا اب نیزہ بازی ہونے لگی لڑتے لڑتے امیر نے ایک مقام پر نیزہ گانٹھ کر جھٹکا مارا نیزہ ہاتھ
سے اسکے نکل گیا پہلوان بگڑ کر کہا اے طلسم کشا یہ حرکت تھی امیر نے فرمایا ابھی زندہ تھا اسے

اسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تیغہ عقرب پر گانتھا الجھا وے ہاتھ نکال کے
وار کیا اوسنے سر کو نہ بچایا سپر آگے کردیا تلوار برق مثال پڑی دو ٹکڑے ہوئے لاشہ پہلوان کا جلنے لگا
شعلے آتش کے فوج پر گرے سب جلکر خاک سیاہ ہوئے اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام من پہلوان
گردون گرز گردان ہو صاحبقران نے دیکھا وہ شہر غائب ہوا وہی صحراے لالہ زار نمایان ہوا
ایک طرف دیکھا ایک جادوگرنی بڑے زور شور سے نمایان ہوئی پشت پر پانچ سات سے جادوگر
پھولون کو جلاتی ہوئی درختون کو مثالی ہوئی آئی ہے اوس ساحرہ نے جو صاحبقران کو دیکھا
پکار کر آواز دی او طلسم کشا تو نے میرے شوہر گردون گرز گردان کو مارا اپنے نزدیک مرحلہ طلسمی
فتح کیا مین بیوہ ہوئی مگر تجھکو کیا زندہ چھوڑونگی جسطرح پھولون کو مثالی ہون اسی طرح تیرے
نخل قد کو قلم کرونگی جادوگرون سے کہا تم دخل نہ دینا مین سمجھ لونگی یہہ کہکر امیر کے پاس آئی کہا
او طلسم کشا کچھ فن سپہ گری دکھا دیکھون کیسا سپاہی ہے یہہ کہکر خود شلنگین نکالی لگی کبھی منہ
سے دھوان چھوڑتی ہے کبھی گولا پھینکا کبھی ترنج جھولی سے نکالا زمین پر ڈال دیا کبھی ہاتھ کے
والے نکالے وہ بھی بیکار جاکر زمین پر پھینکے نے صدہا اشیاے سحر نکالے زمین پر پھینکیں پھینکنے کہ
سب چیزین بیکار مین کچھا سکان کا نکالا وہ پھینک مارا امیر پر تیر برسنے لگے امیر نے لوح بچائی
تیر دفع ہوے وہ جادوگرنی صنم لالہ زار کہکر جا پڑی کُنی بچے امیر پر مارے امیر نے خالی دیکر ہاتھ
اٹھایا لالہ زار کے دو ٹکڑے ہوئے آگ برسنے لگی تیر گرنے لگے تلوارین گرین چہار طرف سے امیر پر
پڑ رہے ہیں گر کوئی ساحر سامنے معلوم نہین ہوتا صاحبقران تلوار چلا رہے ہین کبھی لوح کو گردش
دیتے ہین جب عرصہ ذرا اسی حال مین گذرا تب صاحبقران کو خیال آیا کہ لالہ زار کو مارا اوسکو لوح
کو نہ دیکھا فوراً لوح کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ نکلا جب گردون گرز گردان مارا جائے اور لالہ زار جادو سمجھ
ہو تو اسکو قتل نکرنا اگر دھوکے سے قتل کیا او ہنگامہ سحر کا ہو تو خیال کرکے دیکھنا ایک نخل لالہ زار
پر ایک نرگس گلدان شبیہی سے کمک تمثال السیاہ مار نا کہ جسم پر نرگس کے پڑے اگر خالی گیا تو لوح قبضے
سے نکل جائیگی اسم اعظم بھی بند ہوگا صاحبقران نے یہہ دیکھکر فوراً تیر سحر کمان مین پیوست کیا
نرگس کی آنکھ پر مارا نرگس جھلک کر ہوئی ایک دہانا ہوا زمین کانپی اندھیرا ہو گیا آگ برسنا موقوف
ہوئی امیر حیران دیکھ رہے ہین کہ صحراے گرد اڑی دیکھا جواہر خنجر زن جلا آیا اوسکے بعد

شہلا و منقل بھی آکر پہونچی ایک برق آسمان برجکی ملکہ آزاد و اسرار و محبوب وغیرہ بیگمین آکر پہونچین ملکہ آزاد نے امیر کو مبارکباد دی کہ صحرا سے گرد اسپی رمال تاجدار و ثابت اختر شناس دیڑھ لاکھ فوج سے آگے ہوچکے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ حضور نے ہرجا کا نمایان کیا امیر نے فرمایا آج اسی مقام پر ٹھہرینگے سب لشکر اترا ایک بارگاہ کیانی استادہ ہوئی ملکہ استادہ نے جلسہ آراستہ کیا صاحبقران بارگاہ مین بیٹھے مین سب سردار بھی آکر جمع ہوئے رمال تاجدار و ثابت اختر شناس پہلو مین امیر کے بیٹھے مین محبوب نے امیر سے کہا اگر مناسب ہو تو جواہر سے حکم کیجیے کہ اس صحبت کو غنیمت جانین دوچار اشعار گائین انقلاب دنیا سے ناپائدار ظاہر ہے دم بھر مین انقلاب ہوتا ہے درویش بادشاہ ہوتا ہے خدا طلسم کشائی کا انجام بخیر کرے اطلیموس بلائے روزگار ہے نہین معلوم کیا آفت برپا کریگا کچھ نہ کچھ ظہور ہوا چاہتا ہے امیر نے کلمات حسرت سنکر طرف جواہر کے دیکھا فرمایا اے بہتر والا گہر اگر مناسب ہو کچھ اشعار گاؤ جواہر نے اوسی وقت سازندونکو اشارہ کیا جسے سازندے ساز ملانے لگے جواہر خنجر زن نے یہ غزل عاشقانہ گائی

غزل

محبت کا تری بندہ ہر اک اے صنم پایا — برابر گردن شاہ و گدا دونون کو خم پایا
برنگ شمع جسنے دل جلایا تیری دوری مین — تو اوسنے منزل مقصود کو زیر قدم پایا
بجا کرتے ہین عاشق طاق ابرو کی پرستاری — یہی محراب دیر و کعبہ مین بھی ہمنے خم پایا
ہزارون حسرتین جاینگی میرے ساتھ دنیا سے — شرار و برق سے بھی عرصہ ہستی کو کم پایا
نظر آیا تماشائے جہان جب بند کین آنکھین — صفائے قلب سے سینہ مین ہمنے جام جم پایا
جلایا اور مارا حسن کی نیرنگ سازی نے — کبھی برق غضب اوسکو کبھی ابر کرم پایا
ہر اک جوہر مین اوسکا نقش پائی رہنما سمجھا — دم شمشیر قاتل جادۂ راہ عدم پایا
جہان کعبۂ مقصود تیرا طاق ابرو ہے — تری چشم سیہ کو مرغ آہوئے حرم پایا
ہوا آزردہ خط شوق کا سامان بہت آتش — سیاہی ہوئی نایاب اگر ہم نے قلم پایا

سب آفرین تحسین کرنے لگے ہر ایک کا یہی قول ہے کہ جواہر گانے مین بے مثل و بے نظیر ہے شب اسی جلسہ مین بسر ہوئی بہ خیریت تمام رات ختم ہوئی خمار شکنی کے واسطے سب نے دو دو جام پیے امیر دن بارگاہ مین آکر بیٹھے ہین صحرا کی کیفیت ملاحظہ فرما رہے ہین لیکن جبکہ نہ سلطان کو

مارا تھا سرطان کی لاش کو لیکر طائران طلسمی طرف بادشاہ طلسم کے چلے ہین پہونچنا انکا تحریر کرونگا لیکن اب
حال دربار بطلیموس عرض کیا جاتا ہے کہ بادشاہ طلسم بصد کر و فر تخت پر بیٹھا ہے مشیر و وزیر سب جمع ہین
آمد طلسم کشا کے ذکر ہو رہے ہین سنتے سنتے بادشاہ بول اٹھا کہ نمکحراموں نے انتظام طلسم مین خلل ڈالا
طلسم کشا کو رستے بتا کے تا بہ لوح پہونچایا مگر مرحلہ حکما کا فتح ہونا نہایت دشوار ہے مشیران سلطنت
مین سے ایک جوان ہے نہایت عقیل و فہیم مشہور خاص و عام نہنگ بیدار بخت نام آج شب کو
بزرگان دین خواب مین اسکے آئے اسکو مطیع اسلام کیا اور مژدہ سنایا کہ توفیق صاحبقران ہوگا
نہنگ بیدار بخت غصے مین تو بیٹھا تھا بول اٹھا اے شہنشاہ نمکحرام کون ہے سرکار کی صاحبزادی
نے سارا فساد برپا کیا سرطان کو حضور نے بھیجا نہین معلوم اس پر کیا گذری اگر صاحبزادی بلند
اقبال آپ کی دل و جان سے جا کر شریک نہوتین تو کبھی طلسم کشا کو یہ اختیارات نہوتے سالہا
سال کا انتظام گھڑی بھر مین ہو گیا اپنی صاحبزادی پر آپ غصہ کیجیے غیرون کو کیون نمکحرام بناتے سر دربار جو
نہنگ نے یہ پکار کر کہا شاہ کو بہت ناگوار ہوا کہا تجھے خبر بھی ہے کہ کس کس نے مدد طلسم کشا
کی کی بس خاموش رہ اس کی کچھ خطا نہین نمکحراموں کو سزا دونگا نہنگ بیدار بخت نے کہا جب
حضور بیٹی کو سزا دے نہین سکتے تو غیرون کو کیا سزا دیجیے گا آئندہ آپ کو اختیار ہے مجھ پر غصہ
مرا سرکار ہے بادشاہ تو منع کرتا ہے نہنگ دریا امڈا ہے کہہ رہا ہے یارو انصاف کرو جو گھر کا
رازدار ہو ساحرہ بھی زبردست پھر اسکا کون مقابلہ کر سکتا ہے یہ راز نیاز طلسم کشا کو کیون کر
ثابت ہوتے صاحبزادی بلند اقبال شریک ہو لین تمام گھر کا حال بتا دیا طلسم کشا کو نیک و بد
سے آگاہ کیا ایسا رازدار کسی کو ممکن ہو گا حالات مقام لوح بھی سنا دیے ہونگے بادشاہ سابق کا
قید ہونا اور نمکحرامی بادشاہ حال کی ظاہر کی ہوگی ہم کو تو یہی گمان ہے کہ صاحبزادی کے تحریک دینے سے
بربادی طلسم ہوئی اور اب انجام بخیر ہوگا شاہ کو مناسب ہے کہ صاحبزادی کو گرفتار کرا کے
[illegible] زیادہ آگ لگیگی الساحیر غصہ کرتے ہین بادشاہ نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہے
[illegible] نے کہا دیوانہ وہ جو بلا وجہ بگڑ جائے اور غیرونکو نمکحرام بنائے بادشاہ نے
[illegible] کہین بندہ لو شاہ ہو کے سامنے بے ادبی کرتا ہے ای ہی کہی جاتا ہے دیکھا ساحر اٹھے نہنگ
بیدار بخت [illegible] اللہ اللہ ایک ساحر نے گولہ مار دیا نہنگ بیدار بخت نے گولہ ہاتھ مین روک لیا دبی گولہ

جادوگر کو مار اگر اسکے سینے کو توڑ کر پار گیا اب تو کئی جادوگر اٹھ کھڑے ہوئے چار پانچ جادوگر لیتا لیتا کہکر چلے سحر کرنے لگے جسنے ترنج یا گولہ مارا نہنگ اسی گولہ ترنج کو روک لیا جھپٹ کر مارا کسی کا سر اڑا یا ہاتھ ٹوٹا پانچ چار جادوگرون کو مار کر نہنگ بیدار بخت بیرون بارگاہ چلا بطلیموس نے کہا او بے ادب میرے سامنے میرے نوکرون کو مارا اور اب نکلا جاتا ہی کیا مین تجھکو جانے دونگا یہ کہکر بادشاہ نے گولہ مارا نہنگ بیدار بخت نے گولہ روک لیا وہی گولہ بادشاہ پر کھینچ مارا اور کہا او زخم خوارا اسکو لینا گولے سے برق چمک کر گری سر زخمی بادشاہ کا ہوا اجو بطلیموس کو نہایت غصہ آیا خون سرکا اپنے لیکر پھینک مارا کہا ای خونخوار لینا یہ بدبخت جانے نپائے خون کی چھینٹین جو نہنگ بیدار بخت پر پڑین غش کھا کے گرا بطلیموس نے کہا اسکو گرفتار کرلو لوگون نے انگلو زبان مین سوزن دی نہنگ بیدار بخت کی مشکین باندھکر کشان کشان سامنے لائے بطلیموس نے کہا کیون او بے ادب اب کس حال سے تجھکو قتل کرون توبہ کر کہ اب ایسی حرکت نکرونگا ورنہ اس حال سے قتل کرونگا کہ عمر بھر ذکر رہے کہ نہنگ بیدار بخت اس بدعت سے قتل ہوا نہنگ نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی تیرا وقت زوال قریب ہوا مجھکو شب کو ہدایت ہوئی ہی میطیع اسلام ہوا تو میرے قتل پر قادر نہین ہی مین خدمت مین طلسم کشا کی پہونچونگا ہمراہ انکے تجھسے جنگ کرونگا بطلیموس نے جھلا کر کہا اسے قید کرو نہنگ بیدار بخت نے پکار کر آواز دی ایہا الحاضرین غیرت کی بات ہی کہ اس ظالم نے مجھکو ذلیل کیا اسکا وقت زوال قریب آگیا ضرور مارا جائیگا اب نہ امان پائیگا اسنے بادشاہ سابق کو بہ ذلت و رسوائی قید کیا سلطنت لے لی طلسم پر قبضہ کیا اب انشاءاللہ وہ چھوٹیگا اسکو قتل کریگا آپلوگ آج میرا ساتھ دین یہ چپ چپر کرتا ہی دنیا کا حال عجب طور پر ہی کبھی خزان کبھی بہار آتی گل کھلے نخل سرسبز و شاداب ہوئے عندلیبان خوشنوا ہر نخل پر زمزمہ سرائی کرتی ہین پھول پھول کے پھولے گل مین بیٹھنے پر مرتی ہین گلچین و صیاد بے نصیب قریب دیوار باغ نہین آنے پاتے کیا کیا غم ملال اٹھاتے ہین تھوڑے ہی عرصہ مین ہوائے گرم چلی خزان کی آمد ہوئی محفل گل و بلبل درہم برہم ہوئی زیادہ خوشی کم پتے سبز ہو گئے زرد ہو کر درختون سے گرنے لگے تھوڑے ہی عرصے مین باغ مبتلائے خزان ہوا برباد ہی ہم سا ... ہو ... بطلیموس نے حکم دیا ابھی اسکو قتل کرو

اسکا زندہ رہنا بہتر نہین سرداروں کو نہنگ کی باتوں پر ایک محویت ہوگئی تھی چند ساحر اٹھکھڑے
ہوئے کہا حضور اسقدر غصہ نکرین غضب شاہی مین مبتلا ہو جان سے اپنی بیزار ہی بقول سعدی شیرازی
ہر کہ دست از جان بشوید ہر چہ در دل آید بگوید اسکو اول قید کیجیے جب قید ہوگا یہ غصہ اُتر جائیگا سرکار
سے ضرور بد کریگا بطلیموس نہین مانتا کہتا ہے یہ عقلمندی دیکھو خزان و بہار کے ذکر کی کیا ضرورت تھی
گویا ظاہر کرتا ہے اپنے حال سے ہر ایک کو ماہر کرتا ہے اسکو مین فوراً قتل کرونگا کیا وجہ کہ مذہب بھی اسنے
ترک کیا جلد جلاد کو بلاؤ جلاد حاضر ہوئے کہ رونے پیٹنے کی آواز آئی سب نے دیکھا چند طائر لاش کو
لیکر سلطان کی آئے مین بارگاہ مین اُتار ا لوٹ مار کر وہ ساحرون کی شکل طائر بنے پکار کر آواز
دی فریاد و الغیاث ہے سلطان لشکر کو لیکر چلا تھا کہ مقابلے مین طلسم کشا کے جائے کہ راہ مین دختر
شہنشاہ واسرار شعلہ زن و دختر اسکی محجوب پریچہرہ ایک درۂ کوہ مین فروکش تھین یقین تھا
کہ انکو گھیر کر حضور گرفتار کرین سلطان کے سحر سے زمین کانپتی تھی مین وقت پر طلسم کشا آگیا حضور
فوج اسکے پاس تھی مرحلہ حکما کو فتح کرکے آیا تھا آخر سلطان ہاتھ سے طلسم کشا کے مارے گئے
غلامون کو منظور ہوا کہ سرکار کو چلکر لاش دکھائین اب طلسم کشا اسطرف آئیگا انتظام کرنا مناسب
ہے بطلیموس یہ سنکر گھبرا گیا کہا غضب ہوا کہ مرحلہ حکما شکست ہوا اب اور تدبیرین مناسب مین ارے
کوئی حاضر ہے جلد جاکر طلسم کشا کو روکے نامدولت بھی وقت پر آئینگے صورت سحر دکھائینگے اخلاق
مردم دریہ لشکر پہلوان اٹھا کہ اب حضور ساحرونکا کام نہین ہے ہم لوگون کے نام حکم ہو تو اسکو
گرفتار کرکے لائین بطلیموس نے تین لاکھ فوج ساتھ کی یہ بھی کہا اور جسقدر فوج چاہے لو
جاکر طلسم کشا سے مقابلہ کرو اخلاق نے کہا اسیقدر کافی ہے غلام جاکر فوج لے لیگا اور طلسم
کشا کو گرفتار کرکے لائیگا اخلاق فوج کو لیکر روانہ ہوگیا اسکے بعد منطوق آہنگر اپنے مقام سے
اٹھا دو لاکھ فوج اسکی بھی ساتھ ہوئی عیار اپنا بطلیموس نے چالاک تیز رو اسکے ساتھ
کیا فوجین چلین اس عرصہ مین سردارون نے نہنگ بیدار بخت کو قید کردیا اب حال بادشاہ
آدم طلسم کشا سنکر ایسا گھبرایا کہ کچھ نہنگ بیدار بخت کا حال نہ پوچھا ساحرون سے متوجہ ہوا
کہ تم بھی فوج لیکر جاؤ مخفی ہوکر سحر کرنا دو جادوگر ابا نغ رفتار و ایاغ بدمست بھی دو لاکھ
فوج لیکر چلے یہان صاحبقران نے شب ساتھ عیش کے بسر ہوئی صبح کو بعد نماز فوج دیکھی فرمایا

ہم اب جاینگے مرحلہ جات اس طلسم مین بہت ہین جابجا مقابلے پڑینگے انتظار است ہوکر آیا جواہر نے
عرضکی فوج اسی مقام پر رہیگی فرمایا انشاء اللہ مین پلٹ کر آتا ہون چاشت مین کہ سوار ہون کہ صحرا سے
گرد اڑی اخلاق مردم خور تین لاکھ فوج سے آکر پہونچا مقابلے مین صاحبقران کے اتر پڑا امیر بھی
بھڑ گئے اخلاق نے رات کو طبل جنگی بجایا صبح کو فوج ساتھ لیکر میدان مین آیا امیر بھی آکر پہونچے
رمال و تاجدار و ثابت اختر شناس وغیرہ کو ساتھ لائے جادوگرنیون نے ہرچند کہا کہ ہم بھی ساتھ چلینگے
امیر نے نہ مانا انکو بارگاہ مین چھوڑا لشکر غیر ساحران ساتھ ہے صفین آراستہ ہوئین اخلاق کا قصد
ہوا کہ میدان مین نکلون یکایک دوسری گرد اڑی مطوق آہنگر دو لاکھ فوج سے آکر شریک ہوا
تیسری گرد اڑی لکا بھی گنہگار بھی نمایان ہوئے ابلاغ بر نبار بھی آکر پہونچا تمام صحرا فوج سے مملو ہو گیا چوتھی
گرد اڑی لکا بھی آئی ایاج بدست بھی دو لاکھ فوج سے آکر پہونچا آدم ملک آزاد وغیرہ بھی آگئے پس
اخلاق میدان مین نکلا پکار کر آواز دی یا صاحبقران میرے مقابلے مین آؤ امیر نے اشتعر جانا
رمال تاجدار سے اجازت چاہی اپنے تخت رکھوا دیا ہاتھ باندھکر عرضکی غلام زیادہ مشتاق ہے کہ
اس سے مقابلہ کرے امیر نے فرمایا وہ میرا جویا ہے مجھی کو جانا چاہیے یہ کہکر چلے اخلاق نے جو رعب و
دبدبہ صاحبقران کا دیکھا مبہوت ہو گیا جھک کر سلام کیا امیر نے جواب سلام دیا اخلاق نے کہا
یا صاحبقران خلق میرا مشہور ہے اگر آپ میرا ساتھ دین تو مین اپنے لشکر کا بادشاہ کر دون دربار مین
شاہ کے سب میری تعظیم و تکریم کرتے ہین جب بطلیموس نے اس طلسم کے بادشاہ کو قید کیا سیار
ستارہ شناس اسکا لقب ہے اس روز قریب تھا کہ دربار مین غدر ہو جائے مین بطور شاہ کے آبیٹھا
پھر کسیکا حوصلہ نہ پڑا کہ بادشاہ کے ساتھ نمازِ دربار کرے مشہور ہے کہ باعث سلطنت اخلاق مردم در ہے
امیر نے فرمایا خلق کے تو سراسر خلاف کیا آخر تم نے بھی اس بادشاہ کا نمک کھایا ہوگا وہ چھوٹیگا تو حال
کھلے گا پہلے تمہارا ہی دربار بچایا جائے گا اخلاق نے کہا اچھا حربہ کیجئے امیر نے
فرمایا اپنا یہ دستور نہین جب تیرے حربے سے خدا بچا لے گا تو ہم بھی
حربہ کرینگے اخلاق نے نیزہ مارا امیر نے نیزہ کو اپنے
نیزے کی سنان پر لیا نیزہ چلنے لگا ڈیڑھ سو طعنین رد و بدل ہوئی بعد گرا امیر نے نیزہ چلا
ہرا کیا اخلاق کو نہایت غصہ آیا قبضے پر ہاتھ ڈالا گرز دار جرز دار کمکر دار کیا امیر نے گرد امیر کا

سر پر کھینچا مرکب کو جھکایا زیر بغل پہونچکر دستانہ مارا تیغہ پٹ پڑا امیر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا
ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لون اخلاق نے گریبان مین ہاتھ ڈالا آخر دونون پہنچے ہوئے زمین پر آ
دامن گردانے آستینین چڑھا کر کشتی مین مصروف ہوئے اخلاق پہلوان زبردست ہی بڑے بڑے
زور کر رہا ہی جب امیر کو پکڑ لاتا ہی امیر تڑپ کر نکلجاتے ہین دونون لشکر نگران ہین کہ اخلاق
زور و شور سے لڑ رہا ہی مگر تو صاحبقران کے کسی مقام پر میلے نہین ہوتے ایک طور پر جنگ
کر رہی ہین جب صاحبقران پکڑ لاتے ہین دو چار گھسے ایسے مارتے ہین کہ اخلاق دنگ
ہوجاتا ہی الجھ الجھ کر لڑ رہا ہی ابلانع وابلغ نے جو یہ موکہ دیکھا مخفی سحر کرنے لگے دوپہر
ڈھلے ڈھلتے صاحبقران کی طاقت کم ہونے لگی امیر نے لوح پر ہاتھ ملا اسم اعظم پڑھا
پھر اسیطرح قوت آگئی دونون جادوگر اپنے مقام پر کہہ رہے ہین ہمنے کیسے سحر کیے مگر حمزہ نہیں
لڑ رہا ہی زور طلسم کشا کا کم نہین ہونا چاہیے تھا مزاج مین فرق آنا اخلاق غالب آتا ابلانع
کہا ای برادر بڑا غضب یہ ہی کہ طلسم کشا کے گلے مین لوح موجود ہی صاحب اسم اعظم محرم و محتشم
دیکھو اسم اعظم پڑھ رہے ہین اپنے کیونکر سحر چلیگا زرا دزدی جو دیکھا کہ دونون ساحر سحر کر رہے ہین پکار کر
صاحبقران کو آواز دی ای شہریار اپنے کو سحر سے بچایئے دونون ساحر سحر کر رہے ہین امیر نے فرمایا
انکی مکاری کا حال عیان ہی اسم اعظم ورد زبان ہی یہ کہکر صاحبقران پھر لڑنے لگے دونون لشکر دیکھ
رہے ہین چار پہر اسیطرح سی گذری شام کو اخلاق صاحبقران کو روک کر کھڑا ہوا کہا ای شہریار آپ
مجھسے خوب لڑے اب رات کو جاکر آرام کیجیے صبحکو پھر مقابلے مین آئیگا صاحبقران نے فرمایا ہمارا دستور
نہین کہ بغیر زیر و زبر کیے یہان سے پلٹین اخلاق نے کہا ای شہریار آپ حقیقت مین اپنے زمانے
کے رستم ہین مگر آپکو کون ہماری آپکی جانبازی دیکھیگا امیر نے فرمایا شاہون کو رات کا دن کرتے
کیا دیر لگتی ہی روشنی کو حکم دو اخلاق نے ناچار ہوکر آواز دی ارے روشنی لاؤ جابجا سے روشنی
آئی میدان نورانی اور منور ہوگیا پھر صاحبقران لڑائی مین مصروف ہوئے رات بھر ایک طور
پر جنگ رہی اب صبح کو صاحبقران چمک چمک کر لڑنے لگے صاحبقران جب پکڑ لاتے دو چار
گھسے مارے زرہ پارہ پارہ لباس ٹکڑے ٹکڑے پیشانی سے خون بہ رہا ہی دوپہر اور الجھ الجھ کر
لڑا دوپہر ڈھلے کہا یا صاحبقران ایک زور اور کرتا ہون یا تو آپکو زیر کیا یا ہو منظور

لات ومنات ہوئیہ کہکر دونون مونڈھے پکڑے سینے مین سر اڑایا ریل کرلے دوڑا نو قدم پر لاکر کمر
ابا بایان گھٹنہ صاحبقران کا جھکا امیر نے لنگر مارا پشت پا تک زمین مین غرق ہوئی اخلاق اور
آگے جھکا کمر بند بخیر مین ہاتھ ڈالکر تین زور اسطرح کے کیے کہ جبر مسخ ہوگیا یقین تھا کہ کنپٹیان
شق ہون انگلیون سے قطرے خون کے ٹپکے تھک کر ہاتھ اٹھالیا کہا اب آپ کے زور کا مشتاق
ہون امیر تڑپ کر اپنے مقام سے اوچھے دونون مونڈھے تھامے ریل کرلے دوڑے چالیس قدم ریل
کرلائے اخلاق ہرچند اپنے کو روکتا ہے مگر ممکن نہین ہوتا جسطرح باد تند مین پتہ اڑتا ہے اسطرح
ہٹتا ہوا جاتا ہے امیر نے چالیسوین قدم پر لاکر کمر مارا دونون گھٹنے اخلاق کے آشنا بزمین ہوئے
امیر نے دونون ہاتھ ستون کیطرح لنگر قائم ہونے دیا کمر بند بخیر مین ہاتھ ڈال کر زور کیا پہلے زور
مین تا بہ گھٹنہ دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا اخلاق اسقدر خستہ
وشکستہ تھا کہ بیہوش ہوگیا امیر نے ادھیڑ کر زمین پر مارا چار ون شانے چت گرا امیر نے مشکین
باندھین جواہر ودوڑا پشتارہ باندھکر لے بھاگا صاحبقران پلو سکے ساتھ کے تین لاکھ
جوان حیران ہوئے کہ افسر ہمارا قید ہوا دیکھین انجام کیا ہو صاحبقران نے اخلاق کو قیدخانہ
مین شب کو آکے آزاد فرمایا ابلاغ وافہام وایاغ بدمست پلٹ کر جو آئے صلاح مین کرنے لگے
بڑا غضب ہوا کہ اخلاق مردم در زیر ہوا اب اسکا دربار سمجھا جائیگا نہین معلوم کیا ہو
اخلاق بڑا بدمزاج ہے ایسا نہو کہ حمزہ سے سخت دست گفتگو ہو حمزہ کو غصہ آئے ایاغ
نے کہا مین جاکر چھڑا لاؤن سبنے کہا یہی مناسب ہے ایاغ بدمست جوش مین اپنے سحر کی پرواز
پیدا کرکے چلا لشکر اسلام مین آیا بصورت مبدل پھرتے پھرتے قریب بارگاہ صاحبقران پہونچا
ایک خدمتگار سے پوچھا کہ اخلاق کہان قید ہے اسنے بتادیا کہ وہ سامنے خیمہ مین قید ہے ایاغ ٹہلتا ہوا
سامنے خیمہ کے آیا نگہبان جو بیٹھے تھے زیر سحر کیا سب سو گئے بہ کیفیت تمام خیمہ مین آیا اخلاق پڑا سوتا تھا
کمر مین پنجہ دیکر لے بھاگا لشکر مین آیا ملازمون سے کہا اسکو بیجا کر آرام سے سلاؤ جب کہ زبان بیڑیان کاٹ دین
ملازمون نے لاکر چھپر کھٹ پر آرام کرایا بوقت سحر مطوق آہنگر بارگاہ مین آکر بیٹھا ہے ابلاغ و
ایاغ وغل بپاکر بیٹھے مطوق نے کہا اخلاق کو بلاؤ دیکھو کیا باتین کرتا ہے اخلاق جو صبح کو سوکر
اٹھا اپنے کو اپنے خیمہ مین پایا خدمتگارون سے کہا مین یہان کون لایا خدمتگارون نے عرض کی ایاغ

آپکو چھڑا لایا اخلاق نے جھلا کر کہا او سنے حجاب مارا حمزہ نے ہمکو بقوت صاحبقرانی زیر کیا ہی
ہماری مقدمہ مین اختیار ہی انکی کد وکاوش بیکار ہی کہ چند خدمتگارون نے آکر عرض کی چلیے آپکو
دربار مین بلاتے ہین اخلاق نے غصہ مین ہتھیار بھی نہ لگائے جو تھا ہوا چلا دربار مین ایا
ایاغ سے آنکھ ملا کر کہا کیون او نامرد تجھکو مقدمہ مردان عالم مین کیا دخل ہی حمزہ نے ہم کو
بجرأت زیر کیا اسکو ہماری مقدمہ مین اختیار ہی تم لوگون کی کد وکاوش بیکار ہی مطوق آہنگر نے
کہا او اخلاق کچھ دیوانہ ہوا ہی تیری ساتھ خیر خواہی کی تو او سکو برا کہتا ہی او نامرد کہا اُٹھو تو احوال
معلوم ہو ہم اپنی جرأت پر ناز تھا طلسم کشا کے سامنے کچھ نہ چلی تجھکو زیر کرنا کتنی بڑی بات ہی مشکین
باندھکر تجھکو پاس بادشاہ کے لیجائنگے تجھکو مسلمانو نہین نہ چھوڑینگے اخلاق اپنے مقام سے اٹھا
کہا او آہنگر اٹھ تو ہماری جرأت پر طعنہ دیتا ہی مطوق تلوار کھینچکر چلا خبردار خبردار کہکر تلوار کا
ہاتھ مارا اخلاق نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اسکو گریبان پکڑا سب ساحر ہان ہان کرتے رہے اخلاق
نے کہا خبردار کوئی دخل نہ دے دو چار داؤن پیچ ہوئی تھی کہ اخلاق نے اٹھا کر دے مارا چھاتی پر
چڑھکر سر کھینچ لیا لاشہ جو مطوق آہنگر کا تڑپا ہمراہیان مطوق لینا لینا کہکر اٹھے اخلاق پر
ٹوٹ پڑے اخلاق نے مطوق کی تلوار اٹھا لی جسکے ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے چند کس جو
مارے گئے لوگ ہٹے اب اخلاق جھومتا ہوا بیرون بارگاہ چلا ایاغ بدمست نے کہا اے
پہلوان دوران اب زیادہ غصہ نکرو پلٹ آو اخلاق نے کہا مین خدمت حمزہ مین جاونگا
ایاغ بدمست نے کہا مین تجھکو نجانے دونگا اخلاق نے کہا تیری کیا مجال ہی جو ہمکو بد کو
ہمکو اپنی مقدمہ کا اختیار ہی جو مناسب جانینگے کرینگے مردان عالم کی قید کو جسم سے دور کرنا اس
جرأت کے خلاف ہی مین جا کر حمزہ سے مدد کیا ایاغ نے اشارہ کیا جادوگر گروہ کرکے چلے اخلاق
بیرون بارگاہ آچکا ہی اپنے رفقا سے کہا کیا تم لوگ بھی میرا ساتھ دوگے کئی سو افسر دنی اسکا
ساتھ دیا لڑنے لگے اخلاق نے جسکی گردن پکڑی مڑوڑ ڈالی یہان صبح کو جو صاحبقران کو
خبر ہوئی کہ اخلاق کو کوئی چرا لیگیا نگہبان صبح تک سوتے رہے آزاد وغیرہ نے آکر مقام کو دیکھا
کہا حضور ایاغ بدمست سحر کرکے لیگیا لونڈی کو کیا خبر تھی کہ یہ حرکت ہوگی ورنہ انتقام کرتی یہ ذکر
تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی اے شہریار اخلاق سے جنگ ہورہی ہی مطوق آہنگر اسکی ہاتھ سے

مارا گیا اب ساحروں نے گھیرا ہی رفیق بھی سکے ساتھ ارہی ہیں صاحبقران نے فرمایا اشقر تیار کرکے سامنے آیا امیر سوار ہوئے مقبل بھی ہمراہ ہوئی امیر نے جواہر سبز و سیاہ کو گرز بڑھکر جنر تو دیکھو تو کیا گذری جواہر بصورت مبدل لشکر کنار میں آیا دیکھا اخلاق پیشرا وہ ہنگامہ لڑ رہا ہی کئی سو جادوگروں کو مار چکا ہی کہ اسی مقام پر آیا ع بدمست اٹھا پکارتا ہوا کہ ای اخلاق تلوار پھینکدے آگے قدم نہ بڑھانا کئی سو جادوگر تونے ماری ہیں اب تک تیرا خیال تھا اب صبر نہیں ہو سکتا یہ کہکر ایک گولہ مار دیا تلوار ہاتھ سے اخلاق کے چھوٹ گئی لڑکھڑا کر زمین پر گرا یا ع بدمست یہ کہتا ہوا چلا کہ او اخلاق تونے ہمارا مرتبہ دیکھا ایک اشارہ میں تو بیکار ہوا اب گرفتار کرکے لیجا ئینگے اتنا پاس ہی کہ قتل نہ کرینگے ورنہ لیجا ئینگے اسوقت اخلاق کی بیقراری و اشکباری پکار اٹھا ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز میں تیرے نام سے بے آگاہ نہیں ہوں مجکو اس مصیبت سے بچا لے نظم

ذکر حق کن روز و شب ای حق شناس	تا ادا گردد حق حمد و سپاس
مطلب از حق کن طلب ای حق طلب	پیش حق کن ہرچہ داری التماس
کرد حق لطف و کرم بر حال تو	بیحساب و بیشمار و بے قیاس
بر تن خاکی بپوش ای خاکسار	ہمچو اہل فقر در عریانی لباس
کن ادا ای بندۂ حق بندگی	پیش حق چون بندگان حق شناس
چون بحال زار تو احسان نمود	خارج از اندازۂ وہم و قیاس
چشم و گوش دوست داد و داد خدا	مرحمت کرد و خرد ہوش و حواس
بر سرت تاج شرافت حق نہاد	کرد پیدا مر ترا از جنس ناس
اندرین حالت مقام حیرت ست	گر تو باشی ناشکور و ناسپاس
دوست گر باشد خداوند کریم	ہندی از دشمن مکن در دل ہراس

اخلاق نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا نشکرہ و بالا ہوا صاحبقران کے نعرے کی آواز آئی کہ با شیدائی کافران بیحیا و ای نابکاران پُر دغا منم زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان امیر لڑتے ہوئے قریب اخلاق کے پہونچے دیکھا زمین پر پڑا

آواز دی اسے اخلاق نہ گھبرانا مین آپہونچا اخلاق ای برادر عزیز جان وای دادرس بیکسان مین
سحر مین ایاغ کے مبتلا ہون صاحبقران لڑتے ہوئے طرف ایاغ کے چلے ایاغ بدمست
نے کئی گولے مارے صاحبقران نے لوح چمکائی گولے الگ گرے امیر نے قربان سے کمان وہ
ترکش سے تیر یازدہ مشتی نکالا چلہ کمان مین پیوست کیا تاک کے تیر مارا ایاغ کے سینے کو توڑ کر پار
گذرنا اسکا کہ ایک غلغلہ ہوا ایاغ بدمست مارا گیا اخلاق مردم درجہ ونتا ہوا اتھا کسی ساحر کو
مارا ایک جادوگر کو مار کر گیندڑا دتیغہ اسی کا لیکر لڑتا ہوا طرف صاحبقران کے چلا جہان سحر کسی نے
کردیا اخلاق رک گیا آواز دی ای شہریار غلام آپکا پھر سحر مین پھنسا صاحبقران نے لوح کو
چمکایا اسم اعظم الہی بآواز بلند پڑھا اخلاق کو نجات ہوئی اسکے ساتھ والے بھی شریک لڑائی مین
لڑتے ہوئے بیشک یہ اخلاق تھے آگئے کہ ایک پہلو سے نعرہ ہوا منم رمال تاجدار دوسرے
پہلو سے ثابت اختر شناس آیا جنگ مین یہ بھی مصروف ہوئے صاحبقران لڑتے بھڑتے
جنگ رستمانہ کرتے ہوئے قریب ابلاغ کے پہونچے ابلاغ نے ساحرونکو اشارہ کیا
ساحرون نے بڑھکر امیر کو روکا امیر لوح کو گردش دے رہے مین اسم اعظم بآواز بلند پڑھ
رہے ہین جسکے کان مین آواز اسم اعظم کی پہونچی اسباب سحر پھینکا طرف امیر کے چلا پکارتا ہوا
ای شہریار غلام مجبور وناچار ہے عنایت کا امیدوار ہے آسمان پر برق چمکی ملکہ آزاد و اسرار و
محبوب و شہلا و منقل وغیرہ آکر پہونچے اب سحر ہونے لگے ملکہ آزاد نے گھیر گھیر کر مارا جب سحر
کیا سو دو سو کو گرادیا اسرار نے ہزارونکو قتل کیا ہنگامہ ڈالدیے ساحر بھاگ پھرتے مین مگر
ابلاغ بڑھ بڑھ کر لڑ رہا ہے جسپر سحر کیا اسکو پامال کیا محبوب کو زخمی کیا اسرار بھی زخمی ہوئی منقل
بڑھکر لڑا سحر کرکے برابر پہونچا گئی ہاتھ تلوار کے مارے ابلاغ کب مانتا ہے روک کر جو ہاتھ مارا منقل
کا سر زخمی ہوا لڑکھڑا کر گرا پکار کر آواز دی اے شہریار غلام کو بچائیے غلام بیکار ہوا لایق جنگ نہ ملکہ
آزاد نے جو سنا برابر پہونچیں سحر کیا اور کہا او نامرد کس پری پر سحر کرتا ہے جو زخمدار ہوا مردان عالم ہاتھ
لقاکیمو من زخمی پر ہاتھ نہین ڈالتے تو زخمی کے قتل کا ارادہ رکھتا ہے یہ کہکر زلف عنبرین کو
کھولا آواز دی ذرا ادھر دیکھ ابلاغ کو معلوم ہوا مشک نافہ کھلگیا یا پارسیہ ہوا ہے بکھر رہی ہین وہ
بوے خوش آئی کہ دماغ جان معطر و معنبر ہو گیا جھومنے لگا آزاد نے زلفونکو اور گردش دی

ہوئے پکار کر آواز دی ارے کوئی حاضر ہے ملکہ نے پکار کر کہا کنیز حاضر ہے یہ کہکے پردہ اٹھا کے
اندر بارگاہ کے آئی صاحبقران سے پوچھا خیر و عافیت تو ہے امیر نے جو دیکھا گلے میں اپنے
لوح نہ پائی بے اختیار ہو کر ملکہ سے کہا اے شہریار غضب ہوا وہ ملعون لوح لیگیا بڑی خرابی ہوئی
افسوس صد ہزار افسوس اگر لوح گئی تو اے شہریار بڑی مشکل ہوگی نظم

اُسی سے رنگ ہے گل کا اُسی سے نشہ ہے مل کا
الٰہی سانپ نکلے مثل ضحاک اسکی گدی سے
سُنا جب مین نے وہ گھر مین نہین تو اسقدر رویا
خرامان تو جہان ہوتا ہے وہ جا رشک گلشن ہے
فرشتے بھولکر مجھکو اٹھائینگے نہ محشر مین
معاذ اللہ اے رشک چمن ہے کسقدر سوزش
نہین آغاز خط اُس رشک گل کے روے رنگین پر
کلام غیب ہے ناسخ سُنا جو لب پہ بی ناسخ

وہی نالہ ہے بلبل کا وہی نغمہ ہے قلقل کا
زمانے مین نہ جسکو عشق ہو اُس بیت کی کاکل کا
در جانان وفور اشک سے دربنگیا پل کا
ہر اک کبک دری بلبل ہے تیری کفش کے گل کا
کہ ہون کشتہ مین او قاتل تری تیغ تغافل کا
سمندر بنگیا بلبل ہمارے ہاتھ کے گل کا
دلایہ برگ گل پر عکس ہے مژگان بلبل کا
پسند آیا ہی ہے ناسخ کلام استاد کامل کا

ملکہ آزاد یہ اشعار پڑھکے بہت روئین کہا اے شہریار اگر لوح تا بطلیموس پہونچی وہ پہلے میرے
قتل کی تدبیر کریگا دیکھیے فلک کیا دکھائے کیونکر لوح ہاتھ آئے یہ کہکے کہا کنیز جاتی ہے یا لوح لائی
یا جان دی امیر نے فرمایا ملکہ یہان تکیہ پروردگار پر ہے جس نے لوح دلوائی تھی وہی حاکم و ناظم
ہے پھر لوح دلوا دیگا ملکہ نے عرض کی ابھی راہ مین شاید ملجائے یہ کہکر پرواز پیدا کیے ملکہ آزاد
چلین لیکن ابلاغ جو چلا بدحواس گھبرایا ہوا حیران ہے کہ دیکھیے کیونکر پہونچون صبح کا وقت ہے
محمود نام زمیندار نے ریاکہ ہزار آدمی ساتھ گانون سے نکلا کھڑا ہوا ہے کہتا ہے یارو آجکل تو
ہوشیار رہا کر و لشکر طلسم کشا کا اسطرف سے اگر آیا دیہات و قریات پامال ہونگے ہم لوگ آخر
کیونکر بچینگے خدمت مین شاہ کی چلے چلین نام بھی ہوگا کہ مدد شاہ کو آئے ہین قلعے بیک طلسم
کشا کے جانا دشوار ہے یہ سب آپس مین باتین کر رہے ہین کہ ابلاغ برق بار اڑا ہوا آتا تھا
محمود زمیندار کو دیکھا اس سے شناسائی بھی تھی خیال مین گذرا یہان ٹھہرون شراب کباب
کا بھی سامنا ہوگا اس کو ساتھ لیکر قلعے مین جاؤن فوج کا ساتھ ہو فرد ہرے یہ سوچ آسمان

ان جادوگرون کو رد کا ملکہ آزاد صنوبر قد ابلاغ پر جا پڑین ابلاغ نے نعرہ مارا ملکہ نے
خالی دیکھے نیمچہ بلا ابلاغ مار دیا ابلاغ کو جہنم مین بھیجا کلاغ غلغلہ کرتا ہوا کہ او آزاد تو نے بڑا
غضب کیا ایسے شخص کو مارا کہ جو میرا قوت بازو و زینت پہلو تھا کلاغ نے پلٹ کر اسرار
سے مقابلہ کیا اسرار نے کئی سحر کیے کلاغ نے دفع کرکے سر ہلایا زمین پر ایک دو تھڑ مارا
اسرار شعلہ زن لڑکھڑا کر گری کلاغ نے دیکھا ساحر دکھاتا تنابندھا ہوا برجو آیا وہ
دو صد ہلچار سے سو آکر پہونچا کلاغ گھبرا گیا اور اسکو ڈر پیدا ہوا کہ طلسم کشا نہ آجائے اسرار
کی کمر مین پنجہ دیا ساحرون سے اشارہ کیا کہ نکل چلو اسرار کو لے بھاگا جب یہ بلند ہوا آزاد
نے گھیر کر ساحرون کو مارا کچھ فریاد کرتے ہوئے شریک ہوئے دریافت کیا تو معلوم ہوا
کہ کلاغ اسرار کو لیگیا بڑا قلق ہوا لشکر کو سیتا مانا جو ایک ساحرہ تم مین سے خدمت
مین صاحبقران کی جائے مین براے رہائی اسرار جاؤنگی ایسا نہ ہو کہ بطلیموس اسے
قتل کرڈالے منقل سے کہا تم فوج لیکر جاؤ منقل نے کہا مین نہ جاؤنگا محبوب پریچہرہ
سے کہا ہر سردار سے کہا ہم آپکے ساتھ چلینگے اگر آپ گئین اور کوئی افتاد پڑی بادشاہ
طلسم سے مقابلہ ہے اگر آپ گرفتار ہو جائین تو ہم صاحبقران کو کیا جواب دینگے ہم سب آپکے
ساتھ چلینگے ملکہ نے کہا ع ہرچہ رود بر سرم چون تو پسندی رواست لوح کا رہنا بھی ہمارے
پاس بہتر نہین ہر ایک کو لوح دے بھی نہین سکتی قصد کیا خود چلون کہ صاحبقران زمان آکر
پہونچے ملکہ نے امیر سے سب حال کہا امیر نے فرمایا آپ لوگ قصد نکرین پھر آخر طلسم پر جانا
ہوگا اسرار کو خدا کے سپرد کیا صاحبقران تو اسی مقام پر ٹھہرے سب لشکر اسی منزل پر آگیا امیر
نے لوح گلے مین پہنی منظور ہے کہ براے فتح مرحلہ جات جاؤن لیکن بطلیموس تخت پر
بیٹھا تھا کہ کلاغ اسرار کو لیے ہوئے پہونچا تمام کیفیت بیان کی زبان مین اسرار کی سوزن
دی سلسل و مطلوق کرکے ہوشیار کیا اسرار نے دربار کفر مدار بطلیموس کو دیکھا سب
سردار جمع ہین صلاحین براے گرفتاری طلسم کشا ہو رہی ہین اسرار نے سلام بھی نکیا
بطلیموس بہت بگڑا پکار کر آواز دی کیون او اسرار تو نے طلسم کشا کا ساتھ دیا بی
آزاد معشوقہ طلسم کشا بنکر بیٹھین اسرار نے کہا جو تجھسے ہوسکے قصور نکر بطلیموس نے

حکم کیا کہ اسے بھی قید کرو اسرار شعلہ زن اُس قید خانے میں آئی کہ جہاں نہنگ بیدار بخت
قید تھے نہنگ نے ملکہ اسرار کی تعظیم کی کہا اے ملکہ عالم تمنے لشکر طلسم کشا دیکھا اسرار
نے کہا بہ عنایت پروردگار لشکر صاحبقران اور بڑے بڑے سب ساحران کامل جمع ہیں
نہنگ نے کہا اے ملکہ عالم میں بلا وجہ قید ہوا ملکہ آزاد صنوبر قد کا جو میں نے تذکرہ
کیا اسپر بادشاہ بہت بگڑا اسی پر فساد ہوا اور ساحر بھی اُٹھے میں نے دس پانچ ساحر قتل کیے
بطلیموس نے خود مجھکو گرفتار کیا اور شیر وزیر بھی بگڑے ہوئے ہیں کیا عجب ہے کہ اُسکا بھی
کچھ ظہور ہو ملکہ اسرار نے کہا نہ گھبراؤ ہم بھی یہان آکر قید ہوئے انشاء اللہ تمھاری بھی رہائی
ہوگی یہ دونوں گفتگو میں تھے بطلیموس نے کلاغ سے کہا تمنے طلسم کشا کو کہاں چھوڑا
کلاغ نے کہا میں لشکر نہیں پہونچا راہ میں مقابلہ پڑ گیا غلام وہانتک نہیں پہونچا اسی فکر
میں جاتا تھا کہ راہ میں یہ معرکہ پڑا بطلیموس نے کہا یارو تم اسقدر سردار جمع ہو نہیں ہو سکتا کہ اب
طلسم کشا کو گرفتار کر لاؤ اگر ما بدولت نے خود تکلیف کی تو تم لوگ بدنام ہوگے کہ آخر بادشاہ
خود حملہ کرنے گیا ورنہ ابھی جا کر زمین ہلا دون لوح چھین لوں طلسم کشا کو پکڑ لاؤں
اظہار شعبدہ باز ایک ساحر زبردست اپنے مقام سے اُٹھا کہا اے شاہ یہ خیال خام اور
تصور ناتمام دل سے نکال ڈالیے آپ لوگ کیا ہیں اگر سامری و جمشید قبر سے اُٹھ آئیں تو
طلسم کشا سے آنکھ نہ ملا سکیں لوح طلسم کشا کے پاس موجود ہے صاحب اسم اعظم اُسپر سحر تاثیر
نہ کریگا بطلیموس نے کہا تو بلا وجہ بولا اغلب ہے بات نہیں سمجھتا ما بدولت نے کیا کہا ہم ارادہ
شعبدے کر دوں اس تدبیر سے لوح چھین لوں کہ دیکھنے والے حیران ہو جائیں اظہار نے
کہا آپ بادشاہ ہیں جو فرماتے ہیں بجا ہے طلسم کشا پر اب زور چلنا ممکن نہیں بطلیموس
نے کہا علما امرا ملکے ملکوں کے خداوند نے لیدیا طلسم کشا کی رہبری کی ورنہ سالہا سال تک
طلسم کشا الماس لوح میں رہتا کیا مجال تھی کہ یون ہی بے سنت خلق لوح پا جاتا اظہار نے
کہا حضور بجا ہے کون [illegible] کے بیٹے آپ کی صاحبزادی مل گئیں بطلیموس کو نہایت
[illegible] بند ہو کر آتے کہتے
مار ڈالوں کہ تیری کہا [illegible]

ہوا لطلیموس اور باتون مین مصروف ہوگیا اکوان فیلد ر میخوار آزور سوار سراغ میخوار جمشید جرأت پسند پیکال سامری نما عز آزیل خودپسند سرافیل ہوشمند ان سب سردارونکو بہت ناگوار ہوا آپس مین ایک نے ایک سے اشارہ کیا کہ بادشاہ کی شامت آئی ہے سر دربار بیوجہ اتنے بڑے ساحر کو ایسے کلمات کے اظہار شعبدہ باز شام تک دربار مین رہا شام کو اپنی بارگاہ مین آیا ڈیڑھ سو دوسرے سپہ سالار جو اسکے متعلق مین اُنسے کہا یارو تمنے سنا کہ آج بادشاہ نے ہمارے ساتھ کیا کیا اگر مین کچھ اور بولتا تو زیادہ فساد برپا ہوتا مین اب اُسکو مُنھ نہ دکھاؤنگا اب دربار مین نہ جاؤنگا اگر تم لوگ میرا ساتھ دو تو خدمت مین طلسم کشا کی چلون طلسم کشا نہایت جوہر شناس فلک اساس ہے کیا سردارون کی قدر کی جو اسکے سامنے گیا پھر پلٹ کر نہ آیا خدمت مین حاضر ہے ہر شخص عہدۂ جلیل سے فیضیاب ہوا سب نے عرض کی حضور ہم آپکے شریک ہین اظہار نے ظاہر کیا کہ بھائیو سرار دہنگ قیدخانے مین قید ہین اُنکو چلکر رہا کرو انھین کے ذریعے سے خدمت طلسم کشا مین پہونچ جائینگے دوسرے سردارون نے عرض کی ہم جان و مال سے آپ کے شریک ہین جو مناسب ہو وہ کیجیے اظہار نے کہا فوج سے دریافت کرو دیکھو اہالی فوج کیا کہتے ہین افسرون نے کہا حضور ہم اُنکے افسر ہین جو ہم کرینگے وہ بھی ہمارے ساتھ ہین اظہار بہت خوش ہوا دوپہر رات گئے اپنے مقام سے اُٹھے اسباب سحر تیار کیا کمرین بعضون نے باندھین بارگاہ سے ساتھ اظہار شعبدہ باز کے نکلے افسرون نے جو اپنی فوج کو اشارہ کیا سب تیار ہوے افسرون سے پوچھا ہمارے افسر اعلیٰ کا کیا قصد ہے افسرون نے بیان کر دیا کہ بادشاہ کے سر پر اب سودا سوار ہے کسیکی آبرو کا خیال نہین ہمارے افسر اعلیٰ کو سر دربار یہ کلمہ کہا کہ تجھکو کوڑے مارونگا وقت ربط و ضبط تھا چپ ہی ہو رہنا مناسب ہوا اب چلتے ہین چلکر سرار شعلہ زن دہنگ بیدار بخت کو رہا کرتے ہین بعنایت پروردگار خدمت مین صاحبقران کی پہنچینگے سب نے کہا ہم سب جانثار ہین دو لاکھ ساحر تیار ہوے ہوا کرکے چلے جب سامنے قیدخانے کے پہونچے سرافیل نے نگہبان قیدخانہ کو … رات کو … اظہار …

بڑھا پکار کر آواز دی اے سرافیل ہوشمندان تمہاری عقل و فطرت کا ایسا شہرہ ہے کہ ہوشمند
لقب ہوا الطلموس تم ایسے بے ادب ہوا سر دربار آج ہم کو کیا کیا کلام کیے جب آبرو نہ رہی تو
کیا لطف زندگی ہے جان دینے پر آمادہ ہین ان قیدیون کو رہا کرنے آئے ہین اگر تم کو کچھ
حوصلہ ہو جان دینے پر آمادہ ہین لڑینگے بھڑینگے جان دینگے یا [illegible] و نہنگ کو رہا کرینگے
اے برادر خوف کا مقام ہے ہمارے ساتھ جو سلوک کیا اسی طرح اگر تمہارے ساتھ بھی پیش
آئے تو کیا ہو سرافیل اٹھ کھڑا ہوا کہا اے برادر میرا بھی یہی قصد تھا مین تمہارے ساتھ
ہون اب یہ دربار رہنے کے لایق نہین ہے صاف صاف کتاب سامری مین مرقوم ہے کہ
عمر طلسم کی تمام ہوئی امروز فردا مین یہ بادشاہ قتل ہوتا ہے طلسم کشا آیا چاہتا ہے اقبال عالم
ہوگا چند مرحلہ جات باقی ہین وہ بھی فتح ہونگے اب یہ زندہ نہ بچیگا یہ کہکے سرافیل اندر قیدخانہ
کے گھسا ملکہ اسرار شعلہ زن کو رہا کیا نہنگ بیدار بخت کو بھی چھڑایا اسرار جو قید
سے چھوٹی قیدخانہ سے باہر نکلی طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی نہنگ بیدار بخت
کو اپنے ساتھ لیا اظہار شعبدہ باز آگے بڑھا ہوا قریب طلایہ پہونچا شبدیز بلند رکاب
طلایہ دے رہا تھا شبدیز نے مرکب بڑھایا پکار کر آواز دی رات کا وقت ہے یہ کون آتا ہے
اظہار نے بڑھکر جواب دیا اے شبدیز منہ زوری نکرو یا تو ہمارے ساتھ چلو یا سامنے
سے ہٹ جاؤ ہم قیدیون کو لیے جاتے ہین سرافیل ہوشمندان بھی ہمارے ساتھ ہے
شبدیز نے کہا بھائی مین بھی اسی فکر مین تھا کہ کیا تدبیر کرون کیونکر طلسم سے نکل جاؤن اپنے
کو خدمت طلسم کشا مین پہونچاؤن بارہ ہزار جوانون سے شبدیز بھی ساتھ ہوا اب
تین لاکھ ساحر و افسران مذکور طرف بھاگ کے جاتے ہین پر فرعون زنجیر پیچ نگہبان
ہے اس نے آواز دی کون آتا ہے اظہار نے بڑھکر جواب دیا ہم شاہ کی نوکری چھوڑی اب
طلسم سے نکلے جاتے ہین فرعون نے بڑھکر گرز مارا ملکہ اسرار نے بڑھکر گرز کا تھا
[illegible] یہ تماشہ دیکھے بیابانک پر تلوار چلنے لگی فرعون کے
بھی تین لاکھ ساحر ہین دونون لشکر آپس مین لڑنے لگے سحر کا ہنگامہ گرم ہوا اسرار نے بڑھکر
[illegible] لڑ رہا ہے دو دو ساحر [illegible] جب [illegible] ہزار

پیچھے نہ ہٹ سکا کسی نے گردن بگڑ کے سر آگے کردیا گولہ سر پر پڑا اُسکا سر اُسکا پاش پاش ہوا اور ٹھٹرا
کر گرا آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا سنگ باری و برف باری ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من
فرعون زنجیرہ پیچ بود یہ آواز جو اُسکی ساحروں نے سُنی سر پیٹتے ہوئے بھاگے کہ چلکر شاہ کو خبر کرین
یہان سرداران مذکور قلعے سے باہر نکلے ملکہ اسرار نے ایک تخت تیار کیا نہنگ بیدار بخت
و سرافیل ہوشمندان و شبدیز رکاب و اظہار شعبدہ باز وغیرہ کو تخت پر لیا فوج
سے کہا سا تھ چلے آؤ بہتون نے بڑھکر چاہا تخت کو ہم کاندھا دین اسرار نے منع کیا تخت
اُڑتا ہوا چلا سب جادوگر پیچھے پیچھے باز و بط و قرقرون پر سوار ہوئے مثل آندھی کے لشکر چلا
یہان بطلیموس منحوس بلکہ مکھی چوس دربارگاہ پر کھڑا چیخ رہا ہے ارے خبر تو لاؤ کہ اُدھر سے
بھاگے ہوئے ہمراہیان فرعون ۲ تے تھے سامنے بطلیموس منحوس کے آئے فریاد کرنے
لگے سب سرداروں کے نام لیے کہ فلان فلان سردار لڑ بھڑ کر نکل گئے بطلیموس
نے پلٹ کر کہا ارے کوئی ایسا ہے کہ ان نمک حراموں کو لائے یہ جو چلا کر بطلیموس نے کہا
سُرخاب خوک پیکر کھڑا ہوا تھا کہا اے شہنشاہ اگر حکم ہو تو ابھی ان سب کو لاؤں نمک حراموں کو
نکل جانیکا مزا ملے ایسے شاہ سے باغی ہوئے بطلیموس نے چار لاکھ فوج کو حکم کیا
سُرخاب خوک پیکر فوج کو اپنے ہمراہ لیکر چلا یہان صاحبقران نے لوح کو ملاحظہ
فرمایا اُسمین نوشتہ پایا کہ اے فاتح طلسم واے سیار این عجائبات مناسب ہے کہ جن
مقام پر لشکر اُترا ہے اور تخت ربّال کا بچھا ہے تخت کو ہٹاؤ فرش دور کرو ایک تختۂ سنگ ملیگا
تختۂ سنگ بقوت صاحبقرانی ہٹاؤ انشاءاللہ وہ نقب کا پیدا ہوگا نقب پیدا ہوگا نقب
مین داخل ہوکر قدرت پروردگار ملاحظہ کرنا جس سے ملاقات ہو اُس سے مقابلہ کرنا مبدام
لوح طلسمی پر نظر رہے صاحبقران یہ حکم دیکھکر بطور رند کور داخل نقب ہوئے جب نقب سے باہر
نکلے صحرائے ریگستان مین پہونچے بونڈے گرد کے اُڑ رہے ہین ہوا تیز و تُند چل رہی ہے
ہوائے گرم ہو جسم صاحبقران کو لگی لوح کو ملاحظہ کیا لوح مین نکلا یہ سحر صبا می جادو
کا ہے جب گرمی زیادہ معلوم ہو لوح کو بجائے سپر چہرے پر رکھو ہوائے سرد کے جھونکے جسم
کو لگینگے امیر نے لوح کو بجائے سپر چہرے پر کھینچا خنکی داخل ہوئی ہر داروی کرکے چلے قریب

صورت پروانہ مجنون نے کبھی پھرائی جو آنکھ — شمع لیلیٰ ہو گئی فانوس محمل ہو گیا
حسن معنی نے کیا صورت سے آدم کی ظہور — سجدہ گاہ قدسیان یہ کعبۂ دل ہو گیا
قطع ہو جاویگی گام چند مین سختی راہ — خضر سے جب آگے آگے شوق منزل ہو گیا
نکہت زلف اُس پری کی جو کبھی لائی صبا — حاصل تاتار دیوانون کو حاصل ہو گیا
شب کو دم دیدے کے لیجاتا ہے کوے یار مین — مین تو تھا ہی مجھ سے بھی مرشد مرا دل ہو گیا
جنبش ابرو نے رکھ لی آبروے تیغ یار — نیم بسمل رہ گیا تھا جو وہ بسمل ہو گیا
شاعرون مین کوئی آتش سا نہو گا حسن دوست — خوبصورت پر پڑی جب آنکھ مائل ہو گیا

اُس طائر نے اِس طور سے زمزمہ سرائی کی صاحبقران بہ دل متوجہ ہوئے اشعار کا مضمون سمجھتے جاتے ہین فرماتے ہین کیا خوب کسینے تعلیم کیا ہے طائر اُڑ اُڑ کر گرد سر صاحبقران کے چرخ مارنے لگا صاحبقران کو بے انتہا پسینہ آیا قصد کرتے ہین کہ طائر مجھ تک آئے تو مین گرفتار کرون کیا تدبیر کرون پشت پر ایک نخل تھا آواز آئی اے طلسم کشا ہوشیار رہو غُل مار کر طائر بلند ہوا اور طائر اُسکے تعاقب مین چلے امیر کی نگاہ جو لوح پر پڑی یہ نوشتہ پایا کہ اے طلسم کشا طائر کی زمزمہ سرائی پر توجہ نکرنا سینے پر اِسکے ایک دھبہ سیاہ جو معلوم ہوتا ہے اگر امیر تیر مارا اور تیر سیاہ دھبے پر پڑا تو بہتر ورنہ لوح قبضے سے نکل جائیگی امیر نے بہ جلدی تیر بجگر کمان مین پیوست کرکے اُسی دھبے پر تاک کے مارا تیر مقام مذکور پر پڑا وہ طائر گرا تڑپ تڑپ کر جان دی امیر نے چاہا پلٹون کہ اور طائر چلنے لگے طائر نے تڑپ کر جان دی آواز آئی کشتی مرا نام سن زنگال جادو یہ دیکھا لاشہ ایک جادوگر کا پڑا ہے لاش پر ایک لات ماری لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا یہ بوجہ طائر دے گیا اشراق جنی تمہارا دوست تھا اب مران جادو سے مقابلہ ہے بالاے کوہ جاؤ صاحبقران بالاے کوہ آئے عمرو کی نے نوازی کی صدا کان مین آئی مشکل ہمگی شگفتہ ہو گئی کہ ہمارا یار وفادار کہین نے بجا رہا ہے اُس صدا پر متوجہ ہوئے تھوڑی دور چلے تھے کہ ایک دروازہ باغ کا دکھائی دیا آواز قریب آتی جاتی ہے امیر تو اُس صدا پر جاتے ہین وسط باغ مین آکر دیکھا ایک جادوگر کا لاشہ برہنہ پڑا ہے اور عمرو بیٹھا ہوا نے بجا رہا ہے امیر نے پکار کر آواز

ہوئی اے یار وفادار اے دوست و غمگسار میں بیان کہاں عمرو نے جو امیر کو دیکھا بیقرار ہو کر دوڑ کر
قدموں کو بوسے دیئے وجد میں آ گیا کہتا ہے اے شہریار عنایت پروردگار کہ میں نے آپ کو دیکھا
امیر نے فرمایا برائے خدا کچھ ہوشربا کا تو حال بیان کرو عمرو نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا اے
شہریار بڑا طلسم وسیع ہے افراسیاب ایسا خرگاہ سے گذرا تھا آج میں بیچ کو برائے
بالا دی لشکر سے نکلا یہ جو جادوگر پڑا ہے مجھکو اٹھا لایا کہتا تھا تیرے آقا نے بڑے صدمے
پہونچائے میں نے بعنایت خدا عیاری کر کے اسکو مارا اب حیران ہوں ہوشربا میں کیونکر
پہونچوں نہیں معلوم افراسیاب کیا قیامت برپا کریگا اسی حیرانی میں دل جو گھبرایا نہ بجانے
لگا امیر نے فرمایا خواجہ یہ سرحد طلسم لطلیموس ہے میں اسکو فتح کرتا ہوں تم میرے ساتھ
رہو طلسم فتح کر کے کسی ساحر کی معرفت بھجوا دونگا عمرو نے کہا حضور طلسم لطلیموس مقام سخت
ہے افراسیاب کی زبانی سنا تھا آپ نے لوح پائی امیر نے فرمایا مرحلے بھی فتح کیے بعنایت
پروردگار اب بادشاہ طلسم کا سامنا ہوگا عمرو نے کہا مجھے یقین نہیں پڑتا کہ آپ نے لوح
پائی ہو امیر نے فرمایا میرے پاس موجود ہے عمرو نے کہا میں دیکھوں بعد مدت یار وفادار کو
پایا امیر نے لوح گلے سے اتاری عمرو کے ہاتھ میں دینے لگے کہ پہلے سے آواز آئی ای شہریار
برائے خدا لوح نہ دیجیے گا امیر نے ہاتھ روکا عمرو نے ہاتھ بڑھایا کہا ای شہریار کوئی غول
بیابانی پکارتا ہو امیر نے پھر ہاتھ بڑھایا کہ لوح دوں عمرو بھی لپٹا جاتا ہے کہتا ہے لوح دیکھوں تو
کہ امیر نے دیکھا سامنے سے اشتراق دوڑتا ہوا آتا ہے کہتا ہے کہ برائے خدا لوح نہ دیجیے گا لوح
اسکے سر پر کھینچ ماریئے امیر نے جب اشتراق کو دیکھا تو لوح دینے کو ہاتھ بڑھایا تھا یا لوح
اسکے سر پر کھینچ ماری لوح جو سر سے ساحر کے مس ہوئی ایک چیخ ماری منہ سے شعلۂ آتش
نکلے مثل ہیزم خشک جلنے لگا جلکر خاک ہوا اشتراق نے کہا اے شہریار غضب ہی کیا تھا
غلام ہر مقام پر ساتھ رہا جانتا تھا کہ عمران جادو زن مکارہ ہے ضرور کچھ فتور کریگی خدا نے
بچایا اشتراق نے کہا غلام جاتا ہے اطراف طلسم کی خبر کے لئے کہ لطلیموس کیا کیا ہے
اشتراق روانہ ہوا صاحبقران پہاڑ سے اترے لیکن امیر اور جادو وغیرہ ساحران
مذکورہ منزل پر آکر اترے سب ساحر تھکے ماندے تھے رات ہو چکی تھی اسی مقام پر مقام کیا

موج کو اسرار نے قصد کیا ہے کہ تخت پر سوار ہوں لشکر والے کمر بندی کر رہے ہین علمہائے
زنگاری کے پھر ہرے کھلے کہ دیکھا صحرا سے گرد اٹھی سرخاب خون پیکر مقابلے مین آکر
پہونچا پکار کر آواز دی اب میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جاؤگی چار طرف لشکر اترا اسرار اور شبدیز
وغیرہ اتر پڑے دن بھر مین سب ساحر اسکے گرد جمع ہوئے شام کو طبل جنگی بجوایا اسرار
نے بھی خبر سنکر نوازش طبل کا حکم دیا رات کو تیاریان ہونے لگین اسرار نے کہا مین طلا
پر جاؤن شبدیز اٹھ کھڑا ہوا عرض کی کہ آپ بادشاہ لشکر ہین آپ کی خدمتین ہمارے
متعلق ہون غلام جانبازی کو کرے ملکہ اسرار نے قبول کیا شبدیز دس ہزار سوار دیکر
لیکر طلاے پر آیا حفاظت کرنے لگا سرخاب خون پیکر نے زرجاب اپنے بھائی کو طلاے
پر بھیجا یہ بھی کہدیا کہ اے زرجاب جادو ایسا نہو سردار نکل جائین تو بادشاہ کے سامنے
بڑی ہی حقارت ہوگی زرجاب بیس ہزار جادوگر لیکر طلاے پر آیا شام سے صداے
حاضرباش و ناظرباش بلند ہوئی بازار ہرزان و صرافان مین پھر رہا ہے دو پہر سے شب تجاوز
کر چکی ہے کہ ادھر سے زرجاب نے گینڈا بڑھایا ادھر سے شبدیز بڑھا اپنے لشکر کے
کنارے پر وہ اپنے لشکر کے کنارے پر زرخاب نے پکارا او شبدیز بھاگ کر یہان آیا
اب بھائی صاحب کیا تجھکو زندہ چھوڑینگے شبدیز نے جواب دیا کیا بیہودہ بکتا ہے زرجاب
اپنے سحر کے زور مین جا پڑا اور دس ہزار و بیس ہزار دونون طرف کے ساحر بڑھکر مل گئے گولا
ترنج و نارنج چلنے لگا شبدیز لڑتا ہوا گھوڑے کو بڑھا کر قریب زرجاب کے پہونچا
للکارا او نامرد کہان جاتا ہے زرجاب نے گولہ مارا شبدیز نے گولے کو ہاتھ مین روک لیا
اُسی گولے پر اسم سحر کا پڑھکر پھینک مارا سینے پر زرجاب کے پڑا تو مرگ گشتہ گویا رگذار از رحا
جو مارا الغ شبدیز گھوڑا اٹھائے ہوئے جادوگرونکو قتل کرتا ہوا آتا ہی جب گولہ مارا اسود و سو
کے سینے کو توڑ کر پار گذر رائی ہزار جادوگر مارے زرجاب کا لاشہ لیکر چند کس بھاگے
غلغلہ جو ہوا سرخاب اٹھ بیٹھا کہ اسکے کان مین مرنیکی زرخاب کے آواز آئی گھبراکے
پوچھا کہ ارے زرجاب کو کسنے مارا چند کس ملازم دوڑے ہوئے آئے عرض کی زرجاب
طلاے پر گیا تھا آپس مین تکرار ہوکر تلوار چلی شبدیز نے زرجاب کو قتل کیا اُن سب نے

سب نے شکست کھائی ہوئی لشکر بے سردار چھوڑ کر آئے ہین لاشین تلاش کرکے زرحباب
کی اُٹھا لائے اب جو ارشاد ہو بجا لائین یہ کیفیت سنکر سرخاب و نزہت عنبرین آیا کمذن
بجاوڑون نے بڑا سر اُٹھایا ان سبکی تمنا دامنگیر ہے یہ کہکے سرخاب اُٹھا باہر بارگاہ کے
نکلکر دیکھا ہراسیان زرحباب بھاگے آتے ہین شبدیز کا مرکب طرارے بھرتا ہوا
باگ دوپات کرتا ہوا قتل کرتا ہوا آتا ہے جب گولہ مارا سو دو سو کو گرا دیا سرخاب نے
ڈانٹا او شبدیز ساری بدنگاہی بھلا دونگا بد دولت کو شہنشاہ نے اسیواسطے بھیجا ہے
کہ جاکے بلی سرکوبی کرو ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے آواز دی سارا لشکر کنارے
ہوا سب اہل لشکر جاگ رہے تھے کمربندی ہونے لگی سرخاب نے گھوڑا طلب کیا
گھوڑے پر سوار ہوا شبدیز کو للکارتا ہوا چلا شبدیز کا سُر سرخاب نے بڑھکر گولہ مارا
مرغیہ بکینہ پر شبدیز کے ٹوٹا تو گرلشت کو پار کر گذر گیا اب تو سرخاب مارتا ہوا چلا جب
گولا مارا سو دو سو کے سینے کو برما کر نکل گیا ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست
جھومتا ہوا جاتا ہے زمین بلادی ملکہ اسرار شعلہ زن و نہنگ بیدار بخت و سرافیل
ہوشمندان اپنے مقام پر اُٹھکر بیٹھے ہین ایک ایک سے پوچھ رہے ہین ارے یہ کیسا
ہنگامہ ہے کہ شبدیز کے مرنیکی آواز کان مین آئی سرافیل نے منہ پیٹ لیا کہا ارے غضب
ہوا شبدیز ایسا جانباز مارا گیا سرافیل اپنے خیمے سے نکلا ملکہ اسرار اُٹھین [illegible]
باہر آئین ایک طرف سے نہنگ بیدار بخت نکلا تینون سردارون نے آپس مین صلاح
کی ایک کا ایک سے قول تھا کہ لڑائی بگڑ گئی سرخاب مع فوج کے آپڑا اسرار نے
کہا اس مقام ذوق نہین اگر وہ سیاہ رو بوقت شب آتے مین خدا جانیگا تو شکست کی
کہا تیغ کھینچ کہا ملکہ اسرار طاؤس پر سوار ہین نہنگ بیدار بخت سب سے پہلے دوڑا
ہوگی نہنگ اُسوقت پہونچا کہ بہ عجلت سرخاب سے لشکر پامال ہو رہا تھا بڑے بڑے کا
لشکر کا حال ہو رہا ہے کچھ بھاگے جاتے ہین کچھ آمادۂ حرب ہو کے کھڑے ہین کہ نہنگ نے نعرہ کیا
بھائیو نہ بھاگو مین تمہاری مدد کو آپہونچا لشکر کفار کو گھیر لو قدم مردی نہ ہٹاؤ ہم لڑ کے
[illegible] ہمکو شکست دو نہنگ نے یہ آواز دی فوج والونکی جان مین جان آئی

باجے بجائے جاتے تھے افسر کلا کی آواز سنکر دل مضطر ہوئے سرخاب نے پلٹ کر
دیکھا اور للکار کر آواز دی او ننہنگ بادشاہ نے تجھکو قید کیا تھا مناسب تھی یہ بات کہ فوراً تجھکو قتل
کرتے مگر تیری قضا میرے ہاتھ سے تھی یہ کہکر کارد سحر پھینک ماری سرخاب ساحر زبردست
ہے اسکی کارد کب خالی جاتی ہے شاہ ننہنگ کا زخمی ہوا فوج والون نے بیچ مین لے لیا
سرخاب بڑھتا چلا آتا ہے چاہتا ہے قتل کرون ساتھ والے بچا رہے ہین کہ پامال کر لیجیو
آتا ہے کہ سرافیل ہوشمندان کا نعرہ ہوا اسنے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ ننہنگ سینہ ار
زخمدار بچتا ہوا چلا آتا ہے سرخاب تعاقب کیے ہوے ہے سرافیل نے للکارا او نامرد مردان
عالم سے مقابلہ کر زخمی پر کیا جاتا ہے سرخاب پلٹ پڑا سرافیل و سرخاب سے سحر
چلنے لگا دونون لشکر والے دیکھ رہے ہین کہ سرافیل مصروف جانبازی سرخاب نے
جب سحر کیا دس بیس کو مارا پھر آگے بڑھا للکارتا ہوا کہ اے مسلمانان میرے ہاتھ سے
بچکر کہان جاؤ گے چند بارگاہ مین جلادین خیمے پھونک دیے سرافیل کی فکر مین جاتا ہے کہ
سرافیل ایک مقام پر لڑ رہا ہے چند ساحرون نے جو بلوا کیا سرافیل ادھر پلٹ پڑا
سرخاب سے غافل ہوا سرخاب نے پشت پر سے سحر کیا برق جو تڑپ کر گری سرافیل
کا زخمی ہوا ملکہ اسرار کے کان مین آواز آئی کہ سرافیل زخمی ہوا اظہار شعبدہ باز کف
افسوس ملنے لگا کہا ملکہ اسرار سرخاب بڑا ساحر زبردست ہے دربار شاہ طلسم مین اسکی بڑی
دھوم ہے ہم لوگ بھی جان دینگے مگر اسکا پیچھا نہ چھوڑینگے اظہار یہ کہتا ہوا بڑھا سرخاب
نے جو اظہار کو دیکھا پکار کر آواز دی او اظہار تیری ذات سے یہ فساد برپا ہوا اب کہان
جائیگا تم سبکی مشکین باندھکر بھیجونگا اظہار بھی ساحر زبردست ہے مرکب بڑھا کر جا پہونچا
اسرار نے دور سے دیکھا کہ اظہار شعبدہ باز بڑے لطف سے لڑ رہا ہے جو سحر سرخاب نے
کیا اظہار نے بسہولت اسکا دفع کر دیا اپنا سحر کیا سرخاب لہراتا چلا آتا ہے لیکن سحر کرنے
مین مصروف ہے آخر تلوار کھینچکر اظہار پر جا پڑا دونون مین تلوار چلنے لگی سرخاب نے
ایک مقام پر موقع پا کر ہاتھ کو گردش دی بغل سے ایک طائر بھی چھوڑا طائر کو دیکھکر اظہار
کے ہوش اڑ گئے طائر کے دفع کرنے مین متوجہ ہوا ہاتھ تلوار کا پڑا کہ سر اظہار کا بھی

ہوا اظہار شعبدہ باز پیچھے ہٹا گھوڑا کھینچا سرخاب بڑھا کہ سرکاٹ لون ملکہ اسرار نے جو یہ اسرار دیکھے بیقرار ہوکر جا پڑین لنگا دارا ظالم کوئی زخمی کا پیچھا کرتا ہے دو گھڑی کامل سرخاب و اسرار سے سرچلا تھا کہ ستارہ سحری چمکا لڑتے لڑتے سرخاب نے نعرہ کیا اداسرار دیکھو بادشاہ آتے ہین اسرار نے دیکھا حقیقت مین ایک ابر مروارید نگار بڑے زور و شور سے اٹھا ہے موتی برستے ہوے طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے طاؤس پرافشان نعمت قدرت پروردگار کے سامان ایک طاؤس کلان رقص کرتا ہوا یہ اشعار پڑھتا ہوا

قد ہے دلجو نگارے بت سفاک سیاہ	زیب دیتی نہین اس کعبے کو پوشاک سیاہ
پانی مانگے نہ کبھی ترچھی نگہہ کا مارا	دل کافر ہے چشم بت بیباک سیاہ
یار سے دیدۂ فردا ہے عجب کیا اسکا	روز روشن کو کرے گردش افلاک سیاہ
نہ ہوا شانۂ گیسو نہ تو دستار کا گل	بخت رکھتا ہے ہمارا دل صدچاک سیاہ
نظر آیا ادھر آنکھون سے ادھر غائب تھا	اسپ مشکی ہے ترا آہوے چالاک سیاہ
کون سا صید زبون صیدہ گلشن نے باندھا	خون فاسد نے کیا کسکے یہ فتراک سیاہ
جنس بیابان مین لگی تازہ آتش کی	کوسون تک ہوگئے جلکر خس و خاشاک سیاہ

طاؤسان زرین بال کی زمزمہ سرائی ابر کی رعنائی سرخاب پکارتا ہے اب شاہ آگئے اے اسرار و اظہار اب کیونکر بچ گے تمھارے طلسم کشا گمان مین آکے تمکو بچا مین وہ تو ہزار کوس پر ہین اسرار طرف اظہار کے دیکھکر گھبرائی کہا اے اظہار اب کیا ہوگا یہ بچارے زور و شور سے آتا ہے اسکی آمد کا نشان ہے عقل حیران ہے اظہار نے کہا اے ملکۂ عالم رنے کو آئے ہین جان دینگے مرینگے زیست ہے قدم نہ ہٹا ئینگے اسرار نے کہا اے اظہار طلسم کشا کا یہ قول ہے نہ قضا ایک لمحہ پیشتر نہین آسکتی نہ قضا مین دیر ہوتی ہے کیونکہ قرآن مجید فرقان حمید مین پروردگار نے فرمایا ہے اسی قول کی پابندی کرو جو خدا چاہیگا وہ ہوگا اگر اسی ظالم کے ہاتھ ہماری موت ہے توکیا نقصان ہے اطاعت طلسم کشا دلسے کی مطیع اسلام ہو شکر ہے کہ بادشاہ طلسم سے لڑکر مرین تا روز قیامت نام رہیگا کہ بادشاہ طلسم سے لڑکر ہے سرخاب کے بھی ہاتھ سے عاجز آچکے تھے یہ کہکر اسرار نے آواز دی اے غازیان دین

واے مجاہدان تہور شعار وقت جنگ و جدل ہے بادشاہ طلسم آگیا قدم نہ ہٹانا ایک بادشاہ کیا سارا طلسم حتی کہ جو آئے تو بھی تمکو نہین مار سکتا جسکی موت نہین وہ نہ مریگا اور جسکی قضا قریب ہے اگر بھاگو تو راہ مین مارے جاؤ گے موت سے کہان بچوگے شاعر کیا خوب فرماتا ہے

باغبان باغ یہ نہین دلکش
سینہ زن ہے چراغ عقل سے
لالہ رو دل پہ لیئے جب داغ
جنون نے دیکھا یا تب رخ زرد
مر گئے جب ہزار غنچہ دہان
سب گلستان مین گل ہوا اٹھا
شاخ پر ہے جو سیب نخل چمن
نافہ گل وسن علیہا فان
دیکھ کے شاخ نخل عالم
خاک اڑانے لگی نسیم سحر
یہ گلستان نہین ہے قابل سیر

جسکو دیکھو وہ ہے پریشان دیدہ
خاک جب ہو گئے قدر رعنا
تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب ہوئے خاک صاحب کا گل
ہوا گلشن مین ایک غنچہ دہان
نرگسی چشم ہین جو دفن یہین
کسی محبوب کا ہے سیب ذقن
خاک مین گل رخان جو سوتے ہین
ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم
ایسی اندوہ مین کرو جو قیاس
کرے اللہ خاتمہ با خیر

اس چمن کی ہوا ہے بن دوی
تب ہوا سرو خوش نا پیدا
جب مٹے مہ لقایان گل رو
تب نظر آئے گیسوئے سنبل
گل ہوا جب چراغ عارض یار
شاخ نرگس جھکی ہے سوئے زمین
عندلیبون کے ہین یہی الحان
باغ مین آبشار روتے ہین
جب ہوا صرصر خزان کا دور
گل سوسن کا ہے کبود لباس
ای جوانان صف شکن فلک

تہور شعاران تیغ زن جم کر لڑے بادشاہ کے اوپر سحر کردیا جو اسرار نے پکار کر کہا اور یہ اشعار عبرت آمیز پڑھے ساحر رونے لگے جسم کھڑے ہو گئے دنیاے ناپائدار کا رنگ آنکھون کے نیچے پھر گیا لطف زیست نگاہون سے گر گیا جم کر سب کٹے ہوئے جو زندہ رہے وہ بھی تو تیغ و سنان مین وہ بھی مشتاق ہین کہ ابر لطلیموس پر حملہ کرین بڑھ بڑھ کر لڑین یکایک آواز شور ہوا سب نے دیکھا لطلیموس تخت پر سوار تاج زرنگاری برسر و چار قبۂ شہنشاہی در بر اسباب سحر تخت پر رکھا ہوا دور سے للکارا اے نمک حرامو کہان جاتے ہو ہم شہنشاہ لطلیموس کہکے تخت سے کود ایک گولہ اٹھا کر اس بہادر نے مارا کئی ہزار آدمیون کے سر جھپٹ گئے اسرار و ہمنگ بیدار بخت و اظہار شعبدہ باز وغیرہ نے جو سحر کیے گولے بے خطر لپٹ گئے جو یہ سحر ہو بچے لطلیموس نے آنکھ سے اشارہ کیا سب تر بتر ہو کر گر پڑے گل

کل ساحرون نے لطلیوس پر سحر کیے لیکن لطلیوس آگے سے ہاتھ سے اشارہ کرتا ہر سحر
باطل ہو کر زمین پر گرتا ہے جب خود گولہ مارا دو چار سو کے سر اُڑ گئے دس پانچ ہزار آدمی
لطلیوس نے مارے اب تلوار کھینچکر فوج پر جا پڑا تلوار ہلانا شروع کی جب تلوار ہلائی دو چار
سے کے سر اُڑ گئے اسطرح لڑتا ہوا لطلیوس چلا جاتا ہے سردارون کے مجبور ہو کر قدم اُٹھ جانے لگے

قضا سے کار اشراق جنی پھرتا ہوا طرف قلعہ طلسمی کے جاتا تھا کہ جا کر حال دریافت کرون
مہتاب کی صورت بنا ہوا آسمان پر اُڑتا ہوا آتا تھا یہ معاملہ جو دیکھا اسرار کو تو پہچانا اور
سردارونکو دیکھکر حیران ہوا مگر اُن بھاگا صاحبقران پہاڑ سے اترے ہین کہ اشراق دوڑتا
ہوا آیا عرض کی اے شہریار غضب ہوا اسرار نے بڑی فوج جمع کرلی ہے یا ہین آکر
لطلیوس نے گھیرا ہے جلد اپنے کو سرکار پہونچائین امیر نے فرمایا اے اشراق میرا مرکب
لا مین مرحلہ جات پر پیدل آیا اشراق پھر پلٹا لشکر صاحبقران مین پہونچا اشقر سے پکار کر
آواز دی آقا تیرا تجھکو بلاتا ہے اشقر لے اگاڑی پچھاڑی توڑ ڈالی مستقبل سے زین کسا لگام دہن مین دی
اشراق نے دوڑ کر زیر شکم اشقر کے ہاتھ دیا ہر چند اشقر کہتا ہے اے اشراق تو آگے آگے چل مین تیرے
ساتھ برابر پہونچونگا اشراق نے کچھ جواب ندیا اشقر کو لیکر بھاگا یہان صاحبقران کھڑے حیران
ہو رہے تھے کہ اشراق اشقر کو لیکر پہونچا صاحبقران پشت اشقر پر سوار ہوئے اشراق سے
تحمل کیا کہ ان کمترین رکاب پر ہاتھ رکھدیا مرکب طرارے بھرتا ہوا چلا اسوقت اُدھر صاحبقران
پہونچے کہ لطلیوس نے تین چار سحر کیے ہین دس بیس ہزار ساحر مارے کہ صاحبقران
آکر پہونچے آتے ہی نعرہ کیا نعرۂ امیر تصنیف مصنف

امیر عرب حمزۂ ذی حشم
چو رستم بسنجان پئے کین زدند
شد در برم فتح و نصرت نشان
زدم دیو عفریت را در مصاف
شد از جنگ بیدین ذلیل و نزار

منم قاتل کافران جہان
بدر رفت کنہ ا ب معلون نزار
گذر چون بجو مان گہ قاف شد
بنرہ کشادند دیوان قاف
در آید چو جاہ و ادب یافتم

منم صاحب تیغ و تیر و قلم
ز تیغم گریزند نوشیروان
چو در ساختہ جنگ شد آشکار
بخرا ... از عادل انصاف شد
ستمدون بد بخت کشتہ شدا
سلیمان ثانی لقب یافتم

مرد رسکے ہما صاحبقران کرے اشراق جنی کرنے لگا صدائے نعرۂ صاحبقران گنبد

لطلیموس کے ہاتھ پاؤں میں رعشہ آگیا تلوار روک لی سوچنے لگا کہ چلا جاؤں غیرت نے دامن پکڑ لیا کہ اے لطلیموس چلے جانا سراسر حقارت ہے یہ سوچ کے بڑھا لڑتا ہوا چلا امیر پہ آگ برسائی پانی برسایا امیر لوح چمکا دیتے ہیں کبھی اسم اعظم پڑھتے ہیں سحر کو ہٹاتے ہوئے چلے آتے ہیں لطلیموس نے ایک دو ہتھڑ مارا زمین کا نپی آگ کا دریا موج مارتا ہوا بڑھا صاحبقران زمان نے لوح چمکا کر اشقر کو اشارہ کیا اشقر جھم سے دریا میں پھاند پڑا ادھر دریائے آتش ہے ہر ایک شعلہ سرکش ہے لیکن مچھلیاں ہزاروں آشناوری کر رہی ہیں اشقر کو چپٹ گئیں امیر نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اسم حاشیۂ لوح ورد زبان کرو دریائے آتش مٹ جائیگا امیر نے اسم حاشیۂ لوح پڑھا ایک دھماکا ہوا دریائے آتش نابود ہوا امیر باہر نکلے للکارا کہ او لطلیموس منحوس کیوں غربا کو قتل کرتا ہے خوف خدا سے نہیں ڈرتا ہے یہ کہکر ٹھٹے کہ سر خاب کو جو سحر کا جوش آیا تلوار کھینچکر امیر پر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے امیر پر شعلۂ آتش گرے تلواریں پڑیں صاحبقران نے لوح کو چمکا کر ہاتھ مارا کہ سر خاب کے دو ٹکڑے ہوئے ایک غبار تیرہ و تار بلند ہوا صدہا کار پیدا ہوئے پروں سے سر پیٹتے کہ ہائے ہمارے آقا کو مار لیا افسوس کی بات ہے لطلیموس نے جو یہ ہنگامہ دیکھا مثل برگ بید کانپا پھر سوچا کہ میرے عجائب و غرائب میں طلسم کشا پھنسے گا ایک گولہ طرف صحرا کے مار دیا صاحبقران لڑتے ہوئے جاتے ہیں کہ دیکھا ملکہ بہار جادو مع چند کنیزوں کے دف دوائرہ بجاتا ہوا اپنی زبان سے یہ اشعار عبرت آثار گاتی ہوئی بناز معشوقانہ آتی ہیں

دل بیچ کر ہم نے ہمیں سیم و زر نصیب　　ہے تکلف قلب درہم داغ جگر نصیب

ہوتی نہ نیند آپ کو بھی رات بھر نصیب　　مجبور ہوں کہ آہ نہیں پر اثر نصیب

اچھا ہوا اے خدا دل پر سوز کے عوض　　ہوتا جو مجھکو شعلۂ نار سقر نصیب

عریاں ہماری لاش وہاں بھی پڑی رہی　　داماں حشر بھی نہ ہوا ہاتھ بھر نصیب

آنسو لہو کے بہتے ہیں آتا ہے کم جگر میں　　کیونکر ہو لطف خندۂ زخم جگر نصیب

لوگا عوض میں یار تغافل شعار سے　　ہوگا کبھی تو نالۂ دلکو اثر نصیب

شاید تری ادھر کو وہ ہاں ... لگے　　ہے کاش مجھکو ملک عدم کا سفر نصیب

چند سے ہوئے ہیں جو گردش گردون دون سے بھی / ہوگا نہ ڈھونڈھنے سے بھی اہل نظر نصیب
ہم وان گئے ہیں ڈھونڈھنے اسکو جہان سے / ہوتی نہیں ہمیں بھی ہماری خبر نصیب
صیاد نے رہا جو کیا ہے تو ہائے کب / مجھکو رہا بھی ایک نہ جب بال و پر نصیب
یارب ہنسے وہ رشک پری دانتوں کا عکس / اس بحر کو ہو موجۂ آب گہر نصیب
اُس سیم بر کو دل جو دیا ہے تو اے شرر / ہوتا دہکو درہم داغ جگر نصیب

وہیں سے ملکہ بہار نے پکار کر آواز دی اے شہریار کنیز سرکار کی تلاش میں آئی ہے آپ
کے فرزند کا مزاج بخیر و عافیت ہے صاحبقران بہار کو دیکھ کر شگفتہ ہو گئے بہار سلام کرتی
ہوئی قریب آ کے عرض کی حضور یہ بادشاہ طلسم بڑا سخت ہے اور نیرنگ ہے اپنے بادشاہ کو قید کر لیا
دیکھیے کھڑا ہوا سحر کر رہا ہے خواجہ عمرو نے مجھسے کہا آقا طلسم لطلیموس میں لڑ رہے ہیں اپنے کو جلد
پہونچا کنیز بہ تعمیل آئی ہے لوح مجھے دیجیے میں جا کر اسکے سر پر رکھدوں جلکر خاک ہو جائے حضور چلکر
بادشاہ طلسم سابق کو رہا کریں تب طلسم کشائی ہو جیسا حسن ہو کنیز بہت بدحواس ہو کر آئی ہے خواجہ
نے ارسطو یہ فرمایا کہ میں بیقرار ہو گئی اگر کوئی لفظ خلاف مزاج شہنشاہی نکل جائے تو اسکو
معاف فرمائیے گا لوح مجھے دیجیے میں ابھی لڑائی کا خاتمہ کر دوں در شناس تک پہونچنا مشکل ہوگا
کبھی وہ اپنے قریب حضور کو نہ آنے دیگا امیر لوح کو گلے سے اتارنے لگے کہ پہلو سے آواز آئی
اے طلسم کشا لوح نہ دینا ورنہ غضب ہو جائیگا پھر عمر بھر لوح نہ ملیگی امیر نے پلٹ کر اشراق کو
دیکھا کہ کھڑا ہوا سر پیٹ رہا ہے کہا اس لوح کا عکس بہار پر ڈالدیجیے امیر نے لوح جو چمکائی
ایک شعلۂ آتش جسم سے بہار کے نکلا مع کنیزوں کے جلکر خاک ہو گئی لطلیموس نے جو یہ معرکہ
دیکھا للکار کر آواز دی او اشراق اس طلسم میں مدتوں رہا کیا کیا عیش کیا آج ایسا دشمن
ہوا راہبری کے عوض راہبر ہوا ہے طلسم کشا کو آگاہ کرتا ہے اشراق جنی دونوں پانوں مار کر
زمین میں غرق ہو گیا لطلیموس جھنجھلا کر رہ گیا پھر ایک گولہ طرف صحرا کے مار دیا ٹوٹا ہوا آگ
برسی ایک سحر طرف صاحبقران کے گرد ابر گہر بار آکر حائل ہوتا ہے اپنے کو نظروں سے
امیر کے بچاتا ہے جب صاحبقران لوح چمکا دیتے ہیں لکہ ابر غائب ہوتا ہے صاحبقران
اُسی جانب بڑھتے ہیں چلے جاتے ہیں لطلیموس پر جا پڑوں لطلیموس کبھی دیوار سا آہن حائل کرتا ہے کبھی ابر

حال کرتا ہے کہ دیکھا امیر نے ایک دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہوا ہے ہوائے سیر داعی
ہے صاحبقران اُسی جانب چلے باغ میں جو آئے دیکھا عندلیبان خوشنوا بصد ناز و ادا زمزمہ
سرائی کر رہی ہیں ایک جانب چمن ہائے گوناگون ایک جانب نہرین لاثانی موج پڑ رہا ہے پھول
کھلے ہوئے غنچے چٹک رہے ہیں صاحبقران خراماں خراماں اُس باغ میں جاتے ہیں کہ دیکھا
ایک مقام پر چند طائر چہک رہے ہیں چمن نرگس کا آراستہ پھول کھلے ہوئے چشم معشوق کی کیفیت
دکھا رہے ہیں عاشقان چشم پھوڑے جاتے ہیں ایک پھول سے شرارہ نکلا دیکھا ملکہ مخمور سرخ چشم
دست بستہ کھڑی ہیں جھک کر سلام کیا رو رو کر کلام کیا کہ اے شہریار آپ تو چلے آئے نور الدہر
بن بدیع الزمان آپ کے نور نظر کو ناریوں نے گرفتار کیا وہ دیکھیے قید جاتی ہے بادشاہ طلسم کو
لطلیموس نے بلوایا ہے یہ سارا جھگڑا پھیلایا ہے صاحبقران نور الدہر کا نام سنکر گھبرا گئے
مخمور کے ساتھ چلے چند روشیں طے کی تھیں کہ دیکھا ایک ساحر سیہ فام نور الدہر کی چھاتی
پر چڑھا ہوا سر کاٹا چاہتا ہے مخمور نے سر پیٹ لیا کہا اے شہریار کنیز بیوہ ہوتی ہے اپنی بدنصیبی
پر روتی ہے جلد اپنے کو بچائیے امیر نعرہ کر کے جھپٹے کہ پہلو سے آواز آئی اے شہریار غفلت
یہ بالکل شعبدہ ہے تو سوچیے کہ یہاں نور الدہر کہاں بادشاہ طلسم لطلیموس کو کیا ضرور
تھا کہ آپ کے لشکر میں جاتا نور الدہر کو گرفتار کر کے لاتا برائے خدا لوح کو ملاحظہ کیجیے
امیر نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اسم حاشیہ لوح پڑھ کر دم کیا مخمور غائب ہوئیں وہ ساحر جو
نور الدہر کو قتل کرتا تھا چیخ مار کر ایک جانب بھاگا نور الدہر کو میں میں پھاندتے باغ غائب
ہوا امیر نے اپنے کو جنگل میں پایا امیر کو جو لطلیموس نے دیکھا سر پیٹ لیا بے اختیار پکار
اٹھا یارو طلسم کشا نے بڑی آفت سے نجات پائی میں جانتا تھا باغ سے عمر بھر نہ نکلے گا
اشراق نبی علیہ السلام کی مقدمات سے آگاہ کرتا ہے امیر کے برابر ملکہ اسرار آئیں دعائیں دینے لگیں
کہ خدا بیٹے کو سلامت رکھے غلامان جانباز ساتھ ہیں دشمن پر چلکر لطلیموس پر حملہ کریں
سر شقی سیاہ جو شرر دل ہم ہوا اب زور و شور ساحروں کا بھی کم ہوا صاحبقران اٹھے بڑھ کے
اسرار شعلہ بار قریب امیر کے آئی ایک جانب اُڑا شنیدہ باز ایک جانب
سر افیا و شغل بیدار بخت پشت پر اڑتے ہوئے صاحبقران پر چڑھے لطلیموس نے

دیکھا طلسم کشا میری جانب آتا ہے سحر کرنے لگا اسرار و اظہار سحر افعیل و نہنگ سحر دفع
کرنے میں مصروف ہیں لطلیموس نے جو ان ساحروں کو دیکھا ایک دو سحر مارا اور سحر کیا
یہ سب گر پڑے اظہار نے کما ذر الوح کا عکس ڈالیے ادھر بھی ایک توجہ کی طرف جا لطلیموس لوح
کا عکس ڈالا یہ سب اپنے مقام سے اُٹھے پھر ساتھ صاحبقران کے چلے تین مرتبہ لطلیموس
نے ان سب کو گرایا امیر نے ہر مرتبہ لوح کا عکس ڈالا ان سبھوں کو صحت دی یہ سب لڑتے ہوئے
چلے صاحبقران قریب لطلیموس کے پہونچے لطلیموس نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے
روک کر ہاتھ مارا آواز آئی کہ اے طلسم کشا یہ کیا کیا لطلیموس کے دو ٹکڑے ہوئے جیسے
ہی دو ٹکڑے ہوئے ایک قہقہہ کی آواز آئی صاحبقران نے دیکھا لاشہ سیہ فام زنگی کا تڑپتا
ہے اشراق برابر کھڑا کہتا ہے کہ اے شہریار حضور نے جلدی کی لطلیموس نکل گیا سحر
کر گیا فوج والے سب بھاگے صاحبقران کی فتح ہوئی لشکر کو لیکر چلے ہیں سرداران مدد کو
ساتھ ہیں کہ صحرا سے گرد اُٹھی ملکہ آزاد وغیرہ آگر سو چکے ہیں لشکر جمع ہوا آزاد نے حال لطلیموس
کا سنا کہا اے شہریار اب وہ آنے لگا جبتک حضور لوح کو دیکھکر نہ مارینگے قتل نہو نگا
ابھی بادشاہ سابق کو بھی رہا نہیں کیا کیونکر قتل ہوتا اُسکی بھی کسیقدر مدد ضرور ہے صاحبقران
نے لوح کو ملاحظہ فرمایا لوح میں مضمون نکلا مضمون لوح سے آگاہ ہو کر صحرا میں آئے ایک
نخل کے قریب پہونچے زیر نخل بیٹھکر اسم اعظم الہی پڑھا اسم جاشنہ لوح بھی ورد کیا ایک
طائر آسمان سے پیدا ہوا اشراق جنّی طائر پر سوار طائر کو مارتا ہوا آیا بجبر قریب امیر کے
لایا پشت طائر سے اتر اطائر چاہتا ہے کہ اُڑ جاؤں اشراق نے روکا امیر کو اشارہ کیا اس پر سوار
ہو جیسے یہ مقام قید افتتاح تاجدار تک پہونچائے گا امیر حمیت کر پشت طائر پر سوار ہوئے
طائر اڑتا ہوا جاتا ہے برابر کہکشان فلک کے بلند ہوا وہاں سے متوجہ بہ پستی ہوا قریب
ایک قصر کے اترا ارادہ تھی تھا اس طائر نے بدلگامیاں کیں امیر نے جب عکس لوح
کا ڈالا تب ساکن ہوا یہاں جو لاکر اتار ا اُتارتے ہی بھاگا امیر ہدایت لوح سے قصر
میں داخل ہوئے یہ طائر و قواق آدم خوار ہے امیر کو اُتارتے ہی اُڑ گیا خدمت میں
لطلیموس کی آیا لطلیموس ہدد ... بیٹھا ہے یہی ذکر ہو رہا ہے کہ میں ہاتھ سے طلسم کشا

سے خوب بجا سیاہ بخت کو لاکر قتل کرا دیا گردن پکڑ کے اُسکو سامنے طلسم کشا کے کر دیا شمشیر
کھڑے ہیں آپ کا شغل سحر میں نہیں ہے بطلیموس کہتا ہے بھٹکا بھٹکا کے طلسم کشا کو مار
ڈالونگا یہ ذکر تھا کہ وقواق آدم خوار آکر پہونچی کہا اے شہریار طلسم کشا کو میں کسنے برابر
قصر ہفت رنگ کے پہونچایا اب طلسم کشا قصر ہفت رنگ میں داخل ہوا لیکن قصر
اوّل میں داخل ہوا ہے چھ قصر اُسکو طے کرنا ہیں جو کچھ تدبیر میں پڑے تو کیجیے برائے رہائی افتتاح
تاجدار آیا ہے بطلیموس نے کہا او بیچیا آپ ہی طلسم کشا کو وہاں پہونچایا آپ ہی خبر دیتا ہی تو وہاں
کیوں گیا وقواق نے کہا اے شہریار اشراق حبشی بلا بمجھ پر آیا ہوا تھا لیگیا میری پشت پر سوار رہا
پسلیاں توڑ ڈالیں چاہتا تھا طلسم کشا کو گرا دوں طلسم کشا تمکس لوح کا ڈالتا تھا مجبور ہو گیا
اب آپ سے کہنے آیا ہوں ابھی سیر میں قصر اول کی مصروف ہے پلٹ کر بطلیموس نے آواز دی
ارے قرطاس اژدر در جلد جا افتتاح تاجدار کا سر لا قرطاس اژدر در سوار ہوا دو لاکھ جادوگر
لیکر چلا لیکن افتتاح تاجدار بادشاہ طلسم بطلیموس ساتویں قصر میں قید ہے آج جو صبح
ہوئی تو نگہبانوں نے دیکھا کہ افتتاح تاجدار ہنس رہا ہے نگہبانوں نے پکار کر آواز دی ای افتتاح
کیا ہنستے ہو افتتاح نے کہا آج رہائی پائینگے تخت پر سوار ہونگے چھ لاکھ ساحر ہمارے واسطے
جمع ہیں سب ہمارے مشتاق ہیں خدا بسم اللہ کرنے والے کو سلامت رکھے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر
ایک ابر سیاہ نمایاں ہوا دیکھا سب نے قرطاس اژدر در تخت پر سوار دو لاکھ ساحران
غدار پشت پر بجے کرو فر سے آکر پہونچا آواز دی افتتاح تاجدار کو لاؤ داہیں استاد
کرو جلاد حاضر ہوں حال افتتاح کے ناظر ہوں نگہبانوں نے کہا یہ او رفراد دیکھیے افتتاح
کا تو یہ قول تھا کہ آج ہم رہا ہونگے بادشاہ نے حکم قتل دیا اب کیونکر بچینگے افتتاح ہنس رہا ہے
کہ جلاد نے آکر ہاتھ پکڑ کر کھینچا کہا اے افتتاح ہنستا ہے تیرا وقت قتل کا آیا افتتاح نے کہا
ہم رہا ہوا چاہتے ہیں طلسم کشا دم بھر میں آتا ہے میاں قرطاس کو حال معلوم ہو گا کہ جلاد نے
[illegible] زمین پر دیا شکنجیں لگانے لگا پکار رہا ہے کہ اے قرطاس اژدر در حکم سمجھ بوجھ کر
اور نا قتل کرنا ہمارا کام ہے جلاد ہمارا کام نہیں افتتاح نے کہا او جلاد صاحب بیداد کیا بیہودہ
بکتا ہے ہم صاحبان ذوق و شوق ہیں ہمیں ایسے کافروں کے مرتبوں پر فوق ہیں ہمارے یہ سنتے ہی ظلم

در دل مردان حق باشد فراوان ذوق و شوق / شور زاید در دو دل افزون دو چندان ذوق و شوق
خود بخود پیدا شود اندر مزاج اہل حق / ہر زمان ہر ساعت ہر وقت ہر آن ذوق و شوق
راز پیش کس نمی سازند ظاہر اہل راز / مثل جان در جسم خود دارند پنہان ذوق و شوق
ہر دم از جام محبت در جہان حاصل کنند / اہل صدق و اہل سوز و اہل ایمان ذوق و شوق
از خدائے خویش میخواہند ہر صبح و مسا / عاشقان عشق و محبت اہل عرفان ذوق و شوق
ہست اندر نوع انسان خالی از انسانیت / گر ندارد در وجود خویش انسان ذوق و شوق
روز و شب در یاد حق مشغول شو مشغول شو / تا بود ہر وقت اندر دل نمایان ذوق و شوق
باشد اندر حمد حق مصروف تا وقت اخیر / حق اگر بخشد بدین ہندی ثنا خوان ذوق و شوق

قرطاس اژدر در حکم دے رہا ہے کہ جلد افتتاح تاجدار کو قتل کرو افتتاح کہتا ہے تیری کیا مجال ہو مجھکو قتل کر سکے میرا وقت آگیا کہ بعنایت پروردگار رہائی پاؤں تمہارے مذہب سے بھی منھ پھیر چکا وحدہ لاشریک کا مطیع و منقاد ہوا دل مائل فریاد ہوا جاتا دیکھتا ہے کہ حکم تعمیل ہوا چاہے کہ پہلوے قصر سے نعرۂ شیر کی آواز آئی کہ باشید اے کافران بیحیا واے نابکاران پردغا نعرۂ

امیر تصنیف مصنف
منم قاتل کافران جہان
پذیرفت کنجاب ملعون فرار
گند چون بجولانگہ قاف شد
برارزہ فتادند دیوان قاف
دراینجا چہ جاہ و ادب یافتم

منم صاحب چتر و تیغ و علم
ز تیغم گرزندہ نوشیروان
چو در باختر جنگ شد آشکار
جزا تر را ز عدل و انصاف شد
سمندون بدبخت گنہگار
سلیمان ثانی لقب یافتم

امیر عرب حمزۂ ذیحشم
چو رفتم بسنجان پی گیر و دار
شدہ بر سرم فتح و نصرت نثار
زدم دو عقرب را در مصاف
شد از جنگ بیدین ذلیل و نزار

نعرہ کرکے صاحبقران جا پہنچے تیغ عقرب سلیمانی کھینچے ہوئے لوح گلے میں پڑی ہوئی چلے بڑھکے جلاد کو مارا افتتاح تاجدار سے کہا اے افتتاح اٹھ بڑی تکلیف تو نے اٹھائی قرطاس نے آواز دی ارے ظالم افتتاح کو لینا چار جانب سے ساحرون نے حملہ کیا امیر نے افتتاح کی زبان سے سوزن نکالی اب جو افتتاح نے زور کیا قید آہن کو توڑ کے مثل تار عنکبوت کے پھینکدیا تڑپ تڑپ کر اٹھنے لگا افتتاح تاجدار نے قصد کیا کہ قرطاس اژدر در پر جا پڑون بیچ میں جادوگرون نے

روکا اُنسے لڑنے لاکھ جادوگر چاہتے ہین افتاح کو روکین مگر افتاح کب رکتا ہے قرطاس نے
جا بجا اسکے گرد جادوگرون نے بیچ مین روکا مگر کب رکتا ہے مانند شیر خشمناک جا پہنچا اسکو چیر کر
پھینکدیا اسکو آتش سحر و غضب مین جلا دیا برابر قرطاس کے پہونچا قرطاس نے کئی گولے مارے
افتاح نے اُف اُف کرکے دفع کردیے جب برابر پہونچا قرطاس نے ہاتھ مارا افتاح
نے بےخوف کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر پھینکدی اور غصے مین ایک طمانچہ مار دیا سر
قرطاس کا مثل گوی غلطان زمین پر لوٹتا ہوا جاتا ہے لاشہ زمین پر گرا غبار بلند ہوا آواز آئی
کشتی مرا نام من قرطاس اژدر رو بود تکہ ہاے ابر ٹوٹ ٹوٹ کر زمین پر گرے ٹکڑے ابر روئی
کے گالے معلوم ہوتے تھے جا بجا زمین پر پڑے تھے فوج والونکو معلوم ہوا کہ ہمارا افسر قرطاس
اژدر و مارا گیا گھبرا کر بھاگنے لگے تھوڑے ہی عرصہ مین فتح ہوئی امیر افتاح سے بغلگیر
ہوے افتاح نے قدمون پر آنکھین ملین اشراق جنی جو آیا گھبرا کر سلام کیا کہا ای شہریار
مبارک ہو کہ آپ نے بادشاہ کو رہا کیا بطلیموس انکا مدار المہام تھا ایسا زور پایا کہ
طلسم پر قبضہ کرلیا یہ گرفتار ہوے افتاح نے عرض کی حضور چند ساعت یہان توقف
کرین جن لوگون نے میرے ساتھ نمک حلالی کی ہے اور لڑ بھڑ کر قید ہوے انکا لانا ضرور ہے
چند ساعت مین حاضر ہوتا ہون ای اشراق تم سرکار کا دل بہلاؤ یہ باتین تھین کہ صحرا سے
گرد اڑی لشکر صاحبقران کا آکر پہونچا ساحر و غیر ساحر بارہ لاکھ آدمی ہین ہفت قصر نزول
اجلال فرمایا بارگاہ کلان استادہ ہوئی افتاح پر پرواز پیدا کرکے روانہ ہوا تھوڑی ہی عرصے
مین نوبت نقارے کی آواز آئی امیر نے دیکھا کہ افتاح تخت پر سوار چار پانچ لاکھ ساحر
پریشان حال بال سر دن کے ناخن دست و پا کے بڑھے ہوے متفرق بحواس آگے ہو سجے
افتاح تاجدار خدمت صاحبقران مین آیا عرض کی حضور اب جلدی کرین غلام لشکر کو درست
کرتا ہے صاحبقران نے تخت کو بارگاہ مین بچھوایا افتاح کو امیر نے تخت پر بٹھایا فرمایا کل صبح کو
برای تباہی طلسم و مرحلہ جات جائینگے افتاح تاجدار نے عرض کی غلام ہر مقام پر ساتھ رہیگا کوئی
دھوکا نہ دیسکیگا صاحبقران زمان امیر عالیشان نے بعد نماز صبح کے لوح کو ملاحظہ فرمایا مضمون
سے آگاہ ہو کر اٹھے ساتوین مکان مین جہان لشکر اترا ہے اسکے کوٹھی پر تشریف لائے افتاح

نے کہا بسم اللہ صاحبقران نے سپر کو بیرونگے نیچے دبایا لوح کو بھی گردش دی پشت بہ فضح کے
پہونچے زمین پر قایم ہوئے ایک نخل کو دیکھا جکو دیکھ چکے ہین ایک طایر کلان نخل پر آ کے
بیٹھا پکار کر آواز دی او طلسم کشا کیہ تو نے خوف نکیا اس مقام پر آیا پلٹ کر دیکھ اس دیو کا ایک
ہی لقمہ ہو امیر نے پلٹکر دیکھا ایک دیو سیاہ وار تشاد کو جرخ دیتا ہوا آتا ہو دیو نے آ کر وار
سر امیر پر لگائی صاحبقران نے تو چیر وار کو رو کا دیو نے ایک چیخ ماری لو جسے شعلہ نکلا
سر دیو کے گر ا دیو جلنے لگا دوسری طرف سے ایک زنگی دمخوار تیغ برق تاب کھینچے ہوے
للکارتا آتا ہو او طلسم کشا اب کہان جائیگا دیو سیاہ کو مارا میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا یہ کہکر
تیغ مارا امیر نے چاہا جواب دون ایک ہاتھ لگاؤن وہ زنگی جوان پکر زنگی بھاگا امیر حیران ہو کر
دیکھنے لگے کہ آسمان سے آواز آئی اسکا پیچھا کیجئے کری راہبر ہو صاحبقران اسکے پیچھے دوڑے
افتتاح بھی آواز دیکر چلا تھوڑی دور جا کر دیکھا ایک جھیل مین زنگی بھاگا آسمان سے افتتاح
نے آواز دی یا امیر اسکا تعاقب نہ چھوڑ دیجیگا جب وہ جھیل مین پھاندا صاحبقران بھی جھیم
سے پھاند پڑے پانی مین کپڑے تر ہوے صاحبقران نے دیکھا ایک اور باغ پر زنگی کھڑا ہے
باغ سے لوگونکو پکار رہا ہو کہ یارو طلسم کشا آ پہونچا افتتاح تاجدار ساتھ ہی اندر سے دو زنگی
نکلے انھون نے کہا اے سیاہ رو تو نے غضب کیا طلسم کشا کو لگا کے لایا ہم سبھونکو قتل کرایا
تب سیاہ رو نے کہا کہ یہان حمزہ نہ آئیگا کہ سامنے سے صاحبقران کے نعرہ کی آواز
آئی ان دونون نے کہا او جھوٹے دیکھ طلسم کشا آ پہونچا اس زنگی نے کہا خوش گلوکو بلاؤ
ان دونون سے اور اس زنگی سے تکرار ہونے لگی کہ اندر سے باغ کے ایک مالن کو دیکھا
بھاری لہنگا چندری اوڑھے ہوئے انوٹ بچھوے ہاتھ پاؤن مین بصد ناز ہنستی ہوئی
نکلی صاحبقران کی جانب دیکھکر مسکرائی پکار کر آواز دی یا صاحبقران یہ زنگی مجھیر جبر کرتے
ہین مجھکو آکر بچائیے کنیز کا یہ حال ہو عرض کرنا محال ہو نظم

کیے ہین جمع گل اچھے جہان غنچے جیسے گلشن مین
اوڑھا مین جیجیان تونے دشت جنون بس بس
ہماری سرو آہ مین یون تند مین ان تنکو کی جھیر و مین

ابھری ہی ساری عالم کی بہار اچھے نشیمن مین
نہ باقی ہو گریبان مین نہ کوئی تار دامن مین
کہ جیسے منھ پڑی ٹھنڈی ہوا چلتی ہو ساون مین

ہنسنے دیتے ہیں غنچے بلبلیں نغمہ سرا سب ہیں ٭ بچھی ہے مخمل سبزہ بہار آئی ہے گلشن میں
مجھے آتے جو دیکھا سامنے سے بستم و تم ٭ لگایا یار نے دوہرا دوپٹہ اپنی چلمن میں
خبر کر دے ذرا یک اجل جا کر یہ بستو تمکو ٭ کھلے ہیں آج میخانے بہار آئی ہے گلشن میں
مگر رو لیں ہمارے آتش فرقت یہ بھڑکی ہے ٭ بہائے اشک اب چنگاریاں گرتی ہیں دامن میں

اس نازن نے یہ اشعار گا کر صاحبقران کو بلایا جب صاحبقران قریب آئے وہ زنگی کہ جو صاحبقران زمان کے آگے بھاگ کر آیا ہے بیچ میں کھڑا ہے وہ دونوں زنگی دست راست و دست چپ کھڑے ہیں جیسے ہی وہ نازنین قریب صاحبقران کے پہونچی اس نازنین نے ہاتھ بڑھایا کہ صاحبقران کا ہاتھ تھام لے دونوں زنگیوں نے کہا کیوں او سیاہ رو دیکھ ہماری معشوقہ طلسم کشا سے لگاوٹ کرتی ہے تو یہان تک نہ لاتا تو یہان صاحبقران کب آسکتے تھے یہ کہا دونوں نے ہاتھ تلوار کے مارے اس زنگی نے چاہا سر کو بچاؤن نہ بچ سکا ایک کی تلوار گردن پر پڑی ایک کی سر پر پڑی اوسکے دو ٹکڑے ہوئے جسم سے فوارہ خون کا نکلا وہ خون جسم پر ان دونوں کے پڑا تو یہ بھی جلنے لگے تینون جلکر خاک ہو گئے اس عورت نے کہا ای شہریار تینون عاشق میرے مارے گئے آپکی وجہ سے فساد ہوا ورنہ یہ کاہیکو لڑتے اب میں ایسے عاشق کہان پیدا کرونگی آپ میرے ساتھ چلیے میں صاحب شوہر ہون ذرا شوہر کو سمجھا دیجیے صاحبقران دیکھتے ہیں کہ حسین جمیل کمسن باتین ایسی کرتی ہے امیر نے کہا تیرا شوہر کیسا ہے کہ جو اپنے تیرے عاشقونکو قبول کیا اس نامرد کو کچھ رشک نہ آیا اسنے کہا کہ آپ مگر ادنہ کیجیے میری ساتھ اندر باغ کے چلیے کہ ایک طائر نے آواز دی ساتھ اسکے باغ میں جائیے تو خبر نگاہ رہے افتاد سے اپنے کو بچایئے گا امیر نے کہا اے نازنین باغ میں چل آگے آگے وہ نازنین لنگا بھڑکاتی ہوئی چندری کو درست کرتی ہوئی سینہ کو ہاتھ سے برابر کرتی جاتی ہے بقول شاعر
شعر
نتھ کے موتی سے صاف پہچانا ٭ ہالۂ ماہ کا ستارہ ہے ٭
اندر باغ کے وہ داخل ہوئی صاحبقران نے بسم اللہ کہکر قدم رکھا جیسے ہی اندر داخل ہوئے دیکھا ایک جوان بڑے قد کا دھوتی باندھے ہوئے مرزائی پہنے ہوئے بیلچہ کاندھے پر بارہ ہزار عورتیں پشت پر سب کے ہاتھ میں بیلچے جیسے ہی اس جوان نے صاحبقران کو آتے دیکھا بے اختیار

ہو کر آواز دی ارے طلسم کشا کو لینا رنگین جادو نگالائی امیر تلوار کھینچ کر جا پڑے حکم لوح دیکھ
چکے تھے جس نازنین کو قتل کرتے ہیں افسوس آتا ہے کہ ان عورتوں کو میں کیا قتل کروں دو بیلچے
حلے کرتی ہیں لنگوٹے باندھا ہے چندریوں کی گاتیاں باندھی ہیں جاتی ہیں صاحبقران کو قتل
کریں بیلچے مارتی ہیں ذرا صاحبقران غفلت کریں تو بیلچہ پڑے کہ دو ٹکڑے ہوں صاحبقران
جم کر لڑ رہے ہیں اور افسوس آتا ہے کہ لب تک آتا ہے خوف جان سے لڑ رہے ہیں لڑتے لڑتے
پیچھے ہٹے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اشجار جادو کو قتل کرو سر اٹھا کر دیکھا کہ وہی بے وفا سب کو
ترغیب دے رہا ہے غل مچاتا ہے کہ طلسم کشا جلد قتل کرو امیر نے تاکا لڑتے ہوئے اسکی جانب
چلے وہ للکارتا ہے اے کمبختو طلسم کشا آتا ہے مجھے بچاؤ ورنہ پچھتاؤ گی اگر میں مارا گیا سب تباہ ہو گی
امیر ان عورتوں کو ہٹا کر لڑتے ہوئے چلے دو چار کو قتل کیا قریب اشجار کے پہونچے اشجار
نے بیلچہ مارا امیر نے خالی دیکر کمر پر ہاتھ مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی اشجار کے وہ
سب عورتیں چیخیں بھاگیں غلغلہ کرتی ہوئیں کہ طلسم کشا نے ہم سبکو بیوہ کیا بستی کھینچیں بال
اپنے نوچے سب نے بر ملا کر آواز دی باغ سے باہر نکل میں بٹ رہی ہیں [illegible] تخت پر
بیٹھا ہے گرد شیر و وزیر سب نے جمع ہیں کہتا ہے یارو قرطاس ابھی بادشاہ طلسم کا سر پیکر نہیں آیا
کہ ایک طائر منقار کھولے ہوئے غل مچاتا ہوا آیا کہ ارے بادشاہ طلسم جلد مدد کر غضب ہوا طلسم کشا محل
زنان پر پہونچا جلکے کچھ فکر کیجے ورنہ طلسم کشا بڑھتا آتا ہے اے بادشاہ آگاہ ہوا اچھی طرح فکر کر کے ہم مجھکو
بھاگتے ہیں ورنہ بہت پریشان ہو گا ہمارے کہنے کو خیال کرلے ان اشعار کو سن لے نظم

مسافر ہیں اے لیلو عدم سے دل کو لائے ہیں — امانت ہے تمہاری دور سے دینے کو آئے ہیں
بھر آئے درد کچھ ایسا کہ میری باتیں سن سنکر — کلیجہ تھام لیتے ہیں جو دل پر چوٹ کھائے ہیں
تسلی سے زیادہ بیقراری گر نہیں ہوتی — تو پھر کیوں اصول مضطر وہ سمجھانے کو آئے ہیں
بر آئی دید کی حسرت بھلا ہو کشش تیرا — تماشہ دیکھنے کو میرے مرنے کا وہ آتے ہیں
ہوئے ہیں ایسے عاجز اب دل بیتاب کے ہاتھوں — کہ ہم فریاد کرنے کو در دولت پر آئے ہیں
میں ایسا خیر خواہ حسن تھا جسکے جنازے کو — خوشی سے سارے عالم کی حسین ملکر اٹھائے ہیں
اگر باتوں میں منصوری نہ چھوڑوں اپنے کا — کہ مرنے والے کچھ سر پھوڑنے کو در پر آئے ہیں

اوسے تمکو خبر بھی ہے دہر آئے مین سینہ پر	جو ولیتے ولولے جوش جوانی سے بپا ہوئے ہین

یہ اشعار پڑھا اور زور سے ارے ہوشیار بلد بیدار ہو لطلیموس نے پلٹ کر طرف حقل کے
دیکھا کہا یار دیکھنا باغ اشجار تک طلسم کشا آگیا ہے تب ہی اورنگ مسند نشین وشیرنگ
پردہ پوش دونون بھائی اُٹھے غرض پی سے شعر بار بتقدر حکم یہ فوج بھیجا مین لطلیموس نے
کہا فوج بحساب ہے مگر طلسم کشا آیا ہے اسوقت ہار تم لوگون نے گرفتار کر لیا تو عجب
نہین کہ غالب آجاؤ اورنگ وشیرنگ تین لاکھ فوج لیکر چلے صاحبقران در باغ پر
حیران کھڑے ہین وہ عورتین صحرا مین تحقیق نہ ہوئی ہین کہ صحرا سے گرد اٹھی اورنگ
وشیرنگ تین لاکھ فوج سے آکر ہیو نہیا یار نے سنا ہوا کہ امیر پہ ہلو کرین افتتاح تاجدار طائر
بنا ہوا سر پر صاحبقران کے موجود تھا فوراً تیغہ کھینچے اُتر آیا پکار کر او زری اور نامردو طلسم
کشا کو اکیلا نہ جاننا فوج طلسم کشا کو دیکھنا چاہتے ہوا ے عیوق خارہ شکن جلد حاضر ہو
آتنا کلمہ منہ سے نکالکر دیکھ رہی کہ صحرا سے گرد اڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر
تین لاکھ فوج علاوہ ان سب لاکھون فوج کے اور فوجون کے تانتے بندھے ہوئے جلم اسے
زرنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے بڑھے ہوئے چلے آتے ہین تخت بادشاہ کوتل کاندھے پر لیے ہوئے
ملکہ آزاد و اسرار وغیرہ ساحران نامی طاؤسان زرین بال پر سوار بڑھے ہوئے چلے آتے ہین
مقبل دفادار مرکب صاحبقران کا لیے ہوئے ایک جانب جواہر خنجر زن بارہ لاکھ کا
لشکر ہمراہ آکر پہونچا اورنگ وشیرنگ دیکھکر گھبرا گئے یا تو ارادہ تھا کہ حملہ کرین یا رک
گئے اُسی مقام پر آگے بڑھے صاحبقران کی بارگاہ استادہ ہوئی سرداروں کو لیکر داخل بارگاہ
ہوئے لشکر اپنے مقام اُترا اورنگ وشیرنگ سوچتے ہوئے اپنے مقام پر آئے انجمن مشاورت
کو منعقد کیا شمع راے روشن کی کوئی بات عقل مین نہین آئی کہہ رہے ہین کیون یار دیکھے
جائین تو کیسی بدنامی ہے بارہ لاکھ فوج طلسم کشا کے ساتھ ہے افتتاح تاجدار بادشاہ زادہ ار
طلسم کا براے مدد موجود ہے وہ ضرور کد و کاوش کریگا شیرنگ نے کہا کیون گھبراتے ہو رات کو
مین طلسم کشا کو پکڑ لاؤنگا لیکر خدمت مین بادشاہ کی چلا جاؤنگا لطلیموس کیسا خوش ہوگا
یقین ہے کہ نائب طلسم کریگا سب نے کہا اگر یہ ہوسکے تو بڑی بات ہے تمام طلسم والونکی جان بچ

سے کہا دیکھنا کیا کرتا ہوں امیر مشتاق طبل جنگی رہے جب طبل جنگی کفار کے لشکر میں نہ بجا
خاصہ کھا کر آرام فرمایا نیرنگ اپنے مقام سے اٹھا صورت بدل کر لشکر اسلام میں آیا پھرنے
لگا بارگاہ صاحبقران دریافت کرکے پشت بارگاہ پر آیا بارگاہ کو تاک کر نقب سحر دیتے اسکا
گوشہ بارگاہ میں صاحبقران کے نقب توڑی دیکھا شمعیں کافوری روشن ہیں بارگاہ مانند
فردوس شب قدر آراستہ ہے صاحبقران سو رہے ہیں لوٹ بیٹھے پر شمل زرتب قرنیات ہی
ہے وہاں کو دیکھکر بیتاب ہوگیا شمعوں کو گل کرتا ہوا قریب پلنگ صاحبقران کے آیا اسقدر تھی
سے نیرنگ نے سمجھی جیسے ہی امیر نے کروٹ لی مقراض سے دونوں کان کاٹ لیا خیال میں آیا
خاصہ کشتا کو بھی اون خوف ہوا کہ طلسم کشا صاحب اسم اعظم ہے ایسا نہو کہ اسم اعظم پڑھے ہاتھ پاؤں
میں رعشہ آجائے کچھ خرابی ہوجائے لوٹ کو لینا غنیمت جانا شعلہ بنکر بارگاہ سے نکلا جواہر در
بارگاہ پر بیٹھا تھا دیکھا ایسے کہ شرارہ چمک کر بارگاہ صاحبقران سے نکلا جواہر گھبرا گیا پلٹ کر
بارگاہ میں صاحبقران کی آیا دیکھا امیر سوتے ہیں لوٹ گلے میں ندارد بدحواس ہوگیا بہتیرا
ہی ساحر کا پایا روتا ہوا باہر افتتاح تاجدار رات بھر بیقرار رہا ہے طلاے سے پھرتا ہوا آتا
تھا جواہر کو بدحواس دیکھا پکار کر آواز دی اے جواہر خیر تو ہے جواہر نے کہا اے افتتاح تاجدار
غضب ہوا کوئی ساحر آیا لوٹ لیکر صاحبقران کی چلا گیا وہ شرارہ چمکتا ہوا جاتا ہے افتتاح
نے سپیٹ لیا کہا اے جواہر کیا ارادہ ہے جواہر نے کہا جاکر عیاری کرتا ہوں یا لوٹ لی
یا جان دی افتتاح تاجدار نے کہا میں بھی وقت پر پہونچونگا کیا مجال ہے کسیکی کہ لیکر جائے جواہر
رنگ و روغن عیاری کا لگا کر صورت بدل لشکر کفار میں آیا پھرتا پھرتا بعطرداؤ کو جاتا ہے
لوگ سوتے ہیں طلاے کا گشت ہو رہا ہے حاضر باش و ناظر باش کی صدا بلند ہے اورنگ
انتظار میں نیرنگ کے بارگاہ میں بیٹھا ہے کہ نیرنگ آکر پہونچا بدحواس گھبرایا ہوا کہ دروازے
پر بارگاہ کے آواز آئی دہائی ہے سرکار کی میری فریاد کو پہونچیے دن دہاڑے اس لشکر میں یہ بدعت
ظالموں نے خوب سر اٹھایا لونڈی کو لوٹ لیا اورنگ نے پوچھا کیوں بھائی کیا ہوا نیرنگ
نے اتنا کہا کہ میں لوٹ لایا یکایک فریاد کی آواز آئی کہا ارے دیکھ تو یہ کون روتا ہے خادموں نے
عرض کی حضور ایک نازنین نمایاں ہے فریاد کرنے آئی ہے در دولت پر

روتی ہے ترکون کا جو رسالدار ہے اُسنے اسکی ہیکل لی اور ہزار روپے چھین لیے اُسنے دہائی
دی تو گرزن پکڑ کے نکالدیا دونون نے کہا بلاؤ دیکھا عورت نازنین نہایت حسین و جمیل اپنے
چاہنے والونکی کفیل جوڑا بھاری پہنے ہوئے دریاے جواہر مین غوطہ زن حسن مین رشک
چمن آنکھون سے دریا اشکونکا جاری صاف ثابت ہے کہ شاطۂ تقدیر نے موتیونکا سہرہ چہرۂ
انور پر آراستہ کیا ہے یا صدف کا منہ کھلا ہے گوہر آبدار نکل رہے ہین اشک متصل جاری ہین نیرنگ
نے پوچھا اے نازنین کیا ہوا اُسنے فریاد کی کہا اے شہنشاہ آپ کے لشکر مین بڑا اندھیر ہے کہ رسالدار
نے میری ہیکل اُتار لی مین جو داد کو گئی تو فرماتے ہین ہم تجھکو نہین پہچانتے اسپر حسرت لیتی ہوئی
کہنے نیرنگ کے ہاتھ مین لوح تھی قدمون سے لپٹ گئی کہا مین حضور سے اپنی داد لونگی مین
نے روپیہ روپیہ کرکے جمع کیا تھا مین لٹ گئی کسی کام کی نہ رہی یہ جو حضور کے ہاتھ مین ہے
ایسی ہی وہ بھی تھی ذرا مین دیکھون نیرنگ نے بہ محبت پشت پر ہاتھ رکھا کہا اے جان جہان
واے آرام دل خستہ جان یہ لوح طلسم لقلیموس ہے ابھی مین طلسم کشا سے لایا ہون تیری
بھی ہیکل ایسی ہوگی نازنین نے پاؤن مین چٹکی لیکر کہا مین کیا تیری لوح لیلونگی ذرا مین دیکھ لون
پھر واپس دونگی نیرنگ سوچا کہ ابھی دیدیگی لوح کو لیکر کہان جائیگی نیرنگ نے لوح اسکو دی
نازنین لوح کو چھپانے لگی کمر مین رکھ لی کہا اے شہنشاہ ساحران یہی چیز ہے یہی تو اُسنے چھین لی
تھی نیرنگ نے کہا واہ یہ لوح طلسمی ہے ابھی مین لیکر آیا ہون یہ نہ لیجانے دونگا نازنین نے
کہا مین تو نہ دونگی مین اسکو لیجا کر بیچونگی یہ کہکے چاہا لے بھاگون نیرنگ نے ہاتھ پکڑا کہا ارے
یہ لوح سب مین نہ لیجانے دونگا جان و روح طلسم ہے نازنین نے لوح نکالکر پھینک دی کہا
لے ناقدرے دس روپے کی چیز پر یہ نخرے کرتا ہے مین جا کر کوتوال سے فریاد کرونگی کوتوال میرے
نام پر جان دیتا ہے وہ دوڑ لیجائیگا نیرنگ نے ہرچند ہاتھ تھاما کہ مین اسکے بدلے تجھے اور
تحفہ دونگا نازنین نے کہا بس آپ کی قدردانی کھل گئی یہ کہکے بھاگی اورنگ مسند نشین
نے کہا مین لوح تو دیکھون لوح مین کیا لکھا ہے اورنگ نے جو لوح کو دیکھا دیکھتے ہی سر پیٹ
لیا کہا ارے یہ لوح طلسمی نہین ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ [illegible] بتا دم [illegible] گئی نیرنگ
دوڑ [illegible] پکار کر آواز دی [illegible] یہ عورت نہ جانے پائے باہر دو [illegible] نے کہا وہ تو [illegible]

بھاگی جاتی ہے نیرنگ نے ہاتھ مین لوح کو لیا لیکر امتحان کیا سحر فراموش نہ ہوا اورنگ
سے کہا بھائی صاحب مین بارگاہ سے نکلنے کرلاتا ہون یہ کہکے اُترتا ہوا چلا اورنگ سے
لگیا کہ کیا بلا کے عیار مین جتنی دیر مین کرین رکھا اُتنے ہی عرصے مین بدل لایا جواہر بھاگا
ہوا جاتا ہے سامنے لشکر کے پہونچا افتتاح تاجدار کلیجہ پکڑے کھڑا ہے جواہر کو جاتے ہوے
دیکھا پکارکر آواز دی ارے عیار طرار تیرا ہی انتظار کر رہا تھا ورنہ مین خود آتا ان دونون کی کیا
حقیقت ہے بارگاہ مین دریاے خون بہا دیتا لیکن تم منع کر گئے تھے جواہر نے کہا نرا لوح لایا
افتتاح یہ کہتا ہوا دوڑا کہ اے برادر جلد چلو صاحبقران غمگین بیٹھے ہین نہایت رنجیدہ
ہین کہ آسمان سے نعرہ اوس نگارستم نیرنگ پردہ پوش کڑک کر زمین پر آیا چاہا جواہر کی
کمر مین پنجہ دون اور لے اُڑون جواہر نے لوح کو جھکا دیا نیرنگ ہاے کہکر زمین پر رہ جواہر
لے خنجر مارا اشکم چاک تھا یہاں آواز آئی کُشتی مرا نام من نیرنگ پردہ پوش بود
اورنگ مسند نشین بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ نیرنگ کے ہاتھ کا گلدستہ جو میز پر رکھا تھا
مرتے ہی نیرنگ کے وہ گلدستہ جلگیا اورنگ نے سر پیٹ لیا کہا ارے بھائی میرا مارا گیا
معلوم ہوتا ہے افتتاح تاجدار نے مارا غصے مین لشکر سلطان مین گھس گیا ہوگا
وہان تلوار چلی افتتاح تو بلاے روزگار ہے ایسے شخص کو مارا مگر مین بھی بوٹیان کاٹ کر
کھا جاؤنگا یہ کہکے اُٹھا فوج والون سے آواز دیکر کہا یار ولینا گینڈے پر خود سوار ہوا جھولی
بائین ہاتھ پر ڈالی کل لشکر پشت پر افتتاح نے جواہر کو گلے سے لگایا صاحبقران کو
ہرکارون نے خبر دی جواہر آگیا لوح بھی لایا ہے ایک بھائی کو مارا صاحبقران خوشی خوشی
بارگاہ سے نکل آئے افتتاح تاجدار نے لوح لیکر گلے مین صاحبقران کے پہنا دی
کہ یکایک نعرہ ہوا انم اورنگ مسند نشین کل فوج نے اسکی گولے ترنج و نارنج مارے
کئی ہزار جادوگر مر گر گئے افتتاح تاجدار نے کہا حضور آرام کرین غلام جاتا ہے ابھی
انتظام کرکے آتا یہ کہکے افتتاح چلا امیر پشت شتر پر سوار ہوئے افتتاح نے آکر دیکھا
ایک ابر سیاہ لشکر پر چھایا ہے اس سے پتھر برس رہے ہین افتتاح نے اشارہ کیا وہ ابر
سیاہ پلٹ کر لشکر اورنگ پر گرا ہزارہا کے سر پھٹے ہاتھ ٹوٹے کچھ غرق زمین ہوے فریاد فریاد

کی صدائیں بلند ہوئیں بیتاب ہو کر چلاتے تھے اے اورنگ مسند نشین ہمیں اس آفت سے
بچاؤ ہم سب تباہ ہوئے جاتے ہیں پلٹ کر اسنے ابر کو شایا افتتاح سے سحر چلنے لگا کسی گولے
افتتاح تاجدار پر پھینکے افتتاح تاجدار نے دفع کیے ایک گولہ تھام لیا اور اسی گولے
پر اسم سحر پڑھ کر اورنگ پر پھینک مارا اورنگ کا سر پھٹ گیا فوج نے جو افسر کو اس حال
میں پایا سب اہل فوج سر پیٹتے بھاگے افتتاح مارتا ہوا پلا صاحبقران نے دور سے
دیکھا کہ افتتاح فوج کو مارتا ہوا جاتا ہے فوج والے بھاگے جاتے ہیں صاحبقران
نے گھوڑے کو روک لیا پکار کر آواز دی اے افتتاح تاجدار اب انکا پیچھا چھوڑ دو ان
غریبوں کو کیوں مارتے ہو وہ خود بھاگے جاتے ہیں افتتاح تاجدار کہنے سے امیر
کے رک گیا ایک ابر دھواں دھار اٹھا ابر سے نعرے کی آواز آئی منم شہنشاہ لطلیموس او
افتتاح کیوں تیری قضا آئی ہے فوج پر نعرہ کیا کہا کیوں بھاگے جاتے ہو فوج ملی ابر سے
دس لاکھ ساحر پیدا ہوئے لطلیموس نے اتر کر ابر سیاہ افتتاح تاجدار پر گرا دیا عرصے
تک افتتاح تاجدار اسی ابر میں بند رہا بعد عرصہ دراز کے مثل برق چمک کر نکلا للکارا
کہ او نامرد ازلی و ابدی یہ ہمارا لخلخہ ہمارا بہت اور پر حرمت کرتا ہے لطلیموس نے جھولی میں ہاتھ
ڈالا ایک کاغذ ہفت رنگ نکالا ایک شیر اور گرگ کاٹ کر طرف صحرا کے پھینک دیا آواز دی کہ اے
شیر آدمخوار و گرگ مردم در افتتاح تاجدار کو چیر پھاڑ کر کھا لو صحرا سے ہزار ہا شیر
بھیڑیے آ کر لشکر اسلام میں پہنچے گرگ ہزار ہا بندگان خدا کو مار ڈالا کئیں پکڑ کر چیر ڈالا گوشت
چٹ چٹ کھا لیا افتتاح تاجدار نے آواز دی اے شہریار یہ حربہ طلسمی ہے اس کا دفع ہونا
دشوار ہے ہر چند کہ غلام آپ کا دفع کرنے پر قادر ہے یہ راہ بھی خفیہ نہ ظاہر ہے مگر لوٹ
ہنگام دیکھیے ہم صاحبقران سے بڑھ کر لوٹ لوٹ یہ حال شیر بڑھ کر حملہ کیا شیر بھیڑیے مارتے ہوئے
بھاگے چند کس جا لگے لطلیموس نے پھر جھولی پر ہاتھ ڈالا قبولہ نکالا آواز دی اے
قہر آتش سیاہ باطل پرستی وقت ساند و سامان ہے یہ کہکے دشت و صحرا میں اندھیرا
ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد دیکھا دس جوان قوی تن قومی سن فرش بچھا رہے ہیں دم بھر میں
فرش بچھا کر تیار کیا مسند لگا دی سمرات پھر گرد آئی ایک مہمانہ ایک نازنین اگر

اتری کئی سے کنیزین اسکے ساتھ تھاسنے ٹھیکرالا اپنا شروع کیا یہ غزل گا رہی تھی سننے والونکو یہ نازو انداز گا کر لبھا رہی ہے غزل

اے جنون پاس کوئی جز طوق گلو گیر نہین — طوق گردن مین نہین پاؤن مین زنجیر نہین
تاسلے کر ابروِ جانان کے تصور مین دل — ہے کمان واقعی بیکار ترا تیر نہین
احتیاط اسقدر اسکی تو عبث کرتا ہے — جسم آخر ہے ترا خاک کچھ اکسیر نہین
ہوئی اس بزم مین ہے طور زبان جسکی دراز — شمع کیطرح سے سر کٹنے مین تاخیر نہین
کیون مرقع نہین دفتر کونین کو ہم — فرد وہ کون ہے جسمین تری تصویر نہین
وعدے مین عذر جنین آنے مین ہر عذر بہانہ — کون ہے ناز ترا جسمین کہ تزویر نہین
فکر ہے غور طلسمات جہان مین حیران — غیر نسیان کوئی اس خواب کی تعبیر نہین
لال منہ خشم سے اسکا ہو تو ڈر یونہ دلا — آتش گل مین جلا دینے کی تاثیر نہین
ہے جو قسمت کا لکھا آئیگا بر روئے طرح — خط رخسار کو کچھ حاجت تحریر نہین
تنگ ہون زیست سے ہو جاؤن کسیپر عاشق — کوئی اور اسکے سوا مرنے کی تدبیر نہین
آج تیرا جو تصرف ہے تو کل اور کا ہے — شور حسن کیلئے جاگیر نہین
کیون مری قبر سے جاتا ہے چرائے آنکھین — ی یہ تن ناک مری سر بلند تقصیر نہین
تیری تلوار کے ہین زخم کوئی دیکھ نہ لے — شرم سے کہ لاشہ مرا قابل تشہیر نہین
قاصدا حال سراپا ہے سراپا مرقوم — اپنا مکتوب کم از کاغذ تصویر نہین
اس زمین مین جو نہین اشعار پڑھے جاتے — دل کے بہلانے کی اچھی کوئی تدبیر نہین

اس طرح پر یہ غزل اس نازنین نے گائی افتتاح تاجدار اسکے جو بکا مشتاق ہوکر دوڑا البلیوس نے آواز دی وہ مارا اے فریب چشم اسکو نہ چھوڑنا اسنے اور یکا کر دو چار شعر گائے اتنا منہ سے افتتاح کے نکل گیا کہ شہریار وقت مدد ہے غلام نہین ہو سکتا سحر طلسم سے یہ کہکے اس نازنین کی جانب بڑھا پہلو ملا کر بیٹھ گیا ہنس ہنسکر باتین کرنے لگا فریب چشم نے کہا اے شہنشاہ اول ہم تمہارے تابعدار ہین اسکا حکم بجا لائینگے آپ نے ہمکو چھوڑا اگلی سال گذرے وہ ہماری اطاعت کرتا ہے چلو ہمارے گھر پر چلو

ہم تمہارے گھر مین بیٹھ جائینگے تم بادشاہ طلسم ہو ہمکو بھی آرام ملے تمہارا خنجر گذار دو نکلے
تردد نہ کرتا یہ سنتے ہی افتتاح تاجدار اُٹھا یہ کہتا ہوا کہ صاحب جہان لیچلو وہان چلون تمہارا
تابعدار ہون صاحبقران لڑتے بھڑتے طرف بطلیموس کے جاتے ہین بطلیموس نے
آواز دی اے فریب چشم طلسم کشا کو لینا میرے خون کا پیاسا ہے اگر اسکو تو نے لیا سارے
طلسم کا بادشاہ کر دونگا فریب چشم نے تھرا کر آواز دی اے بطلیموس ذرا انصاف کر کہ
لوح گلے مین امیر کے ہے صاحب اسم اعظم ہے اگر اسنے لوح چمکا دی تو فریب چشمی میری کیا
کام آئیگی سحر طلسمی کو کون مٹاتا ہے افتتاح تاجدار کو لیے جاتی ہون جسطرح تو کہدے وہی
کرون ملکہ آزاد بھی سحر کر رہی ہین اسرار دریا ے لشکر مین ڈوبی ہوئی لڑ رہی ہے اظہار شعبدہ
باز نے پرے کے پرے درہم و برہم کیے بطلیموس پکارتا ہے اونکو اس ماہ دولت سے نہین
ڈرتے ہو ایک ایک کو قتل کر دونگا صاحبقران پر سحر کی بوچھار کر رہا ہے کبھی خنجر پھینکا کبھی
تلوار پھینک ماری ترکش سے تیر نکالکر پھینکے کمان گیا لی بھی پھینک ماری صاحبقران پر تیر
چل رہے ہین خنجر گر رہے ہین تلوارین برس رہی ہین صاحبقران لوح کو چمکاتے جاتے ہین
جب سحر مٹتا ہے تو بطلیموس زانو پیٹتا ہے کہتا ہے اے کیا غضب ہو کہین یہ سحر مٹتے ہین
بلوح نے عاجز کیا نیرنگ نے کام کیا تھا لیکن کمر مین پھنسا افسوس مین اسوقت نہ پہونچا ورنہ
نیرنگ کو بچا لیتا افتتاح تاجدار کو شکست دیتا پکارتا ہے یا سامری و جمشید وقت
مدد ہے آگے اپنے غلام کی مدد کیجے صاحبقران لڑتے بھڑتے قریب آتے جاتے ہین افتتاح تاجدار
کو تو وہ نازنین اپنے ساتھ لیگئی اسرار نے بڑھکر مقابلہ کیا کئی گولے مارے بطلیموس نے
کہا او نمک حرام تجھے طلسم کشا سے کیا باعث تھا کہ تو نے ساتھ دیا اسرار نے کہا طلسم کشا ہمارا
محسن ہے ہمارا ابر بہار اسکی وجہ سے ناو نیک پائی بطلیموس نے ایک دو ہتڑ مارا کہ گرد
ملکہ اسرار کے ایک غبار پیدا ہوا جبتک دیکھا غبار غائب ہوا اسرار ندارد ہمراہیان اسرار
سر پیٹتی ہوئی دوڑین پکار کر عرض کی اے شہریار غضب ہوا اسرار کا پتہ نہ ملا اسنے دو ہتڑ
مارا سامنے سے غائب ہوگئین ملکہ آزاد صنوبر قد برق بنکر بطلیموس پر گرین جسم بطلیموس
کے نشان بھی نہ پایا للکار کر آواز دی او سوختہ دیدہ گیسو بریدہ آج مین اس سامان سے نہین آیا

ہون یہ آرزو تھی کہ حمزہ سے لڑون تحفہ جات طلسم میرے پاس ہین یہ کہکے ایک دو چھرہ مارا
دیکھا گرد آزاد کے چار نخل سرد کے واقع مین امیر قربان کو کو کر رہی ہین اب جو روشنی ہوئی
دیکھا آزاد ندارد اظہار شعبدہ باز لڑتا ہوا قریب پہونچا کیا کیا رنگ دکھائے شعبدے بنائے
بطلیموس نے کسیکو نہ مانا آخر بطلیموس نے آواز دی اے معدوم اسکو بھی لینا جب
اپنی بیٹی پر مین نے بدعت کی یہ تو ایک رفیق و شفیق ہے یہ کہکے جو چیخ ماری اظہار
معدوم ہوا صاحبقران نے جو پلٹ کے دیکھا سب سردار ندارد مردمان لشکر بے سردار پراگندہ
بھاگے بھاگے پھرتے ہین بطلیموس نے آگ و پتھر برسا دیے ہین صاحبقران سے پردہ کرتا
ہے کبھی بائے پہاڑ بیچ مین حائل کیا جب امیر نے لوح کو پھینکا پہاڑ درمیان مین سے
دفع ہوا کبھی قمر کو سدراہ لیا امیر نے لوح کو قمر سے مس کیا قمر بھی غائب ہوا لڑتے بھڑتے
امیر قریب بطلیموس کے پہونچے بطلیموس نے بہت سحر کیے امیر بڑھے جب برابر
پہونچے بطلیموس نے مرکب پرند اپنا بڑھایا لیکن ہوشیار ہو جا صاحبقران نے بجائے
سپر لوح کو اٹھایا الجھاوے سے ہاتھ کاٹکر خبردار خبردار کرکے ہاتھ مارا بطلیموس نے
سپر مین فولادی حائل کین تیغۂ عقرب سلیمانی کا ہاتھ مارا تیغۂ برق تاب جو چمک کر گرا
سپرون کو کاٹا سپر مین کو کاٹ کر سرا سر کلے و جبڑے کو کاٹا مراحی گردن سے مانند قطرۂ آب
صندوق سینہ سے اتر کر شل سیماب شرم گاہ گے پھانک کو ویران کرکے مع گھوڑے چار ٹکڑے
ہوئے مرنا بطلیموس کا ایک غبار پیچیدہ ہوا عرصہ دراز تک سنگباری و برف باری
رہی بعد عرصۂ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام تھا بطلیموس جادو بود تمام فوج نے چادر
لہالی دائرۂ اسلام مین آئی لیکن امیر نے افتتاح کو نہین پایا فرمایا یارو سروا الجہارے
کہان ہین عرض کی قلعے مین حضور تشریف لے چلین فرزند انکا نہ طلسم خاص قلعے مین ہے امیر
قلعے مین قید خانے پر پہونچے معدوم شعبدہ گر نے اٹھکر استقبال کیا مطیع اسلام ہوا
دروازہ کھولا افتتاح تاجدار وغیرہ کو وہان پایا ایک جانب ایک جوان کو ملول و
حزین دیکھا سر برہنہ سلسل و مطوق امیر نے قریب آکے فرمایا اے برادر تیرا کیا نام ہے وہ
جوان رونے لگا کہا اے شہریار کیا اپنا حال کہون مریخ تیغ زن غلام کو کہتے ہین فرزند

برجلیس تاجدار کا یہ سنکر امیر بہت خوش ہوئے مرصع کو رہا کیا ملکہ آزاد و شہلا کو پایانا بھی رہا کیا سبکو لیکر دربار مین آئے خزانہ دار طلسمی نے کنجیان پیش کین خزانے کھلوائے کئی ہزار خفتان مرصع نگار خلعتین سردارونکو تقسیم کین برجلیس بھی آکر پہونچا امیر نے باپ بیٹے کو ملا تین دن اُس مقام پر مقام کیا برجلیس کو قلعۂ طلسمی سپرد کیا اور افتتاح تاجدار کو بادشاہ قلعۂ طلسم ابلیموس کیا چوتھے دن سب ساحرونکو وہین چھوڑا غیر ساحرونکو ساتھ لیا نوبت نقارہ بجاتے ہوئے طرف لشکر کے چلے ہرچند کہ صاحبقران لقا سے اطلاع کرگئے تھے بختیارک نے بعد کئی دن کے جو دیکھا صاحبقران نہین آئے سلیمان عنبرین موسے کہا لشکر اسلام پر شبخون مارنا چاہیے حمزہ نہین آیا سلیمان راضی ہوا چوتھے دن تیاری شبخون کی لقا بھی تقدیرین بگھاڑنے لگا کہ ما بذات لقد پر کرنگے اس شبخون مین مسلمانون کا خاتمہ ہوگا رات کو سوار ہوئے بہرام گرد ملاسے پر تعداد دیہ رات گئے مشعلون کی روشنی دیکھی بہرام نے گھوڑا بڑھا کر کہا کون آتا ہے سلیمان کی لاکھ فوج نے بہرام پر ایرا بہرام خوب لڑا آخر کو زخمی ہوا اب فوج پر آکے سلیمان و لقا گرے لشکر صاحبقران پامال ہونے لگا بادشاہ کو جا کر خبر دی انہون نے جگایا ساتھ سے تاجدار دوڑے ہوئے آئے عرض کی اے شہریار لقا برائے شبخون آگیا تمام لشکر پامال ہورہا ہے کیونکر جان بچے لشکر لقا کے ساتھ بے حساب ہے ملاعین سرکاری کو بھی پیچ و تاب ہے دیکھیے کیا ہو بادشاہ نے مرکب خنک سیاہ قیطاس طلب کیا مرکب تیار ہوکے آیا لندھور و مالک وغیرہ سردارون کو اطلاع کی لندھور نے فیل ہیمون پر سوار ہوئے مالک نے خبر سنی مادیان عربی پر سوار ہوئے طرف میدان کارزار کے چلے بڑھکر نعرہ کیا نعرہ شان ؎ منم شاہ شاہان فریدون حشم ؛ بہار گلستان کاؤس و جم ؛ لندھور نے جو نعرۂ بادشاہ کی آواز سنی لڑتے ہوئے چلے لندھور نے بڑھکر نعرہ کیا نعرہ لندھور جزیرہ ہائے دریا را گرفتم تا بہ ہندستان ؛ اگر نامم نمیدانی منم لندھور بن سعدان مالک نے بھی نعرہ کیا نعرۂ مالک منم مالک اژدر خشمگین ؛ سپہ دار فوج شہ داد و دین ؛ جمہور و فرامرز وغیرہ پانچ ہزار پانچ سو چونسٹھ سردار جوانان ترکی وغیرہ

سوتے سوتے اٹھے لڑائی مین جاکر شریک ہوے جسکے ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے مگر لشکر
کفار بیحد و بیحساب ہے ایک ایک سردار جو غول مین کافرون کے پھنسا ہرچند کہ بادشاہ بلطف
شمشیر زنی کر رہے ہین سات سے تاجدار قریب ہین جب بادشاہ نے ہاتھ مارا سات سے
تلوار برابر چلی سات سے کافر واصل جہنم ہوے سات سے سر اٹھا خون کا بلند، تمام دردمند
گھوڑے کفار کے کرتل ہوگے بھاگے مگر فوج لقا کا جو بیحساب سردار ان نامی کو ہیچ
دتاب ناموس کے واسطے بہت پریشان ہین سند صور نے اپنے عیار الیاس و
ہندی کو براے انتظام جیسا کہ جاکر ناموس کو سوار کر دو ہمرے مالک نے عرب دریا
عیار کو حکم دیا کہ جاکر ناموس کو سوار کرا کے لڑتے بھڑتے حرت صحرا کے نکل جاو ایسا نہو
شب کا معرکہ ہے ہم لوگ غافل ہوجائین اور کفار لڑتے بھڑتے تا بہ ناموس پہونچ جائین
اگر خدانخواستہ ملکہ مہر گوہر تاجدار دختر نوشیروان عالیوقار پر کوئی افتاد پڑی تو امیر کو
کیا منہ دکھائینگے دونون عیارون نے پانچ چار سے عیار جمع کیے دو دولت پر [illegible]
بی بیان سوار ہون ایسا نہو کوئی خرابی پڑے سند صور و مالک نے تکرار دیا ہے [illegible]
نکاٹ رگئے شاہزادیان سوار ہونے لگین شور و غل و گریہ و زاری کا بلند ہوا بی بی [illegible]
تڑپنا پھڑکنا کہ اے مالک بے نیاز ہمکو بچانا ہمارے وارث یہان نہین [illegible]

ملے شبخون مارا اے کریم و رحیم رحم اپنا شہ کر نظم

گہے حق سایہ پیکر ولے نور　　گہے [illegible] تر بان [illegible]
گہے پیش نظر حق جلوہ بخشد　　گہے از دیدہ محجوب است و مستور
گہے دام و دد و وحش و طیور است　　گہے انسان گہے نعمان [illegible] و حور
گہے آہن چو موم اندر دست داؤد　　گہے در چشم موسے جلوہ طور
گہے نمرود را مردود سازد　　خلیل اللہ را مقبول و منظور
گہے محزون بدار الحزن دنیا　　گہے در دار عقبے مست و مسرور
گہے اہل خرد دانا و ہشیار　　گہے ناواقف و مدہوش و مخمور
گہے مسند نشین مسند عیش　　گہے بر فرش درد و رنج رنجور

گئے قاتل سے تاب گاہ مایوس
ز بہر صورت خدا صورت نماید

لگے داخل گئے محروم و مہجور
نقاب از چہرہ انور کشاید

عیاروں نے جمیل بی بیون کو سوار کیا یکطرف صحرا کے روانہ ہوئے لڑتے لڑاتے
صبح ہو گئی جب گریبان سحر چاک ہوا لڑائی اسی طور سے الجھی ہوئی ہے لندھور نے بڑھکر
دیکھا بادشاہ زخمی اور عیار بادشاہ کو ایک جانب لیجانے کا ارادہ رکھتے ہیں لندھور گھبرا
گیا حیران ہے کہ یہ کیا غضب ہوا بادشاہ زخمی ہوا بڑھکر ہندیوں کو اشارہ کیا کہ یارو غضب
ہوا بادشاہ والا جاہ زخمداری میں گرفتار ہے ہیں کفار نے چار جانب سے گھیرا ہے میان
فرہاد خان یکفر بلی زار شیون پریزاد دونوں رشید بیٹے لندھور کے بند شوکت د
سان لڑتے ہوئے جاتے ہیں تخرغول میں جاکر زخمی ہوئے لندھور نے خود ہاتھی بڑھایا ادھر
سے مالک لڑتے ہوئے آئے بڑی بڑی کدوکاوش کی یہ بھی دونوں زخمی ہوئے بادشاہ
کو بھی خبر ہوئی کہ لندھور و مالک زخمی ہوئے سب سرداران نامی و پہلوانان گرامی
زخمدار ہوتے بادشاہ سے بڑھکر عیاروں نے عرض کی ناموس کو غلام روانہ
کرینگے بادشاہ نے خوش ہو کے فرمایا یہ بڑا کام کیا ہمارا گرفتار ہونا یا مارے جانا
کچھ عیب نہیں ہے ناموس کا نکل جانا چاہیے عیاروں نے عرض کی ہمنے نگہبانوں سے
کہدیا اگر سن لینا کہ ہم کو گونہ شکست ہوئی یا طرف خانہ کعبہ کے یا طرف ہندوستان
یا طرف زوال الامان کے لیجانا مگر یہ سنکر نگہبان رونے لگے عرض کرتے تھے کہ افسوس
ان مقاموں پر پہونچنا بہت دشوار ہے راہ میں جابجا رہزن نام امیر کے دشمن
اب انکو معلوم ہوگا کہ ناموس صاحبقران جاتے ہیں کیسی کدوکاوش کرینگے چھین
لینے میں بہت کوشش کرینگے مگر ساٹھ ہزار شاگردان خواجہ عمرو ساتھ ہیں دھوں
دھار کر دینگے لیکن تا باختر پہونچنا دشوار ہے طرف حلب کے جاتے ہیں یہ تو بات
سرکار پر آئینہ ہے کہ شاہان حلب یہاں ہیں انکی طرف سے جو حاکم ہوگا وہ دامن میں
جاہ دیگا یہ ذکر تھا کہ فوج کفار نے بلوہ کیا دوپہر قریب آچکی تھی دھوپ پڑ رہی ہے زخم
بادشاہ کے ابل رہے ہیں تحمل صحرا حرارت آفتاب سے جل رہے ہیں بختیارک نے

بڑھکر سلیمان عنبرین موسے کو بھی کو خبر دی کو عیاران اسد مہ ناموس صاحبقران کو نکالے لیے جاتے ہین تم فوج لیکر اپنے کو پہونچاؤ ناموس کو چھین لو کنارے سے لشکر کے بڑھتے نہ دو مسلمان صاحب غیرت ہین جب ناموس پر تمہارا قبضہ ہوگا غیرت مین اپنی جان دیدینگے زندہ نہ رہینگے شعبان خنجر گزار محافون کے ساتھ سات ہزار عیا پیرقین سیاہ اور سرخ گھولے ہو ناموس کو لیے ہوے جاتے ہین عیارون نے جو دیکھا کہ سلیمان آتا ہے دہین سے نعرے کرتا ہوا اے عیارو تم ہٹ جاؤ اپنی جان بچاؤ عیارون نے جو سلیمان کو آتے ہوے دیکھا پیرقین ہاتھ سے پھینکدین حقہ ہاے آتشبازی نکالے چالیس چالیس کی ڈیوہڑ سات ہزار نے ماری دھوان دھار کردیا لاشہ ہاے کوہیون سے میدان بھردیا لیکن سلیمان نے جو یہ ہنگامہ دیکھا گینڈے کو چھیڑ کر بڑھا کہ چار ہزار سوارون نے گھوڑے دوڑا لیے کہ عیارون پر جا پڑین عیارون نے تیراندازی شروع کی مگر کوئی نہین رکتے بڑھتے چلے ہی آتے ہین ناموس کا بلکنا کنیزون کا تڑپنا سب دعائین مانگ رہی ہین اے معبود اس آفت سے بچالے ان ظالمون نے گھیرا ہے سواے تیرے کون بچانے والا ہے تو بڑا کریم و رحیم ہے اپنا رحم شریک کر

نظم

عاشق بیدل کند چون پیش آن دلدار عرض — در ربا با گوش باطن بشنود ہر بار عرض
نیست دربان بر در آن والی کون و مکان — گر کسے خواہد شود حاضر کند صد بار عرض
حق تعالے جرم بخشد عفو فرماید خطا — چون کند بعد از ندامت بندۂ بیکار عرض
پردہ بردارد کند دور از رخ انور نقاب — چون کند ز اخلاص باطن طالب دیدار عرض
آید اندر جوش ابر رحمت پروردگار — تشنہ لب چون میکند با چشم گوہربار عرض
حق زمال و دولتش بخشد فراخی در جہان — چون کند در تنگدستی بندۂ نادار عرض
وقت تنگی تنگدست و وقت غم اہل الم — میکند ہر بار پیش حضرت دادار عرض
چونکہ ہر در میشود مایوس مرد پرگناہ — میکند پیش خداوند جہان ناچار عرض
در بہار گل کند [illegible] باغبان — از پے نظارۂ گل عندلیب [illegible]
[illegible] — [illegible]

حق بہر سائل دہد گنجینۂ از بے سوال — حق پذیرا اسکند از بندہ بے تکرار عرض
زان بود ہر صاحب دل را بدل پوشیدہ حال — پس مکن حال دل خود پیش آن دلدار عرض
لیکن بدرگاہ جناب کارساز بندگان — خاطر انجام کار خویش اے بیکار عرض
واقف از احوال دل چون ہست علام الغیوب — از زبان ہندی چرا پیش کنی اظہار عرض

عیارون اور ناموس نے جو ملک کردعائی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اڑی امیر بڑی شان وشوکت سے آکر پہونچے جواہر نے بڑھکر خبر دی اے شہریار جلدی چلیے صاحبقران نے گھوڑا بڑھا نعرہ کیا او لقا بے بقار اندہ درگاہ خدا کہان جاتا ہے او سلیمان عین آپہونچا خبردار عیارون پر دست انداز نہ ہونا سلیمان نے پلٹ کر دیکھا آگے آگے امیر تخت پر برجیس تاجدار دم مریخ تیغ زن بصد شوکت وشان سات لاکھ فوج پشت پر علم ہا دادا باز سرخ وسفید کالا ہوا صاحبقران نے گھوڑا بڑھا کر نعرہ کیا نعرۂ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار — بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ عقرب یکے ذوالحسام — یکے تیغ صمصام وقمقام نام
بن کافران از جہان پاک کرد — سر سرکشان جملہ درخاک کرد

مریخ تیغ زن وبرجیس تاجدار تلوارین کھینچکر اڑے سات لاکھ فوج نے بلوا کیا تلوار چلنے لگی ہنگامۂ گیر ودار بلند گفار و دشند سامنے سلیمان کے صاحبقران لڑتے ہوئے پہونچے للکار کر آواز دی کہ او سلیمان مین آپہونچا سلیمان گینڈا بڑھا کر قریب آیا سلیمان نے ہاتھ مارا صاحبقران نے ہاتھ روک کر وار کیا کہ سلیمان بخوبی زخمی ہوا گینڈہ مارا گیا گینڈے سے سلیمان گرا کوہی ٹوٹ پڑے ہزارون نے جان دی لیکن اپنے افسر کو بچایا سلیمان کو ہوادار پر ڈال کے لے بھاگے بھاگو بھاگو کا غل ہوا لقا تو دیکھتے ہی صاحبقران کو بھاگا بختیارک نے قریب آکر کہا یا خداوند یہ کیا تقدیر کی لقا نے کہا تقدیر گریز ادھر سے سرداران نامی زخمی اڑ رہے تھے نعرہ امیر کی صدا سنکر چمک چمک کے لڑنے لگے کافرونکو بھگا یا لقا بھاگ کر در باغ مینا پر پہونچا لعینہ جان بچا کے نکلگیا بختیارک نے حکم دیا کہ طبل امان بجوادو طبل امان پر چوب پڑی لشکر علیحدہ ہوئے سردار نہ رکتے تھے کہ آج لقا کو بے مارے نہ چھوڑینگے امیر نے

فرمایا اب جلد امان ہوا آتا ہے جلانے دو سردار بڑے سبکو لیکر بفتح و فیروزی صاحبقران داخل بارگاہ ہوے مصروف عیش و نشاط رہے لقا نے نامہ افراسیاب کو لکھا ہے کہ جلد کسیکو براے مدد بھیج ورنہ تیرا طلسم غارت کرونگا نامہ اسطرف چلا کہ حال اسکا آیندہ وقت پر ذکر کیا جائیگا یہ داستان متعلق جلد سوم ہے اس داستان کو اسی مقام پر چھوڑا جاتا ہے

دو کلمہ روداستان حیرت بیان آمد شاروق فیل درازپردہ ظلمات بحکم ماہیان زمرد پوش جانا عیاروں کا اسکے لشکر پر عیاریان کرنا اور گرفتار ہونا اور پھر رہائی زمرد و فاروق فیل برادر شاروق باقی

حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

کدھر ہے تو اے ساقی شوخ و شنگ
تجھے یار ناز و ادا کی قسم
یہی التجا تجھ سے ہے سرو ناز
کہ جنگ و جدل کا تماشہ دکھا
کہ کس رنگ میں جنگ تحریر ہو
کہ مستی میں بھی رنگ کی فکر ہو
اگر بلبل و گل کا ذکر آگیا
کہ ہر حال اسکا لطف اس قال مین
ہوا بزم دلکش میں ہوق کا شور
خبر ملگئی قیس کو نجد مین
اگر غنچۂ گل ہے جوش مین
تو زاہد کو میخوار سے کد ہوئی
کہ دان داستان شگفتہ بیان

کہ درپیش ہے رند مشرب سے جنگ
کیا صحبت غیر نے دل کو تنگ
کہ ہو رزم اور بزم مین امتیاز
سبھی ناظران خجستہ خصال
نہ اُلجھا ہوا طرز تقریر ہو
مرا بلبل کلک ہے نغمہ زن
تو پھر غنچۂ دل شگفتہ ہوا
سریلی صدائین جو آنے لگین
صدائین سناتے ہین خوش ہوکے وہ
ہوا عندلیبان گلشن کو جوش
صبا نے کہا گل سے یہ گوش مین
ترا عیش و فرحت کے سامان مین
کہ مشتاق ہین آج پھر سامان

تجھے اپنے مہر و وفا کی قسم
رہا اسکی دل مین بھری ہے امنگ
ترے دم نظم سے ہے التجا
ہین سب مستعد ناظم باکمال
مے لعل و ساغر کا بھی ذکر ہو
دکھاتا ہے ناظر کو سیر چمن
مرا صوفی کلک ہے حال مین
ترانے کا مضمون سنانے لگین
نہالان گلزار مین وجد مین
اڑاتے ہین گل خندلیبو کے ہوش
بہار گلستان کی آمد ہوئی
کہ رنگ طبیعت کے مساق مین
چل اے توسن کلک جادو طراز

دکھا دے جہان کا نشیب و فراز | لکھوں داستان جلالت نشان | کرے جو طبع روشن کا پھر امتحان

چہرہ عیاران طرار و مہجور گزاران باعتبار گوہر آبدار سخن کو زیب گوش سامعان دیہوش بنا کے
این شعر مصنف مرصع نگار فصاحت ستال و چنین می نگارو ز کلک خیال + ملکہ مہر رخ سحر
چشم بعد رعنائی وزیبائی سریر جہان بانی پر جلوہ فرما ہین بہار دیگر جام باغبان اِس
کیفیت کا ناظر خواجہ عمرو کرسی پر بیٹھے ہین کہ چالاک بیٹھے بیٹھے گھبرایا خیال ملکہ حیرت کا
آیا کہ آج صبح سے جمال پرنال نہین دیکھا اُنکو بیقراری آنکھون سے اشکباری گھبرا کر اُٹھا
خواجہ نے فرمایا کہان چلے چالاک نے کہا لشکر دیکھنے جاتا ہون یہ کہکے باہر نکلا خواجہ
نے کہا یہ لونڈا دیوانہ ہوگیا ہے بیٹھے بیٹھے مین نے دیکھا کہ متغیر ہوا گھبرا کر بھاگ گیا حیرت کو دیکھنے
گیا + جانسوز خبر توڑے برق بول اُٹھا قبلہ و کعبہ آپکو ہی فکر رہتی ہے کسی کام کو گیا ہوگا
حقیقت یہ ہے کہ چالاک نے وہ وہ کار ہائے نمایان کیے کہ ہمسے تو ایسی عیاریان نہین
ہو سکتین اسم باسمی ہے چالاک چست عمرو نے ایک دھول دی کہا ابے تو کیون بولتا ہے
تجنے تو بڑی بڑی عیاریان کین تمہارا مثل نہین برق بڑبڑاتا ہوا باہر نکلا چالاک
جست و خیز کرتا ہوا دم محبت کا حیرت کی بھرتا ہوا جاتا ہے خیال مین ملکہ حیرت کے یہ
اشعار پڑھتا جاتا ہے اے چالاک افسوس نظم

دوستی دشمن کی مژدہ ہے اجل کے خواب کا
رنگ چمکا اسقدر اس قاتل احباب کا

برہمن بننا غضب ہے گاؤ کو قصاب کا
بند آخر کو نکلنا ہوگیا مہتاب کا

روے مژگان ہی بجا اُس طاق ابرو کیطرف
حسرت آب دم شمشیر قاتل مین ہوا

چاہیے دست دعا کو ساسنا محراب کا
پانی بھی مین نے نپایا خانۂ قصاب کا

فرصت اک دم عہد طفلی مین نہ رونے سے ملی
عاشقو لے اپنے وہ چھٹی بھوین ٹیڑھی ہو گئین

پرورش پایا ہوا ہون دامن سیلاب کا
اہل قبلہ سے پھرا مُنہ کعبے کی محراب کا

سوسن اُن ہونٹھونکی مستی دیکھکر نیلی ہوئی
سیر کرکے دو گھڑی دل اسمین بہلا لیتے ہین

رنگ پھیکا فندق پاے کیا عناب کا
دل ہمارا ہے مرقع صحبت احباب کا

جامۂ تن ہوگیا راہ عدم مین نذر گور
بوجھ اُٹھایا تھا مگر کمک کے لیے اسباب کا

مجھکو ہاتھ اگر لگا دو تو غضب ہوجائے تمام عزیزون مین بد نام ہونگی شاروق نے منت
کہا اے جان جہان وارے تسکین وہ دل عاشقان مین بے تمہارے حکم کے ہرگز ہاتھ نہ
لگاؤنگا تمہاری خوشی کا مشتاق رہونگا تم جانو کہ مین اپنے گھر مین بیٹھی ہون کنیزین خدمت
کو دون وہ خدمت مین حاضر رہین آپ ہاتھ منہ دھو ڈالین نازنین نے کہا مین زندگی سے ہاتھ
دھوئے بیٹھی ہون آٹھ پہر بے آب و دانہ گذرے شاروق نے کہا مین ابھی سب کچھ طلب
کرتا ہون خاصہ نوش کیجیے یہ کہکے کنیزونکو آواز دی ارے جلد آکر حاضر ہو چند کنیزین
اندر آئین کہا ارے کمبختو کھانا لا کر دسترخوان چُن دو نازنین نے کہا صاحب کھانا جب
کھاؤن کہ ہوش درست ہون شراب جسم گھٹی ہے ایک دو جام پیون طبیعت کو چین ہو
تمہین بھی ضرور شوق ہوگا سب شاد بیٹھے ہین اور اشارے کہا کنیزونکو ہٹا دو شاروق
خود حیران تھا کہ کنیزون کے سامنے کیونکر مدعا حاصل ہو کنیزونکو ہوا اشارہ کیا کنیزین
باہر گئین شاروق نے شیشہ گلابی اُٹھائی جام لبریز کرکے دیا نازنین نے اسطرح
گریبان مین گرایا کہ شاروق سمجھا پی گئی جام کے پیتے ہی آنکھین سرخ ہوئین پھولے
پھولے گالون پر سرخی آئی ہونٹھون نے مسیحائی دکھائی اِدھر اُدھر دیکھنے لگی کہ صاحب ایک
دو خم سبو مین ڈگانا سیکھا ہے شاروق خوش ہوگیا کہ اب نشے کی باتین کرنے لگی اب میرا
مدعاے دلی حاصل ہوگا نازنین نے پتلے پتلے ہاتھون سے بایان بجایا اور گنگنا کر
یہ اشعار شروع کیے لگی

دوست دشمن نے کیے قتل کے سامان کیا کیا ۔ جان مشتاق کے پیدا ہوئے ارمان کیا کیا
آفتین ڈھاتی ہے وہ نرگس فتان کیا کیا ۔ داغ دیتی ہے مجھے گردش دوران کیا کیا
پھر چلی میرے گلے پر نہ چھری سی ظالم ۔ ورنہ گردون سے ہوے کار نمایان کیا کیا
حسن مین تیرا بھلوے خورشید مگر داب گا ۔ دور کھینچا ہے ہمارا مہ تابان کیا کیا
روے دلبر کی صفائی سے پڑا تھا دھوکے ۔ دنگ ہوکے ہوا آئینہ حیران کیا کیا
آنکھین گیسو کے تصور مین سرا کر تین بند ۔ نقشہ دکھاتا ہے یہ خواب پریشان کیا کیا
گردش چشم دکھاتی ہے کبھی گردش جام ۔ سیر کی تدبیر مین پھرتا ہے یہ دوران کیا کیا

چشم مینا بھی عطا کی اول اگر بھی دیا — میرے ارمان نے مجھپر کیے [illegible] کیا کیا
دوست نے جب نہ دم ذبح سسکتا چھوڑا — میرے دشمن ہوئے [illegible] کیا کیا
گردش نرگس فتان نے تو دیوانہ کیا — دیکھو جھنکوائے کو مین چاہ زنخدان کیا کیا
جلگیا آگ مین آپ اپنے مین مانند چنار — پیتے رہے دانت [illegible] کیا کیا
کچھ تک کوئی مین منہ دیکھ رہا تا ہون — کم دماغی نے کیا ہے مجھے حیران کیا کیا
گرم ہرگز نہ ہوا پہلو سے خالی بے یار — یاد آویگی مجھے فصل زمستان کیا کیا
کوئی مردود خلائق نہین مجھسا آتش — کیا کہون کہتے ہین ہندو و مسلمان کیا کیا

اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ شاروق نے کلیجے پر ہاتھ رکھکر کہا بلا مین لینے لگی کہا اے
تاجدار حسینان کیا آواز مین سوز و گداز ہے شاروق نے بلائین جو لین نازمین نے
چپت پکڑ کے دو طمانچے مارے کہا او گنوار الگ نہین بیٹھتا یہ کیا حرکتین ہین خبردار جو
ہاتھ لگایا تو ہاتھ کاٹ ڈالونگی طمانچے جو مارے فوراً اثر اتنے کی آواز ہوئی شاروق
خوش ہوگیا نازمین نے اور دو تین شعر گا لئے کہا کیون جی ہمنے شراب پی تم شراب نہ پیوگے
شاروق نے کہا میری جان تک تمہارے کلیجے پر نثار ہے ہرچند کہ ماہیان زرد پوش
نے منع کیا تھا کہ کسیکے ہاتھ سے شراب نہ پینا۔ نازمین نے کہا وہ چھنال حرامزادی کون ہے مین
ماہیت سے آگاہ ہون سب باتین تمہاری سمجھتی ہون شاروق نے کہا ملکہ کچھ کہنا نہین
افراسیاب جادو کی نانی صاحب کا نام ہے نازمین نے کہا افراسیاب کون چھچھورا ہے
اور نانی اُسکی کون چھچھوری ہے بڑے بڑے نام لیکے مجھے ڈراتے ہو یہ کہکے جام بھر کر پیا اشعار
دو چار اور گا لئے شاروق بے غیرت ہو رہا ہے چاہتا ہے جام پیتے ہی مطلب حاصل کرونگا
دل کہتا ہے کیا چنچل بلا ہے معشوق خوبرو خوش گلو زہرہ جبین ابرو ہلال چہرہ ماہ آسمان
کمال نازمین نے جام لبریز کیا جیسے چاہا کہ پلاؤن بائین ہاتھ سے پیٹ پکڑ کے داہنے
ہاتھ سے قصد کیا کہ شراب پلاؤن شاروق نے خوشی مین منھ کھولدیا کہتا جاتا ہے
لاؤ صاحب خوشی تمہاری کہ زمین کانپی اور شق ہوئی بس ماہیان زرد پوش تو [illegible]
[illegible] نکلی [illegible] ماہیان زرد [illegible] اور برق کیا [illegible]

باتیں ہوا کرتے بارگاہ کے چلا یہاں شاروق بارگاہ میں بیٹھا کہ رہا ہی تھا صرصر کے
ہاتھ سے بڑا انتظام ہوگا عیار کوئی اگر آئیگا تو بڑا مزا اٹھائیگا کہ دربار گاہ میں ایک طائر
پیدا ہوا طائر کو دیکھکر شاروق کے ہوش اڑ گئے طائر نے منقار کھولکے کچھ کہا اور چلا گیا
شاروق نے پکار کر آواز دی کہ میں سمجھا مصاحبوں نے پوچھا حضور خیر تو ہے
شاروق کے منہ سے نکلگیا کہ ملکہ عالم نے پھر مدد کی یہ صرصر نہیں بلکہ چالاک عیار ہے
دیکھو یار رنگ بدلا ہے کسطور سے آیا ہے چالاک گلابی لیے ہوئے آتا ہے راہ میں ایک
چوبدار دیکھنے لگا چالاک سے آنکھ ملائی سراپا کو دیکھا چالاک نے کہا میاں مردوے صاحب
کیا دیکھتے ہو چوبدار نے کہا کچھ چالاک کو کھٹکا ہوا چوبدار کا ہاتھ پکڑ کے کہا تمکو ہمار
سر کی قسم سچ بتاؤ میاں مردوے تمہاری یہ چتون غضب کی ہے گھور گھور کے
آنکھوں میں کیا لئے جاتے ہو سچ کہو ہمارے بعد دربار میں کچھ فرق ہوا تھا ہم میدان میں بھی
میں تمہارے سینے کو دیکھتا تھا مجھے تو اطمینان ہوا تمہارے آنے کے بعد ایک طائر آیا تھا
شاروق نے کہا میں سمجھا صاحبوں نے کہا حضور کیا ہے تو شاروق نے کہا ارے یہ
چالاک عیار ہے صرصر کی شکل بنا کے آیا ہے میں حیران تھا کہ مرد عورت کی شکل کیونکر
بن سکتا ہے اسوجہ سے تمکو گھور کر دیکھا چالاک نے کہا ہم نے خوب کہدیا اب میں جاکر
چالاک کو پکڑ لاؤں پھر حاضر خدمت ہونگی یہ کہکے چالاک گلابی پھینک کر بھاگا کہتا ہوا
میں چالاک کو دیکھنے جاتی ہوں یہاں شاروق انتظار میں بیٹھے کہ چوبدار آکر کھڑا ہوا
کہا حضور بھلا مرد عورت کیونکر بن سکتا ہے میں نے سینہ بخوبی دیکھا اس لطف سے ابد
سے مرد کیا بنا سکتا ہے شاروق نے کہا ارے کیا اس سے کہدیا کہا حضور وہ تو
شک مٹانے کے لیے چالاک کو گرفتار کرنے گئی ہے ابھی آتی ہوگی شاروق نے
کہا ارے تو کیا جانے تو نے اس سے کہدیا وہ نکل گیا یہ ذکر تھا کہ غل ہوا صبار فتار
آتی ہے مگر پشتارہ بدوش ہے شاروق بارگاہ سے باہر نکل آیا دیکھا ملکہ صبار فتار
چالاک کا پشتارہ لیے ہوئے آتی ہے شاروق نے کہا ارے صبار فتار کسکو لائی
کہا حضور مجھکو حکم ہوا تھا کہ جاکر لشکر کی حفاظت کروں میں طرف لشکر کے آئی تھی کہ یہ نگوڑا

ہوا ہونٹھی سکاتا استانی کی شکل بنکر شکرے آپ کے بھاگا ہوا جاتا تھا مین نے زرغۂ گلستان مین چھپ کر کمندین تسں پوش کین یہ ظالم اُسمین جا کر پھنسا مین گرفتار کر لائی شاروق بہت خوش ہو گیا کہا اسکو ہوشیار کرو کہا حضور ایسا نہ کیجیے ایسی باتین بنانے گا کہ میرا رنگ اُڑا دے گا آپ اسکو چھوڑ دینگے اسی بیہوشی مین مسلسل اور مطوق کر کے قید خانے مین بھجوا دیجیے یا قتل کیجیے نہین تو ہوشیار ہوتے ہی آفت برپا کریگا شاروق نے حکم دیا آہنگرون کو بلاؤ آہنگر آئے ہتکڑیان بیڑیان پہنا کر کہا اسیطرح اسکو قید خانے مین لیجاؤ یہان برق قید خانے مین بیٹھے ہین زنجیرین ہلا رہے ہین باتین نگہبانون سے بنا رہے ہین کہ دیکھا پانچ جادوگر زنجیرون مین باندھکر چالاک کو لیے ہوے آتے ہین برق دیکھنے لگا بغور دیکھا کہ چالاک نہین ہے جادوگر چالاک کو ڈال گئے ہین صبا رفتار نے شاروق سے کہا حضور ہم استعفار کرینگے گانا تو ہمارا سُنیے اب رات بھر عیش کیجیے صبح کو تشریف لیجیے آپ کے آنے کی خبر جو مشہور ہوئی ہے مسلمان سب کانپ رہے ہین یہی ذکر ہین جا بجا کہ شاروق ظلمانی کے ہاتھ سے رہنا دشوار ہے عیارون نے بڑے بڑے رنگ جمائے ہونگے خوب گائے ہونگے میرا بھی گانا سُنیے یہ کہکے سازندون سے اشارہ کیا ذرا ساز ملاؤ ساز آراستہ ہوے صبا رفتار نے گنگنا کر یہ غزل شروع کی **نظم**

سراپا ہے وہ شیرین کام شیرین ‏ — نقط شیرین نے پایا نام شیرین
جو میٹھی میٹھی نظرون سے وہ دیکھے ‏ — کہون آنکھون مین ہے بادام شیرین
ترے ہونٹھون کی دوات شل شربت ‏ — ہوا ہے بادۂ گلفام شیرین
شراب تلخ شربت سے ہے بہتر ‏ — کرون کیونکر دہان جام شیرین
دلا پختہ مزاجی مین مزا ہے ‏ — کہان ہوتے ہین بار خام شیرین
فدا کرنے کو اس شیرین ادا پر ‏ — کرے گی جان شیرین دام شیرین
دلا ہے عشق شل بادۂ تند ‏ — کرے ہے آغاز تلخ انجام شیرین
کرے کیونکر نہ میٹھی میٹھی باتین ‏ — کرے ہے اسکا دہان و کام شیرین
[illegible] ‏ — [illegible]

ڈھلکی ہوئی ہے ناسخ رنجور کی گردن		ابتک نہ عیادت کو گیا او بت غافل

اسطرح سے اشعار پڑھتا ہوا طرف سرخ مو کے دوڑا سرخ مو نے گھبرا کر کہا اے احمق شخص اپنے ہوش مین آ دیوانہ ہو فاروق ہاتھ باندھنے لگا کہا مین غلام ہون تابعدار ہون مجھکو اپنی غلامی مین قبول فرمایئے ملکہ سرخ مو نے کہا اے شخص تو ملازم افراسیاب ہم نوکر ملکہ مہرخ کے اب ہمسے تمسے مقابلہ ہے یہ کیسی باتین کرتا ہے مجھے مرد کے نام سے نفرت ہے ایسی باتین نہ بنا فاروق ہاتھ باندھے کھڑا ہے یون کہتا ہے میری بارگاہ مین چلیے ملکہ سرخ مو نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہے اپنے ہوش مین آ تو کون ہے کہان جاتا ہے کہا حضور شاروق ظلماتی کا بھائی ہون شاروق برسر سلامان جاتا ہے چالاک و برق نے عیاری کی دونون گرفتار ہوے لشکر اسکا آتا ہے مین آگے بڑھ آیا کہ شکار کھیلتا ہوا جاؤنگا آپ کی خدمت مین پہونچا ملکہ سرخ مو نے ہنسکر کہا جاکر برق اور چالاک کو رہا کر لاؤ لشکر اسلام مین آؤ ملکہ مہرخ کی اطاعت کرو اسوقت دیکھا جائیگا جیسا مناسب وقت ہوگا ویسا کیا جائیگا یہ سنتے ہی فاروق پلٹا سرخ مو نے جو اسکو عاشق کامل پایا نگاہ سحر بھی ڈالدی اور زیادہ بدحواس ہوا گینڈے کو پھیر کر لیا شاروق جو سوار ہو کر چلا یہ اور دورہ گیا ایک صحرائے سبزہ زار مین آکر اترا بارگاہ استادہ کرائی برق و چالاک قید مین شاروق بارگاہ مین بیٹھا ہے یہی ذکر کر رہا ہے کہ ابھی بھائی صاحب نہین آئے کہ خبر پہونچی فاروق آتا ہے شاروق نے چند سردار واسطے استقبال کے بھیجے سرجوش کوہ پیکر بھی آیا جھک کر سلام کیا کہا تشریف لیچلیے آپ کو شہنشاہ یاد فرماتے ہین غلام کو دیر ہوتی ہے مین جاکر حفاظت قیدیونکی کرون ایسے دونون متفق بلا کے ہین کہ دن بھر مین ہزار ہا فقرے دیتے ہین فاروق نے پوچھا اے سرجوش کسکا ذکر کرتا ہے کس قیدی پر تو نگہبان ہے اسنے کہا چالاک و برق میرے سپرد ہین اور کوئی ساحر نگہبان ہوتا تو ابتک چھوٹ کر چلے گئے ہوتے فاروق نے کہا اے سرجوش تجھے خبر پائی ہے دونون عیار سلطانی [illegible] جاکر رہا کر کے اگر اسکے خلاف

[illegible]

بات پر فساد بڑھا لڑائی ہوئی آخر وہ زخمی ہو کے بھاگا حیرت نے کہا میں نے ابھی سنا کہ وہ
شریک ملکہ مہرخ ہوا حیرت نے صرصر کو حکم دیا جس طرح سے بنے اُس کو گرفتار کر کے
لاؤ صرصر نے کہا آج ہی لاؤنگی یہ کہکے رنگ و روغن عیاری کا لگا کر چلی ایک ضعیف بڑھیا
کی شکل بنکر لشکر اسلام میں آئی جابجا پھرنے لگی فاروق کو ایک بارگاہ ملی چند خادم
خدمتگار عنایت ہوئے فاروق جا کر اپنی بارگاہ میں اُترا صرصر پھرتے پھرتے پشت بارگاہ
پر آئی جوڑی خنجر کی لیکر نقب کھودنے لگی مہرہ نقب کا گوشہ بارگاہ میں توڑا سر
نکال کر دیکھا فاروق پڑا سوتا ہے اس سے چھپٹ کر قریب آکے کانٹے سے دوشالہ
ہٹایا بیہوشی دماغ میں دی فاروق کو بیہوش کر کے پشتارہ باندھا اُسی نقب میں کود کر
سے بھاگی بھاگا بھاگ جاتی ہے خواجہ عمرو کو خیال تھا کہ فاروق پر کوئی افتاد
نہ پڑے یہ تو خبر پاہی چکے تھے کہ فاروق بھی وہاں آگیا اُنہے سب حال فاروق کا کہا ہوگا
شاید حیرت غصہ کرے اور صرصر کو بھیجے یہ سوچ کر خواجہ جست و خیز کرتے ہوئے پشت
بارگاہ پر آئے انبار مٹی کا دیکھا نقب میں کودے بارگاہ میں آکر فاروق کو دیکھ
کر پلنگ پر نہیں ہے خوجہ نشان قدم پر چلے چہار جانب دیکھتے ہوئے آتے ہیں لشکر
سے نکل کر دیکھا صرصر پشتارہ بدوش جاتی ہے پکار کر آواز دی آگے نہ بڑھنا میں بھی
آپہونچا صرصر نے پھر کر جو عمرو کو دیکھا پانون بھاری ہو گئے معلوم ہوا پانون میں زنجیر
پڑگئی گھبرا گئی پشتارہ پھینک کر بھاگی لشکر اسکا قریب تھا بھاگی ہوئی پہونچی ابرق
کوہ شگاف طلسم سے یہ بتا پکار کر آواز دی اے ابرق میں فاروق کو لائی تھی
عمرو نے پشتارہ چھین لیا ابھی وہ جنگل میں ہے یہ سنکر ابرق جھپٹا عمرو نے فاروق کو
ہوشیار کیا اُس سے حال کہہ رہے تھے کہ ابرق نے للکارا او فاروق آگے نہ بڑھنا ورنہ آگ
لگا دونگا فاروق نے سحر کیا خواجہ کنارے ہوئے ابرق نے پتھر برسائے فاروق
پتھر روک لیے بچا ابرق نے خون کا لگر پھینک مارا فاروق بیہوش ہوا کہ پہلو سے آواز آئی
اے برادر کیا تم نے کیا جلد ہی سحر کیا ہے ابرق نے دیکھا سرما آتا ہے ابرق نے جھک کر سلام
کیا سرما نے گلے سے لگایا کہا بھائی یہ کون ہے ابرق حال بتانے لگا کہا کیوں بھائی

افراسیاب جو اُترا اُترتے اپنا تخت غائب کر دیا آکے تخت پر شاروق کو بٹھا کہا اے شارو
تو کیا لایا ہے یہیں غارت مسلمانوں کی کریگا شاروق نے کہا سحر سامری غلام نے تیار کر لیا
ہے اُس سحر کو صرف کرونگا آپ ملاحظہ فرمائینگے سب کو قید کرکے خدمت حضور میں روانہ کرونگا
افراسیاب جادو نے کہا اے شاروق حقیقت میں تیرا سحر بیمثل نہیں ہے پر وہ ظلمات والے
ذکر کر رہے ہیں کہ شاروق ایسا شخص گیا ہے کہ سب کا خاتمہ کرکے آئیگا لیکن عیار بلا کے ہوتے ہیں
میں اُڑ آیا ہو تمھارے ساتھ عیاری کرو یہ انگور باغ سامری کے لایا ہوں یا حیرت کو
کھلانے کو اُنکی زندگی سے میری زندگی ہے یا تمھارے واسطے لایا یہ کہکر خوشہ انگور کا نکالا
شاروق تو سمجھا کھٹکا مگر پھر دل سے کہتا ہے کہ تخت آسمان سے اُڑاتے ہوئے لانا غیر ساحر
سے کیونکر ممکن ہے یہ بھی سوچا کہ ایسا نہو اگر کوئی بے ادبی کروں اور افراسیاب ملا تو ہلا دے
یا اشارہ کر دے تو سر اُڑ جائے یہ شک کا مقام نہیں ہے یہ سوچکر خاموش ہو رہا افراسیاب
نے دو انگور خوشے سے توڑے کہا اے شاروق اسکو نوش کرو ابھی تحسین تمھیں ہوگا عمر گی
خون تمام رگوں میں جوش ماریگا بجا اور درست شاروق کہہ رہا ہے دانے انگور کے ہاتھ میں
لیے چاہا کہ نوش کرے کہ آواز آئی اے شاروق کیا کرتا ہے ارے وہ سم قاتل ہے کہ پانی ہو کر
بہ جائیگا شاروق رکا افراسیاب نے کہا ارے نگہبان ان انگوروں کے منع کرتے ہیں
وہ نہیں چاہتے کہ کوئی انگور کھا کے عمر بڑھائے اسی وجہ سے مانع رہتے ہیں شاروق
نے پھر قصد کیا کہ آندھی سیاہ اُٹھی اور آوازیں مہیب آنے لگیں افراسیاب لگی اُسکے مقام
سے اُٹھ ہوا چلی یا توں زمین نے تھاما آندھی سیاہ سے ایک طائر ہفت رنگ پیدا
ہوا پکارتا ہوا اے شاروق خبردار اگر ان انگوروں کو کھائیگا کچھ پھل نہ پائیگا ارے یہ عمرو
عیار ہے شاروق نے ڈرتے ڈرتے ایک چٹکی خاک کی عمرو پر ڈالدی جیسے تودہ بارود
میں چنگاری ڈالدی رنگ و روغن عیاری کا جلگیا صورت اصلی خواجہ عمرو کی نکل آئی
وہ طائر ہفت رنگ زمین پر گرا دیکھا ماہیان زرد پوش بعد جوش و خروش غائب ہوئی
کہا اے شاروق کم ننگ تیرے واسطے یہ دو کی کروں میں نے پردۂ ظلمات سے
آواز دی تھی کہ یہ ساربان زادہ گرفتار ہو جائیگا تیری غفلت کو دیکھا تھی جاتی ہے [illegible]

نادار سے بڑی شرمندگی ہوئی تم مین کوئی ایسا ہی کہ اسکو قید لیجائے سب ساحر ہاتھ باندھ کر اُٹھے
عرض کی خداوند ایسے مکار جعلساز کو ہم لیجائین ایسا نہو راہ مین کچھ فتور پڑے بات بات مین
عیاری کرتا ہی ہم کوئی اسکو نہ لیجاسکینگے شاروق قہقہہ مار کر ہنسا کہا یارو کیا مین تمہارے بھروسے
پر آیا ہون ایک قفس آہنی لاؤ دیکھو کس طور سے روانہ کرتے مین دیکھین کون روکتا ہی کہ ہم
سامنے مسلسل زنجیر دار کے قفس جا کر اُتریگا انکو اختیار ہی اسقدر انکو عمرو کے قتل کرنے کی
خوشی ہی کہ اُسی وقت کرینگے تمام ظلمات مین مشتہر ہوگا سب ساکنان شہر جمع ہونگے اُنکے ہجوم
سے قتل کرین کہ تمام شہر مین مشہور ہوجائے کہ عمرو عیار قتل ہوا برق کو اور جگہ بھیجونگا یہ
کہکر ایک قفس آہنی منگوایا عمرو کو قفس مین بند کیا عرضی اپنے باپ کے نام لکھی کہ آپکے غلام
نے عمرو و برق کو گرفتار کیا ان دونون کا ساتھ رہنا مناسب نہ تھا لہذا برق کو آپکی ہمشیرہ
فولاد آہنگار کے پاس روانہ کرتا ہون عمرو کو آپکے پاس بھیجتا ہون فوراً اسکو قتل کیجیے گا ر
قفس مین جب عمرو بند کر چکا سحر کیا ایک شعلہ نیچے قفس کے پیدا ہوا اُس شعلے نے قفس کو
اُٹھالیا طرف آسمان کے روانہ ہوا ایک قفس مین برق کو بند کیا اُسیطرح سحر کیا نامہ لکھا
جناب پھوپھی صاحبہ برق فرنگی عیار کو مین نے پکڑا تھا آپکی خدمت مین روانہ کرتا ہون عمرو
کو خدمت مین آپکے بھائی صاحب کی روانہ کر دیا ہے اگر یہ آپکی خدمت مین آتا ہی فوراً اسکو
قتل کیجیے گا امان نہ دیجیے گا نامہ لکھکر برق کے گلے مین باندھ دیا اس قفس کو بھی بطور مذکور
روانہ کیا اب قفس عمرو کا ذکر ہوتا ہی مسلسل زنجیر دار تخت پر جو ظلمات مین بیٹھا ہی باتین کر رہا
ہی کہ میرا فرزند برائے مقابلہ مسلمانان گیا ہی دیکھین کیا کرے کیونکر مقابلہ پڑے لیکن کسی بات
مین وہ کم نہین ہی جاتے ہی قیامت برپا کریگا بہار باغبان اُس سے کیا لڑسکینگے یہ ذکر تھا
کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک قفس اُترتا ہوا آتا ہی سب نے کہا کسی نے کسی پر [illegible] پھینکی ہے کوئی
کہتا شعلہ آتش ہی کوئی کہتا ہی سحر سرشت ہی مسلسل زنجیر دار نے بغور دیکھکر [illegible] کہا
یارو سمجھے نہین میرے فرزند کا بھیجا ہوا قفس چرخ مارتا ہوا بارگاہ مین اُترا سب نے دیکھا
کہ ایک شخص مبتلائے بلا پڑا ہے گلے مین اسکے ایک نامہ پڑا ہوا ہی مسلسل [illegible] سے [illegible] اسکو
پڑھا کہا لو یارو میرے فرزند نے لڑائی کا خاتمہ کر دیا عمرو عیار کو قید کر کے بھیجا برق کو ہمشیرہ

نے فولاد شتاباروں کو حکم دیا کہ صبح کو میدان خونی کی تیاری ہو ادھر اسے ظلمات مین سب جمع ہوا
صیحہ لیکر عمرو کو ویرانے کی طرف آئی دیکھا عمرو نے مکان ٹوٹے ہوے کھنڈل جابجا پڑے
ہوے ایک ایک دیوار باقی ہے کہ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہان مکان تھا صیحہ عمرو کو لیے
ہوے اس ویرانے سے گذر کر ایک مقام پر آئی کہ وہان جابجا تناور لگی ہے ایک مکان اسمین
ہے کچی چہاردیواری دروازے مین پاندان بندھے ہوے ٹٹ دروازے کے کھلے ہوے دروازہ
دھوئین سے سیاہ ہو رہا ہے جالے جابجا لگے ہین ایکطرف کچا چولھا بنا ہوا اس پر سیاہ ہنڈیا کچی
ہے کچھ پتے کچھ تنے قریب چولھے کے رکھے ہین بڑھیا قفس عمرو کا چھپر مین لٹکا دیا ایکطرف
ٹٹی کا لوٹا رکھا تھا اسمین سے ماش کی کھچڑی نکالی کونڈے مین دھو کر چولھے پر چڑھا دی تنکے
پتے جلانے کبھی آگ خوب روشن ہوگئی اور کبھی بجھ گئی خواجہ عمرو دیکھ رہے ہین بڑی عرصہ مین
کھچڑی پکائی کونڈے مین نکال کر میٹھی خوب سی ڈالی کھچڑی کھائی ڈکار لی منہ سے دھوان نکلا عمرو
اس بڑھیا کی حرکات پر کانپ رہا ہے بڑھیا نے کھچڑی کھا کر ہنڈیا کو پھر اوندھا دیا اب باہر چھپر کے
آئی ایک چبوترہ درخت کے نیچے لیپا ہوا تھا اسپر کملی بچھائی ٹیک جا دی مین بال پیٹی اسکو کا تکیہ بنایا
چھپر مین ایکطرف ایک [illegible] لٹکا تھا موٹے موٹے تار اسمین لگے ہوے اسکو نکالکر دو ترے
پھر [illegible] کونے مین ایک کالی بوتل رکھی تھی اس بوتل کو اٹھا کر لائی ایک پیالہ کہ جسمین پھپھوندی لگی
تھی اسمین شراب انڈیلی [illegible] سونگھی اور کئی تاریان [illegible] کی بجا کر گڑک رکھی [illegible] شراب کا
پیالہ خوب غٹ غٹ پی گئی [illegible] جام بھر کر پئے جب نشہ ہوا [illegible]
[illegible] خوب مست ہوکر [illegible] وہ [illegible] بجا [illegible] مین کرکے
لایا [illegible] آپ بھی جھوم جھوم جاتی ہے [illegible] پھر اڑتی ہے تو [illegible] تب
اوسکو خوب مست [illegible] ایک تان [illegible] لگی [illegible] صیحہ [illegible]
[illegible] آئی تھوڑی دیر [illegible] پھر [illegible] اسی طرح گانے لگی [illegible]
[illegible] پھر ایک تان [illegible] کا [illegible] کہا
ہون [illegible] گا [illegible] نے کہا [illegible] امان مین تو گا [illegible]
[illegible] صیحہ نے کہا [illegible] ابھی تان [illegible] دل تو [illegible] کر دیا اب [illegible] رتا ہے

ظاہر ہوا ہمیں یہ تمہارے حجاب سے
انبار داغ خشک بھی تر ہو شراب سے
یوسف میں اور یار میں اتنا ہی فرق ہے
حیرت کی جا ہے خط رخ آتشین یار
اے شہسوار یاں تو نکالی ترے خیال ہے
اس بحر میں کھلائی ہے غوطے مجھے قضا
بیخود ہوئے نہ رند چڑھا کر خم و سبو
یاد آگیا ہے بوسہ چشم سیاہ یار
گلہائے زخم کیسے ہیں خوشبو ضرور ہے
کھلنے میں ہاتھ کی کھلے اس کا رہیں
عمر دو روزہ ہو گئی اس حال پر بسر
روتا ہے وہ تو ہنستی ہے یہ اسکے حال پر
آتش کو چھپکے قتل کیا اسنے اسلیے

یوسف چھپائے رکھتا تھا منہ کو نقاب سے
طاؤس وجد کرتے ہیں ساقی سحاب سے
اسکو چھپایا اسکو نکالا نقاب سے
نکلا ہے سبزہ تو بغل آفتاب سے
آنکھوں نے حلقہ دام لیے ہیں رکاب سے
ٹکڑے کیے پارہ پارہ ہو کشتی حباب سے
جگر میں چرخ ہے قدح آفتاب سے
وحشت ہوئی ہے مجکو ہرن کی کباب سے
اے ترک اپنی تیغ کو بجھوا گلاب سے
تم عاشقوں کو قتل کرو کے حجاب سے
خالی رہا زمانہ مرا انقلاب سے
نفرت ہے مجکو صحبت ق و سحاب سے
ہوتی ہے قدر شعر بلند انتخاب سے

اسطرح بیقراری میں عمرو نے یہ غزل گائی اشتقال نے کہا اے صیحہ اسکے گانے پر دل دکھتا ہے خوب گاتا ہے اسنے کیا خطائی جو اسکو قید کیا صیحہ نے کہا تمہارا ہونا جو شاہ روق ہے وہ بڑا ہی مقابلہ مسلمانان گیا ہے اس نگوڑے نے چاہا تھا کہ اسے مار ڈالے وہ میرا تعلیم کردہ ہے اسنے اسے گرفتار کرکے یہاں بھیجا سب سرداروں نے اسکے قید رکھنے سے انکار کیا تب میرے بچے نے اسکی قید میرے سپرد کی میرے ساتھ یہ مکر کر رہا ہے لیکے گا نکا اسی انعام دیدو اشتقال نے کہا اے صیحہ یہ غریب دبلا پتلا آدمی کیا کسی کو ماریگا میرے نزدیک تو مناسب ہے کہ اسے قید سے چھوڑ دو یہ غریب محتاج ہے اسکے قتل کرنے سے کیا فائدہ صیحہ نے کہا اے اشتقال یہ نہ کہو یہ ظالم اڑا ہے شاہ روق کو جاکر قتل کریگا آفت برپا کر دیگا۔ سکا رہا ہونا اچھا ہونا نہیں اشتقال نے بیمر بگڑ کر کہا یہ کسی کو کیا قتل کریگا کھلونا ہے جس صحبت میں جا بیٹھا دیا دو غزلیں گوالیں عمرو نے کہا اے پہلوان دوران وا اے گرشاسپ جہان میں نے آجتک چیونٹی کو بھی نہیں مارا ہے

ناحق کو حمزہ نے بدنام کیا مین بیچارہ کیا کسی کو مار سکتا ہون صیحہ نے کہا او ساربان اوسے
تو میرے شوہر کو اور وحشت زدہ کرتا ہی چپکا بیٹھا رہ انتقال نے کہا اے صیحہ کیون غریب کو دھمکا د
دھمکا کے مارتی ہی تیری صورت دیکھکر مرا جاتا ہی جلا کے بات کرون تو مر جائے مین برسون سے
تیرے پاس آتا ہون تجکو راضی کرکے جاتا ہون آجتک مین نے کبھی تجھسے کسی بات کو نہ کہا تھا
ایک معمولی بات جو کہی سو انکار کرتی ہی اے عمرو تو قفس سے نکل آ خواجہ نے کہا مین اسکے سحر
مین مبتلا ہون انتقال نے کہا او صیحہ سحر اُٹھا دے صیحہ نے کہا ارے بیحیا یہ مجھکو تجھکو
دونونکو قتل کریگا اور نکلجائے گا انتقال نے کہا تجھی کو مار کر نکل جائیگا اے ماہ انور نکلی اپنی
رکھدون تو مر جائیے یہ ہمکو کیا قتل کریگا مین اسکو باغ لالہ زار مین لیجاؤنگا لالہ زار قدر
شناس ملکہ اسکی ہے وہان بزار رہیگا باغبانونکی خدمت کریگا گانیوالا مشہور ہوگا صیحہ
نے کہا دیوانہ ہوا ہی کیون ملکہ لالہ زار کی شامت بلاتا ہے ہاے مین چاہتی تھی اسکو مار ڈالون
مگر کیا کرون میدان فوج کا فرمل چکا ہی سلسلہ زنجیر دار نے اشتہار جاری کیے مین اے
انتقال اسکے رہا ہونے مین ضد نکر اسکا رہا ہونا بہتر نہین انتقال نے کہا پھر تو میرے
حالات کہتی ہی جو ہم جا پہنچینگے وہ کرینگے تجھ ایسی بیحا دبت مل جائیگی مجھ ایسا تجکو نہ ملیگا یہ کہکر
ہاتھ بڑھایا کہ عمرو کو نکالے خواجہ عجز کر رہی ہین کہ اے انتقال میرے رہنے کا ٹھکانا نہین
ملکہ لالہ زار کا جاکر نوکر رکھا دیجیے سب کی خدمت کرونگا راضی کرکے چھوڑونگا تمھاری
خدمت سے عمر بھر منھ نہ موڑونگا صیحہ جھلا کر اوٹھی کہا او انتقال قفس سے عمرو کو نہ نکالنا
میرے بولنے نے اسکو قید کرکے بٹھایا ہے اگر یہ رہا ہوا تو بڑی خرابی ہوگی دیکھو میری بات مان
برسون کی ملاقات دم بھر مین چھوڑتا ہی یہ شخص بڑا جعلساز شعبدہ باز ہی ایک دم سے
مین سب کو قتل کریگا اسنے اتنے مشتمش کو مارا عمرو رونیلگا پیادہ اسی نکالکے آنکھون
مین نکالی اسقدر آنسو جاری ہوئے کہ خواجہ ہچکیان لینے لگے انتقال نے کہا جاؤ اسکو
رہا کر کیسا بیقرار ہوکر روتا ہے ایسا نہو کہ دم نکل جائے دیکھو تو اسکا کیا حال ہی انتقال نے
جو ہاتھ بڑھایا کہ عمرو کو قفس سے نکالے یون صیحہ نے ہاتھ پر ہاتھ ڈال لیا انتقال نے کلائی پکڑ کے
ایک طمانچہ یا سامری کہکر مار دیا طمانچہ جو عارض پر صیحہ کے پڑا سر اس خود سر کا جسم

گردن سے اڑ گیا لاشہ تھرا کر زمین پر گرا استقال نے ایک لات ماری کہ استخوان چور چور
ہوگئے آندھی سیاہ اٹھی سنگباری و برفباری ہوئی بعد عرصہ دراز آواز آئی آتشی مرا نام من
صیحہ مردار خوار بود مکان تمام سحر کا تھا جل گیا جس میں آگ لگ گئی استقال نے کہا ای عمرو
چل اس فاحشہ کی یہی سزا تھی ابو خواجہ نے استقال کے ہاتھ چوم لیے کہا حضور آپنے بھی اپنا
کو مارا میں بھی آپکو ایسا راضی کرونگا کہ آپ بہت خوش ہونگے استقال نے ایک تخت تیار کیا
استقال نے کہا خواجہ اب یہاں آفت برپا ہوگی مسلسل زنجیردار آئیگا یہ زاغ و زغن جو اڑتی
ہوے جاتے ہیں اسکو جاکر خبر کرینگے وہ فوراً آئیگا ہرچند کہ میں اس سے بارہا کسی کا نہیں پر کہتا
مگر کیا ضرور ہے کہ فساد ہو اب نکل چلو خواجہ نے کہا حضور آپکی جان کی خیر ہو استقال نے کہا وہ میرا
کیا کر سکتا ہے جب وہ میرا پیچھا کریگا دیکھا جائیگا یہ کہکر خواجہ کو تخت پر سوار کیا آپ بھی اس
تخت پر بیٹھا تخت کو اڑاتا ہوا چلا یہاں مسلسل زنجیردار پڑا سو رہا تھا کہ زاغ و زغن نے
سرھانے آکر کانوں کانوں کی مسلسل اٹھ بیٹھا اور کہا ارے کیا ہوا کیوں روتے ہو کیوں
سر پیٹتے ہو کیا تم پر آفت آئی جو اسقدر بیقرار ہو ایک زاغ نے مثل انسان کے آواز دی کہ ای
بادشاہ پردہ ظلمات غضب ہوا ہمارے افسر کو استقال نے مارا عمرو کو لیگیا ہم دیکھا کیے
ہمسے کچھ نہو سکا اپنے افسر کے مرنے سے بے طاقت ہو گئے یہ سنکر مسلسل اٹھا کہا اسے
استقال کو عمرو سے کیا کام تھا اسی زاغ نے کہا حضور حقیقت حال تو یہی ہے لیکن عمرو کو وہ
لے گیا ہمکو داغ دیا مسلسل نے آواز دی ہے کوئی حاضر ہے بڑھکر استقال کو پکڑ لاوے یہ کہنا
تھا کہ ابہام زنجیردار اپنے مقام سے اٹھا کہا اگر حکم ہو تو میں مشکیں باندھکر لاؤں یہ کہکر
ابہام اٹھا بارہ ہزار جوان ساتھ لیے تلاش میں استقال کی چلا استقال دو کوس گیا تھا
کہ لکہ ابر زرد آسمان پر پیدا ہوا اس لکہ ابر زرد سے آواز آئی او استقال نمک حرام کہاں بھاگا جاتا ہے
قیدی کو سرکار کے لیے جاتا ہے یہ سنتے ہی استقال بولا عمرو سے کہا ابہام زنجیردار میری
تلاش میں آیا یہ کہکر آواز دی او ابہام زنجیردار کیوں سامنے نہیں آتا میں عمرو عیار کو قید کرکے
اسی لیے لیجاتا ہوں تیرے بادشاہ کا کہنا نہ مانونگا ایک خوب گویے کو قید کیا کہ عمرو سے قاتل مشتی مشتاق
دیو عفال تھا اسکو یہ بیچ کیا ہم سمجھا وہ ایک اور کلی مقصد تھا تو یہ ترا بادشاہ حق ناحق عیب کو

بدنام کیا ہی ابہام آپڑا اب تو انتقال بھی اٹھا سینہ چڑھا کر جو نو چیر گرا کسی کو چیر کر پھینکدیا کسی
کو تیر مار دیا کسیکی گردن کی گردنین کھینچکر پھینکدین ابہام نے آگ برسائی پتھر گرائے انتقال کہتا
ہے پتھر اپنے جسم پر لیتا ہون بس ملنے سے بھاگ جا اسی مین خیر ہے ورنہ ایک آدھ پتھر مار
دونگا پتھر ادھر جا پڑیگا میرے ہاتھ سے مہلت نہ پائیگا خواجہ عمرو تخت پر بیٹھے دیکھ رہے ہین کہ
پلٹ پاٹ کر انتقال کہتا ہے کہ ای رفیق تو نہ گھبرانا عمرو جواب دیتا ہی ای آقائے نامدار واے
مولائے قدر شناس مین برادر عالی کے بھی نہین ڈرتا انکی کیا حقیقت ہی اتنے میں دیکھیے تو عیاری
کرون میان ابہام کی گردن لون یہ سنتے ہی انتقال نے تخت کو اشارہ کیا تخت زمین پر
آیا ایک ساحر کی شکل بنکر خواجہ گولے فوج ابہام مین ہمکے چلے گود جیب سے بیضا اسنے ہاتھ مارا گولہ
پھٹا چند چھینٹے پانی کے اسمین نکلے منہ پر اس ساحر کے پڑے بیہوش ہو کر گرا عمرو نے فوراً اسکا
کام تمام کیا خواجہ جیسے زیب طلسم ہوشربا کے آگے مین ہر وقت چالاک رہو بندہ ہتھ مین خنجر
ایک مار سیہ زنبیل سے نکال کے پھینکا وہ رینگتا ہوا چلا خواجہ نے پکار کر آواز دی اے
ابہام یہ مار تیری جانب آتا ہے اسکو مارے یہ انتقال سحر ہے ابہام نے پلٹکر دیکھا ایک
مار سیہ کچھ اژدہا سے بھی ہو رہا دوڑا آتا ہی ابہام نے ایک لاٹھی ماردی سانپ کا سر پھٹ گیا
اسمین سے دھوان نکلا وہ دھوان آنکھون مین ابہام کے لگا ارے کہکر زمین پر گرا بیہوش
ہوا خواجہ نے قریب آکر خنجر مارا ابہام کا شکم چاک ہوا پاک اندھیرا ہو گیا بعد ازین ہیبت ناک
آوازین آئین بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی ہائی مرا نام من ابہام زنجیر دار بود انتقال نے جو آواز
سنی بچہ بر کر کہا خواجہ کیا کہنا کیا جلد ابہام کو مارا اب جو فوج پر گیا دو دو چار چار کو ٹکڑا دیا
غلغلہ پڑ گیا فوج والے بھاگے کتے ہوئے انتقال پر بہادر از ور نہین چلتا مین معلوم
ابہام کو کسنے مارا انھی طرح لڑ رہا تھا کہ ناگاہ ایک جادوگر نے خنجر مار دیا انتقال نے
دور تک تعاقب کیا جب پلٹا تو آکر دیکھا خواجہ عمرو زیر تخت کھڑے ہین انتقال نے کہا ای
رفیق و شفیق کیا کار نمایان کیا جھٹ پٹ مار لیا خواجہ نے کہا جو جادوگر مجھسے بل کی لیتا ہے
تو نشل صیحہ سے قتل کرتا ہون دستہ آج ایک ملی ذرا دیا اسی طرح مین ایک خنجر مار دیتا
ہون مگر آپ کے مجھے محبت ہے آپکو بہت راضی کرونگی انتقال بہت خوش ہوا کہا ای عمرو

جو تو میری رفاقت کریگا بڑا ایرا مرتبہ کرونگا اب میرے مالک کے پاس چلو ملکہ لالہ زار تمکو دیکھکر
بہت خوش ہونگی خواجہ نے کہا چلیے اب تو ہم آپکے ساتھ ہین اب ملوا افراسیاب بنا ہینگے
کی مرغ وہ بھارکو مناینگے تم افراسیاب سے مقابلے کرنا ہم عیاری کرکے پکڑ لاونگا استقال
نے کہا خواجہ افراسیاب کو عمرو نے کہا افراسیاب کیا افراسیاب کے باپ کو مار دان تمکو
سخت طلسم ہوشربا پر شہاون مین شاطرون ب لاو ہوا استقال نے کہا ایسی نگہبان بہت
ہین عمرو نے کہا تم سحر سے نگہبانونکو روکنا مین پکڑ لونگا استقال نے کہا خواجہ یہ بہت
مشکل ہے خواجہ نے کہا ملاحظہ کیجئے ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے یہ باتین کرتے ہوئے خواجہ ساتھ
استقال کے راہ مین چلے راہ مین عمرو نے پوچھا کہ لالہ زار کون صاحب ہین استقال آدمخوار
نے کہا خواجہ ہم تمام لشکر کا اسکے انتظام کرتے ہین لالہ زار بڑی امیر کبیر ہے جسکے ساتھ چالیس
ہزار کنیزین چلتی ہین خواجہ نے کہا او استقال ہمارا اکونکر جیگا استقال نے کہا خواجہ تمھارا
کام سنوا دونگا مصاحب لالہ زار بناؤنگا یہ باتین سنکر خواجہ بہت خوش ہو کہا جب باغ لالہ زار
قریب رہے تو مجھے اطلاع کیجگا مین کپڑے بدل لون استقال اچھا اچھا کہتا ہوا طرف باغ
لالہ زار کے لیے جاتا ہو اب بیان سنئے ذکر مہتر برق فرنگی کا واجب و لازم ہو کہ مہتر برق نے
کیا کیا شارق نے جو برق کو قید کرکے روانہ کیا فولاد آہنخوار ساحرہ زرد خت بارگاہ
مین اپنی بیٹھی ہو ذکر کررہی ہو کہ آج کل مسلمانونسے اور شہنشاہ سے مقابلہ ہو مسلمانون نے بڑا
زور پکڑا ہو کہ دیکھا آسمان سو ایک قفس چرخ مارتا ہوا آتا ہو دربار والون نے کہا دیکھیے
کسی نے کسی پر سحر بھیجا ہے بڑے زور شور سے پیرجاتا ہو فولاد نے کہا یہ سحر ہماری فرزند کا
معلوم ہوتا ہو کہ شعلہ آتش نے بر سر بارگاہ چرخ مارا جب شعلہ بیٹھا تو دیکھا کہ ایک انگریز قفس
مین قید ہو نامہ گلے مین بندھا ہوا ہو زمین پر قفس اترا شعلہ آتش بیٹھ گیا فولاد نے نامہ
گلے سے کھولکر جو پڑھا لکھا تھا کہ بھوپھی اماں مین نے عمرو و برق کو گرفتار کیا برق کو تو آپکی
خدمت مین بھیجا یہان بڑی حیرت تو ایسی پڑی ہوئی ہین کہ عیار دونکی نام سے کانپتی ہین ورنہ
مین یہین قتل کرتا آپکی خدمت مین بھیجا ہو ایسے مقام پر اسکو قید کرنا کہ تڑپ تڑپ کے مرجای
شہنشاہ بہت راضی ہونگے یہ مضمون پڑھتے ہی فولاد نے کہا ارے کوئی حاضر ہے

کہ اسکو قید کرے آپ دوا نہ دیں کہ تڑپ تڑپ کر مر جائے میرے فرزند اسکی قید بھیجی ہے یہ
احتیاط رکھے یہ بڑا مکار ہے اپنے شہنشاہ کو بڑے بڑے دھوکے دیے ہیں جب تو برق
کو بیدار کر کے یہاں بھیجا ہے عظام جادو اپنے مقام سے اٹھا کہا یہ قید میرے سپرد ہو ظلم سے
آپ میرے آگاہ ہیں اہل و عیال پر بدعت کرتا ہوں زوجہ تک کو ایک وقت کھانا دیتا ہوں
اور عیال کو تو تین تین دن کھانا نہیں دیتا اس مکار کو اس حال میں رکھوں کہ تڑپ تڑپ کے مرے
طالب ہو کہ جان جاتی رہے تو نجات ملے عظام جادو برق کو لیکر ایک مکان میں آیا دروازے
بند کیے ہزار جادوگر مقرر کیے آپ بھی کرسی پر آ کے بیٹھا شراب و کباب کا چرچا ہوا عظام جادو
ذکر کر رہا ہے کہ اس عیار پر وہ بدزیست ہو کہ تڑپ تڑپ کر جان دے برق نام ہی جان لینا
اسکا کام ہے کہ برق کے رونے کی آواز آئی عظام نے دروازہ کھول کے کہا کہ اے
برق کیوں روتا ہے برق نے کہا حضور ذرا یہاں آئیے تو عرض کروں عظام اندر آیا
برق نے کہا بیٹھ جائیے تو میں عرض کروں عظام بیٹھا برق نے کہا حضور میں بے قصور
ہوں امیدوار ہوں کہ بے خطائی پر میری خیال کیا جائے کل سے قید ہوں آب و دانہ نہیں
ملا اور ایک بات مجھے آپ سے پوچھنا ہے عظام نے کہا کیا برق نے کہا حضور کوئی ایسی صورت
ہے کہ ہماری جان بچ جائے اگر ہمکو فولاد نوکر رکھ لے جتنے سردار ہیں سب کو گرفتار کر دیں
جو نہ بھی دشمنی کرتا ہو اسکو بھی پکڑ لائیں سرکش سرکار کے سامنے سر جھکائیں اور ایک بات
ہم جانتے ہیں آپ کسی کی جو بیٹی پر عاشق ہوں اسکو آپ سے ملوا دیں اسکام کو تو خوب ہی
ہم جانتے ہیں آپ ہمکو ابھی طرح نہیں پہچانتے ہیں عظام پسیج گیا برق نے ایک جھگڑا
شروع کیا کہ اے عظام میں رفیق مددگار ہوں واہ شہنشاہ ساحران جس خدمت کا ہو
حکم ہو بجا لاؤں عظام نے کہا اے برق ملکہ چنچل نٹ کھینچل بجانی فولاد کی بیٹی پر مدت سے ہم
عاشق ہوں اگر وہ ملجائے تو جو تو کہے وہ کرنے کو موجود ہوں برق نے کہا جان لڑا دونگا یہ
چنچل کون سی ہے وہ عیاری کروں کہ وہ خود تمپر عاشق ہو جائے کونسی تدبیر کروں۔ وہ خود
تمہارے پاس چلی آئے جو تدبیر کہیے وہ کر سکتا ہوں اسطرح معشوق کو ملاؤں کہ آپ خوش ہو جائیں
عظام ایسا خوش ہوا کہ برق کی ہتھکڑیاں کاٹ دیں بیڑی توڑی کھانا منگوا کر برق کو کھلوایا

جب برق کھانا کھا چکا تو غظام برق کو لیکر اپنے مکان پر آیا بڑی خاطر کرکے بٹھایا برق نے کہا اب جو تدبیر ہو وہ کرون غظام نے کہا میرے مکان کے سامنے جو پختہ مکان ہے اسمین چنچل رہتی ہے برق نے کہا مین آج ہی لاتا ہون یہ کہکر رات کو ایک گوشے مین بیٹھکر نقب دینا شروع کی گوشہ قصر چنچل مین جو نقب کا جا کر تو ڈا سرا و ٹھا کر دیکھا تمام محل مین جو لعبین کنیزین پھیلی ہوئی ہین برق کھڑا دیکھا کیا ایک کنیز مہتاب کو اسطرف آئی برق نے اسکو بیہوش کیا اسی کنیز کی شکل بنکر جا بجا کنیزون وہ پہرے چوکی والیونکو گلوریان کھلاتا ہوا بیہوش کرتا ہوا قریب اس دالان کے پہونچا جہان چنچل سو رہی ہے پردہ اٹھا کر اندر آیا برابر پلنگ کے جا کر دوشالہ کاندھے سے ہٹایا دیکھا عورت نہایت حسین ہے بیہوشی نکالکر برابر دماغ کی لگا دی بیہوش کرکے پشتارہ باندھا اسی راہ سے اٹھتا بیٹھتا تا بہ نقب آیا نقب پیلا غظام کلیجہ پکڑے بر سر نقب موجود ہے کہ اسنے پیر کی آہٹ سنی سر جھکا کر دیکھا برق مع پشتارہ آتا ہے خوش ہوگیا پکار کر آواز دی ای برق شیر یار و باوہ برق نے کہا شیرون کے نوکر شیر ہوتے ہین ملکہ چنچل کو لایا غظام برق کے گرد پھرنے لگا کہا ای برق کیا کام کیا برق کو ساتھ لیے ہوئے ایک قصر مین آیا مسند پر پشتارہ ملکہ کا رکھوا دیا جوش عشق مین کہا اے برق تم ہٹ جاؤ مین عذر کرلونگا برق ایک گوشے مین چھپ گیا غظام نے شراب و کباب مہیا کرکے ملکہ چنچل کو ہوشیار کیا ملکہ چنچل کی جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک غیر جگہ پایا اسباب عیش و نشاط مہیا غظام سامنے ہاتھ باندھے بیٹھا ہے غظام نے قدمون پر سر رکھدیا کہا ای جان جہان و ای آرام دل عاشقان مدت ہوئی ہجر جانان دیتی کچھ بن نہ پڑا آخر آج جرات کی کیا کہون جو تمہاری محبت مین ہماری کیفیت ہے عرض حال ہے نظم

خیال و خواب ہے لیل و نہار جانتے ہین
ہم اپنی زیست فقط مستعار جانتے ہین

بدن مین زخم نہین ہے عیان ہین پھولونکی
ہم اپنے دل مین اسی کو بہار جانتے ہین

خطا ہے مانگین ختن تو تم ہو چین بہ جبین
تمہاری زلف کو مشک تتار جانتے ہین

جو شاہباز ہے ای ترک چشم تیری نظر
تو ہم بھی طائر دل کو شکار جانتے ہین

اڑیگی خاک قبر میری بعد فنا
تمہاری شوخیان ای شہسوار جانتے ہین

کہا دربار میں جو تم حاضر ہو گئے تپاک دم کی خبر یاد نہ گئے ویسا انتظام کرنا غلام اسی وقت
قیدخانے پر آیا قیدخانے میں قفل لگا یا ساتھ والے بیٹھے کہا رات بھر جاگ کے بسر کرو سب توجہ و
حفاظت ہوئے گرد قیدخانہ کے پھرنے لگے غلام نے ایک تمام پر نقب بھی لگا دی کہ خادم
ہوا اسطرح جیسا کہ چھپا تھا لگایا جسکو ملاحظہ کیا کہ عیار غائب ہو گیا۔ وہ آنیشا دربار ملکہ میں فولاد
آتے ہی دربار میں آیا کہا حضور غضب ہوا کوئی سپاہی ملیا برق نکل گیا فولاد یہ سنکر گھبرا گئی حضور
طاؤس اپنے عیار کو اشارہ کیا کہا حضرت صاحب جا کر دیکھو حضرت طاؤس سنکر دو قیدخانے میں
آیا نقب دیکھکر سر ہلایا دل میں کہتا ہے اے طاؤس یہ تو کسی نے کسی کا گذاری کی نکال بھی لے
گیا اور نقب بھی لگا دی خیر سمجھا جائیگا یہ سوچتا ہوا پاس فولاد کے آیا چپکے سے کہا یہ کام
کسی بڑے شخص کا ہے اور دریافت کریگا کہ یہاں ایک محل میں بلا شبہ اپنے کنیز میں روتی پیٹتی آئی
عرض کی صاحبزادی آپ کی غائب ہو گئیں نقب لگی ہوئی ہے فولاد نے گھبرا کر کہا اے طاؤس
جا کر دیکھو کیا معرکہ ہے طاؤس وہاں آیا چاندنی پر بیٹرہ دیکھا بلا کا عیار ہے بیٹرہ پہچانا
یہ بیٹرہ تو برق کا ہے مگر حیران کہ یہ کیا ماجرا گذرا برق کیونکر چرا لیگیا یہ سوچتا ہوا بارگاہ میں
فولاد کی آیا کہا حضور عجب طرح کا مقدمہ ہے لیکن غلام تلاش کر دیگا جسنے برق کو چھڑایا اسی
نے ملکہ چنچل پر بھی دست اندازی کی لیکن اسمقدمہ کا کرنے والا بڑا دلیر ہو ہر مرتبہ غلام بھائی کی
حاجت یا دیکھ دیکھکر کہتا ہے جب طاؤس غلام سے آنکھ ملاتا ہے رنگ زرد غلام متغیر ہو جاتا
ہو مگر سر جھکا کر خاموش سوچتا ہے شام کو غلام اٹھکر مکان میں آیا چنچل بے بس جال کہا برق نے
کہا اے وزیر اعظم طاؤس سمجھ گیا یعنی آپ پر آوازہ کستا تھا آج وہ یہاں ضرور آئیگا اگر ہنسی
دیکھ لیا تو آفت برپا ہو گی بہتر یہ کہ یہاں سے نکل چلیے تنگ ملکہ جنج میں جلد چلے آیا حیرت میں
میں وعدہ کرتا ہوں ضرور یہاں کی خاطر ہو گی پھر فولاد کیا کر سکیگی سر پیٹ پیٹ کر رہیگی غلام نے کہا
ابھی ایسا خوف نہیں ہے مفصل طاؤس سمجھا نہیں برق نے کہا تم آنکو سمجھاتے ہو مگر کل
چلنا ہی بہتر ہے غلام نے کہا میں باہر جا کر اپنے ساتھ والونکو ٹٹولوں دیکھوں وہ لوگ کیا کہتے ہیں
برق نے کہا آپ جو ملا تو موقع آیا دیکھیے میں بارگاہ سے خبر لاؤں غلام نے کہا اے
بہتر ہے برق ایک ساحر کی اسیوقت شکل بنکر تیار ہوا محل سے غلام کے نکلا

خاطر بے خطرہ اش باشد مدام　　از گمان خالی و پاک از ہر خیال
ظاہر و باطن بیک حالت بود　　بندۂ حق اہل حال و اہل قال
بیند از ہر پردہ در جلوہ گری　　مرد بینا جلوۂ حسن و جمال
سرنگون باشد بشکل آسمان　　پشت میدارد دوتا شکل ہلال
محرم اسرار باشد دم بجود　　زین بیان وارد زبان ہر وقت لال
باشدش با فقر و فاقہ دوستی　　دشمن مال است آن اہل کمال
صلح دارد در جہان با نیک و بد　　مرد خوشخو صلح کل نیکو خصال
شکل خور بر مطلع صدق و صفا　　جلوہ اش یکسان بود ہر ماہ و سال
خاص با خاصان بود با عام ہمام　　ہر زمان آن مرد عارف نیکنام

بلک بلک کے جو برق نے دعا کی ایک آواز مہیب آئی کہ زمین تھرائی برق نے سر اٹھا کے ایک جادوگر دیو خصال عفریت مثال کو دیکھا تخت پر سوار سر بڑا قد جیسے درخت چنار پہلوؤں میں خواجہ ہنس ہنس کر باتیں کرتے ہوئے جب وہ ڈکار لیتا ہے تو منہ سے دھوان نکلتا ہے ہر نخل صحرا ہلتا ہے تخت اڑائے ہوئے چلا آتا ہے برق نے زنبیل بجائی کہ استاد اگرچہ جادوگر آپ کے قبضہ میں ہے تو اس فوج کو لیجیے میں ان سب کو تسخیر کرکے لایا ہون خواجہ نے سر اٹھا کے دیکھا ایک جادوگر کو لاکھون جادوگر گھیرے ہیں ایک عورت اسکے قریب وہ بھی مجبور و ناچار سحر کر رہی ہے خواجہ نے کہا اے اشتقال یہ دونون مرد و عورت کیسے عاجز ہو رہے ہیں یہ ساحر یا بھوستی ہوئی جاتی ہے اسکا ارادہ ہے کہ انکو قتل کرے اگر مناسب ہو تو بچالو اشتقال جھپٹا کہا ای رفیق شفیق میں بسطرح افراسیاب پر چار چڑ ونہ آتے سے حکم سے اڑونگا یہ کہکر جو ایک ڈکار لی ناک سے کان سے شعلہ ہاے آتش نکلے ملازمان فولاد جلے گئے اب جو تخت سے کودا شکل فیل مست جھومتا ہوا چلا جس ساحر کی گردن پکڑلی اسکو مروڑ ڈالا گردن کو توڑ ڈالا دو دو کی گردن پکڑ کے لڑا دیا کسو کو پیر پکڑ کے پھینک دیا لڑتا بھڑتا قریب فولاد کے پہونچا عذلام کو آواز دی تو حرکرم تیری مدد کو آتے ہیں خواجہ نے بھی حقہ ہاے آتشبازی مارے اشتقال لڑتا بھڑتا قریب فولاد کے پہونچا آواز دی او ناحق کیون غربا کو قتل کرتی ہے مجھسے مقابلہ کر تو احوال معلوم ہو فولاد

خونفشان چھالے ہین مثل چشم گریان پانوں نہین
خار صحرا نکلے چھد چھد کے مژگان پانوں نہین

جھک گیا ہون ضعف سے راہ طلب مین اسقدر
چبھتے ہین ہر ہر قدم پر خار مژگان پانوں نہین

ہون وہ وحشی وحشت آباد جہان مین اے جنون
آبلون کے بدلے ہین چشم غزالان پانوں نہین

ضعف مین بار قبا اترا پڑا اے دست جنون
بنگیا بیڑی مرا طوق گریبان پانوں نہین

عشق پیچان اے پری لپٹا ہے پاے سرو سے
راست ہے لپٹی نہین یہ زلف پیچان پانوں نہین

کو بگولون بھر وہ ہر جائی پھرا کرتا ہے روز
زور ہے مانند خورشید درخشان پانوں مین

بدلے ہاتھون کے ابھی پانوں سے بیعت کیجیے
روشنی ہے دست موسی سے دوچندان پانوں مین

وحشت سے پہونچین جو ہم گلزار کوے یار مین
غنچہ ہاے آبلہ ہوجائین خندان پانوں نہین

ہوتی ہے مہندی کی حاجت اے پری رو بار بار
ایکدن مل لے ذرا خاک شہیدان پانوں نہین

اے جنون نکلینگے جیتے جی نہ مثل استخوان
ہوگئے جزو بدن خار مغیلان پانوں نہین

وادی وحشت مین تیر دن سے نکلواتے ہین ہم
چبھتے ہین ناسخ اگر خار مغیلان پانوں نہین

اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ اہل محفل کی طبیعت گھبرائی قریب لالہ زار کے جاکر خواجہ نے کہا ایسے مالک کو سر سے شراب پلانا چاہیے لالہ زار بے اندیشہ انجام پی گئی اشتقال کو بھی جام پلائے اور سب کو ایک ایک جام پلایا اشتقال بیٹھا جھوم رہا ہے کہتا ہے میرا رفیق کیا خوب گاتا ہے لالہ زار نے نشے کے جوش مین پوچھا اے اشتقال آخر یہ کون شخص ہے کہ سراپا کمال ہے سعور ہے ہمہ تن عقل و شعور ہے اشتقال نے کہا اے ملکہ عالم یہ عمرو عیار ہے لالہ زار نے اس نشے کے عالم مین زانو پیٹ لیا کہا دشمن شاہ کو میرے گھر مین لے آیا خیر اسکو ابھی رخصت کرو نہ ہماری سرحد سے نکل جائے اشتقال نے کہا جو افراسیاب اسے برا جانیگا تو افراسیاب سے بھی لڑونگا تم جانتی ہو میرا کوئی کیا کر سکتا ہے میرے زور و طاقت سے بہرام فلک کو سکتا ہے لالہ زار نے کہا مین گرفتار کرکے خدمت مین شہنشاہ کی بھیجونگی اشتقال نے کہا ایسا نہوگا میرے سامنے حضور نہ گرفتار کرین کئی سردار شریک ہو کر ابھی لشکر اسلام مین سے گئے ہیں عظام ملکہ چنچل کو نکال لیگیا راہ مین فولاد نے آکر گھیرا مین نے اسکو مارا آپ کچھ کد و کاوش نکرین ورنہ مین بگڑ جاؤنگا لالہ زار نے کہا اے اشتقال کچھ دیوانہ ہوا ہے اشتقال نے کہا دیکھیے بنگاہ

قہر و غضب نہ دیکھیے اُسکا خون گھٹتا ہی مجھے ملال ہوتا ہے لالہ زار اپنے مقام سے اُٹھی کہ خواجہ
کو پکڑ لون اشتقال ہان ہان کرتا ہوا اُٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی پہلے اشتقال دھم سے گرا بعد
اسکے لالہ زار بھی لہرا کے گری کنیزین لینا لینا کہکر اُٹھین گر کے بیہوش ہوئین تھوڑے
ہی عرصے مین سب اہل دربار گر گر کے لب فرش فرش ہوے خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا

نعرہ خواجہ عمرو
تراشندۂ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
دوندہ جہانگرد و طرار ہون

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اُٹھا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

مرے مکر سے کانپتا ہے جہان
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
نہ پالے کبھی گرد پاپوش کو
خنجر خواجہ عمرو کا چلے مگا کسی

کا سر کاٹا کسی کا ہاتھ اُڑا دیا چاہتے ہین جا کر لالہ زار کو مارون راہ مین اور کنیزین ملجاتی
ہین اشتقال کو مارتے افسوس آتا ہے خیال مین آیا اسکو اُٹھا لیچلون یہ سوچکر خواجہ
بیٹھے کہ اشتقال کو اُٹھا لون لالہ زار کو قتل کر دون قضائے کار مجبوب شمشیر
وزیرزادی لالہ زار کی واسطے شکار کے گئی تھی وہان سے پلٹی ہوئی آتی تھی راہ مین
کنیزان ملکہ لالہ زار کے مرنے کی آواز سُنی سحر کر کے اُڑی حیران ہے کہ یہ کیا معرکہ ہے آسمان سے
آکے دیکھا ایک عیار سب کو قتل کر رہا ہے ملکہ لالہ زار بیہوش پڑی ہین وہین سے نعرہ کیا او ظالم
کیا کرتا ہے خواجہ کود کر الگ ہوے ایک نخل کے سایے مین ہو کر عمرو نے گلیم اوڑھی مجبوب
اُتر کر زمین پر آئی باران سحر برسایا سب ہوشیار ہوے جو اُٹھا روتا ہوا اُٹھا مر یہ تھا ان
دیکھا کئی سو کنیزون کے لاشے پڑے لوٹ رہے ہین کوئی بہن بہن کر کے روتی ہے کوئی مان
کا نام لیتی ہے لالہ زار کی جو آنکھ کھلی مجبوب سے لالہ زار نے پوچھا اے بہن یہ کیا معرکہ ہے کہا
حضور ایک دبلا پتلا تاتنیا عیار بیحرف قتل کر رہا تھا حضور کی طرف جاتا تھا مین نے راہ مین
جو حضور کی کنیزون کے مرنے کی آواز سُنی بیتاب ہو گئی جھپٹ کے آئی اُسی ظالم کو دیکھا کہ حضور کو
قتل کیا چاہتا ہے لالہ زار نے اشتقال کو ہوشیار کیا کہا دیکھیے آپ کے رفیق صاحب نے یہ حال کیا
اشتقال نے جھلا کر کہا مجھکو آپ کو بھی نہ مارنا لالہ زار نے کہا کچھ دیوانہ ہوے ہو مجبوب نے کہا ملکہ کی
جانب چلا تھا مجبوب نے کہا آخر وہ کون شخص تھا اشتقال نے کہا عمرو عیار تھا مجبوب نے کہا

عمرو عیار کا حال نہ پوچھیے وہ ساحر کو جس حال میں پائیگا قتل کر ڈالیگا افراسیاب کے صدہا
سردار شریک کر لیے اپنے ایسے سردار مارے کہ افراسیاب نے کلیجہ پکڑ لیا بی بہار کو شریک کر لیا
بی مخمور شریک ہوگئیں وہ وہ ساحر شریک ہوے کہ جنکا نام لینے کو دل نہیں چاہتا وقائع
ہوشربا دیکھو افراسیاب نے کیا کیا آفتیں برپا کیں مگر کچھ نہو سکا ہر مرتبہ عیاری کرکے اپنے کو
بچاتا ہے پردہ ظلمات سے روتا بھٹکتا آیا ہے اے اشتغال عمرو عیار کو دوست نہ جاننا اشتغال
نے لالہ زار سے کہا اے ملکہ عالم اب لشکر کشی کیجیے چلکر میں سب کو کھالوں یہ کہکر ایک چیخ ماری
کہ صحرا سے بارہ ہزار سیہ پوش بصد جوش و خروش پیدا ہوے اشتغال گینڈے پر سوار ہوا ملکہ
لالہ زار کو تخت پر سوار کیا بارہ ہزار کنیزیں اور بارہ ہزار جوانان سیہ پوش بڑے جوش و خروش
سے طرف لشکر اسلام کے چلے اب مستر برق فرنگی کا ذکر تحریر کرتا ہوں کہ برق فرنگی عظام
کو ساتھ لیے ہوے جب لشکر اسلام کے قریب آیا عظام کو پانچ کوس الگ اُتارا اب برق چلا کہا
میں جاکر ملکہ مہرخ سے آپ کا ذکر کردوں اے عظام تمھیں سردار لینے آئینگے یہ کہکر برق تو طرف
لشکر اسلام کے گیا عظام چنچل کا ہاتھ تھامے ہوے جنگل کی سیر کر رہا ہے کہ صحرا سے گرد اُٹھی
اشتغال ملکہ لالہ زار کے تخت پر ہاتھ رکھے ہوے چوبیس ہزار فوج ساحران پشت پر بڑے
جوش و خروش سے آتا ہے لشکر جو اُترا ہوا دیکھا کہا ملکہ عالم میں بڑھکر دیکھوں یہ کس کا لشکر ہے
شاید کوئی حریف نہو یہ کہکر پایۂ تخت پر سے ہاتھ ہٹایا اشتغال گینڈے کو بڑھا کر چلا عظام چنچل کا
ہاتھ پکڑے ہوے جنگل میں ٹہل رہا ہے وصل پہ ملکہ چنچل کو راضی کر رہا ہے کہ دیکھا اشتغال آکر
پہونچا اشتغال کی جو نگاہ ملکہ چنچل پر پڑی معشوق پریچہرہ حسین و جمیل سرو قد خورشید خد چنچل نے
سر جھکا لیا اشتغال نے کہا اے عظام کہاں سے آئے ہو عظام نے کہا ایک ضرورت درپیش ہے
اشتغال نے اپنا حال بیان کیا عظام گھبرا گیا کہا تمھیں اختیار ہے اشتغال نے کہا آج اسی مقام
پر اُترینگے ہم تم ایک ہی بارگاہ میں رہیں عظام نے چنچل کو تو روانہ کردیا کہا صاحب بارگاہ
میں چلو ہم بھی آتے ہیں اشتغال نے کہا بھی کہ ان کو ٹھہرا رہنے دو ملکہ لالہ زار سے ملاقات کرینگی
عظام نے قبول نہ کیا کہ دیکھا تخت ملکہ لالہ زار بڑے عظم و شان سے آکر پہونچا عظام نے
جھک کر سلام کیا لالہ زار نے کہا اے عظام تم یہاں کہاں عظام نے پردہ رکھ کے کہا

ایک کارضروری کو جا رہی ہون یہان غلام اچھا دیکھ کر اتر پڑا دیکھ لالہ زار نے بارگاہ استاد کر ادی لالہ زار داخل بارگاہ ہوئین اشتعال اس فکر مین ہے کہ کسی طرح چنچل کو قبضے مین کرون لالہ زار کے ساتھ بارگاہ مین آیا خاموش بیٹھ رہا لالہ زار نے کہا اے اشتعال کیون پریشان ہے اشتعال نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا غلام تو اس راہ سے آگاہ نہ تھا ناز سے بلائین مخمس گیا اب کیا کرون دل کی عجب حالت ہے اصل مین غلام کی عجب کیفیت ہے زندگی کون صورت سے دل پر داغ حسرت ہے بقول شاعر

نظم

رو رو کے داغ گنتے ہین ہم ہجر یار کے	یہ قطرے ہین اشک مین دانے انار کے
ہو جائین خوب لال بھبھوکا سے [illegible]	سنعدی لگا کے باندھیے پٹے چنار کے
باندھون مین تیغ ابرو خمار کا خیال	یون تو نہ کٹ سکینگے یہ دن انتظار کے
عریان دیکھکر جو لپٹنے کو مین ہوا	تیوری چڑھائی آپ نے کپڑے اتار کے
کرنے لگے ہین برگ خزان شورش جنون	شاید قریب آئے دل دن بہار کے
جلتی ہین آنکھین جاے فتیلہ ہے ہر پلک	بس ہین یہی چراغ شب انتظار کے
دیوانہ کون ہے جسے زنجیر چاہیے	عاشق ہین ہم بندے ترے گیسوے تار کے
کب ہین سفید بال اگر پایا جو ہجر مین	نکلے یہ استخوان مرے جسم زار سے
توڑون بملا مین فرقت ساقی مین کیا خمار	سر پھوڑون آ کے طاق سے بھی میخوار کے
اُسکے بدن کو ہاتھ لگاؤن یہ کیا مجال	بس مغتنم جو بوسے ملین پشت خار کے

لالہ زار نے کہا اے اشتعال سچ تو بتا کہا حضور کیا عرض کرون کہ جو غلام پر گزری غلام بازار مین اپنی معشوقہ کے ساتھ شل رہا تھا سیری ہو کر پھر نگاہ پڑی تیر دلدوز جو کمانخانہ ابرو سے چھوٹا تو وہ دن برلب معشوق ہوا اوسوقت سے غلام بہت بیقرار ہے لالہ زار نے کہا غلام کو بلا ؤ اس سے حال پوچھیان برق بلا بار مہرخ مین آیا تمام کیفیت بیان کی سرخ موسے کا کل اشکا کو جا کہا کہ برق کے ساتھ جا اور غلام کو استقبال کرکے لاؤ سرخ موسے برق نے کہا آپ [illegible] مین آگے بڑھکر [illegible] ایسا نکو فراخ تبدیل ہو گیا ہو یہ کہکر برق تڑپتا ہوا چلا [illegible] ہے کہ غلام اپنے مقام [illegible] سوق رہا تھا کہ دیکھون کیا [illegible] ادر اشتعال [illegible]

لالہ زار نے کہا اے عظام ہم تم سے ایک سوال کرتے ہیں ہمارا سپہ سالار بیحد بیقرار ہے عظام نے کہا فرمایئے ملکہ لالہ زار نے کہا جس عورت کا ہاتھ پکڑے تم ٹہل رہے تھے اُسپر میان اشتقال عاشق ہوئے ہیں اگر مناسب ہو تو اُسکو ہمارے سپہ سالار کے حوالے کرو اگر خوشی سے نہ دوگے تو ہم جبر کرینگے ہمارے سپہ سالار کا عجیب حال ہے زندگی محال ہے عظام کی اسوقت پریشانی اور حیرانی کہ مین کیا جواب دون کہ برق خدمتگار بنا ہوا آیا گلوری کھلانے کے حیلہ سے قریب عظام کے آیا پوچھا کیا معرکہ ہے کہ حضور پریشان ہو رہے ہین یہ کون لوگ ہین عظام نے منھ پھیر کر بیان کیا کہ اے رفیق یہ ملکہ لالہ زار ہین مالک باغ لالہ زار مسلمانون پر لشکرکشی کر کے چلی ہین خواجہ نے کچھ انکو ستایا وہی رہی ملال ہے یہان جو آئے میان اشتقال چنچل پر عاشق ہوئے مجھسے چنچل کو مانگ رہے ہین اور دہاڑ ڈالتے ہین کہ اگر خوشی سے نہ دوگے تو بجبر لینگے برق نے کہا آپ بلا تکلف فرما دیجیے کہ آپ اُس عورت کے پاس جائین مین تدبیر کیے لیتا ہون یہ کہکر برق چلا پاس ملکہ چنچل کے کنیز بنکر پہونچا چنچل کو بیہوش کر کے کنارے ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنکر بیٹھ رہا یہان عظام نے اشتقال سے کہا کہ آپ اس عورت کے جایئے آپ کو اختیار ہے اشتقال خوشی خوشی چلا خیمے مین آیا دیکھا کہ ملکہ چنچل بیٹھی ہین جوش عشق مین بیٹھ گیا کہا کیون صاحب مزاج کیسا ہے برق نے تیوری پر بل ڈال کے کہا تو کون شخص ہے کہ جو بلا تکلف ہمسے بات کرتا ہے نام تو بتا برق نے خوب آڑے ہاتھون لیا اشتقال قدمون پر گر پڑا کہا اے جان جان وائے آرام دل عاشقان جسوقت سے حاضر ہوا اور آپ کا جمال دیکھا عجب دل کی کیفیت ہے تمنے تو مار ڈالا ترچھی نگاہون نے شکار کیا قسم

مژہ نے جب سے ترا کا قلب کو ناوک فگن بنکر
ہوئے ہین جانستان ابرو تمہارے تیغ زن بنکر

شگاف قبر سے پہلے تو چشم یاس سے دیکھا
زبان حال سے انکو پکارا پھر دہن بنکر

یہی گوشہ یہی سیدان آئے تو مساجد مین
عوض لینگے عدو سے فارش ملک سخن بنکر

بھڑک کر روئے نکلی کثرت داغ تمنا سے
نکالا بلبل جان کو مرے دل نے چمن بنکر

لگانے سے نہوگا فائدہ محشر مین اے غافل
گواہی دیگا عصیان کی گوہر موئے تن بنکر

بہار آئی ہے آثار جنون پھر پائے جاتے ہین
دکھاتا ہے سمان وحشت کا پھر تیر زطن بنکر

آنا نہ تھا تو ہمکو ستانا تھا کیا ضرور / کیون آپ شب کو آنے کا اقرار کر گئے

وعدے تمام عمر کے بالکل بھلا دیے / یان وہ گھڑی کو ان کے احسان کر گئے

کہنے لگے نگاہ مین کچھ اگر وہ بزم مین / کیا جانیے کہ تیر ہمارے کدھر گئے

کیا کہدیا اشارون مین اُنسے حضور سے / محفل سے آج روتے ہوئے کیون شرر گئے

یہ غزل گا کر برق نے جام لبریز کیا لالہ زار کو دیا لالہ زار نے ہاتھ بڑھا کر جام لیا خط ام
بھی رہتا ہے معشوق کے واسطے بیتاب و بیقرار ہے جیسے ہی لالہ زار نے جام لیا شراب زرخ مارا
لالہ زار نے پر نگاہ قہر و غضب طرف برق کے دیکھا لالہ زار بلاے روزگار ہے مالک سرحد
طلسم نگاہ کرتی جو برق پر ڈالی رنگ و روغن چہرے سے اُڑ گیا برق کی نگاہ جو اُسکے پر پڑی
معائنہ کیا کر مین بصورت اصلی ہو گیا قصد کیا کہ اُٹھکر خنجر مارے ذن زمین نے پالون تھام لیے
برق نہ اُٹھ سکا ہاتھ باندھکر عرض کی بیوی حضور غلام کس تدبیر سے آپ تک پہونچا لالہ زار نے
کہا مین پہلے ہی سمجھ گئی تھی مگر مین نے کہا تمھاری عیاری ظاہر ہو جائے بتلا کہ تو نے اشتقال کو
کیا کیا برق نے کہا اشتقال مجھے مین موجود ہے کہا چنچل کو کیا کیا برق نے کہا وہ بھی ہین لالہ زار
نے کہا اب تجھکو خدمت مین افراسیاب کی روانہ کرونگی عظام کے تو ہوش و حواس اُڑ گئے
کہتا ہی بڑا غضب ہوا دیکھیے اب جان کیونکر بچے لالہ زار نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ برق کو
سلسل و مطوق کرو خدمت مین شاہ کی روانہ کردو اور لکھ بھیجو کہ کل کل مسلمانون کو بھی روانہ کرونگی
اشتقال نے عمرو پر بڑے احسان کیے تھے کنیز آگاہ نہ تھی کہ یہ عمرو ہے آخر جو کا لکھا یا محبوب
میری وزیرزادی آگئی اسنے آکر بچا لیا مین یہان آئی تھی برق نے آکر عیارنی کی کنیز آگاہ
ہوئی اسکو گرفتار کیا کنیزین اٹھین کہ برق کو ہتھکڑیان بیڑیان پہنائین وہ اشتقال کو ہوشیار کرکے
لائین یکایک آسمان پھٹا ہوا لالہ زار نے سر اُٹھا کے دیکھا افراسیاب تشریف لاتے ہین
لالہ زار نے کہا او شہنشاہ آگئے تخت زمین پر اُترا لالہ زار نے اُٹھکر سلام کیا برق کو دیکھکر
افراسیاب بہت بگڑا کہا کیون او بے مروت میری سرحددار کے ساتھ عیاری کرکے کیا فرمایا
آخر گرفتار ہوا یہ کہکر تلوار کھینچی لالہ زار نے ہاتھ پکڑ لیا کہا شہنشاہ غصہ نہ کرین تشریف رکھین ہم
اسکو بلا دست قتل کرا دینگے افراسیاب نے کہا اے لالہ زار گوشے مین چلو کچھ باتین ... عیاری کی کرنا ہین

لالہ زار آگئی گوشے مین آئی افراسیاب باتین کرتے کرتے چار جانب دیکھنے لگا لالہ زار نے کہا ربجہ کو کس شے کی خواہش ہے افراسیاب نے کہا عرصے سے شراب نہین پی لالہ زار نے کنیز کو اونڈی کو گلابی لانے کو کہا کنیز گلابی لائی افراسیاب نے جام بھر کے ایک اپنے گریبان مین گرالیا مگر لالہ زار کو ثابت نہین ہوا دوسرا جام بھر کر کہا کہ لو لالہ زار تم بھی پیو لالہ زار نے جھککر سلام کیا مودب ہوکے جام لیا چاہتی ہے کہ ہونٹ سے لگائے شراب چرخ مارنے لگی لالہ زار نے کہا اے شہنشاہ کنیز کو بیہوشی کیون دی شراب چرخ مار رہی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ ونڈی کا سحر ہے جو کوئی مجھکو بیہوشی کھلائیگا یا پلائیگا لونڈی کو ثابت ہو جائیگا افراسیاب نے کہا یہ بھی بعض وقت سحر اُلٹا ہو جاتا ہے لالہ زار نے پھر قصد کیا شراب شعلہ نکر کے اُڑگئی ہر چند کہ لالہ زار کو افراسیاب کا بڑا خوف ہے مگر بےاختیار بول اُٹھی کہ تو کوئی عیار ہے خواجہ نے خنجر کھینچا چاہا جا پکڑون لالہ زار نے زمین پر دو ہتھڑ مارا سنگ در روغن عیاری کا اُڑگیا پانون خواجہ کے زمین سے اٹھا لیے لالہ زار نے آواز دی او ساربان زادے مین پہلے ہی سمجھ گئی تھی پکار کے کہا ارے کوئی حاضر ہے کنیزین اندر آئین اشتقال کو بھی ہوشیار کیا اُس سے سب حال بیان کیا عمرو کو دیکھکر اشتقال نے بڑا رنج کیا کہا کیون او عمرو مین نے تیرے ساتھ ایسے احسان کیے خدمت مین اپنی مالک کی پہونچایا تو نے یہ فساد کیا تجھکو کچھ خوف نہ آیا لالہ زار نے کہا مین دونون کو قتل کرتی ہون یہ کہکر عمرو کو کشان کشان لیکر نکلی اشارہ کیا سیدان خونی کی بارش کردو اسیوقت دامین ابنا ہو مین جلاد حاضر ہوئے عمرو و برق کو زیر تیغ بٹھایا کوٹھے کا خطرہ دونون کی گردن پر دیا خواجہ نے بیقرار ہو کر دعا کی کہ اے خالق بینیاز داے رب کارساز آفت سے بچا اُم

در جہان بانیک و بد کن اختلاط
خلق زاید لن بیقینے از ارتباط

نیست ساحل از جہان جز رنج و غم
غور کن اے طالب عیش و نشاط

نازکم تہ کن درین دنیاے دون
[illegible] تہ نیسن [illegible]

از دل و جان کن بدان خدا
تجھ دو [illegible]

گرم باشد تا کجا این بزم عیش
تا کجا گستر [illegible]

سوزے عیش و خوشی ما را گذشت
[illegible]

ہانک ہانک کر عمرو و برق نے جو دعا کی ایک برق کڑک کر گری جلادون کے سر اُڑ گئے لالہ زار
نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ملکہ سرخ موے کاکل کشا آسمان سے سحر کر رہی ہے لالہ زار نے اشتغال
سے اشارہ کیا کہ اسکو گرفتار کرے اشتغال نے بڑھکر سرخ مو کی گردن لی سامنے ملکہ لالہ زار کے
کے ڈالدیا کہا لیجیے یہ گنہگار حاضر ہے کیا مجال جو آپ کے سامنے سحر کر سکے کنیزون نے سرخ مو
کو مسلسل و مطوق برابر عمرو کے بٹھا دیا اب جلاد سرہانے تینون کے آیا چاہا قتل کردن اشتغال
جھومتا ہوا آگے بڑھا ایک دیو سے کہ بلکر رہا تھا اپنے ہاتھ مین خنجر لیا جلاد سے کہا ہٹ جا چاہا
کہ برق اور سرخ مو کا سر کاٹ لون جیسے ہی اسنے خنجر ہلایا اور مہرہ بسمل کے چلا منظور یہ
ہوا کہ سرخ مو کا سر کاٹ لون پھر عیارون کی سفارش کرونگا سب نے دیکھا کہ اشتغال نے خنجر
سرخ مو پہ مارا سرخ مو نے سر جھکا دیا اشتغال کے منھ پر ایک طمانچہ پڑا اتنا بڑا جوان دیو
خصال عفریت مثال مثل لوٹن کبوتر کے چرخ کھا کے گرا جس پنجے نے طمانچہ منھ پر اشتغال
کے مارا اسی پنجے نے زبان سے سرخ مو کی سوزن کو بھی نکالا سرخ مو تڑپ کر اٹھی مجمع عام
مین لڑنے لگی تڑپ تڑپ کر گر رہی ہے لالہ زار نے آواز دی او سرخ مو کیون شاستین کی ہین
ایک سحر مین جلا کر خاک کر دونگی یہ کہکر لالہ زار نے گولہ مارا وہی سنہرہ پنجہ جو تڑپ رہا تھا اسنے
گولے پہ تھپکی ماری گولہ پلٹ گیا جو لالہ زار نے سحر کیا پنجے نے طمانچہ مار دیا سحر الٹا پلٹ گیا ملکہ
قریب لالہ زار آ کر گرا لالہ زار اپنے کو بمشکل بچاتی ہے کہتی ہے یہ پنجہ کیا چیز ہے کہ سرخ مو کی
دستگیری کر رہا ہے تڑپ کر وہ پنجہ گرا عمرو و برق کی بھی ہتھکڑیان وغیرہ توڑ کر پھینک دین
اشتغال اسی طرح بیہوش پڑا ہے جب وہ پنجہ اپنا عکس ڈالتا ہے اشتغال پھر غافل ہو جاتا
ہے لالہ زار نے بلک کر آواز دی اے شہنشاہ طلسم ہوشربا و اے ساحر یکتا کنیز تو یہان آکر عجیب
مصیبت مین پڑ گئی سحر میرا سرخ مو پہ تاثیر نہین کرتا افراسیاب جادو باغ سیب مین بیٹھا
تھا کہ کان مین آواز لالہ زار کی پہونچی افراسیاب نے گھبرا کر کہا ارے لالہ زار پکار رہی ہے نہین
معلوم اسپر کیا گذری یہ کہکر انگشتر جمشید کو اچھالا آواز دی اے انگشتر جمشید لالہ زار کس مقام
پر ہے انگوٹھی سے شعلہ بھڑکا آواز آئی اے افراسیاب لالہ زار صحراے نرگس مین ہے انگشتر کو
افراسیاب نے اٹھا لیا بہ قہر و غضب تمام چلا اسوقت آ پہونچا کہ لشکر لالہ زار تباہ ہو رہا ہے

لالہ زار بھاگتی پھرتی ہے ایک سنہرہ پنجہ تڑپتا پھرتا ہے جب عکس زال جلگیا کہا افراسیاب نے
عرض کیا ای لالہ زار نہ گھبرانا بدولت آپہونچے یہ کہکر افراسیاب نے سحر کیا کہ کنیزین ملکہ سرخ مو
کی قتل ہونے لگین کہ سنہری پنجے نے اپنا ہاتھ بڑھایا سرون پر اہل اسلام کے تمام ہونے لگا جب
کسی کے سر پر پتھر گرا پنجے نے اُس پتھر کو روکا سر پر ملازمان لالہ زار کے پھینکدیا لالہ زار نے کہا
اے شہنشاہ دیکھیے یہ سنہرہ پنجہ مسلمانون کی دستگیری کرتا ہے افراسیاب نے سنہری پنجے پر سنگریزہ
مارا سنگریزے کو پنجے نے پکڑ لیا وہی سنگریزہ سر پر لالہ زار کے پھینکا لالہ زار نے دب کر اپنے کو
بچایا افراسیاب نے دیکھا وہ پنجہ اُسی طرح چمکا پھرتا ہے افراسیاب نے آواز دی ارے کوئی حاضر
ہے ایک پریزاد پیدا ہوئی گولہ ہاتھ مین افراسیاب کے دیا وہ گولا افراسیاب نے پنجے پر پھینک مارا
پنجہ نے چاہا گولے کو پکڑ لون ایک انگارہ گولے سے نکلا پنجہ جلکر خاک سیہ ہوا افراسیاب نے آواز دی
او پیر نابکار کیا پردے سے شعبدے دکھاتا ہے اگر کچھ جوان ہو تو سامنے آ یہ بولتے کوہ سے پہاڑ
شق ہوا نور افشان جادو ایک عقاب پر سوار ظاہر ہوا کہتا ہوا و افراسیاب بہتر ہے کہ پلٹ
جا یہ کہکر گولہ مارا افراسیاب نے گولے کو روکا اب نور افشان زمین پر آیا آواز دی کہ اے لالہ زار
تم تو اپنی تیغ سناؤ لالہ زار نے تلوار چمکائی نور افشان نے ہاتھ ہلا دیا برق کڑکے گری لالہ زار
کے دو ٹکڑے ہوئے دوسرا ہاتھ ہلایا لشکر والون کے سر اڑ گئے عظام شل ہے ایک گوشے مین کانپ
رہا ہے نور افشان نے کہا او افراسیاب پلٹ جا ورنہ پچھتائیگا افراسیاب نے گولہ مارا نور افشان
نے آواز دی اسے زنار بار بار ذرا افراسیاب کی خدمت تو کرنا ایک آندھی سیاہ چلی بعد آندھی
کے افراسیاب نے دیکھا ایک صحرا سبزہ زار نوات دلکشا ہوا سے سر جل سہی رو طائر غزہ سرای
کر رہے مین بندیان خوشنوا یہ اشعار گاتی مین اشعار

جب تک ... اشتیاق بھی ہم کو تھا [illegible]	لگا دو تیر ادا [illegible] نظر کی طرح
[illegible]	[illegible] کے سینے مین [illegible]
رکھا ہے [illegible] شوق [illegible]	چلا ہون ڈھونڈنے [illegible]
الہی [illegible] نہین گر تو موت ہی آئے	[illegible]
اثر ہوا بھی جو نالے مین وہ ہوے [illegible]	اب [illegible]

مشتاق ہو لیا تو اس نازنین نے جھک کر جام بلوریں لبریز کیا اور کہا لو پی لو لیکن واسطہ سامری و جمشید کا بے پیے تم مست ہو رہے ہو ایسا نہو کہ تم شراب پیکر بدمستی کرو مجکو ہاتھ نہ لگانا الگ رہنا ورنہ میں غل مچاؤنگی ساری باغ کو سر پر اٹھا لونگی پھر بہت گھبراؤگی یہ کہکر جام ہونٹوں سے افراسیاب کے لگا دیا افراسیاب بھی جوش اشتیاق میں پی گیا دو جام پلا کے پھر گانے کی سی اشارہ کیا کہ ایک غزل شہنشاہ کے سامنے گا میں رفع حاجت کر کے آتی ہوں یہ لفظ سنکر تو افراسیاب بہت خوش ہوا کہ معشوق بیچارہ سامان وصل کر رہی ہے اب لطف ہوگا گانے بجنے سے بڑھکر سازندوں کو اشارہ کیا اس گانے والی نے سامنے افراسیاب کے بیٹھکر گانا شروع کیا اور اشعار عاشقانہ گانے لگی **نظم**

تیرے مجبور ستمگر عہد شکن بھول گئے ۔ رنج غربت یہ پا کے کہ وطن بھول گئے
جان کیا مفت گئی صید گہ عالم میں ۔ نیم جان کر کے مجھے صید فگن بھول گئے
آگئے خورشید کے پاس ہو کہاں صبح وضع ۔ رخ جو یاد آیا ہمیں صاف بدن بھول گئے
ہائے کیا ہونے پائیں تری آنکھیں صیاد ۔ چوکڑی کیا کہ ہرن راہ ختن بھول گئے
تھکے بیٹھے ہیں تری راہ میں گلچیں اے گل ۔ تیرے کوچہ میں ہزاروں کو چمن بھول گئے
اسقدر مشق رہی نالہ و افغان کی ہمیں ۔ یاد محبوب میں ہم طرز سخن بھول گئے
دانت ہونٹھوں سے نظر آگئے جو ہنسنے میں ۔ تو سہیل اور عقیق اہل یمن بھول گئے
دم خانہ زنجیر میں ہو مدام جوش جنون ۔ آشنا چاک گریبان کفن بھول گئے
دشت غربت میں رہی ہے جو غذا حنظل غم ۔ اے جنون ہم مزہ سیب ذقن بھول گئے
اب تلک یاد نہ جنت میں کیا ناسخ کو ۔ اپنے مداح کو اے شاہ زمن بھول گئے

اس رنگ میں اس غزل کو گانے والی نے گایا کہ افراسیاب اور زیادہ مبہوت ہوا کنیزوں پر دست اندازی کرنے لگا کنیزیں چیخیں مار مار کر بھاگی ہیں افراسیاب انکے پیچھے دوڑتا ہے جب کنیز بھاگ کر نکل گئی ہے افراسیاب پاس آتا ہے تھوڑی عرصہ میں سب کنیزیں بھاگ کر باہر چلی گئیں افراسیاب حیران ہوکر چار جانب دیکھنے لگا کسی کو بارہ دری میں نہ پایا گھبرا گیا نام لے لے کے کنیزوں کو پکارنے لگا نعرے مارنے لگا کبھی پکارتا ہے کہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان کدھر گئیں جلد آؤ میں تمہارے واسطے بیقرار ہوں دل گھبرا آتا ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے کہاں جا کر چھپ رہیں ہو اپنے چاہنے والے کو

ہیبو خیر تو ہے کنیزون نے کہا کہ ہمارا دل گھبراتا ہے وہ وادی جان. فراسیاب کی خبر تو شہنشاہ کو نوش
افشان نے ایک صحرای خارستان مین پھنسایا ہے جنگل مین بیٹھے رو رہے ہین زجدہ بغیر بتائی
جائے کچھ ہوگا آفات حیران پریشان پوچھ رہی ہے اری کوئی کسکو پھنسایا افراسیاب پر زوال آیا
ہائے اس لونڈے نے سلطنت لے لی انجام نہ سوچا اری ہیبو مفصل کہو وہ تیلیان چاؤ جادو
گر رہی ہین کہتی ہین کہ شہنشاہ تو جنگل مین بیٹھے ہین فریب دلکشا نے شراب کے جام پلائی مزے مین
آ کر شراب پی گئے اسی شراب نے یہ حال کیا کہ سحر بھول گئے پریشان بیٹھے ہین آفات کہتی ہے کہ ارے
جنگل کہان ہے کون سا جنگل ہے کہ پیارا بچہ بیکل ہے کنیزین کہتی ہین کہ کیا بتائین حال ہم تو مصیبت تال شہنشاہ
دیکھ رہی ہین جدہ آپ تو ملاحظہ فرمایئے یہ ذکر تھا کہ تیلہ و لازی پہونچا سامنے آکر آفات کے رو نیلگا کہا
اے جدہ شہنشاہ بڑی مصیبت مین ہین غلام دیکھ آیا ہین نے ہر چند تدبیر کی کہ وہان سے نکال لاؤن شہنشاہ قدم
کانٹون کے جنگل مین بند ہوگئے ہین مین نے جو ارادہ کیا کہ پاس شہنشاہ کے جاؤن راہ نہ ملی کئی سو جوان
سیاہ پوش گھیرے ہوئے درختونکو کھڑے ہین مجکو منع کرتے تھے کہ پاس افراسیاب کے نہ جا ورنہ بہت
پچتائیگا مین اکیلا تھا پاس شہنشاہ کے نہ جا سکا شہنشاہ نے رو رو کر کہا ہے کہ جدہ سے خبر کر دے مین خبر
لیکر آیا ہون پھر وہین جاتا ہون آپ جلد آئیے آفات تخت سے اٹھی چالیس کنیزونکو ساتھ لیکر آفات بہ
قہر و غضب تمام چلی جیسے ہی سر صحرا پر پہونچا دور سے دیکھا کہ افراسیاب بارہ درختون کے بیچ مین
بیٹھا ہے رو رہا ہے آفات نے پکار کر کہا کہ اے بیٹا نہ گھبراؤ مین آ پہونچی تمکو بچانے آئی ہون افراسیاب
نے پکار کر کہا اے جدہ مین سحر بھول گیا ایک سحر بھی مجکو یاد نہین آفات نے کہا مین آئی یہ کہکر جو
دیکھا کئی سو جوانان سیاہ پوش تلوارین برہنہ ہاتھ مین لیے ہوئے جھپٹے اور نعرہ کیا کہ او آفات یہان
نہ آنا یہان ہمارا دخل ہے افراسیاب کو نہ جانے دینگے یہ استاد والا نژاد کے ساتھ بے ادبی کرتا ہے
آفات لجبا اٹھا کے بڑھی کنیزونسے اشارہ کیا کہ ارے ان سیاہ پوشونکو مار لو کنیزونسے اور جوانان
سیاہ پوشان سے تلوار چلنے لگی آفات چہار دست بھی ان جوانان سیاہ پوشون کو قتل کر رہی
ہے ایک جوان سیاہ پوش نے بڑھکر ایک کنیز کو ہاتھ مارا کنیز کے دو ٹکڑے ہوگئے دوسری کنیز نے بڑھکر سر
اسکا سنبھالا لاش کو گود مین لیا لپٹا ہوا سر گودی مین بھی سو لالا اور زور کہ بہن مجھ سے بچھڑ کر کہان [illegible]
ہر چند زہرہ وہ کنیز تڑپ کر اٹھی زندگی ختم ہوئی تھوڑے ہی عرصہ مین سیاہ پوشون نے مار گرایا [illegible]

سکے بھی جسم سے خون بہتا ہوا نکلے خون کے جسم پر پڑتے ہوئے آفات کے پڑتی دیکھی سیاہ
ان سیاہ پوشوں کے مرنے سے چالاک ہو درختوں کے گرد جو کئی سو سیاہ پوش کھڑے تھے آواز دی
للکار کر کہا کہ بھاگو ہی بھی قضا آئی ہے ہنود خان ہوکر ایک طرف سے سناٹا ہوا آواز آئی کہ وہ سپہ
دلکشا مجکو استاد نگہبان کر گئے ہیں افراسیاب نے جو فریب دلکشا کو آتے ہوئے دیکھا کہ یہ وہی
ہے سکو دیکھکر عاشق ہوا تھا اسی کے ہاتھ سے شراب پی تھی دیکھتے ہی پکار اٹھا کہ اے جان جہان و ای
آرام دل مشتاقان آؤ میرے پاس آکر بیٹھو رباعی

بدنام کیا ترا برا ہوا ے دل
موموں کو تو نے سو کیا سرو کا پھل
میں شمع نہیں بجرے رولانے سی حصول
میں خوردہ گل نہ آب باران بہار

دیگر

ناکام کیا ترا برا ہوا ے دل
کیا کام کیا ترا برا ہوا ے دل
تو بان نہیں بجرے جلانے سے حصول
ظالم مری خاک میں ملانے سی حصول

اے جان جہان و اے راحت روح عاشقان ہمارے پاس آؤ ہم تمہارے واسطے بیقرار ہیں شراب
پلا کے چلی گئیں اسی شراب نے یہ خرابی کی آفات نے آواز دی نگوڑے کیوں اسے بلاتا ہے اسی کے
فریب میں تو پھنسا دم بھر اس جنگل سے نہ نکلیگا یہ کہکر آفات خود فریب دلکشا پر جا پڑی فریب
دلکشا نے دو تین گولے مارے آفات نے ہاتھ میں روک لیے للکار کر آواز دی او نگوڑی
آنکھیں تیری نکالکر پھینکدونگی جن آنکھوں سے تو نے افراسیاب کو فریب دیا کنیزان سامری سے کہا کہ کسی
گھیر لو چالیس کنیزیں جو فریب دلکشا پر گریں تیغے مارنے لگیں فریب دلکشا سر اگے کردیتی ہے سر کسیکا
حربہ تاثیر نہیں کرتا اپنا تیغہ ایک کنیز پر مارا ایک کا سر کٹا دوسری نے اسکو گود میں لیا سر ملا کر
پکارتی کہ بی بی اٹھو زیادہ سونا اچھا نہیں جنگ میں نیند کا آنا باعث خرابی ہے وہ کنیز اٹھی تڑپکر
لڑنے لگی لونڈی کنیز مرتی نہیں فریب دلکشا پر اسقدر تیغے پڑے کہ آخر ٹکڑے ٹکڑے ہوکر قریب افراسیاب
کے لاشہ گرا افراسیاب دوڑا کہ لاشہ اٹھاؤں لڑکھڑا کے گرا گرتے ہی بیہوش ہوگیا آفات نے
اسکے گود میں اٹھایا پانی کے چھینٹے منہ پر دیے افراسیاب کی آنکھ کھلی لاشہ ایک طرف پڑا ہوا
دیکھا نہایت وحشت جھرجھری تمام بدن پر پڑی ہو میں آفات نے قریب آکر کہا کہ دیکھا اسکو
پھر اسی پر جان دیتا تھا افراسیاب نے منہ پھیر لیا بارہوں تخل پول کے غائب ہوگئی فریب دلکشا کے

مرتے ہی صحرا بدل گیا دیکھا کہ مین برابر کوہ زبرجدی کے کھڑا ہون آفات اور کنیزان سامری
گرد اسکے جسم کے جھاڑ رہی ہین افراسیاب کو سحر یاد ہی کہا کہ ای جدہ کیا کہون عجب شعبدہ مین
اس پیر نابالغ کے پھنسایا آفات نے کہا کہ ای نور نظر اب طرف باغ سیب کے جاؤ آسیب
بچہ بڑی چیز ہوی اگر اگی فریب دلکشا کا تمھارا سامنا ہوتا اور وصل ہوتا اصل مین عمر بھر یاد نہ
ہوتا فولادی تیلے نے ہاتھ اٹھا کر کہا کیون شہنشاہ مین کیا وقت پر پہونچا اگر نہ پہونچتا تو کبھی اب پر
کیا گذرتی منہ آنکھو بچایا افراسیاب نے کلائی پر ہاتھ ڈال کر ایک طمانچہ مارا تیلے کا سر اڑ گیا لاشہ تیلے
کا زمین پر گرا سر تیلے کا پھٹا ایک طائر سبز رنگ پیدا ہوا آواز دیتا ہوا طرف آسمان کے چلا کہ ای بے وفا
ہم تیری حفاظت کرین اور تونے ہمکو قتل کیا اب تیری عزت و آبرو مٹی طلسم اب نہ بچیگا طلسم کشا چھین لیگا
تیرے ملک کو لوٹیگا افراسیاب نے چاہا کہ طائر پر سنگریزہ مارون آفات نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ارے کیون
دیوانہ ہوا ہی تونے اپنے معین کو مارا کیا مزا ہوا دیکھ کیا کہتا ہوا چلا گیا مگر کہنے دے طلسم ہوشربا
ایسا مقام نہین کہ جو کوئی شکست کرے مگر اس بڈھے سے لڑا لونگی یہان خواجہ عمرو و برق اس
لڑائی کو فتح کر کے چلے لیکن خواجہ نے اشتعال کو اٹھا لیا نور افشان نے طمانچہ مار کر اسکو گرایا
تھا بیہوش پڑا تھا خواجہ عمرو اٹھا لائے عظام نہایت خوش ہو پوچھتا ہی کہ خواجہ کسنے یہ تمھاری مدد
کی افراسیاب کہان چلا گیا برا کوئی ساحر زبردست ہی کہ اشتعال کو بیہوش کیا لالہ زار کو مارا لشکر
کو دم بھر مین تباہ کر دیا افراسیاب کو کس بلا مین پھنسایا خواجہ نے کہا کہ ای عظام سوا ہمارے
طلسم نور افشان کے کون مدد کریگا اصل یہ ہی کہ اگر طلسم نور افشان مین نہ جاتا اور کوکب کو
نہ لاتا تو بار لڑائی کے ہمسے نہ اٹھتے یہ سنکر عظام اور جنجل داخل لشکر اسلام ہوئے مہرخ ذی ہوشی
خاطر کی بارگاہ مین دنگل ملے جنجل کے ساتھ عظام کا عقد ہوا عیش کرینگا کہتا ہی خواجہ جیدن خدا
فضل کرے اور اسد کو آپ رہا کرین مین بھی کچھ نہ کچھ باتین عرض کرونگا آپکو مقدمہ مین میری جانب
راہبری ہوگی رہائی اسد کا سامان پر ورد گا۔ کہ یہ خواجہ فرماتے ہین وقت پر ہوش ہو جیا مجال جو کوئی
اسد کو قتل کرے انشاء اللہ رہا کرونگا مگر یہ سب باتین ہو رہی تھین کہ صرصر نے حیرت کو پہونچایا حیرت نے جھلا کر طبل جنگی بجوایا
نام پر شاروق ظلمانی نے طبل جنگی بموجب پڑی پر کار سے جو بہ امر جاسوسی لگی ہوئی تھی خبر پہنچی خدمت ملکہ
مہرخ کی آئی بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ شاروق نے طبل جنگی بجوایا ہی ملکہ مہرخ نے خواجہ عمرو سے کہا کہ ہمدو

ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی جبل ختلی ہے فاروق یہ کہکر اٹھا کہ خواجہ آج
مین شاروق کو پکڑ لاؤنگا رات کا اسکے سونے کا مقام مجکو معلوم ہی خواجہ نے کہا ای فاروق
تم ارادہ نکرو مین سمجھ لونگا میدان مین تو اوسکو آنے دو برق تڑپ کر اپنے مقام سے اٹھا کہا کہ ای
استاد مین جاتا ہون خواجہ نے کہا کہ اے ملکہ عالم ایک جوان دیو خصال دستیاب ہوا ہی زور مین مثل
دیو کمال کا اسکے عالم مین عزرائیل شاروق سے اسکا مقابلہ کرائیے سب حال جو عمرو نے بیان
کیا لوگ ہنسنے لگے کہا کہ خواجہ خوب اسکو تسخیر کیا خواجہ نے زنبیل سے اشتقال کو نکالا تمام دربار
سرداروں سی معمور ہی بہار و باغبان و رعد و برق وغیرہ سب حاضر ہین اشتقال سحر سے
نور افشان کے بیہوش ہوا تھا منہ دھلانے سے تلوے سہلانے سے اشتقال کو ہوش نہین آتا تھا
و باغبان نے کہا کہ خواجہ یہ سحر مین نور افشان کے ہے اسکے ہوشیار کرنے سے ہوشیار ہوگا
یہ ذکر تھا کہ دربارگاہ سی ایک فراٹا ہوا دیکھا ایک سیاہ بشکل زاغ کاؤن کاؤن کرتا ہوا آیا گرد
اشتقال کے چرخ مارا خواجہ کو سلام کرکے چلا گیا کہ خواجہ سی متوجہ ہوکر باتین بھی کین اشتقال
یا سامری کہکر اٹھ بیٹھا کہتا ہوا کہ خوب سوئے اب جو آنکھ کھلی دربار مین جلالت شعار ملکہ مہرخ کو
دیکھا حقیقت مین گلشن سحر ان ہی خواجہ کرسی پر بیٹھے ہین چاہا بل کرکے اٹھے باغبان نے اشارہ
کیا اشتقال پھر ادھر ادھر دیکھکر گھبرا کر کہا کہ کیون خواجہ عمرو یہ مجھے آپ کس مقام پر لائے ابتک ہوش و حواس
درست نہین باغبان نے کہا ای اشتقال بادشاہ لشکر ملکہ مہرخ سحر چشم تخت پر جلوہ فرما ہین ہم سمجھے
بہتر و برتر ہین پہلے ان کو سلام کرو پھر خواجہ جو کہین وہ قبول کرو سامری کا نام تمھارے ورد مین
رہتا ہی اسمین کیا دیکھا یا نہین افراسیاب مارا جائیگا اسد غازی رہائی پائینگے اہل طلسم ہوش
ربا مہلت نہ پائینگے لاچین پر جو بد حشتین کین وہ شہنشاہ عالیجاہ انکی پائیگا اپنی مصیبت کا بدلہ
افراسیاب سی لیگا افراسیاب کا بچنا دشوار ہی بہتر یہی ہو کہ اطاعت اسلام کرو شاروق ذلیل جنگی
بچا ہی کل اس سی مقابلہ کرو وہ بھی ظلمات کا رہنے والا ہی تم بھی اسی سرحد کے ہو ہلوگ بھی برآمد موجود ہین
اسلیے شاروق سی مقابلہ تمھارا منظور ہی یہ باتین سنکر اشتقال نے جواب دیا کہ مین تو خواجہ کی کانیکا غلام ہون
مجکو کام انسانی مین پھر اطاعت کو کہین مین طلسم کا جھگڑا نہین جانتا خواجہ نے اسیوقت زنبیل سے نکالی یہ
اشعار اوصاف امام عالیمقام بین سامنے اشتقال کے شروع کیے نظم

پانی آسمر ہو ساقی کوثر کی ذات کا
ہو ساغر شراب سفینہ نجات کا

زخم دہان خلق کو ہو اس سے التیام
مرہم سے ہے زیادہ اثر میری بات کا

جلتے ہیں سوز عشق سے مانند شمع ہم
رتبہ ملا ہے آگ کو آب حیات کا

مضمون جو لکھے تری چشم سیاہ کے
عالم ہو رشک دیدۂ آہوے دوات کا

دقت نہیں کہ غنچۂ منقار کھل سکے
ہوں عندلیب کس چمن بے ثبات کا

کافر ہوں سیر ہم رہیں محروم اعطا
کریمکدہ پہ حکم نہ جاری فرات کا

جو ہے کلام شیخ وہی قول برہمن
مطلب ہے ایک فرق فقط ہے لغات کا

خامہ ہے نیشکر مرے شیریں کلام سے
شرمندہ ہے دوات سے کوزہ نبات کا

مجرم ہوں اغنیا تو فقیروں پہ ہو عذاب
کرتا ہے دیکھ قحط نہ دینا زکات کا

کب جائیگا عیادت ناسخ کو اے مسیح
نزدیک اب تو وقت ہے اسکی وفات کا

خواجہ نے جو یہ غزل گائی اشتقال اٹھکر خواجہ کے پیر پکڑ کر کہا میں تو اس گانے کا بندہ ہوں اور آپکی ہر تان پر میری جان جاتی ہے خواجہ طبل جنگی بجوا دو شاروق کو چیر پھاڑ کر کھا جاؤں گا خواجہ نے کہا کہ طبل جنگی بج چکا ملکہ مہرخ نے کہا کہ اے اشتقال اطاعت اسلام کرو کہ تمھاری نجات ہو جائے گانے کو خواجہ کے کیا پسند کرتے ہو دین اسلام پسند کرو اشتقال نے کہا کہ میں دل سے مطیع اسلام ہوا دنگل زرین جند بیٹھنے کو ملا اشتقال آکر بیٹھا باتیں کر رہا ہے سب کو اشتیاق ہے کہ صبح کو اس سے اور شاروق سے دیکھیے کیا گذرے چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا روشنی مہر عالم افروز نے تمام عالم کو منور اور روشن کیا تخت فیروزی پر آکر شہنشاہ نیر اعظم جلوہ فرما ہوا دونوں لشکر میدان میں آئے ملکہ مہرخ تخت پر ملکہ بہار گلعذار ایکجانب ایکطرف باغبان قدرت اور سرداران نامی اور ساحران گرامی تخت شہنشاہی کو گھیرے ہوئے اشتقال سب کے آگے بڑھا ہوا ایک جھولا پڑا بائیں ہاتھ پر استین اسباب سحر بھرا ہوا ڈکاریں لیتا ہوا منہ سے دھوئیں نکلتا ہوا نکل سے اچھلتا ہوا اگر میدان میں قائم ہوا ادھر سے لشکر حیرت کے حیرت تخت پر سوار ایکطرف [illegible] اور صورت نگار وزیر زادیان نامی نامدار ہر طرف سامری و جمشید کے نام کی پکار شاروق آگے بڑھ کر کہتا ہوا کہ آج مسلمانوں کا خاتمہ کروں گا حیرت نے سمجھا دیا ہے کہ اے شاروق اگر تم

دو کس پر بھی غالب آیا طلب امان بجا کر پلٹ آیا بڑے بڑے ساحر لشکر اسلام میں میں شاروق
صفیں باندھنے لگا میمنہ و میسرہ درست ہوئی نقیبوں نے نقابت کی کڑکیت گرکا کمکر بیٹھے اب شاروق
نے گینڈا پھیرا سامنے تخت حیرت کے آیا عرض کی کہ ملکہ عالم اجازت میدان دیجیے دیکھیے سب کا کیا
حال کرتا ہوں ملکہ حیرت نے کہا کہ جاؤ سامری و جمشید کے سپرد کیا پر نے دو سو خداوند تمہاری محافظ
ہین مروت کا خیال رکھنا چار جانب خیال رہے شاروق نے عرض کی کہ حضور یاد تو کریں جب ساحران
بنگالہ چڑھ کر آئے ہیں سب کے پہلے غلام ہی پہونچا تھا کیسا کیسا مارا تھا یہ مسلمان انکو بہت بہتر سمجھے
ہیں دیکھیے تو کیا حال کرتا ہوں کیا میرے ہاتھ سے کوئی زندہ بچیگا یہ کہکر گینڈا بڑھایا میدان کارزار
میں آیا گینڈے کو میز کیا دو چار گوے اچھالے پکار کر آواز دی کہ اے فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنائے مرگ
کی ہو وہ نکلے یہ جو اسنے پکارا استقال جھوم کر صف سے بڑھا لشکر اسلام میں غلغلہ ہوا کہ دیو نے مقصد
کیا دیکھیں کون اسکا جو یہ ہے یہ بیشک جیسا جڑ کر کھا جائیگا اسکے ہاتھ سے شاروق امان نہ
پائیگا استقال سامنے تخت ملکہ مہرخ کے آیا پہلے خواجہ کو سلام کیا کہا اے شہنشاہ اقلیم عیاری میرے
روح کی تم راحت ہو میں مقابلہ میں اس ساحر ظلمات کے جاتا ہوں خدائے نادیدہ سے میرے
لیے دعا کرو لیکن خواجہ تم روز چٹکلے ہو اور یہ بھی بیان کرتے ہو کہ زمین سے آسمان تک پانچ سو
برس کا راستہ ہے پھر خدا تمہارے آواز کیونکر سنے گا عمرو نے کہا اے برادر بجان برابر پروردگار حاضر
ناظر ہے تمہارے دل کے حال سے بخوبی ماہر ہے اے بد اعتقاد و بد نصیب خدا رگ گردن سے
قریب ہے ملکہ مہرخ نے اجازت میدان دی استقال ودڈگون میں میدان میں پہونچا آواز دی اے
شاروق میں عمرو کا تابعدار ہوں مہرخ میری بادشاہ میں خدائے نادیدہ کی اطاعت کی ہے بہتر ہے
چلے جاؤ جان بچے ورنہ چڑھ جاؤں کر کھا جاؤنگا دندان تک ریزہ ریزہ کر دونگا شاروق نے کہا
[illegible] اس [illegible] بڑا گھمنڈ ہے کہ [illegible] شاروق [illegible]
گرز مارا استقال نے [illegible] ہاتھ میں [illegible] شاروق [illegible]
مجھے تو میں [illegible] استقال نے [illegible] ایک چیخ [illegible] شاروق [illegible]
دوڑ کر شاروق کی گردن [illegible] گردن [illegible] شاروق [illegible]
دبا کر شاروق کی [illegible]

پھر ہاتھ پر روکا ایکبہی مرتبہ جو اچھالا اور روکا نشار روق پھڑک کر تمام ہوا اشتغال نے ریگ ملات ادی
کر استخوان نشار روق کے چور چور ہوئے لشکر اسلام نے قہقہہ لگایا آواز دی کہ ای اشتغال کیا کہنا کس
زور و شور سے حریف کو مارا اشتغال میدان مین شلنگین لگانے لگا پکار کر آواز دی کہ بی حیرت کسی کو
اور بھیجو ہمارے مقابلہ مین آئے نیلم تاجدار تخت سے اُترا سامنے ملکہ حیرت کے آیا کہا کہ حضور اس غلام
کو حکم ہو اس دیو کی مشکین باندھکر لاؤن حیرت نے کہا کہ ای نیلم تم نے طرز جنگ بھی اسکا دیکھا نیلم نے کہا کہ
مین پاس نہ آنے دون گا جاتے جاتے دیوانہ بنا دون گا یہ کہکر بڑھا اشتغال نے جو نیلم کو آتے دیکھا وہی
شلنگین لگانے لگا ایک چیخ ماری کہ تاجدار نیلم آواز پر اسکی حیران ہوا حیرت دیکھنے لگا اشتغال
نے گردن پکڑکے اچھالا الٹا پلٹا ہوا طرف زمین کے چلا اشتغال نے دونون پاؤن تھام کر نیلم کو چیر ڈالا
ٹکڑے اسکے طرف حیرت کے پھینکے پکار کر آواز دی کہ ای جان جہان تم آؤ تو دیکھو کیا حال کرون تم
کاندھے پر سوار کرکے لیے لیے پھرون کسی گوشہ مین لیجاؤن حیرت نے جھلا کر آواز دی کہ اسکو
مار لو فوج حیرت بلوہ کرکے اشتغال کی جانب چلی اشتغال نے جو فوج کو آتے ہوئے دیکھا ایک
چیخ مار کر جا پڑا چار کو اٹھا لیا ٹانگین پکڑ کے چیرا اور پھینکدیا ادھر سے ملکہ مہرخ نے اشارہ کیا کہ بہار
و باغبان برای مدد پہونچے بہار نے گلدستہ مارا شاہ مہر تاجدار آگے بڑھا ہوا تھا پھول جو اسپر پری
ہوای سرو چلی جوانان چمن اکڑنے لگے عندلیبان خوشنما نے آواز دی کہ ای جانبازو یہ اشعار سُن کر

رشک کے مارے زمرد خاک مین ملجائیگا
سبزے پر اس گرش کے فیروزہ کھا جائیگا

دسترس انگشت تک اس سیم تن کی پائیگا
نقش اپنا خانۂ زر مین نگین بٹھلائیگا

چل نہیں سکنے کا ہرگز تری اٹکھیل کی چال
پاؤن مین موچ آئیگی کبک ایسی ٹھوکر کھائیگا

حسن کا جلوہ بھی کم برق تجلی سے نہین
چشم موسے سے جو دیکھیگا اُسے غش آئیگا

عرش ہی اس بادشاہ حسن کا تخت رواق
وہ ستمگر زحل کمیت چرخ کو دوڑائیگا

بعد مردن بھی رہیگا زلف مشکین کا خیال
گور میت بھی میرے مرکے ساتھ سودا جائیگا

غم لگا دے منہ سے ساقی لب تو تر ہو دین مگر
مجھسے دریا نوش تک کیا کشتی می لائیگا

ابھی زخمون کے ابھرنے تھا دہ شوخ ہی
جسنے سیدھی باہ کی الٹا اسے اٹھائیگا

آشنا ہارے ابھٹنے کا قصد آتش نکر
چھوڑ کر اس در کو سر دیوار سے ٹکرائیگا

یہ اشعار جو عندلیبان خوشنوا نے گائے شاہور مع بارہ ہزار جوانون کے سامنے ملکہ بہار
کے آیا ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا بہار نے ایک کنیز کو اشارہ کیا اس کنیز نے بڑھکر شاہور کے کان مین ڈر
لگایا ہار پہنا دیا بارجیت ہوئی شاہور نے کہا کہ کیا حکم ہوتا ہی بہار نے کہا حیرت کا سر لاؤ شاہور
نے ساتھ والون سے آواز دی کہ ہان یارو وقت جاتا ہی حیرت کو جلکر مارو معشوق گلعذار سے
شادی کرین بارہ ہزار جوانون نے جھوم کے کہا کہ جو بہار قسر کہتا ہو وہی کرینگے شاہور نے کہا کہ یارو نہ
گھبراؤ ایک ایک کنیز ملکہ بہار کی تم سب کو دونگا یہ کہتا ہوا چلا سب کو ہٹاتا ہوا جاتا ہی اور کہتا ہی کہ
یار و نازل کرو تین ملکہ حیرت سے ایک بات پوچھ لون تو بلا کا سر کرون چلا سر جھکائے ہوئے قریب
تخت ملکہ حیرت پہونچا پکار کر آواز دی کہ او بیحیا تخت پر چڑھکر بیٹھی ہی بہار کو تو نے کیا ستایا حیرت
نے جو ہرہ لگا ہوا کان مین دیکھی طیرا کر پکارا ہی اسکو دو کو ساحر دو کنے کو بڑھے شاہور مع بارہ ہزار
جوانون کے تلوار کھینچکر لڑنے لگا بارہ ہزار جوانون نے جو گولے نارنج و ترنج مارے بارہ ہزار جادوگر
مرکر گرے ہلڑ ہوا کہ شاہور بگڑ گیا حیرت جھٹ پٹ کر گر نیلگی شاہور ہر مرتبہ ہاتھ بڑھاتا ہی کہ حیرت کی
ٹانگ پکڑ لون کھینچ لون ساتھ بہار کے پہلو دن حیرت بدن بنکر گری دس بیس کو مارا اور بلند
ہوگئی ادھر استقال نے تہلکہ ڈالدیا ہی ہزار دنکو چیر کر پھینکدیا ہی دس بیس کو چنگل مین پکڑ مل ڈالا
ہی حیرت پلٹ کر لشکر شاہور پر گری ہی چاہتی ہی کہ جھپٹ کر بلند ہون استقال نے چنگل مارا پاجامہ
ملکہ حیرت کا [illegible] مین آ گیا گوشہ اسکا ہاتھ مین استقال کے آگیا استقال نے ایک جھٹکا مارا
حیرت لوٹ پوٹ ہوکر چلی زمین سے ایک پتلہ فولادی نکلا اُسنے سر کے نیچے ہاتھ دیا گوشہ پاجامہ کا چاک
کر دیا حیرت بلند ہوئی استقال [illegible] نے پر استقال کے سر لگا یا استقال نے ایک چیخ ماری کہ حیرت
تھرا گئی ادھر سے شاہور بھی دوڑ کر آ پہنچا [illegible] دوسری استقال کے چنگل پر رہی مین جب استقال نے
چنگل مارا حیرت نے تو [illegible] کرنے سے اسکے چنگل مین آگئی [illegible] گھس گئی
استقال نے پھینکدیا شاہور استقال نے [illegible] حیرت پر [illegible] کی کہ حیرت [illegible] طرف آسمان کے
دیکھا ایک زاغ سیاہ اڑتا ہوا سامنے آیا حیرت نے کہا کہ ای زاغ سیاہ جلد ہی کو بلا [illegible]
چوکچھ کہ تو نے [illegible] دیکھا ہی بیان کر دیا زاغ بھاگا افراسیاب باغ [illegible] تھا
سن رہا تھا کبھی ہنستا ہی کیسا غضب ہی قدرت وہان موجود مین اور ساحر کو نسبہ [illegible] حیرت

کو مار سکے حیرت بھی بلای روزگار ہے کیا کسی بات میں مجبور و ناچار ہے حیات جادو کی بیٹی زوجۂ
ماہ دولت کی بڑے افسوس کی بات ہے کہ مسلمانوں نے شور مچا رکھا ہے یہ ذکر تھا کہ زاغ آ کر پہونچا افراسیاب کے
کے سامنے کاؤں کاؤں کرنے لگا افراسیاب نے کہا کیا کاؤں کاؤں کرتا ہے زاغ نے آدمی کی شکل
انسان کے گویا ہوا کہ ای شہنشاہ اشتعال آدمخوار مطیع مسلمانان ہوا میدان میں آ کر نیلم و
تاجدار و شاہ روق کو مارا ملکہ حیرت نے منلوبہ کا حکم دیا بہار نے سحر کیا شاہور تاجدار و اشتعال
نے حیرت کو گھیرا ہے مجکو حکم دیا کہ جا کر شہنشاہ کو خبر دو کہ اشتعال چاہتا ہے حیرت کو کھا جائے حیرت
اپنے کو بچاتی ہیں بہت گھبرا رہی ہیں یہ سنتے ہی افراسیاب اٹھا کہا کہ اس ساربان زادہ نے
مجکو بہت تنگ کیا ہے اشتعال کو مطیع کر کے لایا ہے ہائے کیا ساحر تھا علوم شعبدہ بازی سے خوب ماہر
تھا حیرت کو بہت حیران کیا ہوگا اگر اسکا چنگل پڑ گیا تو حیرت کو بڑا صدمہ پہونچیگا یہ کہتا ہوا بلند
ہوا دیکھا اشتعال اور شاہور نے حیرت کو گھیرا ہے ادھر حیرت جاتی ہے ادھر شاہور بھی جاتا ہے شاہور
[illegible] مارا اشتعال چنگل مارتا ہے حیرت تڑپ تڑپ کر نکلتی ہے کہ افراسیاب کا نعرہ ہوا کہ خبردار
او اشتعال کیوں شامت آئی ہے اشتعال افراسیاب کو دیکھ کر کانپنے لگا ایک جانب بھاگا بہار
و باغبان ایک جانب بھاگے مرجان کا تخت پیچھے ہٹا مگر شاہور اسی طرح لڑ رہا ہے افراسیاب
نے للکارا کہ او بے ادب ماہ دولت آگئے مجکو کچھ خیال نہیں شاہور نے افراسیاب پر گولہ مارا
افراسیاب نے بہ نگاہ قہر طرف گولے کے دیکھا گولا الٹا پلٹا شاہور کی پیشانی پر پڑا کہ شاہور کے سر کے
[illegible] ٹکڑے ہو گئے کاسۂ سر چور چور ہوا جسمیں غرور تھا وہی سر پھٹا افراسیاب نے ایک اشارہ کیا
[illegible] شاہور کے جو ساتھ والے تھے انکے بھی سر کٹ کٹ کے گرنے لگے تھوڑی ہی عرصہ میں بارہ
ہزار [illegible] کر گرا دیا مگر [illegible] کہ شاہور تاجدار بیار فیق و شفیق یوں مارا گیا [illegible]
[illegible] تھا اب جو سر اٹھا کر دیکھا مرجان و بہار وغیرہ بھاگی جاتی ہیں اشتعال ایک نخل کے سایہ میں
[illegible] ہے افراسیاب نے للکارا کہ او اشتعال بے ادب تو نے ملکۂ عالم کو صدمہ پہونچایا مجکو خوف
[illegible] اشتعال نے ایک چیخ ماری افراسیاب دوڑا مگر آواز جو کان میں آئی تو لرزتا تھرتھراتا ہوا جاتا
[illegible] سے دیو افراسیاب [illegible] کیا تیسری آواز [illegible] اشتعال زور دی افراسیاب
[illegible] کرا کر [illegible] رفتار [illegible] سامنے ہی جا ایک آسمان سے [illegible]

آتی ہین وہ ساحر بلبلا افراسیاب نے گلے مین حلقے کمند کے ڈال دیے ساحر نے چاہا کہ طمانچے مار کر
بیہوش کیا اور نعرہ کیا نعرہ برق تصنیف مصنف

گر استاد مین خواجہ نامدار
کرون سیکڑون کوس کی راہ طی
تڑپ سے مری چرخ بھی ہارا ہا

ز پرتو مین برق رفتار ہون
ارسطوی ذی علم شاگرد ہے
زبر یتد و غوب ہر شہر تا ہے

مرا نام ہے برق خنجر گذار
کہ کون مکار و غدار ہون
وہ برمکر پہ میرا ہی سر دارہا
جلد وہ ہون مین نام بھی برق ہے

نعرہ کرکے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک جب ساحر قتل ہوا خواجہ کو ہوش آیا برق نے کہا کہ استاد
بھاگیے خواجہ نے کہا کہ اے برق اشتقال کی تدبیر کرو جب وہ لازم ہے برق نے کہا کہ آپ
لشکر مین جابیٹھے مین اوسکی تدبیر کرکے لاتا ہون صحرای دمشق تک جاتا ہون انشاء اللہ اسے لاتا
ہون یہ سنکر خواجہ نے کہا کہ ابے گدھے تو عیاری کیا جانے بچے نے کبھی دخل ہوگا اور نہ ہوا تو
جاکر آگاہ کردیگا برق نے کہا کہ استاد آپ برای خدا اب مین جاپہنچے آپکا سر پر بنا بڑی غنا تیج
آپ ہی کے نام سے عیاری کرونگا استاد بیچت بناتے ہو تحفہ جات تمہارے پاس ہین آپ گلیم اوڑھکر
غائب ہوجاتے ہین ہمکو چھپنا پڑتا ہے کبھی غار مین چھپے کبھی کہین بھاگ گئے یہ چیزین ہمکو دیجیے تو
دیکھیے تیسرے دن افراسیاب کو قتل کرین کیا محال جو بچ جاے خواجہ نے رد مین طمانچے مارے
کہا ابے گدھے بید لگی ہوئی ہے سوای جان بچانے کے کسی مقدمہ مین تحفہ جات کو دخل نہین دیتے
جو ہر وقت دخل تحفہ جات کا حکم ہوتا تو افراسیاب کو بیٹھنے نہین دیتا حمزہ سے عہد کیا ہے اقرار نامہ لکھا
ہے کہ کسی مقدمہ مین تحفہ جات کو دخل نہین دیسکتا جاؤ بچہ دیکھون کیا کرتے ہو خواجہ نے قصد کیا
ہے کہ طرف لشکر کے پلٹون برق کا قصد ہے کہ طرف صحراے دلکشا کے جاؤن کہ ایک آندھی سیاہ
چلی خواجہ و برق نے دیکھا کہ ایک ساحر اس آندھی سے پیدا ہوا پکارتا ہوا کہ باشد ای عیاران
کر بجنے کیا عفنسیکیا کہ مرنج سر دان کو مارا اب کہان جاؤگے خواجہ نے قصد کیا کہ گلیم اوڑھکر
برق اکیلا نہ بھاگا اس ساحر نے آتے ہی ایک خنجر مار خواجہ کو پنجے مین دبایا برق کو بھی گرفتار
کرلیا ہرچند خواجہ چیخے چلائے ساحر نے کچھ نہ سنا خواجہ و برق کو ذبحا گاہ صحرای دلکشا مین پہونچا کہا کہ ای عیارا
یہ صحرای دلکشا ہے وہ ساحر تابع دلکشا ہے جو ملکہ دلکشا کا چہرہ افروز ہے وہی تمکو قتل کریگی زندہ نہ بچے گے مجھکو
حکم دیا کہ عمرو برق بلا نہ صحرا مین کھڑے ہو کر کڑا برق نے کہا کہ آپکا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے

ساحر نے کہا کہ مجکو چنگل کشا کہتے ہین میرے چنگل سے کوئی بچا نہین برق نے اشارہ کیا کہ یہ تو
ساربان زادہ بڑا مکار و غدار ہے اسکو پہلے قتل کیجیے مین جو کہون وہ میری سنیے اسنے مجکو دھوکا دیا
مین ایک عورت چرا کر لایا اسنے چاہا کہ اسی رہن رکھوالے مین اتھوڑن نالے مین پڑا رہا تب وہ عورت
دستیاب ہوئی آپ اسکو مجسے لے لیجیے مجھے اپنا رفیق بنائیے مہرخ وغیرہ کو قتل کرکے آپ کو بادشاہ بنا
بناؤن عورت کا نام سنکر چنگل کشا بیقرار ہوگیا کہا کہ وہ عورت کہان ہے کہا گلفام پریچہرہ نام ایک جلبن
کی بیٹی ہے کیا کہون کیسی خوبصورت ہے تم ایسے مرد کو دیکھکر مرجائیگی مین ابھی اسکو لاتا ہون یہ سنکر ساحر تو
پھڑ گیا عمرو کو ہاتھوں سے رکھدیا برق کو سنگ لا دیکہا کہا کہ اس عورت کو لائیے برق نے کہا کہ مجھکو چھوڑ دیجیے
مین ابھی اسے لاتا ہون چنگل کشا نے سحر اتارا برق کو رہا کر دیا کہا کہ اے برق مجکو دھوکا نہ دینا جہان
جاؤگے وہان سے پکڑ لاؤنگا برق نے کہا کہ آپ ایسے مہربان مجھے کہان ملیگا ہر اٹھوارے مین ایک
نازنین مہ جبین لایا کرونگا کہ گھر مین ایک پلٹن عورتون کی ہوجائیگی جس محل مین چاہیے رہیے آپ
کو جان میری رفاقت کا کھدیگا ایسی خدمتگزاری کرون کہ آپ بہت رضامند ہون غلام سرائی خوشنود
ہون یہ کہکر برق ایک جانب ہٹ گیا کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک نازنین کی شکل
بنکر تیار ہوا چنگل کشا کے پاس چنگل کشا نے دیکھا ایک نازنین آتی ہے پکار کر آواز دی کہ او نازنین
اس طرف آ برق نے ہمکو بھیجا ہے اس نازنین نے سر ہلایا چنگل کشا نے پوچھا کہ برق کیا کرتے
ہین کہا حضور حاضر ہوتے ہین یہ کہکر آنکھون مین آنسو بھر لائی اور زار زار مثل ابر بہار رونے
لگی کہا حضور برق نے تو بھیجا مگر مجکو ہاتھ نہ لگائیگا مین بہت کمسن ہون چنگل کشا نے دوڑکر ہاتھ
تھام لیا کہا کیون گھبراتی ہو ملکہ دلکشا ہے چہرہ [illegible] ہوا ہون تجکو خاتون محل بناؤنگا
میرے ہمراہ [illegible] چلو [illegible] کوہ مین بیٹھو کہا کنارے بیٹھیے واسطے [illegible] آؤ چنگل کشا سوچا
کرب [illegible] ہے [illegible] شراب کا [illegible] ہوگیا بھٹی پر سے شراب لایا اور کوہ مین گر
بٹھا نازنین نے جام پر کیا کہا کہ پہلے تم پیو [illegible] ابھی دو تین جام پی لونگی کہ بیہوش ہوجاؤن چاہے
مجھے پر جو چاہے کرو چنگل کشا خوشی خوشی شراب پی گیا [illegible] تب ہی گھبرا کہا کہ اسمین
کیا تھا کہ کلیجے مین آگ سی لگی دل گھبراتا ہے نازنین نے کہا کہ [illegible] نشہ [illegible] بہت
گھبراتے ہو چنگل کشا [illegible] بیٹھتے ہی بیہوشی نے طمانچہ مارا برق نے [illegible] خنجر [illegible] کا

یہان خواجہ عمرو اسنے دیکھا تو برق چنگل کشا کا سر لاتا ہی کہا کہ استاد یہ سر حاضر ہی مارا اس ملعون کو خواجہ و برق گنارے ہوے آپسمین کچھ صلاحین ہوئین برق تڑپ کر طرف باغ چلا پشت باغ پر آیا سُنا کہ کوئی گا رہا ہی کمند مار کے دیوار پر چڑھا دیکھا کہ ایک شاہزادی تاج شہریاری سر پر لباس فاخرہ زیب جسم گرد انسین جلیسین گائن سازینے غزلین گا رہی ہی گائن شوخ و شنگ موسوم بہ جلترنگ یہ شعر گا رہی ہی نظم

نشان تزدل زلف گرہ گیر چاہیے — فرقان روے یار کی تفسیر چاہیے
پھانسی کا جرم بوسہ کاکل مین دو نہ حکم — پھر سے گلے مین زلف گرہ گیر چاہیے
اے ہمصفیر مین شنوا گوش گل مگر — نالے مین عندلیب کے تاثیر چاہیے
کیونکر نہ جاؤن ربط نہ دربار سے — آخر تو ملنے کی کوئی تدبیر چاہیے
کوشش سے ایکدن ہی میسر ہوا نہ وصل — تدبیر محض ہیچ ہی تقدیر چاہیے
دل نے نہم کاکل پر پیچ کو سہ کیا — ملک تتار مین مجھے جاگیر چاہیے
رعنا نے جان دی ہی تصور مین یار کے — کنج لحد مین بھی وہی تصویر چاہیے

اس رنگ سے اس غزل کو وہ نازنین گا رہی ہی سب اہل محفل تعریفین کر رہے ہین برق یہ ہنگامہ دیکھکر دیوار سے اُترا نخل کی آڑ پکڑ کے دیکھنے لگا کہ آسمان پر فرانا ہوا برق چمکی ایک طائر آیا اُسنے آواز دی کہ او دلکشا سے چہرہ افروز ہوشیار ہو جاؤ کہ خنگل کشا قتل ہوگیا برق و عمرو تیری فکر مین دلکشا نے کنیزون سے کہا کہ ارے جاکر لاش کو خنگل کشا کی لاؤ کنیزین گئین جنگل مین دیکھا کہ لاشہ خنگل کشا کا پڑا ہی لونڈیون نے ڈرتے ڈرتے لاش خنگل کشا کی اُٹھائی کہ پہلو ہی دشت سے رونیکی آواز آئی کنیزون نے دیکھا کہ ایک نازنین نہایت حسین ہائے ہائے بھائی کہتی ہوئی آتی ہی کبھی پکارتی ہی کہ ہائے تیرا شباب تونے دنیا مین کیا دیکھا مرنے دو سی برس کا تیرا سن تھا کس ظالم نے تجکو مارا اگر مین قاتل کو پاتی بوٹیان اسکی کاٹ کاٹ کے کھاتی روتی ہوئی قریب آئی لاش سے لپٹ گئی کنیزون نے کہا کہ صاحب تمہارا کیا نام ہی اسنے کہا کہ خنگل فراح مجکو کہتے ہین خنگل کشا کی بہن ہون ہماری پرورش کرتا تھا اٹھ پہر ہر بات مین ہماری دلدہی کرتا تھا یہی خیال رہتا تھا کہ بہن کو رنج و ملال نہو اب ہمارا حال کون پوچھیگا کون اسطرح پرورش کریگا حقیقت مین ہمارا ہمیشہ کا آرام اٹھ گیا کنیزون نے سمجھایا کہ بی بی صبر کرو سامری و جمشید نے جسکو چاہا بلایا رہ نازنین لاشہ ... ہمراہ مع ... کنیزون سے بڑھکر دلکشا سے غرض کی

حضور خنگل کشا کی بہن آئی ہر بہت ہی مال اسکا ہر دلکشا نے کہا کہ صاحب جسکا ایسا بھائی مارا جائی اسکو کیونکر قلق نہو ہمارے سامنے لاؤ کر روتی ہوئی خنگل فراخ آئی قدمون سے لپٹ کر دلکشا کے خوب روئی دلکشا نے پشت پر ہاتھ رکھا کہا بس بی بی صبر کرو میرا بھی ایسا رفیق مارا گیا کہ جسکا مثل و نظیر نہ تھا مین اسکا عہدہ تمکو دونگی اسپر وہ نازنین بہت خوش ہوئی قدمون سے لپٹ گئی تعریفین کرنے لگی کہ حضور قدر دان مین کنیزون پر احسان ہین ایسی آپ جز شاہی کر دلکو تسکین ہوئی اچھا ہوا بھائی مرا کہ مجکو عہدہ تو ملا میرا جی چاہتا ہے کہ حضور کے سامنے کچھ گاؤن ذرا حضور بھی گانا سنین بہت خوش ہونگی یہ لکہ سازندون سے اشارہ کیا ساز آراستہ ہوئے اس نازنین نے یہ غزل گائی **نظم**

ای اجل ہجر کی شب ہے تجھے آنا ہو گا | ایا ب درد کے سبب تکلیف اٹھانا ہو گا
کس ستمگر سے پڑے دیکھیے دل کو پالا | طائر جان کسی ناوک کا نشانا ہو گا
دیکھنا مصر کے بازار مین پڑ جائیگی دھوم | گھر سے دو یوسف ثانی جو روانا ہو گا
سرخرو ہے جو اغیار سے منظور دلا | سر کبت کو پہ سفاک مین جانا ہو گا
پھر کبھی عیش کے دن وصل کی راتین ہونگی | یا الہی کبھی ایسا بھی زمانا ہو گا
نہ رہیگی یہ پریشانی خاطر بعد ان | زلف اک ہاتھ مین ایک ہاتھ مین شانا ہو گا
وعدۂ وصل کیا ہر وہ نہ آئینگے مگر | کچھ نہ کچھ موت کے آنے کا بہانا ہو گا
ترک عصیان کرو رعنا کہ تمہین روز جزا | دیکھنا نامۂ اعمال دکھانا ہو گا

اس رنگ مین ان اشعار کو اس نازنین نے گایا کہ دلکشا سے چہرہ افروز تعریفین کرنے لگی کہ ای نازنین تو نے کس لطف سے ان اشعار عاشقانہ کو گایا اور بتایا کہ دل بیقرار کر دیا خانۂ دل کو غم و الم سے بھر دیا تو تو خوب بتاتی ہے اور گاتی ہے کہ حضور بھائی صاحب نے لاکھون روپیے گانیوالون کو دیکر سیکھا گانا یاد کرایا گانے والون نے جو مجھے تحسین دیکھا خوب ہی دل توڑ توڑ کر سکھایا لیکن اب یہ فرمایئے کہ کیا عہدہ میرے سپرد فرمایا ہے مین اس عہدے کا انتظام کرون میخانے مین جاؤن شراب سرکار کے واسطے لاؤن جب شراب لاؤنگی تو حضور بہت خوش ہونگی یہ کہکر وہ ... میخانے مین آئی سب شراب کو الٹ پلٹ کر دیکھا ۔ کر آواز دی کہ جسکو شراب کی خواہش ہو ... کے مرنے پر عہدہ ہم کو ملا ہم ساقی ہون گے کوئی باقی نہ رہیگا ملازم یہ سنکر دوڑے تیلا اور کلا بیان ...

لیگئے چالیس گلابیان مئے ارغوانی سے بھر کر معمور کر کے کشتی مین لگائین ملحوظ خاطر ناظرین الا مقام رہی کہ برق فرنگی عقب نخل سے جھل بل اس نازنین کی دیکھ رہا ہی سمجھ گیا کہ استاد پہونچے اسی وجہ سے بیٹھا دیکھ رہا ہی سوچ رہا ہی کہ استاد نے مارا بڑے مال لوٹینگے خواجہ نے گلابیان لا کر محفل مین رکھین اور چند اشعار گائے جام لبریز کر کے سامنے دلکشا ی چہرہ افروز کے لائے آنکھین ملا کر دو چار اشعار گائے مضمون جنکا یہ تھا نظم

آنکھون کو جانتے ہین پیالا شراب کا	ستون کو فرض عین ہی پینا شراب کا
میرا خمیر بادۂ انگور سے بنا	گھٹی مین میرے پڑ گیا قطرا شراب کا
ہونے دیا سرور نہ مجھ بادہ خوار کو	ساقی اخیر کر دیا دورا شراب کا
کس لطف سے گذرتی ہی ستون کی آجکل	پہلو مین یار ہاتھ مین شیشا شراب کا
اس شعلہ رو بغیر کہان لطف میکشی	پہلو نہ گرم ہو تو مزا کیا شراب کا
آتش مزاج یار ہی عاشق ہی بادہ خوار	پتلہ وہ آگ کا ہی مین پتلا شراب کا
طفلی سے تا بمرگ رہا دور جام سے	عاشق کا جسم بنگیا پتلا شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقی ہوش ربای قمر	دکھلا کے ٹکڑے کر دیا شیشا شراب کا

آنکھین ملا کر یہ اشعار اسطرح گائے کہ دلکشائے چہرہ افروز بیقرار ہو گئی جادو ہون سے لگا پی گئی اب تو عمرو نے اوروں کو بھی پلانا شروع کی کہتے جاتے ہین کہ بھیا کے مزیکا جام ہی دیکھو کہین نظر نہ لگ جای ساری محفل کو پلا چکے ہین کہ دلکشا نے کہا کہ ای خنجگل فراخ اس نے بیتو سے یہ اشعار گای ہین کہ دل خوش ہو گیا حضور ساحری و جمشید آئے ہین شراب مانگتے ہین عمرو نے کہا کہ انکو بھی بلاتے دلکشا اٹھی یا حضور آتے کہتی ہوئی چلی رہ کھڑا کے گری بیہوش ہوئی کنیزین ہان ہان کر کے جلدی بڑھی جو اٹھی گری اور بیہوش ہوئی جب سب اہل محفل بیہوش ہو چکے تو عمرو نے اپنے نام کا نعرہ

اکیا نعرۂ عمرو	کزان شاہ عیاران عالم	سراپا دانش و عقل مجسم
بباغ دین زگلرخش آبیاری	جہان سرہنگ ور خنجر گذاری	بہر کشور بلائے جان کفار

عمرو آن شاہ عیاران عیار

برق بھی دوڑ پڑا کہا استاد حصے مین پہونچا میرا بھی حق ہی عمرو نے برق کی گردن پکڑ کے دھکیل دیا کہا ابے ہمہ نہان گھسا آتا ہی برق نے کہا استاد تاج مین لونگا

عمرو نے کہا کہ ابے تاج کیا ایک خمینہ تو دون گا نہین برق کہتا ہے استاد تاج تو مین ضرور لونگا عمرو
برق کو ڈھکیلیں دیتے مین برق پھر جس آتا ہے کہتا ہے استاد میرا حق ہے آپکو دیکھکر رک گیا ورنہ اسی سے
جامہ سب کو بیہوش کرتا آپ نے جھگڑا چھیڑ دیا آپ تو دیر کرنے مین عمرو کہتے ہین ابے کچھے کیا جس طرح
ہمارا جی چاہا اسیطرح کیا تم یہان سے جاؤ محفل مین ناچو جب خواجہ برق کو ڈھکیلیں دیتے مین برق
بگڑ کر کسی کنیز پر [illegible] کبھی کسی کا چھلا اتار لیا کسی کے ہاتھ سے انگوٹھی اتار لی خواجہ کیسے جھلاتے ہین کہتے
دیکھو ابے اب مین دلکشا کو ہوشیار کرتا ہون برق کہتا ہے آپ پکڑے جائینگے مین بھی پکڑا جاؤن گا
[illegible] چھوٹ ہی جاؤن گا آپ زیادہ بدنام ہین مین تو آپ کا شاگرد ہون قضای کار دلکشا
[illegible] دلکشا [illegible] بیٹھے بیٹھے گھبرائی کنیزون سے کہا کہ اشتعال کو میری بہن نے
[illegible] اسوقت [illegible] بہت گھبراتا ہے یہ کہکے کشاکش اٹھی اور
پیچھے باغ سے [illegible] اسوقت [illegible] ہوئی کہ اب استاد و شاگرد [illegible]
[illegible] ہوئے ہین خنجر کھینچے [illegible] کشاکش نے [illegible] دیکھا وہین سے گو رہا آواز
[illegible] دونون [illegible] زمین [illegible] تھا دیکھ کشاکش نے آکر بہن کو ہوشیار کیا کنیزین بھی
ایک غل مچا ہوا ہے کہ میرے پاؤن کے چھلے نہین ایک کہتی ہے کہ میرے ازاربند سے کسی نے اشرفی
کھول لی خواجہ بقہر و غضب تمام برق کی جانب دیکھتے ہین فرماتے ہین کہ کیون بے یہ حرکت تو نے
کی برق کہتا ہے کہ استاد اب تو قید ہوئے مین نے پہلے ہی کہا تھا اب کوئی صورت رہائی کی نکالیے
ان واہیات باتون سے کیا فائدہ خواجہ کہتے ہین کیون بے یہ باتین واہیات ہین جو مرتبہ ہمنے تمکو
ڈھکیلیں تم کنیزون پر گرتے تھے برق نے کہا کہ استاد بڑی چوٹ کمر مین لگی کچھ دوا بتائیے خواجہ کہتے
ہین ابے ہم کیا کہتے ہین تو کیا ہو [illegible] برق کہتا ہے کہ استاد اب کوئی عیاری بتائیے آپ بھی [illegible]
[illegible] ہین ابھی [illegible] خواجہ نے منہ پھیر لیا دلکشا خنجر لیکر اٹھی کہ مین بھی [illegible] دونون کو قتل ہی
[illegible] جادوگرون نے [illegible] آپ یون قتل کریں ہم کس واسطے ہین دلکشا نے کہا کہ جھٹ پٹ انکو قتل کرو
[illegible] جادوگرون [illegible] دونون [illegible] خنجر برہنہ [illegible] نے عمرو برق کا ہاتھ [illegible]
دلکشا نے کہا کہ جلد قتل کرو اب یا تیغ [illegible] انکے سر کاٹکر لاؤ مین خدمت شہنشاہ کی [illegible] شہنشاہ
کے یہان سے انعام ملیگا دونون جادوگرون نے عمرو برق کی گردن پر خنجر [illegible] کا اور [illegible]

کھڑے ہوے عمرو نے بیقرار ہوکر دعا کی کہ ای رب کارساز وای بندہ نواز رحم کر اس آفت سے بچا لے اور ہمکو اس بلا سے نجات دے نظم

بیوش روی منور ز طالب ای مطلوب ۔ کہ خوب از ہمہ خوبان توئی بچہرۂ خوب
بجز تو نیست درین خانہ خانہ دار کسے ۔ درین حجاب بغیر تو نیست کس محجوب
رفیق اہل دلائی فقط تو ای دلدار ۔ محب اہل محبت تو ہستی ای محبوب
تو نور حسن برخسار یوسف افزودی ۔ تو نور دیدہ ربودی بدیدۂ یعقوب
ز ہر شمار شمار تو در شمار آید ۔ بہر حساب حساب تو میشود محسوب

بلکہ جو خواجہ نے دعا کی برق نے آمین کہی ایک برق گری کہ دونون جلادون کے دو دو ٹکڑے ہوے دلکشا دیکھنے لگی آسمان سے ایک تاجدار نے تخت پر سوار تاج شاہی سر پر لباس پر تکلف زیب جسم آواز دی ملکہ کسے قتل کرتی ہو تمھین روز ایسا غصہ رہتا ہے ان بیگناہون نے کیا کیا خطا کی دلکشا نے شرما کے سر جھکا لیا کہا صاحب سنئے کیا بیان کرون یہ دونون عیار مسلمانون کے ہین ان دونون نے تمام طلسم مین ہنگامہ ڈالدیا استقبال آدمخوار کی قید شہنشاہ نے میرے پاس بھیجی یہ دونون آئے چھڑا کر لے گئے اور مجھ کو اکبر نے آکر بچایا سلطان تاجدار نے کہا کہ صاحب ان تین روپیے کے پیادون کا کیا قتل کرنا جب حکم دو ان ایسے ہزارون گرفتار کرلین بی بہار کو قتل کرین رعد و برق کو مارین کہ جسمین نام ہو جو سنیگا تمھین نام رکھیگا یہ کہکر مسند پر آبیٹھا اختلاط کرنیلگا دلکشا نے کہا کہ یہ بات مجھکو پسند نہین آئی یہ دونون مشہور ہین شہنشاہ کو ان سے طمان ہے انھون نے بڑے بڑے ساحرون کو مارا استقبال آدمخوار ایسا ساحر زبردست اسکو مطیع کرکے عمرو عیار نے شہزادہ برق کو قتل کرایا حیرت کو بہت تنگ کیا تھا شہنشاہ نے اسکو قید کرکے یہان بھیجا مین نے ... سلطان نے کہا کہ صاحب مین گرفتار کرلادونگا مین نہ حکم دونگا کہ انکو قتل کرو شراب وکباب کو ... رات زیادہ آچکی ہے ہم تم چلکر تخلیے مین بیٹھین دلکشا نے کہا کہ صاحب یہ بات اچھی نہین ... کو قتل کرو ... دیکھا جائیگا سلطان نے کہا کہ ملکہ ہم کہتے ہین ہماری بات نہین مانتی ہو ... روپلے کے پیادے انکی قتل کرنے سے کیا نفع عیاری کرنا انکا کام ہے یہ کہکر سلطان نے تھا کہ دونون کو رہا کردو دلکشا نے کہا کہ ارے سلطان یہ کیا کرتا ہے سلطان نے نہ مانا طرف

عمرو برق کے چلا جب تو دلکشا نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا دیکھو سلطان اسکے پاس نہ جانا
کنیزین ہان ہان کرکے جو بڑھین سلطان نے چند دانے آتش کے پھینک مارے کہا اری شفتلو تم کو
بھی یاد ہوتی ہوئی کہ میان بی بی کے مقدمہ مین دخل دیتی ہو پانچ چار کنیزین جلکر خاک ہو گئین اتو
دلکشا نے بھی نیمچہ مارا سلطان نے پیچھے ہٹکر گرز جھولی سے نکالا کہا او شخص تیری قضا آئی ہے یہ کہہ
کر گرز مارا سینے پر دلکشا کے پڑا ہڈی پسلی کو توڑ کر پار گذرا دلکشا کا مرنا تھا کنیزین غل مچانے لگین سلطان
نے چند گرزے مار کر کنیزون کو بھی قتل کیا تمام باغ کو لالہ زار بنادیا کر خواجہ کے ہاتھ آنکھون سے
لگائے کہا خواجہ مین نے خواب دیکھا مجھکو حکم ہوا کہ دلکشا نے عمرو برق کو پکڑا ہے جاکر رہا کرو
اطاعت اسلام و اطاعت ملکہ مہرخ کی قبول کرو افراسیاب کا زمانہ قتل قریب ہے شکر ہو کہ مین
وقت پر پہونچا اب یہان سے نکل چلیے خواجہ چھوٹتے ہی لوٹنے لگے برق کو منع کرتے مین برق
مار کھاتا جاتا ہے لیکن لوٹنے سے باز نہین آتا کہا اے سلطان اشتقال کو رہا کرو بارہ دری مین
خواجہ و برق و سلطان آئے دیکھا اشتقال بحال خراب بیقرار و بیتاب زبان مین سوزن ہاتھ
پانون مین مار سیاہ لپٹے ہوئے بیٹھا ہوا رو رہا ہے خواجہ نے آتے ہی زبان سے سوزن نکالی اور
اشتقال نے اپنی قید دور کی خواجہ کے قدمون کو بوسہ دیا کہا کہ اے شہنشاہ اوج عیاری اب
نکل چلیے سلطان نے ایک تخت تیار کیا خواجہ و برق و اشتقال و سلطان سوار ہوئے طرف لشکر
اسلام کے چلے برابر تخت کو اڑاتے ہوئے آتے تھے مین قریب لشکر پہونچے نشان لشکر کے معلوم
ہونے لگے چاہتے ہین لشکر مین داخل کرین کہ طرف سے باغ سیب کے لکہ ابر ہفت رنگ پیدا ہوا
افراسیاب جادو کو دیکھا کہ آتا ہے افراسیاب نے دور سے جو دیکھا کہ تخت پر اشتقال و سلطان و
عمرو برق ہین للکارا کہ او سلطان تجھے اس باغی سے کیا کام سلطان گھبرایا ملکہ
مہرخ و بہار نے اپنے لشکر سے جو دیکھا کہ افراسیاب اشتقال کی جانب چلا خواجہ و برق نے
تو جان کا پاس نہ کیا تخت سے کودے اشتقال و سلطان پر افراسیاب نے نظارہ کیا مہرخ
و بہار نے بڑھ کر سحر کرکے اشتقال کو بچایا افراسیاب دم سے تخت سے کودا کہا او اشتقال آج
تجکو زندہ نہ چھوڑونگا بہ نگاہ قہر و غضب دیکھا تخت ٹوٹا دونون تخت سے گرے ہر چند کہ بہار
نہین جانتی تھی کہ سلطان کون شخص ہے کیونکہ یہ مع چالاک آتے ہی سے خبر پائی خواجہ و اشتقال ہاکر

پلٹ آئی تھی مگر چند گنبزدون کو اشارہ کیا کہ انکو روک لو زمین پر گر تھے تو سر پھٹ جاینگے گنبزدون
نے دوڑ کر اشتعال و سلطان کو روکا اشتعال و سلطان افراسیاب پر سحر کرنے لگے اور
افراسیاب ان سحر و ملوک باتناہی اشارون مین دفع کر رہا ہی بہار نے جو جھپٹ کر گلدستہ مارا
افراسیاب پر پھول برسنے لگے افراسیاب نے ہاتھ ہلایا شعلہ بھڑکا پھول جلکر گری رعد برق نے
جھپٹ کر سحر کیا آگ برسائی افراسیاب نے مینھ برسایا رعد و برق سامنے سے بھاگے جس ساحر
نے سحر کیا افراسیاب نے دفع کر کے باد و پتھر زمین پر مارا کوئی منھ کے بل گرا کسی کا ہاتھ زخمی ہوا
کسی کا سر زخمی ہوا افراسیاب کہتا ہی کہ سلطان و اشتعال کو نہ جانے دونگا ارے سلطان نے یہ
غضب کیا کہ دلکشا کو مار کر اشتعال کو رہا کیا زوجہ کا بھی خیال نہ کیا محبت اسلام مین ایسا
مبہوت ہوا یہ اسکو مناسب نہ تھا اور اگر یہ مسلمانون کا شریک ہوا تو میرا کیا بگاڑ ہو مین ان ایسونکی
کیا حقیقت جانتا ہون ایک سحر مین سب کو مٹا دونگا آج لشکر مسلمانانکا خاتمہ کرونگا ان لوگون
نے بڑی بڑی سرکشیان کین افراسیاب و بہار و باغبان کو زخمی کر کے بڑھا ایک گولہ اٹھا کر مارا
کئی ہزار کے سر پھٹ گئی دوسرا گولہ افراسیاب نے اٹھایا تھا کہ یہ بھی گولہ مارون اہل اسلام فریاد و بلوا
کرنے لگے حیرت بارگاہ سے نکل آئی مصور و صورت نگار دیکھنے لگے اب جو دوسرا گولہ اسنے
اٹھایا چاہا کہ مارون ایک سنہرے پنجے نے ہاتھ پر تھپکی ماری کہ افراسیاب کے ہاتھ سے گولہ زمین
پر گرا افراسیاب نے بقہر و غضب تمام دیکھا سنہرہ پنجہ تڑپ کر آسمان مین ڈوب گیا مگر دیکھا کہ
ایک لکہ ابر آسمان پر ٹھہرا رہا ہی افراسیاب نے چند سنگریزے اٹھا کر ابر پر مارے ابر پھٹا نور افشان
کو دیکھا کہ سحر دفع کر رہا ہی تیغ ہاتھ مین سپر پشت پر تاج زرین پہنے ہوے افراسیاب نے اٹھا کر
گولہ مارا نور افشان بھی زمین پر آئے ہاتھ ہلایا برق چمکی گولے کے دو ٹکڑے ہو کر گولہ پھٹ کر
بلند ہوا سرداران اسلام پر جا کر گرا کئی سو کے سر اڑ گئی افراسیاب نے کہا کہ اشارہ سحر کرنا سیکھو پر
نابالغ ہو جتنے سحر دفع کروگے سارے لشکر کا خاتمہ کر دونگا اب تو نور افشان نے سپر پشت سے اتاری
تیغ ہلالی پر ہاتھ ڈالا کہا کہ او افراسیاب آج میری تیری فیصلہ ہی تیغ کھینچکر جا پڑی افراسیاب نے
بھی تلوار کمر سے کھینچی دونون جھومتے ہوے چلے تلوارین جو ہلائین نور افشان کی بھی تلوار سے
بھی شعلے بھڑکے لشکر حیرت پر جا کے گرے کئی ہزار آدمی جلگئے تیغ افراسیاب سے شعلے بھڑک کر

لشکر اسلام پر گرے کئی ہزار آدمی گرے قصد ہی کہ ایک سکے اور پہ دوسرا جا پڑے آپس میں تلوار چلی
کہ آسمان پر ایک سناٹا ہوا آواز آئی کہ او نورافشان مر سب سے پرے ہاتھ نہ اٹھانا ورنہ مار ڈالوں
گی خبردار آگے قدم نہ بڑھانا سنو آفات چہار دست ظلمات کی طرف بھی لگا ابر سیاہ اٹھا ماہیان
زمرد پوش کا بھی نعرہ ہوا تینوں کی لے آکر نورافشان کو گھیرا آفات کے ساتھ چند کنیزان ساحری
بھی ہیں آفات کے اشارے کنیزیں جادو کر رہی ہیں ایک کہتی ہے کہ نورافشان کو
مار لو ایک کہتی ہے کہ اس بڈھے کے قریب نہ جاؤ ایک کہتی ہے تو امصاحب سامری ہے ابسر ہونہ گرو
بعض زمین کھود رہی ہیں بعض درخت کی ٹہنیاں توڑتی ہیں پھول پتے نورافشان پر پھینکتی ہیں
انواسیاب نے گولا مارا ماہیان نے ماش کے دانے پھینکے آفات نے ترنج مارا ایک غبار بلند ہوا آندھی
سیاہ اٹھی نورافشان اس آندھی میں چھپ گئے آفات و ماہیان و انواسیاب کو لے گئیں مگر نور
افشان نے دیکھا ایک قصر عالی میں بیٹھا ہوں قصر نہایت سجا ہوا ہے کنول مردنگ آئینے قد
آدم بقول شاعر نظم

جو کھنچے سنگ کوہ طور کے تھے
آئینہ تھا کہ باغ جوہر تھا
بے تکلف دل سکندر تھا
ہو دونا ایک جا یہ تھا روشن
جھاڑ سب یک ڈال نور کے تھے
طرفہ فرشی کنول پہ تھا جوبن
نور در دیوار گیروں پہ بہار
کہیے بستان شاہد دیوار

نورافشان حیران کہ صاحب خانہ کوئی نہیں معلوم ہوتا کہ کسنے ہمیں مہمان بلایا ہے کہ ایک
پہلوے قصر سے چھما چھم کی آواز آئی نورافشان نے پلٹ کے دیکھا کہ ایک نازنین نہایت
حسین گلعذار ماہ رخسار سبز قدم بیکر دریای جواہر میں غوطہ زن وہ رشک چمن خراماں خراماں
آئی ہے پانیچے کی صدا ان میں ہاں ملاتی ہے پشت پر چار سی کنیزیں دو دو گوش مرصع پوش کہ اس
نازنین نے او دیکھتے ہی آواز دی کہ ای شہنشاہ ساحران و ای سردار طلسم نورافشان تشریف لائیے
آپ سوچ رہے ہیں کہ مہمان کسنے بلایا اس کنیز نے تکلیف دی تشریف لائیے سرفراز کیجے لونڈی کو آپکی
تکلیف کا بڑا خیال ہے نورافشان نے کہا ای جان جہان وای آرام دل عاشقان ہمارا حال نہ پوچھو
کیا پوچھتی ہو بقول میاں قمر صاحب ۔ رباعی حسب حال ہے رباعی

طفلی کے تو دن تھے عیش اٹھانے کے لیے
آیا تھا شباب رنگ لانے کے لیے
دونوں ہوئے اے قمر یہ رخصت ہمسے
پیری آئی ہے ساتھ جانے کے لیے

اس نازنین نے مسکرا کر کہا کہ صاحب زیادہ باتین نہ بناؤ ظاہر ہے ضعیف ہو و کھنو مین نحیف ہو دل تو تمہارا جوان ہی تشریف لائیے ہم پر احسان ہی یہ کہکر نور افشان کا ہاتھ تھام لیا لا کے مسند پر بٹھایا گائن سے اشارہ کیا کہ شہنشاہ کے سامنے کچھ گاؤ گائن نے ساز درست کر کے یہ اشعار شروع کیے

آہ دنیا سے مین اب چاک بسر جاتا ہون **نظم** کر کے ارمانون مین اک عمر بسر جاتا ہون

وعدہ ہر روز ہی دل سے مین کرجاتا ہون
لے مین لے آتا ہون اس شوخ کے گھر جاتا ہون

شوق دیدار مین جو حد سے گذر جاتا ہون
یار آگے نہین پاتا ہی کہ مر جاتا ہون

حال دل کرتا ہون اورون کی سناؤ نہین یہان
نام جب پوچھتے ہین صاف مکرجاتا ہون

موت آجائے تو جانون کہ ہوا آج وصال
کیا شب ہجر کے آنے سے مین ڈر جاتا ہون

ہین وہ عیار تو مین بھی نہین انسے کچھ کم
بوسہ لے لیتا ہون اور صاف مکرجاتا ہون

بزم اغیار مین جب وہ نہین ہوتے ہین دوچار
خود مین ہمچشمون کی نظرون سے اتر جاتا ہون

رخ کا مشتاق ہون اور زلف کا سودائی ہون
کوچۂ یار مین ہر شام و سحر جاتا ہون

جا کے کرتا ہون کبھی برہمنان سے بیعت
توبہ واعظ کے کبھی سامنے کرجاتا ہون

شب معراج مجھے ہوتی ہے رعنا شب ہجر
روئے جانان کے تصور مین مین مرجاتا ہون

اس رنگ سے گائن نے اس غزل کو گایا کہ نور افشان کو اور زیادہ شوق پیدا ہنس ہنسکر باتین نازنین سے کر رہی ہین نازنین نے کہا کہ اے شہنشاہ ساحران و اے مصاحب سامری شراب و کباب کا چرچہ ہو نور افشان نے کہا کہ یہین عنایت ہی نازنین ڈری جاتی ہی کبھی پہلو سے ہٹجاتی ہو کبھی آکر بیٹھتی ہی کنیزون سے اشارہ کیا کہ ارے شراب لاؤ شہنشاہ کو خواہش ہی ہنوز شراب کا ذکر ہی کاہش ہی کنیزین دوڑ کر شراب لائین اس نازنین نے ورق زر کا جام بھرا با ادب کھڑی ہوئی عرض کی کہ یہ شراب حاضر ہی نور افشان نے ہاتھ بڑھایا عکس جو ہاتھ کا نور افشان کے پڑا جام ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا شراب شرارہ بنکر اڑی نور افشان نے بہ غیظ و غضب تمام طرف نازنین کے دیکھا نگاہ سخت جو نور افشان نے پھیری اس نازنین نے ایک شعلہ آتش چمکا دیکھا تو ایک زنگی بدصورت کریہ منظر سیاہ فام پیدا ہوا اور نازنین کی کانپ رہی ہی نور افشان نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک طمانچہ مارا کہ او ملعونہ غوبہ تمام زمین پر پھیلا یا

سر زنگمن کا اڑ گیا کنیزیں چیخ مار کر بھاگیں کہ ارے یہ تو ہوش میں ہے ہماری مالک چہرہ کشا کی
جان مفت میں لی یہ مار کر اس زنگمن کو نور افشان اپنے مقام سے نکلے قصر میں دیکھا دروازہ
نہیں چہار جانب نور افشان گئے کسی طرف در قصر کا نہ پایا خیال کیا نور افشان نے کہ سحر یاد ہے اب
خیال کا ہے کو آیا کہ ہم مقابلہ افراسیاب میں تھے اس قصر میں کیونکر آئے یہ کیا قصور ہوا نور افشان
ہنسے کہ ماہیان واقفات وا افراسیاب نے ملکہ ہمکو اس مقام پر کھینچا یا اس عورت کا قتل کرنا
بہت مفید ہوا ورنہ قید ہو جاتے خدا نے بچایا یہ سوچکر کہ مجھے اسما سحر پڑھے مراد ان اسمائے
سحر سے یہ ہے کہ دروازہ قصر میں پیدا ہو میں نکل جاؤں ورنہ باعث خرابی ہے یہ سوچکر دیوار میں
ایک ٹکر ماری دروازہ کا نشان پیدا ہوا نور افشان نے چاہا کہ اس دروازے سے نکلوں اول وہ
دروازہ مختصر ہوا آخر کو بند ہو گیا نور افشان نے آواز دی کہ او محیط در کشا جلد آ ایک پتلہ
فولادی پشت پر مکان کے آیا اسنے پکار کر آواز دی کہ استاد میں حاضر ہوں لیکن کدھر سے
آؤں یا دروازہ بناؤں نور افشان نے کہا کہ جس طرح بنے مجھ تک آ پتلے نے دوڑ کر دیوار
میں ایک ٹکر ماری در بنا پتلے نے چاہا کہ اندر گھسوں پھر دروازہ بند ہو گیا پتلے نے آواز دی کہ
اے استاد میں ہر گز اندر نہ آ سکا ہوں آپ کا حکم بجا لاتا ہوں نور افشان نے آواز دی کہ اے
فرزند جو مناسب ہو پتلے نے دوڑ کر پھر ٹکر ماری ابکی جو ٹکر لگائی در پیدا ہوا پتلے نے سر اسمیں پھنسا
لگا دیا کہا استاد نکلیے نور افشان جھپٹ کر قصر سے نکلے نکلتے ہی پلٹ کر دیکھا کہ دروازہ بند
ہوا پتلہ اسی میں دب گیا نور افشان آگے بڑھے ہوائے گرم چلی نور افشان کا منہ جل گیا
آواز دی کہ او برف با ہوائے گرم کو سرد کر ایک ابر آسمان پر آیا برف برسنے لگی ہوائے
سرد آئی ابر تھوڑی دیر برس کے غائب ہوا نور افشان آگے بڑھے ایکطرف سے گرد اٹھی
ایک سوار گینڈے پر سوار بارہ ہزار سوار پشت پر نور افشان کو آ کر سلام کیا کہا اے شہنشاہ
طلسم نور افشان میں آپکی خدمتگزاری کو آیا ہوں یہ کہکر اشارہ کیا کہ بارگاہ استادہ ہوا اور
نور افشان کا ہاتھ پکڑ لیا کہا آپنے بڑی تکلیف اٹھائی لیجیے تشریف [illegible]
پہلے طرف وہ نور افشان نے جانے جیسے ہی اسنے نور افشان کا ہاتھ پکڑا [illegible]
شوق ہوا اسکے ساتھ [illegible] سرکشی پکڑا چاہیے یہ تجویز کر [illegible]

بارگاہ میں آئے مسند پر آ کر بیٹھے پہلوان نے آواز دی کہ ارے کوئی حاضر ہو جلد آؤ شہنشاہ کے سامنے گاؤ ذری تکلیف اٹھا کر آئے ہیں کانا سنین گے روح کو راحت ہو قلب کو فرحت ہو خیمہ کا تیمہ آئیں ایک گائن شوخ و شنگ سامنے نور افشان کے آئی جھک کر اشعار گا بلی اور بتا بتلی نظم

نزاکت پردہ ہے میرے قتل کا بیڑا اٹھاتے ہیں
نصیب اللہ اکبر زخم پر خنجر آزماتے ہیں

بہت روئے مگر دیکھی نہ کوئی صورت وصلت
اب آج ہی لے مجھے اے طالع خفتہ جگاتے ہیں

خیال یار میں آئے بے تکلف خانۂ دل میں
بجائے فرش آنکھیں راستے میں ہم بچھاتے ہیں

جو خالی ظرف دریا دل ہیں پی جاتے ہیں غصہ کر
در آئے ہیں انھیں کو زر نہیں اور وہ پاس آتے ہیں

حباب آسا ہے ثابت بے ثباتی بحر عالم کی
یہ تغافل بے محل آپ اور ان پر گھر بناتے ہیں

کیا ہے ذبح مرغ نامہ بر کو اسے کہتے ہیں
رقیبوں سے خدا سمجھے جو بے پر کی اڑاتے ہیں

بھلا دیں کو دل عاشق کے کیا کیا پیچ کر کے ہیں
یہ گیسو دل کی لیتے ہیں جب سر چڑھ جاتے ہیں

خوشامد سے زرہ شیریں زبانوں کی کبھی غافل
یہ شیریں ہیں کہ گویا زہر قاتل بھی ملاتے ہیں

بہانے سے چلی جاتے ہیں اٹھ کر میرے پہلو سے
رقیبوں پر عنایت ہے ندامت مجھ پہ فرماتے ہیں

نہیں دیتے جواب صاف تک پیغام وصلت کا
کبھی تو آ کر بیٹھ جاتے ہیں نگاہ پھر مسکراتے ہیں

نظر پھر جاتی ہے جس وقت اس خوش چشم رعنا کی
تو پھر مجھ سے مرے چشم بھی آنکھیں چراتے ہیں

اس نازنین نے [illegible] رنگ سے گائی اور ہاتھ بڑھا بڑھا کر بتایا کہ نور افشان اٹھتے ہیں بے مبہوت ہو رہی ہیں پہلوان انتظام کرتا پھرتا ہے کہتا ہے یارو سامان عیش و عشرت مہیا کرو شہنشاہ نور افشان تشریف لائے ہیں مہمان نوازی ضرور ہے ہم سب کو ان کے تشریف لانے سے بہت سرور ہے کنیزیں دوڑ کر جام شراب و صراحی لائیں پہلوان نے جام بھر کر نور افشان کے آگے پیش کیا نور افشان نے ہاتھ بڑھایا کہ جام تڑاق سے ٹوٹا ایک ٹکڑا سر پر گیا کے بڑا ایک ٹکڑا سر پہلوان کے [illegible] کا [illegible] سر پھٹا خیمہ جلنے لگا فوج والے [illegible] نور افشان باہر نکلے دھواں بڑھ کر [illegible] جلے [illegible] میں کہا کہ ہے نور افشان یہ کیا آفت تھی جو اس [illegible] کیسا تہ جا کر [illegible] کسی [illegible] مرد کی [illegible] کوکب روشن ضمیر [illegible] یاد آیا [illegible] آواز آئی دیکھا کہ لاکھوں [illegible] کوکب کو گھیرے ہیں مگر کوکب مثل شعلہ [illegible]

ہاتھ کوکب کے دہن نہنگ مین گئے ہین چاہتا ہے کہ کوکب کو نگلجاوٴن نورافشان نے وہین سے نعرہ کرکے کہا کہ او نہنگ خون آشام یہ شہنشاہ طلسم نورافشان ہے اگر یہ تیرے پیٹ مین پہونچا جلکر خاک سیاہ ہوگا نہنگ نے کچھ نہ سنا کوکب ہرچند پھڑکتے ہین نہنگ نگلے ہی جاتا ہے نورافشان کو تاب نہ آئی تلوار کھینچکر دریا مین پھاند پڑے مچھلیان لپٹ گئین نورافشان انکو قتل کررہے ہین نصف جسم کوکب کا نگل چکا ہے کہ ایک برق کڑک کر آسمان سے گری کہ نہنگ کے دو ٹکڑے ہوے کوکب اسکے جسم سے جدا ہوے آسمان پر دیکھا کہ برہمن رو مین تن گھبرایا ہوا کھڑا ہی سحر کرتا جاتا ہے مگر گھبراتا ہے ایسا نہو کہ مین سحر کرون کچھ الٹا مضمون نہ ہوجاے مگر نہنگ کے مرتے ہی دریاے خون غراتا مار کر غائب ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من شعبدہ باز و نیرنگ حیلہ ساز ہو اب تینون ایک مقام پر کھڑے ہوے برہمن نے کہا کہ آشنا اب نکل چلے خدا نے فضل کیا کہ اس بلا سے آپ بچے کوکب و برہمن و نورافشان پر پرواز بید اکر کے چلے ماہیان و آفات دا افراسیاب کوہ زبرجدی پر آئے کنیزان سامری بیٹھی باتین کررہی ہین ایک کہتی ہے لو شہنشاہ آتے ہین دوسری نے کہا کہ لو اپنی مزدوری کو آتے ہین ایک نے کہا کہ جو کام کیا تھا وہ بیکار ٹھہرا ایک نے کہا کہ لو انام کیون نہین لیتین ایک نے کہا کہ لو جسے شعبدہ مین پھنسایا تھا وہ نہ پھنسا لو تینون اسپر ہی مارے گئے لو نیرنگ حیلہ ساز نے بھی شعبدہ کیا دریاے خون بنایا لو نہنگ نظر آئی ایک نے کہا لو برہمن بھی ہوبچے ایک نے کہا کہ لو زنجر کرنکلگئے اب طرف قصر نورافشان کے جاتے ہین افراسیاب نے کہا کہ جدہ مین تو ان بدزبانون نے بات نہین کرتا تم انسے پوچھو کہ اصل مین کیا ہوا ایک نے سنکر کہا کہ شہنشاہ ہمسے بات کیجیے دوسری سے اشارہ کیا کہ لو ڈھول بجاوٴ شہنشاہ ہوشربا کے سامنے کچھ گاوٴ انکو گانا سناوٴ دو چار نے ڈھول بجایا دو چار نے یہ اشعار شروع کیے

نظم

گیا خالی کا تو ماہ اے مرا انور خالی　　　عید کے چاند تو اچھا نہین بستر خالی
آئے مینانے سے ہم واے مقدر خالی　　　آپ حیوان سے پھرا جیسے سکندر خالی
کف افسوس کی پرواز سے آتی ہے صدا　　　کوچۂ یار سے آتا ہے کبوتر خالی
ٹکڑے ٹکڑے مین تری تیغ ادا سے دل و جان　　　کون سا وار گیا تیرا ستمگر خالی

بسمل تڑپ رہے ہیں سر راہ دیکھیے
دامن اٹھا کے آپ ذرا بچکے جائیے

گر دل نشین ہے پردہ نشینی تو میری جان
گھر آپ کا ہے شوق سے دل میں در آئیے

صیاد افگنی کا شوق ہے تو دام زلف میں
عاشق کے مرغ روح کو آکر پھنسائیے

آخر تو درد عشق سے جاتی رہیگی جان
کیوں ایکدم کو منت عیسیٰ اٹھائیے

دنیا میں کوئی عشق سے بدتر نہیں ہے چیز
دل اپنا مفت دیکے بھرجی سے جائیے

بے شربت وصال ہے دشوار زندگی
دل کی لگی کو آپ ہی آکر بجھائیے

باران اشک دیکھیے تھمجائیگا ابھی
بجلی کی طرح آپ ذرا مسکرائیے

اعجاز عیسوی کا بھی ہوجائے امتحان
کشتے کو آپ ناز سے ٹھوکر لگائیے

منظور محو ذات جو ہوتا ہے تو نظام
دل سے ذرا حجاب دوئی کا اٹھائیے

اسطرح کے کلمات جو افراسیاب نے سامنے آفتاب گوہر دندان کے کہے آفتاب گوہر دندان نے مسکرا کر جواب دیا کہ اے شہنشاہ بہت مدت سے آپکے طالب ہیں بلکہ نور افشان نے ایک عرضی بھی لکھی تھی کہ آفتاب سے شادی کر لیجیے آپکے کارگزاروں نے عرضی پیش کی داخل دفتر کر دی آج اتفاق سے آپ ہمکو ملگئے چلیے قصر نور افشانی میں شربت پیجیے افراسیاب نے تخت سے تخت ملایا قصد کیا کہ تخت پر آفتاب کے آ دون آفتاب نے مسکرا کر کہا کہ اے شہنشاہ قصر میں ملازم نور افشان موجود ہیں سب ہنسینگے الگ الگ چلیے ایک پہر کی تکلیف ہے پھر عمر بھر کی راحت ہے افراسیاب تخت کے ساتھ ہو گیا تخت اڑتا ہوا چلا آفتاب باتیں کرتی ہوئی ساتھ ساتھ افراسیاب کو لیے جاتی ہے جیسے ہی قریب قصر نور افشانی کے پہونچی یہاں تو زمرہ عاشقان ہے عاشقوں کی جا دو دھونیاں رمائے ہوئے ہوحق کر رہی ہیں کہیں قبروں سے دھواں نکل رہا ہے کہیں بڑے قبروں کے جل رہی ہیں ہر طرف سے آوازیں آتی ہیں کہ اے جانان وائے آرام دل مشتاقان تیرے عشق میں مرتے ہیں ملک مال چھوڑا سلطنت ترک ہوئی تمہاری یاد میں فقیر بنکر بیٹھے ایک نگاہ تو ادھر دو دھری ہیں ملکہ آفتاب کی ہلال گوہر دندان قصر پر کھڑی بیٹھی ہے دیکھی کہ بہن آفتاب افراسیاب کا تخت ساتھ لیے آتی ہے اٹھکر افراسیاب کو سلام کیا بکمال کر پوچھا کہ اے ہمشیرہ صاحبہ آج شہنشاہ کہاں ملے کیوں بھیا کیونکر چلے آئے اتفاق سے

ادھر آ نکلے افراسیاب نے ہنسکر جواب دیا کہ ای ہلال تمھاری بہن کے مشتاق تھے چلے آئے
آفتاب نے پکار کر آواز دی کہ والد نامدار کو بلا دو دوسرے قصر مین نورافشان جادو تھے
غلام نے جا کر خبر دی کہ ملکہ آفتاب افراسیاب کو لائی ہین آپکو طلب فرماتی ہین نورافشان
کی رنگت متغیر ہو گئی کہا آفتاب نے غضب کیا افراسیاب کو لانا مناسب نہ تھا یہ کہکر اپنی مقام
سے اٹھے اسمقام پر آئے افراسیاب کا تخت ہوا پر لہرا رہا ہی آفتاب نے آواز دی کہ
والد نامدار شہنشاہ تشریف لائے ہین اور اشارہ کیے کہا کہ مین مجبور ہو گئی راہ مین شہنشاہ
نے دیکھا بیتاب ہو گئے اشعار پڑھتے تھے باتین وہ کی کہ جو کبھی کنیز کے کانون نے نہ سنی
تھین سوا اسکے کوئی چارہ نہ تھا اب یہان حضور موجود ہین جو مناسب جانیے وہ کیجیے
نورافشان کو دیکھکر افراسیاب نے سلام کیا نورافشان نے برخوردار کہا کہا کہ اے
شہنشاہ آئیے سرفراز فرمایئے جو آپکو خواہش ہے وہی غلام کو بھی خواہش ہے مگر اتنا خیال
رہے کہ یہ کمسن ہے اور ملکہ حیرت جادو خفیف فہیم ہین اسکا اور انکا کیونکر ساتھ ہوگا افراسیاب
نے کہا کہ مین حیرت کو نکال دونگا برائے چندے میکے مین چلی جائینگی نورافشان نے کہا
اسکی فکر ضرور ہی افراسیاب نے کہا کہ انکا اور انکا سامنا نہ ہوگا نورافشان افراسیاب
کو اپنے ساتھ لیکر ایک قصر مین آئے وہ قصر نہایت آراستہ تھا کہا ای شہنشاہ آج ہی آپکا
سب سامان ہو جائے افراسیاب نے کہا کہ استاد نہایت مہربانی ہو گی عمر بھر احسان مانونگا
نورافشان نے کہا کہ مقدم تھوڑی دیر ہمارے یہانکا دستور ہے کہ دلہن کو سر سے پانوتک
برقع مین چھپا دیتے ہین جلوۂ عروسی مین صورت جا کر دیکھو اول صورت نہ دیکھے افراسیاب نے
کہا کہ جو آپکے نزدیک بہتر ہو وہ کیجیے آپ ہی استاد ہین کہ جنہون نے مجکو پرورش کیا کمال سکھائے تو
اس امر کے باب مین یہ سنکر افشان نے کہا کہ آج تمھارے باپ بنینگے افراسیاب کو اس قصر مین
بٹھایا ایک صندوق کھولا اسمین لباس کہا تھا کہ یہ لباس دولہا کا ہی عروسی کی مین لا جاؤن دلہن بنا کر
لاؤن یہ کہکر آفتاب کو علیحدہ کیا ایک کنیز کمسن بڑھیا اسکو بلوا کر زیور پہنایا عطر ست سا
کپڑا دن مین ملا پا سر سے پانوتک برقع مین چھپایا اسی قصر مین ... تھا چند ... بلاکے
... انتظار ... ہوتے آئے تو دیکھا افراسیاب ... استاد ... دلہن ...

برہمنون کے ہمین بیٹھی ہے افراسیاب بولا اچھا برہمنو تم نے کہا کہ دلھن کا کچھ قد بڑا معلوم ہوتا ہے
برہمنون نے کہا کہ حضور کے ساتھ شادی ہوتی ہی بالیدہ ہوگئین افراسیاب نے خوشی خوشی
دامن دیا برہمنون نے اسیس دی کہ بیبیان بی بی کا چولی دامن کا ساتھ رہے دلھن رد دکھا کے
گریبان سے پیسی رہی [illegible] شہنشاہ خوش لباس فلک ساس گیا دولہا مین کیا
دلھن مین برہمنون نے جھانج بجائے افراسیاب گٹھ بندھن کر کے کنوین کے گرد پھرے برہمنون
نے پھر پکار کر کہا کہ جاہ بڑھے [illegible] مگر ای شہنشاہ ہوشیار ہونا قطرے کے جو کے اگر گر پڑے
لنڈھا دے گے تو نباہ پانی مشکل ہوگی کیونکر تسکین دل ہوگی برہمنون نے جو پکار کر اسیس دی
افراسیاب حجاب سے پانی پانی ہوگیا جب سات چرخ گرد کنوین کے لگا چکے تو ہلال گوہر فشان
ہنستی ہوئی آئین کہا لو بھیا دلھن کا ہاتھ پکڑلو مگر ہاتھ پکڑنے [illegible] افراسیاب نے دلھن
کا ہاتھ [illegible] ہلال نے کہا کہ بھیا بہت نہ شرماؤ حجلۂ عروسی مین دلھن کو لیجاؤ ہلال نے باپ کا
ہاتھ [illegible] ہان اب باہر آیئے عاشق ومعشوق کا ساتھ ہو یہ دلھن بھی رسوئی ذرکیا
[illegible] افراسیاب خوش ہوتا ہے کہ دلھن کی عشق کا حال
بیان ہوتا ہے نور افشان وہلال وغیرہ باہر گئے افراسیاب کہتا ہی جاتا ہے کہ اباجان ابھی پھر
باہر تشریف نہ لیجایئے یہان تشریف رکھیے نور افشان نے کہا ای فرزند اب لذت وصل اٹھاؤ
اب افراسیاب پھولا جاتا ہے کہ نور افشان کیسے اصلی مین اب گٹھ بندھن ہو چکا کیا کوئی قاضی
ہے غرض نور افشان وہلال وغیرہ باہر گئی گاہ بیان شراب کی کشتیان کباب کی گلدستے پھولون کے
گرد افراسیاب [illegible] افراسیاب پھولا ہوا بیٹھا ہے دلھن بھی سر جھکائے بیٹھی ہے کنیزون
نے مبارک مبارک کرکے دروازہ بند کیا قفل بھی دروازہ مین لگایا افراسیاب نے دلھن
کی ٹھوڑی پر ہاتھ رکھا کہا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان منہ کھولو مین صورت زیبا دیکھو تمہاری مشتاق
جان ہو رہا ہون دلھن نے چپکے سے کہا کہ صاحب شراب پیو ایک جام مجھ بد نصیب کو پلادو
نشے مین جو چاہو کرلو دل اپنا [illegible] نہین تو مین شراب پلادون ایزد دولہا کو راضی کردن
دلھن کے ہاتھ مین داستانے چڑھے ہوئے ہین جام لبریز کیا افراسیاب کے آگے رکھ دیا کہا
[illegible] پانی ایک کرو افراسیاب اشتیاق وصل مین جام پی گیا دلھن نے دوسرا جام دیا

نہ جاونگی خاک پر اپنی بہن کی فقیرنی بنونگی آفات نے سمجھایا پتلی کو گود میں اٹھایا پتلی کا رونا تھمنا
موقوف ہوتا آفات لیکر چلی کہ گنوار گھاس لیے ہوے پیدا ہوے دو ہزار جوان ننگ دھڑنگے دھوتیاں
باندھے ہوے ڈھال پھٹکے لیے ہوے آگے آگے ایک زمیندار کالے ٹٹو پر سوار تیر و کمان ہاتھ میں
وہ دو ہزار برچھیاں لیے ہوے وہیں سے غلغلہ کرتے ہوے کہ ارے ان خونیوں کو مار لو ہمارے بھائیوں
کو ناحق مارا مرد شادی کرکے دلھن کو لایا تھا محبت وصل کی پیاسی تھی ہاے حسرت لیکر دنیا سے گئی ارے
انکو مار لو دو ہزار نے تیر مارے مگر زمیندار کے ہاتھ کا تیر سینے پر پتلی کے پڑا سینے کو توڑ کر پار ہوگیا
ٹکڑے ہوکر پتلی گری ایک چیخ ماری کہ او جدہ ہم تو جاتے ہیں مگر تمکو سناتے ہیں کہ افراسیاب مارا جائیگا
ہاتھ سے اسد کے امان نہ پائیگا آفات نے جلدی سے خون سینے کا پتلی کے منھ پر افراسیاب کے
ملا بس افراسیاب جادو شعلہ جوالہ کے ان دو ہزار برچھا بردار سب کو مار کے کاٹ کے ڈالدیا
دیکھا لاشہ ایک شخص کا پڑا ہے افراسیاب نے کہا کہ جدہ یہ کیا شعبدہ ہے دو ہزار کو مارا اور لاشہ
ایک کا پایا یہ کہکر افراسیاب افسوس کرنے لگا کہ ایک آواز آئی او نامرد شکر بجا لا مقدمات میں
تیرے کیا دخل ہے غنیمت جان کہ کنیزان سامری نے اپنی جان دیکر تیری جان و آبرو بچائی یہ سنکر
آفات نے کہا کہ اے افراسیاب چل اب رکنا اس ریگستان میں بہتر نہیں آفات نے ایک
تخت تیار کیا اسپر بٹھا کے افراسیاب کو لے چلی سمجھاتی ہوئی کہ اے افراسیاب اگر تجھکو خبر نہ ہوتی
تو ان گنواروں کو کوئی مار سکتا تھا کوئی ایسی حرکت کرتا ہے نہ ہو تو گذر بے ننگ کیا تھا کہ
[illegible] عاشق بن گیا نور افشاں بلاے روزگار ہے خیر شکر کا مقام ہے
[illegible] نہیں تو کامل برائی پڑتی بڑی مشکل تھی خیر میں نے تجھکو
بچا لیا [illegible] ہرچند کہ تجھکو کوئی مار نہیں سکتا لیکن ذلت تو ہوتی افراسیاب ہوں
ہوں کرتا ہوا جاتا تھا کہ دیکھا ایک ابر سیاہ اٹھا قریب آکر برستا دیکھا آتش جادو تخت پر سوار
[illegible] صورت نگار [illegible] رحمت کی سواری بڑی دھوم سے آئی ہے
[illegible] افراسیاب کو سلام کیا کہا کہ اے شہنشاہ تمہارے پاس باغ سیب میں چلی تھی مقام
[illegible] نے رات کو عیاری کی قدرت کی سو تو گرفتار کرکے لیے گیا [illegible]
[illegible] تو جادو میں شہنشاہ کو ساتھ لیکر طبل جنگ بجواؤں صبح کو شہنشاہ

زمین سے بدّہ سنے بجایا وہ تو سحر تمام سحروں سے معرا ہے بے عقل کوہ بلور پر افراسیاب کو ریگستان
جادو سے حیرت بٹھایا ہے نہیں معلوم کیا منظور ہے ابھی تو گانا ہو رہا ہے دم بھر میں شراب تلخ کی
قیامت برپا ہو گی شراب پی اور غضب ہوا یہ سنکر ماہیان اُٹھی کہا کہ ارے اس سفلے نے نام
ہوش ربا مٹایا بادشاہ ہوش ربا کے واسطے یہ رتبہ تھا کہ جس پر نگاہ قہر سے دیکھے وہ جل جائے
یہ اب تلوار کھینچے ہیں اور ڈرتے ہیں اور پھر کچھ نہیں ہوتا ایک لمک چمکی اور آسمان میں ڈوب گئی وہ
میں دیکھا ساحر جمے ہوئے کھڑے ہیں انھون نے جو ماہیان کو دیکھا سحر کرنے لگے ماہیان
تڑپ کر گری برق چمکائی آگ برسائی تلوار پھینک ماری ہزارون کے سر کٹے ہزارون کے
ہاتھ منھ ٹوٹے ہزارون پیوند زمین ہوئے قیامت برپا ہوئی بیچ پڑے ہوئے گھس کر تڑپ رہے ہیں
جب ہاتھ تلوار کا ہلایا دو دو سر کٹ کے اڑا دیے جب مٹھی سے سنگریزے پھینکے پتھر برسنے لگے تو رستم
میں بارہ ہزار کو اسنے قتل کیا بھیجے سے خون ٹپکتا ہوا نیچے خون کے سینے پر جمے ہوئے اس رنگ
سے ماہیان جاتی ہے اس وقت پہونچی کہ آسمان سے ماہیان نے دیکھا کہ وہ جو نازنین لشکر
بلور ہے اسنے جام لبریز کیا ہاتھ بڑھا کر عرض کی کہ اے شہنشاہ بہشت نوش باد کہ ایام غم و ماتم
پنہان شد ایام جشن نیز ہم خواہد ماند حیرت نے گلے میں ہاتھ ڈال دیے کہا کہ اے شہنشاہ پیجیے شراب
آپ پیجیں گے نشہ میں ہوگا آپ کو فرحت ہو ہمارے بھی دل کو تقویت ہو افراسیاب نے ہاتھ
بڑھایا حیرت علحدہ ہوئی کہ ماہیان نے ہاتھ ہلایا برق گری جام ٹوٹا شراب شعلہ بن کے
اڑ گئی دوسری برق چمکی پلانے والی کا سر اڑ گیا افراسیاب نے کہا کہ ارے یہ کون ہرجائی بد دولت
نے ساتھ مری بوٹیاں کاٹ کے پھینک دیں نگاہ کر کے طرف آسمان کے دیکھا کسی کو نہ پایا حیران
ہو گیا حیرت پیچھے ہٹی ماہیان نے ہاتھ ہلایا برق گری کہ حیرت کے دو ٹکڑے ہوئے افراسیاب
نے سر اٹھا کے طرف آسمان کے دیکھا ماہیان نے نعرہ کیا کہ او افراسیاب خانہ خراب اگر شراب
پی لیتا تو پانی ہو کے بہہ جاتا یہ سفلہ فراش ہو رہا ہو گر دیکھ کر پھل گئے یہ سختی اٹھائی کوہ بلور جان سے
بچے آپ کے مارے دیوانے دیکھو تو یہ کوہ بلور ہے اب جو افراسیاب نے نگاہ اٹھائی کوہ ویران
میدان سنسان خاک اڑ رہی ہے پتے درختوں کے باد خزان سے گر رہے ہیں شاخون پر باد
خزان سے ہجوم غم و رنگ دے غنچے بید مر کہیں پھول و پھل کا نام نہیں بہار کو اس جنگل کا نام نہیں

سارا پھول برسانا بھول جائیں رعد و برق کو تڑپا کے مارڈ نگا افراسیاب کہتا ہے کہ مرشد
زادے آپ تکلیف نہ کریں میں نے آج بڑا ملال اٹھایا ہے اس بدبخت نورافشان نے بڑا
شعبدہ دکھایا ایک سحر میں دیوانہ کرڈ نگا کل یہ میدان پشتۂ رنگین ہوگا دشمن نابود کرڈ نگا حیرت
نے آنکھوں میں آنسو بھر کے کہا کہ اے شہنشاہ آپ بجا ارشاد فرماتے ہیں آپ کے سحر کو کون روکیگا کون دیکھو
تو کیگا لیکن اگر فسون پر کچھ اعتماد رکھتی تو میں کہتی کہ بھولی سلمان بڑی بڑی بدبختیں نیلے بی بہار میرے
خون کی پیاسی ہیں جو پائیں تو قتل کرڈالیں اپنے نام پر طبل جنگی بجوائیے ادھر تیغے مصور
صندوقچہ بغل میں لیے باتیں کر رہا ہے دربار میں یہ ذکر ہے مسلمانوں کے مٹانے کی فکر در ابر سیاہ آسمان
پر اٹھا افراسیاب نے کہا کہ کوئی خیر خواہ ما بدولت کا آتا ہے مرشد زادے صاحب ذرا اٹھ کر
دیکھیے تو صندوقچہ بغل میں مصور دبائے ہوئے باہر جاتا ہے جب جو خانہ میں پہونچی خدمتگار نے
عرض کی حضور صندوقچہ مجھے دیجیے آپ بغل میں لیکر چلے مصور نے پلٹ کر خدمتگار کو دیکھا
صندوقچہ بغل سے دیا باہر نکلا کہ صورت نگار بھی آئی کہا مرشد زادے صندوقچہ کیا کیا مصور نے
پلٹ کر کہا کہ خدمتگار کے پاس ہے مصور نے جب خدمتگار کو سامنے نہ دیکھا گھبرا کے
کہا ارے خدمتگار کہاں گیا صورت نگار ڈھونڈھنے لگی مانی و بہزاد و نقاش قلم کش بد
حواس دوڑے دوڑتے پھرتے ہیں غل مچاتے ہیں ارے پرانا خدمتگار جسنے مرشد زادے کو گود میں
کھلایا سعادت خان کہاں ہے سب خدمتگار نے سعادت خان کو پکڑ کر سامنے لا مصور نے
کہا ارے صندوقچہ کیا کیا خدمتگار نے کہا کب دیا میں تو جامہ خانہ میں تھی مجکو خدمتگار پکڑ لانے
مرشد زادے میں تو آج باہر بھی نہیں نکلا اب اس حضور کا کیا رہا تھا مصور نے کہا کہ ابھی بغل میں سے
میں نے تجکو دیا ہے کاہے کو مکرتا ہے ارے اسمیں مال نہیں ہے تصویریں کاغذ کی ہیں جو پایا ہو اُٹھا لا
اس سے تجکو کچھ نفع نہ ملیگا مہرخ و بہار وغیرہ کی تصویریں ہیں واسطے ساحری و جمشید کا
انکار نہ کر صندوقچہ میرا دے سعادت خان عرض کرتا ہے مرشد زادے میں صندوقچہ نہیں لے
گیا میں آج صبح سے باہر بھی نہیں نکلا یہ خبر جو افراسیاب نے سنا تعجب ہوا کہا ارے یہ کیا ماجرا ہے کسی نے جو
عرض کی کہ حضور مرشد زادے نے خدمتگار کو صندوقچہ دیا وہ انکار کرتا ہے کہ مجکو نہیں دیا اس
مضمون کا غلغلہ ہے افراسیاب نے انگشتری جمشیدی کو دیکھا آواز آئی کہ وہ بدبخت برق فرنگی ہے

بزیر قدم غرب ہی شرق ہے   چھلاوہ ہوں میں نام بجلی برق ہے   یہ کہکے خنجر مارا شکم چاک قصہ
پاک خیمہ جلنے لگا آندھی سیاہ چلی سنگباری و برفباری ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من مفتاح
زرین بود افراسیاب پاس حیرت سکے پڑا سو رہا تھا کہ یہ صدائے دردناک کان میں آئی اُٹھ
بیٹھا حیرت کو جگایا کہا اے حیرت مفتاح زرین تر کش مارا گیا ابھی میں نے آواز سُنی حیرت
نے کنیزوں کو آواز دی کہ خبر تو لاؤ کنیزیں گئیں دیکھا لشکر پہ آگ برس رہی ہے بارگاہ جل رہی ہے کنیزوں نے
جاکے دیکھا کہ ہشہ مفتاح زرین ترکش کا خون میں لوٹ رہا ہے فوج والے بھاگے جاتے ہیں کنیزوں نے
حال دریافت کیا رنجیدہ پلٹیں آکر افراسیاب سے عرض کی کہ اے شہنشاہ مفتاح کو چالاک
و برق نے مارا افراسیاب نے کف افسوس ملے کہا کہ اب صبح کو میں سمجھ لونگا تیرہ پریشان ہو
ہی رہی تھیں وہ وقت آکے پہونچا کہ افراسیاب سرکش مہر درخشان تخت فلک چرخ چہارم پر رونق پذیر ہوا
فوجیں جانبین سے چلیں ملکہ مہرخ سوار ہوئیں ایک طرف بہار گلعذار ایک جانب باغبان
مالدار ایک جانب رعد و برق عالی وقار سب ملکہ مہرخ کو گھیرے ہوئے آگے سب کے
اشقال آدمخوار جھومتا ہوا منہ سے دھواں نکلتا ہوا سب لشکر سے آگے بڑھا ہوا میدان
کارزار میں آکر پہونچے کہ دوسری طرف سے گرد اوڑی دیکھا کہ افراسیاب خانہ خراب پشت مرکب
شکیں پرند پر مرکب باساز و یراق مرصع کار حیرت جادو تخت پر بعد کروفر پشت پر لشکر ساحران
علمہائے سیاہ کھلے ہوئے نقیب آگے آگے آوازیں لگاتے ہوئے تعریف افراسیاب کے اشعار
پڑھتے ہوئے یا سامری و جمشید کی صدائیں بلند کفار خود پسند باز و بط و قمقمے پر سوار لشکر گران
لیکر حیرت آئی ہے ملکہ مہرخ تھے جو آگے آگے افراسیاب کو دیکھا منہ پر ہوائیاں اُڑنے لگیں
ملکہ بہار کی رنگت متغیر رعد و برق تڑپ گئے لشکر میں انتشار ہر سردار بیقرار ملکہ مہرخ کے قریب
آگئے کہا ملکۂ عالم کیا ہوگا آج افراسیاب خود آیا ہے ملکہ مہرخ نے کہا کہ خدا مالک ہے صفیں لشکروں
کی جمیں میمنہ و میسرہ و قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ طرفین سے آراستہ پیراستہ ہوئے نقیبوں
نے بڑھکر نقابت کی یہ اشعار عبرت آمیز پڑھنا شروع کیے **نظم**

نہ ماند راجہ و خاقان نہ قیصر و فغفور	نہ بابر و نہ ہمایون نہ اکبر و تیمور
بدل نقیہ شوائے مرد حق کلاہ پوشش	بجز لباس زری و بسر کلاہ و سمور

رسوائیون کا آپ کے اسدرجہ تھا خیال
صیاد پر کتر کے رہا کیون کیا مجھے
الجھا رہینگے یقین ہے سب قدسیون کے دل
سائل کو بے طلب کیے سطوت جہان سے

دل جل گیا پہ منھ سے نہ نکلا دھوان تلک
مین کس طرح سے جاؤن بھلا آشیان تلک
نالہ پہونچگیا جو مرا آسمان تلک
کیا لطف ہے سوال جو آیا زبان تلک

عندلیبان خوشنوا نے جو یہ اشعار عاشقانہ پڑھے مصور چھوٹنے لگا ہاتھ باندھکر سامنے ملکہ بہار کے چلا ملکہ بہار نے ایک کنیز کو اشارہ کیا وہ کنیز کشتی لیکر سامنے آئی کان مین طرہ لگادیا گلے مین بدھی پہنائی مصور پھول گیا بدھی پر ہاتھ پھیرتا ہے ہاتھ باندھکر طرف بہار کے چلا اور بہار نے اشارہ کیا افراسیاب نے جو یہ رنگ مصور دیکھا کہ مصور منتین کرتا ہوا جاتا ہی اور بہار اشارے کرہی ہے آواز دی کہ او دشمن خاندان سامری یہ نہین تجکو سوجھا کہ ما بدولت کھڑے ہین افراسیاب نے قدم بڑھایا بہار نے دوسرا گلدستہ افراسیاب پر مارا افراسیاب نے غصے مین ہاتھ ہلایا پھول جو برستے تھے جل جل کر گرنے لگے بہار نے سب گجرے پھولونکے گلے سے اتار کے افراسیاب پر پھینک مارے افراسیاب نے ہاتھ سے اشارہ کیا پھول کو بے شمار برسے ہوا سرد چلی طائرون نے اشعار بھی پڑھے درخت جھومے مگر افراسیاب نے آنکھون سے اور ہاتھون سے اشارہ کیا پھول جل گئے درخت جو سبز تھے پتے گر کے نخل خشک ہوے طائر کباب بنکر چلے طائرون کا جلنا اس بہار مین عمل خزان ہونا بہار نے زیور جسم سے اتارا افراسیاب پر پھینک مارا آواز دی کہ اے مشتاق حیلہ شکن افراسیاب کو لینا ہر زیور سے ایک ایک طائر پیدا ہوا کڑی جو ٹوٹے اسمین سے ایک طائر کلان بشکل باز پیدا ہوا آواز دی کہ اے افراسیاب ذرا ادھر متوجہ ہو جا دیکھ کن مین کیا عرض کرتا ہون افراسیاب نے سر اٹھایا نہ باز باز نہ آیا آنکھ سے آنکھ ملاکر یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

غیر کے آگے جو مین اسکو بلا کر رہگیا
پاس سے جب میرے اٹھکر اپنے گھر کو وہ چلا
کوچہ دلدار کی جانب چلا جب مین کبھی
کربلا مین کیون نہ کی تو نے سکونت اختیار

شرم سے وہ بھی قدم آگے بڑھا کر رہگیا
کچھ نہ منھ سے کہ سکا آنسو بہا کر رہگیا
ناتوانی کے سبب اک گام اٹھا کر رہگیا
ہاے سطوت ہند مین بیکار آ کر رہگیا

افراسیاب جھوما ایک عقاب پیدا ہوا عقاب نے آکر باز کو چیر ڈالا باز کا مرنا کہ افراسیاب جھومتا

آنکھیں سرخ ہوگئی تھیں یا سرخ زنخ ہوئی آواز دی کہ اے عقاب بہار کو لینا اے طائران صحرائی شہزادی کو بھی لینا ایک عقاب تڑپ کر بہار پر گرا بہار کو منقار میں طرف آسمان کے لیچلا کئی ہزار طائر ہوا سے پیدا ہوئے ایک ایک سردار پر ایک ایک طائر گرا ایک ایک سردار کو ایک ایک طائر نے اٹھا لیا آسمان کی طرف چلے ملکہ مہرخ تخت سے کود کر چھپنے لگیں کہ ایک ہما پیدا ہوا اُسنے ملکہ مہرخ کو اٹھا لیا چار ساڑھے چار سے طائر سرداروں پر گرے لیکر چلے اُس وقت اہل لشکر کا بلکنا اور تڑپنا اور پھڑکنا اور پکارنا کہ اے پروردگار واسطے سامع الدعوات واسطے رفیع الدرجات اپنا رحم شریک کر

یہ وقت مدد ہمارے افسردوں کو بچالے تیری رحیمی کیا بعید ہے

نظم

گئے ہم رنگ گلزار چمن گشت — گئے مانند بلبل نغمہ زن گشت
گئے مرد دلاور شیر میدان — گئے پردہ نشین مانند زن گشت
گئے شیرین گئے لیلے دوست — گئے مجنون زلیخا کوہ کن گشت
گئے شل بدن شد زینت جان — گئے مانند جان جزو بدن گشت
ترش وشد گہ آن شوخ طناز — گئے شیرین زبان شیرین سخن گشت
گئے جشن و خوشی و عشرت و عیش — گئے درد و غم و رنج و محن گشت
زہے صورت خدا صورت نماید — نقاب از چہرۂ انور کشاید

سارا لشکر دعا کر رہا ہے کوئی خدا کو پکارتا ہے کوئی خاصان خدا کو پکار رہا ہے کوئی عاشقان خدا کے واسطے دیتا ہے دو چار سے طائر بلند ہوئے تھے یقین تھا کہ آسمان میں ڈوبیں کہ ایک سناٹا ہوا ایک غبار زمین پر اٹھا کہ لشکر حیرت اُس غبار میں چھپ گیا غبار بلند ہوتا جاتا ہے اُس غبار سے طائر پیدا ہونے لگے افراسیاب بھی غبار کے اندر ہے طائر جو غبار سے پیدا ہوئے تھے جا کر اُن طائروں سے لپٹ گئے اُن طائروں کو چیر ڈالا ہما پر ایک طائر زمزمہ سرائی کرتا ہوا جو قریب پہونچا جس طائر کے پنجے میں ملکہ مہرخ تھیں وہ طائر بالکل ہما ہے دوسرا طائر جو قریب پہونچا تھا جاتے ہی ہما کو پکڑ لیا منقار آنکھ میں مار دی آنکھیں دونوں ہما کی پھوٹیں خون سے پکڑ کے ہما کو چیر ڈالا ملکہ مہرخ نے رہائی پائی چار ساڑھے چار سے سردار چھوٹ کر زمین پر آئے مگر زمین پر آتے ہی غبار افراسیاب پر سے دفع ہوا افراسیاب نے دیکھا معاملہ بگڑا جل گیا پکار کر آواز دی کہ اے طائران صحرائی یہ کیا ہے دبی کی تھا [illegible] نے

چاہا اُڑ کر بھاگین کہ افراسیاب نے سنگ ریزون کا مارا سب طائر جل گر رہے جس طائر نے مرغ کو بچایا تھا اور ہما کو مارا تھا وہ سنگریزون سے نہین جلا افراسیاب نے ایک دو سنگریزے مین پر مارا اور آواز دی کہ اے تو کیون بچا یہ کہکے سنگریزہ مارا سنگریزہ پلٹ کر شانے پر افراسیاب کے پڑا شانے سے افراسیاب کے خون جاری ہوا افراسیاب نے تلملا کر آواز دی کہ ارے بانیان طلسم کیا مر گئے لاؤ تاج طلسمی دیکھا سب ذکر آسمان پر شانا ہوا ایک نازنین کو دیکھا کہ سُنہرے کپڑے پہنے ہوئے سے لپٹا کنچیون کا ازار بند مین ایک کشتی ہاتھ پر لاکر تاج افراسیاب کو پہنایا زرہ پہنائی کہا کہ اے شہنشاہ یہ گولہ حاضر ہے وہ گولہ افراسیاب نے لیکر اسی طائر پر کھینچ مارا گولہ جا کر طائر پر پڑا طائر نے گولے پر منقار ماری گولہ پھٹا ایک غبار نکلا غبار نے طائر کو گھیر لیا بعد تھوڑے عرصے کے لوگون نے دیکھا کہ نورافشان کا سر زخمی ہے افراسیاب کے مقابلے مین جاتا ہے افراسیاب نے ڈانٹا کہ او بیر نابالغ تو نے کلیجہ جلا دیا آج زندہ نہ چھوڑونگا تیغہ تول کر افراسیاب نورافشان پر جا پڑا تلوار چلنے لگی نورافشان کا ہاتھ سر افراسیاب تک نہین پہونچتا افراسیاب جب تیغہ مارتا ہے نورافشان کے سر پر آتا ہے بیچارہ زخمی ہوا نورافشان جب ہاتھ مارتے ہین ہاتھ بلند ہوتا ہی نہین معلوم کیا سبب کہ سر تک افراسیاب کے تیغہ نہین پہونچتا چالیس وار آپس مین رد و قدح کے ہوئے جتنے ہاتھ افراسیاب نے مارے اُتنے زخم جسم پر نورافشان کے پڑے مگر شیر بیشۂ جرأت دیکہ تاز میدان جلالت چاہتا ہے جھپٹ کر افراسیاب سے لپٹ جاؤن تلوار چھین لون افراسیاب چمک چمک کر ہاتھ مار رہا ہے اُس پریشانی مین نورافشان دعائین کر رہا ہے کہ اے پروردگار اے کریم کارساز اے بندہ نواز اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے اس ظالم کے ہاتھ سے نجات دے اے رحیم کارساز ہمیشہ دل کو ہدایت بہ نیکی کرتا ہون

نظم

ہمیشہ در عبادت باش مشروف ... کہ ہست این کار از ہر کار ماوف
عبادت کن عبادت کن عبادت ... کہ بخشش بر عبادت ہست موقوف
فقیری کن کہ درویشی صفا کیش ... شہنشاہی کند در جامۂ صوف
نگہدار از عصیان ہر کہ خود را ... نگردد مبتلا از زار و مالوف
بود نعمت دین دور زمانہ ... پس از تو بند ماشود معروف

ملک کو جو نور افشاں نے دغا کی تیر و عادت ملا ورنہ پہونچا تک کر نعرہ ہوا بات اور بنا باغ
اب میرے ہاتھ سے کیا بچیگا دیکھا سب نے کہ ماہیان دھم سے زمین پر گری افراسیاب تیغ لیکر
چلا ایک طرف سے ماہیان چلی اس وقت نور افشاں کی بیقراری و اشکباری سے خون
لیکر کچھ اسم سحر پڑھا افراسیاب پر کھینچ مارا اگر تاج طلسمی نہ پہنے ہوتا یقین تھا کہ جل جاتا مگر تاج
کی وجہ سے لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہو گیا تھا ماہیان نے دوڑ کر افراسیاب کو اٹھایا خیمے میں دبا لے
بھاگی نور افشاں کا اسی غصے میں قصد ہوا کہ جا کر حیرت کو مار ڈالے کہ ایک بجلی کڑک کر گری وہ
برق جسم میں نور افشاں کے لپٹ گئی اتنا تو منہ سے نور افشاں کے نکلا کہ ارے کون ہے
کچھ آواز نہ آئی وہ برق نور افشاں کو اٹھا کر لے گئی برہمن رو رہا تھا تب نور افشاں کو لیے ہوئے
جاتا ہے جی میں کہتا ہے کہ افراسیاب زبردست ہے خون اپنا نور افشاں [illegible] پہنچ [illegible]
صرف اتنی تاثیر ہوئی کہ بیہوش ہوا یقین تو یہ تھا کہ سر پھٹ جاتا کوئی عضو افراسیاب کا بیکار
ہوتا استادی کا کام تھا کہ ایسے ظالم سے یوں لڑے پھر بھی کاٹ [illegible] کے پڑے سے نور افشاں
کو خدا نے بچایا برہمن لیے ہوئے نور افشاں کو قصر نور افشانی میں آیا آفتاب گوہر
دندان و ہلال گوہر دندان دونوں یہ حال دیکھکر رونے لگیں پوچھا چھوٹے استاد کیا ہوا برہمن
نے کہا کہ بیٹا گھبراؤ نہیں اس ضعیفی میں بھی خیر میں ماشاء اللہ کہتے [illegible] افراسیاب سے برابر
لڑے کہ جو تاج طلسمی پہنے تھا اسپر اسقدر تاثیر ہونا انہیں کا کام تھا اگر سامری [illegible]
ہوتے وہ بھی شکست کھاتے سامنے سے بھاگ جاتے استادی کا کام تھا کہ مقابلے میں سے
سب انہیں کی جلالت ہے جا کر ایک قصر میں نور افشاں کو لٹایا آفتاب و ہلال رشتہ و
سوزن لائیں برہمن نے نور افشاں کی زخم دوزی کی نور افشاں ہوشیار ہوئے
برہمن کو گلے سے لگا لیا کہا اے فرزند بڑا کام کیا خوب وقت پر پہونچے ذرا لشکر اسلام کی خبر
رکھنا افراسیاب بہت بدمزاج ہو کر گیا ہے ضرور آفت برپا کریگا اور تب تو جانا خبر لانا
برہمن رخصت ہوا یہاں لشکر اسلام بعد اس آفت کے اپنے مقام پہ پلٹا حیرت جادو گھبرائی ہوئی
آئی اس نے کہا کہ کیوں صاحب شہنشاہ پر کیا گذری ایسے غبار بلند ہوئے [illegible] کالا دیکھا
جگر ٹکڑے [illegible] کا زمانہ [illegible] یہ ثابت ہوا کہ شہنشاہ کیونکر گئے [illegible] کیا ہو [illegible] سبب

جاتی ہوں جاکر دیکھوں کیا گذری شہنشاہ کیا کر رہے ہیں یہ کہکر حیرت تخت پہ سوار ہوئی اُڑائی تخت اُڑاتی ہوئی چلی یاقوت و زمرد ساتھ ہیں حیرت تخت اڑائے ہوئے جاتی ہے برہمن دیو ہوا آسمان میں آتا تھا اُسکی نگاہ حیرت کے تخت پر پڑی خیال میں کہتا کہ اے برہمن حیرت کو بینا چاہیے اگر افراسیاب کچھ غیرت رکھتا ہوگا تو گلا کاٹ کے مر جائیگا یہ سوچ کر برہمن اسکی طرف چلے ایک صحرا میں آکر گولہ مارا ایک باغ پُر بہار تیار ہوا کہ شرح اس باغ کی لکھونگا باغ بنا کر عجائب و غرائب اُسکے سب درست کیے برہمن تو چلے گئے اگر حیرت تخت اُڑاتی آتا ہے کہ نگاہ پڑی ایک صحرائے سبزہ زار نواح دلکشا کوسوں تک سبزہ لہک رہا ہے ہر گیاہ مثل برق چمک رہا ہے جوانان چمن کی بے باکیاں صبا کی اٹکھیلیاں نرگس شہلا کی دیدہ بازی سوسن کی غمازی ہوا اٹکھلاتی ہے چمن میں بسہولت آتی ہے ڈر ہے کہ رُخ گل پر غبار نہ پڑے غنچے چٹک رہے ہیں طائر شاخہائے نخل پر بیٹھے زمزمہ سرائی کر رہے ہیں دم الفت باغبان قضا و قدر کا بھر رہے ہیں ایک طائر کلان بیچ میں سب طائروں کے بیٹھا ہوا یہ غزل گا رہا ہے

نظم

ماسوا تیرے نہیں رہنے کا کچھ یا باقی — جو ہے فانی ہے تری ذات ہے اللہ باقی
نوجوانی کی ہے پیری میں تمنا باقی — موسم گل کے لیے پھر بھی ہے سودا باقی
تنگ غنچے سے دہن گو کہ ہے اس گلرو کا — پھر بھی ہے بوسۂ عاشق کے لیے جا باقی
رقص کرتے ہیں جو بسمل تو یہ کہتا ہے وہ ترک — مجلس آخر ہوئی لیکن ہے تماشا باقی
ساقیا گردش ساغر میں تامل کیا ہے — خم و خمخانہ ہے باقی مے و مینا باقی
میری تعظیم نے مجلس سے نکالا مجھکو — اٹھتے اٹھتے نہ رہی بیٹھنے کی جا باقی
عشق کی شرط ادا کرتے ہیں انشاءاللہ — کوئی دن ہے یہ محبت کا تقاضا باقی
آخر کار ہے میلے سے جہان سے چلنا — سیر کر تا نہ رہے کوئی تماشا باقی
کون وارفتہ ترے گیسوئے پیچاں کا نہیں — کسکو سودا نہیں یہ سلسلہ ہے تا باقی
فرقت یار میں مردا سا پڑا رہتا ہوں — روح قالب میں نہیں جسم ہے تنہا باقی
چھیڑ بیٹھے جو ہم افسانۂ گیسوئے دراز — صبح ہوگی نہ رہیگی شب یلدا باقی
یہی آتش کی تمنا ہے یہی آتش کی دعا — مغفرت ہووے مری بعد فنا یا باقی

تو وہ گل ہے باغ عالم میں کہ جسکے واسطے
تونے دکھلائی ہے شبنم برقعہ کی جالی سے جو آنکھ
چشم ہے سرمہ آلود کھلائی کسی محبوب نے
یاد کر اس گل کو اکثر مثل شبنم رو دیا

گل بھی آوارہ برنگ بو نظر آیا مجھے
دام میں صیاد کے آہو نظر آیا مجھے
ساحری نا واقف جادو نظر آیا مجھے
پیرہن کوئی اگر خوشبو نظر آیا مجھے

یہ اشعار وہ جوان گاتا ہے اور روتا ہے یاقوت آگے بڑھی اُس جوان کے ہاتھ میں ایک تصویر دیکھی یاقوت نے پکار کر کہا کہ اے آوارۂ دشت ادبار اے مصیبت میں گرفتار کس غم دام میں مبتلا ہے اور کیون اس درجہ بدحواس ہے مجھسے مفصل بیان کر اس جوان نے پلٹ کے دیکھا بنو صورت یاقوت کو دیکھکر ایک آہ کی اور آہ کرکے گرا بیہوش ہوگیا تصویر ہاتھ سے چھوٹ کر الگ گری یاقوت نے تصویر جو اُٹھاکر دیکھی خاص اپنی تصویر پائی یاقوت حیران ہوگئی کہ کیونکر اسنے میری تصویر پائی اور یہ جوان کون ہے کہ اسطرح مجھپر عاشق ہے اور میرے عشق مین یہ حال ہے کہین کا تاجدار معلوم ہوتا ہے تاج بھی سر سے گرا ہے زمین پر ایڑیان رگڑ رہا ہے بیتاب و بیقرار ہو کر اُسکی خاک پر بیٹھ گئی سر اسکا لیکر اپنے زانو پر رکھا آہستہ آہستہ تلوے سہلانے لگی جوش محبت مین اشک اشک نکھی آنکھون سے نکلے اشک جو آنکھون سے اُسکے عارض پر ٹپکے اُن اشکون نے کام گلاب کا کیا بوے زلف عنبرین جو دماغ مین پہونچی اُسنے کام نخلخہ کا کیا جوان نے آنکھ کھولی زیر سر تکیہ زانوے محبوب پایا دماغ کو عرش اعلیٰ پر پہونچا پایا پھر آہ کرکے بیہوش ہوگیا اُس بیہوشی مین اتنا زبان سے نکلا کہ اپنے بخت واژگون و طالع نگون سے یہ امید نہ تھی کہ معشوق پری چہرہ پاس ہو معشوق کو آج قریب پایا اب تو یاقوت نے منہہ پر منہہ رکھ دیا کہا اے عاشق صادق تیری بلائین لے روح کو راحت دل مین قوت آتی ہے زیادہ نہ گھبرا اب فراق نہ ہوگا جس مقام پر تو یاد کریگا اپنے تئین پہونچاؤنگی دوڑی ہوئی تیرے پاس آؤنگی دل کو تسکین دونگی اپنے کو سنبھال فراق رنج وملال کو ٹال ذرا آنکھ کھول اس جوان نے بمشکل آنکھ کھولی چہرہ زیبا کو دیکھا اُٹھ بیٹھا اختلال آئینہ حیران اور مثل زلف محبوب پریشان ہوا کہا کہ اے جان جہان وائے آرام دل عاشقان فلک کج رفتار دگردون غدار سے یہ امید نہ تھی کہ کبھی اس طرح پائین گے زیر سر تکیہ زانوے محبوب ہوگی کیون نہ بندگی خوش اسلوب ہوئین تمام سب بے دام ہون تمہاری محبت مین

ملک و مال چھوٹا ماں باپ سے مفرور ہوا آوارہ دشت ادبار مصیبت میں گرفتار ہوئے مگر شکر ہے
کہ تم سے دو چار ہوئے یاقوت نے شرما کر سر جھکالیا بہ شرم جواب دیا کہ مجھے صاحب کیا حال معلوم
کہ تم پر کیا گذری اسوقت میں ملکہ کے ساتھ آئی تھی تمہارے رونے کی آواز سُنی چلی آئی
یاقوت نے پوچھا تمہارا کیا نام ہے اُس جوان نے کہا بچپن سے بزرگوں نے عاشق تاجدار
کہا آخر اس نام کا یہ انجام ہوا کہ آوارہ دشت ادبار ہوئے تمہارے دام زلف عنبرین میں گرفتار
ہوئے شکر ہے کہ آج تمکو پایا سودائے زلف عنبرین رنگ لایا میاں عشق نے خوب خوب
رُلایا مگر تمہارے قدموں تک پہونچایا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک تاجدار تخت پر
سوار سر برہنہ آنکھوں سے آنسو جاری عالم بیقراری پکارتا ہوا میرا نور نظر کہاں ہے کیوں
میری نظروں سے نہاں ہے عاشق تاجدار نے کہا بابا جان تشریف لاتے ہیں یاقوت
نیچے درخت کے گھونگھٹ نکال کے بیٹھی وہ تاجدار آکے اُترا دس بارہ ہزار جوان پشت پر
ہیں جو کوئی بھائی کہکر دوڑا کوئی دوست صادق کہکر لپٹ گیا دس بارہ ہزار جوان رونے لگے
عاشق تاجدار نے کہا اے والد نامدار آپ نہ روئیے محافہ زرین منگائیے اس مرد ضعیف نے کہا
بیٹا کیا سر سے عشق اُترا عاشق تاجدار نے کہا نہیں اے والد آپ کی دعا نے تاثیر کی معشوقہ
اس جنگل میں ملی اُس بادشاہ نے کہ نخور تاجدار نام ہے ملاقی ہوئے کہا ارے محافہ جلد لاؤ
بہو کو سوار کرکے لیچلوں خدام دوڑ کر محافہ لائے اُسی صحرا میں دیکھو ملکہ یاقوت گھونگھٹ نکال
کر محافے میں سوار ہوئیں وہ جوان گھوڑے پر سوار ہوا بادشاہ بھی محافے کے ساتھ اب یہاں سے
روانہ ہوئے پانچ کوس پر جاکر ایک قلعہ ملا ملکہ یاقوت نے سنا کہ حسن آباد نام ہے سمت جنوب
میں آگر دار الامارہ شاہی کے قریب پہونچیں زنانی ڈیوڑھی کے دروازے پر محافہ لگایا گیا شور
ہوا کہ حسن بانو عاشق تاجدار کی آئی ہیں حسن بانو نے آکر بہو کو اُتروایا پانی وار کر
پیا جب محل میں داخلہ ہوا مقام صدر پر لاکر بٹھایا کنیزیں گرد برائے خدمتگاری حاضر ہوئیں
دیکھکر حسن بانو نے کہا دلہن یہاں غریب الوطن ہے مگر صورت میں رشک حسن
ہوں تم اپنے فرزند کی جانب سے بہو نخور تاجدار نے قبول کیا اس مقام پر
سمع و ناظر طول ہوتا ملا سو بجے سے سامان شادی مفصل نہ بیان کیا بڑی دھوم سے شادی خانہ آبادی

ہوئی حجلۂ عروسی میں عاشق تاجدار یاقوت کو لایا اب جو گھونگھٹ اٹھایا ایک کریہ منظر عورت کو دیکھا عاشق تاجدار گھبرا کر حجلۂ عروسی سے نکل آیا کہا بابا جان کو بلاؤ کنیزوں نے اسکے باپ کو خبر کی مخمور تاجدار جو آیا اُسنے پوچھا اے فرزند کیوں پریشان ہو بیٹے منھ بیٹ کیا کہا بابا جان معشوقہ کو میری کسی نے بدل لیا یا تو دوسرا چہرہ یا یہ کالی صورت اسکو قید کیجیے اور شہر میں ڈھنڈورا پٹوا دیجیے کہ جسکے گھر میں معشوق نکلیگی اسکا گھر بار ضبط ہوگا اور مرمان رعایا آکر اسکو دیکھ جائیں جسکی دختر ہو وہ اسے لیجائے اور اس نازنین کو بھجوا دے اور اگر ہم تلاش کرکے پائینگے تو بہت پریشان کرینگے سزائے کامل دینگے مخمور تاجدار نے اسی وقت کنیزوں کو اشارہ کیا کہ اسے گرفتار کرلو یاقوت حیران بیٹھی سمجھ کہ دولہا کیوں چلا گیا کہ دس بارہ حبشنیں آئیں کسی نے ہاتھ تھاما کسی نے چٹیا پکڑی ہرچند یاقوت کہتی ہے صاحبو میری کیا خطا ہے شوہر میرا مجھسے کیوں ناخوش ہوا تم لوگ مجھکو کہاں لیے جاتے ہو کوئی حبشن جواب نہیں دیتی ایک مکان تنگ و تاریک میں لاکر ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنائیں یاقوت جو سحر یاد کرتی ہے تو بالکل فراموش ہوا اب سمجھی کہ دشمن کی طرف سے شعبدہ تھا زمرد نے جو آواز سنی تھی یہ بھی یہی معرکہ گذرا کہا گرفتار ہوئی حبشی دوم سے ہوئی زمرد بھی اسی طرح قید ہوئی اب حال ملکہ حیرت جادو کا عرض کیا جاتا ہے کہ حیرت کو چند کنیزیں جو باغ میں لیگئیں دیکھا باغ رنگا رنگ جا بجا گل بوٹے عمدہ عمدہ اشجار معقول کی شکل انسان زیر نخل خجل رہے ہیں کبھی اگر شاخہائے نخل پر جاتے ہیں یہ اشعار بتکلف زبان نظم

سنبل میں تری زلف کا عالم نہیں ہوتا ۔ پیچ نہیں ہوتے ہیں یہ خم نہیں ہوتا
کعبے میں رخ یار کا عالم نہیں ہوتا ۔ محراب میں ان ابروں کا خم نہیں ہوتا
اک جام میں کھلتے ہیں طلسمات جہاں کا ۔ ہستی میں کسے مرتبۂ جم نہیں ہوتا
تلوار کی موت اُسکے نصیبوں میں نہیں ہے ۔ ابروئے اشارے سے جو بیدم نہیں ہوتا
بے عشق سے زنہار نہ کر تذکرۂ حسن ۔ کہتے نہیں راز اس سے جو محرم نہیں ہوتا
فرقت میں تری کونسی شب کو نہیں رہتا ۔ کب سینہ زنی سے مری ماتم نہیں ہوتا
آتی ہے یہی معرکۂ عشق سے آواز ۔ یاں کشتہ ہوا جو وہ مسلم نہیں ہوتا
کم موت کے آنے سے یار کا جانا ۔ قالب میں جو ڈھونڈھو تو کہیں دم نہیں ہوتا

نہ کیفِ مے سے ہون آنکھون کی طرح مژگان سرخ		اثر پذیر طبیعت بھی شرط ہے آتش

جب نازنینان مہ جبین نے یہ غزل گائی اور جام بھر کے حیرت کو دیا حیرت نے جام پایا پیتے ہی
گھبرائی کہا صاحبو مجھے یہان کہان لائین مین تو باغ سیب مین جاونگی نہین معلوم افراسیاب
پر کیا گذری ان سبھون نے کہا بی بی یہان رہیے باغ کی سیر دیکھیے گل و بلبل کا تماشا ملاحظہ کیجیے
اب کہان جائیے گا افراسیاب کی آپ کو خبر ہم بتا دین وہ باغ سیب مین تشریف رکھتے ہین اور
نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین کے وصل سے شاد ہین ہر وقت گانا ہوتا ہے شراب چلتی ہے
آپ کو تو افراسیاب کا اسقدر خیال ہے وہ آپ کا نام بھی نہین لیتے حیرت بگڑ گئے اُٹھی کہا
صاحبو تم خلاف بیان کرتی ہو اُنکا یہ طریقہ نہین ہے ہر وقت میرا خیال رکھتے ہین اگر ایسا بھی ہوا
کہ مین نہین گئی تو اُنھون نے نامہ لکھکر بلوایا اور سرفراز کیا تم سب مجھے بہکاتی ہو مین اپنے شوہر
کے پاس جاونگی کنیزون نے کہا وہان جاکے کیا کیجیے گا حیرت نے کہا صاحبو اب مین تمھارا
کہنا نہ مانتی ہون مین ضرور جاونگی کنیزون نے کہا ہم آپ کو نہ جانے دینگے آج شب کو یہین
تشریف رکھیے حیرت جادو اُٹھکر چلی کنیزون نے دامن پکڑ لیا حیرت نے دامن چھڑایا ایک کنیز
نے چیخ ماری پکارکر آواز دی اے گلفروش بی حیرت جاتی ہین اب تم شراب پینے کے بعد شوہر
کو یاد کیا اس آواز سے ایک زناٹا ہوا اور آواز آئی انھین یہین رہنا پڑیگا یہ آواز سنکر کنیزین بھاگین
حیرت لڑکھڑا کے گری بیہوش ہو گئی بعد عرصہ دراز کے ہوشیار ہوئی حیران حیران باغ کو دیکھ رہی ہے
کہ ایک طرف سے آواز آئی بی حیرت جادو ہم آتے ہین چارون کونون سے چار زنگنین پیدا ہوئین ہاتھ
پکڑ کر حیرت کا کشان کشان لے چلین ہر چند حیرت چاہتی ہے کہ اپنے کو چھڑا اون ممکن نہین ہوتا
وہ زنگنین موذی کھینچی ہوئی لیے جاتی ہین حیرت نے چاہا سحر کرون مگر سحر یاد نہین رہا اب حیرت
حیران ہوئی کہ یہ کیا معرکہ ہوا ایک بارہ دری مین لاکر زنگنون نے حیرت کو بٹھا کے ایک چیخ ماری
اب چار طرف سے چار دیوارین حیرت کو معلوم ہوتی ہین حیرت جادو نہایت پریشان ہوئی دیکھا
وہ زنگنین پیر زمین مین مار کے غائب ہوگئین اب حیرت سر ٹکرا رہی ہے چار دیوارین ہین مگر
دروازہ ندارد حیرت نے جب کسی طرف سے راستہ نکلنے کا نہ پایا بیتاب ہوکر ایک مقام پر بیٹھ گئی
تمام سامری و جمشید کا ذکر رٹنے لگی ایک شب حیرت کو اسی مقام پر گذری وہان افراسیاب باغ سیب مین

لپٹ کر رونے لگی کہا یہ لونڈی بڑے بڑے عذاب مین تھی اب افراسیاب ہر طرف ڈھونڈھتا ہے
دروازہ نہین ملتا جس نقب سے آیا تھا وہ بھی مہرہ بند ہو گیا افراسیاب نے آواز دی او نابکار تو
گھبرا کیون ہے یہ کہکر ایک لکد دیوار پر ماری دیوار مین در پیدا ہوا افراسیاب زمرد کا ہاتھ پکڑ کے باہر
نکلا دیکھا ایک صحرائے ویران لق و دق میدان بگولے گرد کے اٹھ رہے ہین خاک جنگل مین اڑ رہی
ہے آواز زاغ و بوم کی آتی ہے طبیعت اس ویرانے کو دیکھکر گھبراتی ہے افراسیاب نے زانو پر ہاتھ مارا
ہاتھ کو دیکھکر کہا خیر سمجھو نگا اے زمرد اپنے ہاتھ پر تم بھی جاؤ تھوڑی دور جا کر یاقوت تمکو ملیگی اب
مین اور ون کو رہا کرنے جاتا ہون زمرد نے کہا اور کون قید ہے افراسیاب نے کچھ جواب نہ دیا
زمرد تو پر پرواز پیدا کر کے جدھر افراسیاب نے ہدایت کی تھی اسی جانب چلی دونون وزیر زادیون
کو رہا کر گئے افراسیاب نے آواز دی اے فولاد زمین کن جلد حاضر ہو دیکھا دو پتلے فولاد کے
نیچے دونون کے ہاتھ مین ایک ہاتھ مین سپر زمین سے پیدا ہوے آکے افراسیاب کو سلام کیا
اب افراسیاب نے انکو پشت پر لیا انگشتر جمشید کو اچھالا جو شعلے نے آواز دی انکو سمجھکر چلا اب
جو بڑھا پتلون نے دیکھا سامنے ایک قلعہ ہے گرد خندق خوان لعل جوش زن پھاٹک بند ہے
بالائے قلعہ چند مہیب گولہ انداز کھڑے ہین توپین چڑھی ہوئی متابین روشن انکو ہاتھ مین
لیے ٹہل رہے ہین افراسیاب نے دونون پتلون کو اشارہ کیا کہ خندق کو پاٹ دو پھاٹک کھولو
توپین گرا دو دونون پتلے تلوارین کھینچے ہوے چلے گولہ اندازون نے غل مچایا کہ افراسیاب تباہی انکے
کان مین آواز آئی توپین مارو گولہ انداز نے توپ کو فر کیا گولہ جو سامنے مثل شعلہ جوالہ کے آیا فولادی
پتلے نے گولے کو تلوار سے کاٹا افراسیاب ایک نخل کی آڑ پکڑے کھڑا ہے دونون پتلے گولون کو
کاٹتے ہوے چلتے ہین جب برابر خندق کے پہونچے خندق مین خون جوش مارنے لگا دونون پتلون نے
اپنے کو خندق مین گرا دیا اُس خون کو پینے لگے دم بھر مین سارا خون پی گئے اب اچک کر پھاٹک
کے پاس آئے پھاٹک پر تیغے مارے پھاٹک گرا دونون پتلے اندر گھسے جست کر کر بالائے قلعہ
پہونچے توپین گرا دین گولہ اندازون کو تیغے مار کر قتل کیا اب افراسیاب جھپٹکا اندر آیا پتلے آگے
آگے ہر گلی کوچے مین سناٹا پڑا ہے افراسیاب پیچھے پیچھے چلا آتا ہے پتلے راستہ بتاتے ہوے آتے ہین
قریب ایک قصر کے پہونچے پتلون نے ہاتھ سے اشارہ کیا افراسیاب نے دوڑ کر دروازے پر

ایک لات ماری دروازہ گرا دیکھا حیرت زمین پر بیہوش پڑی ہے ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنے ہوے رنگت متغیر چہرہ اداس عالم یاس افراسیاب نے قریب آکر جگایا حیرت نے جو افراسیاب کو دیکھا بے اختیار رونے لگی کہا اے شہنشاہ مین نے بڑی تکلیف اٹھائی افراسیاب نے ہتھکڑیاں بیڑیان توڑین حیرت کو اٹھایا پشت و پہلو پر ہاتھ پھیرا دونوں چیلوں کو اشارہ کیا کہا اے افسر فوج فولاد زمین کن حیرت کو سحر فراموش ہے وہ تدبیر کرو کہ سحر یاد آئے چیلا پیر زمین پر پاؤں رکھ چلا گیا تھوڑی دیر مین گلابی لیے ہوے آیا جام بلورین لبریز کر کے حیرت کو پلایا حیرت کو سحر یاد آیا مثل شعلۂ جوالہ تڑپنے لگی افراسیاب حیرت کو لیکر باہر نکلا دیکھا قلعہ وغیرہ سب ندارد ہر جگہ سنسان ہے تماشا ہے قلعہ نظروں سے مخفی ہوا افراسیاب نے کہنا شروع کیا کہ بھیا نے عجب کر سحر کیا سامنے آئے تو مارے تلواروں کے ٹکڑے اڑادوں اسطرح لاف و گزاف افراسیاب نے کیے چیلوں سے کہا تم جاؤ اب مین باغ سیب جاؤنگا یہ کہکر افراسیاب حیرت کا ہاتھ پکڑ کر کھڑا ہوا چاہتا ہے پرواز پیدا کروں حیرت کو لیکر جاؤں مگر نہایت غضب ہے کہ ایک طرف سے آواز آئی اے شہنشاہ ذرا میری تو سن لیجیے پلٹ کر افراسیاب نے دیکھا ایک نازنین یہ اشعار گاتی ہوئی آئی؎ نظم

لو جنابت کا مسا زاہد سالوس ہے | نعرۂ اللہ اکبر نعرۂ ناقوس ہے
زلف و رخ سے تیرے وابستہ جو ہو مایوس ہے | چشم حیرت آئنہ شاہد کف افسوس ہے
قدر نعمت بعد نعمت کے ہے کرتا آدمی | عہد پیری مین جوانی کا مجھے افسوس ہے
زلف کے سودے کو اپنے سر مین دی ہے جگہ | یہ بچارے خانۂ زنجیر مین محبوس ہے
خوشنما ہے یار کے اندام پر یوں پیرہن | روح کو جیسے قریب جسم کا ملبوس ہے
باغ مین دکھلا رہی ہے اپنی نیرنگی بہار | کثرت گل سے جو لوٹا ہے دم طاؤس ہے
محو حیرت کر دیا ہے اس صنم کے حسن نے | دل خموشی سے ہمارا لب صدا ناقوس ہے
خط نکلا روے رنگین پر ہے پیغام خزان | اس گلستان پر قدم اب [illegible] کا منحوس ہے
ہجر کی شب صبح ہوگی وصل کا دن آئیگا | خواب بد بھی نیک ہے تعبیر اگر معکوس ہے
عاشقوں سے اس پری زنار کا [illegible] | کیا [illegible] سالوس ہے
[illegible] سودا [illegible] پابوسی یار | [illegible]

ہیں نازنین لئے جو یہ اشعار گئے افراسیاب متوجہ ہوا کہا اے نازنین تیرا کیا نام ہے اُسنے کہا
مجھے گل اندام کہتے ہیں سامنے میرا قصر ہے ایک ایک نازنین مہ جبین حسین و جمیل شہنشاہ کی
طفیل موجود ہیں وہاں تشریف لے چلیے ہماری جوانیاں دکھاتے ہیں طاق حسن ہیں شہرۂ آفاق
آنکھ ملاتی ہیں سن کا انکے کیا حال بیان کروں قد قامت نرگس چشم نار پستان موے میان دیکھنے
والے حیران پریشان ہر ایک کا یہی قول ہے کہ نازنین قمر طلعت حور پیکر مہ منظر حسین و جمیل اپنے
بجانے والوں کی کفیل ہے شہنشاہ کی خدمتگاری کریگی ملکۂ عالم کو گانا سنائیگی اسکا کمال ظاہر
ہوگا بڑی عمدہ صحبت ہے افراسیاب اُس نازنین کے مسکرا مسکرا کے کہنے پر حیرت سے کہتا ہے
صاحب چلو یہ جلسہ بھی دیکھیں حیرت بھی رضا مند ہوئی ہے کہ پہلو سے زمین شق ہوئی ایک پتلہ
فولادی پیدا ہوا اُسنے آواز دی حضور ہوشیار ہوجیے اس لکاتا کے دام کر میں نہ پھنسیے نازنین
نے پتلے کو دیکھکر چاہا بھاگوں اور افراسیاب سے آنکھیں ملا کر کہا کہ میں سراسر بے خطا ہوں یہ پتلہ
مجھے دشمنی رکھتا ہے افراسیاب نے چاہا پتلے سے کچھ کہے کہ اُسنے کلائی پر نازنین کے ہاتھ
ڈال کر ایک طمانچہ مارا افراسیاب ہاں ہاں کرتا رہگیا طمانچہ جو پڑا سر نازنین کا اُڑ گیا آواز آئی
کشتی مرا نام ہے میں سیہ روے جادو فرستادۂ مہ حسن روئین تن ہوں افراسیاب نے دیکھا ایک
بڑھیا جادوگرنی کا لاشہ پڑا ہے افراسیاب حیران ہو گیا پتلے سے عرض کی اے شہنشاہ کوئی
ایسا دھوکا کھاتا ہے غلام رخصت ہوتا ہے بس اب آپ باغ سیب کو جائیے یہ کہکر پتلہ تو غائب
ہوگیا افراسیاب پھر کلمات لاف و گزاف کہنے لگا کہتا ہے سامنے آجے تو احوال معلوم ہو تا کیا عیاروں
نے عورت کو شعبدہ دکھایا یہ جو افراسیاب نے کہا صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک جوان گینڈے پر
سوار پشت پر بارہ ہزار فوج ساحران خونخوار بازو بلو قہر قروں پر سوار طرف افراسیاب کے آتے
ہیں اُس پہلوان نے آواز دی مار لے اس زن مرد کو مار لو بارہ ہزار فوج لپٹ گئی افراسیاب
پر آ پڑی گولے ترنج نارنج مارنے لگے جسنے گولا مارا افراسیاب نے بنگاہ قہر طرف گولے کے
دیکھا گولا اُلٹا پلٹا سینے پر پھینکنے والے کے پڑا توڑکر پشت کے پار گزر گیا ہزار جادوگر اسطرح مرے
اب افراسیاب تیغہ کھینچ کر جا پڑا تلوار سے ٹکڑے لگا وہ جو جوان گینڈے پر سوار ہے وہ نعرے کر رہا
ہے کہ افراسیاب کو مار لو [illegible] نے زمانے چہار جانب سے فوج یلغار کرکے آتی ہے افراسیاب

بلک کے برہمن نے جو دعا کی آواز کی باش اوا افراسیاب خانہ خراب خبردار برہمن پرست زندار
سنو نامِ صاحب جاہ و توقیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر افراسیاب نے دیکھا کہ کوکب دھم سے گرا
افراسیاب سے تلوار چلنے لگی افراسیاب اور کوکب لڑ رہے ہیں جب حیرت چاہتی ہے کہ
کوکب سحر کروں ہر چند برہمن کے شانے سے خون بہ رہا ہے مگر حیرت پر جا پڑتا ہے حیرت
کو روکتا ہے افراسیاب اور کوکب سے تلوار چل رہی ہے افراسیاب روک رہا ہے کوکب برس
پڑنا چاہتا ہے افراسیاب کو زخمی کروں لیکن افراسیاب سمجھ کے لڑ رہا ہے جب کوکب نے ہاتھ مارا
افراسیاب نے روکا افراسیاب جب ہاتھ مارتا ہے کوکب کو روکنا مشکل ہوتا ہے دو گھڑی تلوار چلی
ایک مقام پر حیرت نے گرز مارا برہمن نے روکا اُدھر کوکب نے ہاتھ افراسیاب پر مارا افراسیاب کی
نگاہ طرف حیرت کے تھی دھوکا کھا گیا جھکی سر افراسیاب کا زخمی ہوا افراسیاب نے آواز دی اے عین زخم دوز
جلد آکے موجود ہو ایک نازنین گلنار پوش گرہ سوئی تاگے زخم سر افراسیاب پر ہاتھ پھیر زخم کو
اندمال ہو گیا خون بہنا سر سے افراسیاب کے موقوف ہو گیا پھر کوکب سے تلوار چلنے لگی وہ نازنین
سر پر ہاتھ پھیر کے چلی تھی کہ برہمن نے للکارا او لگاتا کہاں جاتی ہے اپنے باپ کا زخم اچھا کرنے
آئی تھی اور پھر جاتی ہے برہمن نے بڑھ کر اُسکی چٹیا پر ہاتھ ڈال دیا جھٹکا مارا وہ نازنین زمین پر
گری برہمن نے چاہا ہاتھ ماروں کہ دو ٹکڑے ہوں افراسیاب جا پڑا برہمن سے لڑنے لگا
وہ نازنین تڑپ کے اُٹھی بلند ہو کر چلی کوکب نے ایک سنگریزہ اُٹھا کر پھینک مارا پشت پر اُس
عورت کی پڑا سینے کو توڑ کر پار گذر الٹ کر کے گری افراسیاب کو بہت شاق ہوا کوکب پر جا پڑا
آخر کوکب کو زخمی کیا کوکب کا زخمی ہونا برہمن تو پہلے ہی زخمی ہو چکا ہے اب دونوں زخمدار ہوئے
افراسیاب دونوں پہ چھایا ہوا ہے ہر مرتبہ چاہتا ہے تلوار ماروں کہ کوکب کا سر اُڑ جائے
کوکب اپنے کو بچاتا ہے افراسیاب نے دیکھا کوکب اور برہمن بچ رہے ہیں میرے ہاتھ سے
چھوٹ اب نہیں جاتے افراسیاب بادشاہ طلسم ہوشربا ہے ہر مقام پر اسکا قبضہ ہے پکار کر آواز دی
اے ہمراہان آدم خوار دونوں کو لینا یہ بھاگ جانے نہ پائیں کہ صحرا سے دس بیس شیر بڑے بڑے
دھاڑ کے مارتے ہوئے منہ کھولے ہوئے پیدا ہوئے اب کوکب و برہمن گھبرائے شیر دوڑ کے
مار کر طرف کوکب کے چلے افراسیاب کوکب پہ برس پڑا کوکب کو پلک جھپکانے کی مہلت نہیں ملتی

آنکھون مین خاک بھری جاتی ہے بہت بہت گھبرائی ہے آخر گھبرا کے آواز دی اے افراسیاب مین
غبار سحر برہمن مین پھنسی ہون اُس سے نکلون تو برہمن کو آکر مارون افراسیاب نے
آواز دی لے نسیم غبار کو ہٹا دے ثانی جہان اس سے نکلین ایک ہوا چلی کہ غبار ہٹا تب خاکی پیٹا
ماہیان اُنکی طرف برہمن کے چلی کوکب نے گولہ مارا ماہیان نے گولہ کا اثر بیکار کر دو گری برہمن کا سر زخمی
کیا اب برہمن کا زخم سر چھ پارہ ہوا برہمن نے آواز دی اے شہنشاہ اب مجھے یارائے جنگ وجدل
نہین زخم سر چھ پارہ ہوا ہے مگر برہمن نے دونون پاؤن زمین مین مارے برہمن تو غائب ہوا
اب حیرت اور ماہیان اور افراسیاب کوکب پر چلے تین طرف سے سحر کو کیب پر ٹوٹے
یکایک ابر مرواریدی اُٹھا بڑے زور و شور سے ابر آیا قریب آکر ابر پھٹا دیکھا بران شمشیرزن
یادمن ابرچ کی طرف کوہ عقیق گذار سلیمان کے چلی تھیں اب جو کوکب کو اس بلا مین پھنسے
ہوئے دیکھا اوپر سے نعرہ کیا او افراسیاب خانہ خراب یہ طریقہ سحر نہین کہ تین آدمی ایک پر
حملہ کرین ذرا ٹھہر کر سحر کرتا بران نے قریب ماہیان کے آکر اختر مروارید نکال کر مارا ماہیان کی
آنکھون مین چکا چوند آئی اختر پھر ہاتھ مین بران کے آیا اب بران نے پھر اختر مارا اختر سے برق
چمکی سر ماہیان کا زخمی ہوا ماہیان عقرابی بران نے اختر لیکے سہ بارہ تولا ہے کہ ابھی وہ خود
جل جائیگی کہا اے اختر مروارید سامری ماہیان کو جلا دے ماہیان نے دیکھا اختر سے بران
کے شعلے نکلنے لگے سر سے تو قطرے ٹپک رہے ہین مجھے بھی حیرت چیک کے بیچ مین آئی للکارا
کہ او چھوکری یہ زبردستی کہ ثانی امان کو زخمی کیا حیرت نے جھولی پر ہاتھ ڈالا ماہیان نے
جو اتنی مہلت پائی کڑک کے دونون پاؤن زمین مین مارے غرق زمین ہوئی یہ کہتی ہوئی کہ او چھوکری
دیکھ تیرے واسطے کیا بلا لاتی ہون بران نے وہی اختر حیرت پر مارا حیرت کا بھی سر زخمی ہوا
بران نے وہی اختر افراسیاب پر کھینچ مارا افراسیاب نے اُن کی اختر سے [illegible]
پیدا ہو مین حیرت کو لیکر بھاگین اختر پھر بران نے روکا افراسیاب نے کوکب پر ہاتھ مارا کوکب
نے پیشتر [illegible] دیا افراسیاب نے وہی تیغہ سر پر بران کے مارا بران کا سر زخمی ہوا
افراسیاب [illegible] کوکب نے بڑھ کر سینہ سپر کیا آواز دی بیٹا تم جاؤ مین سمجھ لونگی
[illegible] پیدا ہوئے مگر بران کو اُٹھا کر لیگئے اب کوکب اور افراسیاب سے قیامت کی

تلوار چل رہی ہی صحرا تمام آتش بہار طائروں کی پکار غلغلہ ہو رہا ہے ہر طرف یہی ہنگامہ ہی افراسیاب
کی طرف کے طائر پکارتے ہین کہ کوکب کو مارو طرف سے کوکب کے طائر آواز دیتے ہین کہ افراسیاب
نبچنے پائے طائر بلند ہو ہو کر آپس مین لڑتے ہین پنجے اور منقارین چل رہی ہین جب منقار ماری طائر
کو چیر کر پھینک دیا دوسرے نے پنجہ مارا اُسکا سر پھٹ گیا ہزارہا طائر جنگل مین پڑے تڑپ رہے ہین
آپس مین پنجہ و منقار سے لڑتے ہین پھر شاخون پر جا کے غل مچاتے ہین کہ ارے دونو بادشاہ طلسم
لڑ رہے ہین روح سامری و جمشید کو صدمہ پہونچتا ہی کون ایسا ہی کہ انکو جدا کرے سر اپنا نذر کرے
قضائے کار مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو نامدار برای بالا دوی
نکلے تھے آج کوئی ساحر راہ مین نہین ملا جھنجلاتے ہوئے آتے ہین تو جنگل مین دیکھا طائر غل مچا رہے
ہین شعلہ ہائے آتش بھڑک رہے ہین گرد باد سے بر گرد رہی ہین دیکھا آگے بڑھکر کہ افراسیاب
کوکب پر دباؤ ڈالتا ہوا آتا ہے کوکب پیچھے ہٹتے ہوئے چلے آتے ہین افراسیاب نے ایک مقام پر پہنچ
کے ایک طائر چھوڑا کوکب کے منھ کے آگے سے اڑا کوکب کی آنکھ جھپکی ادھر سے افراسیاب نے ہاتھ
مارا سر کوکب کا زخمی ہوا اب افراسیاب نے سامنے مین تلوار کے دبا چاہتا ہی کوکب رکے تو ہاتھ تلوار
کا ماروں کہ سر کوکب کا اڑ جائے کوکب پیچھے ہٹتے چلے آتے ہین منھ سے شعلہ ہائے آتش چھوڑ رہے ہین
افراسیاب دفع کرتا ہوا آتا ہے کہتا ہے او کوکب آج کیونکر بچتا ہی کوکب اپنی پریشانی دیکھی و
بیکسی پر دل سے دعائین کر رہے ہین کہ ای رب مطلق و ای کارساز برحق اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے
اس ظالم کی بدعت سے نجات دے سر زخمی بیتاب دیگر از تیر کا امیدوار تو ہی بچانے والا ہے
خواجہ تو سب معاملے دیکھ چکے کنارے آئے رنگ و روغن جیب ری کا صورت بدلی جو صورت
منظور ہوئی وہ بنائی افراسیاب نے دیکھا صحرائے گرد آلودی سے سر برہنہ شمشیر زن دوڑی آتی ہے پکارتی
ہوئی ای شہنشاہ آج کوکب نہ بچے ہاتھ مار دیجیے کہ سر اسکا اُڑ جائے اور ہمین تو لونڈی آئی ہی صرصر
کہتی ہوئی قریب افراسیاب کے پہونچی کہا شہنشاہ دیکھیے باغ سیب ہی ملازم شاہی آ پہونچے یہ سنکر
افراسیاب پلٹا تھا کہ صرصر نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے تڑاق سے حباب مارا افراسیاب
گر کے بیہوش ہوا خواجہ عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو ** کہ ازان استاد عیاران عالم
سراپا دانش و عقل مجسم ** باغ دین زمرش آبیاری ** جد سرہنگ در خنجر گزاری

ہر کشور بلاے جان کفار × عمرو آن شاہ عیاران عیار × کوکب کی آنکھیں بند دل دردمند جھوم رہا ہے عمرو نے نعرہ کی آواز سنکر آنکھیں کھولیں عمرو نے آواز دی اس مکار کو لیا اب نہ بچنے پائے کوکب تیغہ پکڑ کے چلے تھے کہ زمین شق ہوئی دو پتلے فولادی پیدا ہوے افراسیاب کو اٹھا کر لے بھاگے کوکب کا شانہ عمرو نے تھاما کہا ای کوکب ہوشیار ہو کوکب نے زخم کو آراستہ کیا زخم سر دو پٹے سے باندھا کوکب نے کہا خواجہ اب تو قصر جمشیدی مین جاتا ہون کوئی بات اب اٹھا نہ رکھونگا رہائی اسد کی فکر کیجیے اسد کو لیکر دریاے نیل پر چلیں لوح طلسمی حاصل ہو فتاحی طلسم مین تسکین دل ہو کوکب نے آواز دی ای پتلہ ہاے زرین حاضر ہو چار سنہری پتلے تخت کاندھے پر رکھے ہوے آئے کوکب سے عرض کی غلامان جانثار حاضر ہین کوکب تخت پر سوار ہو کر قصر جمشیدی مین آئے شیرون وزیرون کو جمع کیا صلاحین بمقدمہ رہائی اسد ہونے لگین خواجہ جو کوکب کو رخصت کر کے بیٹھے کوئی مسافر آج نہین ملا نہایت حیران و پریشان ہین صرصر ادھر سے جاتی تھی اسکے کان مین آواز زنگ کی آئی پلٹ کے دیکھا عمرو جاتا ہے خیال مین گذرا اسکو باندھکر لیچلون رنگ و روغن عیاری کا لگا کر برق کی صورت بنکر تیار ہوئی سامنے سے نکلی عمرو نے پکارا بیٹا برق کہان سے آتے ہو آج کوئی مسافر دستیاب نہین ہوا نہایت پریشانی ہے برق نقلی لپٹ کر آنکھین ملتا ہوا صرصر جانتی ہے کہ آنکھ ملی تو پہچان جائیگا کہا ای شہنشاہ اوج عیاری سامنے بھٹی شراب کی ہے بڑے بڑے زمیندار وہان آتے ہین مین چلکر بیہوش کرون آپ سب کو لوٹ لیجیے خواجہ برق نقلی کے ساتھ ہوے برق باتین کرتا ہوا ساتھ چلا کہا دیکھیے وہ سامنے بھٹی پر لوگ جمع ہین جیسے ہی خواجہ ادھر پلٹے صرصر نے حلقے کمند کے مارے خواجہ نے سبک ہو کر جست کی حلقون سے نکل گئے اب دونوین پیچ چلنے لگے خواجہ کہتے جاتے ہین ای جان جہان و اے آرام دل عاشقان کئی سال سے مین تجھپر جان دیتا ہون مین سر جھکاؤن تو ہاتھ مار دے لیکن دونون ہاتھ حمائل گردن ہون دل مین حسرت نہ لیجاؤن صرصر گالیان دیتی ہے فضاے کار عقاب جادو ندمتگار ملکہ حیرت کا آسمان پر اڑا ہوا جاتا تھا اسنے جو دیکھا کہ عمرو و صرصر لڑ رہے ہین سوچا کہ غنیمت سامری و جمشید نے بھیجی افراسیاب عمرو کو ڈھونڈتا تھا اور یہ نہ ملتا تھا مجھکو عمرو بے تلاش کیے ملا ایک سحر تو صرصر پر کیا کہ صرصر بیہوش ہو کے گری خواجہ گھبرائے کہ یہ کیا معرکہ ہے فوراً عقاب

نے دوسرا سحر کیا خواجہ نے پتون زمین سے بنا ہے اب عقاب زمین پہ آیا پکار کر آواز دی کہ عمرو
آج تقدیر میری رسائی پر تھی کہ تو ملا خواجہ ہر چند چیخے پیٹے عقاب نے پنجہ کمر میں دیا اور لے بھاگا
حیرت جادو اپنی بارگاہ میں بیٹھی ہوئی تھی سر پہ چتر ہی جھلی ہوئی عیاریں پریاں حاضر ہیں افراسیاب کا
نامہ آیا ہے اسمین سب کیفیت جنگ کوکب کی مرقوم ہے ہر چند کہ حیرت کو بھی چالاک کا بدلہ ہے مگر
اسوقت سب عیارون کو برا بھلا کہہ رہی ہے کہ عقاب کو لیے ہوئے پہونچا کہا حضور لیجیے یہ
عمرو حاضر ہے چاہیے قتل کیجیے چاہیے بخشیے یہ کہکر عمرو کو ڈالدیا حیرت نام سے عمرو کے جھلائی ہوئی
تھی فوراً کہا جلاد کو بلاؤ جلاد جلاد کا غل ہوا ایک جلاد صاحب بیداد سامنے آیا خواجہ کی گردن
پر کونڈے کا خط دیا کہا اے ملکہ عالم ذرا حکم سمجھ کر دیجیے گا حیرت نے کہا جلد قتل کر اسنے آج شہنشاہ
کو بڑا دھوکا دیا صرصر سنکر پہونچی ورنہ اسنے شہنشاہ کو بیہوش کیا تھا ورنہ کوکب ہاتھ سے شہنشاہ کے
نہ بچتا جلد سر اسکا کاٹ لے چرند پرند ہرکارے لشکر اسلام کے جو موجود رہتے ہین سر پہ پاؤن
رکھکر بھاگے آتے ہی ملکہ مہرخ کو خبر دی کہ حیرت کے دربار مین خواجہ قتل ہوتے ہین یہ سنا
زبردست پر پرواز پیدا کر کے بلند ہوا بہار و باغبان بھی اپنے اپنے مقام سے اٹھے خیال مین
غواص سے کے چالاک جو پھرتا ہوا آیا سب کو پریشان پایا پوچھا کیون صاحب خیر تو ہے مہرخ نے
کہا خواجہ عمرو قید ہو کر سامنے ملکہ حیرت کے پہونچے حیرت قتل کرایا چاہتی ہے یہ سنکر چالاک بھاگا
راہ مین برق ملادہ بھی ہمراہ چالاک ہوا یہان حیرت نے حکم دیا ہے جلاد تیغہ کھینچ کر قریب پہونچا
پکار کر آواز دی لیجیے حضور مین قتل کرتا ہون حیرت نے کہا جلد سر کاٹ لے چالاک بھاگا ہوا
جاتا ہے اسوقت دربار مین پہونچا کہ غل سنا عمرو قتل ہوتا ہے چالاک جادوگر بنا اندر پہونچا دیکھا
جلاد سر پر ہے چالاک نے گوپھن سر سے کھولا پتھر کلّہ گوپھن مین دیا جیسے ہی جلاد نے چاہا سر کاٹون
چالاک نے پتھر مارا جلاد کا سر پھٹ گیا غل ہوا کہ جلاد کو کسنے مارا حیرت نے کہا دوسرا جلاد بلاؤ
ایک جلاد مجمع سے کہتا ہوا نکلا کہ حکم کی دیر ہے ابھی سر کاٹتا ہون خنجر چمکاتا ہوا قریب عمرو کے آیا پکارا
او گنہگار سر اٹھا اب جو خواجہ نے سر اٹھایا اپنے فرزند کو قریب پایا بیساختہ ہنس پڑے سمجھے کہ اب
رہا ہوئے چالاک نے خنجر کو چرخ دیکر ہاتھ مارا خواجہ نے ہتھکڑی کو اٹھا دیا ہتھکڑی کٹی بیڑی کو
اٹھتے اٹھتے خواجہ نے [illegible] چالاک نے نعرہ کیا نعرہ چالاک :: بعیاری من [illegible] دچالاک

بچشم دشمن اندازم کف خاک * نہ آید بار دیگر دشمنے گامم * خلیفہ اولم چالاک نامم
چالاک سے حقہ ہای آتشبازی ماری ایک جادوگر کے برابر برق کھڑا تھا اسنے کہا میاں جادوگر
تم گولہ نہین مارتے کہ عیار گرفتار ہو جائے چھوٹ کر جاتا ہے وہ اسم سحر پڑھتا ہوا بڑھا برق نے اسکو
خنجر مارا اندھیرا ہو گیا حیرت اٹھ کھڑی ہوئی اپنے دستک دی کئی پتلے فولادی پیدا ہوئے انھون
نے مشعل سحر جلائی عمرو و چالاک بھاگے ہوئے جاتے ہین حیرت نے یہان سے گولہ مارا
عمرو و چالاک گریے کہا ارے پکڑو برق تڑپ کر آیا چاہا استاد کو لے بھاگون حیرت نے اشارہ کیا برق
بھی گر کر تڑپنے لگا حیرت نے آواز دی ان تینون کے سر کاٹ لو جادوگر چلے کہ سر کاٹ لین کہ آسمان
سے ایک برق گری کئی سو کے سر اڑ گئے حیرت غل مچاتی ہے کہ ارے سر کاٹ لو جب جادوگر بڑھتے
ہین برق چمک کر آڑی ترچھی گرتی ہے کہ سو دو سو کے سر اڑ جاتے ہین حیرت نے ایک گولا آسمان پر
مارا برق لامع آسمان پر تھی برق لامع کے پانون پر گولا پڑا پانون زخمی ہوا پانون کو جھٹک
کر تڑپ تڑپ کر گرنے لگی کہ آسمان سے پنجے گرے برق و چالاک و عمرو کو اٹھا کر چلے
حیرت نے گولہ مارا پنجون سے عمرو و برق و چالاک چھوٹے طرف زمین کے چلے کہ آسمان پر
سناٹا ہوا سب جھومنے لگے آواز آئی ستم بہار جادو گلدستہ حیرت پر مارا تڑپ کے گری ان تینون
کو روکا کہ باغبان پہونچا باغبان سے کہا تم ان عیارون کی حفاظت کر دین آج حیرت کو دیوانہ
کرتی ہون باغبان نے تینون عیارون کو روکا ایک گوشے مین جاکر اتارا چالاک و برق پیچھے
خواجہ گلیم اوڑھ کر بڑھے گلدستہ جو حیرت پر بہار نے مارا تھا حیرت پر پھول بننے لگے حیرت چھوٹی
ہو جاتی ہے باغبان و بہار زمین پر آئے باغبان نے گیند پھولون کا پھینکا حیرت تنے گی بارگاہ کے
کھڑی ہو چند دائرے پیدا ہوئے یہ اشعار عاشقانہ بلحن داؤدی بعد سوز و گداز مصنفہ قمر گانے لگی نظم

ہون خاک بسر غم سے برباد اسے کہتے ہین	راحت سے نہین واقف ناشاد اسے کہتے ہین
دنیا کی کشش دل نے وہ آپ چلے آئے	ہر دام کشود دیکھو صیاد اسے کہتے ہین
نخل گل و بلبل کے گل مین سنے کے اُسنے	باتون مین پھنسا رکھا صیاد اسے کہتے ہین
ناسخ نے قمر کیا کیا سرسے ہین زمانے مین	قول اہل سخن کا ہی استاد اسے کہتے ہین

بہار نے کچھ گجرے پھولون کے پھینکے باغبان کا سحر حیرت دفع کر رہی تھی کہ رنگ سحر بہار جا ایک

کنیز مسکراتی ہوئی سامنے حیرت کے آئی کہا بی بی ہوش میں ہو حیرت نے کہا تیرا کیا نام ہے کہا مجھے بہار پیرا
کہتے ہیں پھول چنوں شاخیں بناؤں پھول کے درخت میں پیوند لگاؤں آپ کا دل لبھاؤں آپ کس
خیال میں ہیں بہار ڈرتی ہوئی جاتی ہیں آپ تامل فرمائیں ذرا سوچیں کہ بہن سے جدائی جگ ہنسائی
لوگ آپ کو برا کہتے ہیں اسکا فیصلہ کیجیے ورنہ آپ کے واسطے بدنامی ہے شہنشاہ حیات جادو
آپ کو کیا کہینگے فرو طعن و تشنیع کرینگے کہ کیوں بہن کو جدا کیا مجھے جو سمجھانا تھا سمجھا چکی کنیز یہ
باتیں کرکے غائب ہوئی بہار و باغبان و برق لامع جنگ کرتے ہوئے نکل گئے عمرو و برق
و چالاک سامی لشکر میں پہونچے حیرت نے کہا سب پلٹ آئیں بہار و باغبان و برق لامع
کا کوئی پیچھا نہ کرے ساحر پلٹ آئیں ہیں لڑائی نہیں منظور حیرت نے جو پکار کر یہ کہا یا تو ساحر عقب
میں بہار و باغبان و برق لامع کے جاتے تھے یا سب پلٹ آئے حیرت رنجیدہ سر جھکائے
ہوئے آکر تخت پر بیٹھی بہار نے یہاں آکر کہا ذرا خبر لو کہ حیرت کیا کر رہی ہے خواجہ نے کہا چند روز دیتے
ہیں جو وہاں گذریگی خبر لیکر آئینگے غیر معقول سنائینگے حیرت جو تخت پر آکر بیٹھی یاقوت و زمرد سے کہا
صاحبو تم وزیر صاحب تدبیر ہو ایک بات میں پوچھتی ہوں وہ بتاؤ انصاف سے کہنا خلاف کہوگی تو قتل
کا حکم دونگی یاقوت و زمرد نے دیکھا حیرت کا چہرہ سرخ ہو رہا ہے آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے
یہ باتیں کر رہی ہے یاقوت و زمرد نے کہا داری ہماری مجال ہے کہ آپ کے مزاج کے خلاف کلام کریں
آپ کیا ارشاد فرماتی ہیں حیرت نے کہا صاحبو آپ سب بیٹھے ہیں انصاف سے کلام کریں خلاف کوئی صاحب
نہ کہیں ورنہ مجھے انتہا کا ملال ہوگا بہار نے کیا خطا کی تھی کہ جو افراسیاب نے نکال دیا آخر وہ کہاں
جاتی شریک اہل اسلام ہوگئی ناچار و مجبور تھی اب تم لوگ بتاؤ کہ افراسیاب خطاوار ہے کہ
بر سر خطا بہار ہے یاقوت و زمرد نے کہا داری بہار آپ خفا ہو کر چلی گئیں آپ ہی سے تو تکرار ہوئی
تھی حیرت چیخیں مار کر رونے لگی کہ ہائے میری بہن کو مجھ سے جدا کیا میں اپنی جان دونگی یاقوت
و زمرد نے دست بستہ عرض کی حضور اس مقدمے کو افراسیاب سے پیش کریں دیکھیے
وہ کیا کہتے ہیں حیرت نے کہا میں کسی سے نہ کہونگی رو رو کے اپنی جان دونگی یہ کہکر خوب رونے لگی چند
وزرا امیر سمجھاتے ہیں حیرت کے رونے کو ترقی ہے بلک بلک کے رو رہی ہے کہتی ہے میری
بہن کو مجھ سے ملا دو جوں جوں سمجھانے والے سمجھاتے ہیں شدت گریہ حیرت کی بڑھتی جاتی ہے یاقو

نے طرف مصور کے دیکھا۔ اشارے سے کہا یہ سخن بہار کے حق مین جا کر افراسیاب سے عرض کرون تم
لوگ انکو باتون مین بہلاؤ اگر جانے کا ارادہ کرین تو جانے نہ دینا نہین معلوم بہار کس رنگ مین
پھنسائیگی اگر وہان گئین تو پھر کے آنا دشوار ہوگا یہ کہکر **یاقوت** اٹھی طرف **افراسیاب** کے چلی
حیرت نے بہ نگاہ قہر و غضب طرف **یاقوت** کے دیکھا کہا کیون بی وزیرزادی صاحب کہان چلین
یاقوت نے کہا لونڈی کہین نہین جاتی ہے ابھی حاضر ہوتی ہے یہ کہکر تڑپتی ہوئی چلی گھبرائی ہوئی
سامنے **افراسیاب** کے آئی **افراسیاب** کو دیکھا وزرا امرا سے کہ رہا ہے کیون یارو قتل اسد مین کیا
دیر ہے کوئی کہتا ہے سینہ بھر آتی ہے کوئی کہتا ہے دس ہی دن تو باقی ہین **افراسیاب** نے حکم دیا روز
نامچہ لاؤ سرما ہے **برق انداز** اٹھا کر روزنامچہ لینے جانے کہ رونے کی آواز کان مین **افراسیاب**
کے آئی سر اٹھاکے دیکھا **یاقوت جادو** بیقرار و اشکبار آ کے سامنے **افراسیاب** کے گر پڑی **افراسیاب**
نے پوچھا ارے خیر تو ہے **یاقوت** نے کہا حضور ملکہ **حیرت** کا عجیب حال ہے بہار کو **عقاب جادو**
گرفتار کر کے لایا تھا **چالاک** وغیرہ نے آکر رہا کیا **حیرت** بارگاہ سے نکل آئین **بہار و باغبان**
بر لے مدد آئے تھے نہین معلوم بہار نے شعبدہ کیا کہ **حیرت** نے تعاقب سے **بہار** کے **لشکر**
کو ہٹایا بارگاہ مین آئین تخت پر بیٹھین بلک بلک کے رو رہی ہین کہتی ہین **بہار** سے جدائی ہین نہین
منظور میری بہن کو مجھ سے ملاؤ فرماتی ہین مین آپ چلی جاؤنگی واسطہ سامری و جمشید کا جلد چلیے
دیر نہ کیجیے ایسا نہو دشمن انکے جان دیدین انکے تیور سے عجب کیفیت معلوم ہوتی ہے اسطرح بیقرار
ہو کر روتی ہین کہ دل سنگ آب ہو سننے والے کا دل بیتاب ہو یہ سنکر **افراسیاب** نے زانو پر ہاتھ
مارا کہا صاحبو بہار نے غضب کیا کتاب سامری بھی دیکھی اپنے مقام سے اٹھا تخت پر سوار ہوا
یاقوت کو ساتھ لیکر چلا اسوقت آکر پہونچا کہ بارگاہ مین ہنگامہ ہے **حیرت** بپھری ہوئی ہے کہ مین بہار
کے پاس جاؤنگی مین اپنی بہن سے خطا معاف کراؤنگی **مصور و صورت نگار** وغیرہ ہاتھ باندھے
ہین کہ حضور کیا کہتی ہین بہار کو یہین بلوا دینگے آپ کا بارگاہ دشمنان مین جانا بہتر نہین ایسا نہو وہ
آپ کے ساتھ دغا اور فریب کرین **حیرت** کہتی ہے میری بہن نہ کسی کو میرے ساتھ فن کرنے دیگی
عیارون کی یہ مجال ہے کہ ہمکو روکین تو کین ہم جا کر اپنی بہن سے ملینگے بہت کہتے کہتے **حیرت**
نے خیمہ کھینچا کہ اگر روکوگے تو مین اپنا گلا کاٹ ڈالونگی مجھے **افراسیاب** سے کیا کام جا کر شہنشاہ سے کہدو

نیسون نے جو دیکھا کہ ملکہ حیرت گلا کاٹا چاہتی ہیں سب نے چھوڑ دیا کہا حضور کو اختیار ہے حیرت
روتی ہوئی باہر نکل گئی۔ افراسیاب زمین پر آیا پکار کر آواز دی کہ حیرت یہ کیا شور و شر ہے مجھے
سب باتوں کی خبر ہے حیرت افراسیاب کو دیکھکر اور زیادہ چلا چلا کے رونے لگی افراسیاب نے
ہاتھ تھاما حیرت نے جھٹک کر ہاتھ چھڑا لیا کہا اب میرے معاملے میں دخل نہ دیجیے میں اپنی بہن کے
پاس جاؤنگی کہنے خطا معاف کرو نگی افراسیاب نے کہا تمنے آہ کی کیا خطا کی حیرت نے کہا
ایسی انیر جفا کی کہ وہ شریک مسلمانان ہو گئیں جب افراسیاب نے مضبوط ہاتھ پکڑا حیرت اور
زیادہ بلک بلک کے رونے لگی کہتی ہے چھوڑو مجھکو پکار رہی ہیں افراسیاب نے پلٹ کر کہا لاؤ دیکھو کیا
حال کرتا ہوں زوجہ شہنشاہ طلسم کی یہ کیفیت ہے بی بہار کی یہ بدعت کہ آسمان پر سناٹا ہوا کندن
خزانہ دار شیشہ آب دیدہ سحر سامری لیکر آئی کہا شہنشاہ یہ حاضر ہے حیرت غل مچاتی ہے
کہ میں منھ نہ دھونگی میں تو زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھی ہوں افراسیاب نے اس پانی کو چلو میں
لیکر منھ پر حیرت کے چھینٹا مارا حیرت نے ایک چیخ ماری تھر تھر کانپ کر بیہوش ہو گئی افراسیاب نے
اور پانی چھڑکا کنیزوں سے کہا تلوے سہلاؤ جب تلوے سہلائے تب حیرت کو ہوش آیا اٹھتے ہی
بہار کو برا بھلا کہنے لگی کہتی ہے اے شہنشاہ آج بہار نے مجھے بہت ذلیل کیا افراسیاب نے کہا ای
حیرت مقام حیرت ہے کہ تو سحر میں بہار کے پھنسی اور ایسی بیقرار ہوئی حیرت نے کہا اے شہنشاہ
باغبان نے سحر کیا میں باغبان کے سحر کو دفع کر رہی تھی کہ بی بہار نے یہ شعبدہ کیا بس میرا
قلب الٹ گیا جی چاہتا تھا کہ جا کر قدموں پر گردن مگر اب بہار کی قضا دامنگیر ہے انکے قتل کی یہ تدبیر
ہے افراسیاب نے کہا اے حیرت وہ قیامت برپا کرونگا کہ زمین تھرائے بہار خود اپنا گلا کاٹ
آج اس حرکت سے محبت بہار بالکل دور ہوئی طبیعت ناصبور ہوئی یہ بھی حساب کر چکا کہ قتل اسد
کا زمانہ قریب ہے اب جابجا نامے روانہ کرتا ہوں مگر پہلے میاں کوکب کو شاگرد نور افشان و
برہمن کو سزا دوں خیر میں اب جاتا ہوں اگر شاید کسی وجہ سے مقابلہ پڑے اپنے کو سحر بہار سے بچانا
حیرت نے کہا اے شہنشاہ نو برس مجھکو گذرے لڑتے ہوئے کبھی رنگ سحر بہار مجھ پر نہ جما وہ کیا مجھ
سحر کرینگی میں طبل جنگی بجوا کر لڑونگی افراسیاب نے کہا جب تک ہمارا نامہ نہ آئے مقابلہ نہ
کرنا میں جا کر وہ انتظام کروں کہ اسد قتل ہو جائے نور افشان و برہمن کو خبر نہ ہونے پائے

سے ادبار ان ڈالا وہ بھی قتل ہوا افراسیاب بخوبی حیرت کو سمجھا کے بقہر و غضب تمام طرف باغ سیب کو چلا اہل اسلام مصروف عیش و نشاط مین جو کچھ طرف سے افراسیاب کے ہوگا تحریر کیا جائیگا یہ داستان متعلق جلد چہارم تھی یہان سے جو جلد پنجم کا لگایا جاتا ہے ناظرین کو بخوبی معلوم ہے اسکے پیچ اور نشان کی کیا ضرورت ہے ناظرین اسکو پڑھکر لطف اٹھائین یقین ہے کہ خلعت تحسین و آفرین مرحمت فرمائین

دو کلمہ در داستان حیرت بیان ذکر رہائی شعلہ خوار آتشجو کہ جسے خواجہ عمرو نے مطیع کیا تھا افراسیاب جادو نے اُسکو گرفتار کرکے درہ کوہ بلند مین قید کیا ہے یہ ذکر جلد اول بقیہ طلسم ہوشربا مین ہو چکا ہو اب اسکا ذکر ضرور ہو باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

کدھر ہے تو اے ساقی سیمتن
کہین پر ہے بیلا کہین موتیا
شاخسار باغ جہان سے شتاب
کہ ہے بحر الفت کا ہر گل کو جوش
یہ سبزی درختون کی نایاب ہے
کہ شبنم کے موتی ہین ہر جا بچھے
ہوا جوش گل ہر طرف بید رنگ
کہ عکس اسکا نہر وان مین پڑنے لگا
یہ ہے داغ الفت کا کنانے ہوئے
لگی آگ لالے سے کہسار مین
جو آہو نے بڑھکر طرارہ بھرا
نشیب و فراز ہے تماشی ذکر چمن

کہ چھائی ہے پر آج رنگ چمن
جو ہے رشک خلد برین یہ چمن
ہوا قتل آخر کو افراسیاب
ترانہ یہ بلبل کا ایجاد ہے
زمین پر ہے سبزہ کہ کمخاب ہے
جو شبنم نے کین اشک افشانیان
کہ لالہ بھی لایا ہے سرخی کا رنگ
ہر اک نہر ہے آئینہ باغ مین
اکڑتے ہے بوجھ سر پہ اٹھائے ہوئے
محل آئے وحشی صحرا نورد
تو صیاد بیر حسن نے دم دیا
کہیں نشیمن ہین ادر چہکارے ہین

کہین راہ بیل اور کہین موگرا
دکھاتا ہے سامع کو رنگ سخن
مچایا ہے یہ بلبلون نے خروش
کہ باغ جہان باغ شداد ہے
اگر فرش کمخاب کہیے اسے
تو ہین رنگ گل کی یہ گلکاریان
گلہ سر یہ رنگ کرشمے لگا
کہ سوزش نہ ولالے کے داغ مین
ہر آتش گل کہ ہے جلد گلزار مین
اڑاتے ہین رہ رہ کے ہر جا مین گرد
وہ تھا دام بردوش اسی گھر مین
کوئی نام لے لے پکارے کہین

کے خبر نہوگی ورنہ ضرور حاضر ہوتے لیکن یارو یہ تو بتاؤ کہ مین کہان جا کر اُسکو تلاش کرون وہ لوگ
دربار مین حاضر ہین کہ جن کے پاس اوراق سامری موجود ہین اُن لوگون نے اوراق دیکھ کر کہا
ای خواجہ اوراق سامری خبر دیتے ہین کہ کوہ بلند پر شعلہ خوار آتش خو قید ہے سہمناک جادو
کہ نہایت ساحر زبردست ہے وہ اس عرصہ مین اُسی درہ کوہ کے قبضے مین لیے بیٹھا ہوا اپنے مقام پر کہتا ہے
کہ اگر افراسیاب مارا گیا تو میرا کیا نقصان ہے یہ وہ مقام ہے کہ جہان سامری و جمشید بھی نہین آسکتے
خواجہ نے کہا مین جاتا ہون برق نے کہا اُستاد مین بھی چلون گا چلتے ہی انشاء اللہ اُسکو مار لین گے خواجہ
نے کہا ابے تجھے کیا دخل ہے برق نے کہا دخل میرا آپ کو ثابت ہوگا کہ کس طور سے اُس کو
قتل کرتا ہون کیا مجال جو میرے ہاتھ سے بچے باغبان و بہار نے کہا خواجہ ہمارا بھی چلنا ضرور ہے
ہم خواجہ نے کہا مین تو جاتا ہون جس کے مزاج مین آئے وہ بھی چلا آئے یہ کہکر خواجہ چلے خواجہ کے
بعد بہار و مخمور و باغبان بھی روانہ ہوئے خواجہ عمرو نے تین دن برابر رہروی کی جب صحرا ای
خراب طی کر کے ایک صحرائے سبزہ زار مین پہنچے دور سے دیکھا کچھ عورتین پھر رہی ہین بعض
کچھ ضرورت کو نکلی ہین بعض سیر صحرا کو آئی ہین جنگل کو دیکھ رہی ہین خواجہ بھی ایک عورت کی
شکل بنکر بچے سنبھالتے ہوئے اُن عورتون مین آئے اور پوچھا اُن عورتون سے کہ تم لوگ کیون ہوا سا
صحرا مین پھرتے ہو کیا باعث ہے اُن عورتون نے بیان کیا کہ اب اس صحرا سے ہم جاتے ہین تاکہ
نادرہ گل پیرہن کہ معشوقہ ہین سہمناک جادو کی سہمناک نے لکھ بھیجا کہ شعلہ خوار آتش خو
میرے پاس قید ہین پاس طلسم کشا کے نہ جاؤنگا معشوقہ کو اپنے پاس بلایا ہے سہمناک کو منظور ہے
کہ اب قلعہ بند ہو کر دن گذارون کوئی نہ آسکے ہین اور معشوقہ اسمین بیٹھکر سلطنت کرون اور شعلہ خوار کو بھی
قید مین مار ڈالونگا چاہے کہ یہ میری قید سے چھوٹے یہ غیر ممکن ہے آج ہم لوگ اس جنگل سے رخصت ہوتے
ہین اسیواسطے وسیدہ بیان آتے ہین اور حسرت لپٹ جاتے ہین خواجہ نے یہ معاملہ سنکر ایک کنیز کو
دیکھا کہ کچھ گنگنا رہی ہے کبھی چٹکیان بجاتی ہے سمجھے کہ یہ گاتی ہے اسکو خواجہ نے اشارے سے بلایا
باتین کرتے ہوئے ایک نخل کے سامنے مین آئے کہا دیکھو طرف سے کوہ جنگل سے ابر اُٹھا ہے جیسے ہی
وہ تاکنے لگی خواجہ نے حقہ اسے کمند مارے حباب مار کر بیہوش کیا کپڑے اُسکے اُتار لیے بھی
لے لیا اُسکو زنبیل مین رکھا اسی کنیز کی شکل بنکر سب کے ساتھ پھرنے لگے تھوڑی عرصے کے بعد

اُن سب نے کہا ہمراہ سوسن اب بیٹے چلو نہیں معلوم ملکہ نادر دگل ہیرہن کہا گئی ہیں سب کے ساتھ
خواجہ بھی چلے باغ میں آنے دیکھا باغ نہایت سرسبز و شاداب گلہاے رنگا رنگ و شگوفہاے
بوقلموں نہریں سلسبیل آسا جوش مار رہی ہیں عندلیبان خوشنوا تا خہاے نخل پر پہلوے گل میں پھول کی
ٹہنی میں چہکار رہی ہیں خواجہ سیر باغ دیکھے ہوے اُن سب کے ساتھ بارہ دری میں
آئے دیکھا ایک نازنین نہایت حسین مسند پر بیٹھی ہے خواجہ کو دیکھکر کہا اری سوسن تو بھی ہماری ساتھ
جیتی جب سے نام کرہ بلند کا لیا گیا ہے اُس وقت سے مجھکو نہایت پریشانی پاتی ہوں خواجہ نے کہا حضور
بجا ہیں اور میں نہ جاؤں جہاں حضور رہینگی وہاں کنیز بھی حاضر رہیگی نادرہ نے کہا قربے ہونے کے
دل سے یہ اگر نہ ہوں تو کہاں ڈھونڈھنا پڑیگی خواجہ نے کہا میں ضرور ساتھ چلوں گی حضور ہمارے
بزرگ آپ کے بندگوں کی خدمت میں رہے ہم بھی زندگی میں جدا نہ ہونگے نادرہ نے کہا شوہر میرا
دوسرے کہ زمان انقلاب ہوا افراسیاب ایسا شخص مارا گیا مگر کچھ خوف نہ کیا میرے شوہر کے
قبضے میں پہلے کوہ بلند نقاب کوہ سہمناک بھی قبضہ کر لیا اسیطرح اور ملکوں پر قبضہ کرینگے
یہاں تک سلطنت بڑھے کہ نہیں افراسیاب مرا جگر اُنکو ماننے لگیں یہ تو ظاہر ہے کہ طلسم کشا اس طرف
نہیں آسکتے شکار اُنکے ساتھ یہ وجہ ہی ہوا اب ادھر کیا ضرورت ہے کہ ملک و ملک بھرے ہیں یہ کہکر حکم دیا ابھی
اپنی تیاری کرو کل یہاں سے چلیں گے بچے اور بوڑھے سب ہمارے انتظار کر رہے ہونگے کئی دن
ہوئے کہ نامہ آیا تھا یہ بھی مرقوم تھا کہ جلد اپنے کو ہ تک پہنچو دیکھو عرصہ ہوگیا تعین لوگوں کے سبب
سے دیر ہوئی آج تیاری کر رکھو کل صبح کو ہم سوار ہونگے سب نے دست بستہ عرض کی بہت و بسیار
چاہئے کا جس وقت چاہیے سوار ہوجیے نادرہ خاموش ہو رہی دن بھر تیاری رہی شب کو صحن باغ
میں آکر نادرہ بیٹھی اشارہ کیا سوسن کو بلاؤ خواجہ بشکل سوسن حاضر ہوے سامنے نادرہ سے
بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگے نظم

پیدا ہو جس سے رنجش کسی شہسوار کا
آنکھوں کو انتظار رہا اُس غبار کا

دکھلایا چشم یار نے روز سیہ مجھے
اما ہوا ہوں گردش لیل و نہار کا

کیونکر دہان یار سے تشبیہ دوں اُسے
غنچے کو اُس کے سامنے رتبہ ہے خار کا

اٹھنا پڑیگا سننے میں پھر بعد خواب مرگ
سوتوں کی موت جو کہنا ہے بار بار کا

اسی کے خواہان ہین کہ تم افسری قبول کرو میرے جانے پر موقوف ہے وہ میرا انتظار کر رہے ہین مین سویرے
ضرور روانہ ہونگی جسکا جی چلنا ہو وہ چلے جسکو نہ چلنا ہو وہ جواب دیدے کنیزین ہمان [illegible] یہ دیکھ پاؤن خواجہ
نے پاؤن پر ہاتھ رکھکر کہا اے ملکۂ عالم کنیز ضرور چلیگی سب طرح تیار ہے سرکار کے ساتھ جانے
مین تیاری کی کیا ضرورت جسوقت کہیے حاضر ہین رات بھر جلسہ رہا سوسن بہت نادرہ کے ہمراہ
ہوئی ہے دو گھڑی رات رہے نادرہ نے تخت تیار کیا تخت پر سب کنیزون کو بٹھایا سب کے آگے گھسکر
بی سوسن بیٹھین تخت اڑتا ہوا چلا جب تک ہوا ٹھنڈی چلی تخت بلند رہا جب ہوا گرم چلنے لگی تب
نادرہ نے تخت کو مائل بہ پستی کیا زمین سے کچھ بلند تخت جاتا ہے کہ ایک جانب سے چند طائر [illegible]
چاؤن چاؤن کرتے ہوئے تخت کے سامنے آکر سد راہ ہوئے پرون سے تخت کو [illegible] نادرہ
کہتی ہے اے طائران صحرائے پربلا مجھے کیا نہین پہچانتے مین ہون نادرہ گل پیرہن زوجہ سماک
پاس شوہر کے جاتی ہون طائر نہین ہٹتے خواجہ نادرہ سے لپٹے جاتے ہین کہ بی بی یہ طائر کیسے ہین
نادرہ کہتی یہ طائر صحرائے پربلا کے نگہبان ہین نہین معلوم مجھے اسوقت کیا سمجھے ہین کہ چاؤن چاؤن
کرتے ہین اور مجھے روک رہے ہین خواجہ عرض کرتے ہین بی بی مجھے بچائیے مجھے گھور رہے کس
نگاہ سے دیکھ رہے ہین معلوم ہوتا ہے میرے دشمنون کو کھا جائینگے بیچ مین سب کے جو طائر کلان
ہے وہ ہر مرتبہ مجھپر آنکھین نکالتا ہے معلوم ہوتا ہے مجھپر آپڑیگا نادرہ ہر مرتبہ ہاتھ [illegible]
کہتی ہے اے نگہبانان صحرائے پربلا دیکھو ہوش مین آؤ مین تمہارے [illegible]
سے لپٹے ہی جاتے ہین پر مارتے ہین چاہتے ہین خواجہ پر آپڑین آخر نادرہ نے [illegible]
کا سر کٹا کسی کا پیر اڑ گیا دو چار جانور جو کٹکر گرے اور جانور ہٹے نادرہ نے پکارکر [illegible]
صحرائے پربلا میرے ساتھ کوئی غیر نہین ہے صرف میری کنیزین میرے ساتھ ہین یہ کہکر جاتی [illegible]
تخت اڑائے لیکا یک ایک زنگی سیہ رو بدذات پکارتا ہوا پیدا ہوا آواز دی نادرہ [illegible]
ساتھ لیے جاتی ہے طائرون کو تونے مارا عمرو تیرے پہلو مین بیٹھا ہے یہ کہکر اس زنگی [illegible]
تخت پا تو اترا ہوا جاتا تھا سحر ہوا [illegible] کیا تخت زمین پر آیا خواجہ نے چاہا کودکر بھاگون تخت سے پاؤن
پکڑ لیے بھاگ نہ سکے اس زنگی نے کہا اے نادرہ تم رنجیدہ نہو ذرا دیکھو ابھی حال ظاہر ہوتا ہے یہ کہکر
جست کی قریب تخت کے آیا عمرو کا ہاتھ پکڑ کے کہا او ساربان زادے [illegible] اب بنکر بیٹھا ہے ہاتھ پکڑ کے [illegible]

تو زوجہ نادرہ سے لپٹے جاتے ہیں کہتے ہیں بی بی مجھے بچا یہ نگوڑا املیا زنگی مجھے کیوں کھینچتا ہے نادرہ روتی ہے کہتی ہے اے بلاے جادو تجھے کیا ہوا ہے میری ناحق گیائن کو کیوں کھینچتا ہے زنگی نے شہر خواجہ کے ہاتھ چہرہ پر زنگ وروغن عیاری کا اُڑ گیا اب جو کنیزین تھین آ کر الگ ہوئین کوئی کہتی ہے بن مانس کہان سے آیا کوئی کہتی ہے ارے مین نے پہچانا یہ جلمانس ہے ایک کہتی ہے مرچیا جن ہے ایک کہتی ہے شہیاد یو ہے نادرہ گل پیرہن حیران ہے زنگی کہ جسکا بلاے جادو نام ہے اسنے کہا حضور میرے سحر نے مجھکو خبر دی تھی کہ صحراے بلاے عمرو ساتھ ملکہ نادرہ گل پیرہن کے جاتا ہے سہناک جادو کی فکر مین ہے یہ کہکر عمرو کو گرفتار کیا نادرہ نے کہا اے بلاے جادو تجنے بڑا کام کیا مین بالکل اس سے غافل تھی مجھے خبر نہ تھی کہ یہ ساربان زادہ اسطرح میرے ساتھ بلا ہے مین اسکو اب پاس سہناک جادو کے لیجاؤنگی بلاے جادو نے کہا اے ملکہ عالم اسکا وہان لیجانا بہتر نہین سہناک ایک جوان غصے ور ہے جسوقت وہ سنیگا کہ میری زوجہ کے ساتھ ہا نہین معلوم کے دن سے آپ کے پاس ہے وہ غصے مین آ کے قتل کر کے سر اسکا پاس طلسم کشا کے بھیجیگا لشکر مین سب اسکو مانتے ہین مہرخ و بہار و صاحبقران و کوکب روشنضمیر و اسد غازی یعنی طلسم کشا دوسرے دن یہ سب کو بلند پر آ کے موجو ہونگے جنکے مین نے نام لیے یہ وہ لوگ ہین کہ جنھون نے افراسیاب کو قتل کرایا بہان بہانا سہناک کو مشکل پڑیگا غلام تیاری کرتا ہے اسی جگہ اسکو قتل کیجیے بلکہ جہانتک ہو سکے اُسکے قتل کا ذکر نہ کیجیے سارا لشکر اسکے خون کا دعوی دار ہوگا نادرہ نے کہا بہتر ہے اے بلاے جادو جو خوشی تمہاری یہ سنکر بلاے جادو نے ایک چیخ ماری صدہا زنگیان سیہ رو گوشہ صحرا سے پیدا ہوے پکارتے ہوے اے افسر کیا حکم ہوتا ہے بلاے جادو نے کہا میدان خونی کی تیاری کرو یہ ساربان زادہ قتل ہوگا اُن زنگیون نے دار بن استادکین خنجر برہنہ کھینچکر انھین مین سے دو زنگیان سیہ رو سنگین لگانے لگے ہر مرتبہ آوازین دیتے تھے **فرد**

سلطنت سلیمان کند فریاد بر جلاد چیست | مرغ را دانہ بلا شد ملتہ بر صیاد چیست

بلاے جادو حکم دیتا ہے یارو آج یہ وہ شخص قتل ہوتا ہے کہ جسنے دماسہ و ششمش کو مار ابرجند لگار ایسا ملک فتح کیا ششمش کو دریاے قلزم مین گھسکر مارا کسی ساحر کا اسپر زور نہ چلا مگر بدولت کے ہاتھ سے اسکی قضا تھی کہ جو قتل ہوتا ہے خواجہ عمرو بیقرار واشکبار دعائین مانگ رہے ہین کہ اے خالق

ست ہو جاتا ہوں بلبل ساں کھلے جب چار گل
داغ ہیں سب تیرے ہاتھوں کو دے ہے یار گل
پھر بہار آوے کہیں دکھلا دیں پھر دیدار گل
روبرو میرے جو جنگیز دن میں نہ لاؤ یار گل
گر بچھاتا ہوں میں فرش خواب پر بے یار گل
رحم دل ہوں اشک بہ نکلینگے آنکھوں سے ابھی
غور سے دیکھو سراپا ہے وہ اک باغ و بہار
خار خار اس روے رنگیں کا جو رہتا ہے اُسے
سُنتے ہیں آنکھیں لڑانے کا ہوا ہے اُسکو ذوق
تو وہ گل ہے نالے کرتا عشق میں تیرے ہزار
خاک میں رُلتے ہیں اور ہر خار کا انبار ہے
عرش اعلیٰ پر گیا ہے گلفروشوں کا دماغ
رند دنیا سے گیا داغ غم فرقت لیے

یہ چراغ عقل ہوتا ہے مرا ہر بار گل
کھاتے ہیں چہلوں کے تیرے آتشیں رخسار گل
شل یوسف باغ سے آویں سر بازار گل
یار بن کھٹکینگے آنکھوں میں برنگ خار گل
خار کا دیتے ہیں پہلو کو مرے آزار گل
روبرو میرے نہ کاٹو شمع کا زنہار گل
بال سنبل سرو قد غنچہ دہن رخسار گل
سوکھتا جاتا ہے ہر دم صورت بیمار گل
کچھ کھلایا چاہتے ہیں روزن دیوار گل
شکل بلبل اے پری رکھتا اگر منقار گل
نازکی سے ہاتھ پر ہوتا تھا جنکے بار گل
جیسے وہ کرنے لگا ہے زینت دستار گل
ایک دن چل کر چڑھاؤ قبر پر دو چار گل

بلاے جادو یہ اشعار پڑھکر لپکا تا ہوا دوڑا اے ملکۂ عالم کیا حکم ہوتا ہے بہار جادو نے کہا نادرہ کا سر کاٹ لے بلاے جادو طرف نادرہ کے چلا نادرہ نے گولہ مارا بلاے جادو نے گولے کو رد کیا آپس میں دونوں کے سحر چلنے لگا آخر نادرہ نے جھولی سے کارد سحر نکالی اسم سحر پڑھکر بلاے جادو پر کھینچ ماری بلاے جادو نے سینہ آگے کر دیا سینے پر کارد پڑی کر توڑ کر پشت کے پار گذری مرا بلاے جادو کا صحرا میں اندھیرا ہو گیا بعد عرصۂ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام تھا بلا جادو بود اب جو روشنی ہوئی نادرہ نے بہار کو جو سامنے دیکھا بہار پر سحر کر گئی بہار نے آواز دی اے نکہت گل اندام یہاں ہوتی نہیں سکو پینا ہوا کھنڈ ہی چلی ایک کنیز میں سے طرہ ہاتھ میں لیے ہوئے سیدھا ہوئی ملکہ بہار نے طرف نادرہ کے اشارہ کیا اُس کنیز نے دوڑ کر طرہ کان میں نادرہ کے لگا دیا نادرہ کے دماغ میں جو بو پہونچی چہرہ سرخ ہوا آنکھیں ابل آئیں ملکہ بہار پر ڈھونڈھنے لگی بہار جادو نے اپنی صورت دکھائی نادرہ نے پکار کر آواز دی

اے ملکہ بہار مین تمہاری کنیز بدن جو حکم ہو وہ بجا لاؤن بہار گلعذار نے کہا خاموش رہ سہمناک کا
سر لاؤ ہر ایک کو یہی خواہش ہے کہ شوہر تمہارا تمہارے ہاتھ سے قتل ہو بڑا نام ہوگا ہر جلسے مین
یہ ہوگا کہ زوجہ نے شوہر کو مارا نادرہ نے دست بستہ عرض کی بہت خوب جو حکم ہو وہی بجا لاؤنگی
یہ کہکر ایک تخت پر سوار ہوئی کنیزون کو بھی تخت پر بٹھا لیا طرف کوہ بلند کے چلی بہار
نے خواجہ عمرو سے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری آپ نے ملاحظہ فرمایا نادرہ گل پیرہن سے
قتل سہمناک جادو ہوگی ہر طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہان تک نہ پہونچیگی لیکن آپ اپنے کو
پہونچائیے سہمناک جادو آپ کے ہاتھ سے مارا جائے مین تو اب رخصت ہوتی ہون یہ کہکر ملکہ
بہار گلعذار تو چلی گئین خواجہ عمرو ایک جانب چلے اب اول حال نادرہ گل پیرہن لکھا جاتا
ہے کہ یہ سحر اور مبہوت سحر بہار جادو مین ہوکر طرف سہمناک جادو کے چلی اسقدر جوش ہے کہ جاتے
ہی سہمناک جادو کو قتل کر دون تخت پر سوار جوش و خروش مین تخت اڑائے ہوئے جاتی ہے راہ مین
سہمناک جادو کا بھائی شور انگیز جادو اپنے باغ مین بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہے کنیزین گرد جمع
ہین دیکھنے دل لگی کر رہا ہے کہ دیکھا تخت اترا ہوا اسکی نادرہ گل پیرہن کا آتا ہے اس آن بان سے
دیکھا کہ طرہ کان مین لگا ہوا رنگ چہرے کا سرخ شور انگیز جادو بلند ہوا پایئے پر تخت کے
ہاتھ ڈال دیا کہا اے ملکہ عالم رات کو کہان پھر رہی ہو نادرہ گل پیرہن نے کہا شوہر کی ملاقات کو جاتی
ہون وہ میرا انتظار کر رہے ہونگے شور انگیز نے منت کر کے تخت اتار لا کر مسند پر بٹھایا جام بھر کے
پیش کیا کہا بھابی صاحبہ ایک جام نوش کیجیے بعد اسکے پھر آپ کو اختیار ہے مین بھی بھائی صاحب
کی ملاقات کو چلونگا نادرہ جام پی گئی شور انگیز نے براہ اختلاط بلا تکلف رخسارون پر ہاتھ پھیر دیا
نادرہ گل پیرہن نے ایک طمانچہ مار کر کہا او دیوانے ہم عاشق روے بہار ہین اسی کے جوتیان
[illegible] کہاتے ہین بیٹھے اور طرح پر بیٹھیے نہ آنا ورنہ بہت پچھتاؤگے شور انگیز سمجھا ناز کرتی ہے طمانچہ
کھا کے خاموش ہو رہا دوسرا جام اور پیش کیا سمجھا کہ ابھی ابھی سے نشہ نہین ہوا دوسرا جام بھی
نادرہ پی گئی اب چہرہ سرخ ہوا نگاہ حیرت طرف شور انگیز کے دیکھا کہا بھائی صاحب ہم جاتے ہین
بہت دیر ہوتی ہے حکم مین مالک کے فرق آتا ہے حکم تھا کہ یونہی روبراہ جاوے اور سہمناک جادو کا
سر لاؤ دنیا ہو تمہارے سر کی ضرورت ہو جائے یہ سنکر شور انگیز جادو منت کرنے لگا کہا اے

ملکہ نامہ میرا تو عجیب حال ہے نظم

اسکے لگاوٹ بلائین لیتی ہمکو پیار کرین — جو بات مانو تو منت ہزار بار کرین

یہ اتفاق کیے ہین بیکار ہجو تو کار کرین — بہار آتی ہے گریبان تار تار کرین

آسمان سے لائین اب اسکو جو ہمکنار کرین — تسلی کیا تری او جان بیقرار کرین

وہ ربط تجھسے بڑھا ہین وہ ہمکو پیار کرین — ہزار رنج سہے کے جو صبر اختیار کرین

گرائے سیل تمنا مری چار دیواری — خراب خانۂ تن چشم اشکبار کرین

کھڑا ہے در پہ نہ مایوس ہائین جا جمشید — قبول ہووے جو توبہ گنہگار کرین

کفن بھی ہو گیا میلا وضرت [illegible] — تمام عمر ہوئی کب تک انتظار کرین

برنگ غنچہ [illegible] — تمھارے قول کا کیا خاک اعتبار کرین

گدا اترے در دولت کے ہین مستغنی — جو سلطنت بھی ملے تو نہ اختیار کرین

غرور حسن سے ہرگز سنیگا ایک نہ گل — چمن مین نالے اگر بلبلین ہزار کرین

قطعہ

عبث کے کشتہ ہوں [illegible] وحدیث — [illegible] پہ مرے بعد غمگسار کرین

چراغ زیست جب اس تنگ وعشاق دل — خزینہ شمع نہ روشن سر مزار کرین

در کریم سے آتی ہے متصل یہ صدا — وہ کیون نہ پائے جسے ہم امیدوار کرین

یہ ثبت [illegible] جو قرآن بھی کبھی [illegible] — ندا ہے ہمتو ہون منکر جو اعتبار کرین

[illegible] ورکر شورانگیز نے جو یہ اشعار پڑھے نادرہ نے کہا ارے دیوانے مجھکو تو دیوان کی دیوان یاد ہین مین اس مطلب کو نہین سمجھی تو یہ کیا بیہودہ بکتا ہے سمجھا کے کہدیا تیرے ذہن مین نہین آتا ہمکو نہ روک ہم حکم حاکم سے باتے ہین یہ کہکر ملکہ نادرہ نے چاہا اوٹھون شورانگیز نے ہاتھ تھام لیا کہا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان بغیر ہمارا مطلب حاصل کیے جاؤگی اب نشہ شراب کا ہوا ہماری آغوش مین آو عاشق کو زیادہ نہ ترساؤ جیسے ہی شورانگیز نے ہاتھ بڑھا تو ڈالا نادرہ گل پیرہن نے غصہ مین ایک اور طمانچہ مارا کہا او بیحیا تو اسی لائق ہے کس کس طرح تجھکو سمجھایا مگر نہین مانتا عارض شورانگیز کے نشان ہو گیا سحر کرکے طمانچہ مارا تھا اثر سحر [illegible] اٹھے شورانگیز نے بھی سحر کیا کہ آگ [illegible] برسنے لگی ملکہ نے ہاتھ ہلایا قطرہ ہائے آب شعلہ ہائے آتش پر گرے اسے بجھا دیا ملکہ نادرہ نے

پڑ نگاہ نہ طرف شور انگیز کے دیکھا ایک خنجر آہنی سے تڑپ کے شور انگیز پر گرا کر شانہ اُسکا شانہ
ہوا اب تو شور انگیز نے بھی جھلا کر سحر کیا آگ برسانے لگا کہتا تھا ہوا اے جان جہان و نور آرام دل
عاشقان کیون سرکشی کرتی ہو مین قریب آؤن ہاتھ حمائل گردن ہون تمہارا پنجہ پڑے میرا سر
کٹکے قدمون پر گرے روح کو راحت ہو دل مین قوت ہو دنیا سے تڑپتا ہوا جاؤن یہ کہتا جاتا ہوا اور
سرے اپنے سحر و فن کر رہا ہی ہاتھ ہلاتا جاتا ہی شانہ سے خون بہ رہا ہی زیادہ تر زخم کا اندمال کردن
ملکہ نادرہ نگ پیرہن نے دوسرا خنجر کمر سے نکالا اسم اعظم پڑھکر پھینک مارا۔ مگر ابھی شانہ شور انگیز جادو کا
نشانہ ہوا جب دوسرا بھی شانہ زخمی ہو چکا تو ملکہ نادرہ نگل پیرہن نے پکار کر آواز دی ایکی مرتبہ
او بچا تیرا اسرار ہو جائیگا۔ مگر شور انگیز پھرا سامنے سے نادرہ کے بھاگا نادرہ نے پیچھا کیا آگے آگے
بھاگا ہوا شور انگیز جاتا ہی تو پیچھے ملکہ نادرہ نگل پیرہن ہی غرض شور انگیز تیز جاتا ہی اور ملکہ
نادرہ نگل پیرہن خرامان خرامان دیکھ تماشا ہر جگہ سے سوار ہوتی سب کنیزین بھی ساتھ ہین
ملکہ نادرہ نگل پیرہن کہتی ہین اس بیحیا نے مجھکو کیا زن بازاری تصور کیا ہر مختنث دل کہ یہی اُسکا
جواب پایا آخر کو بھاگا اب جہان جائیگا میرے ہاتھ سے قتل ہوگا شور انگیز جادو بھاگتے بھاگتے قصر
برو بار مین پہونچا برو بار جادو کہ یہ بھی باقی ہر لشکر جمع کرکے بیٹھا ہر کہ اگر طلسم کشا ہمکو بلائیگا تو ہم
نہ جائینگے اسی وجہ سے لشکر جمع کرکے بیٹھا ہر سارا صحرا لشکر سے بھرا ہوا ہی آپ بیچ مین ایک چبوترے
پر بیٹھا ہر صاحب نیزہ گرد موجود ہین کہ اُسنے دیکھا شور انگیز جادو زخمدار بیقرار بھاگا ہوا آتا ہی برو بار
نے پکار کر آواز دی ای شور انگیز خیر تو ہی کیا روز جنگ افراسیاب پھنس گئے تھے آج بشکل
نکلے ہو کہان بھاگے ہوئے جاتے ہو میرے پاس آؤ مجھ سے صلح کرو مین بھی لشکر کشی مین مصروف
ہون شہنشاہ الاچین کی اطاعت نہ کرینگے افراسیاب جادو کا بڑا خیال ہر ایسی حسرت
دیا اس سے وہ شخص مارا گیا کہ جسکے ذکر سے عبرت ہوتی ہی اُسکا زندہ کرنا ساحری و جمشید کے
اختیار مین ہی اب میرے پاس آؤ حال اپنا بیان کرو شور انگیز آہستہ آہستہ اُترا روتا ہوا پاس
برو بار کے آیا برو بار نے اپنے پاس بٹھایا پوچھا بھائی صاحب یہ کیا معرکہ ہوا شور انگیز نے کہا
بھائی صاحب کیا حال بیان کرون عجب معرکہ گذرا صاحب سامنا تھا نہ رہا جاتی تھی مین بلایا محبت
صحبت مین بٹھایا وہ بگڑ گئی مجھپر خنجر مارا تین زخمی ہوا مین سحر مین اُس سے کم نہ تھا لیکن اس خیال

بھاگا کہ میں زخمی ہوا تو ہوا ایسا نہ ہو میرا سحر اُسپر نہ چلے اور کوئی زوال مجھ پر آئے تو کیسی خرابی ہوگی بھائی صاحب دامنگیر ہونگے تو مین کیا جواب دونگا یہ ذکر تھا کہ آسمان برستا ہوا دیکھا ملکہ نادر وگل پیرہن پنجہ برہنہ ہاتھون مین لیے تخت کو اڑاتے ہوئے آتی ہین شعلہ انگیز کا نپ گیا کہا اے برادر برزہ بار دیکھو وہ دونون آتی ہین غصہ مزاج مین ہین پنجہ کھینچے ہوئے کس زور وشور سے آتی ہین برزہ بار جادو نے کہا مین بلا لاؤن گا تمھارے پاس مین سمجھا دون شعلہ نے کہا میرا نام اسکے سامنے نہ لینا میرا نام سنکر غصہ کریگی تم بلاؤ سمجھاؤ مین تو ظالم کا دیکھو اے برادر مین کیا کہون دیکھتے ہی میرے ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا تم بھی اگر بغور دیکھو گے تو میرے قول کی تصدیق کروگے یہی کہو گے نظم

کیسی ہو حسرت بد رخ جاناں مجھکو — دیکھ لینے دے ذرا دیدۂ حیران مجھکو

تنگ زندان سے ہے یہ صحن گلستان مجھکو — ہے کل وحشت دل سوے بیابان مجھکو

دھجیان کرکے اُڑا دے اے اگر دست جنون — تنگ پھانسی سے بھی ہے تار گریبان مجھکو

میری حیرت پہ حسینون کو ہوا ہے سکتا — دنگ ہین آئینہ رو دیکھ کے حیران مجھکو

فرقت یار گلا گھونٹ رہی ہے میرا — تاب جون دق نہ کرے آپ ہین مہمان مجھکو

نالشی ہونگا مین لو انہ جو مو تیرے پایا — آدمی زاد بتاتی ہے سلیمان مجھکو

ہاں سبو جم پہ عمل ہے مرا عاشق تن ہون — یاد ہین ساری حکایات گلستان مجھکو

شربت وصل تو اغیار کا حصہ ٹھہرا — زہر دو گھول کے تھوڑا سا مری جان مجھکو

سرفروشون مین ہون شیوہ مرا جانبازی ہے — پھیرے دیکھے اگر شمشیر فشان مجھکو

اے جنون آبلہ پا مرے کھلاتے ہین — ایکی دکھلا کوئی پرخار بیابان مجھکو

دور ساغر لبِ شیرین رہنے دے ابھی تو چپ — چین کر لینے دے اے گردش دوران مجھکو

گل کھلائے ہین محبت نے ذرا سر گیا — کیا داغون نے سراپا چمنستان مجھکو

لکھ دیا عشق ومحبت کا علاقہ تیرے نام — آج پہونچا یہ تیرے حسن کا فرمان مجھکو

نرگسین چشم کی الفت نے کیا ناطقہ بند — دین تکلیف سخن تو نہ سخندان مجھکو

برزہ بار نے کہا اے برادر یہ عورت کے نام سے نفرت ہے یہ کہکر برزہ بار جادو نے پکار کر آواز دی کہ

ملکہ عالم اس وقت تمہارا جمال دیکھکر عجب دل کی کیفیت ہے کیا کہوں کہ کیا حالت ہے آج تو آپ دولہن بنکر نکلی ہیں شراب میرے ہاتھ سے نوش فرمایئے کہ میرے بھی دل کو بحالی ہو اب عجب رنگ ہے نظم

لگائی سوز محبت نے کیا بدن میں آگ
بدن سے میرے نکلتی ہے ہر سخن میں آگ

عیان ہے ہر خم گیسو سے شعلۂ رخسار
بھری ہے سنبل تر کی شکن شکن میں آگ

وہ آیا غضب کا جو سر میں میں یہ ٹھہرایا
جلائی شمع تو مجھ میں اور لگن میں آگ

پس از فنا بھی ہے تاثیر محبت کی الٹی
لگائی سردی کافور نے کفن میں آگ

میں خانہ زاد قفس ہوں مری لگا آنسیر
ادھر ادھر چلیں جگنو لگے چمن میں آگ

گرا جو اشک ہوا خاک ذوبنا یکسر
بھری ہے پانی کے بدلے چہ ذقن میں آگ

بہار آتے ہی ہم آشیان کو رو بیٹھے
یہ برق کی آتش گل لگ گئی چمن میں آگ

وہ مجھ سے بزم میں ہنستا رہا رقیب جلے
لگائی گرمی صحبت نے انجمن میں آگ

بدن کو ڈھانکوں تو سوز دروں بھی کھل جائے
فتیلہ سان لگے ہر تار پیرہن میں آگ

عیان کسی پہ نہ کر جو ہے حرارت کو
برنگ سنگ چھپائے رکھو اپنے تن میں آگ

میں گرم سیر ہوں غربت کے دشت میں خیمہ زن
لگاؤں آن کے کیا دوستو وطن میں آگ

جو پھول توڑنے جاؤں کبھی میں سوختہ بخت
لگے چنار کے مانند نسترن میں آگ

ستارہ یاس نہ آئی وہاں تلک شیرین
لگائی چرخ نے تقدیر کوہکن میں آگ

کلام گرم مرا سن کے یار بولا رند
مثال شعلہ زبان ہے تیرے دہن میں آگ

برق دوبار جلد دو ہاتھ باندھکر کہنے لگا اے ملکہ عالم میں تابعدار ہوں یہ غلامی قبول فرمایئے میں چاہتا ہوں طلسم کشا سے لڑونگا طلسم ہوشربا پر قبضہ کرونگا تمہارے لیے سلطنت کا مزا ہوگا جو عجب حیرت تماشا کی کیفیت ہوگی یہ باتیں جو برق دوبار جادو نے کیں شور انگیز اپنے مقام سے اٹھا کہا او بیحیا تو اسی واسطے مجھکو ٹھہرایا تھا کہ میرے سامنے یہ باتیں کرتا ہے معشوق پر بیہودہ سے باتیں بناتا ہے مجھکو بیٹھا کر سناتا ہے سارے لشکر کو تیرے تباہ کر دونگا اس لشکر پر گھمنڈ نہ کرنا بعد بار کہا اے شور انگیز کیوں شامتیں آئی ہیں عورت کے ہاتھ سے زخمی ہوکر بھاگے یہ باتیں بناتے ہو شور انگیز جادو نے ہاتھ ہلایا برق چمک کے برد یا بہر گری برق بار نے تڑپنے کو بچایا حجت میں جو برق دبار جادو کے

بیٹھے تھے پانچ چار مصاحبون کے سر اوڑ گئے لگی خدمتگار بھی مر گر پڑے اب تو بروبار جادو بھی اٹھا کہا ارے اس بیحیا کو گھیر کے چار جانب سے مارلو سب جادوگر بلوہ کر کے شور انگیز پر ٹوٹ پڑے تلوار چلنے لگی سحر بھی ہونے لگا کئی سو ساحرون کو شور انگیز نے مارا جب گولا مارا دس دس بیس بیس کے سینون کو توڑ کے پار گذر گیا بروبار کا بھائی سالار جادوگر یہ اپنے سحر پر بڑا ناز رکھتا ہی اپنے پکار کر آواز دی ای برادر بروبار تم ہٹ جاؤ مین اسکو ابھی گرفتار کیے لیتا ہون یہ کہکر سحر کرتا ہوا سامنے شور انگیز کے آیا پکار کر آواز دی او شور انگیز کیون تیری شامت آئی ہی یہ کہکر گولا مارا شور انگیز نے گولے کو روک لیا اس گولے پر اپنا خون ڈالا طرف سالار کے پھینک مارا گولے جو پھٹا اسمین سے ایک پتلی پیدا ہوئی تھوڑے عرصے مین ہوا ہوگئی یا تو فولادی پتلی تھی یا سالار نے دیکھا ایک نازنین مہجبین نہایت خوبصورت خرامان خرامان چلی آتی ہی سالار اس نازنین کی صورت دیکھکر بیتاب ہوگیا بیقراری مین پکار اٹھا نظم

گر تجھے روح روان راحت جان کہتے ہین	سب بجا کہتے ہین جو اہل جہان کہتے ہین
رخ کو گل قد کو ترے سرو روان کہتے ہین	لوگ کیا کیا تجھے ای جان جہان کہتے ہین
مرض عشق اطبا سے نہ تشخیص ہوا	کچھ جنون کہتے ہین بعضے خفقان کہتے ہین
جو کہ خوگر ہین تری بو سے وہ تجھے ای گل	غنچۂ گل کو بھی وہ گندہ دہان کہتے ہین
زلف و رخ کی سحر و شام جو کرتے ہین ثنا	گل کو انگارے وہ سنبل کو دھوان کہتے ہین
یون نہ پوچھیو اس حور کے گھر کا نامہ	تیرے کوچے کو گلستان جہان کہتے ہین
قامت یار کو بتلاتے ہین بعضے شمشاد	اکثر اس قد کو قیامت کا نشان کہتے ہین
جسنے دیکھا تجھے ای جان وہ جانبر نہوا	اہل دل تجھکو بجا آفت جان کہتے ہین
کیون نہ وہ طفل حسین ہووے عزیز ہر دل	یوسف وقت اسے پیر و جوان کہتے ہین
مجھکو کہتے ہین سخن کو مرے حاسد آ کر	اس لیے لوگ مجھے سیف زبان کہتے ہین

سالار ہاتھ باندھتا ہی کہتا ہی اے شہنشاہ خوبی و ای سرو خرامان باغ محبوبی مین تیرا دل سے طالب ہون میری جان جاتی ہی اس نازنین نے مسکرا کر کہا اگر مجھسے محبت دلی رکھتے ہو تو بروبار کا سر لاؤ اور ذرا میرے قریب آؤ سالار جب قریب آیا اس نازنین نے گلے سے ہار موتیون کا اتار

اُتار کر سالار کے گلے مین پہنا دیا کہا جلد بردبار کا سر لاؤ مین چلکر باغ مین بیٹھتی ہون وہان صحبت
عیش و طیش ہوگی ہار پہنتے ہی سالار حرکات دیوانہ وار وحشی شال کرنے لگا تلوار کھینچکر طرف
بردبار کے چلا کئی گورے مارے کئی سے ساحر مرکر گرے وہ نازنین غائب ہوگئی سالار لڑتا بھڑتا قریب
بردبار کے پہونچا للکارا او بھیا ہمارے شنشاہ شور انگیز سے فساد کرتا ہو سر جھکا کر بیٹھ مین تجھکو قتل کرونگا
بردبار نے کہا ای برادر تم تو برائے قتل شور انگیز گئے تھے سڑی ہو کر آئے ہو ایسا نہو میرے ہاتھ سے
مارے جاؤ سالار تلوار کھینچکر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے بردبار پر مارے بردبار روک رہا مگر
آخر روکتے روکتے مرتا کیے کمر پر ہاتھ مارا سالار کے دو ٹکڑے ہوئے بھائی کا لاشہ
دیکھکر بہت رویا اب شور انگیز بد جا پڑا ساحروں سے اشارہ کیا ارے اس ظالم کو قتل کر دا سنے
میرا بازو توڑا دل کے ٹکڑے ہوگئے ہین جی چاہتا ہی چیخین مار کر روؤن سب ساحرون نے یہ سنکر شور انگیز
پر حملہ کیا شور انگیز بس کس کا سحر روکے آخر اسقدر زخمی ہوا کہ غش آنے لگا سر سے خون جاری پشت و
پہلو فگار عتاب و بیقرار کھنٹے ٹیک دیے بیٹھے بیٹھے سحر کر رہا ہر ساحر دور سے نیزے و تیر مارکے بھاگے مینا
آخر شور انگیز گرا بردبار نے آکے سر کاٹ لیا مرنے سے شور انگیز کے آندھی سیاہ اٹھی سنگباری در فشانی
ہوئی بعد حوصلہ دراز آواز آئی کشتہ میرا نام تھا شور انگیز جادو بود بردبار نے سحر کیا اندھیرا دفع ہوا
روشنی ہوئی اب بردبار طرف ملکہ نادرہ گل پیرہن کے متوجہ ہوا کہا ای ملکہ عالم میرا حکم دیکھا دلچلی؟
پیارا طلسم کشا کو شاق تھا ملکہ نادرہ نے یہ سنتے ہی ایک گولہ سحر کرکے پھینک مارا چند جادوگر بردبار
کے مرکر گرے بری چلنے لگی جسپر پڑی گری اسکا سر اُڑگیا اب تو نادرہ نے کنیزون کو بھی اشارہ کیا
کنیزون نے بمیان ہار پھول نخل کے پتے توڑ توڑ کے پھینکے چالیس کنیزون نے دس بارہ ہزار
جادوگرون کو مار کے گرا دیا بردبار نے کہا ارے اس قتال عالم کو پکڑلو جادوگر جو بادہ کرکے چلے ملکہ
نادرہ گل پیرہن نے گلے سے ہاتھ سے اُتار کر پھینک مارے کرتے ٹوٹے ٹکڑا اُسکا جسکے سر پر پڑا
اُسکا سر اڑگیا کئی ہزار جادوگر او قتل ہوے نادرہ نے چاہا تڑپ کے عمل جادو کن جیسے ہی بلند
ہو کر چلی بردبار نے پکار کر آواز دی ای اوج گیر اس ظاہر کو لینا یہ جانے نہ پائے یکایک آسمان
پر شانا ہوا ایک عقاب اڑتا ہوا آیا چاہا ملکہ نادرہ پر گرے نادرہ نے آنکھ سے اشارہ کیا
ایک تیر عقاب پر گرا سینے کو توڑ کر پار گذرا عقاب کا مرکر گرنا کہ کئی ہزار جادوگر بردبار کے مرکر

کر سے برو بار جست لگاکر اوپر ناورہ کے پہنچا برو بار سے سحر چلنے لگا برو بار نے ہاتھ تلوار کا مارا ملکہ نادرہ نے بڑھ کر نیچے پر روکا خبردار کہکر ہاتھ مار دیا ملکہ نے پکار کے آواز دی اور بیجا اسی منھ پر دعوی تھا کہ مین طلسم کشا سے لڑونگا ایک آنکھ کھر کی سر جادو اسکا یہ سحر ہر کر تو جاگا کا بھاگا پھرتا ہو دیکھ آسمان پر کون آتا ہی برو بار نے سر اٹھا کر دیکھا ایک طائر ہفت رنگ آکے نخل سرو پر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا اور برو باجادو سے آنکھین ملا کر آواز دینے لگا نظم

شانے سے جو وہ زلف رسا تا کمر آئی — تو جان سے اے دل یہ بلا جان پر آئی
رونے سے تجھے مر جوا ے چشم تر آئی — کوسوں نظر آیگا نہ تا پو نہ تر آئی
نامرد ہی جو رہے پہ نہ لے تیغ کا جوہر — گر گوشہ میں سمجھتا ہوں جو گنبو پہ سپر آئی
حاضر ہے یہ جان شوق سے جو چاہے وہ لے لے — کچھ مال نہیں اپنا امانت رہے پر آئی
وارفتہ ہوں آخر شش تماشائی طرح در — شاید سوئے کاشانہ من بیخبر آئی
آوارہ کیا کیوں عدم آباد سے لاکر — او ہستی خاکی مجھے لیکر کدھر آئی
اگلی سی تلاشین نہیں اب ماہ وشوں کی — دیکھا جو کوئی چاند سی صورت نظر آئی
بجہ سوختہ قسمت نے طلب کی جو ہوا میں — تقدیر سے یوں نکلے نسیم سحر آئی
کچھ لے نہ چلے ساتھ خیال آیا دم مرگ — ہنگام سفر حسرت زاد سفر آئی
ہاتھ آئی تھی برسوں کی تمنا میں شب وصل — پھر لغزش پروازی کی خاطر سحر آئی
اعجاز جنون ہے جو چلا میں سوئے صحرا — زنجیر مرے پانوں سے از خود اتر آئی
دل کشتہ ہے کیوں پیتے ہو تم گوشت لہو کے — خالی کرو رو رو کے اگر چشم بھر آئی
دل پہلو میں بلتا ہے مناقق کیطرح رند — سینے میں بھی کیا گرمی نار سقر آئی

برو بار ان اشعار کو سنکر ایسا مبہوت ہوا کہ ہاتھ باندھکر سامنے ملکہ نادرہ گل پیرہن کے آیا کہا اے ملکہ عالم مین آپ کے ساتھ ہون جس سے آپ دشمنی کرین اس سے مین دشمنی کرون اور جس سے آپ دوستی کرین اسکا تابعدار ہون ملکہ نے کہا مین تیرہ بلند کی جاؤنگی برو بار نے کہا غلام بھی ساتھ ہو ملکہ نادرہ گل پیرہن تخت پر سوار ہین چاہیں لیں زمین ساتھ پشت پر ساتھ ہزار کا لشکر ساتھ لیے ہوئے برو بار بعد جو خوشی آتا ہے عہ و خوشی جو واسطے بھی یہی خیال مین ہو

کہ افراسیاب کے طرفدار جتنے ہیں سب کو ساتھ لیکر لاچین سے کرونگا شاید غالب آجاؤن
اپنے ہمراہ بارہ ہزار فوج لیے آتا ہے مرکب بر شد سحر پر سوار پشت پر بارہ ہزار ساحران سدا ملکہ نادرہ
کے تخت پر نگاہ پڑی دیکھا ایک معشوق پری رو خوش رو خنجر ابرو خال بند چشم جادو دیکھتے ہی سوفار
بیقرار ہو گیا پکار کر آواز دی اے ملکہ عالم کہان جاتی ہو یہ لشکر پشت پر کسکا ہے نادرہ نے جواب دیا
مین کوہ بلند پر جاتی ہون سوفار نے کہا مین بھی ساتھ چلونگا تھوڑی دیر صحرا مین شہر جادو
صحبت شراب و کباب ہو کہ پشت سے نعرہ ہوا منم بروبار جادو اے بیحیا تو کون ہے جو
ہماری معشوقہ سے کلام کرتا ہے سوفار نے گولا مارا بروبار نے کل فوج کو اشارہ کیا فوجین آپسمین
مل گئین گولے ترنج و نارنج دونون طرف سے پٹنے لگے نخلہاے صحرا جلنے لگے بڑے زور
شور سے سحر چل رہا تھا سوفار چاہتا ہے بروبار کو اڑ پیٹ کر نکل جاؤن بروبار ڈٹا ہوا لڑ رہا ہے
جسطرف نادرہ گل پیرہن نے نگاہ اٹھائی اوسپر جا پڑا اور نعرہ کیا او بیحیا معشوق پر بھی پر نگاہ
ڈالتا ہے ہم نام پر اوسکے جان دیتے ہین ہمکو زمانہ گذرا کہ اس نازنین پر عاشق ہین راتین ہجر
کی تڑپ تڑپ کے کاٹین اب یہ زمانہ آیا کہ معشوق کے ساتھ ہون

نظم

چمن مین آمد آمد ہے خزان کی　　عبث بلبل نے طرح آشیان کی
ہوس آئی ہے اُنھین اب طرح بازی　　کمر پر رہتی ہے کاکل میان کی
گرہ کی دیکھیے کس کس کو سیدھا　　ہے ٹیڑھی وضع تیری بانکی بانکی
بڑی منحوس ساعت مین بنے تھے　　کہ پھر دیکھی نہ صورت آشیان کی
تن خاکی سے نکلے بھی کیا روح　　پہونچ جائے نہ مٹی ہو جہان کی
عدم کا قافلہ کیسا جلد گذرا　　نہ دیکھی گرد تک اس کاروان کی
اکیلے جاتے ہین رہرو عدم کے　　نہین اس راہ مین حاجت کاروان کی
پھنسا کس عشق مین او عشق پیچے　　عبث آئینہ کی زلف بتان کی
مری آزار سے پیلے [illegible]　　کئی بار اسنے مسیحا کو رجھا کی
اُسے دھوکا تھا پانی مین میری　　لگا کر تیر کو ناظر نشان کی
شب فرقت مین [illegible]　　شکایت ناصحو ہے آسمان کی

نہ آئینگے چمن مین سیر کو بھی | اگر مرضی نہین ہے باغبان کی
اگر وہ ماہ پیکر آسمین جھولے | ہنڈولے مین ہو گردش آسمان کی
بُرا مانا کبھی جو بات اچھی | یہ دیکھو بدگمانی بدگمان کی
ہر اک بوسے نے جان تازہ بخشی | کرون کس منھ سے تعریف اُن لبون کی
جو کیفیت اٹھایا چاہو ای رند | تو خدمت کیجیے پیر مغان کی

اسطرح بلک بلک کے اشعار پڑھتا ہو اور لڑ رہا ہو کبھی ملکہ نادرہ بھی سحر کرتی ہین جب کوئی ساحر بلبلا کے ملکہ نادرہ کو کلمات سخت کہتا ہو اُسوقت ملکہ نادرہ بھی سحر کرتی ہین جب سحر کیا ہاتھ چمکا یا برق گری اُس ساحر کا سر اڑ گیا کئی سو جادوگر نادرہ گل پیرہن نے بھی مارے ایک نخل کے سائے مین تخت پر سوار تماشائے جنگ دیکھ رہی ہین ان دونون مین جب تلوار چلتے عرصہ گذرا سوفار انتہا کا زخمی ہوا کھڑا ہوا جھوم رہا ہے مگر اُس حال مین بھی جمال نادرہ پر نگاہ ڈالتا ہو کبھی کف افسوس ملتا ہو کہتا ہو ای جان جہان و ای آرام دل ہا عشاق میرا حال ابتر ہو یہی بہتر ہو کہ مجھکو قبول کرو شربت وصل سے سیراب کرو ورنہ نوبت بجان و کارد بہ استخوان رسیدہ ہو رہا ہون ای معشوق خونخوار میرا خون تیری گردن پر ہوگا اب وقت موت میرا قریب ہو انتہا کا زخمدار ہون مگر تیرے ہجر مین بیقرار ہون یہ وقت رحم ہو نادرہ نے طرف بُرد بار کے اشارہ کیا اور پکار کے آواز دی ای بُرد بار تو سنتا ہو یہ کیسے کلمات بکو کر رہا ہے ان باتون پہ بُرد بار جھلا جھلا کر سحر کرتا ہو سوفار اپنے کو بچا رہا ہو کہ آسمان پر ایک لکہ ابر سیاہ پیدا ہوا سوفار نے ابر سیاہ کو دیکھا پکار کر آواز دی بی نادرہ گل پیرہن اب بھاگو زد جو میری آتی ہو آتے ہی قیامت برپا کریگی ایک کو زندہ نہ چھوڑیگی سہیل کاکل دراز نام ہے سوفار یہ کہہ رہا تھا کہ وہ لکہ ابر پھٹا سبنے دیکھا ایک نازنین سیہ فام گال پھولے پھولے کا کلین چہرے پر چھوٹی ہوئین صاف ثابت ہوتا ہو کہ تاران سیہ اندھیری رات مین نکلے ہین سینے پر ابھار جوڑا سبز پہنے ہوئے گلوری کلے مین دبی ہوئی کئی سو کنیزین گرد تخت کو گھیرے ہوئے وہ نازنین تخت کو اُڑائے ہوئے آتی ہو دور سے سہیل کاکل دراز نے جو یہ ہنگامہ دیکھا پہلے تو نادرہ پر غصہ آیا اب جو پلٹی دیکھا شوہر میرا نادرہ گل پیرہن کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑا ہو آتش رشک سر

جل گئی پکار کر آواز دی او بیحیا کیا مین کسی بات مین اس عورت سے کمتر ہون اگر خیال کر تو
اُس سے ہزار درجے بہتر ہون کیون دیوانہ ہوا ہے سوفار جادو نے جواب دیا صاحب اس
معاملے مین دخل نہ دو میری ایسی جان جاتی ہے بردبار نے میرا یہ حال کیا سہیل کاکل دراز
نے کئی مرتبہ شوہر کو سمجھایا کہ او بیحیا میرے سامنے تو ایسی باتین نہ کر دیکھ خاموش رہ سوفار
نے پکار کر آواز دی صاحب بڑی رفاقت یہ ہے کہ بردبار کو قتل کرو اس نازنین کو گرفتار کر کے
گھر لے چلو شربت وصل سے اُسکے جب تک سیراب نہو نگا تب تک یہ سودا سر سے میرے نہ اُتریگا
سہیل کاکل دراز تخت اُڑاتی ہوئی قریب سوفار کے پہونچی سوفار اسوقت محبت مین
ملکہ نادرہ گل پیرہن کی بیقرار ہو پکار رہا ہے اے جان جہان دیکھو میری زوجہ بھی جوان ہے مگر تجھپر
جان نثار کرتا ہون نہ جیتا ہون نہ مرتا ہون فقط سسکتا ہون سہیل نے کئی مرتبہ اپنے شوہر کو
سمجھایا مگر سوفار کا بلبلانا کم نہین ہوتا بیقراری کی ترقی ہوتی جاتی ہے اپنے ہی کہے جاتا ہے
آخر کار سہیل نے کاکل پر ہاتھ ڈالا اُس کو ڑے کے کاکل کو جنبش دیا چنخ دیکر شوہر پر مارا معلوم
ہوا کہ تلوار پڑی کمرگاہ سے سوفار کے دو ٹکڑے ہوے مرنے سے سوفار کے اندھیرا ہو گیا سنگباری
و بے غباری ہوئی بعد عرصۂ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من سوفار جادو بود مردیم و جان دادیم
و بمطلب خود نہ رسیدیم تھوڑی دیر مین اندھیرا برطرف ہوا روشنی ہو گئی سہیل نے جو لاشہ اپنے
شوہر کا دیکھا رونے لگی سر پیٹتی ہے چھاتی پر ہاتھ مارتی ہے اور پکارتی ہے ارے صاحب
یہ کیا غضب ہوا تم میرے ہاتھ سے مارے گئے تمھارا لاشہ دیکھ رہی ہون پتھر کا کلیجہ کہان سے
لاؤن ان دشمنون نے اس صحرا مین تجھکو گھیر لیا تھا بردبار کو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ اسقدر تمنے
زخم کھائے نوبت بجان و کارد بہ استخوان ہو رہے تھے ایک حربہ سحر کا بھی نہ اُٹھا سکے اب
تمھارے خون کا بدلہ بردبار سے لونگی یا اس نازنین کو گرفتار کر کے لیجاؤنگی یہ کہکر طرف
نادرہ کے چلی تھی کہ بردبار نے للکارا او گیسو بریدہ ننگ خاندان شوہر کی قاتل اب باتین بناتی
ہے خبردار میری معشوقہ پر ٹیڑھی نگاہ نہ ڈالنا ورنہ بہت پچھتائیگی یہ کہکر گولا مارا سہیل نے
کاکل کو ہلایا کاکل کے ہلاتے ہی ایک برق گولے پر گری کہ گولا پھٹ کے زمین پر گر گیا سحر
بردبار نے اسیطرح کیے سہیل نے ہر مرتبہ کاکل کو جنبش دی سحر باطل ہوا آخر سہیل سب

سا کلون کو ہلاتی ہوئی چلی کچھ اسم سحر پڑھتی ہوئی بُرد بار پہ جا پڑی سب کاکلون کو ہلایا یعنی
اسکی کاکلین مین زنی ہی برقین چمک کر برد بار پر گرین کہ سر اُسکا الگ گرا اور ہاتھ کنگر الگ اور
پانون کنگر الگ گرے ایک آندھی سیاہ چلی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام تھا برد بار
جادو بعد برد بار کو مار کر سہیل طرف نادرہ گل پیرہن کے پلٹی اور آواز دی او نازنین
تو نے حسن ظاہری دکھا کر میرے شوہر کا دل پلٹ دیا آخر میرے ہاتھ سے مارا گیا اب اگر
اپنی خیر چاہتی ہو تو میرے ساتھ چل مین لاشہ شوہر کا اٹھا دون تو دفن کرنا جب قبر بن چکی تو فاتحہ خیر
پڑھنا کہ اس کشتہ حسرت دیاس کی روح کو راحت ہو عدم مین تو نہ گھبرائے نادرہ گلشن پیرہن نے
کہا کیا بیہودہ بکتی ہو پس اب لاشہ شوہر کا اٹھا لے اور جا کر اسکو جلا ایسا نہو تیرا لاشہ بھی اسکے ساتھ جلے
اب تو سہیل کاکل دراز کو غصہ آیا کاکل پہ ہاتھ ڈالا ملکہ نادرہ نے جھولی پر ہاتھ ڈالا تیر دکمان
سینک کا نکالا چاہا کہ طرف سہیل کے مارے پھر ہاتھ روک لیا سہیل نے کاکلون کو چرخ دیکر
دیوار پر مارا نادرہ نے دیکھا چند خنجر میرے اوپر آتے ہین ہاتھ ہلایا برق چمک کر گری سب خنجر
ٹوٹ کر زمین پر گرے جو سحر سہیل نے کیا وہ سحر نادرہ نے دفع کر دیا ایک مقام پر سہیل نے
جھولی سے گولا نکالا ملکہ نادرہ پر کھینچ مارا نادرہ نے آواز دی ای جبین لینا ایک کنیز پہلو سے
پیدا ہوئی پکارتی ہوئی کنیز حاضر ہے جو ارشاد ہو بجا لاؤن جو آپ کے ساتھ دشمنی کرنے آئے
مٹاؤن نادرہ نے کہا یہ جو گولا آتا ہے اسکو روک کے اسی کالی عورت پر پھینک مار جلد تامل
نہ کرنا اُس کنیز نے بڑھ کر گولا ہاتھ مین تھام لیا اور اپنی انگلی کاٹ کر چند قطرے خون کے اُس
گولے پر ڈالے اور سہیل پر کھینچ مارا سہیل نے چاہا اپنے کو بچاؤن لیکن نہ بچ سکی سر پر
گولا پڑا سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے مرنے سے سہیل کاکل دراز کے انتہا کا جنگل مین اندھیرا ہوا آندھی
سیاہ اُٹھی آوازین مہیب آئین بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام تھا سہیل کاکل دراز بعد
سہیل کاکل دراز مار کر نادرہ کو کوہ بلند کا خیال آیا کہ ملکہ بہار نے فرمایا تھا کوہ بلند پر جانا
اور سہمناک جادو کا سر لانا طرہ جو کان پہ ہلا اور زیادہ جوش ہوا کنیزون سے کہا اب کوہ بلند
پر جانا چاہیے ایسا نہو سہمناک جادو کہین چلا جائے ملکہ بہار گلشن انتظار کر رہی ہونگی
مین نے وعدہ کیا تھا کہ بہت جلد حاضر ہونگی یہان ان جھگڑون مین کئی دن گذر گئے یہ سنکر

کنیزوں نے عرض کی وادی کوہ بلند پر جانا ضرور ہی ہے اُس صحرا کا زمانے سے ایسا تو مالک کے خلاف گذر سنا ورہ گل پیرہن نے کہا وہاں چلنا واجب و لازم ہے یہ کہکر تخت کو اُڑایا کنیزیں سب گرد آگئیں نادرہ تخت کو اُڑاتی ہوئی طرف کوہ بلند کے چلی لیکن ملکہ بہار گلعذار نادرہ کو سحر میں چھپا کر کے بلتی تھیں یقین کامل تھا کہ یہ جاکر سہمناک جادو کو مارے گی ملکہ نادرہ کو یہان یہ آفتین پڑیں ملکہ بہار ایک کوہ پر جا کر ٹھہری ہیں کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک تاجدار گھوڑے پر سوار باز شکاری ہاتھ پر چرخ ہوا بارہ ہزار جوان ہمراہ وہ تاجدار شکار کھیلتا ہوا آتا تھا اُسکی نگاہ جمال جہان آرائے بہار گلعذار پر جو پڑی دیکھا ایک نازنین مہجبین نہایت حسین دریا میں پھولوں کے غوطہ زن غنچہ دہن پری تن چہرہ آفتاب عالمتاب ابرو خنجر آبدار طائروں کی درختوں پر پکار عندلیبان خوشنوا چہچہا رہی ہیں کہ گرد اس محبوب کے پھرتی پھول پھول کے بلبلیں یہ اشعار گا رہی ہیں

نظم

دید گل کے تجھے بڑھ جائینگے لالے بلبل　　پڑ گئی گر کسی صیاد کے پالے بلبل
کان کھولے ہوئے گل گوش بر آواز ہے آج　　درد دل جو تجھے کہنا ہو سنالے بلبل
پھر وہی کنج قفس ہے وہی صیاد کا ظلم　　چار دن اور ہوا باغ کی کھالے بلبل
سیلے گلشن کی ہوا دیکھ لے روز چند ہے　　آشیان کی تو اسی طرح نہ ڈالے بلبل
بے اجازت میں قدم باغ میں دینگے کانٹے　　منتظر ہوں در گلزار پہ آئے بلبل
ہاتھ اوراق گل آویں تو بنا کر اجزا　　لکھ ری رنگین مضامیں کے رسالے بلبل
کوئی ارمان نہیں لیکے چلے باغ سے ہم　　دل کے جو حوصلے تھے خوب نکالے بلبل
نہ رہی بوئے وفا ایک بھی گل میں باقی　　اب تو اس باغ سے منہ اٹھالے بلبل
کس طرف جائیگی برداشتہ خاطر ہو کر　　باغ کیون کر دی ہو گلچین کے حوالے بلبل
چپکے فریاد کریگا تو یہ ہو جائیگی بند　　کہہ دے گلچین کہ زبان ہی سنبھالے بلبل

فاخر تاجدار جمال جہان آرائے ملکہ بہار دیکھکر بیقرار ہوگیا پکار کر آواز دی ای شہنشاہ خوبی دای سرو باغ محبوبی ذرا میرے پاس آؤ دل تردد منزل کو بہلاؤ بہار نے بہ نگاہ قہر دیکھا کہا او بیہودہ کیا بکتا ہے خبردار کنارے رہنا بالائے کوہ نہ آنا یہ جو ملکہ بہار نے کہا فاخر تاجدار نے

ہون کو اشارہ کیا کہ پہاڑ پر چڑھ جاؤ اس مہ جبین کو گرفتار کر کے لاؤ سب فوج والے چلے کہ پہاڑ
پر چڑھ جائیں بہار نے دیکھا کہ یہ لوگ اب پہاڑ پر چڑھ آئینگے یا نیچے سنبھال کر پہاڑ سے کود پڑین
اب ساحرون نے بلوہ کیا ملکہ بہار نے ایک نخل سے کچھ پتے کچھ پھول کچھ ٹہنیے توڑ کر پھینک مارے
سب پر خنجر برسنے لگے فاخر تاجدار نے جو دیکھا کہ فوج والے قتل ہونے لگے جو خنجر گرا کسی کا سر
اڑ گیا کسی کا ہاتھ کٹا کسی کے دو ٹکڑے ہوئے ہزارون لاشے گر گئے اسنے بڑھکر جھولی سے کاغذ
نکالا اسکی تحریر کا پڑھنا آسمان پر چمکین پریان سر بر اہل فوج سے کے تھرانے لگین جو خنجر
گر رہے تھے اونکے اوپر لیے [illegible] بہار نے جو دیکھا کہ اسنے فوج کو بچا لیا فوراً
کان سے کچھ نکالکر کچھ اسم سحر کا پڑھا لب جان بخش ہلا رہے تھے برق جو تڑپ کے گری سب
پریون کے [illegible] اڑا دیے تھوڑے ہی عرصے میں پریون کے ٹکڑے اڑ گئے خنجر جو لہرا رہے
تھے پھر فوج پر آ گرنے لگے خنجرون کو برسا کر ملکہ بہار نے تیغ نیام انتقام سے کھینچا فاخر پر جا پڑین
للکارا او نامردان غریبون کو قتل کرتا ہے اپنی جان بچاتا ہے یہ کہکر بڑھ کے تیغ مارا فاخر نے
سپر فولادی سحر کی [illegible] کی پناہ کیا مگر تیغ دو گرا سپر کے ٹکڑے اڑ اور تیغہ سپر کو کاٹ کر تاج کو کاٹا سر
فاخر کے زخم آیا [illegible] پیچھے ہٹا ملکہ بہار نے فاخر تاجدار کو تیغ کے سائے مین لیا ہر مرتبہ یہی ارادہ ہے
کہ یہ رکے تو تیغ مارون کہ سر اسکا اڑ جائے فاخر پیچھے ہٹنے مین منہ سے اف اف کیے جاتا ہے
ہر مرتبہ منہ سے جو شعلہ نکلتا ہے ملکہ بہار ہاتھ کرچ کی ہین تو روک لیتی ہین فاخر تاجدار
نے جھولی پر ہاتھ ڈال کے ڈبیہ خاک قبر جمشید کی نکالی ایک مقام پر آکر کا بہار نے
چاہا تیغ مارون فاخر تاجدار نے وہ ڈبیہ کی خاک اڑا دی غبار جو بلند ہوا غبار جو بلند ہوا
غبار الم دل پر بہار کے چھایا وہ اگرین بیہوش ہو گئین فاخر نے فوراً بارگاہ دشلہ گرائی کنیزون کو بلایا
کہا اس محبوب کو اوٹھا کر زبان مین سوزن کو دیہ وقتات گرد اکے آپ اندر آیا تخت
پر بیٹھا فوج والون کو حکم دیا نہین آنے پاؤ ملکہ بہار کو ہوشیار کیا بہار کی جو آنکھ کھلی دیکھا
فاخر تاجدار تخت پر بیٹھا ہے کلام محبت آمیز کر رہا ہے کہتا ہے اے شہنشاہ خوبی و دلبری مرد باغ محبوبی دیکھو
مین نے یون گرفتار کر لیا [illegible] دل [illegible] میری جان پر بنی ہے جب سے تمھارا [illegible]

[illegible] نظم

از دل شدگان حجاب تا کے
می دہ ترک خواب تا کے
ساقی برخیز و جام مے دہ
ای دختر رز حجاب تا کے
تازی بحیات چند نادان
ای دل دگر اضطراب تا کے
آخر نوبت رسد بلطفش
بر سوختگان عذاب تا کے
وقت است در آ بباغ خندان
آخر خانہ خراب تا کے

رخسار تہ نقاب تا کے
تو بیز شراب ناب تا کے
در موسم گل حجاب تا کے
معزور جہان وحشی تا چند
آخر نقش حباب تا کے
او گفت شب وصال با من
خوش باش ولا عتاب تا کے
بر من نظرے بکن خدارا
در موسم گل حجاب تا کے

ساقی صبح است خواب تا کے
وین نقش بروے آب تا کے
در شیشہ ز چشم شوق رندان
تا دور حبیب حباب تا کے
دادی بر باد دین و ایمان
این بوسۂ بحجاب تا کے
از آتش ہجر جان و تن سوخت
ای نرگس مست خواب تا کے
رخسارہ یار گیر و بنشین

فلوتر تاجدار نے یہ اشعار عاشقانہ بصد سوز و گداز پڑھکر عرض

کی حضور امیدوار ہون کہ مجپر رحم فرمایئے بخوشی وصل قبول کیجیے مین بھی اپنے ملک کا تاجدار ہون
طلسم کشا نے سب کو بلایا ہے مین بھاگا جاتا ہون پاس طلسم کشا کے جانا منظور نہین یقین ہے
وہ مذہب کے بارے مین مزدور کیگا کیونکر ہو سکتا ہے کہ پولے دوست خداوند دین کو چھوڑون
اور ایک کو قبول کرون ای ملکہ عالم اب جو مین نے تمکو بغور دیکھا بچا ناکہ حیرت جادو کی بہن ہو
افراسیاب جادو قتل ہوا حیرت قید ہوگئین اور فوج میرے پاس بہت ہے لشکر کشی کرکے ملکہ
حیرت کو رہا کرونگا طلسم کشا سے بدلا لونگا تمکو بادشاہ طلسم ہوشربا کرونگا ملکہ بار نے اپنے
اشارے سے جواب دیا کیون دیوانہ ہوا ہے طلسم کشا کے ساتھ وہ وہ سردار موجود ہین کہ جنکا قتل
غیر ممکن ہے ایک اشارے مین تجھکو بھاگتے راستہ نملیگا جنگل جنگل در بدر بھاگا بھاگا پھرونگا اب بہتر
تجھکو یہی ہے کہ جاکے حاضر خدمت ہو قدمبوسی اس شہریار کی قبول کر ورنہ تیرے لیے خرابی ہے
افراسیاب سا شخص مارا گیا حیرت ایسی ساحرہ کو گرفتار کر لیا تیری کیا حقیقت ہے معلوم ہوتا ہے
تیری موت دامنگیر ہے یہی شامت کی تدبیر ہے مناسب یہ ہے کہ مجھکو رہا کر میرے ساتھ خدمت مین چل مین
وعدہ کرتی ہون کہ طلسم کشا تجھکو سرفراز کرینگے ملک دیا اپنا لیکر چین ز جبین پوست اندازی کا ارادہ
ہو کرنا ہر چند بہت زیجز و انکساری کرتی ہے شوخ ہٹ جھوڑا نہین مانتا آخر کار جب فاخرہ بہت کہا

اور بہار نے یہ قہر وغضب تمام جواب دیا کہ او بیحیا تو ہمین قتل کرے گی کس قسم کا خیال۔ دل مین نہ رکھ یہ
سنکر فاخر تاجدار نے ملازمون سے کہا کچھ پھول کچھ غنچے کچھ پتے درختون سے توڑ کے لاؤ ابھی ایک
گلدستہ بنا کر سنگھا دونگا فیل مرے مجبر عاشق ہو جائیگی انکار بیجا نہ کریگی سب ملازم اسکے دوڑ کے
اشیاے مذکور لائے سامنے فاخر تاجدار کے یہ سب سامان رکھدیا فاخر گلدستہ بنانے لگا رنگ روے
بہار متغیر ہوا کہ حقیقت مین اگر یہ گلدستہ بن گیا اور اسنے مجھکو سنگھا دیا تو غضب ہوا پھر مین اپنے
ہوش مین نہ رہونگی دیکھیے تقدیر کیا دکھائے اس انتشار مین اشک حسرت آنکھون سے جاری عالم بیقراری
قضاے کار نادرہ رنگین پیرہن جو چلی تھی تخت پر سوار چالیس پچاس کنیزین ہمراہ تخت اڑتے
ہوے آتی ہے نگاہ جو جمال بہار پر پڑی کہ زبان مین سوزن گرفتار رنج و محن سرنگون کلیجہ خون
سامنے فاخر کے بیٹھی رو رہی ہے دیکھتے ہی بہار کو اس حال پر ملال مین نادرہ کا غصے سے
چہرہ سرخ ہو گیا دین سے نکلو گیا او بیحیا تو کون ہے جو ملکہ عالم پر یہ بدتمیزی کرتا ہے دیکھ مین آتی ہون
یہ کہکر گولا مارا گولہ جو پھٹا دس پانچ ملازمون کے سر پھٹے گلدستہ ہاتھ سے فاخر تاجدار کے چھوٹا
تختہ پر گر کے جلنے لگا نادرہ نے دو چین گولے ایسے مارے کہ خیمہ گرا لشکر غنیم جلنے فاخر تاجدار
اپنے مقام سے اٹھا کہا ارے اس گیسو بریدہ کو گرفتار کرو سب فوج والے بلوہ کر کے نادرہ پر
آپڑے نادرہ لڑ بھڑ کر قریب بہار کے پہونچی اور زبان سے سوزن نکال لی بہار کی جو زبان سے سوزن
نکلی بہار نے اٹھتے اٹھتے چند سنگریزے اٹھا کر پھینک مارے تیر برسنے لگے دونون نازنینان
مہ جبین آگے چالیس کنیزین پشت پر وہ آگ برسائی کہ لشکر فاخر تاجدار تباہ ہوا شور فریاد وآہ
ہوا کچھ مارے گئے کچھ طرف صحرا کے بھاگے فاخر ہر چند پکارتا ہے کہ یارو کہان بھاگے جاتے ہو
مجھکو اکیلا چھوڑے جاتے ہو کوئی جواب نہین دیتا اگر کوئی ٹھہرا تو ہاتھ سے نادرہ یا بہار
کے مارا گیا بہار نے لڑتے لڑتے ایک نخل کو جو پایا اسکے سایے مین ٹھہرین پھول اسکے توڑ سے
طرف فاخر کے پھینک مارے فاخر نے دیکھا پھولون نے آنکھیں کھولین طفلان غنچہ خون نشان کرنے لگے
فاخر کے ہنستے تھے کبھی آوازے کستے تھے طاران صحرا ایک مقام پر ایک نخل پر آبیٹھے فاخر سے
آنکھین ملا کر یہ اشعار پڑھنے لگے

نظم

جفا چھوڑ دو کرو عادت وفا کی
تجو آخر خدائی ہے خدا کی
نہ شکوہ جور کا نے رحم کا شکر

عیاری کا لگایا ایک فقیر کی صورت بنکر سوال کیا کہ بابا بھلا ہو کہان جاتے ہو بہیلی ہنکاتا تھا
ہنس کر کہا بی گلشن زودستی سہمناک کی مجرائی واسطے مجرے کے جاتی ہین چوبدار آگے بڑھ گیا اسوجہ
سے جاتی ہین خواجہ عمرو نے کہا بی گلشن عجب ایک تماشہ ہی ذرا دیکھ لو تو جادو سانپ اور نیولہ
لڑ رہا ہی جسدم سانپ کاٹتا ہی نیولا اڑکر آتا ہوا قریب ایک درخت کے جاتا ہی اسکی پتی کھالیتا
ہی پھر آکے سانپ سے لڑتا ہی گلشن کمسن ہی اسکو ازحد اشتیاق ہوا فوراً بہیلی سے کود پڑی کہتی
ہوئی چلی بڑے میان صاحب کہان سانپ نیولا ہی مین تو دیکھون خواجہ عمرو اسکو بھگا کے ایک
گوشے مین لائے حباب مارکر بیہوش کیا اسکو تو بذرزنبیل کیا آپ اسکی شکل بنکر بہیلی پر سوار ہوے
کہارو چلو وہ عورتین ساز لیے بیٹھی ہین انہون نے پرچھائین ہی کیا دیکھا انسے کہا ارے بڈھا جو تھا
تھا میرے سینے پر ہاتھ رکھتا تھا جب مین بہت خفا ہوئی تو وہ بڈھا طرف جنگل کے ہنستا ہوا بھاگ
گیا نگوڑا اوت آمار تھا کوئی ٹھگ تھا یہ باتین کرتے ہوے خواجہ چلے آخر لشکر سہمناک جادو مین
بہیلی آئی کمیدان رسالدار دیکھکر آوازے پھینکنے لگے کوئی کہتا ہی ای جان جہان ذرا ادہر نگاہ
ملادو کوئی کہتا ہی ذرا ادہر دیکھو کوئی کہتا ہی تیرے اشتیاق مین راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کاٹین
کالی کالی راتین ہین گشتین خواجہ عمرو ایک ایک کو جواب دیتے ہوے جاتے ہین کسی کو جواب
دیتے ہین آنکھیں تیری پھم ہو جائینگی کسی کو جواب دیا ارے صورت تو اپنی بنوا آ ایسے سیکڑون پھرتے
ہین ہم کب خیال کرتے ہین اپنے مقام پر جا کے بیٹھو جورو کی تو خبر لو آٹھو پہر دروازے پر کھڑی رہتی
ہو رانگیرون سے نگاہین لڑاتی ہو کب کسی سے شرماتی ہو اس طرح کی باتین کرتے ہوے در باغ
سہمناک جادو پر پہونچے چوبدار حاجب دربان در باغ پر حاضر ہین چند کنیزین چمکتی ہوئی اندر سے
آتی ہین سپاہیون کو ہٹاتے کاروبار ضروری بجا رہی ہین کوئی غل مچاتی ہی ارے بدھو دوتا
زمان گیا پان اور دو بچیان بیلین لایا کارخانے مین خاک اڑ رہی ہی خواجہ جو بہیلی سے کودے
کنیزین قریب آگئین کہتی ہین ارے گلشن کہان تھی خوب آجکل مجرے کرتی ہی خواجہ سب کو جواب
دیتے ہوے اندر باغ کے آئے دیکھا باغ بہشت آئین گلہاے رنگا رنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون سے
آراستہ و پیراستہ نہرین موج مار رہی ہین حباب شکل چشم معشوق شناوری کر رہے ہین گویا چشمے نے
برائے نظارہ حال گل و بلبل آنکھیں لگا دی ہین تماشائے گلشن دیکھنے مین مصروف تھا کہ آشنا فو[illegible]

سے چمک رہتے ہیں اسقدر روشن ہو کہ دن سے بہتر خواجہ عمرو تماشا دیکھتے ہوئے صحن باغ میں آئے دیکھا فرش عمدہ بچھا ہے سہمناک جادو مسند پر بیٹھا ہے گلشن دونی کو دیکھکر بیقرار ہو گیا پکار کے آواز دی صاحب آؤ تمہارا انتظار تھا تمہارے نہ آنے سے بہت بیقرار تھا خواجہ عمرو سلام کرکے سامنے بیٹھے سہمناک جادو نے اشارہ کیا کہ بی گلشن آج تو تم گئی ان کے بعد آئی ہو تمہیں چاہیے کچھ گاؤ خواجہ عمرو نے ان دونوں عورتوں کو اشارہ کیا کہ ساز ملاؤ انھوں نے ساز ملائے

خواجہ نے یہ غزل گانا شروع کی غزل

یار شب وصل خفا ہو گیا　　غم سے یہاں حشر بپا ہو گیا
وا جو ترا بند قبا ہو گیا　　عقدہ مرے دل کا بھی وا ہو گیا
کس سے کہوں گرمی داغ فراق　　سینہ جہنم سے سوا ہو گیا
شکوۂ صیاد نہ کر عندلیب　　دام سے یاں کون رہا ہو گیا
رنگ شفق روئے فلک پر نہیں　　عکس نگین رنگ حنا ہو گیا
ہم سمجھے برزخ سے نہیں زندگی　　موت سے آگے ہی فنا ہو گیا
وصل کو تب سمجھے ہوا جب وصال　　عقدہ یہ حل بعد فنا ہو گیا
کام لیا اسکی نگہ نے تمام　　میں ہدف تیر قضا ہو گیا
وصل کی حسرت میں ہوا ہے وصال　　درد مرے حق میں دوا ہو گیا
تجھ نے نہ آ عشق کی کبھی لی خبر　　وہ اسی حسرت میں فنا ہو گیا

اس طرح یہ غزل خواجہ نے گائی کہ سہمناک تعریفیں کرنے لگا کہا اے گلشن آج تیرے باغ حسن پر بہار ہے جلوہ دیکھکر دل بیقرار ہے خواجہ نے انگوٹھا دکھایا سہمناک نے کہا اے جان جہان واے آرام دل عاشقان زیادہ نہ ترساؤ جلوہ تنہائی میں دل بیقرار ہے یہ غزل صف بینی نسبی ماند حسین قمر لکھنوی

دکھا کے زلف جو کل شب کو وہ روانہ ہوا　　اندھیری گور کی صورت غریب خانہ ہوا
فراق چشم میں آنکھیں ہو گئیں ہماری کور　　اک آنسوؤں کے بہانے کا بھی بہانہ ہوا
شب فراق نے مارا تمہارے عاشق کو　　اجل کا مفت میں اک جان جاں سبب نہ ہوا
قمر نے آہ جو کھینچی ٹپک پڑے آنسو　　صدا جرس کی سنی قافلہ روانہ ہوا

کبھی یہ اشعار پڑھتا ہے کبھی تحسین کرتا ہے آخر چند کنیزون سے اشارہ کیا کہ اے ری مرکش کو سمجھاؤ
مین کس کس طرح کہتا ہون یہ ظالم نہین مانتی خواجہ نے ہاتھ باندھکر کہا حضور آپ کی زوجہ آتی
ہونگی وہ مجھپر آتے ہی طعن و تشنیع کرینگی یہی فرمائینگی کہ کیون گلشن تو نے ہمارا بھی خیال نہ کیا ذرا
کہنے والے نے کہا اور تو راضی ہوگئی سہمناک جادو کہتا ہے آج تیسرا دن ہے مین نے کہلا بھیجا تھا
کہ جلد آؤ ابھی تک وہ نہین تشریف لائین نہین معلوم کس کام مین پھنسی ہوئی ہین خواجہ عمرو نے یہ سنکر
کہا وہ ضرور آئینگی نہین معلوم کیا رنگ لائینگی آپ انکے مزاج سے بخوبی آگاہ ہین اور یہ جو آپ یہ فرماتے
ہین کنیزون سے کہا تھا جو تم نہ مجھے سمجھاؤ اب سمجھائی ہون انکے سامنے ہرگز نہ آؤنگی بھاگ بھاگ کر
چھپونگی زنانہ مشہور ہے مشکل سے گلشن انکار کرتی تھی ہم لوگون نے سمجھا کر راضی کیا کنیزین کہتی ہین
ابھی گلشن اب زیادہ باتین نہ بنا شہنشاہ کے ساتھ خلوت مین جا دیکھ کیا فرماتے ہین خواجہ عمرو کے
خیال مین آیا اب چلکر اسکو بیہوش کرون اپنا مطلب نکالون یہ سمجھکر اپنے مقام سے اٹھے کہتے ہوئے
صاحب مین تمھارا کتنا عاشق ہون لیکن میرے روزگار مین فرق نہ آئے سہمناک جادو نے کہا اری
گلشن اگر ملکہ عالم تجھکو چھڑا دینگی تو مین گھر بیٹھے تنخواہ بھجوا دیا کرونگا پروا کیا کرینگی تڑپ تڑپ کے مرینگی
گلشن نے کہا مین حاضر ہوتی ہون کنیزون سے اشارہ کیا چند گلابیان شراب کی و چند کشتیان کباب
کی تو کمرے مین رکھ آؤ شاید ضرورت پڑے کنیزون نے دو گلابیان مے ارغوانی سے معمور کرکے اسی کمرے
مین رکھ دین و تین کشتیان کباب کی بھی رکھ آئین گلشن نقل خرامان سامنے اس کمرے
کے آئی ہر مرتبہ آواز دیتی ہے حضور مین آتی ہون ذرا ہوشیار رہیے سہمناک جادو کہتا ہے
ری گلشن تم تو دمبدم اشتیاق بڑھاتی ہو آؤ ہمارے پاس بیٹھو ہم بہت بیقرار ہو رہے ہین کئی دن کے
بعد آج آئی ہو ہم دو دو آدمی تمھارے یہان بھیجتے تھے مگر تمھارا جواب باصواب ملتا تھا کہ جا بجا چری
مین گئی ہین چاہتے ہین خواجہ کہ کمرے مین جائین کہ بیرون باغ سے فریاد والامان کی صدا آئی
کہ کوئی آواز دیتا ہے ای شہنشاہ جلد دوڑیے میرا نوجوان بھائی مارا گیا کوئی پکارتا ہے ارے میرے جوان
بیٹے کو مارا کوئی پکارتا ہے ارے آگ برس رہی ہے کوئی پکار کر آواز دیتا ہے ارے پتھر بھی برس رہے ہین
قیامت برپا ہوگئی ای شہنشاہ سہمناک اسقدر غافل رہنا بہتر نہین ہر عیش و عشرت ہو چکے اب
اپنے نوکرون کی خبر لیجیے زیادہ پریشان نہ کیجیے تھوڑے عرصہ مین سارا لشکر آپ کا تباہ ہوجائیگا

یہ آوازین سُنکر سہمناک نے مقام حیرت پر ٹھہرا کہ باغ گلشن مین آتا ہون دیکھون یہ کیا معرکہ ہو
کسنے لشکر کو لوٹ لیا کسنے آگ برسائی ہر چند کہ عمر نے چاہا کہ دکون خراب پلاؤن سہمناک نے رکا
اٹھا گھبرا کر باہر آیا خواجہ بشکل گلشن پیچھے پیچھے باغ سے نکل کر چلے سہمناک نے دیکھا کہ لشکر پہ
پتھر برس رہے ہین ایک طرف آگ برس رہی ہو ایک طرف ہوائے گرم چل رہی ہو نگاہ اٹھا
کے دیکھا کہ ایک طرف نادرہ گلگون پوش چہرہ و تیغ طرہ کان مین لگا ہوا ایک جانب ایک مرد
تاج سر پر گرز سے فوج کو مار رہا ہو اس مرد کو سہمناک نے للکارا کہ میرے اہل فوج نے تیرا کیا لیا ہو یہ
کہکے تاجدار پر گرز مارا تاجدار نے گرز اپنا تھا مین روک لیا اُسکی فوج پر پھینک مارا کئی سے
جوان مر کر گرے کئی گرز سہمناک نے فاخر تاجدار پر مارے فاخر نے گرز روک لیا اور
وہی گرز اسی کی فوج پر پھینکا صدہا جوان مر کر گرے فریاد و زاری کی صدا بلند ہوئی ہر ایک اہل فوج
دردمند ہو دوسرے نادرہ نے جو دیکھا کہ سہمناک نے دو چار گرز ایسے مارے کہ فاخر زخمی ہوا
جھومنے لگا نادرہ جا پڑی سہمناک کو للکارا کہ او نامرد یہ کیا کیا تو نے عاشق جان بہار کو
زخمی کیا اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا سہمناک حیران ہو کہ زوجہ کو میری کیا ہو گیا کیون اسقدر
مجھ پر غصہ کرتی ہو یہ تو بالکل میری جان کی دشمن ہو اگر فاخر تاجدار نے اس کو قتل کیا تو اسنے پچاس کو
قتل کیا چالیس کنیزین پشت پر وہ بھی سحر کر رہی ہین صحرا مین لاشے تڑپ رہے ہین ہزار ہا ساحر
کا لاشہ پڑا ہو نادرہ چاہتی ہو بڑھ کر سہمناک سے مقابلہ کرون اگر بیچ پڑے تو سر کاٹ لون
افسران فوج بڑھ بڑھ کے روکتے ہین کنیزین سحر کر رہی ہین صدہا کو قتل کیا مگر گلشن نقلی یعنے خواجہ نے
جب یہ ہنگامہ دیکھا دروازے پر باغ کے کھڑے رو رہے ہین ادھر سے باغ کے کنیزین دوڑین
ایک کنیز انمین سے سوسن نامے ازار بند مین گچھا کنجیون کا باندھا ہوا گھبرائی ہوئی نکلی یہ کہتی ہوئی
کہ ارے یہ کیا قیامت ہو زوجہ کیون شوہر کی دشمن ہو گئی اور یہ کس تاجدار کو ساتھ لائی ہو
یہ کیون سہمناک کا دشمن ہو معلوم ہوتا ہو یہ تاجدار بی بی نادرہ پر عاشق ہو عاشق و معشوق
دونون صلاح کرکے آئے ہین سہمناک کیونکر بچیگا عمرو نے کہا کہ سوسن یہ کنجیان کیسی ازار بند مین
باندھے ہو اور شعلہ خوار آتشخو شیطان بچہ جسکو افراسیاب نے قید کرکے بھیجا
تھا اسے سہمناک نے کہان قید کیا ہو بی سوسن کنجیان مجھکو معلوم ہے سوسن نے کہا کہ بی

گلشن وہ ایسی سختی سے قید ہو کر قید خانے سے نکل نہیں سکتا سامنے جو کمرہ ہے اُس پاس کوٹھے
کوئی جائے ایک میز بچھا ہو اُسکو ہٹائے میز کے نیچے وہ نقب ہے اُس نقب میں جائے خوفناک
سہمناک کا بھائی راہ میں نگہبان ہو ایسا کوئی ہو کہ خوفناک کو مارے سامنے دروازہ ہو وہ کھولے
تب دیکھے کہ سامنے شعلہ خوار رسن میں بندھا بیٹھا ہو گرد اُسکے اُسکے ساتھ والے اُسی کے ساتھ بیٹھے
بیٹھے ہیں چلے جاکے شعلہ خوار کو رہا کرے جب بیڑیاں ٹوٹیں گی سب رہا ہو جائیں گے اگر وہ نکل آئے
تو پھر نادرہ اور اُس تاجدار کی کیا حقیقت ہے اِسکا پتہ پایا ہے اب کوئی ہے جو پہنچے کون
ایسا ہے جو وہاں تک جاکے سہمناک کہ تو اسوقت ہوش درست نہیں ہیں زوبہ کو اس حال میں دیکھکر
پریشان ہو رہا ہے اور طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ نادرہ بہار کے سحر میں مبہوت ہے کان میں لگا
ہوا پھر گلشن سب بلائیں سحر بہار کی ظاہر ہیں وہ اپنے ہوش میں نہیں ہے اور سہمناک
اُس سے لڑنے گئے ہیں وہ تاجدار سے ہی بیٹے رہے یہ دونوں اپنے ہوش میں نہیں ہیں سہمناک کی
جان کو سامری و جمشید بچائیں یہ سنکر خواجہ باتیں کرتے اُسکے پاس سے کوٹھے پر پہونچے
میز کو ہٹایا دیکھا نقب تھا وہ ہوا خواجہ نے رنگ و روغن عیاری کا چھڑکا سہمناک کی شکل بنکر تیار
ہو کے نقب میں چلے خوفناک بیٹھا ہے اُسنے جو پاؤں کی آہٹ سُنی پکار کر آواز دی کہ یہ کون ہے تاج
خبردار آگے نہ بڑھنا یہ ظلم خانہ شعلہ خوار آتشخوار ہے عمرو نے جواب دیا کہ اے بھائی میں ہوں سہمناک
تمہارا بھائی یہ کہکے سامنے خوفناک کے آئے خوفناک بیٹھا جھوم رہا ہے خواجہ جاکر پاس بیٹھ گئے
کہا بھائی تم نے سنا بڑا غضب ہوا آج تمہاری نادرہ سحر میں بہار کے مبتلا ہو کر آئی ہے ایک
تاجدار کو ساتھ لائی ہے دونوں نے ملکر ہزاروں کو قتل کیا دروازے پر باغ کے ملازم کھڑا ہے
ہزار بلا لاشہ تڑپ رہا ہے اگر مناسب ہو تو ساتھ چلو نادرہ پر سے سحر اُتارو اُس تاجدار کو قتل کرو
خوفناک نے کہا کہ سحر بہار اُتارنا کتنی بڑی بات ہے ایک اشارے میں سحر اُتار دونگا اور اُس
تاجدار کو قتل کرونگا عمرو نے جلدی میں جام شراب کا بھر کہا بھائی ایک جام شراب تو پی لو کہ تا
تسکین ہو اگر یہ نہ کرو گے تو سحر کیونکر اُتارو گے بھائی میں بہت پریشان ہو رہا ہوں کہ سامنے
نادرہ پر جلوہ ہے بڑے بڑے ساحر فریب میں ہیں ایسا نہ ہو کہ کسی کا سحر پڑ جائے اگر وہ
قتل ہو جائے تو پیچھے کیسا ملال ہوگا ہر وقت اُس تاجدار کا خیال ہوگا یہ کہکے جام ہاتھ میں خوفناک کے دیا

خوفناک کے پہلو مین ایک چھوٹا سا نخل لگا ہے اسپر ایک طائر بیٹھا تھا جیسے ہی خوفناک نے جام ہاتھ مین لیا طائر نے جھنکار انتقار ہو کر یہ اشعار پڑھنے لگا۔ نظم

ہجر جانان مین جی سے جاتا ہے
آتش عشق کا بجھاتا ہے
چشم آہو صفت کو کیجیے پیار
رشک سے کیا ہمین جلاتا ہے
رکھ دلا روز و شب امید وصال
اپنے کعبے کا آستانا ہے
رند و ندان کے عشق مین اکثر
آ اگر تجھکو اب بھی آتا ہے
طاق کاری نہ چھوڑنا رقصا

کیون نہ برسائین اشک دیدۂ تر
کچھ عجب طرح کا زمانا ہے
گر میان غیر سے وہ کرتے ہین
عاشق زار کو رلاتا ہے
سر ٹپکنا کیون نہ یار کے در پر
اسی کو سجدہ مین دینا جاتا ہے
کوئی دم مین عدو کو ہو ناراض
کسل شب کا اگر ستاتا ہے

بس یہی موت کا بہانا ہے
ہو عدو جیسے کیجیے احسان
ہمکو وحشی اگر بناتا ہے
یار دلوائے داستان وصال
رنج فرقت اگر بھلاتا ہے
جان جاتی ہے جس جگہ سب کی
بھی ہیرے کی ہمکو کھاتا ہے
رکھ کے زانو پہ سو رہو سر کو
ایک دن خاک ہی مین جانا ہے

یہ اشعار جو طائر نے پڑھے خوفناک طائر سے نگاہین ملا کے رہا بغور یہ اشعار سنا کیا جب اُسنے مصرع آخر پڑھا کہ "ایک دن خاک ہی مین جانا ہے" خوفناک نے جام ہاتھ سے پھینک دیا اور پکار کر آواز دی او ساربان زادے تیری ذات کے سارے فتور ہین کہ بھائی صاحب زد چہ سے اپنی لڑ رہے ہین عمرو نے چاہا کہ خنجر مارون اُسنے سحر کیا کہ خواجہ لڑکھڑا کر زمین پر گرے اُسنے گرفتار کیا کشان کشان لیکر لعقب سے نکلا کہتا ہوا کہ ارے او ظالم افراسیاب نے مجکو اس مقام پر مقرر کیا تھا سحر نے مجکو دم بدم خبر دیتا تھا تو گلشن کی شکل بنا اُس وقت ہی میرے سحر نے مجکو خبر دی کہ عمرو آگیا گلشن کو بیہوش کیا تو نے مجت مین اُسکی اشعار گائے وہ ترے اوپر مائل ہوا مین یہان ہنس رہا تھا سوچتا تھا کہ جب عمرو اُسکو بیہوش کرنے لگیگا اُسوقت جاکے گرفتار کرونگا تو میرے پاس پہونچا میری ہی فکر مین آیا اب تجکو ابھی چلکے قتل کرتا ہون لعقب سے نکلا کنیزین دوڑین پکارتی ہوئین کہ میان خوفناک صاحب آپ نے کیون تکلیف فرمائی بھائی صاحب آپ کے زد چہ سے جنگ کر رہے ہین بی نادرہ نے نصف لشکر کا خاتمہ کر دیا لاشون سے میدان بھرا ہے ہر مرتبہ جنگ چمک کے شوہر پر آتی ہین معلوم ہوتا ہے کہ ابکا سحر خالی نہ جائیگا مگر آپ کے بھائی صاحب اپنے کو سحر سے بچا سکتے ہین ورنہ اب تک اُسے خاتمہ کر دیا ہوتا خوفناک نے کہا مین سنکے

آج اس شخص کو گرفتار کیا جس سے کہ افراسیاب کی جان پر بنی تھی الیسی عیاریان افراسیاب نے بر کین اسی غم مین آنسے اپنی جان دی اس ظالم کو قتل کرون اسی چل کے سحر آتا یا ابو عمرو کو کھینچتا ہوا ایران باغ آیا دیکھا کہ جنگ ہو رہی ہے نادرۂ گلگون پوش طرہ کان مین بجوش وخروش لڑ رہی ہے سہمناک بھاگ بھاگ کے اپنی جان بچاتا ہے جب نادرہ نے سحر کیا پھول برسے جس پر پھول پڑگیا اور بو دماغ مین پہونچی وہ مبہوت ہوا گریبان پھاڑا اور یہ اشعار پڑھنے لگا **نظم**

پیسہ اہر لچک بار جو موباف زری ہے — اس شوخ مین یہ عالم نازک کمری ہے
ساغر مین چھلکتی ہے شراب ایسلے ساقی — شوخی مین وہ ڈوبی ہے شرارت مین بھری ہے
چلنے مین چھلاوا ہے تو تسخیر مین جادو — یہ مردمک چشم ہے لیلی کہ پری ہے
اک جلوہ دکھا جاتی ہے پھر کر نہین آتی — ثابت نہین سایہ ہے جدائی کہ پری ہے
خلقت مین ہر اک چیز کو بھی فرد ہی پایا — خلاق اسی واسطے شرکت سے بری ہے
دل دادہ ان آنکھون پہ غزالان حرم ہین — رفتار سے پامال اگر کبک دری ہے
کیا چھائی ہے فرط قلق ہجر مین حیرت — لب پر نہ تو نالہ ہے نہ آنکھون مین تری ہے
ہر چند ہے وہ چشم سیہ صورت آہو — چیتے کی طرح سینہ پہ سفاک جری ہے
رخصت نہین گر باد بہاری کی چمن سے — پُر درد یہ کیون نالۂ مرغ سحری ہے
رہتی ہے موئے پر بھی مجھے یاد تمھاری — ہر چند ز خود رفتگی و بے خبری ہے
دل سے مرے پوچھے کوئی حال نظر یار — آنے مین وہ بجلی ہے کو جانے مین پری ہے
دیکھی نہین بجلی مین بھی ہے یہ شرارت — کیا کوٹ کے شوخی تری رگ رگ مین بھری ہے
مجھ آپ سے تڑپا علیں رعشہ تہ خنجر — مجبور ہے بندہ ہے خطا سے بشری ہے

چہار طرف ان اشعار کا ہنگامہ ہے کوئی روتا ہے کوئی پیٹ رہا ہے کوئی گلا کاٹتا ہے نادرہ نے تمام لشکر کو دیوانہ کر دیا جس جگہ سحر آگین ڈالی اور طرۂ کان سے ہلایا پھول برسنے لگے طائر جا بجا درختون پر زمزمہ سرائی کر رہے ہین بعض طائر اڑ کر سر پر سہمناک کے آتے ہین اور مثل انسان کے پکارتے ہین کہ اے سہمناک اسقدر نہ گھبراؤ ہوش مین آؤ سہمناک اسی طرح جنگ کر رہا ہے کہ خوفناک نے پکار کر کہا بھائی صاحب آپ ہٹ جایئے نادرہ کو قریب آنے دیجئے

جب سامنے آئے تو مین صحرا تا رون سہمناک تو ایک جانب بنا خوفناک نے ایک لکہ ابر بنایا
اُس لکہ ابر کو نادرہ پر گرایا نادرہ لکہ ابر مین بند ہوئی اور بانی بھی برس رہا ہر دو درے جو فاخر
تاجدار نے یہ معرکہ دیکھا بیقرار ہو کے دو ڑا بچاتا ہوا کہ او چھیا تو کون ہی کہ جو ملکہ پر یہ بدعت کرتا ہی
یہ کہکے ابر پر گولا مارا گولا قریب لکہ ابر پہونچا تڑپ کے نادرہ ابر سے نکلی نکلا گولے کو روکا روک کر
فاخر تاجدار پر پھینک مارا فاخر تاجدار کے سر پر گولا پڑا کہ سر فاخر کے ہزار ٹکڑے ہوئے خوفناک نے
قریب نادرہ آکر وہ طرہ کان سے نکال لیا کہا ای ملکہ عالم یہ طرہ تجھے نا زیبا ہی جیسے ہی طرہ کان
سے نکلا نادرہ کو ہوش آگیا کہا بھائی صاحب مین تو اپنے شوہر کی ملاقات کو آئی تھی یہ لڑائی کس
سے پڑی فوج کو کسنے قتل کیا خوفناک نے کہا کہ ابھی صاحب فوج مین بلوہ ہو گیا تھا آپس مین
لڑی چند قتل ہوے دیکھو شوہر کا تمھارے کیا حال ہے نادرہ نے آکر سہمناک کا ہاتھ تھام
لیا کہا صاحب جس وقت نامہ تمھارا پہونچا ہم اُسی وقت سوار ہوے تمھاری ملاقات کو آئے
چلو باغ مین چلو چلکر بیٹھو خوفناک نے بڑھ کر کہا کہ بھائی صاحب ایک خوشخبری سُناتا ہون کہ
عمرو عیار کو گرفتار کیا نادرہ یہ خبر سنکر بہت خوش ہوئی کہا آج وہ شخص گرفتار ہوا کہ جس سے
افراسیاب بھی تنگ تھا ہزارون مرتبہ افراسیاب کو اس ظالم نے دھوکا دیا افراسیاب
پریشان تھا آخر لڑ بھڑ کے اپنی جان دی اسکو ابھی قتل کرو میدان خونی کی تیاری ہو نادرہ سہمناک و
خوفناک کے ساتھ اندر باغ کے آئی کنیزوں نے دارین استادکین چند زنگی خنجر برہنہ لیکر
کھڑے ہوے خوفناک نے عمرو کو اُنکے سپرد کیا اُنھون نے عمرو کو کھینچا عمرو بہت تڑپے پھڑکے
جب دیکھا نے کھینچ کر سامنے خوفناک کے بٹھایا ایک زنگی نے گردن پر تولے کا خنجر کھینچا خنجر چمکا کر آواز دی
ای خوفناک سمجھکر حکم دیجیے فوراً مارون ایک ہی ہاتھ مین سر تن سے جدا ہو خوفناک نے طرف
سہمناک کے دیکھا کہا کہ کہیں بھائی کیا حکم دیتے ہو سہمناک نے کہا کہ فوراً قتل کرو زنگی خنجر
چمکانے لگا عمرو نے بیقرار ہو کر آواز دی کہ ای معبود حقیقی وای رب تحقیقی اس بلا سے نجات دے

اپنا تو یہ اعتقاد ہی نظم

مساز رغبت و الفت بغیر حق با کس	کہ از تمام خدائی فقط خدایت بس
شد چو بندۂ نادان بہ بند حرص و ہوس	چو مرغ باز نیاید برون ز کنج قفس

بجہ چشمہ امتحان ہی چدرالم کیونکر کرین
کیفیت لکھتے ہی سب ہی حرف ہو اڑ جاتے ہین
گر نگاہ ناز کو شوق ستم منظور ہی
دیکھ ایسے کس [illegible] پیرو دیکھ تو
جسد دل اغیار خواہ ہو کر [illegible] آگیا
انتظار شوق [illegible] پاس
ہر شب فرقت [illegible] افسانہ خواہ
دیکھ [illegible] ہو گیا دل بیقرار
سو [illegible] جان اپنے تمام

وہ شائق غیر کو ایذا ستم کیونکر کرین
ہائے احوال دل مضطر رقم کیونکر کرین
دشمن اپنی زندگی تربت قلم کیونکر کرین
گریہ اسکے سامنے ای چشم نم کیونکر کرین
پھر بچانا غمزہ شمشیر دم کیونکر کرین
جانتے ہیں جلوے نظارہ دم بدم کیونکر کرین
زانو آرام آگیا خواب عدم کیونکر کرین
ہے بہانہ سودائے زلف خم بخم کیونکر کرین
ہم بھی تو مومن ہین دل نذر صنم کیونکر کرین

ملکہ ان زمزمہ سرود جب یہ اشعار گانے خونخوار کی آنکھیں سرخ ہو گئیں چہرہ گلنار بلبلا کے پکار اٹھا کہ ای شہنشاہ اقلیم حسن و جمال وای آسمان خوبی کی ماہ کمال ذرا ادھر نگاہ اٹھا کے دیکھیں مین سرفراز کرو ہم عاشق زار جان ہیں عاشقوں کو سرفراز کرنا معشوقوں کا کام ہے صورت زیبا تمہاری معبود خاص و عام ہے جو کہو سر حاضر کرین اپنی جان قربان کرین ہمکو سب طرح منظور ہے جمال دیکھے سے قلب کو سرور ہے ملکہ بہار نے کہا سہمناک کا سر حاضر کر دیجے کلکے آواز دی کہ اے گل اندام دیکھ تو یہ کیا کہتا ہے ایسا اسکو کردے کہ یہ بھول جائے پہلو سے ایک نازنین پھولون کے زیور مین غرق آڑی ترچھی باندھی ہوئے سامنے آئی ملکہ بہار نے کہا کہ ای گل اندام دیکھو خونخوار کیا کہتا ہے وہ نازنین ہنستی ہوئی سامنے خونخوار کے آئی پکار کر آواز دی خسرو ذرا ٹھنڈے ہو گھبراؤ نہیں مین آپہونچی قریب آکر ہار اپنے گلے سے اتار اسکے گلے مین خونخوار کے پہنا دیا ہار پہنتے ہی خونخوار اور زیادہ بدحواس ہو ہاتھ باندھ کر سامنے آیا کہا ای ملکہ جو ارشاد ہو وہ بجا لاؤن بہار نے کہا کہ اپنے بھائی صاحب سہمناک کا سر لاؤ یہ سنتے ہی خونخوار پلٹا پکار کر آواز دی کہ او سہمناک کیون دیوانہ ہوا ہے میرے سامنے آ مجھ سے تو آنکھ ملا خبردار کیون مقابلہ کر رہا ہے مین تجکو جواب معقول دونگا محمور کو دیکھکر پکارا کہ ای ملکہ عالم آپ کیون تکلیف کرتی ہین مین اسکو سمجھا دونگا بہار نے جو حکم دیا ہے وہ

بجاؤ انکا سر کاٹ کر اُسکا خدمت مین ملکہ کی لیجاؤنگا ملکہ مخمور الگ ہوئین سہمناک نے جو بھائی
کو گستاخ پایا گرد پھینک مارا آواز دی بھائی صاحب لیجیے اب بچے تو آپ کو معلوم ہو خوفناک
کہا کہ مخمور نے کوئی سحر عمدہ تیار نہ کیا نہین تو انکو حال معلوم ہوتا بھائیون مین گولا چلنے لگا ایکدفعہ
ایک سحر روکنے لگا ان دونون کے سحر سے فوج والے جل رہے ہین درختون سے شعلے نکل رہے ہین
مثل ہیمہ خشک جل رہے ہین اہل فوج خوف سے دونون بھائیون کے محو ہین کرکے اپنے کو
قتل کرا رہے ہین خواجہ جو چھوٹ کر بھاگے اُس نقب مین پہونچے اندر نقب کے جا کے دیکھا
دروازہ کھلا ہوا ہی سامنے شعلہ خوار آتشخوار بیچ مین اپنے بھائیون کے بیٹھا زنجیرین ہلا رہا ہی خواجہ
کو دیکھکر خوش ہوگیا پکار کر آواز دی کہ ای مہربان آپ کہان تھے کہ غلام مدت سے اس مقام
پر قید ہی میری چوٹی جو زنجیر سے چھت کی بندھی ہی صرف اسکو کھول دیجیے عمرو نے کہا ای شعلہ خوار
آتشخوار ابھی تمھین تکلیف اُٹھانا پڑیگی باہر دونون بھائی لڑ رہے ہین اُنکا علاج واجب و لازم ہی
شعلہ خوار نے کہا کہ یہ دونون کیا چیز ہین افراسیاب کو ایسا حیران کردون کہ اپنی جان سے
عاجز آجاے عمرو نے کہا کہ افراسیاب اب کہان ہی جہنم مین پہونچا مین تو خاص تمہاری رہائی
کو آیا ہون بیچ مین ساحرون نے روکا قتل کا میرے ارادہ کیا مخمور و بہار و باغبان ساتھ آئے وہ بھی
بھی لڑ رہے ہین مین یہان آیا تمھین چھڑانے کی فکر مین ہون عمرو نے جھپٹ کے چھت کی زنجیر سے
چھت کی لپٹی چوٹیا شعلہ خوار کی کھولی شیطان بچہ تڑپ کر اُٹھا آواز دی ہان بھائیو ہم سب
ساتھ والون کی رسیین توڑین خواجہ سے کہا کہ آپ جائیے مین آتا ہون عمرو نے کہا کہ مین تمہارے
ساتھ چلو شعلہ خوار نے جواب دیا کہ اُستاد آپ سے کبھی خلاف وعدہ نہ کرونگا مدت سے آپکا کھانا نہین کھایا
عمرو نے دو شعر گنگنا کر سامنے شعلہ خوار کے گائے وقت کو دیکھکر جو تابین لگا تھا شعلہ خوار جو منے
ایک کوٹھا سامنے تھا شعلہ خوار نے اُسکا قفل توڑ کہا خواجہ یہ قید خانے کا مال ہی یہ تو
آپ کی نذر ہی اور بھی حاضر کرونگا کیا افراسیاب مارا گیا خزانے ایسے ہین کہ سوا
میرے اُنکو کوئی نہین جانتا ہی چلکر بسم اللہ تمھارا خواجہ نے دروازہ کھول کر دیکھا جواہرات سے
کھلونے اُسمین بھرے ہین اور ایک جانب توڑے اشرفیون کے برابر چنے ہوے ہین
خواجہ بہت خوش ہوے مجال انیاسی زنبیل سے نکالا شعلہ خوار نے کہا ابھی مین اپنے ملازمون کو

حکم دون جہان کیسے وہان پہونچیں دین خواجہ نے کہا کہ بار برداری میرے ساتھ ہو کہکر جال الیاسی
نکالا اور یہ کہکر کھینچ مارا کہ ای جال خجال ہوکر گریو بالشت بھرتی بھی نہ چھوٹنے پائے جال
جو پڑا سب کھل گئے اور توڑے اشرفیون کے کھینچکر زنبیل مین رکھے فرمانے جاتے ہین واہ اہان یہ بھی
ہمارے دوست نے یہ مال دیا ہے خواجہ یہ مال لیکر نکلے دیکھا اسی طور جنگ قایم ہے مخمور و بہار و
باغبان فوج کو دیوانہ کر رہے ہین دونون بھائی آپس مین گوشت خرد دندان سگ ہو رہے ہین
جب سہمناک نے گولا مارا خوفناک بجا فوج داؤن مین کسی کا سر پھٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا سو دو سو
بیکار ہوے بہار نے پوچھا کہ خواجہ کہان گئے تھے بت ہنستے ہوے آگئے ہو خواجہ نے کہا کہ
اب تم لوگ ہٹ جاؤ اس شخص کی آمد ہے کہ جو اگر ان دونون کی گردن لیگا دو مین سے ایک کو زندہ
نہ چھوڑیگا بہار سے خواجہ باتین کر رہے ہین کہ ایک دفعتًا اس زور و شور سے ہوا کہ زمین ہل گئی
جس مقام پر سہمناک و خوفناک لڑ رہے تھے وہان ایک غار پیدا ہوا کچھ شعلے چک چک کے
نکلنے لگے ایک شعلہ کلان نکلا وہ شعلہ طرف سہمناک کے چلا اس شعلے سے آواز آتی تھی کہ او
بیحیا تو نے قید مین بڑی بڑی تکلیف پہونچائی ہم شعلہ خوار آتشخو سہمناک حیران و پریشان ہے
کہ خوفناک تو زندہ رہا ہے شعلہ خوار نے کیونکر رہائی پائی یہ سحر باغبان وغیرہ کا ہے اسی
خیال مین ایک گولا اس شعلہ کلان پر مارا جیسے ہی وہ گولا قریب شعلہ کلان کے پہونچا اس
شعلہ کلان سے ایک پنجۂ فولادی پیدا ہوا پنجۂ فولادی نے گولا روک لیا گولا روک کر وہی گولا
طرف سہمناک کے پھینک مارا وہ گولا اڑا سر سہمناک کے چلا سہمناک پیچھے ہٹا پیچھے ہٹ کر دیکھا
کہ جدھر مین جاتا ہون اسی طرف گولا آتا ہے تب تو اسنے اپنا ہاتھ کاٹ کے خون اپنا زمین پر
گرایا وہ گولا اسی خون پر گرا ٹھنڈا ہو کر رہگیا اور وہ شعلہ کلان لپک کر سہمناک کے جسم سے
لپٹا سہمناک کو معلوم ہوا ہڈیان جلنے لگین مگر شعلۂ آتش نے اسقدر جلایا کہ بدن مین آبلے
پڑ گئے مثل سرو چراغان جلنے لگا تھوڑے عرصے مین جلکر خاک کا ڈھیر ہو گیا ہوا اس زور سے
چلی کہ خاک بھی بادہوائی خوفناک نے جو یہ معرکہ دیکھا پکار کر آواز دی کہ یارو جان بچاؤ معلوم
ہوتا ہے شیطان بچے نے رہائی پائی میرا لقب سے ہٹ آنا بڑا غضب ہوا ہر شخص کو یہی معلوم ہوتا ہے
کہ ایک شعلہ ہمارے نزدیک آیا پاؤن مین لپٹ گیا ناگہان پکڑ کر جیرت الدین سیکڑون کو دیکھی حیرت

پھینک دیا اب وہ شعلہ گلابی طرف خوفناک کے چلا خوفناک نے ہرچند سحر کیے شعلے سے
صدائے ہیبتناک آتی ہے کہ خوفناک کانپ جاتا ہے مثل شاخ بید تھرا جاتا ہے جو سحر اُسنے کیا بجھ
فولادی شعلے سے نکلا سحر کو روک لیا اور طرف خوفناک کے پھینک مارا خوفناک اپنے کو
بمشکل بچاتا ہے آخر وہ شعلہ آکر جسم سے خوفناک کے لپٹا خوفناک چیخین مارتا ہے مگر شعلہ نہین
چھوڑتا آخر مثل ہیزم خشک جلنے لگا ہر عضو سے شعلے نکلنے لگے آخر جل جل کر خاک ہوا دم بھر مین
قصہ پاک ہوا کل اہل فوج کو مارا ان سب کو مار کر باغ کو لوٹا بہار کو تخت پر سوار کیا باغبان
و مخمور ساتھ ہوے خواجہ بھی تخت پر سوار ہوے شیطان بچے غل مچاتے ہوے اس جاہ و حشم
سے طرف لشکر کے چلے قریب کوہ فیروزہ پہونچے رات کو اُس مقام پر اُترے شعلہ خوار نے بارگاہ عمدہ
استادکرائی بہار و باغبان و مخمور اسکے اندر داخل ہوے شعلہ خوار نے ہاتھ باندھکر خواجہ
عمرو سے عرض کی کہ ای شہنشاہ اوج عیاری داد گزبر دست طراری اس پہاڑ مین بھی خزانہ ہے
کچھ گمان نہ کیجئے تو دون شاگردون کو بھیجون وہ جا کر آپس مین فساد کرائین دو خزانہ دار اس کوہ
پر ہین آپس مین لڑین تب قصر ظاہر ہوگا انکو قتل کرکے خزانہ لیجیے مگر گمان نہ کیجئے مین رخصت ہو جاؤن
جب آپ دربار مین امیر کے پہونچین گے تب حاضر ہونگا خواجہ اسی وقت سامنے آپکے زنبیل
سے نکال اور یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

زانو سے مرے آپ نہ سر کو اُٹھائیے
فتنہ ہے مست خواب نہ اسکو جگائیے

تربت پہ میری ہار شبینہ چڑھائیے
جسدن مرے مزار پر تشریف لائیے

جان لب پہ آگئی ہے غم انتظار مین
اب جلد آپ خیر سے تشریف لائیے

ہمراہ غیر جاتے ہین سیر چمن کو آپ
تازہ نہ اس بہار مین کچھ گل کھلائیے

شرما کے بولے رات جو مین نے گلہ کیا
گندی حکایتون کو زبان پر نہ لائیے

بسمل تڑپ رہے ہین سر راہ دیکھیے
دامن اُٹھا کے آپ ذرا بچ کے جائیے

صید افگنی کا شوق ہے تو دام زلف مین
عاشق کے مرغ روح رودان کو پھنسائیے

آخر تو درد عشق سے جاتی رہیگی جان
کیون ایک دم کو منت عیسے اُٹھائیے

لیجے حساب روز جزا ظلم و جور کا
جی چاہتا ہے انکو تماشا دکھائیے

جہاں میں کوئی شے سے بہتر نہیں ہر چیز
بے شربت وصال ہو دشوار زندگی
تیغ نگہ نے کام ہی آخر کیا تمام
اعجاز عیسوی کا بھی ہو جائے امتحان
منظور محو ذات جو ہوتا ہے تو نظام

دل اپنا مفت دیجیے پھر جی سے جائیے
دل کی لگی کو آپ ہی آکر بجھائیے
قاتل تری صفائی کے قربان جائیے
کشتے کو آپ ناز سے ٹھوکر لگائیے
دل سے ذرا حجاب دوئی کو اٹھائیے

اس طرح خواجہ نے یہ غزل گائی کہ شعلہ خوار جھومنے لگا ساتھ والوں سے آواز دی یارو
پہاڑ پر جا کر دونوں بہنیں بیان شدہ حاکم ہیں جا کے ایسا فتور کرو کہ دونوں بہنیں لڑیں اور کنیزوں میں
بھی فساد ہو جاوے بچے ننگے ننگے لنگوٹیاں باندھے ہوئے چٹیاں سر پر اڑتی ہوئیں اپنے اپنے
مقام سے اٹھے کہا استاد ابھی جاتے ہیں کہا رات بھر میں ایسا فساد برپا کرو کہ صبح کو جب روشنی
ہو تو مکان و خزانہ ظاہر ہو جائے انکو مار کر پھر خزانہ لے لیں گے قضائے کار گل اندام دگل پیرہن
دونوں بہنیں کوہ فیروزہ پر حاکم ہیں چالیس ہزار فوج انکی مطیع و فرمانبردار ہے مع انیسوں
جلیسوں کے دونوں بہنیں مسند پر بیٹھی ہیں عیش و عشرت کے سوا کسی وقت غم و الم نہیں کہ یکایک
چند کنیزیں دوڑی ہوئی آئیں روتی ہوئی گر پڑیں کہا واری غضب ہوا طلسم ہوشربا فتح
ہو گیا افراسیاب کو طلسم کشا نے مار لیا اب طلسم کشا کی طرف سے طلب ہے کہ جو خدمت
جسکے سپرد ہو اُن اشیا کو لیکر حاضر ہو اور جو نہ آئیگا گنہگار ہوگا گل اندام یہ سنکر رونے لگی
گل پیرہن نے کہا کہ یہ خبر کہنے کی اُسکے منہ میں خاک افراسیاب کو کون مار سکتا ہے کس کی مجال
ہے کہ افراسیاب کو قتل کرے اور حیرت کو قید کرے جسنے یہ خبر کہی ہو اُسے نکال دو گل اندام
نے کہا کہ ہوا سارے پہاڑ جل گئے دریا خشک ہوئے سیکڑوں صحرا جلے درخت مٹے ہوا ایسی خبر کو
خلاف سمجھتی ہو جسدن تمام صحرا جلا تھا اور کوہ فیروزہ بھی تھرا رہا تھا میں نے اسی وقت آپ سے
عرض کی تھی کہ سامری و جمشید خیر کریں اور اب تو چند کس اس جنگ سے بھاگ کر آئے ہیں وہ
بیان کرتے ہیں کہ ہمارے سامنے افراسیاب قتل ہوا حیرت جادو گرفتار ہوئی مگر امیر کو ایسا
پاس ہے کہ حیرت کو قتل نہیں کیا قید کیا ہے ہمارا جادو کے اختیار میں ہیں آپ دو دانہ ہیں
یقین اس خبر کو ہیں جھوٹ کہتی ہو گل پیرہن نے پھر جلا کر جواب دیا ایسی خبر

زبان سے نہ نکالو ورنہ بد عملی ہو جائیگی اہل حرم یہ مجکو فراج نہ دینگے یہ نہین پہاڑ پر بیٹھی رہو اور
دوکوئی ایسی خبر کہتا ہو اسکو یہان سے نکال دو دو دونون بہنون مین تکرار ہونے لگی گل اندام آ
یہی کہتی ہی افراسیاب مارا گیا فنگلون کے جلنے سے ثابت ہوتا ہی گل پیرہن کہتی ہی افراسیاب
نے کوئی شعبدہ کیا ہوگا لطف کنیزین اسکی اور لطف اُسکی آپسین پاؤن جادن کرنے لگین یہانتک
دونون مین تکرار ہوئی کہ گل اندام نے کہا تو تمہاری شامتین آئی ہین گل پیرہن نے کہا مارا
کہا تو اتمکو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی ایک سحر مین ستادونگی کنیزین اسباب سحر لیکر اپنے اپنے مقام سے
اٹھین گولے ترنج و نارنج چلنے لگے خواجہ زیر کوہ سے دیکھ رہے ہین کہ پہاڑ پر معلوم ہوتا ہی آگ
لگی ہوئی ہی گولے ترنج و نارنج چل رہے ہین شعلہ خوار آتشخو باہر نکلا کہا اُستاد ملاحظہ فرمایئے
دونون بہنین آپس مین لڑ رہی ہین وہ جو چار پانچ غلام آپ کے گئے تھے ہر چند کہ اطاعت
اسلام کر کے بہت سیدھے ہو گئے ہین فتور کرنا مزاج سے نکل گیا لیکن اُسپر بھی چار پانچ نے جاکر
چالیس ہزار کو درہم و برہم کر دیا اب اصلاح ہونا دشوار ہی صبح ہونے دیجیے پھر بہ آسانی خزانون
پر قبضہ کیجیے وہان دونون بہنین آپس مین سحر کر رہی ہین فوجین باہنین کی کٹ رہی ہین پہاڑ
پر زیر درخت لاشے کنیزون کے پڑے ہین افراسیاب نے ہر پہاڑ پر کنیزین صورت دار بنائی
ہین لاشے جو اُنکے پڑے ہین معلوم ہوتا ہی ستارے چمک رہے ہین رات بھر آپس مین بڑے
بڑے سحر ہوے آخر صبح کو لڑتی ہوئی پہاڑ سے اُترین گل اندام وہی کہے جاتی ہی افراسیاب
مارا گیا گل پیرہن جواب دیتی ہی کہ تو ایسا نہ کہو اگر افراسیاب قتل ہوا تو مین تمکو بھی اُسکے
پاس بھیجونگی گل اندام شکست کھا کے بھاگی پہاڑ سے اُتری گل پیرہن پیچھا نہین چھوڑتی
کہتی ہی تو آکیا مین تمکو زندہ نکلکر جانے دونگی تمنے ایسی واہیات خبر کوہ فیروزہ پر مشہور کی اگر
یہ دلیل پیش کرتی ہو کہ دریا خشک ہوے اور جنگل جلے افراسیاب نے کوئی شعبدہ کیا ہوگا
اُسکا یہ ظہور ہی افراسیاب ہمہ دان و ہمہ گیر ہی غائب ہونا چھپ جانا اُسکا کام ہی اُسے
کون مار سکتا ہی سب لشکر مسلمانان کو مٹا دیگا جب غصہ کر کے آگے بڑھیگا تو زمین ہلا دیگا ایسے
بادشاہ کے مقدمے مین ایسی بات مشہور کرتی ہو گل اندام کہتی ہی تو اتمکو نہین معلوم کیا سود
ہوا ہی جو شخص صاحب لوح ہوگا اُسکے نزدیک مار لینا افراسیاب کا کیا مشکل ہی کل اہل لوح افغان

طلسم کشا کے ساتھ ہے کوکب نے کیا کوئی بات اٹھا رکھی ہوگی گل پیرہن جواب دیتی ہے کہ کوکب
کی افراسیاب کے سامنے کیا حقیقت ہے کوئی افراسیاب سے لڑ سکتا ہے اکیلا لاکھوں سے
لڑے کوکب کو طلسم نور افشاں سے نکال دیا کوکب کو بیٹھنے کی جگہ نہ ملی آپس میں گفتگو
کرتی ہوئی جب زیر کوہ پہونچیں شعلہ نوار نے ایک چیخ سے کہا کہ اب ظالم آپ کا جاتا ہے ان دونوں کو
جا کر مٹاتا ہے یہ دونوں میری تو قسم و خرابہ ظاہر ہو تمام تیرہ ہے اس طلسم کی سحر بند میں کوئی پا
نہیں سکتا یہ کہہ کے شعلہ نوار نے ایک چیخ ماری ساتھ والے اسکے سب جمع ہوگئے خواجہ نے
دیکھا کہ چار پانچ سے زیادہ نئے ننگے پتیاں مردوں پر اڑتی ہوئیں خواجہ کو سب گھیر کر کھڑے ہوئے
کہا خواجہ صاحب جاتے ہیں جا کر ان دونوں کو ستاتے ہیں شعلہ خوار اس فوج کو لیکر چلا وہ کون
نہیں لڑتے ہیں وہی آتش میں تکرار ہے ایک کہتی ہے افراسیاب مارا گیا دوسری کہتی ہے کہ شہنشاہ
افراسیاب کو کون مار سکتا ہے کنیزوں میں سحر کے گولے چل رہے ہیں جا بجا لاشے پڑے ہیں
لیکن گل اندام و ملکہ گل پیرہن کمر دامن باندھے ہوئے معروف جنگ ہیں کنیزیں بھی جمع ہوئی
لڑ رہی ہیں کہ یکایک لشکر میں شور ہوا دونوں بہنوں نے پلٹ کر دیکھا کہ لشکر میں پاس کنیزوں کے شعلہ
آتش چمک رہے ہیں جسکے پاس شعلہ پہونچا کسی کا منہ جلا کوئی سر تا پا تک جلنے لگی سیکڑوں جل جا کر
خاک ہوئیں دونوں بہنیں حیران ہوئیں کہ یہ کیا معرکہ ہوا کنیزوں کو کون جلائے دیتا ہے
خاک میں ملائے دیتا ہے ایک شعلہ انکی طرف گل اندام کے چلا گل اندام نے ہر چند سحر کیے
مگر وہ شعلہ نہ رکا آکے جسم سے چمٹ گیا گل اندام نے ایک چیخ ماری آواز دی کہ اے بہن یہ کیسا
سحر کیا کہ بدن جلا جاتا ہے جلی جاتی ہوں مجھے کوئی بچوتے دیتا ہے گل پیرہن بہن کی آواز سنکر بیتاب
ہوئی روتی ہوئی دوڑی اور چلاتی ہوئی کہ بہن یہ سحر نہیں کیا میرا اتفاق مقابلہ
و ایک بات پر تھا میں یہ نہ چاہتی تھی کہ شکل تبدیل کروں یا بہن دونوں قسم ہے سامری و جمشید
کی یہ میرا سحر نہیں ہے یہ کہتی ہوئی قریب بہن کے پہونچی دیکھا کہ تمام جسم اسکا جل رہا ہے پیر
ہم سے شعلہ آتش نکل رہے ہیں بہن کی ہیبت سے لپٹ گئی اسکے بھی جسم میں آگ لگ گئی دونوں
بہنیں جلنے لگیں اور شعلہ باس خود نے کنیزوں کو جلایا تھوڑے عرصے میں دونوں بہنیں جل کر
خاک ہوئیں کنیزیں بھی جلکر گریں تھوڑے ہی عرصے میں میدان پاک و صاف ہو گیا جب

روشنی ہوئی تو خواجہ عمرو نے دیکھا ایک دناٹا ہوا اور کوہ فیروزہ تھرا گیا ظاہر معلوم ہوتا تھا
کہ تمام پہاڑ گر پڑیگا بیچ مین سے کوہ شق ہوا ایک قصر کلان ظاہر ہوا شعلہ خوار نے آواز دی
خواجہ صاحب آیئے دیکھیے ان دونون کے مرنے سے قصر ظاہر ہوا خواجہ جھپٹ کر بالاے کوہ آئے
دیکھا زنجیر قصر مین قفل مار سیاہ لپٹا ہوا ہے شعلہ خوار نے اُس قفل کو توڑ کر پھینک دیا کہا خواجہ صاحب
لیجیے اندر جایئے اندر جاکے خواجہ نے دیکھا توڑے اشرفیون کے اور روپیون کے دونون جانب
چُنے ہوے ہین اتنا زمانہ ہوا کہ توڑے گل گئے روپیہ اور اشرفیان زمین مین پڑی ہین شعلہ خوار
حیران ہے کہ اُستاد اس روپیہ کو کیونکر لین گے کئی مرتبہ کہا کہ ساتھ والون کو اپنے بلاؤن خواجہ نے
کہا کہ تم اندر نہ آؤ باہر ہی رہو یہ کہکے عمرو نے جال نکالا یہ کلمہ مار کر اسی جال جنجال ہو کر روپیان
کی خاک بھی نہ ہوئے تھوڑی دیر کے بعد شعلہ خوار نے دیکھا کہ اس قصر مین ایک گڑھا پڑ گیا خواجہ نے
سب مال لیکر نذر زنبیل کیا قصر سے نکلے جب خواجہ اندر سے باہر آئے مکان گر گیا کوہ پھٹا کوہ سے
دھوان نکلا کوہ بھی جلکر خاک ہوا پہاڑ کا بھی قصہ پاک ہوا پھر وہان سے سوار ہو شعلہ خوار ساتھ
رہ رہ روی کر کے قریب کوہ بلور پہونچے شعلہ خوار نے رات کو صحبت مین خواجہ سے کہا کہ یہ سامنے
کوہ بلور ہے اُسپر بھی خزانہ افراسیاب ہے اگر حکم دیجیے تو آپکی یہان بھی فتح بر پا کرون بلور جادو
نہایت رنگ سیمین ہے اگر یہ قتل ہو تو بڑا قصر عالی ظاہر ہو خواجہ نے کہا کہ جب وہ تنہا یہان کی مالک
ہے تو اُسپر کیا فتح ہو سکتا ہے شعلہ خوار نے جواب دیا کہ ہم لوگ ہزار باتین نکال لیتے ہین کوئی
لڑنے والا پیدا ہو جائیگا آج آپ شب کو پہاڑ سے ہٹ کر اترین مین جاکر فتح بر پا کرتا ہون خواجہ تو
کوہ بلور سے دو کوس ہٹ کر اترے خود شعلہ خوار روانہ ہوا یہان بلور جادو خبر قتل افراسیاب
سُنکر رنجان و ترسان بیٹھی ہے کنیزون سے کہہ رہی ہے کہ ماجرا غضب ہوا افراسیاب ایسا شخص
مارا گیا اب دیکھیے کیا ہو شعلہ خوار نے آکر دیکھا کہ بلور جادو اکیلی بیٹھی ہے یہ بھی دیکھا کہ کوئی کنیز
مقابلے کی نہین کس سے مقابلہ کراؤن آخر وہان سے نکلا کوہ بلور سے قریب بارہ کوس پر کوہ طور
ہے وہان کا حاکم امین جادو اپنے قصر مین بیٹھا ہے خبر قتل افراسیاب سنکر کہہ رہا ہے کہ بار وسبب
لاچین کی اطاعت نہ کیجائیگی اُسکے ساتھ برائی کرچکے ہین میں یہان سے بھاگا جاتا ہون اور کہین جاکر ٹہر
اسی وقت تخت منگایا چالیس پچاس جادوگر جو نامی تھے اُنکو ساتھ لیا فوج سے کہا کہ تم لوگ اسی مقام پر

شہر میں جہان شہزادہ ہان تم سب کو بلوا لونگا یہ کہکے تخت اُڑایا شب ماہ ہی یہ صحرا دیکھتا ہوا جاتا ہی تخت اُسکا بالا ئے کوہ بلور پہونچا بلور کے جو جمال پر نگاہ پڑی بیقرار ہوگیا سوچا کہ جب ان چلون اس نازنین کو بھی ساتھ لے چلون یہ سوچکر تخت اُتارا بلور جادو نے جو امین کو آتے ہوئے دیکھا اپنے مقام سے اُٹھی کہا کہ اے امین آپ کا کیا ارادہ ہی افراسیاب تو مارا گیا طلسم کُشا آتا ہوگا امین نے جواب دیا کہ اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی ہم تو لاچین کی اطاعت نہ کرینگے بلور نے کہا کہ ہمارا بھی یہی ارادہ ہی امین نے کہا کہ بس اُٹھو ہمارے ساتھ چلو کسی صحرا مین نکل چلین وہان چلکر بسر کرین جب طلسم کشا چلا جائیگا اپنے پہاڑ پر قبضہ کرین گے بلور نے کہا کہ تم جانتے ہو یہان خزانہ ہی اگر اس طرف طلسم کشا کا گذر ہوا اور کسی نے خبر دیدی تو وہ خزانہ لے لیں گے مین اس خزانے کی تدبیر کرکے آؤنگی تم چلکر شہر و خط لکھنا مین اسی مقام پر پہونچ جاؤنگی امین نے کہا کہ اے ملکہ عالم مین بے آپکے کیونکر زندہ رہونگا میرا تو عجب حال ہی بلور نے کہا کہ ذرا اپنے ہوش مین آؤ آہستہ کہو امین نے کہا کہ اے ملکہ عالم مین اپنی کیفیت کیا عرض کرون کس زبان سے حال کہون میری تو یہ کیفیت ہی

نظم

غنچہ دہانِ خوب سیما کرکے

تجھ سے صورت آشنا کرکے
کیا ملا عرض مدعا کرکے
چلے با نیت شفا کرکے
ترک مطلب حصول مطلب
مختصر یہ مرے بیا کرکے
تیرا اوبت ادا سے شکر کیا
گرہ زلف یار وا کرکے
سحر مین تھی کسے امید سحر
تجھ سے او بیوفا وفا کرکے
بیوفا تو نے مجھکو قتل کیا
خواجہ آتش کو پیشوا کرکے

صاف کر قلب اتقا کرکے
بات بھی کوئی التجا کرکے
حق اسیری کا تیری اے صیاد
بیٹھو رہ ترک مدعا کرکے
مبہم انفعال عصیان سے
طاعت فرض کو قضا کرکے
ہون وہ طائر اُڑا ہی صیاد
رات کاٹی خدا خدا کرکے
اور درد جگر نے شدت کی
بیمار رہی بیمار مین ذرا کرکے

دیکھ یہ آئینہ صفا کرکے
خاک اُس در کی او مریض عشق
جاؤنگا دام دام ادا کرکے
گور مین بھی جگہ نا یار زندون نے
خود پشیمان ہوا دعا کرکے
پایا شانے نام عقدہ کشا
صدقے سر پر مرے بلا کرکے
نہ ہوا غیر رنج خاک حصول
زندہ کیا ہوا ادا کرکے
اُس کا ... ہو شادی مین

یہ جو اشعار امین نے سامنے بلور کے پڑھے بلور نے تیوری بدلی

جل نزال نے جواب دیا کہ ای امین تمکو کیا ہو گیا ہی اپنے ہوش مین آؤ یہ کیا باتین بناتے ہو
یہ کیا کیفیت ہی امین نے کہا کہ ای ملکہ عالم مین آپ کو ضرور ساتھ لیچلونگا میری عجب کیفیت ہی مین نے
بہت مختصر عرض کیا دل پر چھریان چل رہی ہین کیا گزارش کرون بلور نے کہا کہ بس اب آپ
جائیے جب خط لکھوگے تو مین آؤنگی اس وقت جاؤ امین جادو نے ہاتھ بلور کا تھام لیا کہا
مسند پر بیٹھو مین خدمتگزاری کرون بلور نے ہاتھ چھڑا لیا اس سے کہا کہ اب زیادہ سختی نہ کریے
سیدھے چلے جاؤ اسی مین خیر ہی ورنہ بہت ذلیل ہوگے امین نے کہا کہ اسی مین بہتر ہی کہ اٹھو
اور میرے ساتھ چلو یہ کہکے ہاتھ تھام کر کھینچنے لگا ملکہ نے ہاتھ چھڑا لیا اور خنجر کھینچی کہا کہ ای امین
جادو جان اپنی بچاؤ جب امین نے نہ مانا آپس مین خنجر چلنے لگا پچاس مصاحب امین کے اور بارہ
ہزار کنیزین ملکہ بلور کی آپس مین خنجر چلنے لگا جانبین سے سحر ہوے کنیزین مر مر کے گرنے لگین کئی
مصاحب مر گئے امین کے گر رہے جب پہاڑ پر زیادہ ہنگامہ ہوا اور امین نے آگ برسائی ملکہ بلور کو
شکست ہوئی پہاڑ سے جا گین چاہا کہ زیر کوہ اتر جاؤن امین دہاڑتا ہوا چلا ملکہ بلور
پہاڑ سے اتر آئین دامن کوہ مین سحر چلنے لگا خواجہ بیرون بارگاہ کھڑے دیکھ رہے ہین دیکھا
کہ شعلہ خوار دوڑا ہوا آیا کہا کہ ای شہنشاہ اوج بیداری دیکھیے فساد برپا ہوگیا امین جادو
بارہ کوس سے دوڑنے کو آیا فساد شروع ہوگیا اب آپ بالاے کوہ جائین جاکر قصر کو دیکھین قصر
مین خزانہ بھرا ہی اس قصر کو اپنے قبضے مین کرین خواجہ نے دیکھے گوشت خرد دندان سگ
ہو رہے ہین خواجہ دوسری جانب سے کترا کر بالاے کوہ پہونچے دیکھا کہ ایک مکان کلان ہی
اشرفیون سے بھرا ہوا خواجہ نے جال الیاسی کا لاجال مار کر تمام خزانہ قبضے مین کیا جب
مکان سے خواجہ نکلے مکان اڑ اڑا کے گرا بلور نے کہا کہ او امین غضب ہوا کسی نے خزانہ
لے لیا جب تو مکان گرا امین ہاتھ باندھے گیا کہا کہ ای ملکہ عالم رہ رہ کے دل مین یہی آتا تھا
کہ اپنی جان دون اور آپ کی جان لون مکان گرتے ہی خیال مین آیا کہ میری راے بالکل بیجا ہی
مین نے آپ سے کیون فساد کیا ہزارہا کنیزین قتل ہوئین تمہارے اور میرے ملازمین
مارے گئے اب ہوش آیا دل مین یہ بیچ گئی کہ مین نے ناحق کو فساد کیا مفت مین ان بندگان
شاہ جمشید کی جان گئی مین تو اب جاتا ہون آپ کو اختیار ہی خزانہ لٹ گیا

پہر دل مین خیال تھا کہ جسطرح سے بن پڑے فساد کرین اب دل سے فساد نکلا اصلاح پر
مزاج آیا یہ سنکے امین جادو شرمندہ و محجوب ہوا کہا کہ ای بلور جادو مین تجسے بہت شرمندہ
ہوا اب مین طرف صحرائے ویران کے جاتا ہون وہان کوئی نہ آئیگا مگر اے ملکہ اتنی بات دریافت
کیجیے کہ خزانہ کسنے لیا یہ کہکے امین جادو پر پرواز پیدا کرکے طرف صحرائے ویران کے بہاگا
بلور جادو وہان سے کوہ آتش مکان جو ویران دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ مکان گر پڑا ہے مکان گرا ہوا
ہے یکبارگی ایک آدمی پکار کر آواز دی کہ یا سامری وجمشید یہ خزانہ آپ کے نام کا تھا افراسیاب نے
کس حفاظت سے رکھا تھا آخر یہ خزانہ کہان گیا کون لے گیا پہلوئے قصر سے آواز آئی کہ اسے
بلور جادو شہانہ خوار آتش کدہ جسکو عمرو نے تسخیر کیا اُنے عمرو کے ہاتھ سے خزانہ لٹوایا جب وہ
خزانہ لیکر زنبیل کر رہا تھا روح سامری وجمشید کے رونے کی آواز آتی تھی ہر آواز مین یہی
صدا اُٹھتی کہ یہ خزانہ افراسیاب نے نذر سامری وجمشید کیا تھا مسلمانون نے اُسے بیجبر
لیا ایسے شخص کے قبضے مین خزانہ گیا کہ جہان سے خزانے کا نکلنا دشوار ہے زنبیل عمرو کی وہ
مقام ہے کہ تمام دنیا کے خزانے وہان جمع ہین کبھی صرف نہین ہوتے کسی کے کام نہین آتے یہ سنکر
بلور جادو وہین پر پہاڑ کے دیکھنے لگی دیکھا کہ عمرو تنہا میان طے کرتا ہوا جاتا ہے بلور تڑپ کر گری
کمر مین پنجہ دیکر عمرو کو اُٹھائے ہوئی بالائے کوہ لائی لبز دون کو پکار کر آواز دی کہ اس ظالم کو قتل کرو
اور کہا کہ ای عمرو اگر اپنی زندگی چاہتا ہے تو جو خزانہ یہان سے لیا ہے وہ حوالے کر روح سامری و
جمشید پر صدمہ ہے ہر مرتبہ صدائین حسرت آمیز آتی ہین عمرو نے جواب دیا کہ اسے
ملکہ عالم مین اکیلا دبلا پتلا اتنا بڑا خزانہ کہان لیجاتا مجہپر ناحق آپ کا گمان ہے اور یون آپ کو
اختیار ہے خواہ قتل کیجیے خواہ بخشیے مین بے گناہ ہون بلور نے کہا کہ روح سامری وجمشید و نے
وسے چکی کہ تیرے پاس زنبیل ہے امین مال رکھ لیتا ہے وہ مال صرف نہ ہوگا عمرو نے کہا کہ
آپ کنارے لیچل کے مجہ سے پوچھیے تو مین خزانہ آپ کو دکھا دون آپ اُٹھا لیجیے مجھے اپنے
ہاتھ سے دینا ناگوار ہے بلور عمرو کو کھینچتی ہوئی ایک کمرے مین لائی کہا لو خواجہ خزانہ دو جائے
عدم تمھارے قتل سے ہاتھ نہ اُٹھاؤنگی ایک پنجہ مار دونگی کہ سر اڑ جائیگا مین کچھ خوف
نہ کرونگی جانتی ہون کہ سلطنت تو سست چکی لا چین کی اطاعت کرنا پڑیگی اور ہم سب لاچین ہم

مدت کی ہو نہیں معلوم ہمارے ساتھ کیونکر پیش آئے ضرور بدلا وحشت کا لیگا صرانو ردی وحشت جانی
ہماری تقدیر میں ہو تجھے منا کے جاؤنگی خواجہ عمرو نے کہا کہ آپ خفا نہ ہون ہاتھ میرے کھولدین
مین آپ کو خزانہ دکھادون بلور جادو نے ہاتھ کھولے عمرو نے ہتکڑیان زنبیل کی کھولین کہا
کہ ذرا ملکہ عالم ملاحظہ فرمایئے بلور نے جھانک کر دیکھا کہ خزانہ کوہ کا ایک طرف رکھا ہے راہگیر جو
ادہر سے جاتے ہین خزانے کو دیکھکر کترا کے راستہ چلتے ہین ہر ایک کالا ہی قول ہوکر خول پہنے خزانہ رکھا ہے
ایسا نہ ہو کہ کوئی روپیہ کم ہوجائے تو ہم لوگون سے پرسش ہوگی جب تو جھک کر بلور اچھلنے لگی
لگی قصد کیا کہ ہاتھ بڑھا کر خزانہ اٹھا لون عمرو نے جو تڑون مین ہاتھ دیکر بلور کو زنبیل مین ڈالدیا
بلور جو زنبیل مین گری کالی کالی لونڈیان یہ کہتی ہوئی دوڑین کہ ارے ایک ساحرہ آئی ہے بہت
عمدہ لباس پہنے ہوئے لپٹ گئین ایک نے دوپٹہ اتار لیا ایک کہتی ہے پائجامہ اتار ایک کہتی ہے
اسکو حساب دینا پڑیگا خواجہ سزا دینگے تو سب کپڑے بلور کے اتار لیے ایک عرق بندھوا دی
سر پر ٹوکری مٹی کی رکھی کہا مٹی یہان سے اٹھا کر کنارے دریا کے ڈال بلور جادو تو نہایت پریشان
ہوا اگر رکتی ہے تو بیت ایک سونٹا مارتا ہے ناچار مٹی ڈھونے لگی خواجہ عمرو نے بلور جادو کو زنبیل
مین ڈالکر ایک روغن عیاری کا نکالا بلور جادو کی شکل بنکر مسکراتے ہوئے باہر نکلا کنیزون سے
عرض کیا کہ داری عمرو عیار کو کیا کیا کہا کہ عمرو کو مین نے غرق زمین کر دیا میخانے سے شراب
لاؤ سب بیٹھکر پیو نشے مین جلکر لشکر لاچین سے مقابلہ کرین کنیزین خوشی خوشی دوڑین
میخانے سے گلابیان اور شرابے لائین عمرو نے سب مین بیہوشی ملائی سب کنیزین خوشی خوشی پینے
لگین تھوڑے ہی عرصے مین بیہوشی نے تاثیر کی سب اٹھ اٹھ کر گرین بیہوش ہوئین خواجہ عمرو نے
سب کے کپڑے اتار لیے سب کو قتل کیا پہاڑ سے خوشی خوشی اترے اور آکر شعلہ خوار
آتشخو سے ملاقات کی اسنے پوچھا کہ استاد کہان دیر لگی خواجہ عمرو نے کہا کہ بلور جادو
سے کچھ گفتگو تھی اسکو زنبیل مین بٹھا دیا دیکھوگے کہ بلور کیا کرتی ہے شعلہ خوار آتشخو نے
ہاتھ باندھکر عرض کی کہ کیا غلام کی جانب سے ابھی کچھ شک باقی ہے مین تو دل سے مطیع و
معتقد ہون آیندہ آپ کو اختیار ہے چاہے زنبیل کی سیر کرایئے مین تابعدار ہون عمرو نے
گلے سے لگالیا کہا کہ اے فرزند کوہ بلور کو بالکل مٹا دیا اب شعلہ خوار آتشخو کو

ساتھ لیکر خواجہ عمرو وہان آئے ہان۔ بہار و مخمور و باغبان وغیرہ موجود ہین لشکر شیطان بچ
گیا تھا اسنے خواجہ سے سب حال آکر بہار سے بیان کیا بہار نے کہا کہ یہ سب حال طلسم کشا سے
کہا جائیگا خزانہ آپ کو دینا چاہیے شعلہ خوار آتشخو نے کہا کہ جس شوالے مین مین رہتا تھا مین نے
وہان ایک مکان بنایا ہے سو پتلیان چاندی کی بناکر اس مکان مین رکھی ہین آپ وہان لیے
چلکر قبضہ کیجیے وہ خزانہ بھی دیجیے لگا بہار نے کہا کہ خواجہ چاہیے لیکن سب حال مین اسد
سے بیان کرونگی خواجہ نے کہا کہ اسد کو کیا دخل ہے بغیر مشقت یہ خزانہ حاصل کیا ہے ہمارے
دوست نے ایسے وسوسے واسطے کہین وہان سے آکر ہوا آپ چلکر انکا جمع کیا ہوا بھی مال
دیکھین بہار و باغبان و مخمور وغیرہ ساتھ ہوے خواجہ عمرو منزلین طے کرتے ہوے طرف اس
شوالے کے جاتے ہین جو شوالے پر یہ ماجرا گذرا کہ بہزاد زمیندار جو اس حوالی کا حاکم ہے جب سے
دیکھا کہ شوالے سے اب کچھ ظہور نہین ہوتا جھلا کر ایک دن کہا کہ قدرت یہان سے چلے گئے
شوالے کو کھدوا ڈالو شوالہ جو کھدوا دیا ایک تہخانہ ظاہر ہوا اسمین ہزارون پتلیان چاندی
کی بھری ہوئی ہین زمیندار اسے اٹھوا لایا کر اپنے مکان مین رکھا خواجہ عمرو ساتھ شعلہ خوار
آتشخو کے جو اس مقام پر پہنچے شوالہ کھدا ہوا پایا شعلہ خوار خواجہ سے شرمندہ ہوا خواجہ نے
کہا اے شعلہ خوار اس مکان سے کوئی تمہارا خزانہ نکال لے گیا شعلہ خوار آتشخو نے اپنے ساتھ
والون سے کہا کہ دریافت تو کرو کہ پتلیان کون اٹھوا کے لے گیا پانچ چلہ اہل فوج مین سے انکی
تلاش مین چلے بعد پھر کے وہ لڑکے واپس آئے کہا کہ بہزاد زمیندار اٹھوا کے لے گیا
اپنے مکان مین [illegible] ان کو بیچ ہین انسے تجارت کا ارادہ کیا ہے یہ سنکر شعلہ خوار آتشخو نے
کہا کہ مین جاکر [illegible] لاتا ہون کہتے ہوے شوالون کی [illegible] مین گھس گیا
مثل شعلے کے چمک کر آواز دی کہ منم خداوندا ہے زمیندار و سب حاضر ہو۔ بہزاد کو لوگون
نے خبر دی کہ آج کہین [illegible] سے خداوند ظاہر ہوے ہین سب [illegible] مین
تو اپنے بلاتے ہین بہزاد زمیندار دوڑ کر آیا دیکھا [illegible] مین شعلہ کلان بلند ہے اسکو دیکھکر
بہزاد زمیندار نے سجدہ کیا بقہر و غضب شعلہ خوار آتشخو نے آواز دی او بد اعتقاد ہم
بالا سے آسمان گئے تھے تو نے ہمارا مسکن کھدوا ڈالا کچھ خوف نہ کیا اور [illegible] نے

تھیلیاں اٹھوا کے لے گیا لیجا کر گھر میں رکھی ہیں جلد انکو اٹھوا کر لا لا کر یہان جمع کرو ورنہ ابھی
میں خبر دیتا ہوں ورنہ تیرے گاؤن میں آگ لگ جائیگی سب اناج پھنک جائیگا بہزاد زمیندار ڈر کا ہاتھ
باندھ کر عرض کی کہ میں پھر شوالہ بنوا دونگا آپ یہان رہیں ورتھیلیان چاندی وسونے کی لاتا ہون
شعلہ خوار مع ساتھ والون کے تہ کر جیت کہ یہ اپنے مکان میں جاوین تم سب تھیلیان اٹھا لاویں
خیمہ میں ملکہ بہار اتری ہیں وہان لا کر جمع کرو شعلہ بیٹھ گئے اور تھیلیان اٹھا لائے بارگاہ
میں ملکہ بہار جادو بیٹھی ہیں کہ دیکھا چاندی کی تھیلیان گرنے لگیں تھوڑے ہی عرصہ میں انبار
ہو گیا بہار و مخمور و باغبان گھبرائے بہزاد جو مکان پر پہونچا دیکھا مکان تھیلیوں سے خالی پڑا ہی
روتا پیٹتا ہوا مقام پر شوالے کے آیا کہا یا خداوند تھیلیان سب غائب ہو گئیں شعلہ خوار
آتشخو نے آواز دی کہ او احمق وہ پریزادین تھیں پردہ قات چلی گئیں وہان جا کر بیٹھیں گی
اب تو سب گاؤن بھر کا مال جمع کر کے لا اور لا کر یہان جمع کر دے قدرت انکو بلوا لینگی سے
لیکن خبردار کسی کے گھر میں چاندی کا چھلا باقی نہ رہے سب کو دونا ہو کر ملیگا زمیندار نے
جا کر گاؤن میں یہی حکم سنایا گنوارون نے عورتون کا اسباب اتار کر اپنے اپنے انگوچھے میں
باندھا تھیلیان لا لا کر ڈھیر کر دین کسی نے لکھا دو سیر چاندی ہر کسی نے لکھا تین
سیر چاندی ہر کسی نے سیر بھر کلس لا کر قریب انیٹون کے جمع کرنا شروع کیا جانتے ہیں کہ کل دونا
ہو کر ملیگا وہ سب اپنا اپنا اسباب ڈال کر چلے گئے رات کو شعلہ خوار نے اپنے ساتھ والون
سے کہا کہ یہ بھی مال اٹھاتے چلو سب انکو جیسے اٹھا لا کے لا کر اسی خیمے میں ڈھیر کیا بہار
مخمور و باغبان حیران ہو رہے ہیں کہ یہ مال کہان سے آیا صبح کو شعلہ خوار آتشخو بھی
وسا خو لیتے ہوئے آیا کہا استاد یہ سب مال بھیجے خواجہ نے خوشی خوشی تھیلیان اور گنوارون کی
چاندی لیکر زنبیل میں رکھی وہان سے کوچ کر کے چلے بہزاد زمیندار صبح ہو کو
گنوارون کو ساتھ لیے ہوئے قریب انیٹون کے آیا دیکھا سب مال غائب ہو گئے
کی جگہ بھی نہیں گھبرا کر گنوار رونے لگے کوئی کہتا ہے میں نے عمر بھر میں دو سیر چاندی کا
زیور اپنی عورت کے واسطے بنوایا تھا یہ کہان گیا قدرت دم دیکر سلے گئے دونے کا وعدہ
تھا اب یہ جی نے آ کر خبر دی کہ یہان سے دو کوس پر ایک خیمہ استادہ تھا اس میں پہلے تھیلیان

پہونچیں پھر صبح کو وہ مال بھی سب وہیں پہونچ گیا قدرت کو عمرو سے باتیں کرتے دیکھا اب وہ لوگ
کوچ کیا چاہتے ہیں بہزاد زمیندار یہ خبر وحشت اثر سنکر چلا کانی ٹٹوی پر سوار ہوا ڈھال تلوار ہاتھ میں لی
سب سے کہا چلو اُن سب کو پکڑ لیں اپنا قدرت سے لیں اور جو مل جائیں تو قدرت کو قتل کریں ہمکو اور
سب کو یہ صدمہ گذرے اور مال وہ لیجائیں دو ہزار گنواروں کو ساتھ لیکر چلا یہاں بہار نے تخت بنایا ہے
شعلہ خوار آتشخو مع اپنی فوج کے ساتھ ہے خواجہ فرماتے ہیں کہ یارو اب چلو یہاں ٹھہرنا بہتر نہیں ایسا نہ ہو کہ
گنوار آگاہ ہو جائیں یہاں جنگل میں شعلہ کلان پہونچ گیا گرد اہل فوج چھوٹے چھوٹے شعلے چمک رہے
ہیں بہار وہ باغبان و ثمور تخت پر سوار خواجہ پائے تخت پر ہاتھ رکھے کھڑے ہیں کہ ملکہ بہار تخت اڑائیں تو میں
بھی بڑھوں کہ لینا لینا کی آواز آئی دیکھا سب نے بہزاد زمیندار آگے آگے تیر مارتا ہوا سب گنوار تلوار
کھینچے ہوئے کہتے ہوئے آتے ہیں کہ ان سب کو مارلو جیسے ہی یہ بلوہ ظاہر ہوا عمرو نے حقہ آتشبازی مارا
گنواروں کے منہ جھلسے مگر مال کی محبت میں مبہوت ہو رہے ہیں گھسے آتے ہیں کئی حقہ آتشبازی خواجہ
نے مارے کئی سو جوان جل جل کر گرے شعلہ خوار آتشخو نے جو دیکھا کہ دو ہزار گنوار خواجہ کو گھیرا چاہتے
ہیں اور خواجہ حقہ ہائے آتشبازی مار رہے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ گرفتار ہو جائیں گنوار جلتے ہیں مگر گھسے
آتے ہیں شعلہ خوار نے آواز دی ہاں یارو ان سب کو لینا وہ سب شعلے چمک چمک کر لشکر
بہزاد پر گرے کوئی جلکر رہگیا کسی کو ٹانگیں پکڑ کے چیر ڈالا شعلہ خوار آتشخو دوڑ کر بہزاد سے لپٹا
بہزاد نے ایک چیخ ماری کہ یارو مجھے بچاؤ میری ہڈیاں جل رہی ہیں چند بھائی بند اسکو دوڑ دوڑ
کر لپٹنے لگے جو لپٹا منہ کے بل زمین پر گرا بدن میں آگ لگ گئی مثل ہیزم خشک جلنے لگا تھوڑے
ہی عرصے میں ان دو ہزار کو شیطان بھون نے مارا خواجہ نے مُردوں کے کپڑے اتار لیے لاشہ
ہائے برہنہ اُنکے اسی جنگل میں پڑے رہے شعلہ خوار نے کہا کہ استاد اب چلیے خواجہ میں ان سب کو
ساتھ لیکر چلے چونکہ خزانے ہاتھ آئے شعلہ خوار آتشخو کی وجہ سے مال بہت ملا ہنستے ہوئے
لشکر اسلام میں آئے یہاں وہ زمانہ ہو کہ اسد کی شادی کا سامان ہو رہا ہے تمام خانجگزاران ہوش رُبا
آتے جاتے ہیں لشکر سب کے قریب باغ سیب فروکش ہیں بارگاہ میں استاد لاچین کا انتظام جابجا ناچ
ہو رہا ہے خواجہ نے لاکر شعلہ خوار آتشخو کو اسد سے بلایا اسد نے بہت شعلہ خوار کو
سرفراز کیا زعفرانی جوڑا زیب جسم ہے سب سرداران اسد مثل ابراہیم بن مالک ولندھاوہ

بن لندھور و فرزندان سرداران نامی اٹھارہ امیرزادے زعفرانی جوڑے پہنے ہوئے لشکر میں پھر رہے اِن علین گرمی صحبت میں حیرت کے بھائی کا آنا اور حیرت کا رہا ہونا اور لقا کا روانہ ہونا طرف خداوند خورشید روشن تن کے جو سانحے گزرے جلد ہفتم میں درج کرچکا ہوں لقا بھی بھاگ کرپاس خورشید کے پہونچا کوکب کے رنجیدہ ہوکر صاحبقران کو نامہ لکھا کہ آپ نے جو مجھ سے سوال کیا تھا بعقد شادی ایرج نوجوان تو غلام نے بران کو مار ڈالا اب میرے مالک کی طرف جو آئیگا میں مثل افراسیاب رئیس ہوں سرکار کے روانہ کرونگا ایرج نوجوان کا جانا طرف کوکب صاحبقران نے بڑی دھوم سے اسد کی شادی کی بعد تھوڑے عرصے کے حالات خدائی خورشید روشن تن دربندون پر. مرکہ گذرے خواجہ کوکب کو تسخیر کرکے لائے یہ بھی دربندون پر لڑے آخر ناہید مرصع پوش سے معرکے پڑے خواجہ نے جنگ آخرین کوکب کو گرفتار کیا اور آپسمیں صفائی ہوئی کہ آخر کوکب نے بخوشی برآن کی شادی ساتھ ایرج کے کی طلسم نور افشان میں یہ کیفیت تحریر سے توبہ کرکے بیٹھے اولادیں سب کی ہونا اور جو فتور ہوئے لڑکوں کا خروج یعنے فرزند شاہ از بطن بہار و فرزند شاہزادہ نورالدہر از بطن محمود و فرزند ایرج از بطن برآن تمام کیفیتیں طلسم فتنہ نور افشان میں درج کرچکا ہوں یہ داستان رہائی شیطان بچے کی بھی گئی کہ خواجہ نے اسکو تسخیر کرکے لاکے اسد سے ملوایا اسد نے بہت سرفراز کیا شعلہ خوار آتشخو نے توبہ کی اب کبھی دعوئ خدائی نہ کرونگا جہاں حضور مجکو طلب کرینگے وہاں حاضر ہونگا اگر جنگ کا حکم ہوگا مع فوج حاضر ہونگا اگر تنہا طلب کرینگے تنہا حاضر ہونگا تمام ہوئی

جلد دوم بقیہ طلسم ہوشربا

تقریظ چکیدۂ کلک جواہر سلک منشی اشتیاق حسین سہیل فرزند دلبند مصنف ۔

شکر ہے اس پروردگار بے نیاز و رب کارساز کا کہ جناب والد نامدار کو زبان فصیح بیان عطا فرمائی حقیر کی آبرو بڑھائی تصنیف میں وہ رتبہ ملا کہ ناظرین کا غنچۂ آرزو کھلا باغ مضامین شگفتہ ہوا ولولۂ جوش عشق نہفتہ ہوا نعت رتبہ رسول کریم حبیب رب رحیم جسنے ہم گرفتاران وادی ضلالت کو راہ بتائی کتاب ہدایت سجھائی وصی برحق اسکا جانشین مطلق یعنے جناب حیدر کرار وصی احمد مختار دست زبردست پروردگار کشندۂ اشرار نابکار کنندۂ در خیبر

یہ ہی کہ اپنے قبلہ و کعبہ کا ذکر ہے اور طرح کی فکر ہی کہ اس بقیہ مین کیا گیا داستانین جلالت شعار تحریر فرمائین
ناظرین کو سیر ریاض شگفتہ دکھائین عشق لالہ زار صندلی پوش کس دھوم سے لکھا ہی کہ بوقت
ملاحظہ ناظرین عش عش فرمائین گے تعریف کے خطوط ناظرین نکتہ سنج نے لکھے ہین یہ جلد طلسم ہوش ربا
یعنے پنجم و ششم و ہفتم ایسی لکھین کہ جنکا مثل ممکن نہین اب پھر قلم اٹھایا اس بقیہ مین کیا رنگ دکھایا ملکہ
گلنار پوش کی داستان ایسی لکھی کہ سبحان اللہ تین جلدین فتنۂ نور افشان کی بیتال و جینئیر
کس جوش و خروش مین لکھین کہ ہر داستان سے الگ تکلف پیدا ہی لطف نو ظاہر و ہویدا ہی
صاحبقران نے کس زور و شور سے طلسم مذکور کو فتح کیا کیا عجائب و غرائب لکھے ناظرین پڑھکر
شاد ہوے ہونگے انجام فتنۂ نور افشان مین طلسم ہفت پیکر کا پتہ دیا تین جلدون پر منقسم ہوگا
یہ طلسم ایسا ہوگا کہ ناظرین طلسم ہوش ربا کو فراموش کرینگے بالائے طاق رکھدینگے ایک شخص
موسوم بہ خداوند ہفت پیکر سات پہاڑون پر ظہور دکھاتا ہی نائب کا اسکے ذکر نہین کیا بروقت
تحریر ظاہر ہوگا قاسم دلبند حور کو اسنے حکم دیا ہی کہ جاکر حمزہ کو گرفتار کرکے لاؤ ادھر امیر نے
دیکھا کہ کل فرزند فکر طلسم ہفت پیکر مین سگئے بادشاہ لشکر بھی روانہ ہوے ہین جملہ سرداران
تہمتن و کل جوانان صف شکن و عیاران طرار شاگردان خواجہ عمرو نامدار ہمراہ رکاب سعادت
انتساب ہین انکا پہونچنا سرحد ہفت پیکر مین و تیز عجیب لطف سے داخلہ امیر کا ہوگا اور
فرزندون کی داستانین الگ الگ تحریر ہونگی کہ ناظرین خوش ہونگے اور ذہانت کی تعریف
فرمائینگے زیادہ کیا معروض ہی کتب کے دیکھنے سے ہر قلب کو سرور ہی زیادہ و السلام فقط

تاریخ در صنعت توشیح تصنیف کردہ مصنف داستان ہائے ہذا ایک یک

حرف از سر ہر مصرع بگیرند تا تاریخ ۱۳۰۸ھ ظاہر شود

کدھر ہی تو ای کلک شیرین رقم
عجب داستانین لکھین بید رنگ
یہ کیا ہی کہ ہین بلبلین نغمہ زن
کہین دیکھکر یہ نیا سا چمن

بقیہ کا سامان ہوا ہی بہم
خوشی ہون جسے دیکھکر اہل رنگ
قمر نے دکھائی ہی سیر چمن
قمر آفرین مرحبا مرحبا

کہ دین خلعت آفرین اہل ہوش	ہنر کا بڑھے خوب جوش و خروش
لکھوں میں اسکی تاریخ بھی بے بدل	کہ ہو نظم کے ملک میں بحر عمل
رقم کی یہ تاریخ بھی بے نظیر	کہ خوش ہوں رئیسان گردون سریر
الٰہی رہیں خیر سے خاص و عام	بڑھے لطف سے نظم کا انتظام

تاریخ طبع از مورخ کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل ایجنٹ مطبع کانپور

طبع گردید از نوال خدا	فرحت آگین طلسم ہوش ربا
بہر تاریخ ہجریش عاقل	گو ۔ سنجے زین طلسم ہوش ربا

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

بعد حمد کردگار و نعت رسول مختار و مناقب صحابۂ ابرار و مدائح ائمۂ اطہار علیہم السلام عاشقان داستانہائے عجیب کو مژدۂ جانفزا اور نوید مسرت انتما ہو کہ ان ایام فرحت انجام مین گل سرسبد ازہار فصاحت ثمر نو رسیدہ اشجار بلاغت رشک جام جہان نما مو سوم بہ بقیۂ طلسم ہوش ربا جسکی جلد اول چھپ چکی اور یہ جلد دوم بھی نذر شائقین ہو چکی۔ تعریف ان جلدون کی زبان قلم سے کرنا چھوٹا منہہ بڑی بات ہے یہ نثر و نظم نہیں ہے ایک گلدستہ کرامات ہے کیون نہ ہو مصنف عالیشان ان جلدون کے صاحب تصانیف کثیر ممدوح برنا و پیر سخنور نامور جناب منشی احمد حسین صاحب متخلص بہ قمر ہین جنھون نے بحکم مالک مطبع ان تصانیف مین زور طبع دکھایا ہے ہر ہر مقام پر دریائے فصاحت بہایا ہے الحمد للہ والمنہ کہ یہ شاہد زیبا اس سے پہلے مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین طبع ہوئی اور اب مطبع منشی نولکشور کانپور مین بسرپرستی ذی المجد و المحاسن معلی القاب عالیجناب رائے بہادر منشی پراگ نراین صاحب مالک مطبع دام اقبالہ باہتمام کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل ایجنٹ بماہ جولائی ١٩١١ء بار اول حلیۂ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوئی